ہمارے پھل

شعبۂ مطبوعات، محکمہ زراعت، حکومت پنجاب

Marfat.com

Marfat.com

حکیم احمد شریف پودامی نشنل بک فاؤنڈیشن ذخیرہ لاہور پاکستان
2533

ہمارے پھل

مرتبہ

مصاحب الدین خاں

(سابق ڈائریکٹر جنرل ریسرچ)

شائع کردہ

ادارہ زرعی اطلاعات و مطبوعات، محکمہ زراعت، حکومت پنجاب

۵۰ آریہ نگر (سمن آباد) لاہور

بار دوم

قیمت ۱۸/- .=

Marfat.com

فہرستِ مصنّفین

60673

نمبر شمار	نام ماہرین	مضامین	حصہ
۱ -	ڈاکٹر سعید احمد و شیخ حمید مظہر	ایم ایس سی زراعت پنجاب بی - ایچ - ڈی - فلوریڈا فار - آر - ایچ - ایس - لندن	آب و ہوا - پھلدار پودا اور اس کے حصے باغ کے لئے موزوں زمین - آبپاشی کھاد - پھلدار پودوں کا گرمی کی شدت سے بچاؤ۔
		آم - امرود - لوکاٹ - آملہ - جامن بیر - سٹرابیری - لیچی - فالسہ	حصہ اوّل حصہ دوم (الف)
۲ -	میاں سعید خاں	پھلوں کی چنائی فروخت اور ذخیرہ اندوزی	حصہ اوّل
	ایم - ایس سی زراعت پنجاب ایم - ایس - سی کیلے فورنیا	ناشپاتی - بہی - آڑو - آلوچہ - خوبانی	حصہ دوم (ب)
۳ -	مصاحب الدین خاں	پاکستان میں صنعت امثار -	حصہ اوّل
	ایم - ایس - سی زراعت پنجاب ایم - ایس - سی کیلے فورنیا	باغ لگانا - پھلوں کی بارآوری اور اس کے مسائل - پھلدار پودوں کا کہر سے بچاؤ۔	
		پھلوں کا تحفظ	حصہ سوم
۴ -	عبدالحمید خاں	اخروٹ	حصہ دوم (ج)
	بی - ایس - سی زراعت پنجاب ایم - ایس - سی میچیگن	پھلدار درختوں کی تربیت اور شاخ تراشی	حصہ اوّل
۵ -	سیّد احمد پاشا جاگیردار	سیب - بادام - پستہ - انگور انار -	حصہ دوم (ب)
		کیلا - کھجور - چیکو - پپیتا - شریفہ - کھٹل - ناریل -	حصہ دوم (ب)
۶ -	میاں ریاض احمد	افزائش نسل -	حصہ اوّل
		ترشاوہ	حصہ دوم (الف)
۷ -	چوہدری محمد مختار	زیتون	حصہ دوم (الف)
۸ -	اختر جلیس	باغات میں فصلوں کی کاشت	حصہ اوّل
		ایوا کیڈو	حصہ دوم (الف)
		پرسیمن	حصہ دوم (ب)

Marfat.com

ذخیرہ
مولانا ابوالکلام آزاد لائبریری پنجاب یونیورسٹی لاہور پاکستان

فہرستِ مضامین

2533

پاکستان میں صنعتِ اثمار	۵
آب و ہوا	۱۷
باغ کے لئے موزوں زمین	۳۷
پھلدار پودا اور اُس کے حصّے	۴۳
باغ لگانا	۵۹
افزائشِ نسل	۷۱
آبپاشی	۱۰۷
کھاد	۱۱۵
باغات میں فصلوں کی کاشت	۱۲۵
پھلدار درختوں کا گرمی کی شدّت سے بچاؤ	۱۲۷
پھلدار درختوں کا کہر سے نقصان اور بچاؤ	۱۳۱
پھلدار درختوں کی تربیت اور شاخ تراشی	۱۳۹
باغات کے ناکام ہونے کی وجوہ	۱۵۵
پھلوں کی چنائی فروخت اور ذخیرہ اندوزی	۱۶۷

حصّہ دوئم (۱) منطقہ حارہ اور اُسکے قرب و جوار کے پھل

آم	۱۷۹
ترشاوہ پھل	۲۲۳
کیلا	۲۵۷

Marfat.com

امرود	۲۸۴
لیچی	۲۹۷
پپیتا	۳۰۵
چیکو	۳۱۹
لوکاٹ	۳۲۷
انگور	۳۳۵
انار	۳۶۱
بیر	۳۷۱
کھجور	۳۸۱
فالسہ	۴۰۹
جامن	۴۱۷
آملہ	۴۲۳
زیتون	۴۲۷
کٹھل	۴۳۵
شریفہ	۴۴۱
ناریل	۴۴۵
ایواکیڈو	۴۵۳

حصّہ دوئم (ب) منطقہ معتدلہ کے پھل

سیب	۴۵۹
ناشپاتی	۴۸۳

Marfat.com

کتب خانہ انجمن حمایت اسلام لاہور پاکستان مرکزی لائبریری
ذخیرہ
حکیم احمد شریف قریشی

بہی	۴۹۵
آڑو	۴۹۹
آلوچہ	۵۱۷
خوبانی	۵۲۷
سٹرابیری	۵۳۹
پرسیمن	۵۴۹

حصّہ دوئم (ج) گری دار پھل

بادام	۵۵۵
پستہ	۵۶۵
اَخروٹ	۵۷۱

حصّہ سوئم ۔ پھلوں کو محفوظ کرنا

پھلوں کو محفوظ کرنا	۵۷۹
پھلدار پودوں کے متعلق ماہانہ ہدایات	۵۹۶

Marfat.com

پیش لفظ

"محنت کا پھل پانا" "پھلنا پھولنا" اور "خوشی سے باغ باغ ہونا" ہماری زبان کے قدیم محاورے ہیں، لیکن ہم نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ ہمیں محنت کے بر آنے کا مفہوم ادا کرنے کے لئے پھل، افزائش، نشوونما اور ترقی کے لئے پھلنے پھولنے اور خوشی کے بھرپور اظہار کے لئے باغ باغ کے الفاظ ہی کیوں پسند آئے؟ شاید اس لئے کہ روز ازل سے ہی ہماری زندگیوں کو پھلوں اور باغوں سے گہرا تعلق ہے۔

ہنری بیلی سٹیونز (HENRY BAILY STEVENS) نے اپنی مشہور تصنیف "تمدن کی بازیافت" (RECOVERY OF CULTURE) میں لکھا ہے کہ کرہ ارض پر پھلدار درخت آج سے دس کروڑ سال پہلے سے موجود ہیں۔ جب کہ بنی نوع انسان کی عمر دس لاکھ سال سے زیادہ نہیں ہے۔ اسی مصنف کے اندازے کے مطابق انسان میں گوشت خوری کا رواج آج سے آٹھ ہزار سال قبل ہوا۔ پہلے اس کی خوراک غلوں، سبزیوں اور اس سے بھی پہلے پھلوں پر ہی تھی۔ بنی نوع انسان کی ابتدائی تاریخ کے بارے میں یہ اندازے اور اعداد و شمار صحیح ہوں یا غلط، لیکن بنیادی طور پر ان میں کچھ نہ کچھ صداقت ضرور ہے۔ قرآن کریم کے بیان کے مطابق جد امجد بنی نوع انسان کا ابتدائی مسکن جنت تھا۔ جہاں اسے

Marfat.com

انواع و اقسام کے پھل کھانے کی عام فراغت تھی۔ چنانچہ قرآنی عقیدے کے اعتبار سے ہماری زندگی کے ابتدائی اور آخری مساکن جنت یعنی باغ ہی ہیں۔ پھر قرآن حکیم اس دنیوی زندگی کی بھی جن نعمتوں کا بطور خاص ذکر کرتا ہے۔ اس میں بھی پھل پھلواریوں کا ذکر بہت عام ملتا ہے اور آخرت کی مثالی زندگی کے تذکرے نخیل (کھجور)، عنب (انگور)، رمان (انار)، زیتون، تین (انجیر)، اور سدرہ (بیری)، جیسے پھلوں کے بیان سے بھرے پڑے ہیں۔ غرض ایک مسلمان کی زندگی کا تصور اول تا آخر موجۂ نخل و عنب سے شیریں و رنگین ہوتا ہے۔ اس ضمن میں بنیاد کعبہ رکھتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دعائیہ کلمات خاص طور پہ قابل غور ہیں۔ جس میں خشک چٹیل پہاڑوں کی بے آب و گیاہ وادی میں بھی اپنی آئندہ نسلوں کے لئے پھلوں کے رزق کی دعائیں تھیں۔

ان حقائق کی روشنی میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ پھلوں اور باغوں کا ذوق و شوق لفظاً اور معناً مسلمانوں کی گھٹی میں پڑا ہے۔ ایک مسلمان کو پیدا ہوتے ہی کھجور یا شہد ہی کی گھٹی دی جاتی ہے۔ اور اتفاق سے یہ دونوں باغ ہی کی پیداوار ہیں۔ باغبانی کا ذوق و شوق ہماری قوم کا طرۂ امتیاز ہیں۔ اشاعت اسلام کے سلسلے میں مسلمان جہاں کہیں بھی گئے انہوں نے باغبانی کو ترقی دی۔ اس کرۂ ارض پر اشاعت اسلام کے سلسلے میں قافلۂ مومنین جس راہ سے بھی ایک بار گزر گیا وہی رہگذر سرسبز و شاداب ہو گئی ہے۔ مصر، مراکش، لیبیا، تیونس، الجیریا اور سپین میں کھجور کے پیڑوں کے جھنڈوں کے جھنڈ مسلمانوں کی عظمت رفتہ کے نشانات ہیں۔ دمشق (شام) بصرہ، بغداد (عراق) اور اسپین میں الحمرا، الزہرا کے محلات، قرطبہ، اشبیلیہ کے عمارات سے ملحقہ باغات کے تذکروں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ صفحۂ ارضی پر مسلمانوں کی عظمت و عروج کی تاریخ انہی درختوں کی صورت میں ثبت ہے۔ جس کی چند بکھری ہوئی تحریریں سرزمین پاکستان میں بھی موجود ہیں۔ یہ سرسبز و شاداب درخت مسلمان فاتحین کے نقوش پا کی خوبی کے آئینہ دار اور ہماری عظمت پارینہ کے لہلہاتے ہوئے سبز پرچم ہیں۔

ڈاکٹر ہینڈرک ولیم وان لون (HENDRIK WILLIAM VAN LOON) اپنی کتاب "مسکن انسانیت" (THE HOME OF MANKIND) میں لکھتا ہے کہ انسانی روح زمین پر اور زمین انسانی روح پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اور اس بات کا زندہ ثبوت ہمیں اس حقیقت سے مل سکتا ہے کہ جنت کا روح پرور خواب ہمیشہ سے ذہن انسانی کے پردوں میں محفوظ چلا آ رہا ہے اور اس کا

Marfat.com

پر تو کہیں کہیں خط ارضی پر بھی نظر آجاتا ہے۔ جو خطے فطرت کی گلکاریوں سے محروم ہیں وہ بھی ذہن انسانی کے اس تصور کی کارفرمائی سے رشک فردوس بن جاتے ہیں۔ بقول اقبال ؎

بیابان و کوہسار دراغ آفریدی
خیابان و گلزار و باغ آفریدم

چنانچہ باذوق اقوام اپنے عزم و ہمت سے فطرت کے سادہ اوراق پر جنت کی تصاویر بنایا کرتی ہیں۔ پھل پھولوں کا وجود سجاتے خود جنتِ نگاہ اور سرمایہ لذت دہن ہی نہیں ہے۔ بلکہ انسانی مزاج کے مختلف پہلوؤں مثلاً نزاکتِ احساس، لطافتِ فکر اور شادابیٔ نظر کا مظہر بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاعری اور مصوری میں زندگی کی علامات کے طور پر رنگا رنگ پھول اور پھل ہی استعمال ہوتے ہیں۔ اور جس طرح زمین کے بنجر اور ویران رستے پھولوں سے مزین ہو کر دیدہ زیب اور خوش گوار بن جاتے ہیں اسی طرح انسان کے تصور و خیال کی تیرہ و تاریک گزرگاہیں پھلوں پھولوں کے استعاروں اور علامتوں کی مشعلوں سے روشن اور پر معنی ہو جاتی ہیں۔ لیکن مشرقی زبانوں میں خاص طور پر ترکی، فارسی اور اردو شاعری میں پھلوں اور پھولوں کا ذکر جس کثرت سے ملتا ہے کسی اور زبان میں نہیں ملتا، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ مغربی زبانیں پھلوں اور پھولوں کی علامتی زبان سے بہت دیر بعد جا کر واقف ہوئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اٹھارھویں صدی عیسوی سے پہلے کے مغربی زبانوں کے شعرا کے کلام میں علاماتی حیثیت سے پھلوں اور پھولوں کا ذکر بہت کم ہوا ہے۔ مغرب کو سب سے پہلے پھولوں اور پھلوں کی علاقائی اور استعاراتی زبان پر متوجہ کرانے کا سہرا ایک انگریز خاتون لیڈی میری ورٹلے مونٹیگو (LADY WORTLEY MONTAGUE) کے سر بندھتا ہے، جس کے نجی خطوط کا مجموعہ ۱۷۶۳ء میں شائع ہوا۔ اس خاتون نے ۱۷۱۸ء میں ایک خط ترکی سے لکھا تھا، جس میں وہ رقمطراز ہے کہ کوئی رنگ، کوئی پھول، کوئی خودرو پودا، کوئی پھل، کوئی کارآمد بوٹی، کوئی سنگریزہ اور کوئی پر نہیں ہے، جس پر ترکی زبان میں کوئی نہ کوئی شعر نہ پایا جاتا ہو۔ آپ اپنی انگلیوں کو سیاہی سے آلودہ کئے بغیر تھکا فضیحتی کر سکتے ہیں، جھگڑا کر سکتے ہیں، تہذیب، دوستی، محبت بھرے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ بلکہ ہر قسم کی خبر تک بھیج سکتے ہیں اور ایسا کرنے میں آپ کو صرف ایک شعر یا مصرعہ کی ضرورت پیش آئے گی جو فقط ایک پھل یا پھول کے نام پر مشتمل ہوگا۔ آپ صرف

Marfat.com

(WORKING EFFICIENCY) میں آر آر ولیمز کی رائے میں ایشیائی اقوام پھلوں کے کم استعمال کی وجہ سے ناقص تغذیہ اور حیاتین کی کمی کے عوارض کی شکار ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا میں پھلوں کی کل پیداوار کا اسی فی صد حصہ مشکل دنیا کی تیس فی صد آبادی کے حصے میں آتا ہے۔ اور ستر فی صد آبادی بقایا بیس فی صد پھل کو استعمال میں لاتی ہے۔ اس ضمن میں سب سے زیادہ ستم ظریفی کی بات یہ ہے۔ کہ بعض ممالک کے لئے ضروریات سے زیادہ اغذیہ بھی ایک اچھا خاصا مسئلہ بن گیا ہے۔ الیسٹر ایف فیپرڈ (ESTHER F. PHIPARD) اور ریلے ایچ کربی (RILEY H. KIRBY) نے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ ضرورت سے زیادہ غذا استعمال کرنے کی وجہ سے پچیس ۲۵ فی صد امریکیوں کا وزن ضرورت سے زیادہ بڑھ گیا ہے جس سے ان کی صحت بری طرح متاثر ہوئی ہے جبکہ بعض ممالک میں اہم غذائی عناصر مثلاً پھلوں اور سبزیوں وغیرہ کی کمی کے باعث صحت کا معیار گرتا جا رہا ہے۔

پھلوں میں حیاتین الف، ب اور ج کی فراوانی کے علاوہ فولاد، کیلسیم اور فاسفورس جیسی اہم معدنیات بھی پائی جاتی ہیں۔ جو انسانی جسم کی نشوونما اور صحت کو برقرار رکھنے کے لئے بہت ضروری ہیں۔ علاوہ ازیں پھلوں میں شکر کی بھی خاصی مقدار پائی جاتی ہے جس سے حرارت و قوت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ فی اونس حراروں کی تعداد کے لحاظ سے دیکھا جائے تو پھلوں میں کھیلا اول نمبر پر آتا ہے۔ ایک اونس کیلے میں بیالیس حرارے ہوتے ہیں جبکہ گندم میں فی اونس اٹھانوے حرارے پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح فی اونس امرود، آم اور پپیتا میں علی الترتیب انیس، پندرہ اور گیارہ حرارے موجود ہوتے ہیں لیکن غلوں کے مقابلے میں پھلوں کی فی ایکڑ پیداوار کے مقابلے میں کہیں زیادہ حرارے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک ایکڑ سے اوسطاً نو من گندم پیدا ہوتی ہے اور اس سے قریباً دس لاکھ حرارے حاصل ہوتے ہیں۔ جبکہ کیلے کی فی ایکڑ اوسط پیداوار دو سو اسی من ہے۔ جس سے ایک کروڑ پچاس لاکھ حرارے حاصل ہوتے ہیں۔

ان اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ فی ایکڑ حرارے مہیا ہونے کے اعتبار سے بھی پھل غلوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اقتصادی اعتبار سے دیکھا جائے تو گندم کی کاشت کی صورت میں فی ایکڑ سالانہ آمدنی تین سو ساڑھے تین سو روپے سے زیادہ نہیں ہے اور اس کے مقابلے میں کیلوں کی کاشت سے فی ایکڑ پانچ ہزار، آموں سے فی ایکڑ ساڑھے پانچ سو سے سات سو روپے، کھجور سے ایک ہزار اور

Marfat.com

بیر جیسے غریب الاثمار پھل سے بھی چار سو روپے تک آمدنی ہوتی ہے۔ باغات کے سلسلے میں البتہ یہ قباحت ضرور ہے کہ اگرچہ یہ کاروبار فصلیں پیدا کرنے کے مقابلے میں زیادہ نفع بخش ہے، لیکن یہ ایک طویل المیعاد اور صبر آزما کاروبار ہے اور اس کے ابتدائی اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے اسے صرف خوشحال کاشت کار ہی اختیار کر سکتے ہیں۔

پاکستان کی زرعی معیشت کا یہ پہلو نہایت ہی حوصلہ افزا ہے کہ اس صوبے میں صنعتِ باغبانی بتدریج ترقی کر رہی ہے۔ آزادی کے وقت مغربی پاکستان میں باغات کا کل رقبہ ایک لاکھ بیس ہزار ایکڑ تھا۔ لیکن آج یہ رقبہ چار لاکھ ایکڑ کے لگ بھگ ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری قوم میں باغبانی کا جذبہ جو عہدِ غلامی میں ماند پڑ گیا تھا۔ پھر سے بیدار ہو رہا ہے اور برگ و بار لا رہا ہے۔ نئی نہروں کی کھدائی اور زیر زمین پانی کے ذخیرے کو ٹیوب ویلوں کے ذریعے بروئے کار لانے کے رجحانات کے پیشِ نظر ابھی باغبانی کے رقبے میں انشاء اللہ اور بھی وسعت ہو گی۔ یوں بھی مغربی پاکستان کی سرزمین باغات کے لئے بے حد موزوں ہے۔ قدرت نے اس خداداد خطۂ ارضی میں زمین اور آب و ہوا کا اتنا تنوع رکھا ہے کہ اس میں دنیا بھر کے پھل کامیابی سے اگائے جا سکتے ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد اس صوبے میں پیوندی آموں اور سیبوں کی کاشت کو جو فروغ نصیب ہوا ہے۔ اس کے نتائج سب کے سامنے آ چکے ہیں اور حال ہی میں کیلے اور ناریل کی کاشت کے کامیاب تجربے اس بات کا مزید ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ غرض پاکستان میں داخلی اور خارجی عوامل کی سازگاری کی وجہ سے صنعت باغبانی کی وسعت پذیری کے امکانات لامحدود ہیں۔

یہ ایک واضح بات ہے کہ باغات کے رقبے میں توسیع ہونے کے ساتھ ساتھ پھلوں کی وافر پیداوار کا مسئلہ پیچیدہ ہو جائے گا۔ اور پھلوں کے نرخ میں کمی واقع ہونے سے باغبانوں کو اپنی صبر آزما محنت اور مشقت کا معاوضہ نہیں ملے گا تو ان کی ہمت جواب دے جائے گی۔ اور ہمارے ملک میں باغبانی کا موجودہ ترقی پذیر ذوق و شوق ٹھٹھر کر رہ جائے گا۔ پچھلے ایک دو سال میں ہمارے ہاں ترشاوہ پھل جتنے سستے داموں بکتے رہے ہیں اسے دیکھ کر فہمیدہ زمینداروں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اب زمین میں باغ لگانے کے مقابلے میں گندم بونا زیادہ منافع بخش ہے۔ اور یہ بات بہت حد تک صحیح بھی ہے۔ اگر ہمیں باغبانی کے بڑھتے ہوئے ذوق و شوق کو

Marfat.com

ایک پھول بھیج کر ہی اپنا مافی الضمیر ادا کر سکتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان اقوام پھلوں اور پھولوں سے کاروباری یا غذائی رشتہ ہی نہیں بلکہ قلبی اور روحانی رشتہ استوار رکھتی رہی ہیں۔ اور کسی کا یہ قول تو بہت ہی خوب ہے کہ مسلمان اقوام کے مذہبی لاشعور میں آخرت کی مثالی زندگی کے گل و گلزار کا تصور پوری طرح جڑیں پھیلانے کے بعد ان کی مادی دنیا اور دنیوی زندگی میں بھی برگ و بار لاتا رہا ہے اور قرآن کے پیروکار ہر دور میں اپنی دنیوی زندگی کے آئینے میں آخرت کی مثالی زندگی کا عکس اتارنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔

مسلمانوں کی مخصوص معاشرت کے اثرات دوسرے فنون لطیفہ کی طرح ان کے فن باغبانی پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگلے وقتوں میں مسلمان عورتیں چونکہ سخت پردہ کیا کرتی تھیں، اس لئے گھریلو باغیچوں، پائیں باغوں اور چار دیواری میں گھرے ہوتے قلعہ نما باغوں کی ضرورت پیش آتی۔ یورپ میں سب سے پہلے پائیں باغ کا تصور اسپین کے عرب مسلمانوں کی معاشرت سے مستعار لیا گیا جسے بعد میں یورپ کے روسار اور امراء نے اپنایا۔ مغربی ممالک میں مالٹا اور خوبانی کے درختوں کی ترویج کا سہرا بھی عربوں کے سر ہے۔ اسی طرح ہندوستان میں مغل شہنشاہوں نے چار دیواری میں گھرے ہوتے باغوں کو ترویج دی۔ انہی باغوں کی ایک شاندار یادگار شالیمار لاہور میں موجود ہے جسے مغلوں کے گورنر علی مردان نے دریائے راوی سے ایک نہر نکال کر بنایا تھا۔ اسی طرح کشمیر کے جنت نظیر باغات مثلاً چشم شاہی، باغ نشاط، باغ نسیم اور حضرت بل مغلوں کے عہد کی حسین یادگاریں ہیں۔ لاہور میں مغلوں کے دور حکومت میں باغات کی اتنی کثرت تھی کہ ہر امیر شہزادے اور سرکاری عہدہ دار کا اپنا باغ دریائے راوی کے کنارے موجود ہوتا تھا۔ ان میں کئی باغوں کے نام اب بھی زبان زد عام ہیں۔ مثلاً بادامی باغ، انگوری باغ اور حضوری باغ وغیرہ۔ ۱۹۶۳ء میں ہندوستان سے شائع ہونے والی ایک کتاب موسوم بہ "ہندوستان میں باغبانی" (FRUIT CULTURE IN INDIA) میں تحریر ہے کہ ہندوستان میں باغبانی کا رواج اگرچہ ازمنۂ قدیم ہی سے چلا آرہا ہے لیکن مغلوں نے باغات کو ملک کے کونے کونے میں پھیلا دیا تھا اور باغبانی کو اتنی ترقی دی کہ رفتہ رفتہ یہ ایک مہذب ماہرانہ اور عمیق فن کا درجہ حاصل کر گیا۔ پھل پھولوں سے مغلوں کا لگاؤ عشق کی حد کو پہنچا ہوا تھا۔ تزک بابری میں بابر نے مختلف پھلوں مثلاً کیلا اور آم کا جس طریقے

Marfat.com

سے ذکر کیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ پھلوں پھولوں سے کس قدر گہرا قلبی لگاؤ رکھتا تھا۔ وہ ان پھلوں کی وضع قطع، ان کے درختوں کے قدوقامت کے ذکر میں اتنی تفاصیل بیان کرتا ہے کہ اس پر ایک ماہر نباتات (BOTANIST) ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ چنانچہ عام خیال ہے کہ آم کی کمتر اور بہتر اقسام کی فہرست (CLASSIFICATION) سب سے پہلے بابر ہی نے تیار کی تھی۔ اکبر کو آم سے اتنا لگاؤ تھا کہ اس نے دربھنگہ کے قریب آموں کا ایک بہت بڑا باغ لگوایا جس میں آم کے ایک لاکھ درخت تھے۔ چنانچہ یہ باغ اس تعداد کی بنا پر "لاکھ باغ" کے نام سے مشہور ہے شمالی ہندوستان اور جنوبی پاکستان میں زیادہ تر باغات اسی کے عہد میں لگوائے گئے۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آموں کو پیوند لگانے کا رواج عہد جہانگیری کی یادگار ہے۔ جہانگیر کے عہد میں اس کے داروغۂ باغات نے آم کو پیوند کر کے اس کی آئندہ نسلوں کو سنوار دیا۔ آم کی بعض مشہور قسموں کے نام بھی مغل شہنشاہوں کے نام پر ہیں مثلاً جہانگیریہ وغیرہ ہیں۔ باغوں سے مغلوں کی وابستگی کا یہ عالم تھا کہ مرنے کے بعد وہ اپنی قبروں کے لئے بھی باغات تجویز کیا کرتے تھے۔ بابر نے اگرچہ ہندوستان میں وفات پائی تھی لیکن اس نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ اس کی میت کو کابل کے چہار باغ میں دفن کیا جائے، ہمایوں، اکبر اور شاہجہان کے مقابر میں بھی باغات تعمیر ہوئے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے متعلق عام طور پر مشہور ہے کہ وہ زاہدِ خشک تھا۔ لیکن باغوں کے ساتھ اس کے گہرے لگاؤ کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ ایک بار جب اسے کشمیر میں آبنوس کی لکڑی سے بنائی ہوئی مسجد کے جل کر خاکستر ہونے کی اطلاع پہنچی تو اس نے بلا توقف اس سے ملحقہ چنار کے درختوں کی خیریت دریافت کی۔

باغوں کی جمالیاتی قدر و قیمت سے قطع نظر ان کی پیداوار بھی بے مثل افادیت رکھتی ہے۔ پھل صحت و توانائی، تازگی و بشاشت، لذت و حلاوت اور فرحت و خوشبو کے ایسے شاداب چشمے ہیں جن میں زندگی کے لئے آبِ حیات موجزن رہتا ہے۔ درحقیقت پھلوں کی نعمتیں ہماری قومی زندگی کی امین ہیں۔ متوازن غذا کے حصول میں ان کی اہمیت کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر پھلوں کو روزمرہ طعامیات سے خارج کر دیا جائے تو ہم بھرے پیٹ فاقوں مرنے لگیں۔ عالمی ادارۂ خوراک و زراعت کی ایک رپورٹ موسومہ "اغذیہ اور صلاحیتِ کار" (NUTRITION AND

Marfat.com

جب کہ آسٹریلیا میں جہاں قدیم ترین نباتات وحیوانات سے لے کر موجودہ زمانے کے نباتات اور حیوانات بھی پائے جاتے ہیں۔ صرف چھ سو انواع کی نباتات پائی جاتی ہیں۔ برطانیہ میں صرف تین سو انواع کی نباتات ملتی ہیں۔ ان حقایق کی روشنی میں یہ کہنا غلط ہوگا کہ کرۂ زمین کے یہ خطے فطرت کی تنوع آفرینی کے مراکز ہیں اور یہاں انواع و اقسام کے پھل اور سبزیاں بآسانی پیدا کی جا سکتی ہیں۔ اس بات کا قطعی ثبوت ہمیں اپنے ہاں قلمی آموں کی کاشت سے بھی مل سکتا ہے۔ اکثر صورتوں میں یہ ہوا ہے کہ قلمی آموں کی بدیسی اقوام مغربی پاکستان پہنچکر پہلے کی نسبت کہیں زیادہ لذیذ اور خوش ذائقہ ہو گئی ہیں اور اس صوبے کی سرزمین نے اپنی مشاطہ گری سے ان اقسام کے حسن و خوبی کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ معلوم نہیں ابھی دنیا کے کتنے پھل اور پھلوں کی کتنی انواع و اقسام پاکستانی مٹی سے جلا پانے کے لئے ترس رہی ہیں۔ یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ غیر ممالک ہمارے ملکی پھلوں کو اپنے ہاں درآمد کر کے ان سے بہتر قسمیں پیدا کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر فلوریڈا (امریکہ) میں برصغیر ہند و پاکستان سے آم کی اقسام برآمد کر کے ان سے زل (ZILL) کینٹ (KENT) اور سینیشن (SENSATION) جیسی نئی اقسام پیدا کر لی گئی ہیں۔ جنہیں ہم اپنے ہاں منگوا رہے ہیں یعنی 'الٹے بانس بریلی کو' والی بات ہے چاہیے تو ہمیں تھا کہ نئی اقسام خود پیدا کرتے لیکن یہ کام بھی دوسری اقوام کر رہی ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ افزائش نسل کے نئے طریقے مثلاً وینیئر گرافٹنگ (VENEER GRAFTING) بھی انہی سے سیکھتے ہیں۔ حکومت کے موجودہ منصوبوں کے مطابق حیدرآباد ڈویژن میں پچیس ہزار ایکڑ کے رقبے پر بصرائی کیلا، کوئٹہ قلات اور دوسرے پہاڑی علاقوں میں پچاس ہزار ایکڑ رقبے پر اعلیٰ قسم کے سیب، بادام، اخروٹ، خوبانی، کشمش اور انار اور ساحلی علاقوں میں ناریل کی کاشت کی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف ممالک سے بہت سے پھلوں کی اعلیٰ اقسام درآمد کی گئی ہیں مثلاً ہندوستان سے لیچی، فلوریڈا سے پیکان، بیروت سے سیب کی اعلیٰ اقسام منگوائی جا چکی ہیں اور بہت سے پھلوں کی اقسام دنیا کے دور دراز ملکوں سے منگوائی جا رہی ہیں جس سے اندرون ملک پھلوں کی دولت میں بہت اضافہ ہوگا۔

پاکستان میں باغات کی ترقی کے لئے ہمارے ماہرین کی بعض کوششیں نہایت قابل قدر ہیں۔ آموں کی اعلیٰ اقسام کی درآمد اور ترویج، حیدرآباد میں بصرائی کیلا اور کوئٹہ میں گولڈن

Marfat.com

ڈیلیشس سیب اور ترشاوہ پھلوں میں کنوّ کی وسیع پیمانے پر کاشت میں ہمارے ماہرین کی کوششوں کو بڑا دخل ہے۔ کِنوّں کی کاشت تو اتنے وسیع پیمانے شروع ہو چکی ہے کہ سنگتروں کی دیسی اقسام قریب قریب ناپید ہو گئی ہیں اور اس سے ہمارے کاشت کاروں کو خاصہ مالی نفع بھی ہوا ہے۔ یہاں تک کہ سرگودھا میں ایک شخص کو کنوّ کی صرف ایک سال کی فصل سے پانچ ہزار روپیہ فی ایکڑ آمدنی حاصل ہوئی۔ اور اوسطاً آٹھ سو روپیہ فی ایکڑ آمدن تو عام معمول ہے لیکن باغات کی ترقی کے سلسلے میں ابھی بہت سے مسائل ایسے ہیں جو ہمارے ماہرین اثمار کی تحقیقاتی کاوشوں کے محتاج ہیں۔ ان میں سب سے اہم مسئلہ تو یہ ہے کہ ملک میں پھلوں کی مصنوعات کے کارخانے لگنے سے پھلوں کی موجودہ اقسام غیر اہم ہو جائیں گی اور ان کے مقابلے میں وہی نئی اقسام اقتصادی اعتبار سے نفع بخش ثابت ہوں گی جو مخصوص صنعتی تقاضوں پر پوری اتریں۔ اس کے لئے ہمارے ماہرین کو ابھی سے تحقیقاتی کام شروع کر دینا چاہیئے اس ضمن میں موزوں سٹاک اور موزوں پیوندی پودوں کا انتخاب بہت اہمیت رکھتا ہے اس کے علاوہ کھادوں کے ضمن میں ہر قسم کے پھل دار پودے کے لئے مختلف کھادوں کے ایسے فارمولے دریافت کرنے کی ضرورت ہے جن سے ان پھلوں کی پیداوار بڑھانے میں مدد مل سکے۔

آبپاشی کے بارے میں تحقیقات کی بہت ضرورت ہے تاکہ پانی دینے کے صحیح اوقات اور مقدار کا تعین کیا جا سکے۔ ماہرین کے لئے یہ بات توجہ طلب ہے کہ پانی کی مقدار اور آبپاشیوں کی کثرت پھلوں کی پیداوار پر کس حد تک اثر انداز ہوتی ہے۔ پھر جو پانی باغات کو دیا جاتا ہے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے باغات میں کس قسم کی فصلوں کی کاشت اقتصادی اعتبار سے زیادہ نفع بخش ہے اور ان فصلوں کو کس ترتیب سے کاشت کرنا زیادہ سود مند ہے۔ ان فصلوں کے مختلف ادوار اور اقتصادیات کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح باغات کے ارد گرد باڑیں لگانے کے لئے کون کونسے پودے یا درخت زیادہ مفید اور کار آمد ہیں تحفظ نباتات کے ضمن میں بھی بہت سا کام تحقیق طلب ہے۔ پھلوں کی مکھیوں اور کاڈلنگ کا ابھی تک خاطر خواہ تدارک نہیں کیا جا سکا بے شمار بیماریوں کا علاج ابھی تک دریافت نہیں ہوا۔ مثلاً آم کے بٹور اور کیری گرنے (JUNE DROP) ایسے مسائل ہیں جو آم کی کاشت میں سنگِ گراں بنے ہوئے ہیں۔ کھادوں کے بارے میں بھی مزید تحقیقات کی بے حد ضرورت ہے۔

Marfat.com

قائم رکھنا ہے تو اس کے لئے قیمتوں میں استحکام پیدا کرنا ناگزیر ہے۔ میرے نزدیک اس صورت حال کا ایک حل تو یہ ہے کہ پھلوں کی مصنوعات سے متعلقہ صنعتوں کی ترویج اور ترقی کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے اور ایسے صنعت کاروں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے جو ہمارے صوبے کے مشہور باغاتی خطوں (ORCHARD ZONE) کے مرکزی شہروں میں اس اہم زرعی صنعت کے کارخانے قائم کریں۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ لاہور میں صنعت اثمار کے دو کارخانے لگ گئے ہیں اور تیسرا لگایا جا رہا ہے۔ اسی طرح ملتان، حیدرآباد اور پشاور میں بھی اس صنعت کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ جس سے قیمتوں کا پیچیدہ مسئلہ حل ہونے میں ہی مدد نہیں ملے گی بلکہ ایک نئی صنعت اور تجارت بھی ملک میں فروغ پائے گی۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ خرید و فروخت کے نظام کو بہتر بنایا جائے اور ایسی صورت پیدا کرنی چاہیئے کہ کاشت کار یا تو اپنی پیداوار براہ راست خود فروخت کریں یا خرید و فروخت کی کوآپریٹو انجمنیں قائم کر کے ان کے ذریعے اپنا مال فروخت کریں۔ زرعی پیداوار کی فروخت میں زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کے لئے درجہ بندی کا طریقہ رائج کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اس کے دو بڑے فائدے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس طریقے سے یقیناً زیادہ نفع بخش داموں پر مال فروخت کیا جا سکتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ پاکستانی پھل کی بیرونی تجارت کے بڑھتے ہوئے امکانات کے پیش نظر بھی زمینداروں پر درجہ بندی کی اہمیت اور افادیت واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ جس پر محکمہ زراعت کے توسیعی عملہ کو خاص توجہ دینی چاہیئے۔ بالعموم ہمارے توسیعی کارکن اپنے دائرہ کار کو فصلوں کی کاشت کے ترقی دادہ طریقے بتانے تک محدود سمجھتے ہیں۔ حالانکہ زمیندار کی مالی حالت بہتر بنانے کے لئے یہ بات بھی کچھ کم اہم نہیں کہ کاشت کار کو اپنی محنت کا پورا معاوضہ وصول کرنے کے قابل بنایا جائے۔ اس وقت ہمارے ہاں مارکیٹنگ کا نظام اس قدر ناقص اور فرسودہ ہے کہ ایک طرف تو صارفین کو زرعی اشیاء بہت مہنگے داموں وصول ہوتی ہیں اور دوسری طرف بیچارہ زمیندار اپنی محنت کا بہت ہی قلیل معاوضہ پاتا ہے۔ یہ مسئلہ صرف اسی صورت میں سلجھایا جا سکتا ہے کہ زرعی پیداوار کی فروخت کو خود زمیندار زیادہ سے زیادہ کنٹرول کریں۔ پھلوں کی درجہ بندی کر کے ان کی فروخت سے صورت حال کی کافی حد تک اصلاح کی جا سکتی ہے۔ پھلوں کی قیمتوں میں استحکام پیدا کرنے کے ضمن میں تیسری قابل عمل تجویز یہ ہے کہ باغاتی خطوں میں زیادہ سے زیادہ

Marfat.com

سرد خانے قائم کئے جائیں۔ اس وقت خدا کے فضل سے ہمارے ہاں گھریلو اور صنعتی مقاصد کے استعمال کے لئے بجلی کی قوت کی کوئی کمی نہیں اس لئے سرد خانوں کے قیام میں کسی قسم کی دشواری پیش آنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ غذائی عادات کی اصلاح سے بھی پھلوں کی قیمتوں میں استحکام پیدا کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر پھل کھانے کو امرار کی عیاشی پر محمول کیا جاتا ہے۔ پھلوں کی سب سے زیادہ کھپت شہروں میں ہے اور یہاں بھی متوازن خوراک کے حصول کے ضمن میں پھلوں کی اہمیت سے ہمارے لوگ عموماً ناآشنا ہیں۔ اس لئے روزمرہ خوراک میں پھلوں کے استعمال پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ امرار کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کے نزدیک پھلوں کا مصرف بس یہی ہے کہ ان سے مہمانوں کی تواضع کی جائے یا تفریحی مواقع پر پھلوں کا بے دریغ استعمال کیا جائے جیسا کہ عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ آموں کے موسم میں آم پارٹیاں منعقد کی جاتی ہیں جن میں ہر شخص سیروں آم کھا کر غذائی افادیت حاصل کرنے کی جگہ بدہضمی یا کسی اور مرض کو دعوت دیتا ہے حالانکہ آم کی یہی مجموعی مقدار اگر روزمرہ خوراک کا جزو بنا کر تھوڑی تھوڑی مقدار میں حاصل کی جائے اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس کو اپنا معمول بنا لیں تو بھی پھلوں کی گری ہوئی قیمتوں کو کافی سنبھالا مل سکتا ہے۔ پھلوں کی قیمتوں میں استحکام پیدا کرنے کے ضمن میں اندرون ملک یہ تدابیر اختیار کرنے کے علاوہ پھلوں کی کافی مقدار ممالک غیر کو برآمد کی جا سکتی ہے۔ لیکن جہاز رانی کی سہولتوں کے فقدان کی وجہ سے اس پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جا سکی تھی۔ حال ہی میں محمدی شپنگ کمپنی والوں نے ایک ریفریجریشن جہاز پھلوں کی برآمد کے لئے خریدا ہے۔ جس سے پھلوں کی برآمد شروع ہو جائے گی اور انشاء اللہ رفتہ رفتہ یہ تجارت مضبوط بنیادوں پر استوار ہو گی۔ اس کے علاوہ نئے پھلوں مثلاً" منگوسٹین، ایواکیڈو، دریان، پیکان، چیری، کھاجا وغیرہ کو ترویج دے کر نہ صرف پھلوں کی دولت میں اضافہ کیا جا سکتا ہے بلکہ کاشتکاروں کے لئے اس میدان میں منافع کمانے کی نئی نئی صورتیں پیدا کی جا سکتی ہیں۔ یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ براعظم ایشیا کے مشرقی اور جنوبی علاقوں میں قدرت نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ یہاں کی زمینیں نباتات کی ایک کثیر تعداد کی کاشت کیلئے سازگار ہیں۔ مثال کے طور پر چین میں چھ ہزار سے زائد طبقات انواع نباتات (GENERA SPECIES) پائے جاتے ہیں اور ایک ایک طبقہ سینکڑوں انواع نباتات پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

اسی طرح باغبانی کے شائقین کاشت کاروں کو یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ جب تک وہ اس فن میں عملی نقطۂ نظر کو کارفرما نہیں رکھیں گے۔ انہیں کامیابی نصیب نہیں ہوگی۔ باغ لگانا آسان کام نہیں بلکہ جان جوکھوں کا کام ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر کاشت کار باغات شروع تو کر لیتے ہیں، لیکن بعد میں جب نقصان اٹھاتے ہیں تو بددل ہو جاتے ہیں۔ باغات لگانے کے ضمن میں سب سے اوّلین اور ضروری بات تو یہ ہے کہ زمین اور آب و ہوا کے مطابق باغ لگانے سے پہلے اس کا مفصل خاکہ ذہن میں تجویز کر لیا جائے اور آمدنی اور خرچ کا تخمینہ لگانے کے بعد اپنے وسائل کا جائزہ لینا چاہیئے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہر جگہ ہر قسم کا باغ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کیلا کے لئے حیدرآباد ڈویژن کا علاقہ ہی موزوں ہے اور اس کے لئے راولپنڈی کی آب و ہوا ہرگز سازگار نہیں۔ نئے پھلدار پودوں کو تجرباتی اغراض کے لئے تو لگایا جا سکتا ہے لیکن باغات کی غرض سے نہیں ہاں البتہ زمین اور آب و ہوا سازگار ہو تو اور بات ہے۔ سب سے بڑی غلطی ہمارے کاشتکار یہ کرتے ہیں کہ باغ لگانے کے لئے نرسری سے پودے حاصل کرتے وقت بچت کے خیال سے اچھے پودے نہیں خریدتے حالانکہ بالآخر یہ کوتاہی انہیں بہت مہنگی پڑتی ہے۔ ایک اور غلطی ہمارے زمیندار یہ کرتے ہیں کہ باغات میں ایسی فصلیں کاشت کرتے ہیں جو زمین کی زرخیزی پر اثر انداز ہو کر باغات کی کامیابی میں بڑی طرح مزاحم ہوتی ہیں۔ یہ جاننا چاہیئے کہ باغ لگانا ایک کام ہے اور فصلیں لگانا دوسرا کام۔ لہٰذا انہیں اپنے مقاصد ایک دوسرے سے گڈمڈ نہیں کرنے چاہئیں۔ پھر ایک قباحت یہ بھی ہے کہ ہمارے ہاں آم اور انار اور ایسے ہی دوسرے قیمتی پھلوں کو بھی باغ کے پودے شمار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ بعض مقامات ایسے بھی ہو سکتے ہیں جہاں بیر (جو اطباء کی زبان میں غربا کا سیب" کہلاتا ہے) کا باغ زیادہ آمدنی دے سکتا ہے۔ اسی طرح ملک میں صنعتِ اثمار کے قیام سے کئی غیر اہم پھلوں کی اقتصادی اہمیت بہت بڑھ جانے کا امکان ہے مثلاً دیسی لیموں اور یوریکا لیمن جن کی کاشت پر ہمارے باغبانوں نے خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ آئندہ چند سالوں میں اقتصادی اعتبار سے خاصے نفع بخش ثابت ہو سکتے ہیں۔ زمینداروں کو یہ بات بھی ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ عملی مشکلات دور کرنے میں ماہرین اور توسیعی کارکن ان کی بہت مدد کر سکتے ہیں۔ اس لئے

Marfat.com

ان کے صلاح مشورے سے پورا پورا استفادہ کرنا چاہیئے۔ پھر انہیں یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہیئے کہ انہیں خود اپنی نگاہ اور علم و شعور کو بھی تربیت یافتہ بنانے کی ضرورت ہے۔ علم صرف وہی نہیں ہے جو ماہرین اور توسیعی کارکنوں کے پاس ہے اور نہ ہی علم کتابوں تک محدود ہے بلکہ انہیں بہت کچھ اپنے عملی تجربات سے سیکھنا ہوگا۔ کتابوں اور ماہرین سے معلومات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں خود بھی ماہر بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ان کا اپنا مشاہدہ اتنا گہرا ہونا چاہیئے کہ انہیں پودوں کی زندگی سے پوری واقفیت حاصل ہو جائے اور یہ جبھی ممکن ہے کہ وہ پودوں کو لخت جگر سمجھ کر پالیں۔ کتابوں سے استفادہ یقیناً بہت مفید ہے لیکن ان کی افادیت بس اسی حد تک ہے جس حد تک ایک ڈاکٹر اپنی کتابوں سے مستفید ہو سکتا ہے اگرچہ وہ اپنے علم اور اپنی کتابوں سے ہی فیضیاب ہوتا ہے لیکن نسخہ تجویز کرتے وقت وہ اپنے مریض کے تمام کوائف کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی ذاتی رائے سے ہی کسی نتیجہ پر پہنچتا ہے۔

یہ تحقیقات طلب مسائل تو ایک طرف رہے ہم سے تو ابھی تک اتنا بھی نہیں ہو پایا تھا کہ فن باغبانی پر اردو زبان میں ایک ایسی معیاری کتاب شائع کروا دیں جس میں اب تک پھلوں پر جو تحقیقاتی کام ہو چکا ہے اس کے نتائج عام فہم زبان میں باغبانی کے شائقین کے استفادے کی غرض سے پیش کر سکیں۔ پھلوں اور باغوں سے مجھے چونکہ شروع ہی سے لگاؤ رہا ہے اس لئے مجھے ایسی کتاب کی کمی بری طرح کھٹکتی رہی ہے اور مجھے ایک مدت سے آرزو تھی کہ اردو زبان میں باغبانی پر ایک معیاری کتاب شائع کی جائے چنانچہ فن باغبانی پر اس پہلی مفصل اور جامع کتاب کی تکمیل پر مجھے جو خوشی ہوئی ہے اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ میرے نزدیک یہ کتاب ادارۂ زرعی اطلاعات کی موضوعات زراعت پر معیاری کتب کی اشاعت کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جو صوبہ بھر کے ماہرین انتھار کی سہ سالہ کاوشوں اور عرق ریزیوں کی بدولت معرضِ وجود میں آئی ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں جس قدر محنت صرف ہوئی ہے اس کا اندازہ لگانے کے لئے ان مراحل کا ذکر بے محل نہ ہوگا جو اس کتاب کی تصنیف و تدوین کے سلسلے میں طے کرنے پڑے۔ اس کتاب کی تیاری کا منصوبہ ۱۹۶۳ء میں تیار کیا گیا تھا۔ اس سال ماہ جنوری میں ماہرین کی ایک میٹنگ بلائی گئی جس میں اس کتاب کا ایک خاکہ تجویز کیا

Marfat.com

گیا۔ مضامین کی ایک فہرست تیار کر کے مختلف موضوعات متعلقہ ماہرین کو دیئے گئے کہ وہ ان پر اپنے علم اور تجربے کا نچوڑ پیش کریں۔ جب ان ماہرین کے رشحاتِ قلم یکجا کئے گئے تو معلوم ہوا کہ کچھ ماہرین کی نگارشات اردو میں بعض دوسروں کی انگریزی زبان میں ہیں۔ انگریزی تحریرات کو اردو میں منتقل کرنے اور مصنفین سے ان پر نظر ثانی کروانے میں خاصا وقت صرف ہوا۔ اس کے بعد حشو و زوائد اور تشنہ مباحث میں کمی بیشی کی ضرورت پیش آئی تاکہ مضامین میں ایک ربط اور تسلسل قائم رکھا جا سکے۔ یہ کام بھی ماہرین کی نگرانی میں کروایا گیا۔ اس کے بعد بشیر احمد وابلہ اسسٹنٹ پبلسٹی آفیسر ملتان نے اس کتاب کو توسیعی نقطہ نظر سے جانچا اور ان کے کام پر ڈاکٹر محمد عبداللہ ڈپٹی ڈائرکٹر ملتان نے نظر ثانی کی لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود اس کتاب کو دقیع بنانے کی غرض سے مزید نظر ثانی کے لئے اس کا مسودہ مصاحب الدین خان صاحب کے پاس بھیجا گیا۔ چنانچہ انہوں نے بڑی دقتِ نظر سے اس پر نظر ثانی کی، ترتیب و تدوین میں تبدیلیاں کیں اور بہت سے حصوں کو از سر نو لکھا اور اپنے وسیع تجربے اور عمیق مطالعے کی روشنی میں کتاب کے نظری مباحث کو اپنے مخصوص ملکی حالات پر منطبق کیا ہے۔

اشاعتی مراحل میں محمد مختار اسسٹنٹ ایگریکلچرل انفارمیشن آفیسر نے بڑی محنت اور کاوش سے مسودے کی زبان کی اصلاح کی اور اسے تصویروں اور خاکوں سے آراستہ کیا اور مسٹر اختر جلیس ریسرچ اسسٹنٹ نے کتابت کی اغلاط درست کیں۔ زرعی اطلاعات کے ادارہ کے آفیسر انچارج صادق قریشی نے حسبِ معمول مستعدی سے کتاب کو تمام مراحل سے گزار کر مقررہ وقت تک قارئین کے ہاتھوں تک پہنچا دیا ہے۔ میں ان تمام حضرات کا مشکور ہوں کہ ان کی مجموعی کوششوں کی بدولت یہ کتاب معرضِ وجود میں آئی۔

مجھے کامل امید ہے کہ یہ کتاب نہ صرف ہمارے کسان بھائیوں کے لئے مفید ثابت ہو گی بلکہ اس سے طلبا اور ہمارے سائنسدان حضرات بھی استفادہ کر سکیں گے اور ہمارے توسیعی کارکنوں کے لئے تو بالخصوص یہ ایک نعمتِ غیر مترقبہ ثابت ہو گی۔ اس کتاب میں بہت سے ایسے پھلوں پر بھی معلومات ملیں گی جو ہمارے ہاں عام طور پر کاشت نہیں کئے جاتے۔ ان نئے پھلوں پر لکھوانے کا مقصد یہ ہے کہ کل کو جب یہی پھل ہمارے ملک میں رائج ہوں تو لوگوں کو ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں آسانی ہو۔ ان تمام باتوں کے پیشِ نظر کتاب کی افادیت کہیں بڑھ گئی ہے۔

ان مراحل سے گزرنے میں اگرچہ وقت تو کافی صرف ہوا لیکن اس سے کتاب کی افادیت بڑھ

Marfat.com

گئی ہے اور اس کتاب کو مغربی پاکستان میں باغبانی پر ایک مکمل کتاب قرار دیا جا سکتا ہے۔

چونکہ یہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ہے اس لئے اسے غلطیوں سے مبرّا قرار نہیں دیا جا سکتا ابھی اس میں ترمیم و ترقی کی بہت گنجائش ہے۔ دوسرے ایڈیشن کو قارئین کی تجاویز اور آراء کی روشنی میں بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

آخر میں ایک بار پھر میں ڈاکٹر سعید احمد، میاں سعید خاں، عبدالحمید خاں، سید احمد پانشا جاگیردار اور مصاحب الدین خاں صاحب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں جن کی قابلِ قدر قلمی اعانت سے فنِ باغبانی پر یہ بلند پایہ کتاب عالم وجود میں آئی ہے۔

لاہور
ار جون ۱۹۶۵

خدا بخش

"ہمارے پھل" کا پہلا ایڈیشن ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا تھا۔ اب کئی سال سے یہ کتاب نایاب تھی۔ اگرچہ شائقین باغبانی کی طرف سے اس کی اشاعت کا مسلسل تقاضا ہوتا رہا لیکن بوجوہ اس کی اشاعت میں تاخیر ہوتی گئی، اب یہ کتاب خان مصاحب الدین خان صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر زرعی ریسرچ کونسل حکومت پاکستان کی نظر ثانی کے بعد از سرِ نو شائع کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ اس کی اشاعت سے باغبانی کے شائقین حضرات خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے،

مظفر حسین

ادارہ زرعی اطلاعات و مطبوعات محکمہ زراعت، پنجاب

Marfat.com

پاکستان میں صنعتِ اثمار

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ اِس ملک میں زراعت کی ضرورت نہ صرف ملکی باشندوں کا پیٹ پالنے کے لئے ہے بلکہ پیداوار بڑھا کر برآمد کرنے کے لئے زرِ مبادلہ کمانا بھی اس میں شامل ہے جس پر ملک کے اقتصادی استحکام کا انحصار ہے۔

قدرت نے پاکستان کو مختلف قسم کی آب و ہوا اور زمین عطا کی ہے جس میں ہر قسم کے پھل پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں آبپاشی کے لئے نہروں کا جال بچھا ہوا ہے۔ ملک کے اِس حصے میں ان تمام بہترین قدرتی وسائل کی وجہ سے صنعت اثمار نے بہت اہمیت حاصل کر لی ہے۔ یہاں ہر سال کروڑوں رُوپے کا پھل پیدا ہوتا ہے۔ ملک کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کا انحصار کافی حد تک صنعت اثمار پر بھی ہے۔

تاریخی پس منظر

مغربی پاکستان میں پھل ہزاروں سال سے کاشت کئے جا رہے ہیں۔ اور یہ ملک بہت سے پھلوں کا آبائی وطن بھی ہے۔ سکندر اعظم نے ۳۲۷ قبل از مسیح وادیٔ سندھ پر حملہ کیا تو اس وقت اس علاقے میں آم کی کاشت رائج تھی۔ برصغیر پاک و ہند کو ترشا دہ پھل کی بہت سی اقسام کا اصل وطن کہا جاتا ہے۔

مغل بادشاہوں نے پھلوں کی کاشت میں بہت دلچسپی لی اور انہوں نے کافی تعداد میں پھلدار پودوں کے باغات لگوائے۔ شالامار باغ اور دوسرے مشہور باغات اس بات کے شاہد ہیں کہ ہندوستان کے بادشاہوں کو باغات سے کس قدر لگاؤ اور محبت تھی۔

مغل شہنشاہوں کے بعد یورپین سیاحوں نے بھی برصغیر پاک و ہند میں بہت سے پھلوں کا اضافہ کیا۔ اور

Marfat.com

پچھلی پانچ صدیوں سے پھلوں کی کاشت کے متعلق انہوں نے ہمیں کافی معلومات فراہم کیں۔ اگرچہ باغبانی امیر طبقہ کے لوگوں کے لئے محض ایک مشغلہ ہے۔ تاہم تفریح کے علاوہ انہیں اچھے پھلوں کی کاشت کا ذوق بھی تھا۔

موجودہ زمانہ میں پھلوں کی کاشت کے متعلق نقطۂ نظر بالکل بدل چکا ہے۔ انسانی غذا میں تمام ضروری اجزاء مہیا کرنے کی خاطر آجکل اس کاروبار کو اقتصادی لحاظ سے بہت اہم اور نفع بخش تصور کیا جاتا ہے۔ اسی لئے اس صنعت کو تجارتی سطح پر اپنانے کا نظریہ باغبانوں کے دلوں میں ٹھوس بنیادوں پر استوار ہو چکا ہے۔

زرعی ترقی کے لئے راہیں تلاش کرنے کی غرض سے جو سرکاری کمیشن قائم کیا گیا تھا اس نے سفارش کی تھی کہ جہاں مناسب منڈیاں بن سکتی ہوں وہاں کاشت کاروں کی خوشحالی کے لئے دوسری فصلیں کاشت کرنے کی بجائے باغبانی کو ترجیح دی جائے۔

کمیشن کی سفارشات

کو مدِ نظر رکھتے ہوئے صوبائی اور ریاستی زرعی محکمہ جات کے تعاون سے کئی تجرباتی فارم قائم کئے گئے جہاں باغبانی کے مختلف مسائل پر تحقیقات ہوتی رہی اور ان کے نتائج پھلوں کی ترویج کے لئے آزمائے گئے۔ پھلوں کی ترقی آجکل محکمہ زراعت کے پروگرام کا ایک ٹھوس اور ضروری حصہ ہے۔ ۳۰-۱۹۲۵ء کے دوران میں مختلف صوبوں میں باغبانی کے عملے کی تعیناتی نے پھلوں کی ترقی میں ایک نئے دور کا آغاز کر دیا۔ پھلوں کی کاشت اور پھلوں کو محفوظ کرنے کے متعلق بڑے پیمانے پر تحقیقات کی گئی۔ اس کے نتائج پرچوں، کتابوں اور دوسرے رسالوں کے ذریعے عوام تک پہنچائے گئے۔ جیسے جیسے سائنس ترقی کر کے باغبانی کے مسائل کا مناسب حل تلاش کرتی گئی باغبانی کا کاروبار زیادہ منفعت بخش ہوتا گیا۔ اور پھلدار پودوں کا رقبہ تیزی سے بڑھنے لگا۔

پھلوں کی اہمیت

نسل انسانی کی نشوونما اور بود و بقا کے پیش نظر صحت کو برقرار رکھنے اور قوت پیدا کرنے والے عناصر کی کافی مقدار میں ضرورت پڑتی ہے۔ غلہ دار اجناس آٹا، شکر قندی سے قوت اور سبزیوں اور پھلوں سے معدنی اجزاء اور حیاتین میسر آتے ہیں۔

اگرچہ بعض پھلوں میں نشاستہ، لحمی و روغنی اجزاء وغیرہ کافی مقدار میں ملتے ہیں تاہم ان کی اصل

Marfat.com

قدر و قیمت حیاتین کی وجہ سے ہے۔ حیاتین ج جو زیادہ اور کم درجہ حرارت سے بہت جلد ضائع ہو جاتے ہیں پھلوں میں کافی مقدار میں ملتے ہیں۔ یہ حیاتین مختلف مقدار میں تمام پھلوں میں ملتے ہیں۔ تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ترشاوہ پھل حیاتین ج (۱۰۰ گرام گودے میں ۹ سے ۹۰ ۷۶ ملی گرام تک) پائی جاتی ہے۔ جو روزانہ خوراک میں شامل کرنا بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ حیاتین ج کی کمی بہت سی بیماریوں کا باعث بنتی ہے۔ ایک جوان آدمی کو حیاتین ج کی ضرورت پوری کرنے کے لئے سنگترہ مالٹا کا ۸ اونس رس روزانہ اس حیاتین کی ضرورت کا ½ حصہ مہیا کرتا ہے۔ جب کہ ۸ اونس ٹماٹر کا رس اور ۸ اونس انگور کا رس بالترتیب ۷۷ فی صد اور ۶۷ فی صد مہیا کرتے ہیں۔

آم کا پھل حیاتین (الف) اور ج کی وجہ سے بہت اہم ہے۔ اور حیاتین ب بھی اس پھل میں ملتی ہے۔ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ پاک و ہند کے آموں میں حیاتین الف اور ج بہت زیادہ مقدار میں ملتے ہیں۔ آم کی انفانسو قسم میں ترشاوہ پھلوں کی رس کی نسبت حیاتین (ج) زیادہ ہوتی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ایک سیب کے روزانہ استعمال سے ڈاکٹر کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس محاورہ سے سیب کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ بیر اور امرود میں بھی حیاتین ج ترشاوہ پھلوں کی نسبت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ لائل پور میں تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ امرود میں آم، لیموں اور پپیتے کی نسبت تین گنا حیاتین ج پائی جاتی ہے۔ اس پھل کے ۱۰۰ گرام میں سے ۱۰۷ سے ۲۰۶ ملی گرام تک حیاتین (ج) پائی گئی ہے۔ سفید گودے والے امرودوں، سرخ گودے والے امرود کی نسبت زیادہ حیاتین ج ہوتی ہے۔ اور پیلے رنگ کے گودے والے امرود میں ان دونوں سے زیادہ۔

معالجاتی اہمیت

پھلوں کی طبی اہمیت کا ڈاکٹروں نے بہت عرصہ سے پتہ لگا لیا تھا۔ کئی ایک پھلوں مثلاً فالسہ انار اور میٹھا اثر ٹھنڈا رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر اور حکیم لوگ ان پھلوں کے رس کے استعمال کو ملیریا اور ٹائیفائیڈ کے مریضوں کے لئے تجویز کرتے ہیں۔ ذیابیطس کے مریضوں کے لئے گریپ فروٹ اور جامن کے رس کی عام طور پر سفارش کی جاتی ہے۔

ملیّن اور دوسری فائدہ مند خصوصیات

پھلوں کے ملین معدہ ہونے کی دو وجوہات ہیں ایک تو یہ ہے کہ پھل میں ۸۰ سے ۹۰ فی صد تک

Marfat.com

پانی ہوتا ہے۔ اس لئے نہ صرف پھل بہت جلد ہضم ہو جاتے ہیں بلکہ معدے کو صاف بھی کرتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ غذا کی نالی کو کئی قسم کے خامرہ (ENZYME) مہیا کرتے ہیں۔ جن کی عدم موجودگی میں انسانی معدہ اچھی طرح کام نہیں کر سکتا۔ اور غیر تحلیل پذیر غذا کو اچھی طرح ہضم نہیں کر سکتا۔ مثال کے طور پر بعض پھلوں میں (PEPTASE) جو ایک (ENZYME) (خامرہ) ہے پایا جاتا ہے۔ جو پروٹین کو سادہ اجزاء میں تبدیل کر دیتا ہے۔ پھلوں کی ترشی جسم میں بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرتی ہے۔ لہٰذا پھلوں کی غذائی اہمیت اور طبی موزونیت نے ان کو ہر دلعزیز بنا دیا ہے۔

پھلوں کی کاشت کا اقتصادی پہلو

پھلوں کی پیداوار

پھلوں کی کاشت یقینی طور پر دوسری فصلوں کی نسبت فائدہ مند ہے۔ سرکاری اور غیر سرکاری اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ باغ لگانے سے آمدنی کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

حسب ذیل گوشوارہ سے دوسری فصلوں اور پھل کی آمدنی کا موازنہ ہو جائے گا۔

گوشوارہ ۱

لائل پور تحصیل میں مختلف اہم پھلدار درختوں اور دوسری غلہ دار اجناس کی ۱۹۶۰ء میں اوسط آمدنی کا مقابلہ۔

پھل	آمدنی	فصلیں	آمدنی
پیوندی آم	۲۲۵۰ روپے	کماد	۸۰۰ سے ۱۰۰۰ روپے
تخمی آم	۸۵۰ "	آلو	۱۰۰۰ "
ترشاوہ پھل	۸۰۰ سے ۱۰۰۰ "	کپاس	۳۰۰ "
کھجور	۱۰۰۰ "	گندم	۳۰۰ "

اس گوشوارہ سے اچھی طرح پتہ چلتا ہے کہ پھلوں کی کاشت سے فصلوں کی نسبت بہت زیادہ آمدنی ہوتی ہے۔ یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ باغات میں دوسری فصلیں مثلاً شکر قندی، آلو و دوسری سبزیاں، برسیم اور دیگر چارہ جات وغیرہ بھی بوئی جا سکتی ہیں۔ اس طرح کاشت کار کی آمدنی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

پَودوں کا ذخیرہ کرنا

پھلوں کی کاشت کی ترقی کا انحصار براہ راست قابل اعتماد نرسریوں (ذخیروں) پر ہوتا ہے۔ پھلدار پَودوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ملک میں نرسریوں (ذخیروں) کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لئے پھلوں کی کاشت کے اس پہلُو کی ترقی مستقبل میں بہت روشن ہے۔ اس کے علاوہ نرسری کا کاروبار بہت منافع بخش ہے۔ چھوٹے زمیندار جن کے پاس زمین تھوڑی رہ گئی ہو اس میں نرسری لگا کر کافی روپیہ کما سکتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک ایکڑ نرسری سے جس میں ترشادہ پھل اور آم کے پودے تیار کئے جاتے ہوں بالترتیب اوسطاً ۷۰۰ روپے اور ۶۰۰۰ روپے کا منافع حاصل ہو سکتا ہے۔

پھلوں کی کھپت

پاکستان میں مختلف پھلوں کے رقبہ کا تناسب

پاکستان کے مختلف صوبہ جات کو ۱۹۵۶ء میں ایک صوبہ پاکستان میں ضم کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا پاکستان میں ۵۶-۱۹۵۵ء کے اعداد و شمار کے مطابق پھلوں کے زیر کل رقبہ ۶۰۹۰۰ ایکڑ تھا اور کل پیداوار ۱۶۸۰۰ ۴۲ من تھی۔ پنجاب اور پاکستان کے دیگر علاقہ جات میں مختلف پھلوں کے زیر رقبہ کی تفصیل گوشوارہ ۲ اور ۳ میں دی گئی ہے۔

گوشوارہ ۲:۔ پاکستان کے مختلف صوبہ جات میں پھلوں کے زیر رقبہ اور پیداوار (۵۶-۱۹۵۵ء)

نمبر شمار	نام علاقہ	رقبہ	پیداوار (من)
۱	پنجاب	۷۳۹۰۰	۷۴۰۰۰۰ من
۲	سندھ	۴۹۰۰۰	۴۴۷۵۸۰۰ من
۳	سرحد	۳۰۰۰۰	۱۲۳۰۰۰۰ من
۴	بلوچستان	۸۰۰۰	۱۱۱۰۰۰۰ من
	کل میزان	۱۶۰۹۰۰	۴۲۱۶۸۰۰ من

Marfat.com

گوشوارہ ۳:- پاکستان اور پنجاب میں مختلف پھلوں کے زیر رقبہ (۵۶-۱۹۵۵ء)

نمبر شمار	نام پھل	پنجاب		پاکستان	
۱	آم	۱۸۰۰۰	ایکڑ	۵۷۲۰۰	ایکڑ
۲	مالٹا	۱۹۰۰۰	"	۲۱۴۰۰	"
۳	سنگترہ	۴۵۰۰	"	۵۹۰۰	"
۴	لیمن	۴۰۰۰	"	۵۲۰۰	"
۵	لیموں	۲۵۰۰	"	۳۰۰۰	"
۶	گریپ فروٹ	۱۰۰۰	"	۱۳۰۰	"
۷	کھجور	۲۶۰۰	"	۴۲۰۰	"
۸	امرود	-		۲۱۰۰	"
۹	سیب	۲۰۰	ایکڑ	۹۵۰	ایکڑ
۱۰	ناشپاتی	۲۰۰	"	۲۹۰۰	"
۱۱	آلوچہ	۶۰۰	"	۲۳۰۰	"
۱۲	آڑو	۱۰۰۰	"	۲۱۰۰	"
۱۳	خرمانی	۱۰۰	"	۱۴۰۰	"
۱۴	کیلا	۳۰	"	۵۳۰	"
۱۵	انگور	۱۰۰	"	۳۳۰۰	"
۱۶	انار	۱۲۰۰	"	۳۸۴۰	"
۱۷	فالسہ	-	"	۶۰۰	"
۱۸	متفرق پھل	۱۸۸۷۰	"	۴۲۶۸۰	"
	کُل میزان	۷۳۹۰۰	"	۱۶۰۹۰۰ر۱	- ایکڑ

پاکستان کا صوبہ ۱۹۶۹ء میں ضم کر کے چار صوبہ جات یعنی پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان میں تقسیم کر دیا گیا۔ اب یہ چاروں صوبہ جات پاکستان میں مشتمل ہیں مختلف صوبوں

Marfat.com

میں دس سالہ عرصہ ۶۰-۱۹۵۹ء تا ۷۰-۱۹۶۹ء کے دوران مختلف پھلوں کے زیر رقبہ اور پیداوار گوشوارہ ۴، ۵ میں دیئے گئے ہیں جس سے ملک میں صنعتِ اثمار کی ترقی کی رفتار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

دس سالہ عرصہ یعنی ۶۰-۱۹۵۹ء تا ۷۰-۱۹۶۹ء کے دوران پاکستان میں پھلوں کے زیر کل رقبہ ۷۰۰ د ۹۹ ا۔ ایکڑ سے بڑھکر ۴۰۰ د ۲۳ د ۴۔ ایکڑ تک پہنچ گیا۔ اسی طرح پیداوار تقریباً ۴ لاکھ ٹن سے بڑھکر ۱۵ لاکھ ۷۸ ہزار ٹن تک پہنچ گئی۔ اس دوران میں سب سے زیادہ رقبہ کیلا کے زیر بڑھا جو کہ ۱۹۶۰ء کے مقابلہ میں ۱۹۷۰ء میں آٹھ گنا زیادہ ہو گیا۔ اس کے بعد ناشپاتی نے ترقی کی جس کے تحت مذکورہ عرصہ میں پانچ گنا رقبہ بڑھا، آڑو، کھجور، امرود، سیب، آم اور ترشاوہ پھل کے تحت بالترتیب رقبہ قدرے کم بڑھا۔ سب سے کم رقبہ آلوچہ کے تحت بڑھا۔ ان کے برعکس خرمانی اور انگور کا رقبہ بڑھنے کی بجائے کم ہو گیا۔ تاہم تمام پھلوں میں سب سے زیادہ رقبہ آم کے تحت ہے جو ۱۹۶۹-۷۰ء میں تقریباً ۱۰۰ د ۲۰۲ ا ۔۔۔ د ۱۴۴ ا۔ ایکڑ تھا۔ اس کے بعد ترشاوہ پھل اور کھجور کا نمبر آتا ہے جن کے تحت بالترتیب اور ۵۰۰ د ۰۰۰ ۔ ایکڑ رقبہ تھا۔

صوبہ پنجاب میں ۶۰-۱۹۵۹ء سے ۷۰-۱۹۶۹ء کے دس سالہ عرصہ میں رقبہ ۸۰۰ د ۱۴ ا۔ سے بڑھکر ۴۰۰ د ۹۱ ا۔ ایکڑ تک بڑھا۔ اس دوران میں کل پیداوار ۲ لاکھ ۸۸ ہزار تین سو ٹن سے بڑھکر ۷ لاکھ ۵ ہزار ۴ سو ٹن تک زیادہ ہوئی۔ پنجاب میں سب سے زیادہ ترقی کھجور نے کی جس کا رقبہ متذکرہ دس سالہ عرصہ میں ۱۸۲ فیصد بڑھ گیا۔ اس کے بعد امرود کا نمبر آتا ہے جس کے تحت ۷۵ فیصد رقبہ زیادہ ہو گیا۔ اسی طرح آم کا رقبہ ۶۶ فیصد اور ترشاوہ پھل کا رقبہ صرف ۴۲ فیصد اضافہ ہوا۔ گوشوارہ نمبر ۶ میں دیئے ہوئے اعداد و شمار کے مطابق پنجاب میں ۷۲-۱۹۷۱ء میں پھلوں کے زیر کل رقبہ ۸۰۰ د ۱۱۴ د ۳۔ ایکڑ تھا جبکہ پیداوار دس لاکھ اکیاسی ہزار آٹھ سو ٹن تھی۔ پنجاب کا اہم ترین پھل ترشاوہ اقسام ہیں۔ جن کا رقبہ ۷۲-۱۹۷۱ء میں ۴۰۰ د ۹۷۔ ایکڑ تھا۔ آم دوسرے درجہ پر جبکہ امرود اور کھجور بہ محافظہ رقبہ تیسرے اور چوتھے درجہ پر آتے ہیں۔

پاکستان میں پھلوں کی موجودہ پیداوار ملکی ضروریات سے بہت کم ہے۔ عالمی معیار کے مطابق روزانہ غذا میں چار اونس پھل ہونا لازمی ہے۔ اس معیار کی رُو سے ہر نفس کو سال بھر میں ۹۱ء۲۵ پونڈ پھل درکار ہے اس اندازے کے مطابق ملک کی موجودہ آبادی کے مطابق ۲۸ لاکھ ٹن پھل چاہیئے۔ جبکہ موجودہ

Marfat.com

پیداوار تقریباً ۱۶ لاکھ ٹن ہے۔ لہٰذا موجودہ غذائی ضروریات پورا کرنے کے لئے مزید ۱۲ لاکھ ٹن کا اضافہ ضروری ہے۔ جس کے لئے ایک محتاط اندازے کے مطابق ۱۹۷۰ء کے اعداد و شمار کی روشنی میں تقریباً ۳ لاکھ رقبہ پر مزید باغات لگانے ہوں گے۔

پاکستان میں پھلوں کی موجودہ کھپت بھی دیگر ممالک کے بالمقابل بہت کم ہے۔ ہر نفس کو روزانہ ۳۰۰ حرارے چاہئیں۔ ہمارے ملک میں پھل اور سبزیات سے صرف ۴۴ حرارے حاصل کئے جاتے جبکہ امریکہ میں ۱۸۳ حرارے۔ ترکی میں ۱۷۷۔ جاپان میں ۱۶۶۔ اور فرانس میں ۱۴۵ حرارے حاصل کئے جاتے ہیں۔ ایک دوسرے اندازے کے مطابق پاکستان میں ایک ایکڑ پھل کا رقبہ ۱۴۹۔ اشخاص کے لئے ہے۔ یہ نسبت دیگر ممالک کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ بعض ممالک یعنی امریکہ کی کیلیفورنیا ریاست میں ایک ایکڑ پھل کا رقبہ ۳۔ اشخاص کے حصہ میں آتا ہے اور یہ بھی اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہمارے ملک میں پھلوں کے زیر موجودہ رقبہ کل کاشتی رقبہ کا صرف ایک فیصد کے قریب ہے۔ لہٰذا متذکرہ بالا اعداد و شمار سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ ہم کو موجودہ حالات کے مطابق پھلوں کی پیداوار میں تقریباً ۱۲ لاکھ ٹن اضافہ کر کے قومی ضروریات کو پورا کرنا ہوگا۔ لیکن چونکہ ملک کی آبادی ہر سال تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے۔ لہٰذا ملکی ضروریات میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا۔ اس لئے پھلوں کے تحت رقبہ میں اضافہ کرنا ایک اہم قومی ضرورت ہے جس کی طرف کماحقہٗ توجہ نہیں دی جا رہی۔

پاکستان میں پھل پیدا کرنے والے علاقے اور ان کے اہم اضلاع حسب ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام صوبہ	پھل پیدا کرنے والے اہم اضلاع	اہم پھل
۱	پنجاب :۔	ملتان، سرگودھا۔ لائل پور۔ ساہیوال۔ لاہور۔ بہاول نگر اور رحیم یار خاں	ترشاوہ پھل۔ آم کھجور۔ امرود اور بیر
۲	سندھ	نواب شاہ۔ حیدر آباد۔ میر پور خاص۔ خیر پور اور کراچی	آم۔ ترشاوہ پھل۔ کیلا۔ امرود۔ کھجور اور چیکو
۳	شمال مغربی سرحدی صوبہ	پشاور۔ ہزارہ اور مردان	ناشپاتی۔ آڑو۔ آلوچہ اور خوبانی
۴	بلوچستان	کوئٹہ۔ لورالائی۔ زوب۔ قلات اور تربت	انگور سیب بادام خوبانی اور کھجور

Marfat.com

مختلف ممالک میں پھلوں کی فی کس کھپت

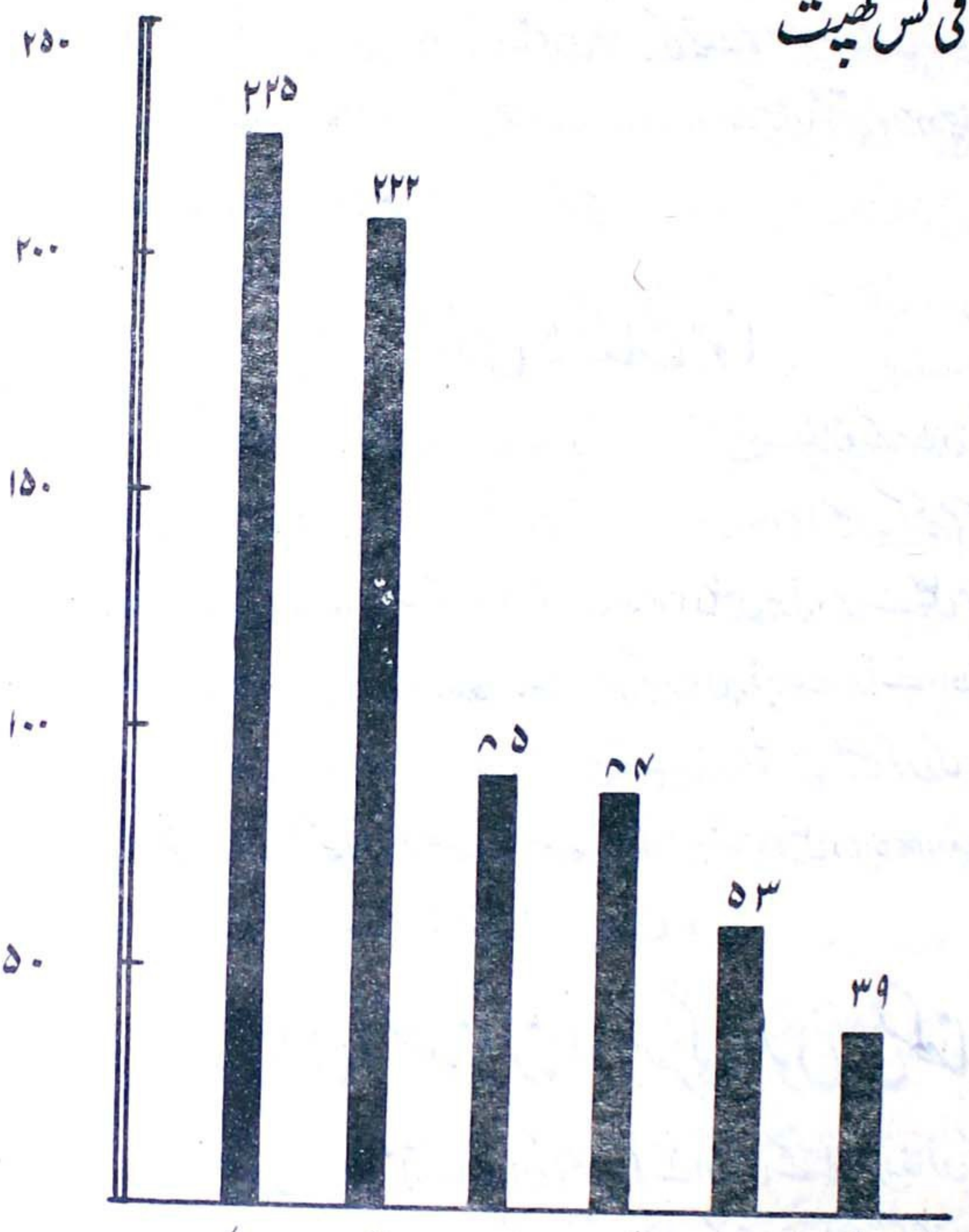

Marfat.com

پھلوں کو منڈی میں بھیجنا ،

صنعت اثمار کا مسئلہ صرف پھلوں کی پیداوار بڑھانا ہی نہیں بلکہ پھلوں کو منڈی میں اچھے طریقے سے لیجائے بغیر پھلوں کی پیداوار میں اضافہ کاشت کاروں کو خوشحال نہیں بنا سکتا۔ پیداوار میں اضافہ اور پھل کی خاصیت کو بہتر بنا کر فائدہ حاصل کرنے کے لئے خرید و فروخت کے موجودہ اداروں کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔ پھل کے کاشت کاروں کی یہ شکایت کہ منڈی میں پھلوں کی قیمت کا بیشتر حصہ دلال کے پاس جاتا ہے جائز ہے اور درخت کے وسائل کا ناقص ہونا غیر منظم منڈیوں اور بے شمار کمیشن ایجنٹس کا وجود چند ایسے نقائص ہیں جو کاشت کاروں کا جائز منافع ہذف کر جاتے ہیں۔

پھلوں کا ضائع ہونا

پھلوں کی تضیع کا بالکل صحیح اندازہ لگانا تو مشکل ہے تاہم ایک اندازہ کے مطابق پاکستان میں پھلوں کی کل پیداوار کا ۲۵ فی صد حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ گرم آب و ہوا پھلوں کو یکدم پختہ کر دیتی ہے۔ وافر پھل کو ذخیرہ کرنے کے لئے سرد گوداموں میں اتنی جگہ موجود نہیں ہوتی اس لئے پھل موسم میں افراط سے منڈی میں آتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھل کم نرخوں پر فروخت ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات منڈیوں میں مناسب جگہ نہ ملنے کی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے۔ بڑی مقدار میں تضیع کو روکنا بہت ضروری ہے پھل کا فالتو حصہ مثلاً چھلکے وغیرہ کو پھلوں کی مصنوعات مثلاً سنگترہ کا تیل (ORANGEOIL) وغیرہ بنانے کے کام لانا چاہیئے تاکہ کاشت کار کو اقتصادی طور پر فائدہ پہنچے۔

پھلوں کو محفوظ کرنا اور سرد گوداموں میں رکھنا

ملک میں پھلوں کی صنعتی ترقی کے لئے ان کو محفوظ کرنے اور ان کے لئے سرد خانوں کی اہمیت کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔ درحقیقت کسی بھی ملک میں سرد خانوں کے قیام اور پھلوں کو محفوظ کئے بغیر اس صنعت کی ترقی ممکن نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اچھے منظم باغ میں بھی ایسا پھل کافی مقدار میں ہوتا ہے جو منڈی میں فروخت کے قابل نہیں ہوتا۔ تاہم یہ پھل مختلف قسم کی مصنوعات اور ضمنی مصنوعات بنانے کے

Marfat.com

کام میں لانا اقتصادی طور پر فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔ ملک میں سرد خانوں اور محفوظ نہ رکھنے کی سہولت نہ ملنے کی وجہ سے منڈیوں میں موسم پر پھل ضرورت سے زیادہ ہو جاتا ہے اور بہت ارزاں قیمت پر بکتا ہے لیکن موسم کے اختتام پر قیمتیں چڑھ جاتی ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر سرد خانوں کا ہونا اور پھلوں کو محفوظ کرنا بہت فائدہ مند ہے۔ منڈی کے فالتو پھل کو سرد خانوں میں رکھ کر خراب ہونے سے بچا لیا جاتا ہے۔ نیز گھٹیا درجے کے پھل کا استعمال بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پھل منڈی میں زیادہ عرصہ تک دستیاب ہوتا ہے۔ پھلوں کو محفوظ کرنے سے نہ صرف ملکی منڈیوں کی توسیع ممکن ہے۔ بلکہ غیر ملکی منڈیوں میں بھی یہاں کے پھلوں کی مانگ بڑھ سکتی ہے۔

پھلوں کو محفوظ کرنے کے سلسلے میں ہمارا ملک ابھی بہت پیچھے ہے۔ اور سرد خانوں کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اندازاً اس وقت تمام پیداوار کا صرف ۰٫۳ فی صد پھل محفوظ کیا جاتا ہے۔ اور باقی جوں کا توں استعمال ہوتا ہے۔

سبزیوں اور پھلوں کو خراب ہونے سے بچانا ہمارے ملک کے لئے بے حد ضروری ہے۔ تاکہ غذائی قلت کو کم کیا جا سکے۔

حال ہی میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ کراچی، ملتان اور لاہور میں پھلوں کا رس نکالنے کے لئے تین کارخانے قائم کئے جائیں۔ ان کارخانوں کے ذریعے ہر سال ترشادہ پھلوں کا رس جیم اور جیلی ۳۶۴۰ ٹن۔ اہم رد غنیات (ESSINTIAL OILS) ۳۷٫۴ ٹن اور مویشیوں کے مقویات ۲۱۴۰ ٹن تیار ہوا کریں گے۔

پھلوں کو محفوظ کرنے کی یہ صنعت بہت فائدہ مند ثابت ہوگی۔ کیونکہ یہ ہر قسم کے پھل اور سبزیوں کو کار آمد بنائے گی۔ اس طرح پھل کے کاشت کاروں کی مالی حالت بہتر ہو جائے گی۔

صنعتِ اثمار کا مستقبل

گزشتہ صفحات میں پھلوں کی اقتصادی، طبی اور غذائی اہمیت کو اچھی طرح واضح کیا جا چکا ہے اس اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پھلوں کے زیر کاشت رقبہ کو بڑھانے کا بہت امکان ہے۔ پھلوں کی کاشت کے لئے ہمارے ملک میں اور آب و ہوا کی موزونیت۔ کم اخراجات۔ باغات پر مشتمل کم رقبہ اور دوسری ایسی ہی وجوہ باغات کا رقبہ بڑھانے میں معاون ثابت ہوئی ہیں۔

Marfat.com

ہماری ضروریات اور فی کس کھپت

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ موجودہ کھپت ہمارے ملک کی تمام آبادی کی ضرورت کے لئے بہت کم ہے ہمارے ملک میں فی کس پھل کی کھپت صرف ۲۵ء۳۹ پونڈ سالانہ ہے جب کہ معیاری ضرورت ۲۵ء۹۱ پونڈ ہے۔ دیہات میں پھلوں کی روزانہ فی کس کھپت ایک اونس سے بھی کم ہے۔ ان حالات کے پیش نظر باغات کے تحت رقبہ بڑھانا ضروری ہے۔

باغات پر مشتمل موجودہ رقبہ

پاکستان میں کل کاشتہ رقبہ کا صرف ۵ر۰ فی صد باغات پر مشتمل ہے۔ اس کے برعکس کیلیفورنیا میں کل رقبہ کا پچاس فی صد حصہ باغات پر مشتمل ہے۔ فلوریڈا میں ۷۰۰۰۰۰ ایکڑ سے زیادہ رقبہ پر صرف ترشادہ پھل کاشت کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح فرانس اور اٹلی میں بالترتیب ۳۵ لاکھ اور ۴۱ لاکھ ایکڑ رقبہ زیر باغات ہے۔ ہمارے ملک کا دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں باغات کے تحت رقبہ نیچے درج ہے۔

مغربی پاکستان	۱۷۷ افراد کے لئے ایک ایکڑ
کیلیفورنیا	۱½ " " "
فلسطین	۷ " " "

زمین اور آب و ہوا کی موزونیت

پاکستان کی آب و ہوا اور زمین پھلوں کی کاشت کے لئے کافی موزوں ہے۔ میدانی علاقوں میں آم، ترشادہ پھل، کھجور، امرود، بیر، انار اور دوسرے منطقہ حارہ کے پھل کاشت کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئٹہ اور مری کی پہاڑیوں میں سیب، ناشپاتی اور اس قسم کے دوسرے کوہستانی پھل بڑی کامیابی سے کاشت کئے جا سکتے ہیں۔ دامن کوہ کے علاقوں اور بلوچستان میں ناشپاتی، خرمانی، آلوبخارا بادام اور دوسرے پھل کافی ہوتے ہیں۔ مکران کے علاقہ میں بہترین قسم کی کھجور پیدا ہوتی ہے۔ سندھ کا علاقہ جہاں نسبتاً کم چلتی ہے۔ اور کورا بھی کم پڑتا ہے کیلے کی کاشت کے لئے نہایت موزوں ہے۔ اس علاقہ کے رقبہ کو کیلے اور پپیتے کی کاشت کے لئے نہایت کامیابی سے کاشت کیا جا رہا ہے

موجودہ قیمتیں،

روز بروز پھلوں کی بڑھتی ہوئی مانگ پیداوار میں اضافے کی موجب ہے۔ اس وقت پھل کی پیداوار

Marfat.com

آب و ہوا

پھلدار درختوں کے لئے موزوں آب و ہوا کا انتخاب کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ ایک دفعہ پھلدار درخت نصب کرنے کے بعد وہاں کی آب و ہوا کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ عام طور پر مالکان باغات کسی پھلدار پودے کو کسی جگہ کے لئے پسند کر لیتے ہیں اور اپنے یاں لگانے کی کوشش کرتے ہیں مگر ایسے حالات میں ناکامی یقینی ہے۔ پشاور جیسے مقام سے اعلیٰ قسم کی ناشپاتی، آڑو اور آلوچہ میدانی علاقوں میں اکثر لوگوں نے لگا کر نقصان اٹھایا ہے۔ اعلیٰ آڑو اور آلوچہ کی اقسام کو خاص سردی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو میدانی علاقہ میں میسّر نہیں۔ نتیجتاً پھلدار درختوں کا کسی آب و ہوا کے لئے موزوں انتخاب نہایت ضروری ہے۔

آب و ہوا

سال بھر کے موسمی حالات کے خلاصہ کو آب و ہوا کہا جاتا ہے۔ موسم کچھ عرصہ کے خاص حالات کو کہتے ہیں۔ آب و ہوا کسی جگہ کی سردی، گرمی، بارش، آندھی، ژالہ باری، کُہر اور بلندی پر منحصر ہے۔

درجۂ حرارت

درجۂ حرارت آب و ہوا کا ایک اہم جزو ہے۔ اور کسی علاقہ میں پھل کے انتخاب میں درجۂ حرارت بڑی

Marfat.com

اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ آم، کیلا، سنگترہ، مالٹا، پائن ایپل وغیرہ ایک خاص علاقہ میں اس لئے نہیں ہو پاتے کہ ان پھلوں کی کامیابی کے لئے ۳۵° ایف سے زائد درجۂ حرارت درکار ہوتا ہے۔ اس کے برعکس پہاڑی پھلدار پودے مثلاً سیب، ناشپاتی وغیرہ میدانی علاقوں میں کامیاب نہیں اور اگر ایسی جگہ لگا بھی دیئے جائیں تو پھل نہیں دیں گے اور اگر پھل برداشت بھی کریں گے تو نہایت ناقص قسم کا ہوگا۔ کچھ پھل ایسے ہیں جن کی کامیابی کا انحصار کافی عرصہ تک زیادہ درجۂ حرارت کے ہونے پر ہے۔ مثلاً کھجور! اس کے متعلق مشہور ہے کہ اس کا سر آگ میں اور پاؤں پانی میں ہونے چاہئیں۔ اسی وجہ سے اس کی بہتات ان علاقوں میں ہوتی ہے جو سخت گرم ہوں اور جہاں آبپاشی بھی میسر ہو۔ بعض اچھی زمینوں میں اس لئے پھل کاشت نہیں کئے جا سکتے کیونکہ ان علاقوں کا درجہ حرارت اتنا کم ہو جاتا ہے کہ پھول اور پھل لگنے کے وقت کہرا انہیں ضائع کر دیتی ہے۔ کم درجۂ حرارت بعض دفعہ بیماریوں اور کیڑوں کے بڑھنے پھولنے کے لئے مناسب اور موزوں ہوتا ہے۔ آڑو کے پتوں کا چڑمڑ ہو ہو جانا (PEACH LEAF CURL) اور بھوری سڑاند (BROWN ROT) بیماریاں سرد اور نمدار موسم میں زیادہ پھیلتی ہیں۔ اور پہاڑی علاقوں میں آڑو، آلوچہ وغیرہ کی کاشت میں حائل ہوتی ہیں۔

درجۂ حرارت پھول، پھل کی خاصیت اور پھل کے پکنے کے وقفہ اور انداز پر اثر پذیر ہوتا ہے۔ اگر موسم بہار میں موسم جلد گرم ہو جائے تو پھول جلدی نکل آتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر موسم دیر تک ٹھنڈا رہے تو پھول دیر سے نکلیں گے۔ بعض حالات میں درجۂ حرارت پھل کی خاصیت پر خوشگوار اثر ڈالتا ہے۔ سیب کی زیادہ تر اقسام ٹھنڈی آب و ہوا میں بہتر ہوتی ہیں اس کے برعکس آڑو قدرے گرم درجۂ حرارت میں میٹھے اور خوش ذائقہ ہوتے ہیں۔ انگور گرم علاقوں میں ترش اور موٹے چھلکے والے ہوتے ہیں۔ مالٹا گرم علاقوں کی نسبت سرد علاقوں میں زیادہ کھٹا ہوتا ہے۔

بارش

بارش کی مقدار اتنی اہمیت نہیں رکھتی جتنا کہ اس کے ہونے کے اوقات۔ ایک وقت میں زیادہ بارش بہت کم فائدہ مند ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں تھوڑی تھوڑی بارش سارا سال ضرورت کے مطابق ہو جائے تو نہایت فائدہ مند ثابت ہوگی۔ پھل لگنے کے وقت بارش نقصان دہ ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس سے زردانے (POLLEN) ضائع ہو جاتے ہیں اور مادہ (STIGMA) کا لعاب پتلا ہو جاتا ہے۔ کئی ایک پھلوں میں مثلاً کھجوروں اور انگوروں کے پکنے کے موقع پر بھی بارش کافی نقصان پہنچاتی ہے۔ اور اسی وجہ سے کئی علاقوں

Marfat.com

میں ان کی کاشت نفع بخش نہیں ہے۔ کھجور اور انگور کے پکنے کے وقت اگر بارش ہو جائے تو پھل خراب ہو جاتا ہے اور منڈی میں بھیجنے کے قابل نہیں رہتا۔ مغربی پاکستان میں کھجور اور انگور پکنے کے وقت بارشوں کا ہونا اس کی کاشت میں کافی حد تک حائل ہے۔ برخلاف اس کے کیلیفورنیا میں جہاں موسم گرما میں کوئی بارش نہیں ہوتی اعلیٰ قسم کے انگور۔ کشمش۔ انجیر اور کھجور پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح بارش آلو بخارا اور چیری کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔ بارش سے آلو بخارا میں "براؤن راٹ" بھوری سڑاند کی بیماری پھیل جاتی ہے۔ اور چیری کا چھلکا پھٹ جاتا ہے۔

دھوپ

سورج کی شعاعیں پودے میں خوراک بننے کے عمل میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ دھوپ میں عمل زیرگی (POLLINATON) بھی بہتر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں دھوپ سے زائد پانی بخارات بن کر اڑ جاتا ہے۔ درخت کی لکڑی سخت ہو جاتی ہے۔ اور پھل میں صحیح رنگت اور خوشبو پیدا ہوتی ہے۔ بعض اوقات اس کی زیادتی سے پھل پر داغ دھبے (SUN-BURN) پڑ جاتے ہیں۔ یہ اثرات زیادہ تر جنوب مغرب کی طرف رُونما ہوتے ہیں۔

آندھی

تند و تیز ہوائیں پھل لگنے کے وقت نہایت نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ پھل کھلنے کے وقت گرم ہوائیں مادہ (STIGMA) کے لعاب کو خشک کر دیتی ہیں اور اس طرح عمل زیرگی میں حائل ہوتی ہیں۔ نیز ان کیڑوں مکوڑوں کی حرکت پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں جو عمل زیرگی میں مدد کرتے ہیں۔ لہٰذا پھل کم لگتا ہے اور پیداوار کم ہو جاتی ہے۔

ہوا تیز چلنے کی بنا پر پھل آپس میں ایک دوسرے سے رگڑ کھا کر خراب ہو جاتے ہیں۔ اس طرح پھل کی بیرونی حالت خراب ہو جاتی ہے اور منڈی میں اچھی قیمت نہیں پاتا۔

ژالہ باری

ژالہ باری پھل۔ پھول اور پودے کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ مغربی پاکستان میں مری کے علاقہ میں ژالہ باری ہی خصوصاً پھلوں کی کاشت میں حائل ہوتی ہے۔

Marfat.com

نمی

ہوا میں نمی کی زیادتی مثلاً کھجور کی کاشت میں حائل ہوتی ہے۔ وہ کیڑے اور مکھیاں جو عمل زیرگی میں مدد کرتے ہیں نمی کی زیادتی کی وجہ سے آسانی سے حرکت نہیں کر سکتے لہٰذا پھل لگنے کے وقت نمی کی زیادتی نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ آلو بخارا اور آڑو وغیرہ پھل اور پودوں میں نمی کئی قسم کی بیماریوں کا باعث ہوتی ہے۔

سیب میں پتوں کا چڑمڑ ہو جانا

(SCAB) نیز چند پھلوں میں کنگی کا لگنا (RUSTING) وغیرہ بھی نمی سے ہوتا ہے۔ بہر حال زیادہ نمی ترشاوہ پھلوں پر زیادہ اثر انداز نہیں ہوتی۔ مشاہدہ میں آیا ہے کہ نمدار علاقوں میں مالٹے، سنگترے پھل کا چھلکا پتلا۔ جلد ملائم۔ رس زیادہ اور خاصیت اچھی ہو جاتی ہے۔

کہر

مغربی پاکستان میں کہر ماہ دسمبر سے فروری تک کسی وقت بھی پڑ سکتا ہے۔ یہ آم، کیلا اور امرود کے لئے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ ترشاوہ پھلوں میں اس کا اثر لیموں، گریپ فروٹ، مالٹا اور سنگترہ پر بھی بالترتیب ہوتا ہے۔ چھوٹے اور جوان پودوں کے تنے، پرانے ٹاٹ سے اس لئے لپیٹ دیئے جاتے ہیں کہ کہر سے چھال لپٹ نہ جائے۔ جن راتوں میں کہر پڑنے کا امکان ہو تو باغ میں آبپاشی کر دینا نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

زمین کا ڈھلان اور بلندی

پہاڑی علاقے میں باغ کے لئے موزوں زمین کا انتخاب کرتے وقت ڈھلان کے رُخ کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ چونکہ اس پر ہوا۔ دھوپ اور درجۂ حرارت کا انحصار ہوتا ہے۔ کسی جگہ کی سطح سمندر سے بلندی پھلوں کی کاشت میں کافی اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ امر کسی جگہ کی آب و ہوا پر اثر پذیر ہوتا ہے۔

سیب کی کاشت کے لئے وہ علاقہ جو ۳۰° درجہ عرض بلد پر واقع ہو زیادہ مناسب ہوتا ہے مری اور کوئٹہ کا عرض بلد ۳۳ ر ۳۴ اور ۳۱ درجہ ہے۔ لیکن بلند ہونے کی وجہ سے ان علاقوں میں سیب کی کاشت کامیاب طریقہ پر کی جاتی ہے۔

ڈھلان کے رُخ کا انتخاب کرتے وقت دو سمتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ ایک شمالی اور دوسری جنوبی۔ شمالی اطراف میں دھوپ کم پڑتی ہے۔ جس کی وجہ سے درجۂ حرارت کم رہتا ہے اور زمین خشک

Marfat.com

ہونے نہیں پاتی۔ لہٰذا پھول بھی دیر سے نکلتے ہیں۔ ایسی جگہ میں پودے میں پھل کم لگتا ہے۔ اور نباتاتی بڑھوتری زیادہ ہوتی ہے۔ نیز پھل کا رنگ ہلکا اور خاصیت ناقص ہو گی۔ اس کے برعکس جنوبی ڈھلان سورج کی شعاعوں سے جلد گرم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا پھول بھی جلد نکلتے ہیں اور پھل بھی جلد تیار ہو جاتا ہے۔ دھوپ سے پھل میں صحیح رنگت آجاتی ہے۔ ذائقہ اور خاصیت بہتر ہو جاتی ہے۔ ڈھلان زیادہ بے ترتیب نہ ہو۔ چونکہ وادی نما علاقوں میں ہوا کے چلنے میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں باغ میں کاشتی عمل اور دیگر انتظام بھی اچھی طرح سرانجام نہیں دیئے جا سکتے۔ ان پر خرچ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور ایسی ڈھلانیں زمین کے کٹاؤ میں بھی اضافہ کرتی ہیں۔

آب و ہوا کے لحاظ سے پاکستان کے خطے!

آب و ہوا کے لحاظ سے پاکستان کو چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ساحلی علاقہ

اس خطہ میں بحیرہ عرب کے ساحل پر کراچی سے لے کر حیدر آباد تک کا علاقہ شامل ہے۔ اس علاقہ کی آب و ہوا قدرے معتدل۔ موسم گرما میں دن گرم اور راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ نسیم بحری اور نسیم بری رات اور دن کے درجۂ حرارت میں تبدیلی کا باعث ہیں۔ اس علاقہ میں کہر نہیں پڑتی۔ یہاں کے مشہور پھل ناریل، امرود، کیلا، چکوترہ، انار، ٹنڈ خربوزہ اور آم وغیرہ ہیں۔

میدانی علاقہ

آب و ہوا گرمی میں گرم خشک اور موسم سرما میں کافی سرد ہوتی ہے۔ یہ علاقہ ترشاوہ پھل، امرود، بیر، آم اور کھجور کی کاشت کے لئے نہایت موزوں ہے۔ اس میں سرگودھا۔ لاہور۔ ملتان، بہاول پور، خیرپور ڈویژنوں کے علاقے شامل ہیں۔

دامن کوہ

اس خطہ میں وہ علاقے شامل ہیں جو ۱۰۰۰ ۳۰۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہیں۔ اس میں کوئٹہ ڈویژن کا کچھ حصہ، راولپنڈی، پشاور، کوہستان نمک اور سون ویلی وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا پہاڑوں کی نسبت گرم لیکن میدانوں کی نسبت سرد ہے۔ اس علاقے کے مشہور پھل آڑو، آلو بخارا، خوبانی،

Marfat.com

بادام، لوکاٹ، جاپانی پھل، زیتون اور سٹرابیری ہیں۔

پہاڑی علاقہ

اس علاقہ میں سخت سردی ہوتی ہے۔ اس خطے میں سطح سمندر سے ۳۰۰۰ فٹ سے ۷۰۰۰ فٹ تک کی بلندی کے علاقے شامل ہیں۔ موسم سرما میں سخت سردی پڑتی ہے۔ اور نومبر سے مارچ تک برف باری بھی ہوتی ہے۔ اپریل کے مہینے میں بعض جگہوں پر ژالہ باری نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ اس علاقہ میں مری، کوئٹہ، قرم ایجنسی شامل ہیں۔ اس علاقہ کے مشہور پھل سیب، ناشپاتی، چیری اور اخروٹ وغیرہ ہیں۔

مختلف پھلدار درختوں کے لئے مناسب آب و ہوا

آم

یہ منطقہ حارہ کا پھل ہے۔ ملتان اور مظفر گڑھ کے اضلاع میں آم کی کامیابی کا راز دریاؤں کا قرب اور گرم خشک آب و ہوا ہے۔ میدانی علاقوں میں قلمی آم کا اگانا نہایت کٹھن ہے۔ کیونکہ سردی میں کوئے سے اور گرمی میں دھوپ سے پودوں کو بچانا پڑتا ہے۔ آم کے لئے ایسی آب و ہوا موزوں ہوتی ہے جس میں پھول آنے کے وقت موسم یعنی ماہ فروری مارچ میں بارش اور کہر وغیرہ نہ آئے اور پھول تیز ہواؤں سے محفوظ رہیں یعنی موسم پرسکون ہو اور آبپاشی کی بہتات ہو۔ دراصل آم کے پھول کی ساخت ایسی ہے کہ جس میں مادہ کا سرے والا حصہ (STIGMA) بہت چھوٹا ہوتا ہے اور نر حصوں (STAMENS) میں سے صرف ایک ہی کارآمد ہوتا ہے۔ اور باقی ناکارہ ہوتے ہیں۔ عمل زیرگی کے لئے موسم کا پُرسکون ہونا لازمی ہے۔ تاکہ شہد کی مکھیاں اور دوسرے کیڑے اس عمل کو انجام دے سکیں۔

لوکاٹ

ایسی جگہوں پر سب سے زیادہ کارآمد ہوتا ہے جہاں گرمی کے موسم میں سخت گرمی نہ پڑتی ہو۔ اس کے لئے زمین اور ہوا میں کافی نمی درکار ہے۔ زیادہ گرمی یا خشک ہوائیں اس کے لئے نقصان دہ ہیں۔ اس کی کاشت کے لئے سب سے موزوں جگہ وہ ہے جس کی آب و ہوا قدرے سرد ہو اور بلندی تقریباً ۲۰۰۰ فٹ ہو۔

ترشاوہ اقسام کے پھل

ترشاوہ پھلوں مثلاً مالٹا، سنگترہ، میٹھا اور کاغذی لیموں وغیرہ کے اعلیٰ باغات مختلف علاقوں

60673

Marfat.com

مثلاً پشاور، سرگودھا، لائل پور، ملتان، منٹگمری، گوجرانوالہ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ سنگترہ زیادہ تر دامن کوہ کے اضلاع میں کامیاب ہوتا ہے۔ کیونکہ گرم علاقوں میں اس کے پھل پر داغ پڑ جاتے ہیں۔ محکمہ زراعت نے کنو سنگترہ کی دریافت کر کے اس مشکل کو کافی حد تک حل کر دیا ہے اور یہ سنگترہ گرم علاقوں میں بخوبی کاشت کیا جانے لگا ہے۔ اور سورج کی تیز شعاعوں سے محفوظ رہتا ہے۔ دیگر ترشاوہ پھل نہری علاقوں میں کامیابی سے کاشت کئے جاتے ہیں۔ پہاڑی علاقے اس کی کاشت کے لئے موزوں خیال نہیں کئے جاتے۔ البتہ پہاڑ کی تلہٹی میں ان کی کاشت ممکن ہے جہاں پھل دیر سے پکے گا اور ترشی مائل ہوگا۔ زیادہ گرم علاقے اس پھل کے لئے موزوں نہیں۔ موسم سرما میں تھوڑا بہت کہر اس پھل کی کاشت میں اثر انداز نہیں ہوتا۔ البتہ کاغذی لیموں پر کہر زیادہ اثر کرتا ہے۔

امرود

اس کے چھوٹے پودوں کو کورا بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ جب درجۂ حرارت ۲۸° فارن ہیٹ تک پہنچ جائے تو بڑے درختوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ امرود کی اعلیٰ اقسام سابقہ پنجاب کے میدانی علاقے ہیں اور سندھ میں لاڑکانہ اور جیکب آباد کے اضلاع میں کاشت کی جاتی ہیں۔ بشرطیکہ زمین میں نمی کافی ہو۔ اور چھوٹے پودوں کو دو تین سال تک کورے اور سرد ہواؤں سے محفوظ کرنے کی احتیاط کی جائے۔ یہ سیم والی زمین میں بھی جہاں موسم برسات میں پانی سطح زمین کے قریب آجاتا ہے کامیاب ہو جاتا ہے۔

کیلا

کیلے کی کاشت کے لئے گرم مرطوب آب و ہوا، زرخیز زمین، پانی کی افراط درکار ہے۔ اور کورا غیر موزوں ہے۔ سخت گرمی، سخت سردی اور آندھی اس کے لئے غیر موزوں ہے۔ حیدر آباد اور ڈیرہ اسماعیل خاں کے علاقوں میں کامیاب ہے۔

بیر

یہ بہت سخت جان ہے اور سخت گرمی اور سخت سردی کو برداشت کر سکتا ہے۔ طویل گرمی کے موسم کو خوب پسند کرتا ہے۔ بارانی علاقوں اور دامن کوہ کے سرد اور مرطوب حصوں میں اچھی طرح کامیاب ہوتا ہے۔ راولپنڈی اور جہلم کی پہاڑیوں پر بھی عموماً خودرو بیریاں ہی پائی جاتی ہیں۔ پہاڑی علاقوں

Marfat.com

کے سوا یہ سب جگہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ پیوندی بیر کی صورت میں ماہ جنوری فروری میں آبپاشی نہ ہونے کی وجہ سے بیشتر بیر جھڑ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پیوندی بیروں کی آبپاشی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے

کھجور

مثل مشہور ہے کہ کھجور کا سر آگ میں اور پاؤں پانی میں ہونے چاہئیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کے لئے نہایت گرم اور خشک آب و ہوا اور زمین میں کافی نمی درکار ہے۔ مگر پانی مارزمین میں کھجور کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ کھجور کے درخت ہر قسم کی آب و ہوا اور زمین میں نشوونما پاتے ہیں۔ مگر تجارتی نقطۂ نگاہ سے ان جگہوں پر کامیاب ہو گی جہاں پھل پکنے کے وقت زیادہ بارش نہ پڑے۔ بارش پڑنے سے پھل خراب ہو جاتا ہے۔

فالسہ

یہ بہت سخت جان اور خشکی کو برداشت کرنے والا پودا ہے۔ اور تقریباً ہر قسم کی زمین میں کم آبپاشی سے بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ پہاڑی علاقوں کے سوا یہ ہر جگہ کامیابی سے کاشت کیا جا سکتا ہے۔ انتہائی گرمی اور خشک ہواؤں سے پودے یا پھل کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ سخت کورا پڑنے سے اگر پودے کی اوپر والی شاخیں سوکھ بھی جائیں تو سطح زمین کے قریب سے پھر نئی شاخیں پھوٹ آتی ہیں۔

ناریل

یہ ساحلی علاقہ کا پھل ہے۔ اس علاقہ میں بہتر ہوتا ہے۔ جہاں کا درجۂ حرارت ۱۰۰° ف سے کم یعنی اوسط ۷۳ - ۸۰ فارن ہیٹ ہو۔

لیچی

یہ نازک سدا بہار پودا ہے۔ اور اس کی کامیابی کے لئے خاص حالات درکار ہیں۔ یعنی مرطوب آب و ہوا، کثرت بارش یا آبپاشی کی زیادتی۔ کورا اس کے لئے ناموافق ہے۔ چونکہ گرم اور خشک ہوائیں اس کے لئے مضر ہیں۔ اس لئے لیچی دامن کوہ کے اضلاع میں تقریباً ۲۰۰۰ فٹ کی بلندی پر زیادہ کامیاب ہوتی ہے۔ گرمیوں میں سخت گرمی سے اور سردیوں میں پودوں کو کورے سے بچانا چاہئے۔ کچھ محفوظ جگہوں میں لاہور۔ ملتان اور منٹگمری کے اضلاع میں بھی اس کے پودے اچھا پھل دے رہے ہیں۔

Marfat.com

ضرورت سے بہت زیادہ کم ہے۔ پھلوں کی نئی منڈیاں بنانے کی بجائے اگر موجودہ منڈیوں کو بہت سی سہولتیں مہیا کی جائیں تو موجودہ پیداوار سے دو تین گنا زیادہ پھل ان منڈیوں میں لاکر بیچا جا سکتا ہے۔ پھلوں کی موجودہ قیمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ سوائے ان دنوں کے جن دنوں منڈیاں پھل سے بھری ہوئی ہوں عام آدمی پھل نہیں خرید سکتا۔ پیداوار بڑھنے اور منڈیوں کا نظام درست ہونے سے قیمتیں کم ہو جائیں گی۔ اس کے علاوہ کاشت کار کو تسلی بخش منافع مل سکے گا۔ پیداوار میں اضافے کی وجہ سے دیہی منڈیوں کی ترقی بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک پھلوں کی قیمتیں کم نہ ہو جائیں یا دیہاتی لوگوں کی قوت خرید بڑھ نہ جائے۔

۱۹۷۲ء کی مردم شماری سے پتہ چلا ہے کہ آبادی میں سالانہ تین فی صد اضافہ ہوتا ہے۔ حالانکہ ۱۹۶۱ء کی مردم شماری میں ۲٫۴ فی صد اضافہ ہوا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر حالات ایسے ہی رہے تو چالیس سال میں آبادی دوگنی ہو جائے گی۔ اور نتیجتہً پھلوں کی مانگ میں اضافہ ہوگا۔ ملک کی ترقی کے ساتھ ساتھ معیار زندگی بلند ہو جائے گا۔ اور پھلوں کی مانگ میں اضافہ ہوگا۔

پھلوں کی برآمد کے امکانات

حسب ذیل گوشوارہ سے پاکستان سے برآمد ہونے والے تازہ پھلوں کا ۱۹۶۶ء میں پتہ چلتا ہے۔

پاکستانی پھلوں کی برآمدات

قیمت (روپوں میں)

نام پھل	جس ملک کو بھیجا گیا	یونٹ	جون ۱۹۶۶ء		جولائی ۱۹۶۵ء تا جون ۱۹۶۶ء	
			مقدار	قیمت	مقدار	قیمت
سنگترہ۔ مالٹا	نیدرلینڈ	سی۔ڈبلیو۔ٹی			۱	۴۰
" "	بحرین	"	-	-	۱۰۶۶	۴۸۸۳۰
" "	کویت	"	-	-	۳۹۴	۱۶۱۸۲
" "	مسقط	"	-	-	۵۰	۱۱۰۰
" "	خلیج فارس	"	-	-	۴۲۲۲	۲۲۶۷۲۲
" "	قطر	"	-	-	۲۲	۱۹۸۲
" "	مصر (متحدہ عرب جمہوریہ)	"	-	-	۷۸	۳۸۹۳
" "	سعودی عرب	"	-	-	۳۷۴	۱۱۴۶۰

Marfat.com

" "	سنگاپور	"	-	-	۲۹۸	۱۳۳۲۶
" "	افغانستان	"	-	-	۱۳۸۷۹۰	۲۸۷۱۱۵۳
" "	ہانگ کانگ	"	۲۱۰۹	۴۴۸۹۰	۴۳	۲۲۷۵
	میزان	-	۲۱۰۹	۴۴۸۹۰	۱۴۵۳۳۸	۳۱۹۶۹۶۳
نارنگی	افغانستان	سی۔ڈبلیو۔ٹی	-	-	۱۴۹	۴۱۵۰
	میزان	"	-	-	۱۴۹	۴۱۵۰
سنگترہ مالٹا وغیرہ	خلیج فارس	سی۔ڈبلیو۔ٹی	-	-	۱۲۸	۱۶۴۲۸
" "	افغانستان	"	-	-	۱۳۲	۷۷۰۰
	میزان	-	-	-	۲۶۰	۲۴۱۲۸
لیموں اور کھٹی	کویت	سی۔ڈبلیو۔ٹی	-	-	۲	۳۰۰
" "	ایران	"	۳۶	۳۹۵۲	۱۳۳	۱۹۲۸۵
" "	افغانستان	"	-	-	۴۶۴	۲۷۰۱۶
	میزان	-	۳۶	۳۹۵۲	۵۹۹	۴۶۶۰۱
گریپ فروٹ	سوئٹزرلینڈ	سی۔ڈبلیو۔ٹی	-	-	-	۱۰
" "	برطانیہ	-	-	-	-	۱۸۰
	میزان		-	-	-	۱۹۰
کینو	بحرین	سی۔ڈبلیو۔ٹی	-	-	۳	۱۹۸
"	کویت	-	-	-	۷۷۶	۲۵۰۴۱
"	خلیج فارس	-	-	-	۱۱۹۰	۴۴۹۷۰
"	قطر	-	-	-	۲۵۳۶	۱۱۵۰۶۱
"	سعودی عرب	-	-	-	۹	۸۵۰
"	افغانستان	-	-	-	۵۶	۵۰۷۵
	میزان	-	-	-	۴۵۷۰	۱۹۱۱۸۷
ترشاوہ پھل	برطانیہ	سی۔ڈبلیو۔ٹی	-	-	۱	۴۵
"	کویت	"	-	-	۳۸۰	۵۴۰۰

Marfat.com

"	خلیج فارس	"	-	-	۶۹	۳۴۱۶
	میزان	-	-	-	۴۵۰	۸۸۶۱
کیسلا تازہ	کویت	سی۔ڈبلیو۔ٹی	-	-	۱۰۰	۵۰۴۵
	خلیج فارس	سی۔ڈبلیو۔ٹی	-	-	۱۲۷	۴۹۵۴
"	ایران	"	-	-	۱۲۳	۴۰۱۳
"	افغانستان	"	۶۶	۱۸۶۰	۲۵۰	۹۴۴۱
"	میزان		۶۶	۱۸۶۰	۶۰۰	۲۳۴۵۳
انجیر (تازہ)	خلیج فارس	سی۔ڈبلیو۔ٹی	۲۳	۶۷۰	۲۳	۶۷۰
	میزان	-	۲۳	۶۷۰	۲۳	۶۷۰
آلم (تازہ)	فرانس	سی۔ڈبلیو۔ٹی	۴	۱۶۸	۱۳	۴۴۸
"	جرمنی	"	-	-	۹	۲۷۲
"	اٹلی	"	-	-	۱	۳۰
"	آسٹریا	"	-	-	۱	۱۲
"	سوئٹزرلینڈ	"	۱	۱۳۰	۱۰	۷۱۰
"	برطانیہ	"	۳۸	۲۵۷۹	۲۸۳	۱۴۸۴۱
"	عدن	"	۴۰	۳۰۶۰	۴۰	۳۰۶۰
"	بحرین	"	۳۷	۲۱۸۹	۳۷	۲۱۸۹
"	کویت	"	۲۱	۱۲۸۸	۳۶	۲۳۷۹
"	خلیج فارس	"	۸۹	۴۶۷۰	۴۴۷	۲۰۲۹۰
"	قطر	"	۳۶	۱۷۴۴	۳۶	۱۷۴۴
"	عراق	"	-	۴۴	۱	۵۹
"	ایران	"	۲	۸۴	۳	۱۵۴
"	لبنان	"	-	۴۴	۱۱۰	۳۵۶
"	سعودی عرب	"	۱۰۹	۱۱۸۰۹	۱	۱۱۸۴۰
	سیلون		-	-	۱۶۶	۴۰

Marfat.com

آم (تازہ)	افغانستان	سی ڈبلیو۔ٹی	-	-	۴۹۹۶
〃	چین	〃	-	-	۶۰
	میزان	-	۳۷۷	۲۷۸۰۹	۲۳۹۶	۶۳۴۸۰
املی (تازہ)	جرمنی	سی۔ڈبلیو۔ٹی	۱۱	۱۴۹۱	۲۱	۱۷۳۳
〃	جمہوریہ کینیا	〃	۰	-	۲۳	۲۸۳۹
〃	ہانگ کانگ	〃	۰	-	۴۰	۴۳۳۳
〃	ویت نام	〃	۱۱	۱۴۹۱	۱۰	۸۳۳
	میزان	-	۲۲	۲۹۸۲	۹۴	۹۷۳۸
ناشپاتی	کویت	سی ڈبلیو۔ٹی	-	-	۳۵	۹۰۰
〃	خلیج فارس	〃	-	۰	۲۵۶	۶۵۰۰
〃	افغانستان	〃	۰	-	۱۶۴	۱۴۳۴
	میزان	-	-	-	۴۵۵	۸۸۳۴
آلو بخارا	خلیج فارس	سی۔ڈبلیو۔ٹی	۰	۰	۴۷	۲۳۴۵
〃	بھارت	〃	۰	۰	۳۹۰۷۹	۲۳۶۵۷
〃	ملائشیا	〃	۰	۰	۱	۱۰۴
〃	افغانستان	〃	۰	۰	۲۳۲۸	۸۷۸۷۵
	میزان	-	۰	۰	۴۱۴۵۵	۱۱۳۹۸۱
انار	کویت	سی ڈبلیو۔ٹی	۰	-	۸۶	۳۳۳۷
〃	خلیج فارس	سی۔ڈبلیو۔ٹی	۰	-	۲۱۰	۹۵۵۹
〃	جمہوریہ کینیا	〃	۰	۰	۱	۷۵
〃	بھارت	〃	۰	۰	۲۲۲	۴۵۷۹
〃	افغانستان	〃	۰	۰	۹۵	۱۸۰۰
	میزان	-	۰	۰	۶۱۴	۱۹۳۵۰
آڑو	خلیج فارس	سی ڈبلیو ٹی	۰	۰	۳۹	۲۰۲۰
〃	افغانستان	〃	۰	۰	۱۰	۵۸۰
〃	میزان	〃	۰	۰	۴۹	۲۶۰۰

Marfat.com

تازہ پھل	جرمنی	سی۔ڈبلیو۔ٹی	-	-	۱	۲۰
"	سوئٹزرلینڈ	"	-	-	۱	۳۰
"	برطانیہ	"	۴	۵۹۳	۱۴	۱۸۳۳
"	کویت	"	۲	۴۰۰	۲۷	۱۳۵۶
"	خلیج فارس	"	۲۸۱	۷۸۸۵	۱۲۱۷	۴۳۲۶۳
"	قطر	"	۳۴	۱۴۴۳	۳۴	۱۴۴۰
"	جمہوریہ کینیا	"	۴	۶۵۳	۴	۳۰۷
"	بھارت	"	۰	۰	۳۵۹۰۵	۱۰۲۷۱۷۴
"	افغانستان	"	۸۶۸	۱۶۷۳۱	۷۲۸۷	۱۷۳۳۸۰
	میزان		۱۱۹۳	۲۷۷۰۵	۴۴۴۹۰	۱۲۴۸۷۷۶
کھجور خشک	برطانیہ	سی۔ڈبلیو۔ٹی	۰	۰	۳۰	۱۹۹۳
"	جمہوریہ کینیا	"	۱۲	۸۷۳	۵۰	۳۲۷۵
"	تنزانیہ	"	-	۰	۱	۰۱۲۰
"	موزمبیق	"	۱۲	۸۷۳	۲	۲۶۰
	میزان		۲۴	۱۷۴۶	۸۳	۵۶۴۸
پھل انجیر خشک		سی۔ڈبلیو۔ٹی	-	-	۱۲	۲۵۶۶
"	موزمبیق	"	-	-	۱۲	۲۵۶۶
	میزان		-	-		
خوبانی خشک	جرمنی	سی۔ڈبلیو۔ٹی	۰	۰	۱۲۳	۱۱۴۰۰
"	برطانیہ	"	۰	۰	۹۸	۱۳۱۴۸
"	عدن	"	۰	۰	۲۹۰	۳۲۲۴۹
"	بحرین	"	۰	۰	۱۴۲	۱۶۳۴۸
"	خلیج فارس	"	۰	۰	۶	۵۵۰
"	جمہوریہ کینیا	"	۲۰	۲۰۷۴	۱۲۷	۱۳۷۶۵
"	تنزانیہ	"	۰	۰	۲۲	۲۵۱۱
"	موزمبیق	"	۰	۰	۱	۱۱۰

Marfat.com

"	زنجبار اور پیما	"	۰	۰	۱	۱۰۷	
"	بھارت	"	۰	۰	۶۸	۶۳۷۸	
"	ملائشیا	"	۰	۰	۶۶	۸۶۰۷	
"	ہانگ کانگ	"	۲۵	۲۴۸۰	۸۶۷	۱۰۱۳۲۲۳	
"	دیت نام	"	۰	۰	۱۰	۸۱۴	
	میزان		۴۵	۴۵۵۴	۱۸۲۱	۱۱۱۹۱۹۰	
محفوظ کئے گئے پھل اور اُن کے چھلکے	ملائشیا	سی ڈبلیو ٹی	۰	۰	۲	۸۳۰	
	میزان		۰	۰	۲	۸۳۰	
پھلوں کے مربے	برطانیہ	سی ڈبلیو ٹی	۰	۰	۹	۴۶۲۷	
"	خلیج فارس	"	۰	۰	۲	۸۹۶	
"	میزان		۰	۰	۱۱	۵۵۲۳	
پھلوں کے رس	امریکہ	سی ڈبلیو ٹی	۰	۰	۰	۸۰	
"	بلجیم	"	۰	۰	۱	۴۲۵	
"	جرمنی	"	۰	۰	۹۸	۱۳۴۱۳	
"	اٹلی	"	۰	۰	۰	۸۰	
"	نیدرلینڈ	"	۱۹۷	۲۵۲۰۰	۱۹۷	۲۵۲۰۰	
"	سویڈن	"	۰	۰	۰	۸۰	
"	برطانیہ	"	۰	۰	۲۵	۵۶۳۳	
"	روس	"	۰	۰	۰	۲۲	
"	بحرین	"	۰	۰	۱	۷۷۱	
"	لبنان	"	۰	۰	۰	۴۰	
"	ملائشیا	"	۰	۰	۳۱	۵۸۸۷	
"	سنگاپور	"	۰	۰	۰	۴۰	
"	تھائی لینڈ	"	۰	۰	۵	۲۴۱۸	
	میزان	-	۱۹۷	۲۵۲۰۰	۳۵۸	۵۴۰۸۹	

Marfat.com

گوشوارہ نمبر ۴:- پاکستان کے مختلف صوبہ جات میں پھلوں کا رقبہ ایکڑوں میں (سال ۶۰-۱۹۵۹ء تا ۷۰-۱۹۶۹ء)

صوبہ	سال	آم	ترشاوہ	کھجور	کیلا	امرود	سیب	ناشپاتی	آڑو	آلوچہ	خوبانی	انگور	انار	پپیتا	انناس	میزان
پنجاب	۶۰-۱۹۵۹ء	۳۵۰۰۰	۶۱۶۰۰	۴۵۰۰	-	۸۲۰۰	۱۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۳۰۰	-	۱۵۰۰	۰	۰	۶۰۰ر۱۴ر۱
"	۶۵-۱۹۶۴ء	۴۸۰۰۰	۸۷۹۰۰	۶۴۰۰	-	۲۴۰۰۰	۳۳۰۰	۱۷۰۰	۱۸۰۰	۱۲۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰	۶۱۰۰	۰	۰	۵۰۰ر۸۱ر۱
"	۷۰-۱۹۶۹ء	۵۸۰۰۰	۸۷۶۰۰	۱۲۷۰۰ (۶۹-۶۸)	-	۲۱۹۰۰ (۶۹-۶۸)	۱۵۰۰ (۶۹-۶۸)	۴۰۰۰ (۶۹-۶۸)	۱۲۰۰ (۶۹-۶۸)	۳۰۰۰ (۶۹-۶۸)	۱۳۰۰ (۶۹-۶۸)	-	۱۹۰۰ (۶۹-۶۸)	۰	۰	۴۰۰ر۹۱ر۱
سندھ	۶۰-۱۹۵۹ء	۴۴۰۰۰	۳۰۰۰	۶۰۰۰	۱۰۰۰	۴۰۰۰	۱۰۰	-	-	-	-	-	۸۰۰	۴۰۰۰ (۵۹-۵۸)	-	
"	۶۵-۱۹۶۴ء	۷۸۰۰۰	۷۳۰۰۰	۱۳۸۰۰	۹۰۰۰	۷۰۰۰	۱۰۰	-	-	-	-	۱۰۰	۱۱۰۰	۱۰۰۰ (۶۲-۶۱)	۰	
"	۷۰-۱۹۶۹ء	۸۲۰۰	۷۹۰۰	۱۳۷۰۰	۱۶۰۰۰	۷۲۰۰ (۶۹-۶۸)	-	۲۰۰	-	-	-	۰	۹۰۰ (۶۹-۶۸)	-	۰	
صوبہ سرحد	۶۰-۱۹۵۹ء	-	۳۹۰۰	۳۰۰۰	۱۰۰۰	۷۰۰	۴۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۰	۷۰۰	۰	۱۰۰	-	-	
"	۶۵-۱۹۶۴ء	-	۴۷۰۰	۶۲۰۰	۱۰۰۰	۱۳۰۰	۲۰۰۰	۲۱۰۰	۱۰۰۰	۷۴۰۰	۱۰۰۰	۲۰۰	۲۰۰۰	-	-	
"	۷۰-۱۹۶۹ء	-	۶۳۰۰	۳۱۰۰ (۶۹-۶۸)	۱۰۰۰	۳۱۰۰ (۶۹-۶۸)	۲۳۰۰	۳۴۰۰	۶۰۰	۷۸۰۰	۱۴۰۰	۳۰۰	۲۰۰	-	-	
بلوچستان	۶۰-۱۹۵۹ء	-	-	۲۰۰۰	-	-	۳۰۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۰	۱۱۰۰	-	-	
"	۶۵-۱۹۶۴ء	۱۰۰۰	۱۰۰	۱۹۲۰۰	-	-	۴۰۰۰	۲۰۰	۱۲۰۰	۱۳۰۰	۲۲۰۰	۵۵۰۰	۱۰۰۰	-	-	
"	۷۰-۱۹۶۹ء	۱۰۰۰	۳۰۰	۲۰۵۰ (۶۹-۶۸)	۰	۳۰۰ (۷۰-۶۹)	۸۶۰۰	۳۰۰	۱۰۰۰	۱۱۰۰	۲۷۰۰	۵۴۰۰	۲۵۰۰	-	-	
پاکستان	۶۰-۱۹۵۹ء	۷۹۰۰	۶۸۵۰۰	۱۵۵۰۰	۲۰۰۰	۱۲۹۰۰	۴۶۰۰	۱۴۰۰	۱۰۰۰	۰	۷۳۰۰	۰	۳۵۰۰	۴۰۰۰ (۵۹-۵۸)	۰	۷۰۰ر۹۹ر۱
"	۶۵-۱۹۶۴ء	۱۲۷۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	۴۵۶۰۰	۱۰۰۰۰	۳۲۳۰۰	۹۴۰۰	۴۰۰۰	۴۰۰۰	۹۹۰۰	۴۲۰۰	۵۹۰۰	۸۴۰۰	۱۰۰۰ (۶۲-۶۱)	۰	۷۰۰ر۶۱ر۳
"	۷۰-۱۹۶۹ء	۱۴۱۰۰۰	۱۰۲۱۰۰	۵۰۰۰۰ (۶۹-۶۸)	۱۷۰۰۰	۳۲۵۰۰ (۶۹-۶۸)	۱۰۴۰۰ (۶۹-۶۸)	۷۹۰۰	۲۸۰۰	۱۰۹۰۰	۵۴۰۰	۵۷۰۰	۵۵۰۰	-	۳۲۱۰۰	۴۰۰ر۲۳ر۳

Marfat.com

گوشوارہ نمبر ۵:۔ پاکستان کے مختلف صوبہ جات میں پھلوں کی پیداوار (ٹن) (سال ۶۰-۱۹۵۹ء تا ۷۰-۱۹۶۹ء)

اوسط پیداوار	۱۹۷۱-۷۲		۱۹۷۰-۷۱		۱۹۶۹-۷۰		۱۹۶۸-۶۹		۱۹۶۷-۶۸		پھل
	پیداوار	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار	رقبہ	
من ۱۶۸	۳٫۲۳٫۱۷۹	۶۰٫۷۸۴	۳۱۵٫۳۳۰	۵۹٫۵۴۰	۳۰۸٫۲۰۰	۵۷٫۵۴۶	۲۵۶٫۶۱۸	۴۹٫۹۶۸	۲۴۹٫۰۵۰	۴۸٫۵۹۰	آم
	۳٫۳۷۸	۲٫۱۶۱	۱٫۲۰۳	۵۸۸	۳۸۷	۴۴۳	۸۱۲	۴۱۰	۹۴۰	۴۶۸	کیلا
	۴۶٫۳۶۰	۲۰٫۶۸۹	۴۲٫۱۵۶	۱۷٫۸۲۰	۳۵٫۵۲۸	۱۶٫۱۵۸	۱۷٫۹۱۳	۱۲٫۷۱۹	۱۵٫۷۷۶	۹٫۲۳۷	کھجور
	۹۴٫۶۹۱	۲۷٫۶۹۵	۴۷٫۹۵۱	۱۸٫۱۶۸	۳۵٫۶۸۱	۱۴٫۳۰۴	۵۹٫۳۹۶	۲۱٫۸۸۶	۶۷٫۵۵۶	۲۲٫۷۲۰	امرود
	۷۱	۴۴	۲۴۶	۱۰۵	۳۶۳	۱۹۰	۷۸۴	۱٫۹۵۴	۷۳۶	۱٫۸۷۴	آلوچہ
	۲۷	۱۹	۱۹۶	۱۲۳	۹۶	۶۴	۱٫۹۳۸	۱٫۳۳۴	۱٫۲۳۲	۱٫۳۱۱	خوبانی
	۱٫۲۶۱	۶۰۶	۹۹۶	۵۱۷	۱٫۰۱۱۰	۵۲۷	۲٫۲۵۶	۱٫۳۲۲	۱٫۵۱۱	۸۶۱	سیب
	۳٫۳۲۸	۱٫۴۸۸	۳٫۹۶۲	۱٫۸۳۰	۴٫۴۱۵	۱٫۸۸۸	۴٫۱۵۷	۱٫۹۰۱	۴٫۳۵۶	۱٫۸۵۵	انار
	۲۵	۱۶	۲۸	۱۴	۳۶	۲۰	۷۰	۴۲	۵۲	۳۳	انگور
	۶٫۱۰۷	۲٫۴۶۸	۵٫۸۱۸	۲٫۴۲۹	۶٫۲۳۷	۲٫۵۴۹	۴٫۰۰۹	۳٫۹۹۱	۳٫۲۷۸	۲٫۰۸۱	ناشپاتی
	۱٫۱۳۶	۴۹۹	۱٫۱۱۳	۴۹۸	۱٫۲۹۷	۶۶۳	۲٫۴۰۹	۱٫۱۷۶	۱٫۹۵۴	۱٫۲۴۶	آڑو
من ۱۱۷	۴۱۴٫۹۵۹	۹۷٫۴۰۹	۳۹۳٫۴۳۳	۶۹٫۵۳۲	۳۷۴٫۷۵۹	۸۷٫۶۱۹	۴۵۶٫۱۹۷	۱۰۷٫۹۸۵	۴۲۹٫۴۸۳	۱۰۶٫۱۲۳	ترشاوہ
	۵۶۹	۷۴۳	۴۲۴	۵۵۱	۲۶۰	۳۳۸	۲۲۶	۳۳۳	۲۳۱	۳۰۲	فالسہ
	۱۸۶٫۷۳۱	۹۶٫۹۵۷	۱۱۱٫۶۲۲	۸۱٫۸۹۹	۱۴۱٫۸۷۴	۹۷٫۵۱۶	۸٫۴۱۶	۴٫۸۳۲	۹٫۵۲۶	۵٫۸۲۶	دیگر
	۱۰۸۱٫۸۲۲	۳۱۱٫۴۷۸	۹۲۴٫۴۷۸	۲۸۰٫۴۱۴	۹۱۰٫۶۴۳	۲۷۹٫۷۲۵	۸۱۵٫۲۰۱	۲۰۹٫۸۵۳	۷۸۵٫۶۸۱	۲۰۳٫۵۰۷	میزان

Marfat.com

شریفہ

درجۂ انجماد سے کم درجۂ حرارت اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ ۶۰° سے ۹۰° F ۵۰ درجۂ حرارت اس کے لئے موزوں ہے۔ (MILD-TROPICAL) لیکن کورا نہ پڑے۔ خشک موسم اس کے لئے مفید ہے۔

چیکو

یہ (TROPICAL) آب و ہوا میں کامیاب ہے۔ جہاں کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ درجۂ حرارت ۶۰° F سے ۹۰° F ہو۔ یہ ۲۸° F درجۂ حرارت کو بھی برداشت کر سکتا ہے۔ ۱۵۰۰ فٹ کی بلندی پر خوب پھلتا پھولتا ہے۔ کورا اس کا دشمن ہے۔ مغربی پاکستان میں یہ کراچی اور حیدر آباد کے اضلاع میں کاشت کیا جاتا ہے۔

جامن

یہ بھی منطقہ حارہ کا پھل ہے۔ اور گرم مرطوب علاقوں میں کامیاب ہے۔ یہ سردی کافی حد تک برداشت کر سکتا ہے۔ لیکن پھول نکلنے اور پھل لگنے کے وقت بارش نہ ہو۔

گٹھل

مرطوب پہاڑی ڈھلانوں پر اگتا ہے۔ جہاں کی بلندی سطح سمندر سے ۳۵۰۰ فٹ ہو۔ خشک علاقوں میں بھی کامیاب ہے۔ اگر پودوں سے گھیری ہوئی محفوظ جگہ ہو اور آبپاشی بھی افراط سے کی جائے۔ مغربی پاکستان میں یہ حیدر آباد میں پایا جاتا ہے۔

زیتون

زیتون کے لئے خشک آب و ہوا کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے پھول نکلنے اور پھل بننے کے موقع پر بارش نہایت مضر ہے۔ اس کے پھل پکنے کے لئے گرمی کی ضرورت ہے۔

آملہ

آملہ ویسے تو منطقہ حارہ کا پودا ہے۔ لیکن ایسی جگہ بھی کامیاب ہے جہاں کہر نہ پڑے۔ اس کی کامیابی کے لئے گرم مرطوب آب و ہوا کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

سیب

سیب تمام پھلوں سے زیادہ سردی پسند کرتا ہے۔ اور ۴۰۰۰ سے ۵۰۰۷ فٹ کی بلندی پر پیدا کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان میں یہ مری کی پہاڑیوں اور کوئٹہ میں کاشت ہوتا ہے۔ ویسے تو سیب کا پودا ۱۰۰۰ فٹ کی بلندی پر بھی لگ جائے گا۔ لیکن پھل ناقص دے گا۔ اور گرمی کی وجہ سے کوالٹی پسندیدہ نہیں ہوگی۔ پھل میں رنگ اور لذت پیدا کرنے کے لئے ۵۰-۷۰ فارن ہیٹ درجۂ حرارت مناسب ہوتا ہے۔ سیب کی ایک سخت جان قسم چوٹا گرم میدانی علاقوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ مگر یہ اتنی خوش ذائقہ اور نفیس نہیں ہوتی۔

ناشپاتی

ناشپاتی سطح سمندر سے ۴۰۰۰ سے ۲۰۰۰ فٹ کی بلندی پر پیدا ہوتی ہے۔ ناشپاتی کی ایک ادنیٰ قسم میدانی علاقوں میں بھی ہوتی ہے۔ اس کا کسی لحاظ سے بھی ایک اعلیٰ قسم پارٹ لیٹ سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا جو کہ بلند مقامات پر پیدا ہوتی ہے۔

چیری

چیری گرمی تو برداشت کر لیتی ہے مگر سخت گرمی سے اس کے تنے کی چھال پھٹ جاتی ہے۔ سیب اور ناشپاتی کی طرح چیری بھی ۴۰۰۰ سے ۵۰۰۷ فٹ کی بلندی پر کامیابی سے کاشت کی جا سکتی ہے۔ بیان علاقوں میں کامیاب نہیں جہاں پھل پکنے کے وقت بارش ہوتی ہو۔

اخروٹ

اخروٹ کے لئے بھی سرد آب و ہوا کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ۴۰۰۰ سے ۵۰۰۷ فٹ کی بلندی پر کاشت کیا جاتا ہے۔ مغربی پاکستان میں مری کی پہاڑیوں اور پارہ چنار میں اس کی کاشت ہوتی ہے۔

بادام

اس کے لئے سرد اور خشک آب و ہوا زیادہ موزوں ہے۔ آڑو۔ آلوچہ اور خوبانی کی نسبت اس کے لئے کم آبپاشی درکار ہے۔ اگرچہ بادام کے پودے سابق پنجاب کے گرم میدانی علاقوں میں بھی کئی جگہ پائے جاتے ہیں۔ مگر وہ پیداوار کم دیتے ہیں۔ اس لئے تجارتی پیمانہ پر گرم میدانوں میں اس کی کاشت کی سفارش نہیں کی جاتی۔ علاقہ سون بیچھا سیدن شاہ (ضلع جہلم) سے لے کر سکیسر تک پھیلا ہوا ہے

Marfat.com

اس کی کاشت کے لئے خاص موزوں ہے۔ اور جہاں کہیں آبپاشی کا ذریعہ موجود ہو یا دام نہایت کامیابی سے کاشت کیا جاتا ہے۔

خوبانی

اس کے لئے تین ہزار سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی درکار ہے۔ بہترین قسم کی خوبانی ہری پور ہزارہ سابق صوبہ سرحد میں کاشت کی جاتی ہے۔ گھٹیا قسم کی خوبانی جس کو ہاڑی کہتے ہیں اس کے درخت مری کی پہاڑیوں کے نچلے حصوں، اضلاع راولپنڈی اور جہلم کے بعض حصوں خصوصاً چوہا سیدن شاہ اور سلسلہ ہائے کوہ نمک میں کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

آڑو۔ آلوچہ

اگرچہ میدانی علاقوں میں بھی یہ ہر جگہ کاشت کئے جاتے ہیں۔ مگر بہترین پھل دو۔ تین یا چار ہزار فٹ کی بلندی پر ہوتا ہے۔ آڑو کی نسبت آلوچہ کو زیادہ سرد آب و ہوا درکار ہے۔ اچھی قسم کا آڑو دو ہزار سے چار ہزار فٹ پر ہوتا ہے۔ اور آلوچہ تین سے پانچ ہزار کی بلندی پر کاشت کیا جاتا ہے۔ ان پر دو پھلوں کی بہت سی اقسام میدانی علاقوں میں بھی کامیابی سے کاشت کی جاتی ہیں۔ آلوچہ تیز ہواؤں سے محفوظ جگہوں پر زیادہ کامیاب ہوتا ہے۔

انگور

یہ ایسا پودا ہے جو مختلف قسم کی آب و ہوا میں نشوونما پا سکتا ہے۔ اور پھل دیتا ہے یعنی گرم میدانی علاقوں سے لے کر ۶۰۰۰ فٹ کی بلندی تک مگر تجارتی پیمانہ پر صرف ان جگہوں پر کامیاب ہوگا جہاں پھول آنے یا پھل کے پکنے کے وقت زیادہ بارش نہ پڑے۔ زیادہ گرمی سے دانوں کا چھلکا موٹا ہو جاتا ہے۔ نہری علاقوں میں جہاں بارش عموماً ۱۵ جولائی سے پہلے نہیں پڑتی۔ یہ کامیابی سے کاشت کیا جا سکتا ہے۔ مگر صرف ایسی اقسام کاشت کرنی چاہئیں جو بارش شروع ہونے سے پہلے پک جائیں۔ وسطی اور دامن کوہ کے اضلاع جہاں بارشیں اگیتی اور زیادہ ہوتی رہیں اس کی کاشت کے لئے موزوں ہے۔

انار

یہ تقریباً صوبہ بھر میں پایا جاتا ہے۔ اعلیٰ قسم کا پھل کوئٹہ کے علاقے میں پایا جاتا ہے۔ میدانی قسمیں علی پور ضلع مظفر گڑھ کے کچھ حصہ میں کاشت کی جاتی ہیں۔ جہاں کا موسم پکنے کے وقت گرم مرطوب

Marfat.com

ہو جاتا ہے۔ انار کے لئے مسلسل آبپاشی کی ضرورت ہے۔ پھل کے نہ پھلنے کی وجوہات گرم خشک ہوائیں اور پانی کا ناقص نکاس ہیں۔

انجیر

یہ ایسی جگہوں پہ کامیاب ہوتا ہے جہاں پھل کے پکنے کے وقت موسم گرم اور خشک رہے۔ اور آبپاشی کی عدم موجودگی کی صورت میں اوسط سالانہ بارش ۲۵" سے زیادہ ہو۔ انجیر کافی سردی کو برداشت کر سکتا ہے۔ اس لئے نہری اور دامن کوہ کی آب و ہوا اس کی کاشت کے لئے موزوں ہے۔ پہاڑی علاقوں میں کورے اور برف کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مگر پھل پکنے کے وقت بارش ہو جانے سے پھل خراب ہو جاتا ہے۔

سٹرابیری

یہ دامن کوہ کے علاقوں میں اگایا جاتا ہے۔ یہاں پر پھل کو صحیح رنگت مل سکتی ہے۔ پاکستان میں سیالکوٹ اور لاہور میں بھی کامیاب ہے۔

پستہ

اس کی آب و ہوا بھی بادام جیسی ہے بلکہ یہ بادام کی نسبت زیادہ خشک سالی کو برداشت کر سکتا ہے جب گہری زمین میں اچھی طرح لگ جائے تو کم آبپاشی کی ضرورت ہوتی ہے۔

بہی

یہ بلند پہاڑی علاقوں میں کامیاب ہے۔

Marfat.com

باغ کے لئے موزوں زمین

باغات کے لئے موزوں زمین کا انتخاب اشد ضروری ہے۔ لیکن اگر آب وہوا۔ ذرائع آبپاشی اور پھل کی فروخت کے لئے موزوں منڈی دستیاب ہو تو صرف کمزوری زمین کو باغ لگانے میں رکاوٹ تصور نہیں کرنا چاہئے۔ کمزور زمینوں کو گوبر کی کھاد ڈال کر سبز کھاد دبا کر بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر خوراک کی کمی رہ جائے تو کیمیاوی کھاد سے پوری کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح ہلکی اور بھاری زمینوں کی ساخت کو بھی نباتاتی مادہ کی مقدار کم، زیادہ کرکے درست کیا جاسکتا ہے۔

پھلدار پودوں کی جڑیں عموماً عام فصلوں کی نسبت زمین میں زیادہ گہرائی تک جاتی ہیں۔ اس لئے باغ کے لئے نسبتاً گہری زمین درکار ہوتی ہے اور زیر زمین (SUB SOIL) کا مناسب ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ اس لئے باغ لگانے سے پہلے زیر زمین کا ملاحظہ کرلینا اشد ضروری ہے۔ جہاں زیر زمین خراب ہو وہاں پودے اوائل عمر میں تو اچھی بڑھوتری کرتے ہیں۔ لیکن جب زیر زمین تک پہنچتے ہیں۔ تو ان کی صحت گرنے لگتی ہے۔

Marfat.com

زیر زمین کا معائنہ ۶ سے ۸ فٹ کی گہرائی تک کرنا چاہیئے۔ اگر اس گہرائی تک کوئی کنکر کی تہہ، ریت کی تہہ یا پانی کی موجودگی ہو تو ایسی زمین کا انتخاب کرنا دانشمندی نہ ہوگی۔

اگر زمین کی اوپر والی تہہ بہت زرخیز ہو تو ایسی جگہ کم گہری جڑوں والے پودے مثلاً امرود، کیلا، فالسہ اور پپیتہ وغیرہ لگائے جا سکتے ہیں۔

پودے کی جڑوں کے پھیلاؤ تک زمین کا زرخیز ہونا لازمی ہے۔ اگر زمین میں نمی محفوظ رکھنے کی صلاحیت موجود نہ ہو تو جڑیں اچھی طرح نہیں پھیلتیں۔ چوں کہ اس طرح نہ صرف پانی بلکہ اس کے ساتھ حل شدہ خوراک بھی اتنی گہرائی تک چلی جاتی ہے جہاں سے پودے اسے استعمال نہیں کر سکتے۔ اس کے برعکس اگر پودے کی جڑوں میں ہر وقت پانی کھڑا رہے تو پودے پیلے ہو کر مر جائیں گے۔

پودے زیادہ چکنی مٹی میں بھی اچھی طرح نشوونما نہیں پا سکتے۔ کیوں کہ ایسی زمینوں میں پانی کے نکاس کا سلسلہ صحیح نہیں ہوتا۔ لہٰذا سیم ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔

پودوں کی صحیح افزائش کے لئے ہوا ایک نہایت ضروری جزو ہے۔ سیم زدہ علاقوں میں زمین میں ہوا نہ ہونے کی وجہ سے پودے زندہ نہیں رہ سکتے۔ لہٰذا ایسی زمین کا انتخاب نہیں کرنا چاہیئے۔

ایسی زمین جس میں پانی کی سطح مستقل نہ رہنے کا انتخاب خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں جب پھلدار درخت کی جڑیں گہرائی میں چلی جائیں اور اچانک اس سطح تک پانی آجائے تو پودے مر جائیں گے۔ ان تمام حالات کے پیش نظر باغ لگانے سے پیشتر جگہ جگہ ۸ تا ۱۰ فٹ گہرے گڑھے کھود کر زمین کا اچھی طرح جائزہ لے لینا چاہیئے۔ یہ عمل موسم برسات میں کرنا افضل ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اگر زمین کے علاوہ دیگر حالات مثلاً آب و ہوا کی موزونیت ذرائع آمد و رفت۔ آبپاشی۔ مزدوری وغیرہ کا مناسب انتظام ہو تو کم گہری زمینوں میں گہری جڑوں والے پودے لگا کر ایسی زمینوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ایسی زمینوں میں اچھی طرح کھاد ڈال کر ہل چلانا چاہیئے اور آبپاشی کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

پھلدار پودے ۰٫۴ سے ۰٫۲ فی صد تک سمیاتی اثر (ALKALI) برداشت کر سکتے ہیں۔ سیاہ الکلی سفید الکلی کی نسبت زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ زمین میں سمیاتی اثر کے برداشت

Marfat.com

کا تعلق پھل کی جنس اور قسم پر ہوتا ہے۔

پھلدار پودوں کے لئے زمین کے انتخاب میں سٹاک بھی ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کی دو مناسب صورتیں ہیں۔ یا تو زمین سٹاک کے لئے یا سٹاک زمین کے لئے مناسب ہو۔ مثلاً آڑو سٹاک کے لئے ہلکی ریتلی زمین بھاری نمدار زمین کی نسبت زیادہ مناسب ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر خرمانی کو آڑو، آلو بخارا اور خرمانی پر پیوند کیا جا سکتا ہے۔ آلو بخارا بھاری زمین میں بآسانی اگایا جا سکتا ہے۔ اگر خرمانی کو بھاری زمین میں کاشت کرنا ہو تو اس کے لئے آلو بخارے کا سٹاک استعمال کرنا چاہیئے۔ اور اگر ہلکی ریتلی زمین ہو تو آڑو کا سٹاک مناسب ہوگا۔

مختلف پھلدار پودوں کے لئے موزوں زمین

آم

گہری میرا زمین جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو۔ زیادہ بھاری زمین کا انتخاب اچھا نہ ہوگا۔

جامن

جامن کے لئے گہری میرا زمین جس میں پانی کا مناسب نکاس ہو۔ زیادہ بھاری زمین مناسب نہیں۔

کھجور

کے لئے ریتلی سے لے کر سخت تک ہر قسم کی زمین مناسب ہوگی۔ قدرے سمیاتی اثر بھی برداشت کر لیتی ہے۔ بہرحال یہ سمیاتی اثر زمین میں ۰٫۵ فی صد سے زائد نہیں ہونا چاہیئے۔

ترشاوہ پھل (مالٹا۔ سنگترہ۔ گریپ فروٹ اور لیموں وغیرہ۔

زرخیز ہلکی میرا اور گہری زمین مناسب ہوگی۔ زمین میں قدرے چونے کی مقدار بہت موزوں ہوتی ہے۔ ایسی زمین جس میں کنکر، ریت یا پانی کی سطح قریب ہو مناسب نہیں رہتی۔

امرود

اس کے لئے گہری ہلکی میرا زمین کی ضرورت ہے۔

انار

گہری (CALCARIOUS) چونے والی زمین زیادہ موزوں ہوگی۔

Marfat.com

سٹرابیری

ریتلی میرازمین جس میں نباتاتی مادہ کی مناسب مقدار موجود ہو۔

چیری

گہری ہلکی میرازمین جس زمین میں کنکر یا سخت مٹی کی تہہ ہو غیر مناسب ہوگی۔

انگور

ہلکی میرازمین بہت مناسب ہے۔ زمین زیادہ طاقتور اور نہ کمزور ہو۔ اور جس میں نمی کو دیر تک رکھنے کی صلاحیت موجود ہو۔

لوکاٹ

ہلکی میرازمین جس میں پانی کا نکاس مناسب ہو۔

ناشپاتی

کم گہری زمین میں بھی اگائی جاسکتی ہے۔ الکلی کی تھوڑی سی مقدار برداشت کرسکتی ہے۔

سیب

گہری زرخیز، نمداد اور اچھے نکاس والی زمین پسند کرتا ہے۔ اس کی جڑیں کچھ گہری جاتی ہیں لہٰذا اچھلی زمین کا اچھا ہونا لازمی ہے۔

خرمانی

خرمانی کے لئے زمین کا انتخاب کرنے کے لئے اس کے سٹاک کے متعلق جاننا ضروری ہوتا ہے۔ چونکہ اس کا پیوند آڑو، خرمانی اور آلو بخارے پر کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس کا پیوند آڑو پر کیا جائے تو ہلکی میرا یا ریتلی اور اگر خرمانی پر ہی پیوند کیا جائے تو بھاری نمدار زمین مناسب رہتی ہے۔ بادام کے لئے ہلکی زمین کا انتخاب کرنا چاہیئے۔

آڑو

آڑو کا پیوند آلو بخارے، آڑو اور بادام پہ کیا جاسکتا ہے۔ آڑو کے سٹاک پہ آڑو کا پیوند مناسب رہتا ہے۔ جب کہ زمین بہت سخت اور نمدار نہ ہو۔ ان حالات میں آلو بخارے کا سٹاک مناسب ہوتا ہے

Marfat.com

آلو بخارا

آلو بخارے کے لئے آڑو آلو بخارا، خرمانی اور بادام کا سٹاک استعمال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا زمین کا انتخاب سٹاک کے پیش نظر ہو گا

بادام

بادام کے لئے خشک اور ہلکی زمین جس کی گہرائی بھی مناسب ہو ٹھیک ہے۔ چونکہ بادام کی جڑیں گہری جاتی ہیں۔ اس لئے ناقص نکاس والی اور سیم زدہ زمین مناسب نہ ہو گی۔

انجیر

انجیر کے لئے کوئی ایسی زمین جس میں پانی کا نکاس مناسب ہو موزوں ہے۔

زیتون

زیتون ایسی زمینوں میں ہو گا جو انگوروں کے لئے خشک اور دیگر پھلدار پودوں کے لئے کنکریلی ہوں گی۔ راولپنڈی کے قریب دامن کوہ میں اور کم اونچے پہاڑوں پر بھی اس کے پودے اگتے دکھائی دیتے ہیں۔ بہرحال اچھی زرخیز زمین پودے کے لئے مناسب ہو گی۔

اخروٹ

نمدار درمیانہ زمین جس میں پانی کا نکاس نہایت مناسب ہو۔ زمین میں نباتاتی مادہ کا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ زمین کی نچلی تہہ کا اچھا ہونا بھی ضروری ہے۔ پانی کی سطح کا قریب ہونا بھی مناسب نہیں۔

ارنڈ خربوزہ و پپیتا

ہلکی میرا یا میرا زمین۔

کھیلا

زرخیز گہری نمدار زمین جس میں پانی کا نکاس ہو۔

ناریل

اس کے لئے گہری، ہوادار اور ہلکی زمین درکار ہے جو کہ ساحلی علاقوں میں مل سکتی ہے۔

لیچی

یہ پھل مختلف قسم کی زمینوں میں اگ سکتا ہے۔ لیکن گہری ہلکی میرا زمین زیادہ موزوں رہتی ہے۔

Marfat.com

یہ زمین میں ہلکی سی تیزابیت پسند کرتی ہے۔ اگر الیچی کے پودوں میں پانی وغیرہ بھی کچھ دیر کے لئے کھڑا رہے تو کوئی حرج نہیں لیکن سیم زدہ زمین میں کامیابی نہیں ہوتی۔ اس کے لئے ایسی زمین مناسب ہوگی جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو۔

شریفہ

یہ مختلف اقسام کی زمینوں میں یعنی ریتلی سے لے کر سخت پتھریلی تک کاشت کیا جاتا ہے۔ اگر زمین میں ۵۰ فی صد چونا بھی ہو تو یہ برداشت کر سکتا ہے۔ اس کی جڑیں زیادہ گہری نہیں ہوتیں۔ لہٰذا گہری زمین کی ضرورت نہیں۔ لیکن زمین میں پانی کا نکاس ٹھیک ہونا چاہئے۔

کھٹل

زرخیز گہری اور ہوادار زمین۔

چیکو

ویسے تو چیکو کئی قسم کی زمینوں میں اگایا جا سکتا ہے۔ تاہم گہری ہلکی میرا زمین زیادہ موزوں ہوتی ہے۔ یہ سمیاتی اثر برداشت کر سکتا ہے۔

آملہ

ریتلی میرا زمین جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو اور نباتاتی مادہ بھی مناسب مقدار میں موجود ہو۔

پستہ

گہری میرا زمین جس میں پانی کا نکاس صحیح ہو۔

بہی

زرخیز زمین۔ چونکہ جڑیں گہری جانے کی بجائے سطح زمین پر پھیلتی ہیں۔ اس لئے زمین کا زرخیز ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس کے لئے زرخیز اور خشک زمین موزوں ہوتی ہے۔

Marfat.com

پھلدار پودا اور اُس کے حصّے

باغبانوں کو پودے کے مختلف حصوں سے واقفیت حاصل کرانا اس لئے ضروری ہے کہ وہ پودے کے الگ الگ حصوں اور ان کے جداگانہ عمل سے روشناس ہوں۔ پودے کا بڑا حصہ مثلاً جڑ، تنا اور پتا اپنی اپنی جگہ پودے کی نشوونما کے لئے ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جڑ زمین سے خوراک حاصل کر کے تنے تک پہنچاتی ہے اور تنوں سے پھر مختلف شاخیں نکلتی ہیں جن پر پہلے پتے اور پھر پھول لگتے ہیں۔ جو بعد میں پھل کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ ایک ایسا باغبان جسے پودے کے مختلف حصوں سے مکمل واقفیت حاصل ہو گی وہ پودے کے مختلف حصوں کی پرورش اور ان کے عمل کو سمجھ سکے گا۔ اور زرعی نقطہ نگاہ سے ان کی صحیح دیکھ بھال اور توانائی کو برقرار رکھے گا۔ نتیجتہً پودا صحت مند رہے گا اور دیر تک پھل برداشت کرے گا۔ پھلدار پودوں کے مختلف حصوں اور ان کی اہمیت کا بیان ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

• جڑ • تنا • پتے • پھول • پھل

جڑ (ROOT)

جڑیں زمین سے پودے کے لئے پانی اور حل شدہ مختلف غذائی اجزار حاصل کرتی ہیں۔ اور

Marfat.com

پودے کو زمین میں مضبوطی سے قائم رکھتی ہیں۔

اہمیت

ایک باغبان پودے کی جڑوں کی قسم اور زمین کی حالت کے مطابق مختلف پھلدار پودوں کی کاشت کا حسب ضرورت انتخاب کر سکتا ہے۔ بعض پودوں مثلاً آم اور چیری وغیرہ کی جڑیں بہت گہرائی تک جاتی ہیں۔ لہٰذا ایسے پودوں کے لئے بھاری گہری زمین درکار ہے۔ بعض پودوں کی جڑیں زمین کی اوپر والی سطح میں تین چار فٹ تک ہی رہتی ہیں۔ اور زیادہ گہرائی تک نہیں جاتیں۔ ایسے پودے کم گہری زمین میں لگائے جاتے ہیں۔

پودوں میں قلبہ رانی۔ آبپاشی اور کھاد وغیرہ دینے کے عمل۔ ان کی جڑوں کی اقسام کو مدِ نظر رکھ کر کرنی چاہئے اس لئے بھی جڑوں کی مختلف اقسام کا مطالعہ ضروری ہے۔ پودے کی جڑیں مختلف حالات میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ مثلاً سخت اور بھاری زمینوں کی نسبت ہلکی گہری زمینوں میں بڑھوتری زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے پودے جو خشک زمین میں پرورش پاتے ہیں ان کی جڑیں نمدار زمینوں کی بہ نسبت لمبی اور زیادہ گہرائی تک جاتی ہیں۔ جہاں بارش کی اوسط زیادہ ہو وہاں جڑیں کم گہری ہوتی ہیں۔ لیکن کم بارش والے علاقوں میں جڑیں زیادہ لمبی ہوتی ہیں۔ نیز اگر زمین کی نچلی سطحیں اچھی نہ ہوں تو اس صورت میں بھی جڑیں زیادہ گہری نہیں جاتیں۔ جو پودے کئی بار تبدیل کئے گئے ہوں ان کی جڑیں طاقت چھوڑ دیتی ہیں اور کم گہری جاتی ہیں۔ بھاری زمینوں میں اوپر کی ایک فٹ کی مٹی میں جڑیں بہتات سے موجود ہوتی ہیں۔ اور پھیلاؤ بھی کافی زیادہ ہوتا ہے۔

جڑوں کی مختلف اقسام حسب ذیل ہیں۔

موسلا جڑیں

انگریزی زبان میں ان کو ٹیپ روٹس (TAP ROOTS) کہا جاتا ہے۔ بیج کی کاشت کے بعد اگر اسے مناسب نمی۔ ہوا اور درجۂ حرارت میسّر آئے تو سب سے پیشتر بنیچہ (RADICLE) زمین میں نیچے کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔ جسے ابتدائی جڑ بھی کہتے ہیں۔ اگر یہ ابتدائی جڑ پودے کے ساتھ ہمیشہ رہے تو اسے موسلا جڑ بھی کہتے ہیں۔ جس کی بہترین مثال آم کے پودوں میں پائی جاتی ہے۔

بغلی جڑیں

(SECONDRY OR LATERAL ROOTS)

ابتدائی جڑ کی بڑھوتری کے دوران میں جو شاخیں چاروں طرف اکثر قائمۃ الزاویہ بناتی ہوئی نکل

Marfat.com

آتی ہیں انہیں بغلی یا ثانوی جڑیں کہتے ہیں۔ یہ جڑیں عموماً سطح زمین کے قریب پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان جڑوں میں سے بعد ازاں مزید چھوٹی چھوٹی جڑیں نکلتی ہیں جنہیں تیسرے درجہ کی جڑیں (TERTIARY) کہتے ہیں

اتفاقی جڑیں (ADVENTITIOUS ROOTS)

بعض جڑیں بیخچہ میں سے نمودار نہیں ہوتیں بلکہ پودے کے کسی دوسرے حصے مثلاً پتے یا تنے وغیرہ میں سے نکل آتی ہیں۔ ایسی جڑوں کو اتفاقی جڑیں کہتے ہیں۔

تنا (STEM)

بیج کی کاشت کے بعد سب سے پہلے راس جنین (PLUMULE) سے جو شاخ زمین کی سطح پر نمودار ہوتی ہے اسے تنا (STEM) کہتے ہیں جس پر آنکھیں پھول اور پتیاں نکلتی ہیں۔ جس جگہ تنے پر پتیاں نکلتی ہیں اسے گرہ (NODE) کہتے ہیں۔ دو گرہوں کے درمیانی حصہ کو بین العقدین (INTER NODE) کہتے ہیں۔

پودے کی نشوونما کے دوران تنا حسب ذیل کام سرانجام دیتا ہے۔

۱۔ شاخوں اور پتیوں کو سہارا دیتا اور انہیں سورج کی روشنی میں پھیلائے رکھتا ہے۔

۲۔ پانی اور دیگر مختلف غذائی اجزاء کو پتیوں تک پہنچاتا ہے۔

۳۔ پتوں میں سے تیار شدہ غذا کو پودے کی جڑوں اور دوسرے حصوں تک پہنچانا۔

۴۔ شاخوں پر پھول اور پھل برداشت کرتا ہے۔

۵۔ نباتاتی افزائش نسل کے کام آتا ہے مثلاً کھجور کے سکرز

تنے کی اندرونی ساخت

خوردبین میں تنے کے عرضی تراشہ کا مشاہدہ کرنے سے مندرجہ ذیل حصے نظر آتے ہیں۔

۱۔ گودا (PITH) یا تنے کا مرکزی حصہ:۔ یہ حصہ یک دانہ (MONOCOTYLEDONOUS) پودوں میں نہیں ہوتا

۲۔ چوبی ریشے (XYLEM VESSELS) اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔

مرکزی چوب

گودے کے چاروں طرف ایک سخت حصہ ہوتا ہے۔ جسے مرکزی چوب کہتے ہیں۔ یہ پودے کی مضبوطی کا باعث بنتا ہے۔ اس کا رنگ گہرا بھورا ہوتا ہے۔

Marfat.com

رسیلی چوب SAP WOOD

مرکزی چوب کے چاروں طرف ہلکے پیلے رنگ کی ایک قسم کی نالی ہوتی ہے جو رسیلی چوب کہلاتی ہے۔ جو جڑوں سے پانی حاصل کر کے پتوں تک پہنچاتی ہے۔

برساپرت CAMBIUM

چوبی ریشے (XYLEM VESSELS) اور انتر چھال (PHLOEM) کے درمیانی حصہ میں برساپرت (CAMBIUM) پائی جاتی ہے۔ یہ حصہ زندہ خلیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے تنا موٹا اور خوب مضبوط رہتا ہے۔ برساپرت یک دانہ پودوں کے تنوں میں نہیں پائی جاتی۔ یہ نباتاتی افزائش نسل میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یکدانہ پودوں کی نباتاتی افزائش نسل نہیں ہو سکتی۔

انتر چھال (PHLOEM)

اس حصہ کا کام پتوں کی تیار شدہ غذا کو پودے کی جڑوں اور دیگر مختلف حصوں تک پہنچانا ہے۔

بیرونی چھال (EPIDERMIS)

یہ چھال پودے کے اندرونی حصوں کو دھوپ، ناموافق درجۂ حرارت اور جراثیم کے مختلف حملوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس کی مدد سے پودوں کی شناخت میں کافی مدد ملتی ہے۔

تنے کی مختلف اقسام!

۱۔ سخت تنے (AERIAL)

۲۔ نرم تنے (SOFT)

۳۔ زیر زمین تنے (UNDERGROUND STEM)

سخت تنوں کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

پیڑ (TREE)

ایسے پودوں کے تنے نہایت مضبوط اور اونچے ہوتے ہیں۔ اور سالہا سال تک زندہ رہتے ہیں۔

جھاڑیاں (SHRUBS)

ایسے پودوں میں درمیانی تنا نہیں ہوتا۔ بلکہ پودا اگتے ہی شاخیں زمین کے ساتھ ساتھ نکل آتی ہیں۔

Marfat.com

جڑی بوٹیاں (HERBS)

یہ پودے بہت نازک پتلے اور چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور ان کا تنا بھی نرم ہوتا ہے۔ جڑی بوٹیاں تین قسم کی ہوتی ہیں۔

موسمی (ANNUAL HERBS)

ایسے پودے صرف ایک موسم تک زندہ رہتے ہیں اور دوسرا موسم آتے ہی مرجاتے ہیں۔

دوبرسی (BIENNIAL HERBS)

یہ پودے دو موسم تک زندہ رہتے ہیں

سدابہار (PERENNIAL HERBS)

ایسے پودے کئی سال تک زندہ رہتے ہیں۔

نرم تنے (SOFT STEM)

بعض پودوں کے تنے بہت نرم ہوتے ہیں اور وہ سیدھے اوپر نہیں بڑھ سکتے بلکہ زمین پر ہی پھیلتے ہیں۔ یا کسی قریبی سخت تنے والے پودوں کے سہارے اوپر چڑھتے ہیں۔ مثلاً ساق رواں (RUNNERS) سٹرابیری (STRAWBERRY) میں۔ ساق بچہ (STOLEN) بلیوبیری (BLUE BERRIES) اور تنائی جھنتہ (TENDRILS) انگور (GRAPES) میں پائے جاتے ہیں۔

زیر زمین تنے (UNDERGROUD STEMS)

زیر بچہ (SUCKERS) یہ پودے کے زیر زمین حصہ سے نکلتا ہے۔ مثلاً کھجور اور کیلا وغیرہ۔
زمین ساق (RHIZOME)۔ گانٹھ (BULB) اور بصلہ (TUBER) زیر زمین تنوں کی دوسری مثالیں ہیں۔

تنے کے ضمیمے

تنائی کانٹے یا خار (THORNS OR SPINES)

کانٹے تنے کی ایک گھٹی ہوئی مثال ہیں۔ کانٹا جو عام طور پر پتے کی بغل سے نکلتا ہے نوک دار ہوتا ہے۔ کانٹے ترشاوہ خاندان (CITRUS) جنگلی ناشپاتی اور آلوچہ

Marfat.com

میں عام پائے جاتے ہیں۔ یہ خار پھلدار پودوں کی اقسام وغیرہ دریافت کرنے میں بہت مدد دیتے ہیں۔ نیز پودوں کو جانوروں کے نقصان وغیرہ سے کافی حد تک محفوظ رکھتے ہیں۔

تنائی حصہ (TENDRILS)

یہ انگور کی بیلوں میں بہت پائی جاتی ہیں۔ اور ترمیم شدہ شاخیں ہوتی ہیں۔ عام طور پر پتے کی بغل میں سے نکلتی ہیں۔ یہ بیلوں کے اوپر چڑھنے میں مدد دیتی ہیں۔

شگوفے یا کلیاں (BUDS)

کلی ایک نامکمل شاخ ہوتی ہے۔ اس کے اندر ایک بہت چھوٹا سا تنا جس میں چند یا بہت سی پتیاں ایک دوسرے پر تہہ در تہہ موجود ہوتی ہیں۔ شگوفے پھوٹ کر شاخیں بنتی ہیں۔ کلی کی تین مختلف اقسام ہوتی ہیں۔

پتے کی کلی (LEAF BUD)

اس پتی کے کھلنے پر صرف پتیاں ہی نکلتی ہیں۔

پھول کی کلی (FLOWER BUD)

اس کلی کے کھلنے پر صرف پھول ہی نکلتے ہیں۔

پھول اور پتی کی کلیاں (MIXED BUDS)

ایسی کلیوں کے کھلنے پر پھول بھی اور پتیاں بھی نکلتی ہیں۔ یہ کلیاں آپس میں کوئی امتیاز نہیں رکھتیں۔ لیکن اکثر پھول کی کلی بڑی اور موٹی ہوتی ہے۔ اس قسم کی کلیاں خوابیدہ حالت میں بھی پائی جاتی ہیں۔ جو وقت آنے پر ہی پھوٹتی ہیں۔ اگر کلی تنے یا شاخ کے آخر میں ہو تو اسے سرے والی کلی یا شگوفہ کہتے ہیں۔ اور اگر وہ تنے یا شاخ کے بازو پر ہو تو اسے بغل کی کلی یا شگوفہ کہتے ہیں۔ لیکن اگر کلی درخت کے کسی اور حصہ پر نکل آئے تو اس کو اتفاقی کلی کہتے ہیں۔

پھلدار درختوں میں پھلدار کلیوں کی تفریق (یعنی کلی میں سے پتہ نکلنے یا پھول) کا وقت بہت اہمیت رکھتا ہے۔ خاص طور پر آم میں اس کی بہت اہمیت ہے۔ بعض زرعی عمل ایسے ہیں جن کے کرنے سے پھول والی کلیاں زیادہ نکلتی ہیں مثلاً چھلا اتارنا۔ زخم دینا یا شاخ کو نیچے جھکانا اور جڑوں کو ننگا کرنا وغیرہ۔

آم کے پودا میں کلیوں کی تفریق کا وقت ماہ اگست سے اکتوبر تک ہے۔ اور ترشادہ خاندان

Marfat.com

(CITRUS) میں کلیوں کی تفریق ماہ جنوری اور فروری میں ہوتی ہے۔

پتے (LEAVES)

پتے پودے کے تنے کی بغلی اور چوٹی والی گرہوں سے نکلتے ہیں۔ اور ان کی بغل میں کلیاں ہوتی ہیں۔ پتوں کی ترتیب متبادل ہوتی ہے۔

خصوصی طور پر پتوں کے ذمہ یہ کام ہوتے ہیں۔

۱۔ پتے روشنی اور سبز مادہ (کلوروفل) کی مدد سے خوراک تیار کرتے ہیں۔

۲۔ زائد پانی کو عمل تبخیر کے ذریعہ خارج کرتے ہیں۔

۳۔ بعض اوقات خاص ترمیمات کی وجہ سے خاص مقصد ادا کرتے ہیں۔ اور اکثر صورتوں میں ان سے نباتاتی افزائش نسل بھی کی جاتی ہے۔

پتے کے مختلف حصے

ڈنٹھل (PETIOLE)

یہ حصہ گول اور لمبا ہوتا ہے جس کے سہارے پتیاں شاخوں یا تنوں سے لگی رہتی ہیں۔ بعض پودوں کے ڈنٹھل کے ساتھ بازو بھی ہوتے ہیں۔ اور بعض میں نہیں ہوتے۔ ڈنٹھل کی لمبائی، رنگ اور بال پودوں کی اقسام وغیرہ معلوم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ کچھ پودوں میں یہ ڈنٹھل بالکل ہی موجود نہیں ہوتا۔

کفِ برگ (LAMINA)

یہ پتے کا چوڑا اور سبز حصہ ہوتا ہے۔ اوپر کا حصہ ہموار اور گہرے ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔ نیچے کا حصہ غیر ہموار اور ہلکے سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کے درمیان ایک بڑی رگ ہوتی ہے۔ جسے درمیانی رگ کہتے ہیں۔ اور اس میں سے شاخیں نکلتی ہیں۔ ان کی وجہ سے کفِ برگ پھیلا رہتا ہے۔

پتی کا پلینڈا (LEAF BASE)

یہ وہ حصہ ہے جس سے پتی پودے میں لگی رہتی ہے۔

گوشک (STIPULES)

بعض پتوں کے نچلے سرے پر دونوں جانب بغلی پتیاں ہوتی ہیں جنہیں گوشک کہتے ہیں۔

Marfat.com

کف برگ کی شکلیں مختلف پودوں میں جدا جدا ہوتی ہیں۔ کنارے اور سرے کی بناوٹ میں بھی بہت فرق ہوتا ہے۔ اپنی خصوصیات کی وجہ سے انہیں آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے۔

کف برگ کی چند مختلف اشکال !

گاؤدم (LANCEOLATE)

اس صورت میں پتا دونوں طرف سے پتلا ہوتا ہے۔ جیسے بانس اور کنیر وغیرہ

بیضوی (OVATE)

اس صورت میں پتہ نیچے کی طرف سے گول اور اوپر کی طرف سے ترچھا ہوتا ہے۔ مثلاً" ناشپاتی، ترشاوہ پھل وغیرہ

لمبوترہ (OBLONG)

عموماً نیچے اور اوپر کی طرف سے گول ہوتا ہے اور جس قدر لمبائی سے چوڑا ہوتا ہے جیسے بیر وغیرہ۔

دِل نما (CORDATE)

جیسے پیپل اور پان کے پتوں میں ہوتا ہے۔

گول (ROUND)

اس صورت میں پتہ گول ہوتا ہے جیسا کہ گوزبیری (GOOSE BERRIES) میں۔

اُلٹا بیضوی (OBOVATE)

یہ صورت آلوچہ اور چیری کے پتوں میں پائی جاتی ہے۔

کفِ برگ کے کناروں کی مختلف اقسام

کناروں کی مختلف قسمیں مندرجہ ذیل ہیں۔

برابر (ENTIRE)

اس صورت میں کنارہ بالکل صاف ہوتا ہے۔ جیسے آم اور امرود۔

Marfat.com

لہر دار WAVY

یہ قسم پیپل کے پودے میں پائی جاتی ہے۔

کٹاؤ دار (DENTATE)

اس قسم میں آری کی طرح دندانے اوپر کی طرف ہوتے ہیں۔ جیسے سنگترہ مالٹا میں پائے جاتے ہیں۔

پتوں کی مختلف اقسام

پتوں کی عام طور پر دو اقسام ہوتی ہیں۔

سادہ پتے-(SIMPLE LEAVES)

اس صورت میں کفِ برگ مکمل ہوتا ہے۔ اور حصوں میں منقسم نہیں ہوتا۔ ڈنٹھل بھی ایک ہی ہوتا ہے۔

مرکب پتے (COMPOUND LEVES)

اگر کف برگ کئی چھوٹے چھوٹے حصوں میں منقسم ہو۔ اور ہر ایک حصہ کا الگ ڈنٹھل ہو تو اسے مرکب پتہ بھی کہتے ہیں۔

پتوں کی زندگی

بعض پھلدار پودوں مثلاً آم، مالٹا اور جامن وغیرہ میں پتے سارا سال موجود رہتے ہیں۔ ایسے پودوں کو صدا بہار (EVERGREEN PLANTS) کہتے ہیں لیکن بعض پودوں کے پتے سردیوں میں گر جاتے ہیں مثلاً سیب، انار اور انگور وغیرہ ان پودوں کو پت جھڑ (DECIDUOUS PLANTS) کہتے ہیں۔

پتوں میں رگوں کی ترتیب (ARRANGEMENT OF VEINS IN LEAVES)

پتوں میں رگوں (VEINS) کی ترتیب مختلف پھلوں میں مختلف ہوتی ہے۔ عام طور پر دو قسم کی رگیں ہوتی ہیں۔

متوازی ترتیب (PARALLEL)

اس میں تمام رگیں ایک دوسرے کے متوازی ہوتی ہیں۔

جالیدار ترتیب (RETICULATE)

اس صورت میں رگوں کی بالکل کوئی ترتیب نہیں ہوتی۔ اور رگیں (VEINS) ایک جالی سی بنا

Marfat.com

لیتی ہیں۔ پھلدار پودوں میں جالیدار ترتیب کی رگیں عام ملتی ہیں۔

ترتیب رگی (PHYLLO TAXY)

ترتیب رگی کی حسب ذیل قسمیں ہیں۔

تبادل (SPIRAL ALTERNATE)

اس قسم میں ہر گرہ پر ایک پتی ایک طرف اور دوسری پتی دوسری طرف پہلے سے کچھ بلندی پر ہوتی ہے

متقابل (OPPOSITE)

اس ترتیب میں دو گرہ سے دو پتیاں آمنے سامنے نکلتی ہیں۔

گچھے دار (WHORLED)

اس قسم میں ہر گرہ پر دو سے زیادہ پتیاں نکلتی ہیں۔

پھلدار پودوں میں پتیاں یا تو متبادل ہوتی ہیں یا پھر متقابل (OPPOSITE) لیکن گچھے دار نہیں ہوتیں۔

پھول (FLOWER)

پھول ایک ترمیم شدہ کونپل ہے۔ جس کا کام پھل بنانا اور اس کی نسل برقرار رکھنا ہے۔ پھول کے عام طور پر چار حصے ہوتے ہیں۔ جو ایک چھوٹی سی شاخ یا ڈنٹھل (PEDICEL) پر لگتے ہیں۔ اس کے بالائی سرے پر جسے خانہ رگل (THALAMUS) کہتے ہیں پھول کے چاروں حصے لگے ہوتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

مسند گل (CALYX)

یہ پھول کا سب سے پہلا حصہ ہوتا ہے۔ اور کئی چھوٹی چھوٹی ہری پتیوں کا مجموعہ ہوتا ہے جسے مسند گل (SEPAL) کہتے ہیں۔ یہ پھول کے کھلنے سے پہلے باقی حصوں کی حفاظت کرتا ہے۔ بعض پھولوں میں یہ پتیاں پھل کی برداشت تک قائم رہتی ہیں۔ اور بعض میں پہلے ہی گر جاتی ہیں۔

چہر گل (COROLLA)

مسند گل کے اندر چہر رگل ہوتا ہے۔ یہ حصہ بھی کئی پنکھڑیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اور ہر حصے کو پنکھڑی (PETAL) کہتے ہیں۔ یہ حصہ اکثر رنگین اور خوشبودار ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے کافی کشش انگیز اور خاص طور پر کیڑے مکوڑوں کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔

Marfat.com

اعضائے زینہ (ANDROECIUM)

چہرۂ گل کے بعد اعضائے زینہ کا حلقہ شروع ہوتا ہے۔ یہ حصہ ایک یا کئی زرتار (FILAMENTS) کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ہر زرتار کو حاملِ زر (STAMEN) کہتے ہیں۔ زرتار کا سرا پھولا ہوا ہوتا ہے۔ جسے زیردان (ANTHER) کہتے ہیں۔ اس زیردان میں زردانے (POLLEN GRAINS) ہوتے ہیں جو پھول کے مادہ حصے کی زیرگی کرتے ہیں۔

اعضائے مادہ (GYNAECIUM)

یہ پھول کا چوتھا حصہ ہوتا ہے اور کئی باریک بقچۂ مادہ (PISTILS) پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر بقچہ مادہ کے تین حصے ہوتے ہیں۔

بیضہ دانی (OVARY)

یہ بقچۂ مادہ کا سب سے نچلا حصہ ہوتا ہے۔ اس کے اندر کافی تعداد میں بیضک یعنی انڈے (OVULES) ہوتے ہیں۔ بعد ازاں پھلوں کا یہی حصہ پھل بنتا ہے۔ زیرگی کے بعد بیضک سے بیج بن جاتے ہیں۔

گردن بقچہ (STYLE)

بیضہ دانی کے اوپر کے لمبے حصہ کو گردن بقچہ (STYLE) کہتے ہیں اور اس کا سرا سرِ بقچہ (STIGMA) کہلاتا ہے۔ جس میں سے رس نکلتا ہے اور اس پر زردانے چپک جاتے ہیں۔ اس طرح زیرگی کا عمل سرانجام پاتا ہے۔

پھول کے پہلے دو حصے مسند گل اور چہرہ گل غیر ضروری اور باقی تمام اعضائے زینہ و اعضائے مادہ ضروری حصے ہوتے ہیں۔ اگر کسی پھول میں یہ دونوں ضروری حصے موجود ہوں تو اسے مکمل پھول کہتے ہیں۔ اور اگر کسی پھول میں ایک حصہ غائب ہو تو اسے نامکمل نر یا مادہ پھول کہتے ہیں۔ یعنی جو حصہ موجود ہو۔ اگر نر اور مادہ حصے ایک ہی پھول یا ایک ہی پودے پر موجود ہوں تو اس کو مشترک صنفی (MONOECIOUS) پودا کہتے ہیں۔ اور اگر یہ حصے الگ الگ پودوں پر ہوں تو انہیں جدا صنفی (DIOECIOUS) پودے کہتے ہیں۔

ترتیب گل (INFLORESCENCE)

بعض پودوں میں پھول الگ الگ نہیں ہوتے بلکہ گچھوں کی صورت میں پائے جاتے ہیں۔ تاکہ مل کر

Marfat.com

نمایاں ہو جائیں۔ پھولوں کے گچھوں کی ایسی صورت کو ترتیب گل (INFLORESCENCE) کہا جاتا ہے اور ان کی ڈنڈی کو شاخ گل (PEDUNCLE) کہتے ہیں۔

پودوں میں مختلف قسم کی ترتیب گل ملتی ہے۔ خاص خاص ترتیب گل کی قسمیں مندرجہ ذیل ہیں۔

عنقود (RACEME)

اس قسم کی ترتیب گل میں تمام پھولوں کی ایک ہی شاخ گل ہوتی ہے۔ اور ڈنٹھل بھی ایک جیسا ہوتا ہے مثلاً چیری (CHERRY) وغیرہ

بال (SPIKE)

اس نظام میں عنقود کو پوری طرح پھول لگے ہوتے ہیں۔ لیکن ایسے پھولوں کی ڈنڈی نہیں ہوتی مثلاً پالک اور چولائی وغیرہ

آویزہ (CATKIN)

یہ بھی ایک قسم کا بال ہوتا ہے۔ جس کی لمبی شاخ گل پہ ایک جیسے پھول لگے ہوتے ہیں مثلاً شہتوت وغیرہ

طلمہ (SPADIX)

یہ بھی ایک قسم کا بال ہے۔ جس کی شاخ گل موٹی اور بھاری ہوتی ہے۔ اس پر چھوٹے چھوٹے یک جنسی اور بے ڈنٹھل پھول ہوتے ہیں۔ ان پھولوں کو ایک کنچہ (SPATHE) ڈھانکے رکھتا ہے۔ جیسے کھجور اور کیلا وغیرہ۔

پالچہ (SPIKE-LET)

یہ ایک چھوٹا بال ہوتا ہے۔ اس کے اندر چند بے ڈنٹھل پھول ہوتے ہیں۔ یہ پھول ورقہ (GLUME) سے گھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ جیسے گندم اور جو میں۔

ہم سطح (CORYMB)

اس میں شاخ گل چھوٹی ہوتی ہے۔ لیکن پھولوں کی ڈنڈی برابر نہیں ہوتی۔ البتہ تمام پھول ایک سطح پر ہوتے ہیں مثلاً ناشپاتی اور چیری۔

گچھہ (PANICLE)

گچھہ جب ترتیب گل کی شاخ گل پر کئی شاخیں نکلیں اور ہر شاخ پر الگ الگ پھول لگیں مثلاً آم

Marfat.com

سائم (CYME)

ایسی قسم میں ترتیب گل میں شاخ گل کے سرے پر پھول لگتے ہیں۔ اور پھر نیچے کی طرف بغلی پھول لگتے ہیں جیسے سیب۔

انجیروش (HYPANTHODIUM.)

ایسا ترتیب گل چھوٹے چھوٹے پھولوں کو اپنے اندر بند کر لیتا ہے۔ تو اگر اس کا اندر سے مشاہدہ کیا جائے تو اس میں نر اور مادہ پھول دکھائی دیتے ہیں۔

زیرگی (POLLINATION)

زیرہ دانی (ANTHER) سے زردانہ (POLLEN) کی سربقچہ (STIGMA) پر پڑنے کے عمل کو عمل زیرگی (POLLINTION) کہتے ہیں۔ یہ عمل بیج بننے کے لئے ضروری ہے۔

پھلدار پودوں میں عمل زیرگی دو قسم کا ہوتا ہے۔

خود زیرگی (SELF-POLLINATION)

اگر زردانے اپنے ہی پھول یا ایسی ہی قسم کے پھول کے سربقچہ کی زیرگی کریں۔ تو یہ عمل خود زیرگی کہلاتا ہے۔

باہمی زیرگی (CROSS POLLINATION)

اگر زردانے کسی اور پھول کے سربقچہ کی زیرگی کریں تو یہ عمل باہمی زیرگی کہلاتا ہے۔

بعض پھلدار پودوں میں ایک ہی قسم کا زردانہ اپنے پھولوں کو بارآور نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایسے پھلدار پودوں میں بارآوری کے لئے دوسری اقسام کی ضرورت پڑتی ہے۔

بارآوری (FERTILIZATION)

زردانہ کے بیضک (OVULES) کے مرکزوں میں ضم ہو جانے کو بارآوری کا عمل کہتے ہیں۔ بارآوری عمل کے بعد چہرۂ گل (COROLLA) سربقچہ (STIGMA) اور گردن بقچہ (STYLE) خشک ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر گر جاتے ہیں۔ بارآوری کے بعد بیضک (OVULES) بیج بن جاتے ہیں اور بیضہ دانی بڑھ کر پھل کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بعض اوقات پھول کی زیرگی یا بارآوری کے بغیر ہی پھل لگ جاتا ہے۔ ایسے پھولوں میں بیج نہیں ہوتا۔ جیسے کیلا۔ واشنگٹن نیول (مالٹا) وغیرہ۔

Marfat.com

پھل (FRUIT)

نباتاتی طور پر پھل ایک پکا ہوا بیضہ دان ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات پھول کے دوسرے حصے مثلاً خانہ گل سے بھی پھل بنتا ہے۔ (سیب اور ناشپاتی وغیرہ) ایسے پھلوں کو مجازی پھل بھی کہتے ہیں۔

پھلوں کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

مفرد پھل (SIMPLE FRUIT)

ایسا پھل ایک پھول سے بنتا ہے۔ اس میں یا تو صرف ایک بقچہ مادہ ہوتا ہے یا پھر کئی بقچہ مادے ہوتے ہیں۔ جو عموماً سب ملے ہوتے ہیں مثلاً آم اور مالٹا۔

مجتمع پھل (AGGREGATE FRUIT)

یہ بھی ایک پھول سے بنتا ہے مگر اس میں بہت سے بقچہ مادے ہوتے ہیں جو ایک دوسرے سے جدا جدا ہوتے ہیں۔ حقیقت میں اس قسم کا پھل کئی چھوٹے چھوٹے پھلوں کا مجموعہ ہوتا ہے مثلاً سٹرابیری (STRAWBERRY) رس بیری اور شریفہ۔

مرکب پھل (COMPOSITE FRUIT)

اس قسم کا پھل بہت سے پھولوں سے مل کر بنتا ہے۔ مثلاً شہتوت، انجیر، اناس۔

مفرد پھل دو قسم کے ہوتے ہیں۔

گودے دار پھل (FLESHY FRUIT)

خشک پھل (DRY FRUIT)

گودے دار پھل کی مزید تین اقسام ہیں۔

گٹھلی دار پھل (DRUPE)

ایسے پھل جن میں درمیانی تہ گودے دار اور اندرونی تہ سخت گٹھلی بناتی ہے۔ انہیں گٹھلی دار پھل کہتے ہیں۔ مثلاً آم، بیر، آڑو، آلوچہ، خرمانی اور ناریل۔

بیری (BERRY)

ایسے پھلوں میں اندرونی تہ سخت گٹھلی والی نہیں ہوتی بلکہ بیج گودے سے گھرے ہوئے ہوتے

Marfat.com

ہیں مثلاً کیلا، مالٹا اور امرود وغیرہ۔

پوم (POME)

ایسے پھل مجازی پھل ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے کھانے والا حصہ بیضہ دانی نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کا گودا دراصل خانہ رگل (THALAMUS) سے حاصل ہوتا ہے مثلاً سیب، ناشپاتی اور لوکاٹ وغیرہ

ایک پھل کی نباتاتی لحاظ سے تین تہیں ہوتی ہیں۔

بیرونی چھلکا (EPICARP)

پھل کی باہر کی سطح کو بیرونی چھلکا کہا جاتا ہے۔

درمیانی تہ (MESOCARP)

یہ اکثر پھل کا گودا ہوتا ہے۔

اندرونی تہ (ENDO CARP)

یہ عموماً سخت گٹھلی کی صورت میں ہوتی ہے۔

Marfat.com

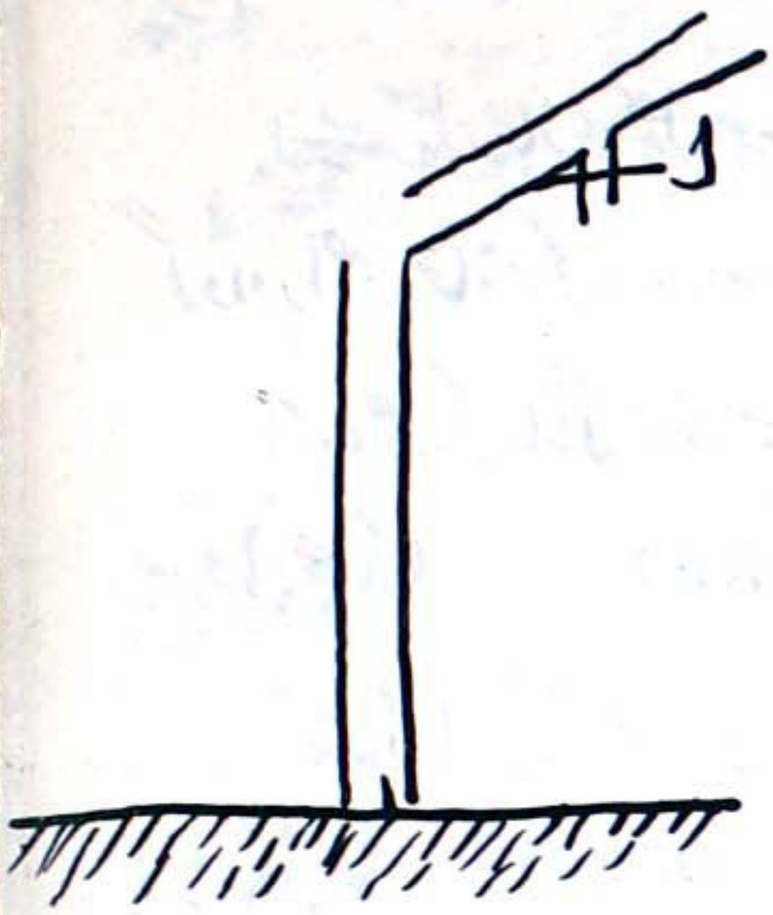

تنا

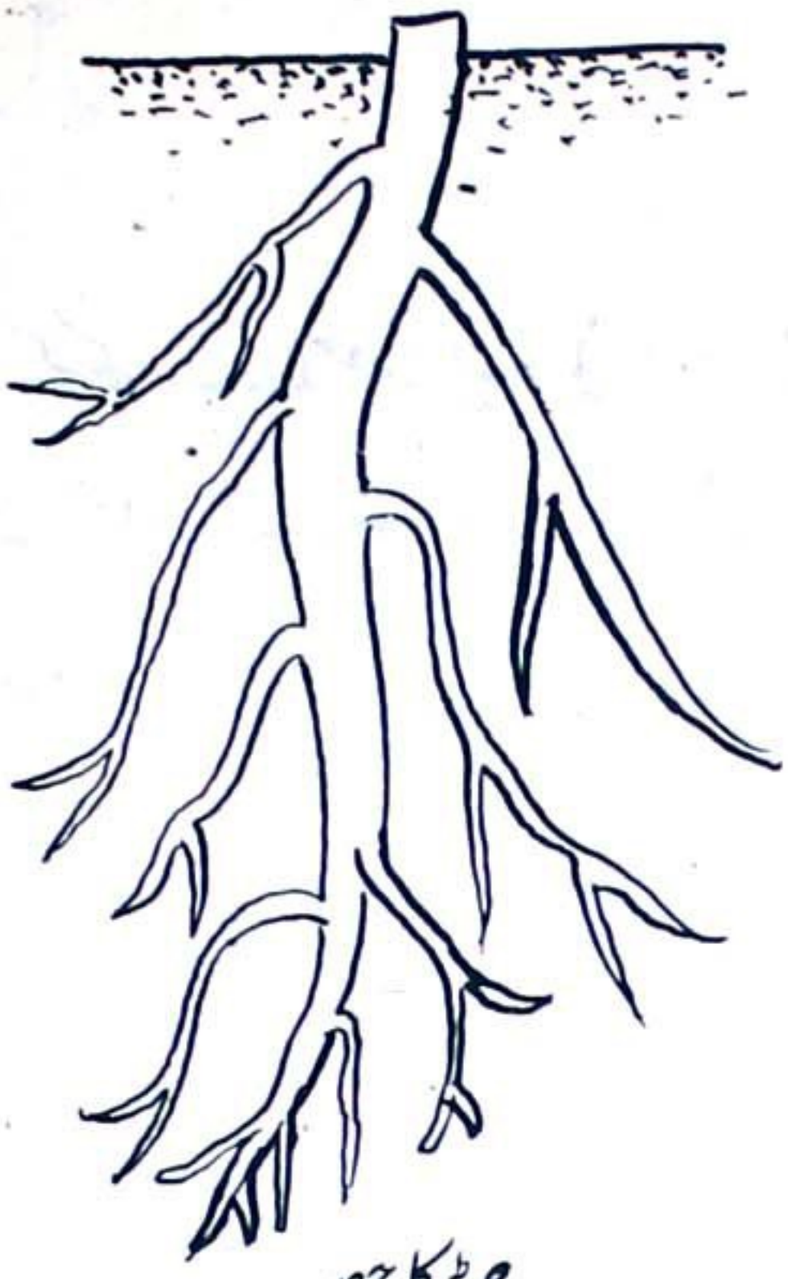

جڑ کا حصہ

پھول

پتّا

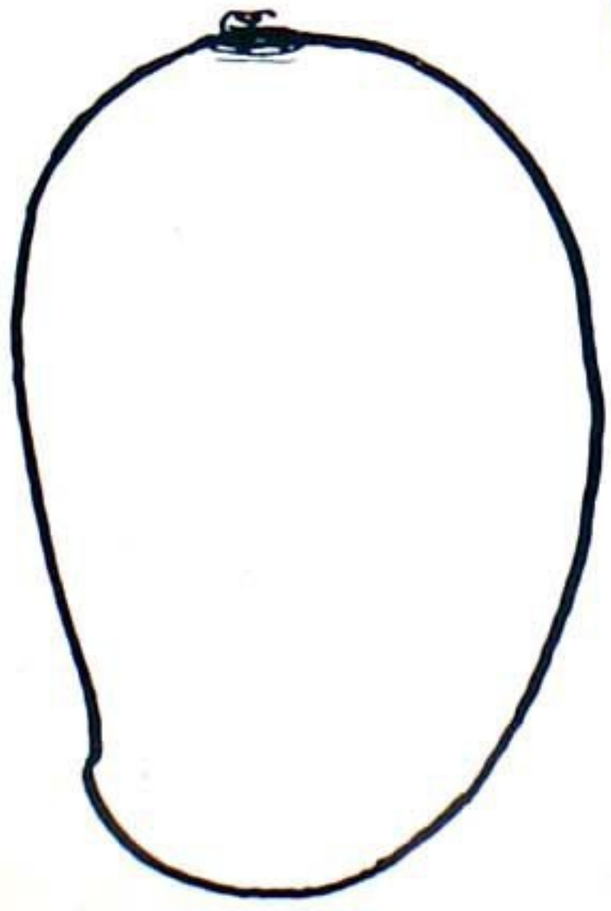

پھل

Marfat.com

باغ لگانا

پودوں کا انتخاب

فن باغبانی میں پودوں کا صحیح انتخاب ہی کامیابی کا راز ہے۔ اپنے آس پاس کے باغبانوں، پودے فروخت کرنے والوں اور آڑھتیوں کے ساتھ صلاح مشورہ کے بعد ایسی قسم انتخاب کرو جو تمہارے علاقے میں مفید ثابت ہو۔ اور آمدنی بھی معقول دیتی ہو۔ اس امر پر محکمہ زراعت کے افسروں سے بھی مشورہ لیا جا سکتا ہے۔

پودوں کی کوئی قسم صرف اس لئے انتخاب نہیں کر لینی چاہئے کہ وہ کسی دوسرے علاقے میں اچھی ہوتی ہے۔ ممکن ہے وہاں کے حالات جہاں باغ لگانا ہے مختلف ہوں۔ اور جو قسم دوسری جگہ اچھی پیداوار دیتی ہے۔ نئے حالات میں کامیاب ثابت نہ ہو۔

اگر کسی دوسری جگہ سے پودے منگوانے مقصود ہوں تو وہ ایسی جگہ سے منگوانے چاہئیں جس جگہ کے حالات یعنی آب و ہوا مقامی حالات سے ملتے جلتے ہوں۔ کیونکہ ان حالات میں کامیابی کا زیادہ امکان ہے۔ پھلدار درختوں کی اقسام انتخاب کرتے وقت باغ لگانے والوں کو یہ دیکھنا چاہئے۔ کہ انہیں یہ کس

Marfat.com

مطلب کے لئے درکار ہیں۔ یعنی نجی استعمال کے لئے یا تجارت کے لئے۔ اور اگر تجارت کے لئے ہیں۔ تو آیا ان کی فروخت مقامی منڈی میں کی جائے یا دساور میں بھیجے جائیں گے۔ گھریلو استعمال کے لئے بہت اقسام تھوڑے تھوڑے رقبے پر بوئی جاتی ہیں۔ لیکن تجارت کے لئے ضروری ہے۔ کہ صرف چند ضروری اقسام ہی بوئی جائیں۔ مقامی منڈی کے لئے جلدی گل سڑ جانے والے پھل مثلاً رس بھری۔ سٹرابیری اور آڑو وغیرہ بھی کاشت کئے جاتے ہیں۔ لیکن دساور کی منڈیوں کے لئے ایسے پھلوں کو ترجیح دینی چاہئے۔ جو کافی دیر تک خراب نہ ہوں مثلاً سنگترہ، ناشپاتی، سیب، اخروٹ اور بادام وغیرہ

سب سے ضروری یہ ہے کہ پودے ایسے شخص سے خریدنے چاہئیں جو قابل اعتبار ہو۔ اور جس کی شہرت اچھی ہو۔ جہاں تک ممکن ہو پودے نزدیک سے لینے چاہئیں۔ پودے صرف اسی بنا پر منتخب نہیں کرنے چاہئیں کہ وہ سستے ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ وہ آخر میں بہت مہنگے ثابت ہوں۔

بعض دفعہ درخت پھل نہیں دیتے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ ان کی افزائش نسل مجنث درختوں سے کی گئی ہے۔ خریداروں کو اس بات کی تصدیق کر لینی چاہئے۔ کہ آنکھیں اور قلمیں جن سے پودوں کی افزائش نسل کی گئی ہے متواتر پھل دینے والے درختوں سے لی گئی ہیں۔

پیوندی پودے خریدتے وقت سٹاک کی (یعنی جس قسم کے پودوں پر پیوند کی گئی ہے) پوری پوری واقفیت بھی ضروری ہے۔ کئی سٹاک خاص خاص زمینوں کے لئے موزوں ہوتے ہیں اور کئی درختوں کو قد میں چھوٹا کر دیتے ہیں۔ کئی سٹاک بیماری کو زیادہ برداشت کرتے ہیں۔ اور کئی جلدی بیماریوں کا شکار بنتے ہیں۔ اور بعض سٹاک ایسے بھی ہیں جن پر پیوند کرنے سے درخت کی عمر کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے پودے خریدتے وقت وہ پیوندی پودے خریدنے چاہئیں جو مناسب سٹاک پر پیوند کئے گئے ہوں۔

مثلاً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مالٹے کا پیوند کھٹے پیلا سنگترے کا میٹھے پر نہایت موزوں ہے۔ خرمانی کا چشمہ آڑو، خرمانی، آلوچہ اور بادام پر چڑھایا جا سکتا ہے۔ آڑو کے درخت کے لئے ہلکی سی گرم زمین بہتر خیال کی جاتی ہے۔ اور آلوچہ کے لئے بھاری نمدار زمین۔ اس لئے اگر باغبان بھاری نمدار زمین میں خرمانی لگانا چاہتا ہے تو اسے خرمانی کے وہ درخت لگانے چاہئیں جن کا چشمہ آلوچہ پر چڑھایا گیا ہو۔ یعنی آلوچہ بطور سٹاک استعمال کیا گیا ہو۔

سٹاک پیوند پودے کے نچلے حصے کا نام ہے۔ جس پر پیوند کی گئی ہے۔ مثلاً مالٹے کی پیوند کھٹے۔ میٹھے

Marfat.com

اور موکڑی وغیرہ پر ہو سکتی ہے۔ اس حالت میں مالٹے کو سائن کہا جاتا ہے اور کھٹے، میٹھے، موکڑی کو سٹاک اسی طرح خرمانی کی پیوند اگر آڑو پر کی گئی ہو تو خرمانی کو سائن اور آڑو کو سٹاک کہا جائے گا۔

یہ مان لینا سراسر غلطی ہے کہ فن باغبانی میں بڑے اور پرانے درخت لگانے سے کوئی بہت زیادہ وقت کی بچت ہو جاتی ہے۔ اس بات کا انحصار کہ درخت کس قسم کے لگانے چاہئیں ان کی قلموں پر ہے۔ عام طور پر ایک سال کے پودے لگا دینا مناسب ہوتا ہے۔ پنیری یعنی (ذخیرہ) میں لگے ہوئے پودے کی نشوونما کو دیکھ لینا چاہیئے نہ کہ اس کی عمر کو۔ کیونکہ باقی تمام حالات اگر یکساں ہوں تو جس پودے کی پنیری کے کھیت میں نشوونما اچھی اور تسلی بخش ہو گی وہی پودا باغ میں جا کر اپنی بڑھوتری قائم رکھ سکے گا۔ جو پودے پنیری کے کھیت میں کمزور رہیں گے۔ ان کی بڑھوتری عام طور پر باغ میں تسلی بخش نہیں ہو گی۔

درختوں کا قد درمیانہ۔ شکل باقاعدہ۔ چھلکا صاف۔ جڑیں بکثرت چوٹی پر بڑھوتری اچھی اور شاخیں پہلوؤں پر باقاعدہ چاروں طرف پھیلی ہوئی ہونی چاہئیں۔ اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ درخت کی شاخیں تنے کے ایک طرف کو زیادہ بڑھی ہوئی ہوں وہ اچھا خیال نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ بعد میں اس کی شکل خراب ہو جاتی ہے۔

جس درخت پر چشمہ یا پیوند بہت نیچے یا بہت اونچا چڑھا ہوا ہو۔ وہ بھی اچھا خیال نہیں کیا جاتا۔

درختوں پر عام طور پر چشمہ زمین سے تقریباً بارہ انچ کے فاصلہ پر چڑھانا چاہیئے۔

پھل دار درختوں کا لگانا!

باغ کے لئے مناسب زمین انتخاب کرنے کے بعد داغ بیل لگانے سے پہلے اس کی جوتائی اچھی طرح کرنی چاہیئے نیز اسے اچھی طرح ہموار کر لینا چاہیئے۔

پودوں کے آپس میں درمیانی فاصلے کا انحصار پھل کی قسم، زمین کی خاصیت اور شاخ تراشی کے طریقے پر جو اختیار کرنا ہو، ہوتا ہے۔ اگر درختوں سے اچھی پیداوار لینی ہو۔ تو ان کے درمیان فاصلہ کافی ہونا چاہیئے۔ پنجاب کے بہت سے باغوں کی ناکامیابی کی یہی وجہ ہے۔ کہ پودے بہت نزدیک نزدیک لگائے جاتے ہیں۔ پودوں کے درمیان اس لئے فاصلہ مناسب ہونا چاہیئے۔ جو اس باب میں آگے چل کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

گڑھے کھودنا اور بھرنا

گڑھے گہرے اور چوڑے ہونے چاہئیں۔ تاکہ جڑیں آسانی پھیل سکیں۔ بہت سے پھلدار درختوں کے لئے گڑھا تین فٹ چوڑا، تین فٹ لمبا اور تین فٹ گہرا کھودا جاتا ہے۔ لیکن عام اصول یہ ہے کہ جتنی زمین زیادہ سخت ہو اتنا ہی گڑھا بڑا ہونا چاہئے۔ صرف گڑھے پر قناعت نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ تمام زمین کو اچھی طرح جوت لینا چاہئے۔ گڑھے پودا لگانے سے کم از کم ایک ماہ پیشتر کھودنے چاہئیں۔ ان گڑھوں کو ۱/۳ حصہ گلی سڑی کھاد، ۱/۳ حصہ نہر کی باریک مٹی (بھل)، اور ایک حصہ مٹی اچھی طرح ملانے کے بعد بھر دینا چاہئے۔ گڑھے بھرنے کے فوراً بعد پانی دے دینا چاہئے۔

پنیری میں سے پودے تمام جڑوں سمیت اکھاڑنے چاہئیں اور پھر جتنی جلدی ہو سکے باغ میں لگا دینے چاہئیں۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو بہتر یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک فٹ گہری کھائی کھود کر پودوں کو نمدار زمین میں اسی طرح ٹیڑھا کر کے رکھ دیا جائے کہ چوٹی کا جھکاؤ زمین کی طرف رہے۔

چونکہ اب بیماریاں زیادہ بڑھتی جا رہی ہیں۔ اور پودے فروخت کرنے والوں کو بیمار پودے فروخت کرنے سے روکنے کے لئے کوئی خاص قانون نہیں ہے۔ نیز یہ بھی از حد ضروری ہے کہ باغ کو بیماریوں سے محفوظ رکھا جائے۔ اس لئے بہتر یہ ہوگا۔ کہ لگانے سے پہلے پودوں پر چونے اور گندھک کا سلوشن (SOLUTION) چھڑک دیا جائے۔ یہ عام طور پر اس طرح تیار کیا جاتا ہے کہ تین سیر گندھک کے سفوف کو بیس سیر ابلتے ہوئے پانی میں ملایا جاتا ہے۔ اور پھر اس میں ڈیڑھ سیر ان بجھا چونا ڈال دیا جاتا ہے۔ اب تمام دوائی کو ۴۵ منٹ تک کھولاؤ اور اکثر ملاتے رہو۔ اور پھر سلوشن (SOLUTION) کو ایک موٹے کپڑے سے چھان لو۔ اور اس میں اتنا پانی ڈالو کہ یہ سلوشن (SOLUTION) ۵۰ سیر کے قریب ہو جائے۔

تمام ٹوٹی ہوئی اور لمبی جڑوں کو کاٹ دینا چاہئے۔

پودوں کو تقریباً اس گہرائی پر لگانا چاہئے۔ جس گہرائی پر وہ پنیری پر لگے ہوئے تھے۔ یا ایک دو انچ سے گہرے لگا دو۔ گرم علاقوں میں پودوں کو سورج کی گرمی سے بچانے کے لئے ان کی چوٹی کا جھکاؤ قدرے جنوب مغرب کی طرف رکھنا بہتر خیال کیا جاتا ہے۔ اور جہاں آندھی بکثرت چلتی ہے۔ پودوں کا جھکاؤ اس طرف ہونا چاہئے جس طرف سے ہوا آتی ہو۔

پودے لگاتے وقت ان کی جڑوں کو ان کی اصلی حالت میں پھیلا دینا چاہئے۔ گڑھوں کو اوپر والی مٹی سے

Marfat.com

بھر کر خوب دبا دینا چاہیئے۔ تاکہ جڑوں کے درمیان کوئی جگہ خالی نہ رہ جائے۔ اس وقت کی احتیاط سے بہت سے پودے مرنے سے بچ جائیں گے۔

پودے کے اردگرد زمین قدرے اونچی رکھنی چاہیئے۔ تاکہ پانی پودے کے تنے کو نہ چھو سکے۔

پودے لگانے کے فوراً ہی بعد پانی دے دینا چاہیئے۔

پودے لگانے کا وقت

ایسے پودے جن کے پتے سال بہ سال جھڑ جاتے ہیں مثلاً آڑو، آلوچہ، انگور وغیرہ جنوری سے لے کر مارچ تک لگائے جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ سبز رہنے والے درخت آم، مالٹا، سنگترہ وغیرہ ان مہینوں میں بھی لگائے جا سکتے ہیں۔ اور جولائی سے لے کر ستمبر تک بھی یعنی برسات میں۔

اگر پودے بیچنے والے نے ایسا نہ کیا ہو تو آڑو۔ آلوچہ۔ خوبانی۔ بادام۔ سیب۔ ناشپاتی اور اخروٹ وغیرہ کے پودوں کو نرسری سے نکالتے وقت نیچے ۱۸ سے ۲۴ انچ چھوڑ کر کاٹ دینا چاہیئے۔ اور انگور کو صرف چھ (۶) انچ۔ اس سے وہ کمی پوری ہو جاتی ہے۔ جو جڑوں کے ٹوٹنے سے پیدا ہوئی تھی۔ اور پودے کی شکل شروع ہی سے اچھی ہو جاتی ہے۔ ایسا کرنے سے تنے کے نچلے حصے سے شاخیں نکل آئیں گی۔ جن میں سے درخت کا ڈھانچہ بنانے کے لئے چار یا پانچ منتخب کر لینی چاہئیں۔ اور باقی کاٹ دینی چاہئیں۔ اس سے درخت قدیں چھوٹا اور پھیلاؤ میں زیادہ ہوگا۔ اور پنجاب میں یہی نہایت موزوں ہے۔

چھوٹے درختوں کے تنوں پر سفیدی کر کے گرمی سے بچانا چاہیئے۔ سفیدی تیار کرنے کا نسخہ درج ذیل ہے۔

سفیدی تیار کرنے کا نسخہ

۴۰ پونڈ بجھا ہوا چونا لے کر ۱۲ گیلن گرم پانی میں ملاؤ۔ اور اس کو ٹھنڈے پانی سے اتنا پتلا کرو کہ بخوبی بہ سکے۔ اس طرح سفیدی تیار ہو جاتی ہے۔

اس عمل کے بعد اس سفیدی کو چھوٹے درختوں کے تنوں پر برش سے پھیر دیا جائے۔ اس سے چھوٹے درخت سورج کی گرمی سے محفوظ رہتے ہیں۔

Marfat.com

پھلدار درختوں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھنے کی اہمیت

باغ لگانے والوں کو چاہئے۔ کہ شروع میں ہی ہر ایک غلطی کے امکان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ایک دفعہ کے لگائے ہوئے پھل دار پودے سالہا سال تک زندہ رہتے ہیں۔ اس لئے باغ لگاتے وقت اگر غلطی ہو جائے تو اس کی درستی آسانی سے نہیں ہو سکتی۔ جب تک ایسے پودے باغ میں رہتے ہیں مالک کو اس غلطی کا افسوس رہتا ہے۔ باغ کی داغ بیل کے موقع پر ایک بڑی غلطی یہ کی جاتی ہے کہ پودے ایک دوسرے کے بہت نزدیک نزدیک لگا دیئے جاتے ہیں۔ اس ملک کے بہت سے باغوں کی یہی حالت ہے۔ لیکن ان میں سے بعض کا تو یہ حال ہے کہ پودوں کے ایک دوسرے کے بہت نزدیک ہونے کی وجہ سے باغ ایسے گھنے جنگل سے دکھائی دیتے ہیں۔ جس میں سے گزرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ کئی جگہ گٹھلی سے پیدا شدہ آم کے درخت دس دس فٹ کے فاصلہ پر لگے ہوئے دیکھنے میں آئے ہیں۔ ان کی بہت سی ٹہنیاں خشک ہو جاتی ہیں۔ اور یہ خود اسی طرح مرجھائے اور پژمردہ سے نظر آتے ہیں۔ گویا کہ بمشکل زندہ ہیں۔ ان کو پھل بھی تھوڑا لگتا ہے۔ اس لئے مالک کو آمدنی قلیل ہوتی ہے۔ ایسے باغات میں پودوں کی بیماریوں کے جراثیم بھی پائے جاتے ہیں۔ باغات لگانے والوں کو مفصلہ ذیل امور اچھی طرح ذہن نشین کر لینے چاہئیں۔

نزدیک نزدیک پودے لگانے کے نقصانات

پودوں کی نشوونما کے لئے ہوا اور روشنی کی بہت ضرورت پڑتی ہے۔ اپنے اردگرد مناسب جگہ نہ ملنے کی وجہ سے ان کی شاخیں اچھی طرح نہیں پھیل سکتیں۔ لیکن اوپر کی طرف روشنی ملنے کی وجہ سے وہ لمبے ہوتے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دوسرے کے نزدیک لگائے ہوئے آم کے پودے سیدھے اوپر کی طرف بڑھتے جاتے ہیں۔ لیکن جن پودوں کے اردگرد کافی جگہ خالی ہوتی ہے۔ وہ ادھر ادھر خوب پھیلتے ہیں۔ اور ان کی عام شکل سلامی دار ہوتی ہے۔ ایک ایسے پھیلے ہوئے پودے پر اچھے لمبے اور کمزور پودوں سے زیادہ پھل لگتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لمبے پودوں کی محض چوٹی پر ہی اوپر کے رخ روشنی پڑتی ہے۔ اس لئے اس پر پھل صرف وہیں لگتا ہے۔ اس کے علاوہ پھل پکنے کے لئے بھی ہوا اور روشنی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر کوئی تھوڑا بہت پھل ان پودوں کی پھل والی شاخوں پر لگتا بھی ہے۔ تو وہ نہ تو زیادہ موٹا ہوتا ہے اور نہ ٹھیک

Marfat.com

طور سے پکتا ہے۔ باغوں کے مالکوں کو یہ خیال دل سے نکال دینا چاہیئے کہ جتنے زیادہ درخت ہوں اتنا ہی زیادہ پھل حاصل ہوتا ہے۔ گھنے درختوں سے واقعی تھوڑا پھل حاصل ہوتا ہے۔ اور ایسے باغوں کی عمر بھی کم ہوتی ہے۔ چھوٹے قد کے درختوں کی نسبت لمبے درخت اس وجہ سے بھی نکمے خیال کئے جاتے ہیں۔ کہ آندھیوں کی وجہ سے انہیں زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ علاوہ ازیں ایسے درختوں سے پھل اتارنے میں دقت بھی ہوتی ہے۔ اور لاگت بھی زیادہ آتی ہے۔ ان کی شاخ تراشی بھی زیادہ آسانی سے نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر ان کے درمیان زیادہ فاصلہ ہو تو مذکورہ بالا امور بآسانی سرانجام پاتے ہیں۔ یہ بیان کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ پتے درحقیقت پودے کے لئے خوراک تیار کرنے کے کارخانے ہیں جہاں روشنی اور ہوا کی مدد سے خوراک تیار ہوتی ہے۔ چونکہ خوراک صرف پتے ہی ہوا اور روشنی کی موجودگی میں تیار کر سکتے ہیں۔ اس لئے یہ ظاہر ہے۔ کہ جتنی شاخیں زیادہ ہوں گی پتے اتنے ہی زیادہ ہوں گے۔ اور خوراک اتنی ہی زیادہ تیار ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ گھنے درخت مریل سے نظر آتے ہیں۔ اور تھوڑا عرصہ زندہ رہتے ہیں۔ جس طرح کمزور آدمی ہر طرح کی بیماریوں کا شکار رہتا ہے۔ اسی طرح کمزور اور مریل پودوں کو بھی کئی قسم کی بیماریاں تباہ کر دیتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بیماریوں کی روک تھام کے لئے دوائی وغیرہ چھڑکنے کے عمل مفید ہیں۔ لیکن دنیا بھر کے باغبانوں کا خیال ہے کہ بیماریوں کے روکنے کا آسان اور سستا طریق یہ ہے کہ پودے کے ماحول ... ایسے ہیں جہاں ان کی نشوونما اچھی طرح ہو سکے۔ جس وجہ سے وہ خود بخود بیماری کی مدافعت کر سکے۔ یہ مدعا پودوں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھنے سے کسی حد تک پورا ہو سکتا ہے۔ اگر بیمار پودوں کی ٹہنیاں تندرست پودوں کے اوپر نیچے لگتی رہیں تو ان کو بھی بیماری لگ جاتی ہے۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ ہوا اور روشنی بیماریوں کے جراثیم مارنے کے لئے نہایت مفید ہے۔ جس باغ کے پودے نہایت گھنے ہوں وہاں ہوا اور روشنی آسانی سے نہیں پہنچ سکتی ادویات آسانی سے نہیں چھڑکی جا سکتیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہاں جراثیم بہت جلدی پرورش پا کر تباہی اور بربادی کا باعث بنتے ہیں۔ باغوں میں نمی قائم رکھنے اور جڑی بوٹیوں کی بیخ کنی کے لئے یہ ضروری ہے کہ اگر آبپاشی کے بعد ہیرو پھیر دی جائے۔ اگر درخت مناسب فاصلے پر لگائے گئے ہوں تو ہیرو ویلوں کے ذریعے سستے داموں کی جا سکتی ہے۔ گھنے ہوں تو بیلوں کے ذریعے ہیرو وغیرہ پھیرنا ناممکن ہوتا ہے۔ اور ویسے گوڈی وغیرہ بہت مہنگی پڑتی ہے۔ اس لئے گھاس پھوس بہت اگ آتی ہے۔ جو زمین کی زرخیزی اور نمی کو کم کر دیتی ہے۔ ان حالات میں

Marfat.com

درختوں کے تنوں کے اردگرد سال میں ایک دفعہ کہی یا کسی سے گوڈی کی جاتی ہے جو بالکل ناکافی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے باغ تباہ ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ :۔

۱۔ موجودہ عام باغات نہایت گھنے ہیں

۲۔ گھنے درخت ادھر ادھر پھیلنے کے بجائے لمبے اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے آندھیوں سے انہیں زیادہ نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ علاوہ ازیں اونچے درختوں سے پھل اتارنے اور ادویات چھڑکنے کا خرچ بھی زیادہ ہوتا ہے۔

۳۔ گھنے درختوں پر پھل تھوڑا لگتا ہے۔ اور گھٹیا قسم کا ہوتا ہے۔

۴۔ ایسے گھنے درخت کمزور اور مریل ہوتے ہیں اور ان کو بیماریاں جلد لگتی ہیں۔

۵۔ گھنے درختوں میں بیلوں سے قلبہ رانی نہیں ہو سکتی۔ اور ہاتھ سے گوڈی وغیرہ کرنے کا خرچ زیادہ پڑتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گھاس پھوس بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے اور درختوں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ اور پودے جلدی جلدی تباہ ہونے لگ جاتے ہیں۔

باغ کی داغ بیل

باغ کی دائمی نفاست اور عمل کاشت کی سہولت کے لئے یہ ضروری ہے کہ پودے سیدھی قطاروں میں لگائے جائیں۔ باغ کی داغ بیل کے تین عام طریقے ہیں

۱۔ مربع یا مستطیل ۲۔ مخمس طریقہ ۳۔ مسادی الاضلاع شش پہلو طریقہ۔

مربع یا مستطیل طریقہ

اس طریقہ میں ہر ایک قطار دوسری قطار سے زاویہ قائمہ بناتی ہے۔ یہ طریقہ آسان ترین ہے اور بالعموم اسی پر عمل کیا جاتا ہے۔ چونکہ تمام درخت ایک دوسرے سے یکساں فاصلے پر نہیں ہوتے اس لئے مربع کے درمیان تھوڑی سی جگہ خالی رہ جاتی ہے۔

مربع یا مستطیل شکل

(یہ درخت بائیس بائیس فٹ کے فاصلے پر ہیں)

Marfat.com

نقشہ مربع طریقہ

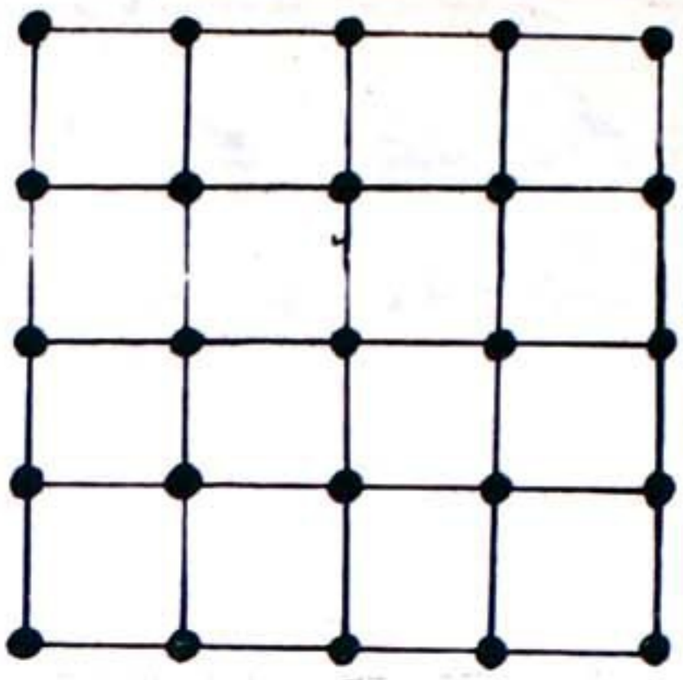

لائن سے لائن و
پودے سے پودے
کا فاصلہ برابر ہے

مساوی الاضلاع شش پہلو طریقہ

اس کی داغ بیل مذکورہ بالا ہر دو طریق سے ذرا مشکل ہوتی ہے۔ اس میں مخمس طریقہ کی طرح کے عارضی پودے بھی نہیں لگائے جا سکتے۔ پھر بھی اس میں کئی فائدے ہیں۔ پودے ہر سمت میں ایک دوسرے سے مساوی فاصلے پر ہوتے ہیں۔ اور کاشت مختلف سمتوں سے ہو سکتی ہے اور مستطیل طریقے کی نسبت اس میں پندرہ فی صدی زیادہ پودے لگائے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ مفصلہ ذیل گوشوارہ سے ظاہر ہے۔

قطاروں کا درمیانی فاصلہ فٹوں میں	مستقل طریقہ سے ایک ایکڑ میں درختوں کی تعداد	شش پہلو میں ایک ایکڑ میں درختوں کی تعداد
۱۰	۴۳۵	۵۰۰
۱۲	۳۰۲	۳۴۷
۱۵	۱۹۳	۲۲۲
۱۸	۱۳۴	۱۵۴
۲۰	۱۰۹	۱۲۵
۲۲	۹۰	۱۰۳
۲۵	۶۹	۸۰
۳۰	۴۸	۵۴
۳۵	۳۵	۴۰
۴۰	۲۷	۳۱

Marfat.com

لکڑی یا تار کے ایک مثلث مساوی الاضلاع کی مدد سے شش پہلو طریقہ کی داغ بیل بڑی آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ درختوں کے درمیان جتنا فاصلہ رکھنا ہو۔ مثلث کے اضلاع اتنے لمبے ہونے چاہئیں اور اٹھانے میں آسانی کے لئے اس کے کونوں پر چھلے لگا دینے چاہئیں۔ کھیت کے ایک کنارے کے ساتھ بنیادی لائن بنا دی جاتی ہے۔ اور اس پر پودوں کے مقامات ظاہر کرنے کے لئے لکڑی کی کلیاں گاڑ دی جاتی ہیں۔ پھر اس مثلث کے دو چھلوں کے درمیان دونوں کیلیوں کو لگا دیا جاتا ہے۔ تیسرا چھلا جہاں پڑتا ہے وہ دوسری قطار والے درخت کے موقع کو ظاہر کرتا ہے۔ علی ہذا القیاس دوسری لائن سے تیسری لائن کے درختوں کے لگانے کے موقعے معلوم کئے جاتے ہیں۔ کھیت کے کنارے کے ساتھ پہلی لائن کا فاصلہ بالعموم درمیانی

مخمس طریقہ

مستطیل طریقہ میں جو نقص خالی رہ جانے کی وجہ سے رہ جاتا ہے۔ اس کو اس طرح رفع کیا جاتا ہے کہ ایک پودا مرکز میں لگا دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ سے مستطیل طریقہ کی نسبت دو چند درخت لگائے جاسکتے ہیں۔ لیکن درختوں کا درمیانی فاصلہ صرف نصف رہ جاتا ہے۔ اس طریقہ کو مخمس طریقہ کہتے ہیں۔ یہ طریقہ ان مقامات کے لئے مناسب خیال کیا جاتا ہے جہاں لمبی عمر والے اور روبرو درختوں کے درمیان عارضی اور مقابلتاً چند سالوں کے بعد مرجانے والے پودوں کا لگانا مطلوب ہو۔ ایسے عارضی پودے جب مستطیل پودوں کی نشوونما میں مخل ہوں تو ان کو اکھاڑ دینا چاہئے۔ یہ طریقہ اسی وقت استعمال ہوتا ہے جب مستطیل درختوں کا درمیانی فاصلہ پچیس یا تیس فٹ سے زیادہ ہو۔ یا مستطیل درخت بہت آہستہ بڑھنے والے ہوں ورنہ بہتر یہ ہے کہ درمیانی جگہ میں سبزیات یا پھلی دار اجناس کاشت کی جائیں۔

گوشوارہ میں مخمس طریقہ و داغ بیل دکھائی گئی ہے۔ ان میں وہ قطاریں جن میں نمبر ۳-۵-۷-۹ ہیں۔ ان میں مستقل درخت ہیں اور جن کے نمبر ۲-۴-۶-۸ ہیں ان کے درخت عارضی ہیں۔

مخمس طریقہ شکل

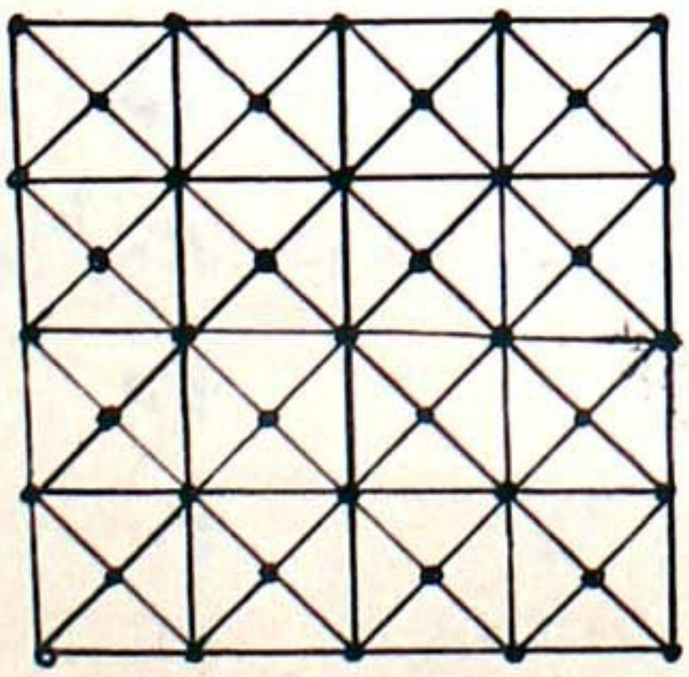

مستقل پودے ←
عارضی پودے ←
مستقل پودے ←

Marfat.com

فاصلہ کا نصف ہوتا ہے۔

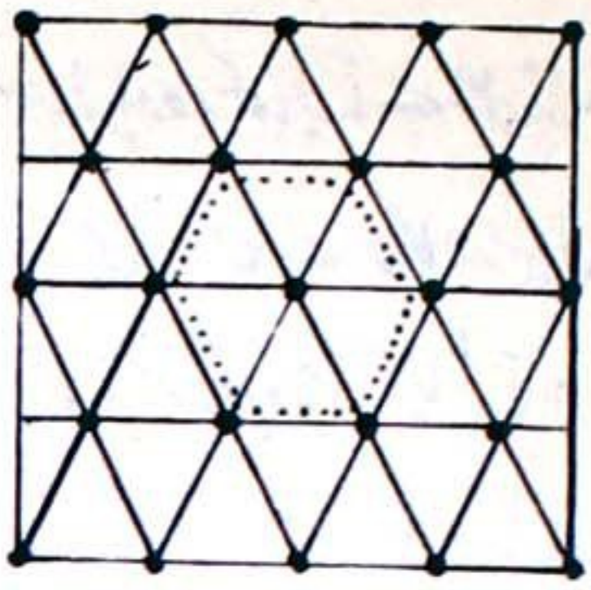

مساوی الاضلاع شش پہلو شکل

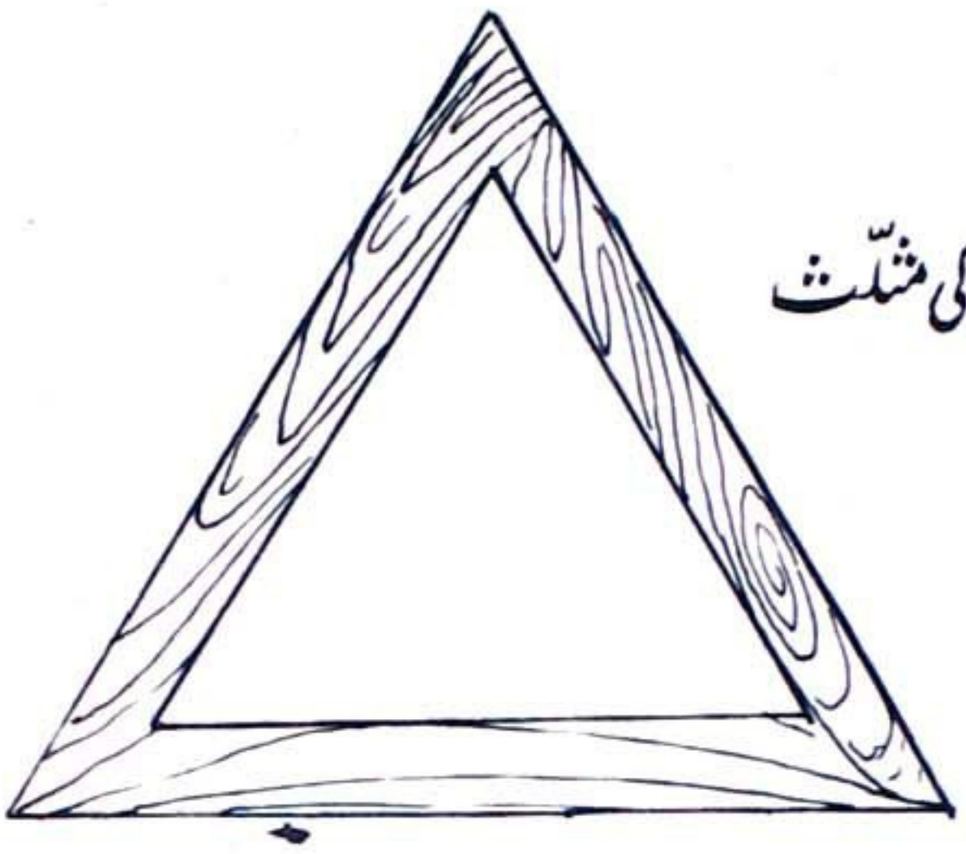

شجر کاری کی مثلّث

ایک ایکڑ میں درختوں کی تعداد معلوم کرنا

ایک ایکڑ میں ۴۳۵۶۰ مربع فٹ ہوتے ہیں۔ ایک درخت کے لئے کل رقبہ دو قطاروں کے درمیانی فاصلہ کو دو درختوں کے درمیانی فاصلہ کے ساتھ ضرب دینے سے معلوم ہو سکتا ہے۔

درختوں کی کل تعداد ۴۳۵۶۰ مربع فٹ کو ایک درخت کے کل رقبہ پر تقسیم کرنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔ مثلاً اگر آڑو کے لئے دو قطاروں کا درمیانی فاصلہ بیس فٹ ہو تو ایک درخت کے لئے کل رقبہ ۲۰ × ۲۰ = ۴۰۰ مربع فٹ ہوگا اور ایک ایکڑ میں درختوں کی کل تعداد $\frac{۴۳۵۶۰}{۴۰۰}$ = ۱۰۸ کے قریب ہوگی مخمس طریقہ میں مستطیل طریقہ کی نسبت تقریباً دوگنی تعداد درختوں کی لگائی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ زرقبہ زیادہ ہو۔ لیکن شش پہلو طریقہ میں مستطیل کی نسبت تقریباً ۱۵ فی صدی زیادہ درخت لگائے جاتے ہیں۔

درختوں کا درمیانی فاصلہ

میوہ دار درختوں کے درمیانی فاصلہ کا انحصار آب و ہوا۔ زمین۔ پھل کی نوعیت اور شاخ تراشی کے طریق پر ہوا کرتا ہے۔ ایک ہی میوہ دار درخت کی مختلف اقسام جب مختلف قسم کے درختوں پر پیوند

Marfat.com

کئے جائیں۔ تو ان کے قد و قامت میں فرق آجاتا ہے۔ مثلاً اگر مالٹا کا پیوند میٹھے پر کیا جائے تو پودا چھوٹے قد کا ہوگا۔ لیکن اگر یہی پیوند کھٹے پر کر دیا جائے تو پودا بڑے قد کا ہو جاتا ہے۔ اس لئے باغ لگاتے وقت ان امور کو ضرور مدِ نظر رکھنا چاہئے۔ اگر زمین زرخیز ہو تو پودوں کی نشو و نما خوب ہوتی ہے۔ اس لئے وہ بڑے بڑے قد کے ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ان کا درمیانی فاصلہ زیادہ رکھنا پڑتا ہے۔ علی ہذا القیاس بعض علاقوں کی آب و ہوا ایسی ہوتی ہے۔ کہ وہاں پودے خوب بڑھتے ہیں۔ اس لئے ان کا درمیانی فاصلہ قدرتاً زیادہ رکھنا پڑتا ہے۔ بعض طریقوں کی شاخ تراشی کی وجہ سے بھی فاصلہ کم و بیش کرنا پڑتا ہے۔ شاخ تراشی کا علم باغات کی کامیابی کے لئے بڑا ضروری ہے۔ افسوس ہے نہ تو لوگ اس پر عمل کرتے ہیں اور نہ ہی کبھی اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ایسا فن ہے جس کا بیان علیحدہ مضمون میں کریں گے۔ مذکورہ بالا بحث سے ثابت ہے کہ ہر ایک میوے دار درخت کا صحیح درمیانی فاصلہ ہر ایک جگہ کے لئے بڑا مشکل ہے۔ اس لئے باغات کے لگانے والوں کو مقامی حالات و واقعات کے مطابق یہ فاصلہ مقرر کرنا پڑے گا تاہم مفصلہ ذیل مشہور مشہور درختوں کے لئے چند تجاویز درج کی جاتی ہیں۔ جو پنجاب کے لئے مفید ثابت ہونگی۔

نام پھلدار درخت	موزوں فاصلہ
آم۔ جامن۔ بیر۔ آملہ۔ انجیر اخروٹ	۳۰ سے ۴۰ فٹ
امرود۔ شہتوت۔ لوکاٹ لیچی۔ زیتون	۲۵ سے ۳۰ فٹ
مالٹا۔ سنگترہ۔ لیمن۔ کاغذی لیموں گریپ فروٹ۔ میٹھا۔ چکوترا	۲۲ سے ۲۵ فٹ
آڑو۔ آلوچہ۔ خرمانی۔ بادام۔ ناشپاتی سیب۔ چیری۔ انار	۲۰ سے ۲۵ فٹ
کھجور۔	۱۵ سے ۲۰ فٹ
پپیتا (ارنڈی۔ خربوزہ)۔ انگور۔	۱۰ سے ۱۲ فٹ
فالسہ۔ کیلا۔	۶ سے ۸ فٹ

Marfat.com

افزائشِ نسل

پھلوں کی افزائش نسل عام طور پر مندرجہ ذیل طریقوں سے کی جاتی ہے۔

۱۔ بذریعہ بیج یا تخم ۲۔ نباتاتی طریقے سے

افزائش بذریعہ بیج

تخم سے حاصل شدہ پودے عام طور پر صحیح نسل نہیں ہوتے۔ کیونکہ تخم اختلاطِ نسلی سے پیدا ہوتا ہے۔ باغبانی میں یہ طریقہ عام طور پر روٹ سٹاک تیار کرنے یا نئی اقسام حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

مزید برآں تخمی پودے مضبوط اور لمبی عمر والے ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں صحیح نسل نہ ہونے کے علاوہ دوسرے نقائص مثلاً دیر سے پھل لانا، لمبے قد کا ہو جانا، گھٹیا قسم کا پھل لانا وغیرہ ہوتے ہیں۔ جس سے عام طور پر باغبان کو بہت ہی کم آمدنی ہوتی ہے۔ اس لئے یہ طریقہ عام طور پر روٹ سٹاک تیار کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

نباتاتی طریقہ

اس طریقے میں پہلے طریقے کی نسبت کافی فوائد ہوتے ہیں۔ اس طریقے سے تیار شدہ پودے

Marfat.com

ہمیشہ صحیح النسل ہوتے ہیں۔ اس لئے گھٹیا درجہ کے پھل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پودے پھل جلدی ہی دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ پودا چھوٹے قد کا ہونے کی وجہ سے پھل توڑنا، سپرے کرنا وغیرہ آسان ہو جاتا ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر اس طریقہ سے تیار شدہ پودے باغبان کو جلدی اور زیادہ آمدنی دیتے ہیں۔ اس لئے باغبانی کی صنعت میں یہ عام طور پر پھلدار پودے نباتاتی طریقے مثلاً بذریعہ قلم، داب یا پیوند وغیرہ سے تیار کئے جاتے ہیں۔

افزائش بذریعہ بیج،

بجائی کے لئے تخم کی تیاری

سدا بہار پودوں مثلاً آم، ترشاوہ پھل، امرود، فالسہ، جامن وغیرہ میں تازہ بیج استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ جتنا بیج پرانا ہو جاتے اتنی ہی اس کے اگنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ بعض بیج مثلاً امرود وغیرہ کا اوپر والا چھلکا بہت سخت ہوتا ہے جس سے بیج بہت دیر بعد اگتا ہے۔ اس لئے ایسے بیجوں کو بیجنے سے پہلے نرم کر لینا چاہئے۔

اس سلسلہ میں جو طریقے استعمال ہوتے ہیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ بیج کو تین چار روز کے لئے پانی میں بھگو کر رکھنا چاہئے مثلاً توت، سپکن وغیرہ

۲۔ بیج کو تھوڑے وقفہ کے لئے گندھک کے تیزاب یا سوڈا کاسٹک میں بھگو کر رکھنا مثلاً سٹرابیری۔

۳۔ چند منٹ کے لئے بیج کو ابلتے پانی میں ڈالنا مثلاً امرود۔

۴۔ چھلکے کا کسی چیز سے زخمی کرنا مثلاً زیتون۔

اگر یہ طریقے استعمال میں لائے جائیں تو سخت بیج جلدی اگتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کی اگنے کی شرح میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

پت جھڑ قسم کے پودوں کا تخم سخت ہونے کی وجہ سے مشکل سے پھوٹتا ہے۔ تخم نرم کرنے کے لئے لکڑی کے ٹکسوں میں ریت کے ساتھ تہہ بہ تہہ جما دیا جاتا ہے۔ مناسب رطوبت پیدا

Marfat.com

کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً فوارے کی مدد سے پانی کا چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔ بکسوں کے نیچے سوراخ ہوتے ہیں تاکہ زائد پانی کا نکاس ہو سکے۔ تخم کو اس طرح بہ اعتبار موسم و حالات چند ہفتوں تک مرطوب رکھا جاتا ہے۔ اگر موسم سرما شدید نہ ہو تو تخم کو سرد خانوں میں بھی رکھا جا سکتا ہے۔ سرد خانوں میں تخم محفوظ رکھنے کے لئے ۳۲ - ۴۰ درجہ فارن ہیٹ درکار ہوتا ہے۔ اس درجۂ حرارت پر تخم کی سختی کم ہو جاتی ہے۔ لائل پور اور ترناب فارم میں کئے گئے تجربات شاہد ہیں۔ کہ تخم کی اس طرح تیاری کرنے سے پھوٹنے کی شرح ۶ ۔ ۵ فی صد بڑھ جاتی ہے۔ اور تیار شدہ تخم عام تخم سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے پھوٹ پڑتا ہے۔ سرد خانوں میں محفوظ کئے ہوئے تخم کی پھوٹنے کی شرح ۳۵ فی صد ہوتی ہے بشرطیکہ ان کی بجائی جنوری میں کی گئی ہو۔ برعکس اس کے غیر محفوظ شدہ تخم کی شرح صرف ۶ فی صد ہوتی ہے۔

تخم کی ذخیرہ اندوزی

ذخیرہ میں بیج کا اچھی حالت میں قائم رہنا۔ پانی، ہوا، اور تپش پر ہے۔ اگر ذخیرہ میں رطوبت کا تناسب زیادہ ہوگا تخم تیزی سے خراب ہو جائے گا۔ کیونکہ رطوبت سے تخم میں محفوظ شدہ غذا پانی میں حل ہو جاتی ہے۔ یہ ایک کیمیاوی عمل ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ گرمی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے بیج خراب ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ذخیرہ میں رطوبت ضرورت سے زیادہ نہ ہو اور اس مقصد کے لئے برتن ہی ایسے استعمال کرنے چاہئیں جن میں رطوبت کا گزر نہ ہو سکے۔ زیادہ مدت تک تخم کو ذخیرے میں رکھنے کے لئے کم از کم ۴۰ یا ۵۰ فی صد رطوبت درکار ہے۔

تخم کی جانچ

ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ نرسری میں پودوں کی تعداد یکساں ہو۔ اگر تخم کے پھوٹنے کی شرح زیادہ ہو تو پودوں کی مناسب اور یکساں تعداد حاصل کرنے کے لئے پودے اکھاڑنے پڑتے ہیں۔ اور اگر نرسری میں پودوں کی تعداد کم ہو جائے جب بھی نقصان دہ ہوتا ہے۔ نرسری میں پودوں کی غیر موزوں تعداد سے لاگت میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے نرسری کی لاگت

Marfat.com

کو گھٹانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ نرسری میں تخم کی کاشت کرنے سے پہلے ریت یا جاذب کاغذ پر تخم کے پھوٹنے کی جانچ پڑتال کر لی جائے اور تخم کے پھوٹنے کی شرح کے لحاظ سے نرسری میں تخم کو کاشت کر لیا جائے۔

تخم کی بیماریوں کا انسداد

پھلدار پودوں کی چند ایک ایسی بیماریاں ہیں جو تخم کے ذریعے پھیلتی ہیں۔ بعض ایسی بیماریاں ہیں جو زمین میں موجود بیماریوں کے عضووں سے پھیلتی ہیں۔ اس لئے ان کے انسداد کے لئے کاشت کرنے سے پہلے تخم کو اراسان (ARASAN) کیپٹن (CAPTAN) فرمیٹ (FERMATE) پارزیٹ (PERZATE) سماسان (SEMASAN) اور کاپر کلورائڈ (COPPER-CHLORIDE) جیسی دوائیں لگائی جائیں۔

سدا بہار پودوں کے تخم نسبتاً جلد خراب ہو جاتے ہیں۔ اور انہیں زیادہ عرصہ تک قابلِ کاشت نہیں رکھا جا سکتا۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ پھل کو پودوں پر زیادہ عرصہ تک رہنے دیا جائے۔ سدا بہار پودوں کے تخم کو اگر ایک لمبے عرصے تک قابل کاشت رکھنا ہو تو انہیں پھل سے نکالنے کے بعد فوری طور پر کپڑے یا کاغذ پر پھیلا کر کسی سایہ دار جگہ پر رکھ دیا جائے حتیٰ کہ اس کی سطح رطوبت خشک ہو جائے۔ اس طرح خشک شدہ تخم کو مومی تھیلیوں (POLY-THENE-BAGS) میں ڈال کر ان پر کسی فطری کش دوائی کا چھڑکاؤ کر لیا جائے۔ تاکہ نہ صرف بیماریوں سے محفوظ رہے بلکہ ان میں بیماریوں کا حملہ برداشت کرنے کے لئے قوتِ مدافعت پیدا ہو سکے۔

ترناب فارم میں کئے ہوئے تجربات سے پتہ چلا ہے کہ مومی تھیلیوں میں کمرے کے درجۂ حرارت پر محفوظ شدہ کھٹی کا تخم تین ماہ تک قابل کاشت رکھا جا سکتا ہے۔ اگر تخم کو مناسب درجۂ حرارت پر محفوظ رکھا جائے تو تخم تقریباً ۵ ماہ تک خراب نہیں ہونے پاتا۔

ایک پونڈ تخم میں مختلف پھلوں کی تخم کی تعداد درج ذیل ہے۔

نام پھل	تعداد تخم فی پونڈ
۱۔ کھٹی	۳۰۰۰۰ سے ۳۵۰۰۰ تک

Marfat.com

۲۔ آڑو	۱۶۵ سے	۱۷۵ تک
۳۔ بادام	۱۷۵ سے	۲۵۰ تک
۴۔ خوبانی	۳۸۰ سے	۴۰۰ تک

تخم کا انتخاب

بجائی کے لئے تخم کا انتخاب صحت مند اور توانا درختوں سے کیا جاتا ہے۔ تاکہ ان سے حاصل شدہ نرسری بیماریوں سے پاک ہو۔ اس امر کے لئے زیادہ تر کوشش اس بات کی کرنی چاہیئے کہ صحت مند اور موزوں درختوں کا ریکارڈ رکھا جائے۔ تاکہ وقت پر ان سے تخم حاصل کیا جاسکے۔ کامیاب باغبان ہمیشہ تخم کے لئے درختوں کا صحیح انتخاب کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ سبزیوں اور پھلوں کی نئی نئی اقسام میں اسی طریقہ انتخاب سے اضافہ ہوا ہے۔ اس طریقہ انتخاب سے دوسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ اس سے حاصل شدہ نرسری اس خاص مقام کے لئے موزوں ثابت ہوتی ہے جہاں سے تخم حاصل کیا گیا ہو۔

روٹ سٹاک کے پودے تیار کرنا

پھلدار پودوں کی بجائی کے دو طریقے ہیں۔

۱۔ ذخیرہ میں تخم کو براہ راست تیار کرنا اور اسی جگہ ران پر چشمہ چڑھا دینا۔ یہ طریقہ "راست طریقہ" کہلاتا ہے۔

۲۔ دوسرے طریقے میں تخم چھوٹی چھوٹی کیاریوں میں کاشت کر دیا جاتا ہے۔ بعد ازاں اس پود کو ذخیرہ میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ پودوں کی منتقلی کا کام خزاں یا بہار کے اوائل میں کیا جاتا ہے ان دونوں طریقوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ بجائی فروری یا مارچ کے اوائل میں کی جائے۔ پت جھڑ قسم کے پھلدار پودوں کے تخم کی بجائی نومبر کے آخیر میں کی جاتی ہے۔ ذخیرہ میں کاشت شدہ تخم موسم سرما میں پڑے رہنے کے بعد اپنی خوابیدہ حالت کا دور ختم کر لیتا ہے۔ ریت میں دبائے ہوئے خوبانی، آڑو، بادام، اخروٹ، آلوچہ اور چیری کے تخم سٹاک کے لئے صحیح طور پر نرسری

Marfat.com

میں مناسب قطاروں میں کاشت کئے جاتے ہیں۔ ان قطاروں کی چوڑائی ۲½ فٹ ہوتی ہے۔ اور ہر قطار میں تخم سے تخم کا فاصلہ ۴ انچ رکھا جاتا ہے۔ قطاروں کا درمیانی فاصلہ اور تخم سے تخم کے فاصلہ کو تخم کی جسامت کے اعتبار سے گھٹایا یا بڑھایا جاسکتا ہے۔

تجربات کی روشنی میں حسب ذیل فاصلے مختلف پھلوں کے لئے مفید ثابت ہوئے ہیں۔

نام پھل	قطار سے قطار کا فاصلہ	تخم سے تخم کا فاصلہ
۱- اخروٹ	۲½ فٹ	۵-۶ انچ
۲- بادام	〃 〃	۳۰ 〃
۳- آڑو	〃 〃	۳ 〃
۴- آلوچہ	〃 〃	۳ 〃

بجائی کے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ بیج بھاری زمینوں میں ہلکی زمینوں کے مقابلہ میں کم گہرائی پر دبایا جائے۔ اگر بالا فراط ہو تو زیادہ گہرائی میں تخم دبانا ضروری نہیں۔

سیب اور املوک تخم سے اگا کر ایک سال کے بعد ذخیرے میں منتقل کر دیئے جاتے ہیں۔

کھٹی کا سٹاک تیار کرنا

بیج نکالنا

اگست کے مہینہ میں جب کہ کھٹی کا پھل ابھی پوری طرح پکا نہیں ہوتا لیکن بیج اگنے کے قابل ہوتا ہے اکٹھا کر لیا جاتا ہے۔ پھل کے چھلکے کو درمیان سے چاقو سے کاٹ کر پھل کو ہاتھ سے دو حصے کر کے بیج نچوڑ کر نکال لیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے بیج کو کسی قسم کا زخم نہیں پہنچتا۔ بیج نکالنے کے بعد اسے اچھی طرح دھو لیا جاتا ہے تاکہ چکنا ہٹ دور ہو جائے۔ اس طرح دھونے سے تمام بیمار، کمزور اور مردہ بیج جو پانی میں تیرنا شروع کر دیں ضائع کر دیئے جاتے ہیں۔ عام طور پر بیج کو نکالنے کے فوراً بعد ہی بو دیا جاتا ہے۔ کیونکہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ اگر بیج خشک ہو جائے تو اس میں اگنے کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ اگر بیج کو کچھ عرصہ کے لئے محفوظ کرنا ہو تو اسے ریت میں رکھنا چاہئے۔

Marfat.com

بیج بونا

بیج دو موسموں میں بویا جاتا ہے۔

(الف) اگست، ستمبر

(ب) فروری، مارچ

اگر تھوڑی تعداد میں پودے درکار ہوں تو بیج کو گملوں یا بکسوں میں بونا چاہیئے۔ اور اگر زیادہ تعداد میں پودے درکار ہوں تو درمیانہ سائز کی پٹریوں پر جو کہ نہایت عمدہ تیار کی گئی ہوں۔ لائنوں میں چھ چھ انچ کے فاصلے پر نصف انچ گہرا بو کر ریت کی معمولی سی تہہ بچھا دینی چاہیئے۔ اور پھر باقاعدگی سے شام کے وقت فوارے سے پانی ڈالنا چاہیئے۔ بیج تقریباً بلیس اکیس روز تک اگنا شروع ہو جاتا ہے۔ بیج اگنے کے بعد پٹریوں کو گھاس پھوس سے صاف رکھنا چاہیئے۔

آم کا سٹاک تیار کرنا

بذریعہ گٹھلی

گٹھلی کے ذریعے پودوں کے حصوں کا طریقہ یہ ہے کہ جولائی اور اگست کے مہینوں میں خوب پکے ہوئے رس دار آموں کی گٹھلیاں جمع کر لی جاتی ہیں۔ اور بونے کے وقت تک انہیں ایسے مقام پر رکھتے ہیں جہاں کہ ان کی نمی قائم رہ سکے۔ بعد ازاں مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے ڈیڑھ انچ سے لے کر دو انچ تک گہرائی میں ایسی زمین میں بوتے ہیں جس کو اس مقصد کے لئے اچھی طرح تیار کیا گیا ہو۔ اور اس میں کافی مقدار میں کھاد ملائی گئی ہو۔

۱۔ حصولِ افزائش میں یکسانیت کی خاطر گٹھلیاں زمین پر نزدیک نزدیک بکھیر دیتے ہیں۔ اور ان کو اچھی طرح تیار شدہ کھاد سے ڈھانپ دیتے ہیں۔ اس طریقہ پر عمل کرنے کے لئے گٹھلیوں کی کثیر تعداد درکار ہوتی ہے۔

۲۔ گٹھلیاں قطار در قطار بوتے ہیں۔ اور ایک قطار سے دوسری قطار کا فاصلہ ایک فٹ اور ایک گٹھلی سے دوسری گٹھلی کا فاصلہ نو انچ رکھتے ہیں۔

گٹھلیاں بونے کے بعد زمین کو پانی دینا چاہیئے۔ کیونکہ گٹھلیاں اگر خشک رہ جائیں تو بہت

Marfat.com

کم اگتی ہیں۔ ہیز نے، برنزادر پریاگ کے کئے ہوئے تجربات کے حوالہ سے بتایا ہے۔ کہ جمع کرنے کے ایک ماہ کے اندر اندر بوئی ہوئی گٹھلیوں میں سے ۸۸ فی صد ۳۸ دن بعد بوئی جانے والی گٹھلیوں میں سے بارہ (۱۲) فی صد اگیں۔ اس نتیجہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گٹھلیوں کو پھل سے نکالنے کے بعد جلد سے جلد بو دینا سود مند ہے۔

ناٹک نے گٹھلیاں بونے پر ایک تجربے کے دوران گٹھلیاں بونے سے پہلے ان کے پوست احتیاط کے ساتھ اتار لئے تھے۔ جس کے نتیجہ میں کلے جلد ہی نمودار ہو گئے اور ان کے تنے اور جڑیں بھی سیدھی پائی گئیں۔ مگر اس نے اس طریقہ کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس طریقہ سے خرچ زیادہ آتا ہے۔ اور اگنے کا فی صد گھٹ جاتا ہے۔ اپنے تجربہ کے دوران اس نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ جو گٹھلیاں معہ اکھوئے کے بوئی گئیں ان کے بچوں کی نمی برقرار رہی۔

اسٹیفنز نے بتایا ہے۔ کہ اگر گٹھلیاں پختہ یا لوہے کے فرش پر آٹھ انچ ریت کی تہہ بچھا کر ان کا منہ اوپر کی جانب کر کے بوئی جائیں تو اس سے ریشہ دار جڑوں کی افزائش میں مدد ملتی ہے۔ اور اصل جڑ (جو گہرائی تک جاتی ہے) کی افزائش میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔ یہ طریقہ تخمی پودوں کو دوسری جگہ لگانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ بچوا اکھاڑتے وقت اصل جڑ کو نقصان نہیں پہنچتا۔ فلپائن، انڈونیشیا، چین، برما اور جزیرہ ہوائی میں اگائے جانے والے تخمی پودوں کی نسلیں عام طور پر کثیر جینی ہوتی ہیں۔ اور ان سے اصل نسل کے مطابق پودے حاصل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہماری موجودہ معلومات کے مطابق پاکستان میں پیدا ہونے والے آموں کی اقسام میں سے کوئی بھی کثیر جینی نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے آموں کی پاکستان میں پسندیدہ اقسام کی خصوصیات نباتی افزائش کے ذریعہ برقرار رکھنے کا طریقہ مروّج ہے۔

آڑو، آلوچہ، خوبانی اور بادام کا سٹاک تیار کرنا،

جنگلی آڑو جو خصوصاً پہاڑی علاقوں میں کافی تعداد میں خود رو حالت میں پائے جاتے ہیں۔ پیوند کرنے کے لئے بہترین ہوتے ہیں۔ میدانی علاقوں میں اگر ایسے آڑو میسّر نہ ہوں تو چھوٹی قسم کا پودا سخت جان ہو اور جس کو کسی قسم کی بیماری نہ ہو۔ اس کام کے لئے انتخاب کیا جاوے۔

Marfat.com

ایسے درختوں سے آڑو ں کے بیج ماہ جون اور جولائی میں اکٹھے کر کے کسی سایہ دار جگہ میں بحفاظت رکھے جائیں۔ اور ماہ اکتوبر یا شروع ماہ نومبر میں ان کو مندرجہ ذیل طریقوں سے ذخیرہ میں لگایا جا سکتا ہے۔

۱۔ کیاریوں میں اچھی طرح ہل چلا کر زمین کو کافی گہرائی تک نرم اور باریک اور سوہاگہ چلا کر ہموار کر دیا جائے۔ ایسی کیاریوں میں آڑو کے بیج قطاروں میں جن کا درمیانی فاصلہ ½ ۱ فٹ سے ۲ فٹ تک ہو چھ انچ سے نو انچ کے فاصلے پر لگا دیئے جائیں۔ بیج تقریباً ۳ انچ گہرا ہونا چاہئے بعد کاشت اگر موسم زیادہ سرد نہ ہو تو بیج عموماً ۲۰ فروری کے قریب پھوٹنے شروع ہو جاتے ہیں اور وسط مارچ تک سب کے سب جو اگنے کے قابل ہوتے ہیں نکل آتے ہیں۔ اس دوران میں کیاریوں کو ہر دس پندرہ روز کے بعد پانی دیا جاتا ہے اور گاہے گاہے نلائی اور نکائی بھی کی جاتی ہے۔ اگرچہ مندرجہ بالا طریقہ آسان اور سادہ ہے۔ مگر چونکہ آڑو اخیر اکتوبر یا شروع نومبر میں کاشت کئے جاتے ہیں۔ اور آخر فروری میں نکلنے شروع ہوتے ہیں۔ اس لئے اس دوران میں پانی دینے اور نلائی و نکائی کرنے پر کافی خرچ آتا ہے۔ نیز زمین بھی کئی ماہ پہلے سے رک جاتی ہے۔ پھر چونکہ سب بیج پیدا نہیں ہوتے اس لئے نرسری میں بہت سی جگہیں خالی رہ جاتی ہیں۔ ان سب نقائص کو رفع کرنے اور نرسری میں یکساں پودے پیدا کرنے کے لئے آڑو کے بیجوں کو سیدھا کیاری میں لگانے کی بجائے یہ کیا جاتا ہے کہ تقریباً دو فٹ گہرا گڑھا کھود کر اس میں چھ انچ مٹی ریت کی تہہ بچھا کر اوپر آڑو کے بیجوں کی اکہری تہہ بچھا دی جاتی ہے۔ اور اس طرح یکے بعد دیگرے ریت اور آڑو کی تہیں لگا دی جاتی ہیں حتیٰ کہ گڑھا بھر کر زمین کے برابر ہو جائے۔ اس گڑھے کو گاہے گاہے بذریعہ فوارہ پانی چھڑک کر یا ویسے ہی پانی دے کر مرطوب رکھا جاتا ہے۔ شروع ماہ فروری میں آڑو پھوٹ کر اگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور جو بیج پھوٹ چکے ہوں ان کو مذکورہ بالا طریقہ سے اچھی طرح تیار کی ہوئی کیاریوں میں لگا دیا جاتا ہے چونکہ صرف وہی بیج لگائے جاتے ہیں جو پھوٹ چکے ہوں یا جن کا پھوٹنا یقینی ہو۔ اس لئے کیاریوں میں لگانے کے بعد سب کے سب بیج نکل آتے ہیں اور قطاروں میں کوئی جگہ خالی نظر نہیں آتی۔

Marfat.com

افزائشِ نسل کا نباتاتی طریقہ

تخم کے مقابلہ میں پھلدار پودوں کی عموماً نباتاتی طریقہ سے افزائش کی جاتی ہے۔
نباتاتی افزائش نسل مندرجہ ذیل طریقوں سے کی جاتی ہے۔

نباتاتی افزائشِ نسل،

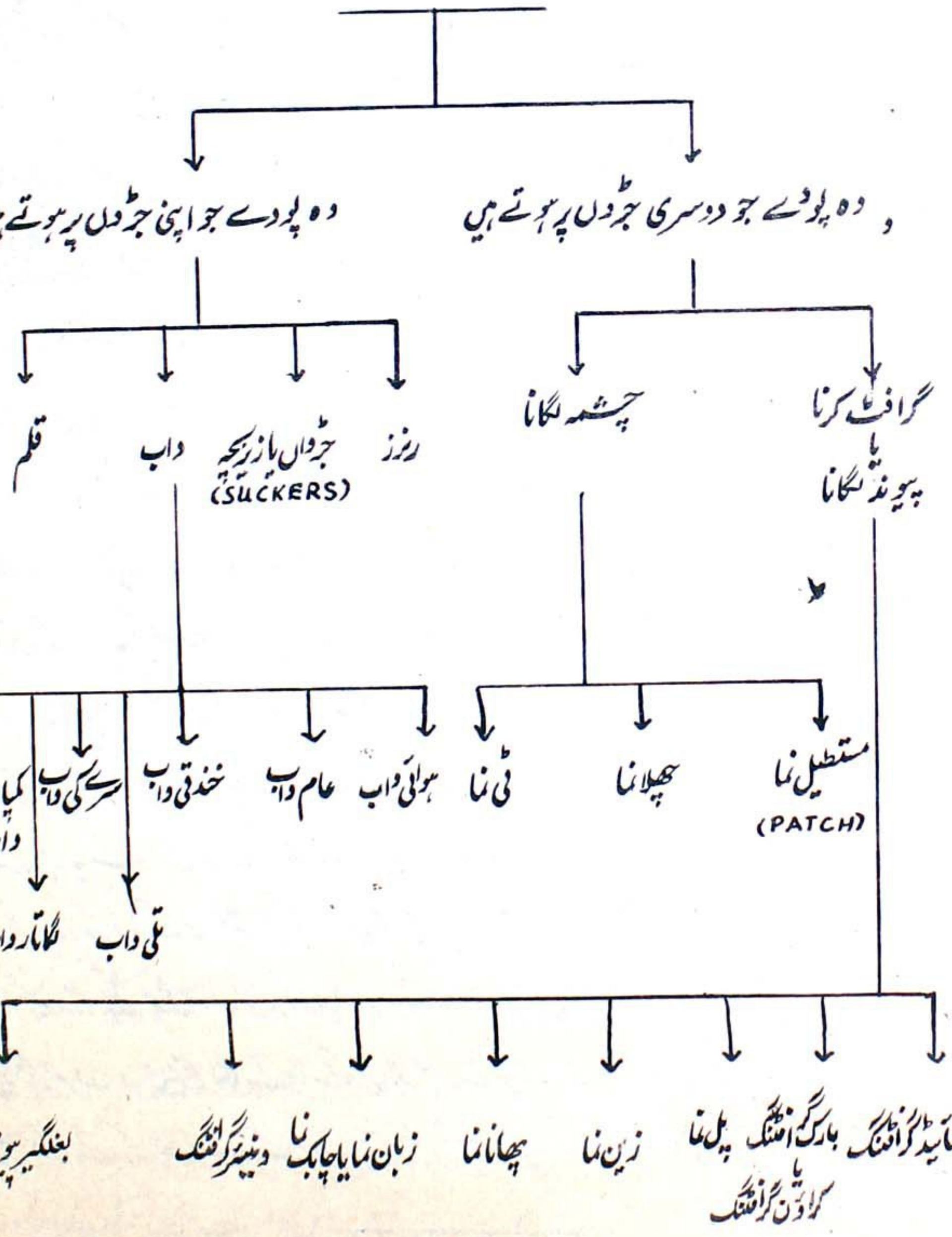

Marfat.com

قلمی افزائش میں تین قسم کی شاخیں استعمال ہوتی ہیں!

۱۔ سخت شاخ ۲۔ نیم سخت شاخ ۳۔ نرم شاخ

سخت شاخ سے قلم لگانا

اس طریقے میں قلمیں سال گذشتہ کی شاخوں سے حاصل کی جاتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں عموماً یک سالہ شاخ کی قلمیں کاٹی جاتی ہیں۔ لیکن زیتون اور انجیر کی قلمیں دو سالہ یا سہ سالہ شاخوں سے حاصل کی جاتی ہیں۔ پتے جھڑ قسم کے پودوں کی قلمیں اس وقت تک حاصل نہ کی جائیں جب تک کہ وہ مکمل طور پر خوابیدہ نہ ہو جائیں۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ خزاں کے آخری موسم سے لے کر ابتدائے بہار تک قلمیں کاٹی جائیں۔ پودوں کی اقسام کے اعتبار سے قلموں کی لمبائی ۱۲-۱۵ انچ ہونی چاہیئے۔ ہر ایک قلم میں کم از کم تین گانٹھیں (NODS) ہوں۔ جڑیں نچلی گانٹھ سے نکلتی ہیں۔ اور اوپر والی گانٹھ سے شاخیں پھوٹتی ہیں۔ قلم کی کٹائی نچلی گانٹھ کے قریب سے کرنی چاہیئے۔ اوپر والی گانٹھ سے تقریباً ایک انچ کے فاصلے پر اوپر والا کٹ ذرا ترچھا ہو۔ اور نیچے والا ذرا

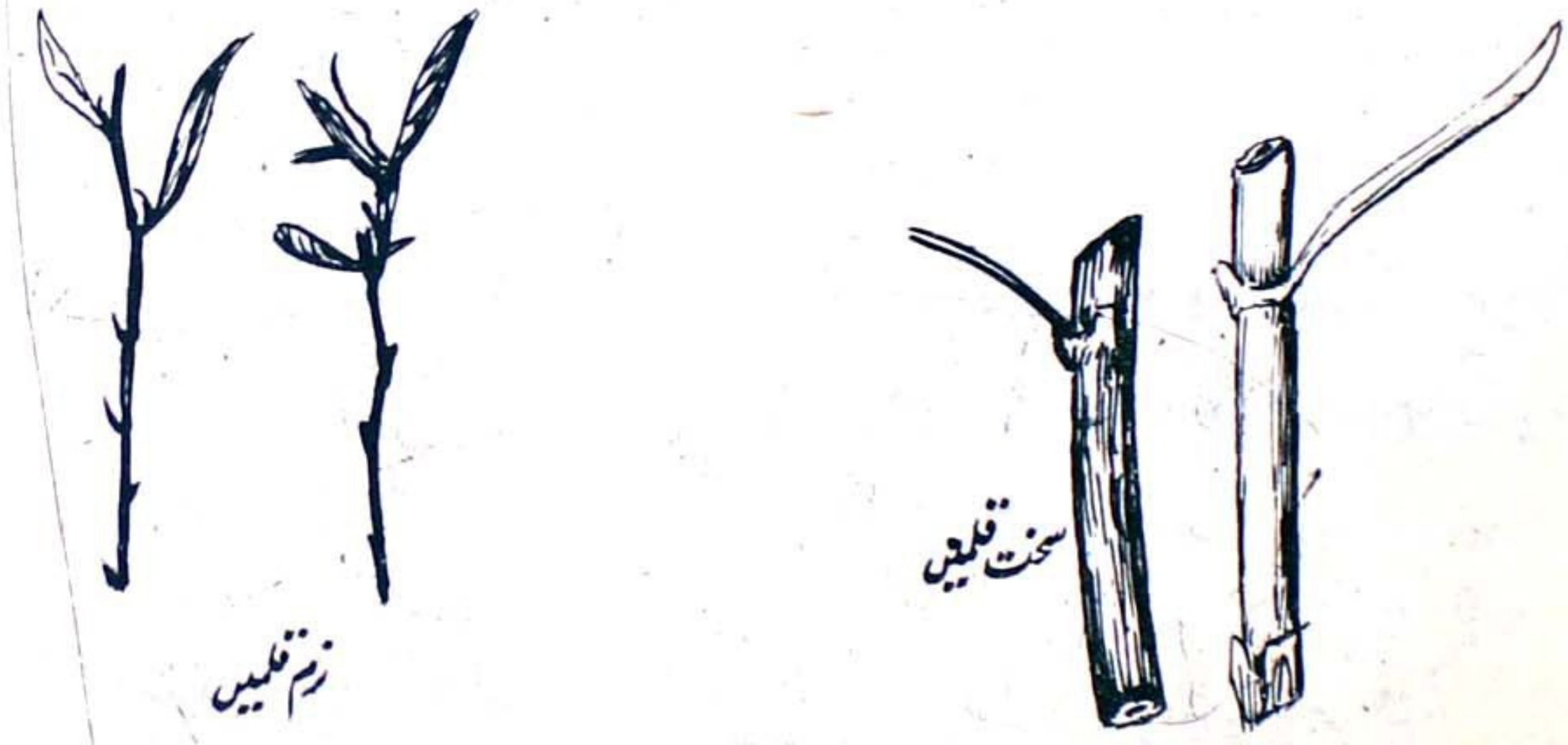

گول۔ بہت سے روٹ سٹاک مثلاً دیسی آلوچہ، انگور، بہی اور چند ایک سیب کے روٹ سٹاک قلموں سے تیار کئے جاتے ہیں۔ قلموں کی افزائش بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ عموماً پنسل کے برابر موٹائی کی قلمیں مناسب رہتی ہیں۔

Marfat.com

قلمیں اوائل سرما میں اور پالا پڑنے سے پہلے اٹھی کر لی جاتی ہیں۔ اس کے بعد قلموں کے ان بنڈلوں کو کسی مرطوب زمین میں دبا دیا جاتا ہے۔ ان قلموں کو بہار کی ابتداء میں مرطوب زمین سے نکال کر نرسری میں مناسب قطاروں میں کاشت کر دیا جاتا ہے۔ قلموں کے ذخیرہ کرنے کے لئے مناسب درجۂ حرارت ۴۰ سے ۶۰ فارن ہیٹ ہے۔ قلموں کو زمین میں ذخیرہ کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ عموماً کھڑی ہوں اور ان کی گانٹھیں اوپر کی طرف ہوں۔ ان بنڈلوں کو زمین کے اندر سختی سے نہیں دبانا چاہیئے۔ قلموں کو الٹ کر ذخیرہ کرنے سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اوپر والے چشمے پھوٹنے نہیں پاتے۔ اس عمل کو کیلوسنگ (CALLISING) کہتے ہیں۔ جس وقت ان قلموں کی خوابیدہ حالت ختم ہونی شروع ہو جاتی ہے انہیں فوری طور پر

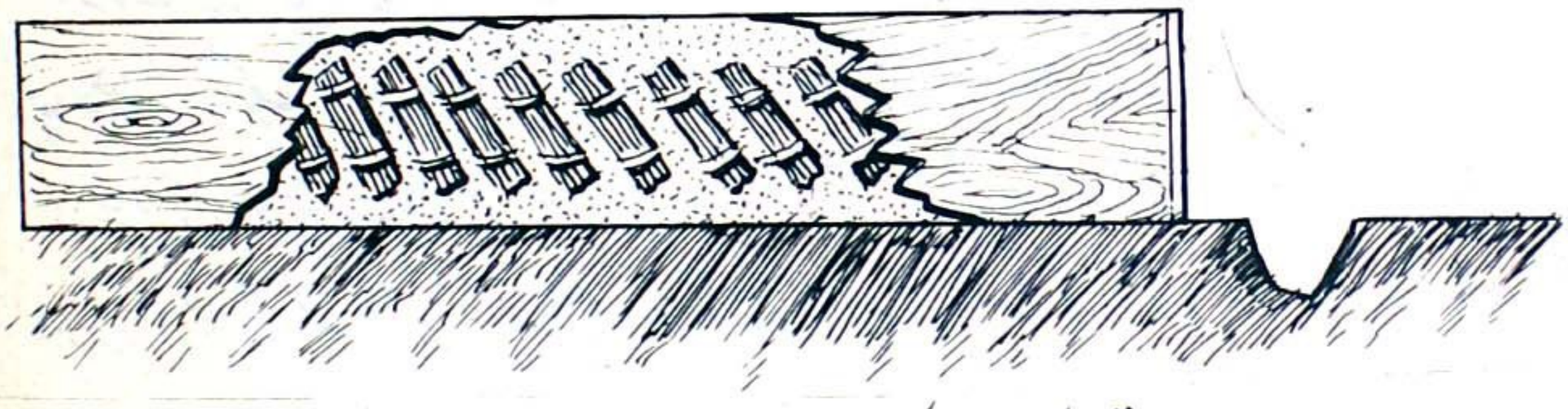

CALLUSING

پودوں کی قلموں کو محفوظ کرنا

پر نرسری میں منتقل کر دینا چاہیئے۔ قلموں کو پھوٹنے سے پہلے سیدھا کیاریوں میں بھی لگایا جا سکتا ہے۔ قلموں کو زمین میں لگاتے وقت دو تہائی حصہ زمین میں اور ایک تہائی حصہ باہر ہونا چاہیئے۔ اور اس کو شمال کی طرف ترچھا لگانے سے زیادہ کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

نیم سخت شاخ سے قلمیں لگانا

چوڑے پتوں والے اور سدا بہار درختوں کی افزائش عموماً نیم سخت قلموں سے کی جاتی ہے۔ زیتون کی افزائش کا تجارتی طور پر جو طریقہ رائج ہے۔ اس میں بھی نیم سخت قلمیں استعمال ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں نیم سخت قلموں کے ذریعے میٹھے میں بھی کامیاب ہوئی ہے۔ یہ قلمیں سال میں کسی وقت بھی جب کہ انہیں مناسب رطوبت مل جائے جڑیں پیدا کر سکتی ہیں۔ قلموں پر اگر پتے موجود ہوں تو عموماً قلمیں سوکھ جاتی ہیں۔ لیکن بعض اوقات پتوں میں موجود

Marfat.com

ہارمونز (HORMONES) جڑیں پیدا کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اگر جرنیم (GERNIUM) کے قلموں پر کم از کم تین پتے چھوڑے جائیں تو اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ اگر اس پر چار، دو یا ایک پتا چھوڑا جائے تو جڑیں کم پھوٹتی ہیں۔

نرم شاخوں سے قلمیں تیار کرنا (SOFT WOOD CUTTINGS)

نرم قلموں کے ذریعے افزائش صرف چند ایک پھلوں مثلاً آڑو، آلوچہ، ناشپاتی، سیب اور خرمانی کی حد تک محدود ہے۔ نرم قلموں کی مدد سے افزائش تجارتی پیمانے پر کامیاب نہ ہو سکی۔ اس طریقہ افزائش میں بھی قلموں کو نرسری میں مسلسل اور متوازن رطوبت کی ضرورت پڑتی ہے۔

جڑوں کی قلمیں (ROOT CUTTINGS)

بسا اوقات بجائے شاخوں کے جڑوں سے بھی قلمیں حاصل کی جاتی ہیں۔ ایسے پودے جن کی جڑوں کی بغل سے زیر زمین بچے (SUCKERS) نکلتے ہیں ان کی جڑوں سے قلمیں حاصل کرنا افزائش کے لئے کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اس طریقہ تولید کی مثال امرود، بلیک بیری، بہی، آڑو اور چند سیب کے روٹ سٹاک میں ملتی ہے۔ جڑوں سے اگر قلمیں حاصل کرنا ہوں تو ۲-۴ انچ سے زیادہ لمبی قلمیں حاصل نہیں کی جاتیں۔ اور انہیں زمین کے متوازی دو انچ گہرائی میں دبا دیا جاتا ہے۔ جڑ کی قلمیں حاصل کرنے کا مناسب وقت موسم سرما یا ابتدائے بہار ہے۔ جب کہ ان میں رس پوری طرح نہ چلا ہو۔

چشمی قلمیں (LEAF BUD CUTTINGS)

ایک سالہ شاخوں سے ایسی چھوٹی چھوٹی قلمیں کاٹی جاتی ہیں جن پر ایک ایک چشمہ ہوتا ہے۔ اور ان چھوٹی چھوٹی قلموں کو سیراڈیکس (SERADIX 7*30) لگا کر خالص ریت میں لگا دیا جاتا ہے۔ ترناب فارم میں اس طریقہ افزائش کا میٹھے لیموں پر تجربہ کرنے سے تقریباً ۶۰ فی صد کامیاب مشاہدے کئے گئے۔

Marfat.com

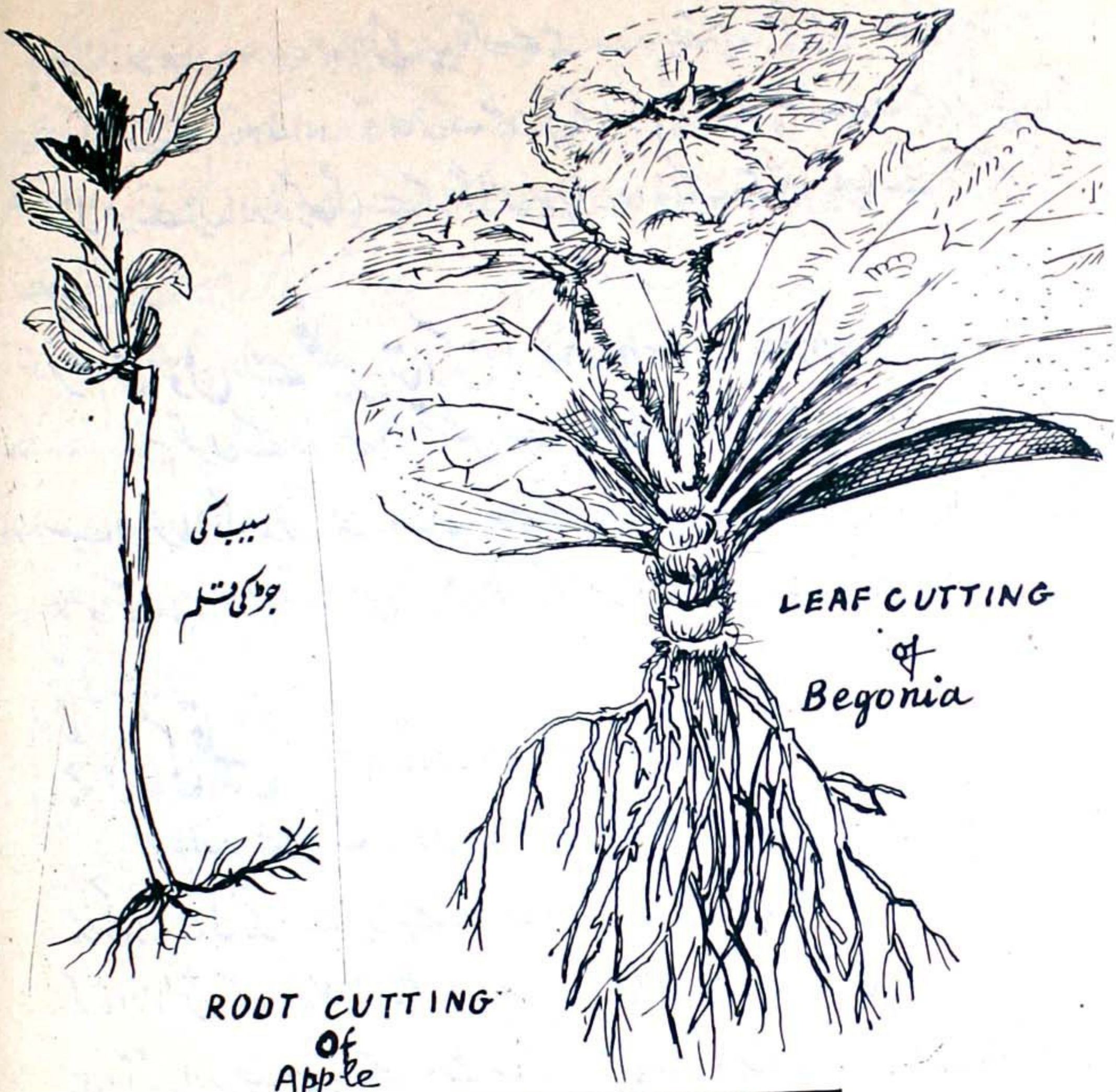

جڑیں نکالنے کے عمل کو تیز کرنا

۱۔ تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ قلموں کا جڑیں نکالنا ان کی اندرونی طاقت پر منحصر ہے۔ اس لئے اگر قلموں پر کچھ ادویات مثلاً انڈول ایسٹک ایسڈ، انڈول بیوٹرک ایسڈ شہد، شکر وغیرہ لگا دی جائے تو جڑیں نکالنے کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔ لائل پور کے تجربات سے ظاہر ہوا ہے کہ انڈول ایسٹک ایسڈ، انڈول بیوٹرک ایسڈ، شہد، شکر، گابھن گائے کا پیشاب سراڈیکس اے وغیرہ کی مختلف طاقتیں جڑیں پیدا کرنے میں کافی فائدہ مند ثابت ہوئی ہیں۔ (SERADAX-A) کے حل میں بھگو کر لگانے سے میٹھے اور مالٹے کی قلمیں زیادہ چلتی ہیں۔ انگور کی قلمیں شکر کے محلول میں بھگو کر لگانے سے جلدی پھوٹتی ہیں۔

Marfat.com

قلموں کا منتخب کرنا

قلموں کی کامیابی کا انحصار قلموں کے منتخب کرنے پر بھی ہوتا ہے۔ بعض پودوں میں دو سالہ لکڑی کی قلمیں زیادہ کامیابی سے چلتی ہیں اور بعض میں یک سالہ کامیاب۔ اور کچھ پودوں میں تو چھ ماہ پرانی لکڑی کی قلمیں کامیاب رہتی ہیں۔ لائل پور کے تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ میٹھے میں یکسالہ لکڑی کی قلمیں نسبتاً دوسری عمر کی قلموں سے زیادہ کامیاب رہی ہیں۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ قلمیں تندرست پودوں کی یک سالہ پرانی شاخوں سے منتخب کی جائیں اور شاخ ہر قسم کی بیماری وغیرہ سے مبرّا ہو۔

قلموں کے لئے زمین

قلموں کی کامیابی کا انحصار اس زمین پر بھی ہے جس میں قلمیں لگائی جاتی ہیں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بھاری زمین میں زیادہ قلمیں کامیاب نہیں ہوتیں۔ اس لئے زمین اگر بھاری ہو تو اس میں کافی پھل اور پتوں کی کھاد ملا لینی چاہئے۔ تاکہ زمین نرم ہو جائے اور جو جڑیں نکلیں وہ بغیر کسی رکاوٹ کے آسانی سے زمین میں بڑھ سکیں

آبپاشی

قلموں کی آبپاشی ہفتہ وار ضروری ہے۔ کیوں کہ اگر زمین خشک ہو جائے تو قلمیں جڑیں نہیں دیتیں اور ساتھ ہی زمین میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں جس کی وجہ سے قلموں اور مٹی کے درمیان ہوا حائل ہو جاتی ہے۔ جس سے جڑیں نہیں نکلتیں اور ساتھ ہی قلموں میں رطوبت ختم ہو جاتی ہے۔

گوڈی کرنا

شروع شروع میں یعنی کم از کم دو تین ماہ تک قلموں کو کوئی گوڈی وغیرہ نہیں کرنی چاہئے۔ کیوں کہ اس سے وہ ہل جاتی ہے۔ اور جڑیں نہیں نکالتیں۔ اور ساتھ ہی گھاس پھوس بھی نہیں نکالنا چاہئے۔ کیوں کہ وہ گرمی کی شدت سے نئے شگوفوں کی حفاظت کرتا ہے

داب لگانا

داب اور قلم میں فرق یہ ہے کہ قلم کی صورت میں شاخ اپنے مورث اعلیٰ سے کاٹ

Marfat.com

لی جاتی ہے۔ مگر داب میں شاخ کا حصہ اصل پودے سے جڑ نکلنے تک کاٹا نہیں جاتا۔

طریقے

عام داب

داب لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ سطح زمین کے قریب مٹی یا گملے میں درخت کی شاخ کو اس کی گانٹھ (NODE) کے قریب مرطوب مٹی سے مضبوطی سے دبا دیا جاتا ہے۔ شاخ سے جڑیں نکلنے تک اسے مسلسل رطوبت مہیا کی جاتی ہے۔ اور جب اس پر جڑیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

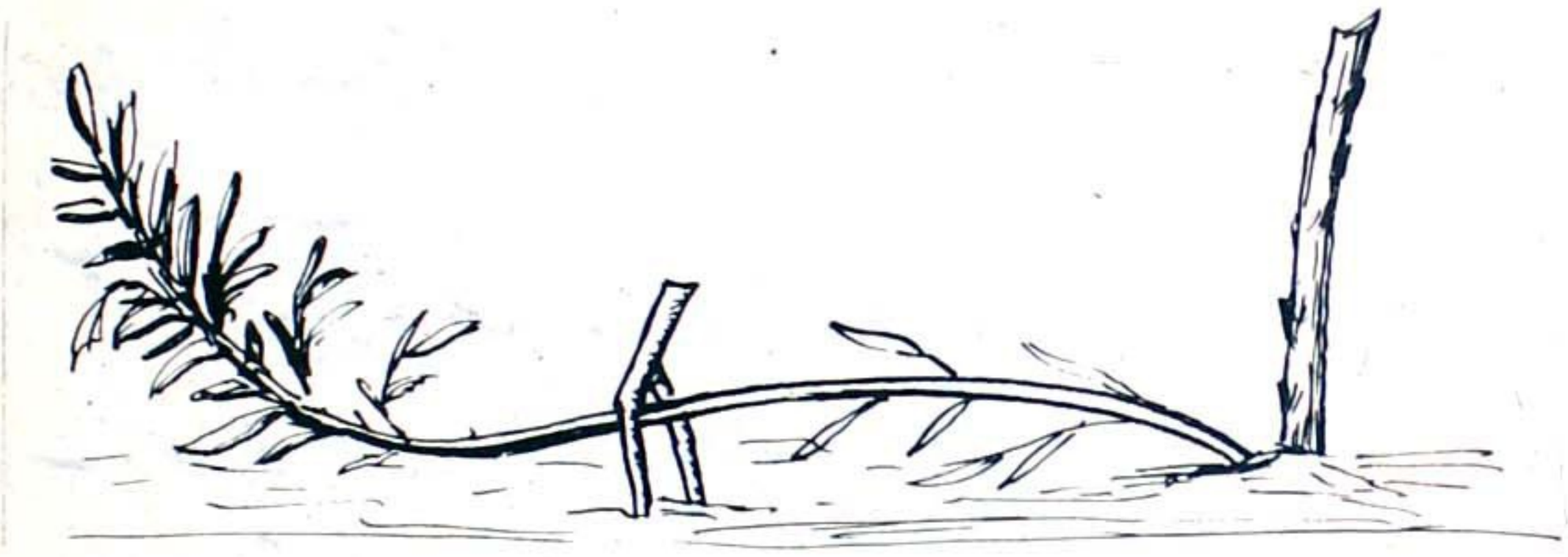

COMMON LAYERING عام داب

تو اسے کاٹ کر علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ جڑوں کی پیدائش کی تعداد کو داب میں تیز کرنے کے لئے چشمہ کے نیچے معمولی سا نشتر لگا دیا جاتا ہے۔ جڑوں کی پیدائش کی رفتار کو بڑھانے کے لئے چند ایک معادنین سے مدد لی جاتی ہے۔ مثلاً انڈول ایسٹک ایسڈ (I.A.A.) انڈول بیوٹرک ایسڈ (I.B.A.) اور نفتھیلین ایسٹک ایسڈ (N.A.A.) سے ملا لی جاتی ہے۔

قلمی داب

داب کا یہ طریقہ سادہ داب سے کچھ مختلف ہے۔ اس طریقے کے داب میں شاخ کو زمین کے قریب جھکا کر مٹی میں دبا دیا جاتا ہے اور جب دبائی ہوئی شاخ سے نئی شاخیں پھوٹتی ہیں تو ان شاخوں کی اطراف میں معمولی سی مٹی چڑھائی جاتی ہے۔ اور زمین کے قریب شاخوں پر تھوڑا سا زخم دیا جاتا ہے۔ تاکہ جڑوں کے پیدا ہونے میں سہولت پیدا ہو جائے۔ داب کا یہ طریقہ سیب اور آڑو کے روٹ سٹاک میں عام طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اور موتیا میں بھی یہی طریقہ استعمال کرتے ہیں۔

Marfat.com

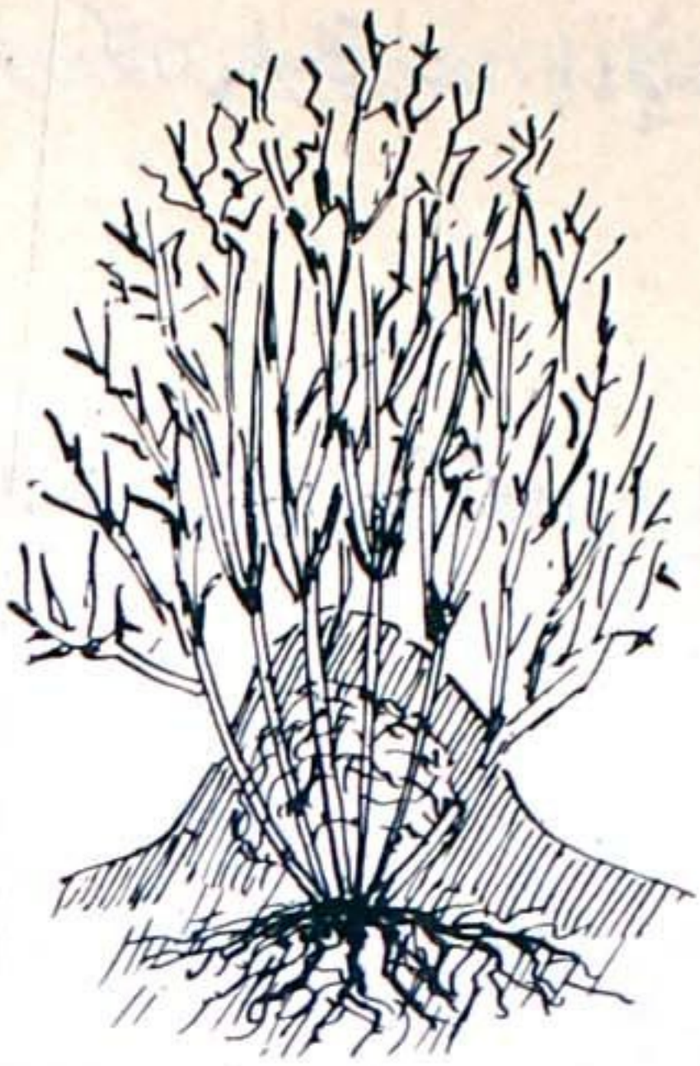

MOUND LAYERING

ٹلی داب

خندقی داب

یہ طریقہ بھی سادہ داب سے مختلف نہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ پودے یا شاخ کو سادہ طریقے سے دبانے کی بجائے معمولی سی خندق بنا کر شاخ کو دبایا جاتا ہے اور پھر اس کے اوپر مٹی چڑھا دی جاتی ہے۔ تاکہ اس سے دبائے ہوئے ہر چشمہ سے جڑیں اور شاخیں پھوٹ سکیں۔ اور ایک داب سے ایک سے زیادہ پودے حاصل کئے جا سکیں۔

لگاتار داب

اس طریقے سے پودے کی پوری شاخ کو تین چار انچ گہرا زمین میں دبا دیا جاتا ہے اور اس کے سرے کو ننگا رکھا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے شاخ کا سر چشمہ نئے نئے شگوفے اور جڑیں نکالنا شروع کر دیتا ہے۔ جب ہر نئی شاخ کی جڑیں کافی ہو جائیں تو ان کو کاٹ کر علیحدہ علیحدہ پودے کی شکل میں لگا دیا جاتا ہے۔

CONTINUOUS LAYERING

لگاتار داب

Marfat.com

صرف ان پودوں کی شاخوں کو اس طریقے سے دبانا چاہیئے جو آسانی سے جڑیں دیتی ہوں۔

کمپاؤنڈ داب

اس طریقے سے پودے کی شاخ کے حصوں کو اس طریقے سے دبایا جاتا ہے کہ ایک

COMPOUND LAYERING کمپاؤنڈ داب

حصہ زمین میں دبا رہے اور دوسرا ننگا۔ نئی شاخ اور جڑیں نکل آئیں تو ان کو اس طریقے سے کاٹیں کہ ہر نئی شاخ کے ساتھ جڑیں بھی آجائیں۔ ہر حصے کو علیحدہ پودے کی صورت میں لگایا جا سکتا ہے۔

سرے کی داب

یہ ایک عام طریقہ ہے۔ اس طریقے سے شاخ کے سرے والا حصہ کو زمین کے ساتھ لایا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد اس جگہ سے نئی جڑیں نکل آتی ہیں۔ کچھ عرصہ بعد اس شاخ کو کاٹ کر

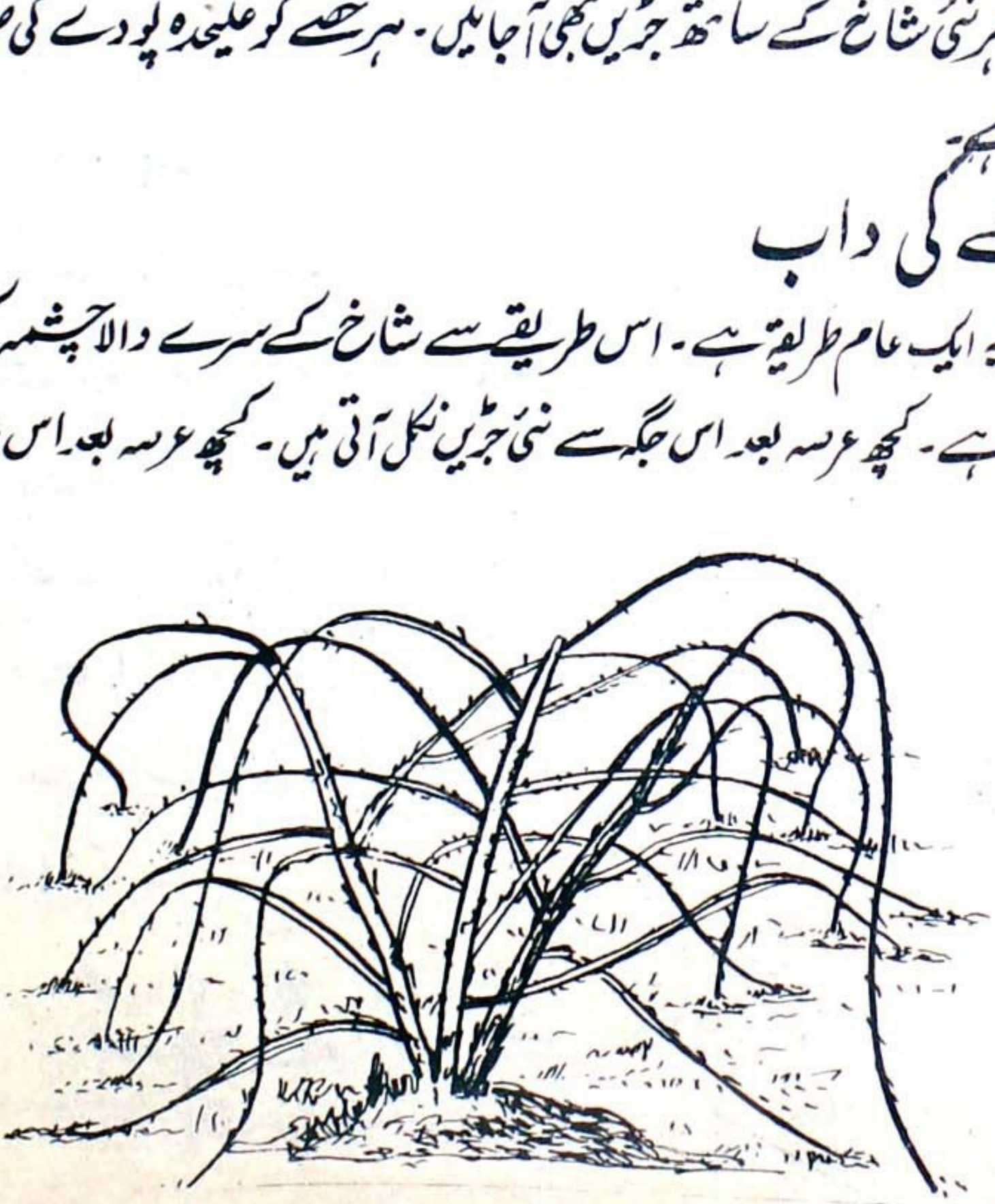

TIP LAYERING سرے کی داب

Marfat.com

علیحدہ پودے کی صورت میں لگایا جا سکتا ہے۔ اس طریقہ سے عام طور پر بلیک بیری کی افزائش نسل کی جاتی ہے۔

ہوائی داب یا گٹی

داب کا یہ طریقہ سادہ داب سے بہت مختلف ہے۔ اس طریقے میں بجائے شاخ کو سطح زمین پر مٹی میں دبانے کے مٹی کو گملوں میں ڈال کر مناسب شاخ کے قریب رکھ لیا جاتا ہے۔ اور پھر اس شاخ کو گملے میں دبا دیا جاتا ہے۔ مٹی کو گملے کی بجائے کسی ٹاٹ کے ٹکڑے میں بھی شاخ کے گرد لپیٹا جا سکتا ہے۔

اس طریقے میں داب کو مسلسل رطوبت پہنچانا بہت اہم ہے۔ رطوبت مہیا کرنے کے لئے مٹی کے برتن میں پانی ڈال کر اس کی تہہ میں باریک سوراخ کر کے داب کے اوپر لٹکا دیا جاتا ہے اور اس سوراخ میں ایک سوتری یا پٹ سن کے ریشوں سے دھاگہ بنا کر داب سے لپیٹ دیا جاتا ہے۔ اس طرح داب اور پانی کا برتن ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔ پانی رس رس کر داب کو مرطوب رکھتا ہے۔ دن میں ایک یا دو بار موسم کے لحاظ سے برتن میں پانی بھر کر دینا ضروری ہے۔ داب کے اس طریقہ سے لیچی اور امرود کے پودے تیار کئے جاتے ہیں۔

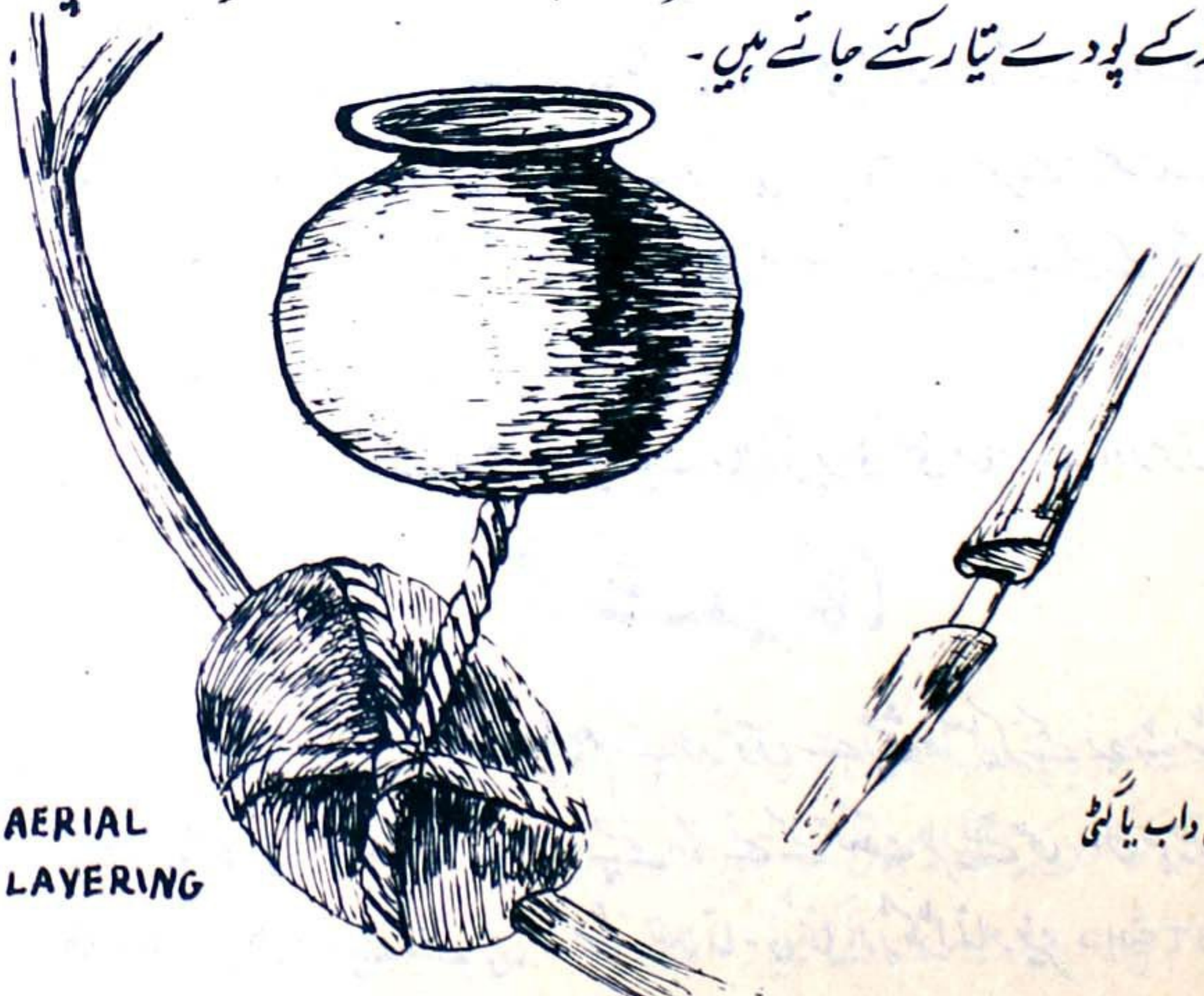

ہوائی داب یا گٹی

AERIAL LAYERING

Marfat.com

ہوائی داب میں رطوبت قائم رکھنے کا ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ مٹی کی بجائے مرطوب لکڑی کا برادہ یا سیفگنم گھاس (SEPHGHAGNUM MOSS) شاخ کے گرد موٹی کاغذ کے ذریعے لپیٹ دیا جائے۔ موٹی کاغذ (POLYTHENE SHEET) آج کل ہمارے ملک میں دستیاب ہونے لگا ہے۔ اس کاغذ میں خوبی یہ ہے کہ اس کے اندر سے ہوا کی آمدورفت ہوتی رہتی ہے۔ مگر رطوبت کا اخراج نہیں ہو سکتا۔ ہوائی داب میں استعمال شدہ شاخ پر یا تو معمولی سا نشتر لگایا جائے یا چھلکا نما آدھا انچ چوڑا چھلکا اتار لیا جائے۔ تاکہ جڑوں کو جلد پھوٹنے میں مدد مل سکے۔ موٹی کاغذ میں سے جب جڑیں نظر آنے لگیں تو داب کو کاٹ کر لگا دیا جائے۔ اس طریقے سے امرود کی افزائش نسل میں ۹۰ فی صد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

لائل پور کے تجربات سے ظاہر ہوا ہے کہ آم کی افزائش نسل بھی ہو سکتی ہے۔

داب لگانے کا موسم

اس طریقے سے پودوں کی افزائش نسل دونوں موسموں میں یعنی موسم بہار (مارچ۔ اپریل) اور موسم برسات (جولائی۔ اگست) میں ہو سکتی ہے۔ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ موسم برسات میں زیادہ کامیابی ہوتی ہے۔ ایک موسم کی داب میں دوسرے موسم تک عام طور پر جڑیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس شاخ کو اگلے موسم میں پودے لگانے کے وقت بڑے پودے سے مختلف وقفوں پر علیحدہ کر لینا چاہئے۔

اس طریقے کے لئے عام طور پر ایک سال کی پرانی ٹہنی مناسب اور موزوں رہتی ہے

چشمہ لگانا

اس طریقہ افزائش میں منتخب اقسام کے درختوں سے چشمے حاصل کر کے روٹ سٹاک پر جبکہ اس کا رس چل رہا ہو لگائے جاتے ہیں۔ چشمے لگانے کے مختلف طریقے ہیں۔ ان طریقوں کے مطابق ان کو نام دیئے گئے ہیں۔ مثلاً چھلانا۔ ٹی ٹما اور ٹکڑا نما وغیرہ (PATCH) جن

Marfat.com

کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ٹی نما چشمہ

"T" نما طریقے سے چشمہ لگانے کا عمل پھلدار درختوں کی افزائش میں بہت عام ہے۔ چشمے کو شاخ سے تراشنے کے بعد اسے لکڑی سے جدا کر لیا جاتا ہے۔ لکڑی الگ کرنے سے چشمہ چھال کے ساتھ آجاتا ہے۔ اور لکڑی الگ ہو جاتی ہے۔ لیکن گریپ فروٹ، کاغذی لیموں اور میٹھا۔ لیمن وغیرہ کے چشموں سے لکڑی علیحدہ نہیں کی جاتی۔ روٹ سٹاک کی چھال پر " T " نما نشان چاقو

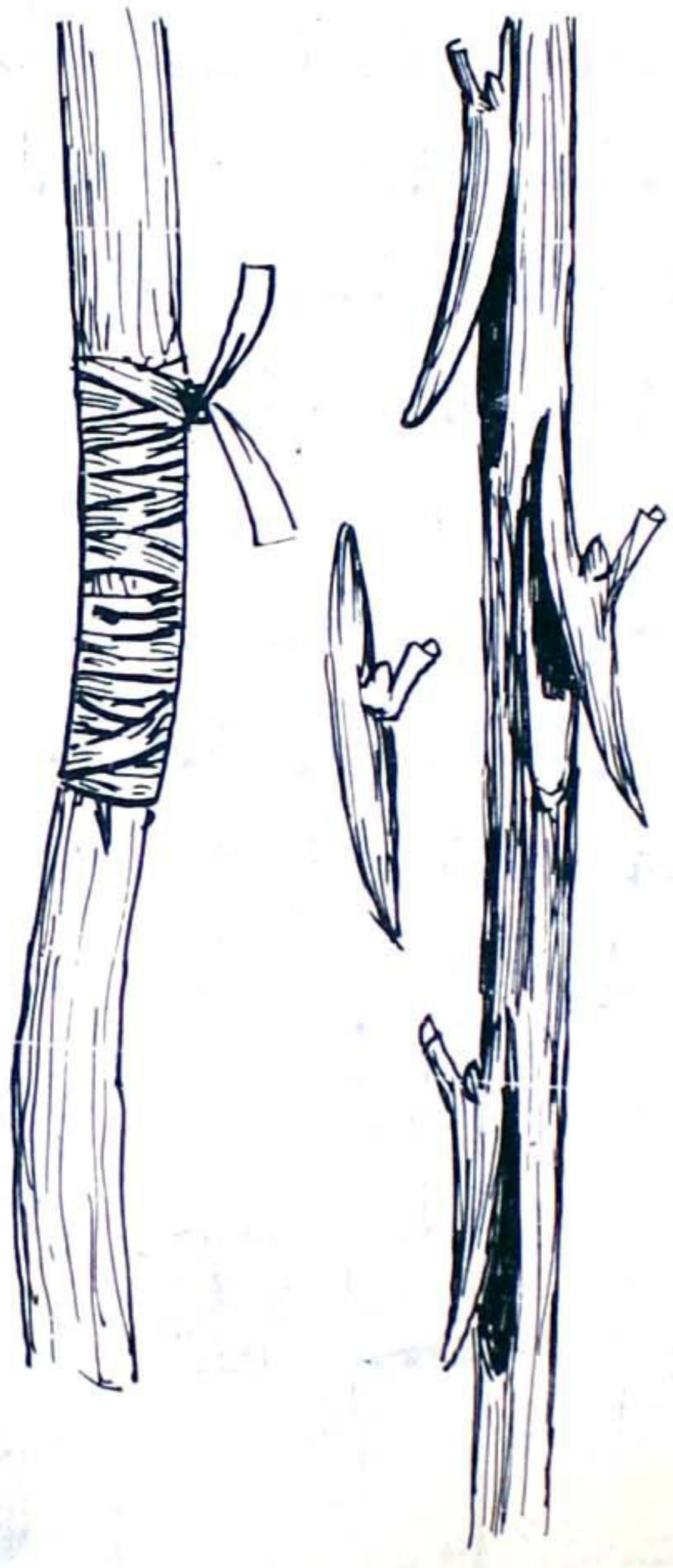

T. BUDDING

ٹی نما چشمہ

کی مدد سے لگا دیا جاتا ہے۔ جس کی لمبائی تقریباً ایک تا ڈیڑھ انچ ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد اس کی درزوں کو کھول کر چشمے کو چھال کے نیچے داخل کر کے احتیاط کے ساتھ لکڑی کے ساتھ جما دیا جاتا ہے۔ تاکہ چشمے اور روٹ سٹاک کے کیمبیم (CAMBIUM) آپس میں اچھی طرح پیوست ہو جائیں۔

Marfat.com

اور ان کے درمیان ذرہ برابر بھی ہوا موجود نہ رہے۔ چشمے کو چھال کے نیچے داخل کرنے کے بعد سن سوتری یا ربڑ وغیرہ سے لپیٹ کر باندھ دیا جاتا ہے۔ روٹ سٹاک پر " T " نما نشان سطح زمین سے ۶-۸ انچ اونچائی پر کرنا چاہیئے۔

چشموں کی کامیابی کا انحصار صحت مند چشموں کے انتخاب، وقت پر اور ٹھیک طریقے سے چشمہ لگانے اور اس کی صحیح طور پر نگہداشت پر ہوتا ہے۔ چشمہ لگانے کے بعد دو ہفتوں تک اگر چشمہ برقرار رہے تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ چشمہ بالکل کامیاب طور پر لگایا گیا ہے۔

بعض اوقات "T" نما نشان روٹ سٹاک پر الٹا بھی لگایا جاتا ہے۔ لیکن یہ الٹا نشان برسات میں چشمہ لگاتے وقت کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات چشمہ لگانے کے لئے روٹ سٹاک پر صرف ایک سے ڈیڑھ انچ لمبا نشان ہی لگا دینا کافی ہوتا ہے۔ لیکن اس صورت میں ترچھا ٹیڑھا کر کے چشمے کو روٹ سٹاک کے کیمبیم (CAMBIUM) کے ساتھ پیوست کیا جاتا ہے۔

چھلا نما چشمہ (RING BUDDING)

چھلا نما چشمہ آڑو، آلوچہ، بیر اور شہتوت وغیرہ میں لگائے جاتے ہیں۔ چونکہ ان میں رس زیادہ مقدار میں ہوتا ہے۔ اس لئے یہ عمل عموماً ماہ اپریل میں سرانجام پاتا ہے۔ پسندیدہ اقسام کے چشمہ والے چھلے نکال کر انہیں پانی میں اکٹھا کر لیا جاتا ہے اور روٹ سٹاک کے سرے کٹوا کر چھلکا ہٹا دیا جاتا ہے۔ اس حد تک کہ وہ کسی مقام پر فٹ ہو جاتے ہیں۔

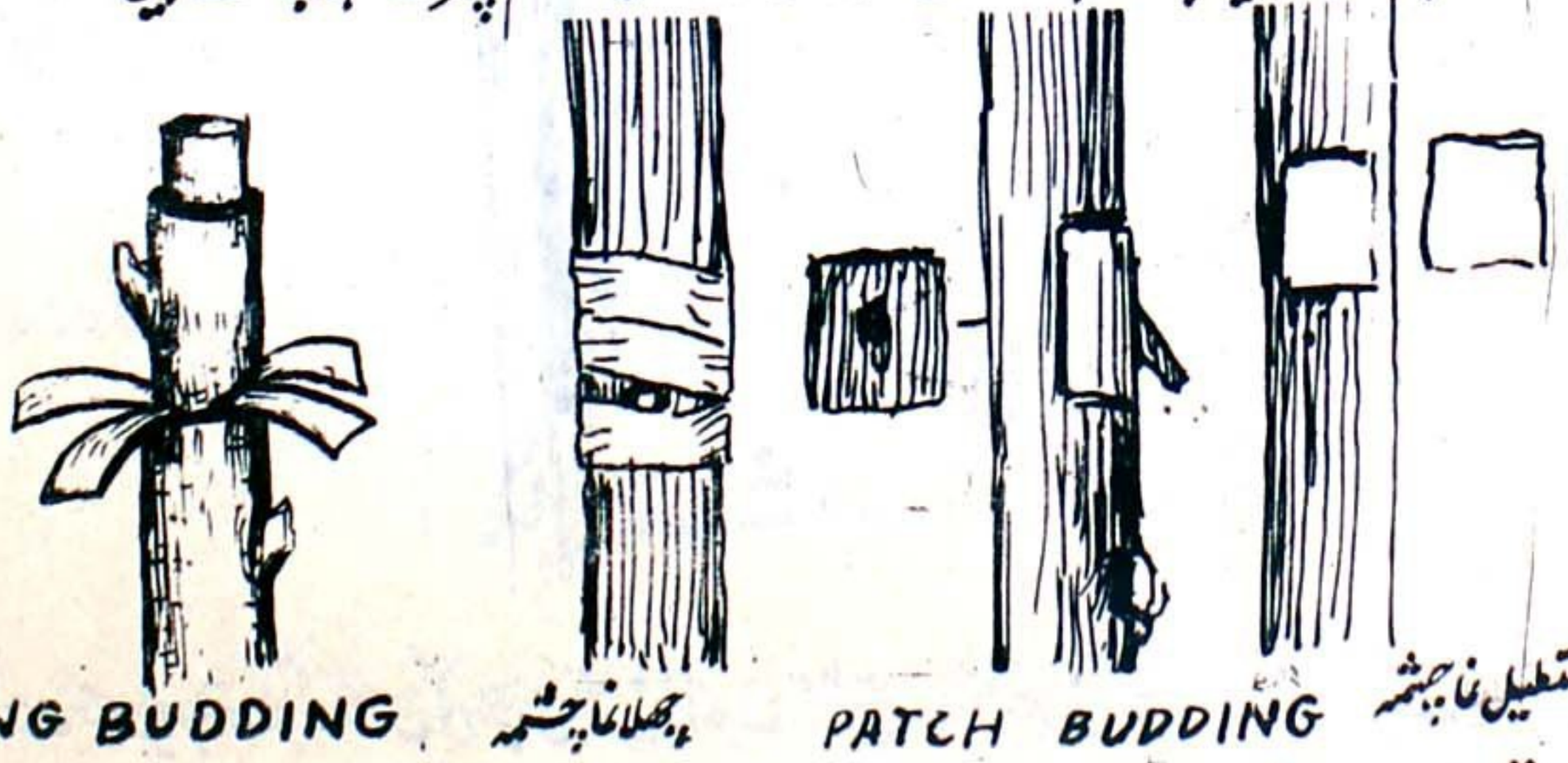

مستطیل نما چشمہ (PATCH BUDDING)

مستطیل طریقے سے چشمے لگانا "T" نما چشمے سے بڑی حد تک ملتا جلتا ہے۔ اس میں فرق

Marfat.com

یہ ہے کہ اس میں چشمے کا انتخاب کرنے کے بعد اس کو مستطیل شکل میں اتار لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اسی شکل اور سائز کا نشان روٹ سٹاک پر بنا کر چھلکا اتارنے کے بعد چشمے کو احتیاط کے ساتھ پیوست کر کے باندھ دیا جاتا ہے۔ اسی طریقے سے موٹی چھال والے درخت مثلاً بیر، اخروٹ اور آم کی افزائش کی جاتی ہے۔

چشمے والی شاخ کا انتخاب

موسم خزاں میں چشمہ لگانے کے لئے پیوندی لکڑی اس سال میں پیدا شدہ شاخوں سے منتخب کی جاتی ہے۔ لیکن موسم بہار میں چشمہ لگانے کے لئے خوابیدہ شاخوں سے چشمے منتخب کئے جاتے ہیں۔ شاخوں پر مختلف قسم کے چشمے ہوتے ہیں۔ مثلاً پتا پیدا کرنے والے، پھول پیدا کرنے والے چشمے وغیرہ۔ اس لئے ایسے چشمے والی شاخوں کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ جن سے صرف پتے پیدا ہوتے ہیں۔ چشمے والی شاخوں کے انتخاب میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کہ یہ بیماریوں سے پاک صاف ہوں اور یہ ان درختوں سے ہوں جن کی پھلوں کی پیداوار زیادہ سے زیادہ ہو۔ اور ساتھ ہی وہ شاخ بھی بارآور ہوتی ہو۔

ترشاوہ پھلوں (CITRUS) میں دیکھا گیا ہے کہ وہ شاخیں جو گول ہوں اور ان پر سفید دھاریاں ہوں بہتر چشمے دیتی ہیں۔ اس لئے کچی لکڑی اور زاویہ دار شاخیں اس مطلب کے لئے کبھی بھی منتخب نہیں کرنی چاہئیں۔ کیونکہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ایسی لکڑی سے پیوند شدہ پودے پھل کم دیتے ہیں اور بڑھوتری زیادہ کرتے ہیں۔

چشمے والی شاخوں کی ذخیرہ اندوزی

چونکہ ملک میں ذخیرہ کرنے کے ذرائع محدود ہیں۔ اس لئے چشمہ والی شاخیں اس وقت کاٹی جاتی ہیں جب کہ چشمہ لگانے کے وقت شروع ہو جاتا ہے۔ چشمے والی شاخوں کی کٹائی کرنے کے بعد اس سے پتے علیحدہ کر دینے چاہئیں اور اس کے بعد اسے مناسب لمبائی میں کاٹ کر اس کے ٹکڑے کر لئے جائیں۔ اگر ان شاخوں سے چشمے فوری طور پر پھٹنے والے ہوں تو ان کی ذخیرہ اندوزی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر چشمہ لگانے کا مناسب وقت نہ ہو اور ان شاخوں کی ذخیرہ اندوزی ضروری ہو تو بہتر ہے کہ ان شاخوں کو مومی تھیلیوں میں ۴۰

Marfat.com

فارن ہیٹ میں ذخیرہ کر دیا جاتے۔ تاکہ ان شاخوں میں چشمے خشک ہونے نہ پائیں۔ ترناب فارم میں کئے گئے تجربات کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ سٹرس (CITRUS) قسم کی شاخوں کو اس طریقے سے تین ماہ تک بغیر کسی خرابی یا نقصان کے ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر مندرجہ بالا سہولتیں حاصل نہ ہوں تو مرطوب ریت میں بھی چشمے والی شاخوں کو چند دنوں کے لئے ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔

جڑوا یا زیر بچہ (SUCKERS)

اس طریقے سے عام طور پر کھجور، کیلا اور سیب وغیرہ کے روٹ سٹاک کی افزائش نسل کی جاتی ہے۔ نئی پود سے بڑے پودے کے کسی حصہ مثلاً تنا یا جڑوں سے پیدا ہو جاتے

STRAWBERRY RUNNER

ہیں۔ اور اگر انہیں مناسب زمین، پانی وغیرہ میسّر ہو جاتے تو وہ اپنی جڑیں پیدا کر لیتے ہیں۔ جب وہ اپنی جگہ پیدا کر لیں تو ان کو وہاں سے نکال کر باغ میں اصل جگہ پر لگایا جا سکتا ہے۔ اس طریقے سے بھی تیار شدہ پودے صحیح النسل ہوتے ہیں۔

رنرز (RUNNERS)

باغبانی میں افزائش نسل کا یہ طریقہ بہت عام نہیں ہے۔ صرف سٹرابیری میں یہ رنرز پیدا ہوتے ہیں۔ موسم برسات میں سٹرابیری کے پودے سے نئی شاخیں نکلتی ہیں۔

Marfat.com

اور وہ ایسی گرہ (NODE) پر جہاں کہ زمین نرم اور نمدار ہو اپنی اپنی جڑیں نکال لیتی ہیں۔ جب وہ جڑیں نکل آئیں تو ان شاخوں کو کاٹ کر علیحدہ علیحدہ پودے کی صورت میں لگایا جاسکتا ہے۔

چشمے لگانے سے متعلق عام نکات

۱۔ چشمہ خواہ کسی طریقہ سے لگ جاتے۔ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مورث جس سے چشمہ اتارا جائے اور روٹ سٹاک جس پر چشمہ چڑھانا مقصود ہو دونوں میں رس کی فراوانی ہے۔ پشاور کے علاقہ میں ترشادہ پھلوں پر چشمے لگانے کا مناسب وقت اپریل اور اگست کے مہینے ہوتے ہیں۔ میدانی علاقوں میں مناسب موسم فروری، مارچ، اگست اور ستمبر ہوتا ہے پہاڑی علاقوں میں پت جھڑ درختوں میں چشمہ لگانے کا مناسب وقت مئی اور جولائی کے مہینے ہوتے ہیں۔

۲۔ چشمہ لگانے کے لئے سٹاک کی موٹائی پنسل یا چھوٹی انگلی جتنی ہونی چاہیے۔ کیوں کہ دوسری صورتوں میں چشمہ مناسب جگہ پر نہیں لگایا جاسکتا۔

۳۔ چشموں کے انتخاب میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ یہ صحت مند اور تیزی سے نشوونما پانے والے ہوں۔ ایسے چشمے جو اپنی نشوونما شروع کر چکے ہوں افزائش کے لئے منتخب نہیں کرنے چاہئیں۔

۴ چشمے والی شاخوں کو انتخاب کرنے کے بعد مرطوب جگہ میں لکڑی کے برادے یا گیلے کپڑے میں ذخیرہ کر لیجئے تاکہ خشک نہ ہونے پائیں۔

۵۔ چشمہ لگانے کے دو ہفتے بعد اور جب کہ چشمے اپنی حالت کو برقرار رکھے ہوئے ہوں اور ابھی نشوونما شروع نہ کر لی ہو روٹ سٹاک کے راس کو چشمے پر سے تین چار انچ اوپر کاٹ دیا جائے۔ اس طرح روٹ سٹاک کی کٹائی سے چشموں کو خوراک تیزی سے ملتی ہے۔ اور پھر یہ اپنی نشوونما بھی تیز تر کر دیتے ہیں۔

۶۔ چشمہ چاہے کسی طریقہ سے بھی لگایا جائے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ چشمہ اور روٹ سٹاک کی چشمے کے مقام پر کیمبیم (CAMBIUM) کی پرتیں آپس میں مضبوطی کے ساتھ

Marfat.com

یک جان ہو جائیں۔

۷۔ وہ پودے جن پر کانٹے ہوتے ہیں ان کے چشموں کے ساتھ والی لکڑی نہیں اتارنی چاہیئے۔ کیوں کہ اس سے چشمے زخمی ہو جاتے ہیں اور نہیں پھوٹتے۔

پیوند لگانا (GRAFTING)

باغبانی میں پھلدار پودوں کی افزائش نسل کے لئے بھی پیوند لگانا مقبول ہے۔ پیوند اور چشمہ لگانے میں فرق یہ ہے۔ کہ پیوند کی صورت میں چشمہ کی بجائے مطلوبہ پودے (SCION) کی ایک شاخ کا ٹکڑا استعمال کیا جاتا ہے۔ افزائش کے اس طریقے کی جماعت بندی روٹ سٹاک کی موٹائی پر موقوف ہے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

زبان نما یا چابک نما (TONGUE OR WHIP GRAFTING)

یہ طریقہ عام طور پر پت جھڑ پودوں مثلاً سیب، ناشپاتی، آلوچہ وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے اس کے لئے سٹاک اور سائن (SCION) کی موٹائی برابر ہونی چاہیئے۔ پیوند لگانے کا عمل ہمیشہ اس وقت کیا جاتا ہے جب کہ پودے خوابیدہ حالت میں ہوں۔ اس طریقہ سے جڑوں پر بھی پیوند لگایا جا سکتا ہے۔

TONGUE OR WHIP GRAFTING

زبان نما یا چابک نما

اس طریقہ میں سائن کی شاخ کو ½ ا تا ۲ انچ ترچھا کاٹ لیا جاتا ہے۔ اور اس کے نچلے حصے میں ایک نشتر لگایا جاتا ہے۔ اس طریقہ اور لمبائی کے زخم روٹ سٹاک پر زمین سے

Marfat.com

کچھ اوپر لگائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد سٹاک اور سائن کو ایک دوسرے میں پھنسا دیا جاتا ہے اس کے بعد جوڑ کو کسی رسی وغیرہ سے باندھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ جوڑ آسانی سے لگ جائے۔ اگر موم دستیاب ہو جائے تو زخموں پر لگا دینا چاہئے۔ تاکہ کیڑے اور بیماریاں حملہ نہ کر سکیں۔ اور مزید زخموں سے پانی بھی خارج نہیں ہوتا۔ اگر موم دستیاب نہ ہو سکے تو پیوند والی جگہ کو مٹی سے ڈھانپ دینا چاہئے۔

موسم بہار میں سائن (SCION) پھوٹنا شروع کر دیتا ہے۔ اس لئے خیال رکھنا چاہئے کہ سٹاک سے اور کسی قسم کے شگوفے نہ پھوٹیں۔ تاکہ مطلوبہ شاخ کے بڑھنے میں آسانی ہو۔

بغلگیر پیوند (INARCHING)

اس طریقے سے سٹاک کے پودے کو سائن پودے کے قریب لایا جاتا ہے۔ اور پھر

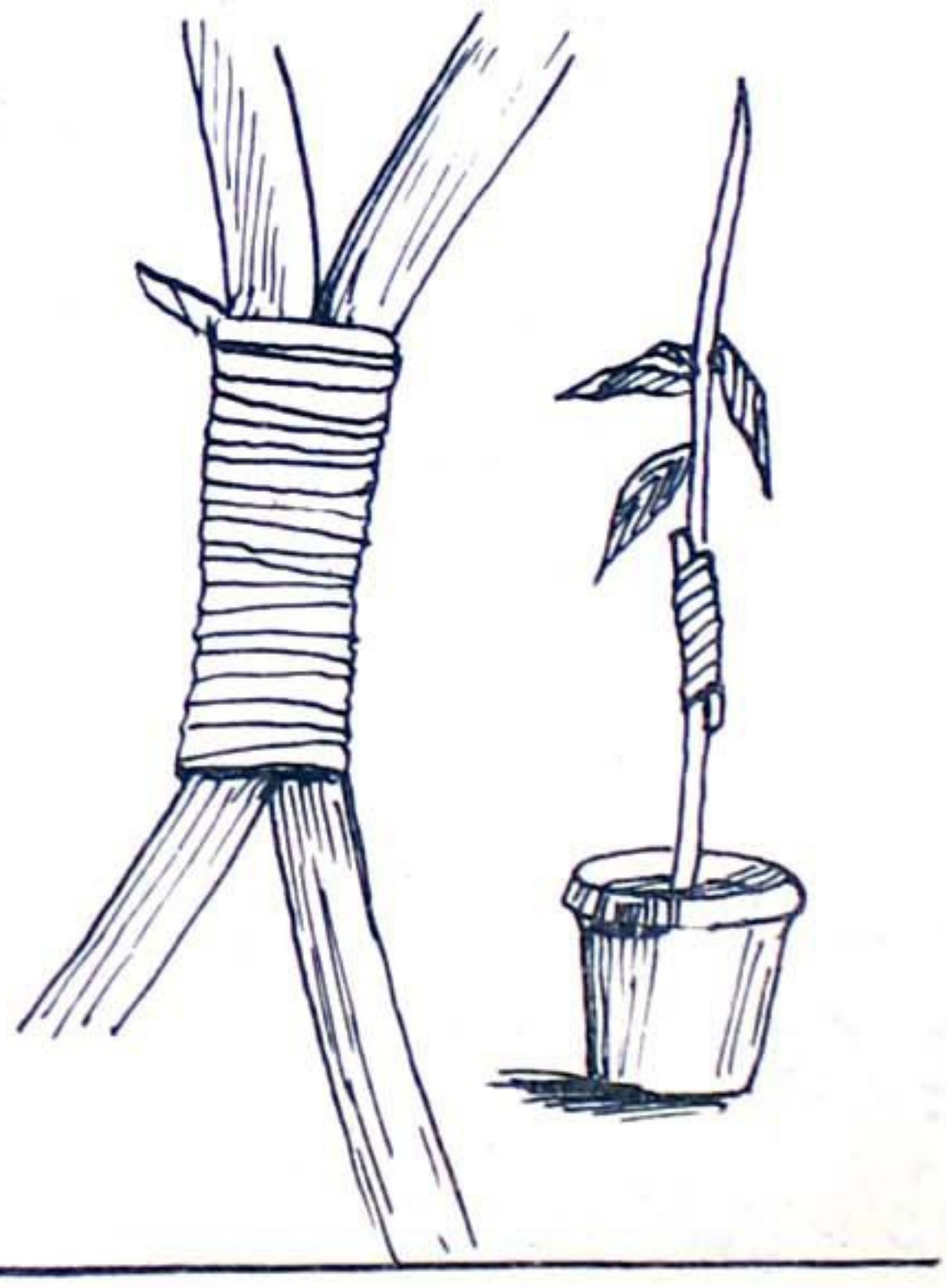

سائن کے پودے میں سے سٹاک جتنی موٹی شاخ منتخب کی جاتی ہے۔ پھر دونوں ٹہنیوں کا ایک دوسرے سے ½ انچ موٹا اور دو تین انچ لمبا چھلکا اتارا جاتا ہے۔ اس کے بعد دونوں زخم خوردہ شاخوں کو آپس میں اچھی طرح سے سوتری یا سن سے باندھ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد

Marfat.com

اس جگہ پر جس میں گوبر اور بوری کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوں مٹی لگا دی جاتی ہے۔ یہ عمل کرنے سے زخمی حصہ میں پانی، ہوا اور جراثیم مظہرہ داخل نہیں ہو سکتے۔ سٹاک کے پودے جو کہ عموماً گملوں میں ہوتے ہیں ان کی روزانہ آبپاشی کرنی چاہیئے۔ تین ماہ کے بعد یہ جوڑ عموماً مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد سائن کی شاخ کو جوڑ کے نیچے سے اور سٹاک کو جوڑ سے اوپر مختلف وقفوں میں کاٹ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ پودا باغ میں لگانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس طریقہ میں سٹاک کی موٹائی انگلی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ اور جوڑ نو دس انچ اوپر ہونا چاہیئے۔

اس طریقہ سے آم، امرود، لوکاٹ وغیرہ کی افزائش نسل کی جاتی ہے۔ اور عمل اس وقت کرنا چاہیئے جب کہ دونوں پودوں میں رس چل رہا ہو۔

پیوند لگانے کا اچھا موسم یعنی برسات، اگست ستمبر ہوتا ہے۔ ویسے موسم بہار یعنی مارچ اپریل میں بھی اس طریقے سے پودے تیار کئے جاتے ہیں۔

وینیر گرافٹنگ VENEER GRAFTING

بغل گیر پیوند کی طرح یہ طریقہ بھی آم وغیرہ کی افزائش نسل میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا وقت بھی وہی ہے جب کہ پودوں میں رس چل رہا ہو۔ اس لئے دونوں موسموں میں کیا جا سکتا ہے۔ موسم بہار میں اس سے زیادہ کامیابی ہوتی ہے۔ یہ طریقہ آم میں عام طور پر پرانے تخمی پودوں کو اچھی اقسام میں تبدیل کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب سٹاک کے پودے میں رس چل رہا ہو تو اس کی چند شاخیں انگلی جتنی موٹی منتخب کر لینی چاہئیں۔ ان شاخوں پر کسی مناسب جگہ پر ۱½ - ۲ انچ لمبا اور شاخ سے ایک چوتھائی گہرا چھلکا اتارنا چاہیئے۔ چھلکے کو نیچے سے اس طرح سے کاٹنا چاہیئے۔ کہ " V " کا نشان بن جائے۔ تاکہ اس پر سائن آسانی سے ٹھہر سکے۔ پھر سائن کی چار پانچ انچ لمبی شاخ لے کر اس میں بھی ایک ایسا ہی زخم لگانا چاہیئے۔ پھر ان دونوں جگہوں کو آپس میں مومی فیتہ سے اچھی طرح باندھ دینا چاہیئے۔ اور پھر اس سارے حصہ کو پالی تھین (POLY -THENE) سے ڈھانپ دیا جائے۔ تاکہ اس جگہ پر موسم کا کوئی خراب اثر نہ

Marfat.com

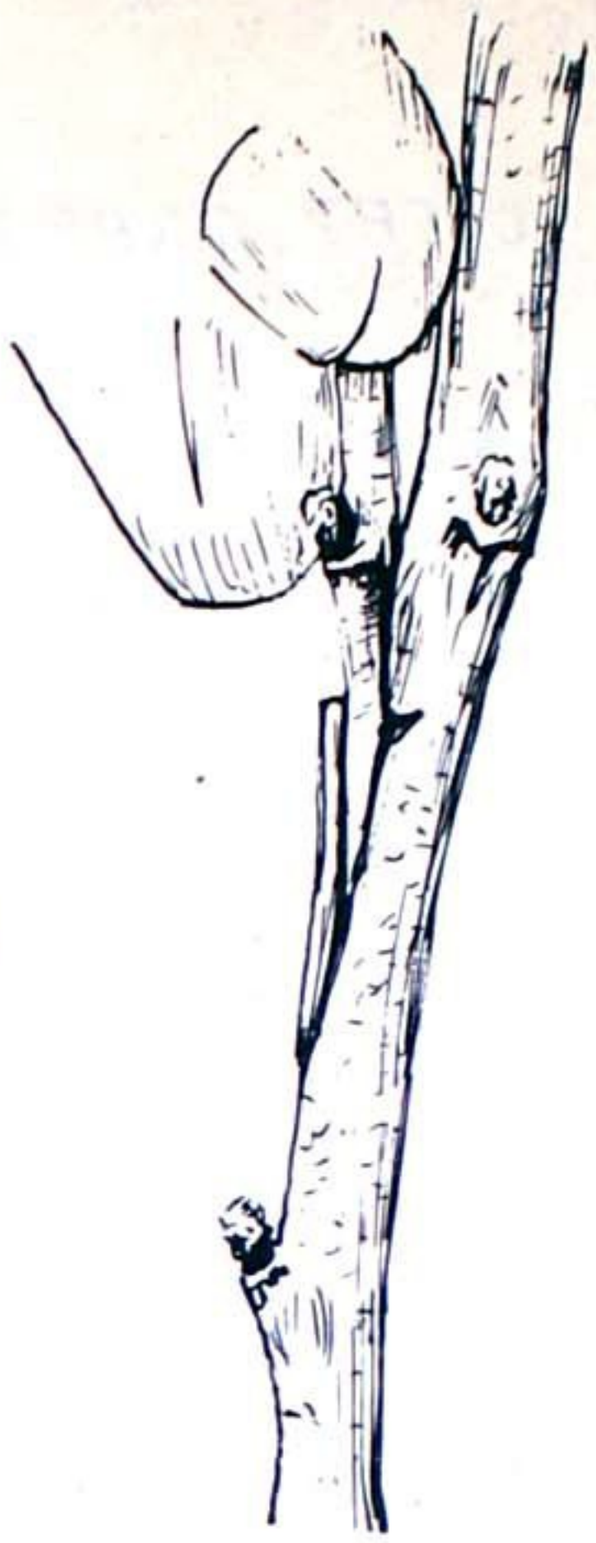

VENEER GRAFTING

وینیئر گرافٹنگ

ہو سکے۔ پندرہ بیس روز کے بعد سائن سے نئے شگوفے نکلنے شروع ہو جائیں گے۔ اس وقت سٹاک کو اوپر سے کاٹ دینا چاہیئے۔ تاکہ سائن جلدی جلدی اگ سکے اور ساتھ ہی پالی تھین کو بھی ڈھیلا کر دینا چاہیئے۔ تاکہ شاخوں کے بڑھنے میں رکاوٹ نہ پیدا ہو۔ دوسری تمام غیر ضروری شاخوں کو کاٹ دینا چاہیئے۔

لائل پور کے تجربات سے ظاہر ہوا ہے کہ آم کی اس طریقہ سے افزائش نسل کرنے سے تقریباً ۷۰۔۸۰ فی صدی کامیابی ہوتی ہے۔

پھانا نما (CLEFT GRAFTING)

یہ طریقہ عام طور پر پرانے گھٹیا قسم کے پودوں کو اچھی اقسام میں تبدیل کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پت جھڑ پودوں پر عموماً یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ سائن کی ایک شاخ جو کہ پانچ چھ انچ لمبی اور جس پر عموماً چار پانچ چشمے ہوں۔ اس کا نیچے سے ایک پھانا بنانا چاہیئے۔ اس کے بعد روٹ سٹاک کو درمیان سے چیر کر پھانا کو اس میں پھنسا دیا جاتا ہے۔ اگر روٹ سٹاک زیادہ موٹا ہو تو اس پر دو پھانے لگانے چاہئیں۔ پھانا لگاتے وقت یہ خیال رکھیں

Marfat.com

CLEFT GRAFTING

پھانا منا

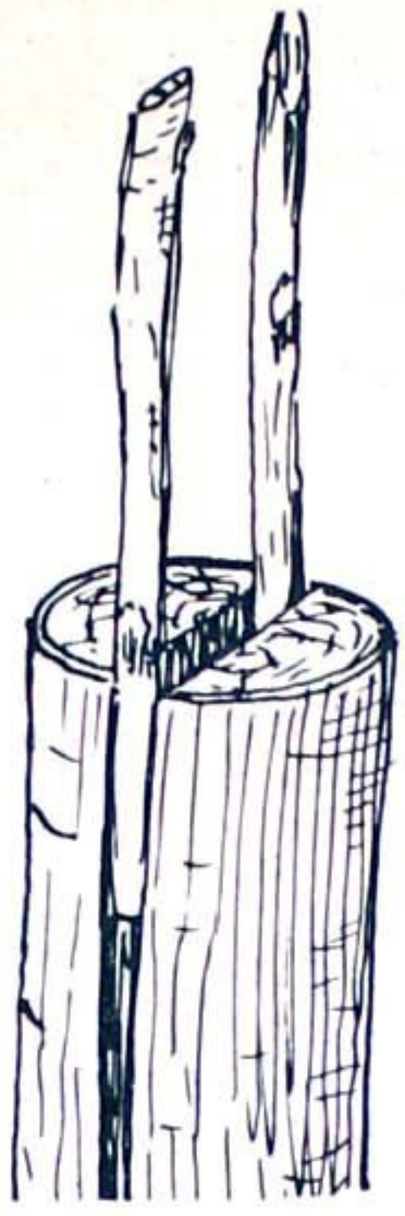

کہ کیمبیم (CAMBIUM) آپس میں اچھی طرح مل جائیں۔ پھانے کو پھنسانے کے بعد جوڑ پر موم لگادی جاتی ہے۔ تاکہ بیماری کے جراثیم یا کیڑے حملہ نہ کر سکیں۔

بارک گرافٹنگ (BARK GRAFTING)

یہ طریقہ بھی پرانے تخمی پودوں کو اچھی اقسام میں تبدیل کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اس طریقہ میں درخت کی چھال کے اندر سائن کی شاخ کو پھنسا دیا جاتا ہے اور اس کے بعد پیوند والی جگہ کو اچھی طرح باندھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ دونوں آپس میں مل جائیں۔ اور جوڑ کامیاب

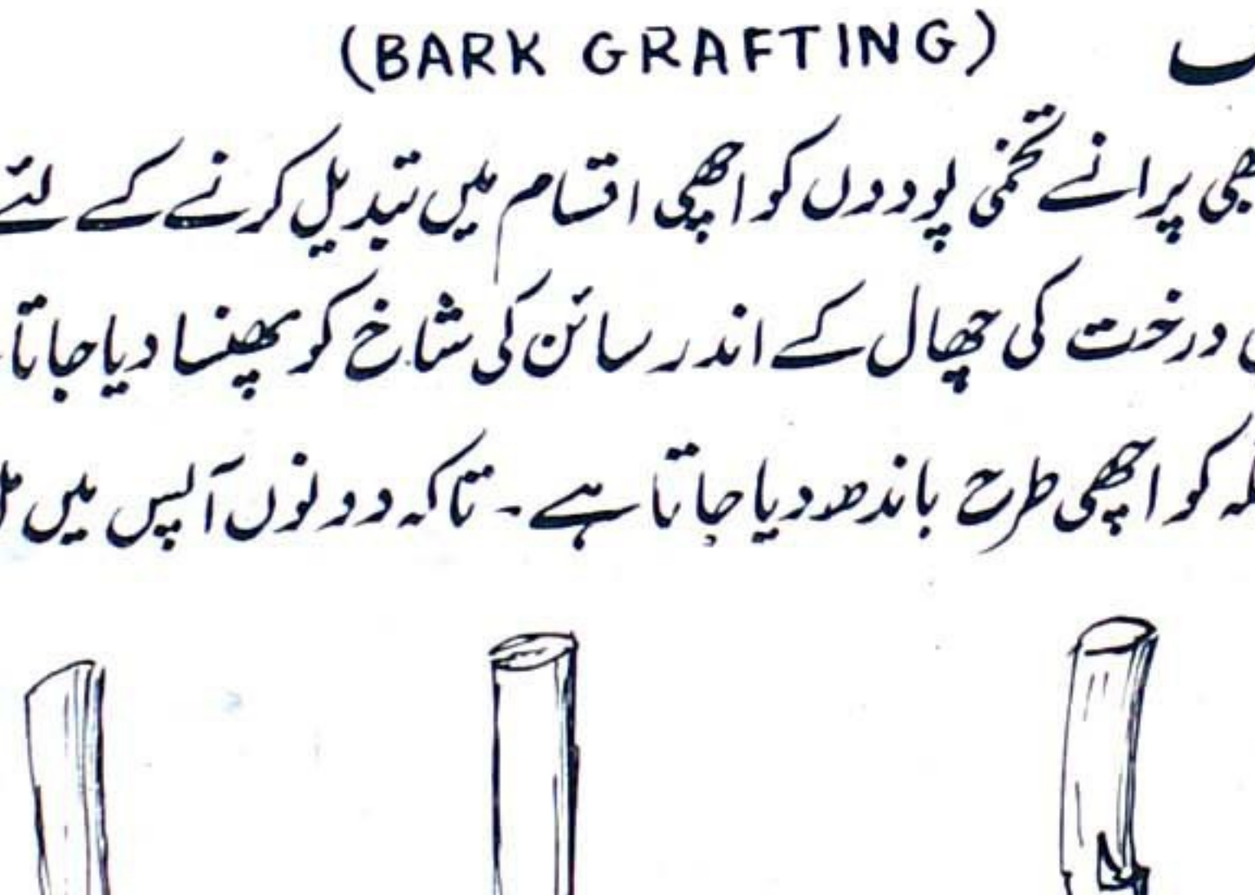

BARK GRAFTING

بارک گرافٹنگ

Marfat.com

ہو جاتے۔ اور تمام ننگے حصوں پر جوڑ لگا دینا چاہیئے۔ اس طریقہ کو کراؤن گرافٹنگ بھی کہتے ہیں۔

سائیڈ گرافٹنگ (SIDE GRAFTING)

یہ طریقہ بھی پرانے تخمی پودوں کو اچھی اقسام میں تبدیل کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے سدا بہار پودے بھی اس طریقہ سے پیوند کئے جا سکتے ہیں۔ اس طریقے میں پودے کی شاخ کی ایک طرف دو تین انچ لمبا اور تقریباً ایک چوتھائی گہرا زخم لگایا جاتا ہے۔ پھر اس زخم میں

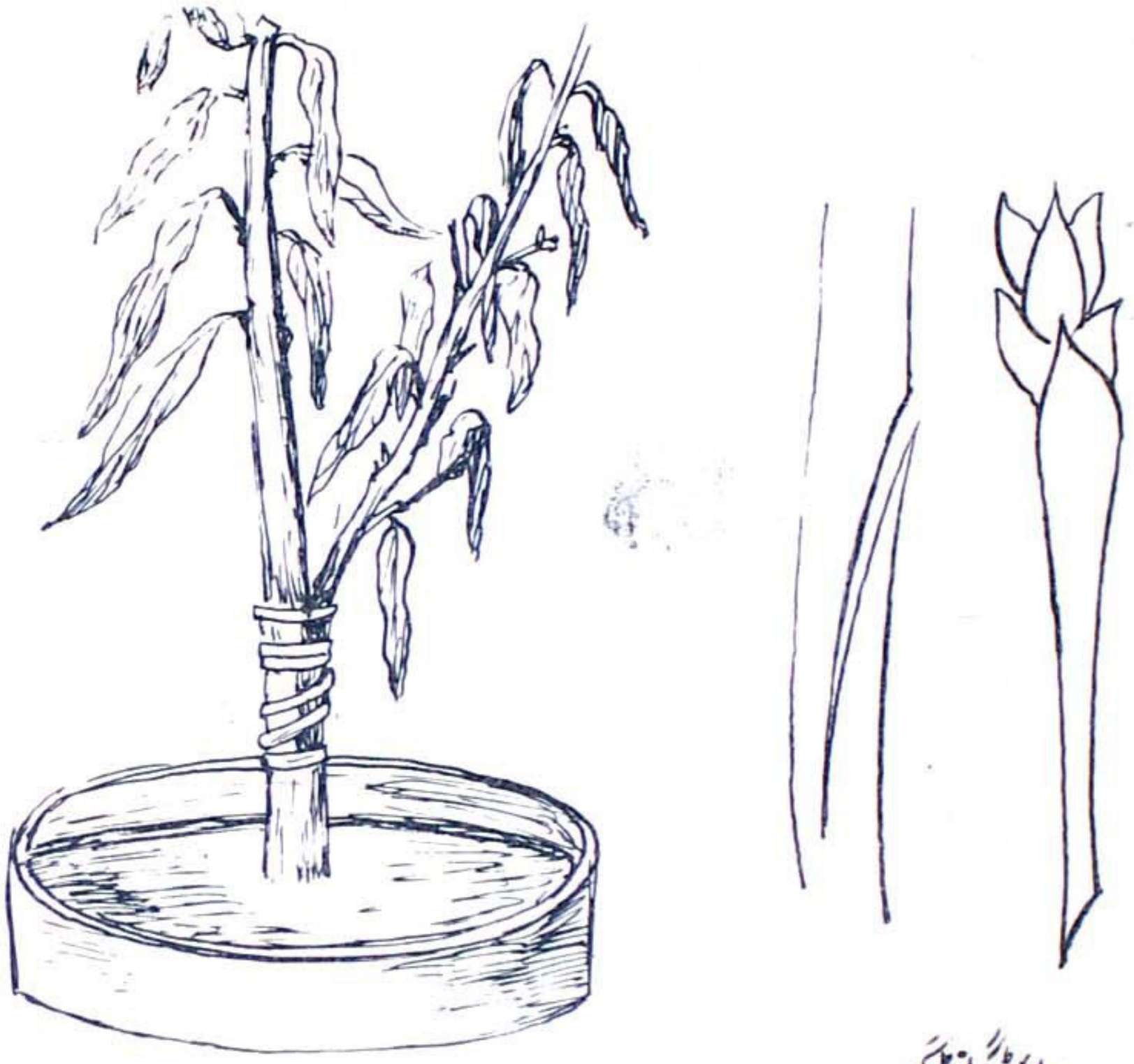

سائیڈ گرافٹنگ

SIDE GRAFTING

سائن کے نیچے سے تراشی ہوئی شاخ پھنسا دی جاتی ہے۔ اور جوڑ کو اچھی طرح باندھ دیا جاتا ہے

زین نما (SADDLE GRAFTING)

اس طریقے سے عام طور پر نازک پودوں کی افزائش نسل کی جاتی ہے۔ سائن کی شاخ کو نیچے سے اوپر کی طرف ایک چھوٹا سا زخم لگایا جاتا ہے اور سٹاک کے سرے کو ایک پھانا کی شکل میں تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد سائن کو سٹاک کے اوپر پھنسا دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جوڑ کو

Marfat.com

آپس میں اچھی طرح باندھ دیا جاتا ہے۔

پل نما (BRIDGE GRAFTING)

یہ طریقہ پودوں کی افزائش میں استعمال نہیں ہوتا۔ اگر کسی پودے کی چھال یا تنا کسی بیماری یا چوہے وغیرہ کے حملے سے خراب ہو جائے تو اس کو مندرجہ ذیل طریقے سے ٹھیک کیا جاتا ہے۔

زخمی حصے سے اوپر اور نیچے سائیڈ گرافٹنگ کی طرح ایسے پودے کی مناسب شاخوں کو لگا دیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے زخمی حصہ پر ایک پل سی بن جاتی ہے۔ کچھ عرصہ بعد ان کا جوڑ لگ جاتا ہے۔ اور خوراک کی آمد و رفت پودے میں شروع ہو جاتی ہے۔ جس سے پودا صحت مند ہو جاتا ہے۔

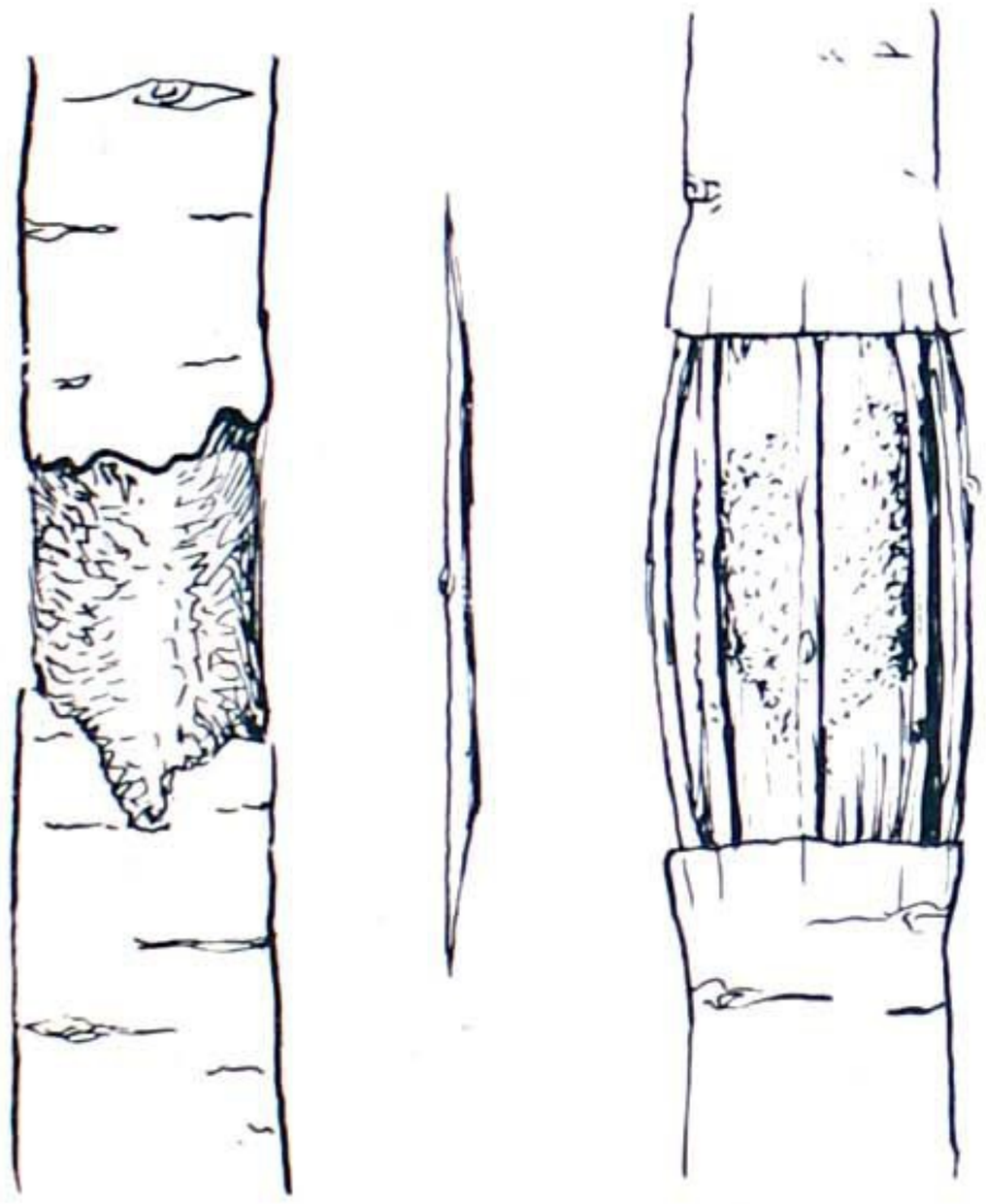

BRIDGE GRAFTING پل نما

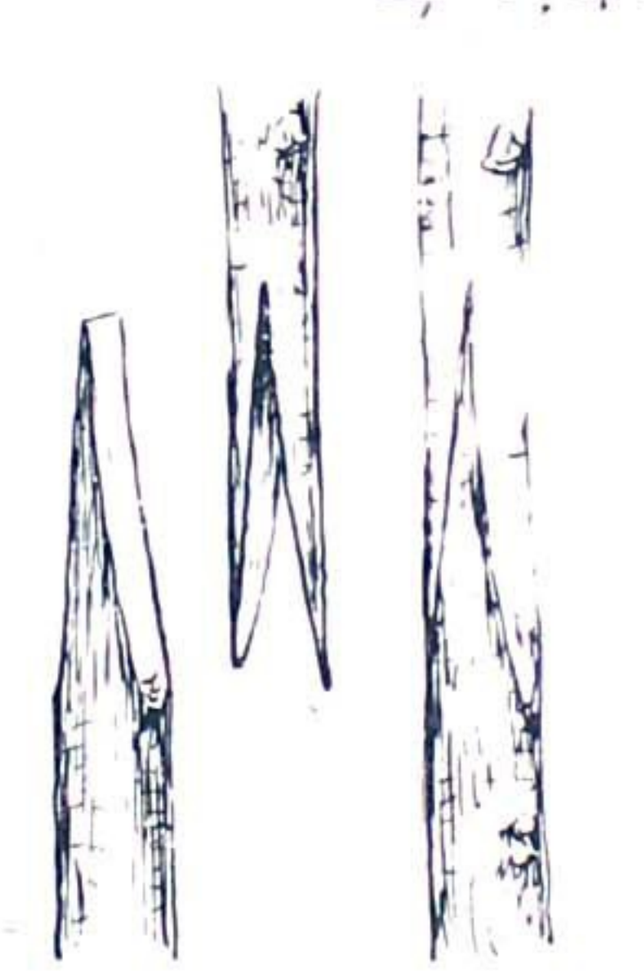

SADDLE GRAFTING

زین نما

پیوند سے متعلق اہم نکات

افزائش کی ناکامی کا سدِباب کرنے کے لئے مندرجہ ذیل احتیاطیں لازمی ہیں۔

۱۔ چشمہ یا پیوند کو سٹاک کے ساتھ صحیح طریقہ سے باندھا جائے۔

۲۔ تندرست شاخ کا انتخاب کرنا چاہئے۔

۳۔ ہوا اور آندھی سے پیوندی پودے کی مناسب حفاظت کی جائے۔

۴۔ روٹ سٹاک اور پیوندی شاخ ایک ہی موٹائی کی منتخب کی جائیں۔

Marfat.com

۵۔ بیماریوں سے پاک روٹ سٹاک اور مادری شاخ کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ اور صاف ستھرے اوزاروں سے پیوند لگانا چاہیئے۔

موم کا استعمال

پیوند کرنے کے عمل میں موم کا استعمال بہت کار آمد ہے۔ پیوند کے مقام پر جب موم لگادی جاتی ہے تو کاربن اور آکسیجن عمل تنفس میں کوئی فرق نہیں ہونے پاتا۔

سخت موم

سخت موم تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خالص شہد کی مکھیوں کا موم دو حصے لے کر اس میں چار حصے گندہ بروزہ اور ایک حصہ چربی اور ایک حصہ تارپین کا تیل ملا دیا جائے گندہ بیروزہ کو موم میں ملانے سے پیشتر پگھلانا ضروری ہے۔ یہ دونوں جب پگھل جائیں تو آگ سے دور کر کے تارپین کا تیل ملا کر اچھی طرح ہلائیے۔ عمدہ موم کی شناخت یہ ہے کہ یہ معمولی تپش پر نہیں پگھلتی اور نہ جمنے پر تڑکتی ہے۔ موم خالص ہونے کے علاوہ زہریلے اثرات سے بھی پاک صاف ہونا ضروری ہے۔ ورنہ پیوند کے مقام پر بافتیں (TISSUE) بیماریوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔

مورث شاخ اور رُوٹ سٹاک کا ردِّ عمل
(SCION)

یہ تو ایک مانی ہوئی بات ہے کہ روٹ سٹاک مورث شاخ پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اور اسی طرح مورث شاخ روٹ سٹاک پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس لئے پیوند کے لئے ایسے روٹ سٹاک اور مورث شاخیں منتخب کرنی چاہئیں۔ جن کا جوڑ آپس میں بڑی جلدی اور مضبوطی سے لگ جائے۔ کیوں کہ اگر جوڑ اچھی طرح نہ لگے تو پوری بڑھوتری نہیں ہوتی۔ کیونکہ روٹ سٹاک مورث شاخ کو زمین سے پانی اور ضروری اجزاء مہیا کرتا ہے۔ جس سے پودے کی بڑھوتری ہوتی ہے۔ اسی طرح مورث شاخ جڑوں کو غذا جو کہ پتوں میں بنتی ہے بذریعہ تنا مہیا کرتی ہے اور جڑوں کی نشوونما پر براہِ راست اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر اس کا جوڑ اس میں اچھی طرح

Marfat.com

نہ لگے تو غذا اس جگہ پر رک جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے سٹاک اور مورث شاخ کی موٹائی میں جوڑ پر فرق آجاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں پودا کمزور، چھوٹے قد، گھٹیا پھل اور کم عمر والا ہوتا ہے دوسرے ممالک میں اس مسئلہ پر بہت کام ہوا ہے۔ ان ممالک نے اپنے پھلوں کے لئے اچھے اچھے روٹ سٹاک بھی معلوم کر لئے ہیں۔ لیکن ان نتائج سے ہمارے ملک میں فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہاں کی آب و ہوا، زمین اور اقسام مختلف ہیں۔

ترشادہ پھلوں کے لئے مناسب روٹ سٹاک معلوم کرنے کے لئے منٹگمری میں ایک تجرباتی باغ لگایا گیا ہے۔ جس میں کئی پھلوں کے لئے مختلف روٹ سٹاک استعمال کئے گئے ہیں۔ اور ان سے بڑے اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ جن سے پودے کی صحت، عمر اور پھل کے خواص پر بڑا اچھا اثر پڑتا ہے۔

پاکستان میں مختلف پھلوں کیلئے مناسب روٹ سٹاک مندرجہ ذیل ہیں

سدا بہار پودے

نام پھل	نام روٹ سٹاک	کیفیت
۱۔ آم	تخمی آم	
۲۔ بیر	تخمی بیری	
۳۔ عام مالٹا (COMMON MALTA)	نس نرن	کھرنا کھٹا
۴۔ عام سنگترہ (COMMON SANGTRA)	نس نرن اور	کھرنا کھٹا
۵۔ مالٹا بلڈ ریڈ	جٹی کھٹی	کھرنا کھٹا پر یہ قسم بالکل کامیاب نہیں ہے۔
۶۔ مالٹا کی دوسری اقسام	جمبیری، جٹی کھٹی اور کھٹا	جٹی کھٹی کا روٹ سٹاک ان زمینوں کے لئے بہتر ہے جن میں پانی کے نکاس کا انتظام اچھا ہے لیکن کھٹا کا روٹ سٹاک بھاری اور

Marfat.com

مرطوب زمینوں کے لئے بہتر ثابت ہوا ہے
اس لئے یہ سٹاک پشاور کے علاقہ میں بہت
ہی مقبول ہے۔ اس میں صرف نقص یہ ہوتا ہے کہ
وائرس کی بیماریوں سے یہ بہت ہی متاثر
ہوتا ہے۔

۷۔ گریپ فروٹ	سٹھی، جنگلی اور کھرنا کھٹا	
۸۔ میٹھا	میٹھا، جنگلی کھٹی	
۹۔ سنگترہ	جنگلی کھٹی، کھرنا کھٹا	
۱۰۔ آملہ	آملہ	
۱۱۔ چکوترہ	کھرنی	
۱۲۔ لوکاٹ	لوکاٹ	

پت جھڑ پودے

نام پھل	نام رٹ سٹاک	کیفیت
۱۔ سیب	چھوٹا سیب	یہ چاروں اقسام ایک دوسرے پر پیوند کی جا سکتی ہیں۔ ان پودوں میں مناسب رٹ سٹاک استعمال کرنے کے لئے زمین کی خاصیت کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔ اگر زمین بھاری ہو لوئر اس میں پانی کا نکاس نہ ہو تو عام طور پر آلوچہ کا سٹاک استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اگر زمین ریتلی اور خشک ہو تو بادام استعمال کیا جاتا ہے۔ درمیانی زمین پر عموماً آڑو کا سٹاک استعمال کیا جاتا ہے۔
۲۔ ناشپاتی	جنگلی یا جنگ	
۳۔ آلوچہ	آلوچہ	
۴۔ خرمانی	ہاڑی	
۵۔ آڑو	آڑو	
۶۔ بادام	آڑو	
۷۔ اخروٹ	اخروٹ	
۸۔ پرسیمن	اطوک	

Marfat.com

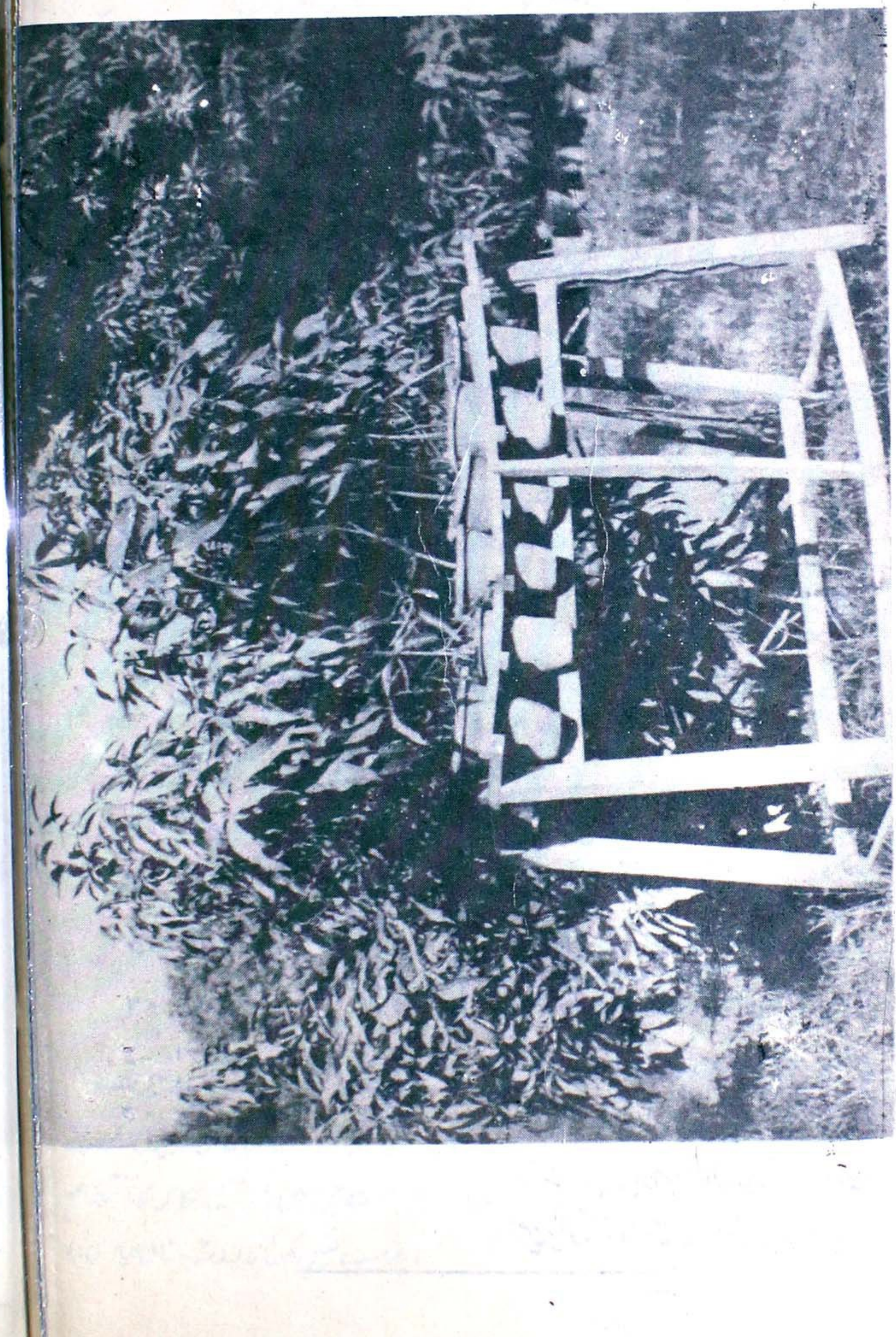

Marfat.com

آبپاشی

پودوں کی نشوونما کے لئے پانی اشد ضروری ہے۔ اور پودے کے مختلف حصوں کا ایک اہم جزو ہے۔ اس کے بغیر پودا زندہ نہیں رہ سکتا۔ پتوں اور شاخوں میں پانی کی مقدار ۵۰ سے ۷۵ فی صد تک ہوتی ہے۔ جڑوں میں ۶۰ سے ۸۵ فی صد اور اکثر پھلوں میں پانی کی مقدار ۸۵ فی صد ہوتی ہے۔ پودوں میں خوراک کی جڑوں سے پتوں تک اور دیگر حصوں تک رسل و رسائل اسی کے ذریعے ہوتی ہے۔ پانی پودوں کے مسامات میں سے خارج ہو کر پودے کو ٹھنڈا اور مناسب درجۂ حرارت رکھتا ہے۔

اپنی ضروریات کے لئے پودے زمین سے پانی حاصل کرتے ہیں۔ پودے جو پانی براہ راست پتوں وغیرہ کے ذریعے اور اوس سے جذب کرتے ہیں۔ اس کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ پودوں کی پانی کی ضروریات کا دارومدار ان کی عمر، نشوونما، اقسام، درمیانی فاصلہ، آب وہوا، زمین کی خاصیت اور طرز کاشت پر مبنی ہے۔ اگر زمین گہری ہو تو آم جیسے درختوں کی جڑیں بیس پچیس فٹ تک گہری جا سکتی ہیں۔ مگر عموماً پھلدار درختوں کی ۹۵ فی صد جڑیں زمین کی بالائی چار فٹ گہرائی تک محدود ہوتی ہیں جن میں سے صرف تقریباً دس فی صد جڑیں زمین کی بالائی چھ انچ سطح میں ہوتی ہیں۔ اس لئے آبپاشی کے وقت پانی کی اس مقدار کی ضرورت

Marfat.com

ہوتی ہے۔ جو زمین کی چار فٹ گہرائی تک اثر پذیر ہو۔ اس لئے پھلدار درختوں کو تین انچ پانی ہر آبپاشی پر دینا مناسب ہوتا ہے۔

عام طور پر درختوں کی جڑوں کا پھیلاؤ اتنا ہوتا ہے جتنا کہ اس کی شاخوں کا۔ اس لئے درختوں کے پھیلاؤ تک باغ کی زمین کو سیراب کرنا ضروری ہے۔

مختلف اقسام کی زمینوں میں پانی کی ضرورت

پانی کی جو مقدار مختلف پودوں کے لئے درکار ہوتی ہے۔

پودوں کی عمر، زمین کی خاصیت اور آب و ہوا پر مبنی ہوتی ہے۔ میرا قسم کی زمینیں ریتلی زمینوں کی نسبت کم پانی جذب کرتی ہیں۔ لیکن جذب شدہ پانی کا زیادہ حصہ پودوں کے لئے محفوظ رکھتی ہیں۔ اس لئے ایسی زمینوں میں پانی کی مقدار آب و ہوا کے مطابق مناسب وقفوں کے بعد دینی چاہئے۔ چکنی مٹی میں پانی کے جذب کرنے کی رفتار بہت کم ہوتی ہے۔ اور اس میں پانی زیادہ دیر تک ٹھہرا رہتا ہے۔ اس لئے ایسی زمین میں پانی دیر کے بعد دینا چاہئے۔ اگر پانی کی ایک مقررہ مقدار مثلاً تین ایکڑ انچ تین اقسام کی زمینوں کو دیا جائے تو ریت میں پانی زیادہ گہرائی تک اثر پذیر ہوگا۔ میرا زمین میں اس سے کم اور چکنی مٹی میں سب سے کم۔ چونکہ ریتلی زمین میں جاذبیت زیادہ اور جذب شدہ پانی کو محفوظ رکھنے کی قوت کم ہوتی ہے۔ اس لئے اس قسم کی زمین کو کم وقفہ کے بعد لیکن ہلکی آبپاشی کرنی چاہئے۔

آب پاشی کے اوقات

موسم بہار میں آبپاشی

موسم بہار میں زمین میں زیادہ گہرائی تک نمی کا ہونا مفید ہوتا ہے۔ اگر بارشوں کی وجہ سے یہ نمی موجود ہو تو آبپاشی کی چنداں ضرورت نہیں پڑتی۔ پھول نکلنے سے پہلے اگر باغ کو سیراب کر لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ مگر پھول نکلنے کے ایام میں آبپاشی سے گریز کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے قوت نمو کا بار آوری پر فوقیت حاصل کر لینے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے پھل کم لگتا ہے۔ پھول نکلنے کے ایام میں اگر بارش ہو جائے تو بھی پھل کم لگتا ہے۔ کیونکہ زیرہ (POLLEN) کا اکثر حصہ بارش کے پانی میں بہہ جاتا ہے اور باقی ماندہ گیلا ہونے کی وجہ سے مکھیوں کے پاؤں اور پروں سے نہیں چپکتا۔ اور نہ ہوا سے اڑتا ہے۔ لہٰذا زیرہ کا اس

Marfat.com

سے متاثر ہو جاتی ہے۔

کہر کے ایام میں آبپاشی

پانی کی حدت مخصوصہ (THERMAL HEAT) زمین کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے درجۂ حرارت میں تبدیلی کا اثر زمین پر پانی کے مقابلہ میں جلدی ہوتا ہے۔ کہر یا پانی کے دوران زمین جلدی ٹھنڈی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے پودوں کی جڑیں زمین سے نمی جذب کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتی ہیں اور خلیوں میں نمی جم کر برف بن جاتی ہے۔ ان حالات میں پتے عضویاتی خشک سالی (PHYSIOLOGICAL DROUGHT) کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر اس وقت زمین میں نمی موجود ہو یا آبپاشی کر دی جائے تو زمین کا درجۂ حرارت درجۂ انجماد تک نہیں گرتا۔ جس کی وجہ سے پودوں کی جڑیں زمین سے پانی جذب کرتی رہتی ہیں۔ اور یہ پانی خلیوں میں نمی کو برف بننے سے کسی حد تک روکے رکھتا ہے۔ لہذا پودا کہر کے ضرر رساں اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔

موسم گرما میں آبپاشی

موسم گرما میں درختوں، شاخوں، پتوں اور پھل کی نشوونما کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔ پتوں کی سطح سے پانی بخارات کی صورت میں بھی زیادہ ضائع ہوتا ہے۔ اس لئے اس موسم میں پودوں کی آبی ضروریات بڑھ جاتی ہیں۔ لہٰذا مناسب ہے کہ پھلدار درختوں کو مناسب آبپاشی کی جائے۔ مئی کے مہینوں میں خاص طور پر گرمی کی شدت ہوتی ہے۔ اس لئے ان دنوں میں مالٹا، سنگترہ اور آم جیسے درختوں کو دس بارہ دن کے وقفہ کے بعد پانی دینا چاہئے۔ ان باغات میں جو عمر رسیدہ ہوں اور انہوں نے درختوں کے پھیلاؤ سے زمین کو ڈھانپ رکھا ہو یا وہ باغات جن میں متضاد سبزیات یا لوسرن، برسیم وغیرہ بھی کاشت کی جاتی ہوں میں زمین کی سطح سے عمل تبخیر کی وجہ سے پانی کم ضائع ہوتا ہے۔ لیکن سبزہ کے کل پتوں کی تعداد اور حجم زیادہ کرنے کی وجہ سے ان کی سطح سے نمی کا ضیاع بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے عموماً انہیں آبپاشی کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے اگرچہ قد آور پودے جڑوں کا نظام مکمل اور مضبوط کرنے کے باعث قدرے خشک سالی کا مقابلہ بھی کر سکتے ہیں۔ گرم، خشک اور ریتلی زمین میں جلد پانی دینا چاہئے۔ معتدل اور مرطوب علاقوں میں میرا اور چکنی زمینوں میں نسبتاً دیر کے بعد پانی دینے کی ضرورت ہے۔ لیکن وہ چکنی زمین جس میں نباتاتی مادہ کی کمی ہو پودوں کی مسلسل نشوونما کے لئے جلد جلد آبپاشی چاہتی ہے۔

Marfat.com

آبپاشی اور پھلوں کی نشوونما

پھلوں کی بہتر نشوونما کے لئے باقاعدہ آبپاشی کی ضرورت ہے۔ پھل لگنے کے بعد پودوں کو ضرور پانی دینا چاہئے۔ تاکہ پھل اچھی طرح نشوونما پاسکے۔ بعد ازاں مناسب وقفوں کے بعد پانی دینا چاہئے۔

موسمِ خزاں میں آبپاشی

جب تک درختوں پر پتے موجود رہتے ہیں انہیں باقاعدہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر خزاں میں پت جھڑ درختوں کو اس موسم میں آبپاشی کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ ان ایام میں پانی روک لیا جائے تو بہتر ہے۔ کیونکہ نوخیز شاخوں اور کونپلوں کو مناسب تربیت کا موقع مل جاتا ہے۔ سدا بہار درختوں کو اس موسم میں تین چار ہفتوں کے بعد پانی دے دینا چاہئے۔

موسمِ سرما میں آبپاشی

موسم سرما میں پت جھڑ درخت خوابیدہ ہوتے ہیں اور انہیں پانی کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن درختوں کی جڑوں کے گرد زمینی رطوبت کی موجودگی پودوں کی حیات و بقاء کے لئے ضروری ہے۔ اگر ان ایام میں بارش نہ ہو تو باغ کو پانی دے دینا چاہئے۔ عام زمیندار اپنے باغات کو کثرت سے پانی دیتے ہیں۔ تاکہ زمین میں مناسب نمی موجود رہے۔ درخت مکمل صحت میں ہوں اور موسم بہار آنے پر درخت اچھی طرح پھوٹ سکیں۔ لیکن زمین میں ایک حد تک پانی جا سکتا ہے۔ اور پانی ڈھلان کی طرف بہہ جاتا ہے۔ جن مقامات پر پانی کھڑا رہتا ہے وہاں درختوں کی جڑوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے موسم سرما میں کثرت آبپاشی سے گریز کرنا چاہئے۔

آبپاشی اور کھاد

جب باغ میں پودوں کو کھاد دی جائے۔ تو اس کے فوراً بعد زیادہ مقدار میں پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ تمام سطح زمین پوری طرح گیلی ہو جائے اور کھاد کے اثرات پوری طرح پودوں کو حاصل ہو سکیں۔

آبپاشی کے طریقے

درختوں کی جڑوں کا پھیلاؤ ان کے بیرونی حصے کی شاخوں کے پھیلاؤ سے کم نہیں ہوتا۔ بلکہ عموماً شاخوں کے پھیلاؤ کے برابر ہوتا ہے۔ درختوں کی بیشتر جڑیں سطح زمین سے چار فٹ گہرائی تک پائی جاتی ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ درختوں کو اس طرح سے پانی دیا جائے کہ ان شاخوں کے پھیلاؤ اور

Marfat.com

زمین کی کم از کم چار فٹ گہرائی تک پانی پہنچ سکے۔ باغات میں آبپاشی کے طریقے حسبِ ذیل ہیں۔

نالیوں کے ذریعے پانی دینا

چھوٹے پودوں کی جڑیں بہت پھیلی ہوئی نہیں ہوتیں۔ اس لئے نئے لگائے ہوئے پودوں کو ایک لائن میں پانی دینے کے لئے نالیاں بنائی جاتی ہیں تاکہ پانی صرف پودوں کو دیا جاسکے۔ اس قسم کی نالیوں سے دو تین سال تک کے لئے پانی دینا مناسب ہوگا۔

مگر اس میں حسب ذیل نقائص پائے جاتے ہیں۔

۱۔ پانی براہِ راست پودے کے تنے کو چھوتا رہتا ہے۔ جس سے پودے کی چھال کے گلنے کا احتمال ہے۔

۲۔ اس طریقے سے پانی پودے کی بہت تھوڑی سی جگہ کو سیراب کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے پودے کی جڑیں پھیلنے نہیں پاتیں اور اکثر بہت سی پھپھوندی والی بیماریاں (FUNGAL DISEASES) لاحق ہوجاتی ہیں۔ جس میں کالر راٹ (COLLAR ROT) ایک عام مثال ہے۔

۳۔ کھاد اور پانی پودوں کو حسب منشاء مقدار میں نہیں دیئے جاسکتے

۴۔ ایک پودے کی بیماری سے دوسرے پودے بھی بیماری کی زد میں آجاتے ہیں۔

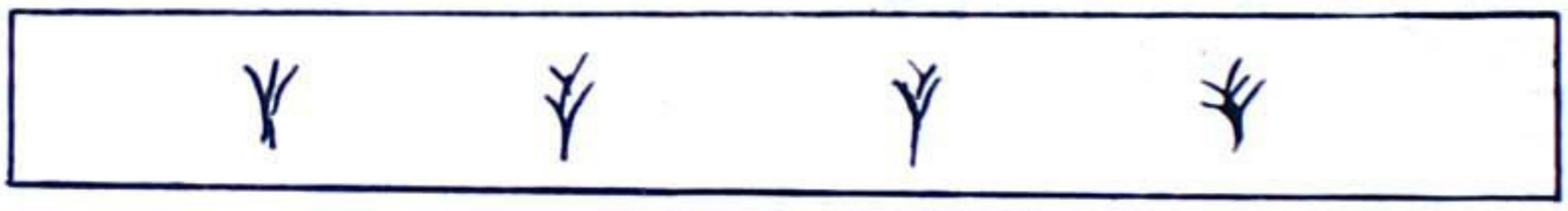

NO :-1, CHANNEL SYSTEM

دور سسٹم

اس سسٹم میں پودوں کے قد کے مطابق ان کے گرد دور بنائے جاتے ہیں۔ اور جوں جوں پودے بڑے ہوتے جائیں دوروں کو بھی کشادہ کیا جاتا ہے۔ پودوں کے گرد تنے کے نچلے حصے کے ساتھ مٹی بھی چڑھائی جاسکتی ہے۔ تاکہ پانی دیتے وقت درخت کے تنے کے ساتھ نہ ٹکرائے۔ اس طریقہ کی اس وقت سفارش کی جاتی ہے۔ جب پودوں کی عمر چھوٹی ہو اور پودے بھی تھوڑے رقبہ میں ہوں۔

NO :-2, BASIN SYSTEM

Marfat.com

اس طریقہ آبپاشی میں بھی وہی نقائص پائے جاتے ہیں۔ جو نالی سسٹم میں ہیں۔

ترمیم شدہ دور سسٹم

اس سسٹم میں پودوں کی دو قطاروں کے درمیان ایک لمبی نالی بنائی جاتی ہے۔ اور ہر پودے کے گرد اس کے پھیلاؤ کے مطابق دور بنائے جاتے ہیں۔ پھر ہر پودے کو اس نالی سے ملا دیا جاتا ہے۔ جو پودوں کی قطاروں کے درمیان سے گزرتی ہے۔ شکل نمبر ۳

اس طریقہ آبپاشی میں کافی فوائد ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ دوروں کا سائز پودوں کے پھیلاؤ کے مطابق ہوتا ہے۔ اور جڑیں ہر طرف آسانی سے پھیل سکتی ہیں۔

۲۔ پودے سخت جان ہو جاتے ہیں اور خشک سالی کا آسانی سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔

۳۔ تنے پر مٹی چڑھائی جا سکتی ہے۔ اور اس سے پانی سے گلنے اور بیمار دغ بیماریوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔

۴۔ پھلدار پودوں کو مناسب وقفوں اور ان کی ضرورت کے مطابق پانی دیا جا سکتا ہے۔

اس طریقہ میں خرابی یہ ہے۔ کہ قلبہ رانی کے وقت نالیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور فصلوں کی کاشت میں بھی مشکل پیش آتی ہے۔

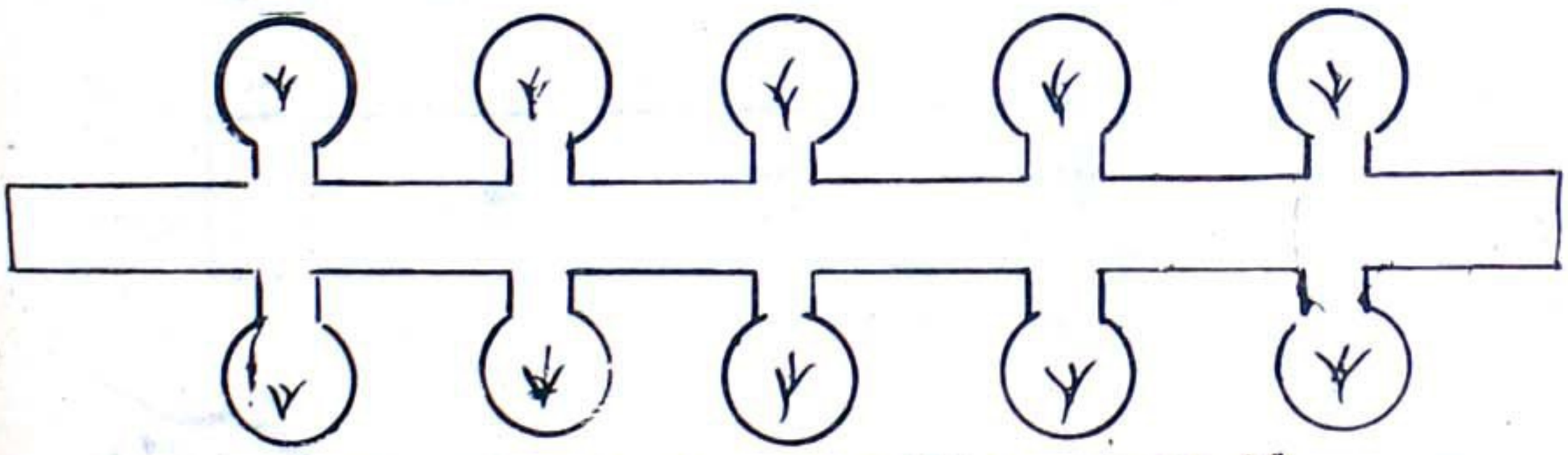

NO:-3, MODIFIED BASIN SYSTEM

کھلا پانی دینا

بڑے درختوں کی باقاعدہ نشوونما کے لئے ان کو کھلا پانی دینا بہتر ہے۔ اس طریقہ سے پانی دینے کے لئے باغ کی زمین کو ہموار کر کے مختلف حصوں میں تقسیم کر لیا جاتا ہے۔ اور دو کھیتوں کے درمیانی کھال سے پانی دیا جاتا ہے۔ پلاٹ اتنے حصے کا ہونا چاہئے جس میں پانی بخوبی لگ سکے

علاوہ ازیں جب باغ میں فصلیں یا سبزیاں کاشت کرنی ہوں تو یہ طریقہ زیادہ سودمند ہے۔ شکل نمبر ۴

اس طریقہ میں کاشتی عمل مثلاً ہل چلانا، گوڈی کرنا، کھاد دینا، کاٹ چھانٹ اور پودوں پر دوائی چھڑکنا

Marfat.com

Fig-4

FLOOD SYSTEM

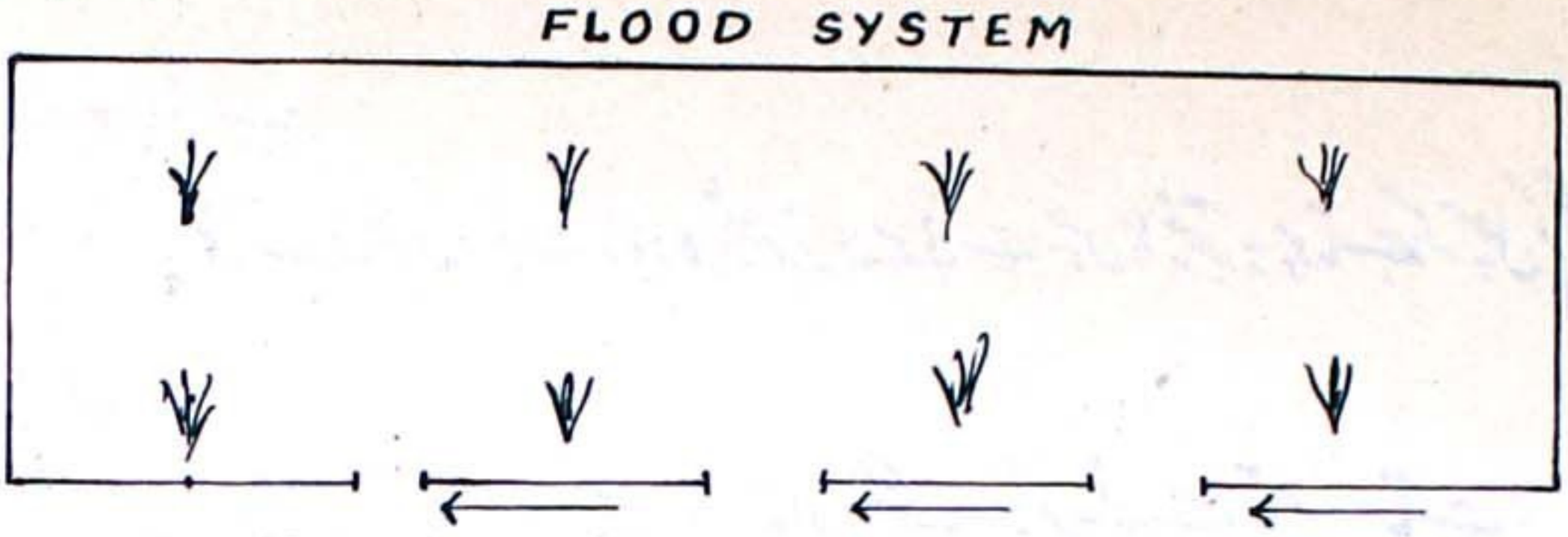

وغیرہ آسانی سے ہو سکتے ہیں۔ اس میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بڑی اور چھوٹی جڑوں کے پھیلنے کے لئے کافی جگہ ہوتی ہے جس سے پودہ بہتر نشوونما پاتا ہے۔

پودوں کے اوپر سے پانی دینا

اس طریقہ میں پائپ نالیوں کے ذریعے پودوں کے اوپر پانی لیجایا جاتا ہے اور پھر فوارے کی صورت میں پتوں اور شاخوں پر پانی دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ آبپاشی میں پانی کی کافی بچت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ پانی پوری مقدار میں دیا جاتا ہے اور دوسرے طریقوں کی طرح زمین کے نیچے بہہ نہیں جاتا۔

یہ طریقہ پاکستان میں رائج نہیں۔ کیونکہ پائپ نالیاں بچھانے پر اتنا خرچ آتا ہے جو زمیندار کی بساط سے باہر ہے۔

کثرت آبپاشی کے نقصانات

پودوں کی نشوونما کے لئے زمین میں ہوا اور پانی دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب زمین کو پانی دیا جاتا ہے۔ تو اس سے ہوا خارج ہو جاتی ہے۔ بالخصوص آکسیجن جو ہوا میں موجود ہوتی ہے۔ اس کی موجودگی جڑوں کی نشوونما کے لئے بہت ضروری ہے۔ اگر یہ مہیا نہ ہو تو جڑیں مرنا اور خشک ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اگر زمین میں بار بار زیادہ پانی دینے یا قدرتی طور پر پانی موجود رہنے سے ہوا خارج اور پودوں کی جڑوں کی نشوونما بند ہو جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پودے مر جاتے ہیں۔

زمین میں کئی قسم کے مفید بیکٹیریا ہوتے ہیں۔ جن کی نشوونما کے لئے بھی آکسیجن کا زمین میں ہونا ضروری ہے۔ مگر کثرت آبپاشی اور آکسیجن کی قلت کے باعث اس کی نشوونما بھی رک جاتی ہے۔

زمین میں مفید کیمیائی غذا نائٹروجن وغیرہ جو پانی میں بآسانی حل ہو جاتی ہیں۔ اور کثرت آبپاشی سے نیچے کی طرف بہہ جاتی ہیں۔ پودے ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

کثرت آبپاشی سے پھل کے پکنے میں دیر ہو جاتی ہے۔ اور پھل کی خاصیت (QUALITY)

Marfat.com

بھی خراب ہو جاتی ہے۔

کثرت آبپاشی سے درختوں پر بہت زیادہ بڑھوتری ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھل کم لگتا ہے

کم آبپاشی

کم آبپاشی سے پھل چھوٹا اور اچھا رس، ذائقہ اور رنگ پیدا کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

مذکورہ بالا امور کو مدنظر رکھتے ہوئے آبپاشی مناسب وقفوں کے بعد کرنی چاہئے۔ عام طور پر دو آبپاشیوں کے درمیان اتنا وقفہ ضرور ہو کہ زمین چند دن خشک رہے تاکہ ہوا اس میں سرایت کر سکے۔

Marfat.com

کھاد

اہمیت

پودوں کی صحیح پرورش کے لئے پانی، حدت روشنی اور ہوا کے علاوہ زمین میں خوراک کا ہونا بہت ضروری ہے۔ کھاد کا استعمال زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ پودے کو زندہ رہنے کے لئے خوراک میں قریباً ۱۵ عناصر کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن میں آکسیجن، ہائیڈروجن، نائٹروجن اور کاربن پودے کو ہوا میں سے مہیا ہو جاتے ہیں۔ مگر نائٹروجن کی جو مقدار ہوا سے مہیا ہوتی ہے بہت کم ہے۔ اس لئے نائٹروجن کی کمی پوری کرنے کے لئے کھاد دی جاتی ہے۔

پودے کے لئے نائٹروجن (NITROGEN) فاسفورس (PHOSPHOROUS) پوٹاش (POTASH) تین بڑے عناصر ہیں جن کی پودے کو خاصی مقدار میں ضرورت ہوتی ہے۔ پودے کی صحت بحال رکھنے کے لئے گندھک (SULPHUR) چونا اور میگنیشیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ لوہا (IRON) جست (ZINC) مینگانیز (MANGANESE) تانبا (COPPER) بوران (BORON) اور مالبڈینم (MOLYBDINUM) کی پودوں کو بہت تھوڑی مقدار میں ضرورت ہوتی ہے۔ اور ان کی عدم

Marfat.com

موجودگی میں کئی قسم کی کمزوریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ اور ان میں سے کسی ایک کی کمی پودے کی تباہی کا موجب بن سکتی ہے۔

مغربی پاکستان کی زمینوں کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں فاسفورس اور پوٹاش کی خاصی مقدار موجود ہے۔ لیکن ان میں خاص طور پر نائٹروجن اور نباتاتی مادہ (ORGANIC MATTER) کی کمی ہے۔ زمین کی پی۔ ایچ (PH) زیادہ تر ۷ر۵ سے ۸ر۵ تک ہے اور اسی وجہ سے زمینیں زیادہ تر قلوی (ALKALINE) قسم کی ہیں۔ اور اس قسم کی زمین بعض عناصر سے بھی پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ جو زمین میں خاصی مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔

پھلدار پودے دوسری فصلوں کی نسبت زیادہ مقدار میں نائیٹروجن استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے انہیں صحیح مقدار اور مناسب وقت پر کھاد ڈالنی چاہئے۔ جو باغات تجارتی پیمانہ پر لگائے جاتے ہیں۔ ان سے اسی صورت میں فائدہ ہو سکتا ہے کہ پودوں کو کھاد مہیا کی جائے۔ عام طور پر لوگ خیال کرتے ہیں کہ کھاد پر کافی اخراجات آتے ہیں۔ مگر کھاد ڈالنے کے بعد باغبان جب اچھے صحت مند پودوں اور عمدہ فصل پر نگاہ ڈالتا ہے۔ تو اس کو خرچ کا احساس نہیں رہتا۔ بلکہ اسے زیادہ مسرت ہوتی ہے۔ اور نتیجتاً فائدہ بھی زیادہ پہنچتا ہے۔ کھاد ڈالنے سے پودے صرف اعلیٰ قسم کا زیادہ تعداد میں پھل ہی نہیں دیتے۔ بلکہ ان کی عمر دراز بھی کرتے ہیں۔

بڑے (MAJOR) اور چھوٹے (MINOR) عناصر جو کہ پودے کی زندگی میں ایک اہم اور مخصوص کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کا ذکر ضروری ہے۔ تاکہ ہر باغ کا مالک اس حقیقت سے پوری طرح آشنا ہو جائے اور پوری طرح استفادہ کر سکے۔ لہٰذا ان عناصر کی انفرادی اہمیت، کردار، بیان اور ان کی کمی کے اثرات حسب ذیل ہیں۔

نائٹروجن

پروٹین (PROTEIN) اور پروٹوپلازم (PROTOPLASM) کا اہم جزو ہے۔ پتوں کی سبز رنگت اور پودوں کی نشوونما کے لئے بہت ضروری ہے۔ نائٹروجن کی موجودگی میں پتے بڑے اور سیاہی مائل سبز رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور پودوں کی صحت اور طاقت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ مگر اس کی زیادتی بھی پودوں کے لئے مفید نہیں ہوتی۔ کیونکہ زیادتی کی وجہ سے پھل تھوڑا لگتا ہے اور دیر سے پکتا ہے۔ خشک سالی

Marfat.com

کے مقابلہ کی قوت کم ہو جاتی ہے۔

کمی کی علامات

نائٹروجن کی کمی کی وجہ سے پتوں کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے۔ ایسے درخت جن میں نائٹروجن کی کمی مسلسل چلی آتی ہو شکل میں غیر متوازن اور ان کی بڑھوتری بہت کم اور بے قاعدہ ہوتی ہے۔ پتوں کی کمی نائٹروجن کی کمی کی واضح علامت ہے۔ چھوٹی شاخیں مر جاتی ہیں اور پودا جھاڑی کی مانند دکھائی دینے لگتا ہے۔ کمزور شاخوں کی بڑھوتری اور زردی مائل سبز پتے نائٹروجن کی کمی کا بین ثبوت ہیں۔ پتوں کی لکیروں اور رگوں کا رنگ ہلکا پڑ جاتا ہے اور پتے گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھولوں کا بے حد کم ہو جانا اور پھل کا نہ بننا بھی اس کی ایک علامت ہے۔

فاسفورس

یہ بھی ایک پروٹوپلازم کے بنانیوالا ایک اہم جزو ہے۔ اور خوراک کو تقسیم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کی موجودگی میں پھل جلد پکتا اور جڑیں اچھی طرح نشوونما پاتی ہیں۔ مفید بیکٹریا (USEFUL BACTERIA) کی افزائش میں بھی مدد دیتا ہے۔

کمی کی علامات

نائٹروجن کی طرح فاسفورس کی کمی بھی کم بڑھوتری اور تھوڑی شاخوں کی نمایاں نشانیاں ہیں۔ نوخیز اور درمیانی عمر کے پتے سیاہی مائل سبز ہو جاتے ہیں مگر پرانے پتوں کا رنگ تانبے کی طرح یا زردی مائل سبز ہو جاتا ہے۔ یا ہلکے زردی مائل دھبے پڑ جاتے ہیں۔ مگر پتوں کی رگوں کا رنگ سیاہی مائل سبز ہو جاتا ہے۔ جوں جوں کمی زیادہ واقع ہوتی ہے۔ نئی شاخیں کمزور اور باریک ہو جاتی ہیں۔ خاص طور پر ترشاوہ پھل اس کی کمی کی وجہ سے گر جاتے ہیں۔ اور چھلکا موٹا اور کھردرا ہو جاتا ہے اور پھل میں کھٹاس بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

پوٹاش

پودوں کو پوٹاش بہت زیادہ مقدار میں درکار ہوتی ہے۔ پوٹاش پودوں میں شکر اور نشاستہ کی تعمیر اور ان کی پودے کے مختلف حصوں میں حرکت۔ پروٹین (لحمی مادہ) کی تیاری۔ خلیوں کی تقسیم اور بڑھوتری۔ تیزابی مادہ کے اثرات کو زائل کرنے اور دیگر مختلف عضویاتی تبدیلیوں کے لئے ضروری ہے۔ اس

Marfat.com

کا خاصہ یہ ہے کہ پودوں کے تیزی سے بڑھتے ہوئے حصوں میں جمع ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے اگر زمین میں پوٹاش کی کمی ہو تو پرانے پتوں میں جمع شدہ پوٹاش نئے پتوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔ پوٹاشیم پھل کے اندر مٹھاس پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے۔

کمی کی علامات

پوٹاشیم کی کمی سب سے پہلے پرانے یا نچلے پتوں پر زرد بدرنگ دھبوں یا زرد پتوں کی صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔ ان آثار کے علاوہ اکثر پتوں کے کنارے بھی جلے ہوتے ہیں یا ان پر جلے ہوئے دھبوں کے نشان پائے جاتے ہیں۔ شاخیں عموماً کمزور اور باریک رہتی ہیں۔ پھل چھوٹا اور باریک چھلکے والا ہوتا ہے۔

گندھک

اس کی عدم موجودگی پودے کی نشوونما اور بارآوری میں مانع ہوتی ہے۔ گندھک کی موجودگی پھلوں میں خوشبو اور اچھا ذائقہ پیدا کرنے کے نقطہ نگاہ سے بھی بہت اہمیت رکھتی ہے۔

کمی کی علامات

اس کی کمی سے نوعمر پودوں میں نوخیز بڑھوتری والے پتے پیلے ہو جاتے ہیں اور پرانے پتے ہرے رہتے ہیں۔ پھل کا رنگ ہلکا رہتا ہے۔

چونا

یہ پودے کی رگوں میں خلیوں کی دیوار (CELL WALL) بنانے میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اور خلیوں میں کیلشیم آگزلیٹ (CALCIUM OXALATE) اور کیلشیم پیکٹیٹ (CALCIUMPECTATE) کی حالت میں پایا جاتا ہے۔ پوٹاشیم کی نسبت نئے بڑھنے والے حصوں میں چونا (CALCIUM) زیادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ پودے کی نشوونما کے لئے بہت ضروری ہے۔

کمی کی علامات

پتوں کی رگوں اور کناروں پر سبزپن کی عدم موجودگی کیلشیم کی کمی کی علامت ہے۔ شاخیں سروں سے تنے کی طرف مڑنا شروع کر دیتی ہیں۔ جن پودوں میں چونے کی کمی واقع ہو جائے ان کی جڑوں کے سروں پر بھی پژمردگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ پھل بدشکل، سائز میں چھوٹا رہ جاتا ہے اور رس والی تریاں سکڑ جاتی ہیں

Marfat.com

میگنشیم

یہ پتوں میں سبزپن پیدا کرنے کے لئے اہم جزو ہے اور پودوں میں اجزائے لحمیا (PROTIEN) کا ایک اہم حصہ ہے۔ تیل جیسی اجزار کی پیدائش کے لئے ضروری ہے۔

کمی کی علامات

میگنیشم کی کمی دوسرے عناصر کی کمی کی طرح پودے کو کمزور کر دیتی ہے۔ امراض کے آثار بڑے پتوں پر بادامی رنگ کے خشک داغوں کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔ مگر اس کا اثر زیادہ تر گرمی کے اختتام پر یا جب فصل پک رہی ہو نمودار ہوتا ہے۔

لوہا

پودوں کی ہریادل اور صحت کے لئے ضروری ہے۔ اس کی کمی سے پتے زرد پڑ جاتے ہیں اور بعد ازاں پودے کی شاخیں خشک ہو جاتی ہیں۔

کمی کی علامات

لوہے کی کمی کی علامات عموماً جست (ZINC) مینگنیز اور میگنیشم کی کمی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے ترشادہ پھل کے پودے خاص کر گریپ فروٹ میں پتے چھوٹے ہوتے ہیں اور پرانے پتوں کا رنگ بھورا پڑ جاتا ہے۔ بلکہ سفیدی مائل ہو جاتا ہے۔

جست

پودے کی خوراک بنانے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اور پتوں میں ہریادل پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کے استعمال سے بعض بیماریوں کی روک تھام ہو جاتی ہے۔

کمی کی علامات

بڑے پتوں پر اس کی کمی کی علامات نمایاں ہوتی ہیں۔ پتے نہ صرف چھوٹے رہ جاتے ہیں بلکہ پتوں کے سرے مڑ جاتے ہیں۔ پتے پر زرد دھبے پڑ جاتے ہیں۔ مگر درمیانی رگیں سبز ہی رہتی ہیں۔ بعض متاثرہ شاخیں مر جاتی ہیں۔ جب اس کی کمی شدید صورت اختیار کر جاتے تو پودے کی بڑھوتری عام طور پر سست پڑ جاتی ہے

تانبا

خلیے کی دیوار (CELLWALL) کی بناوٹ کے لئے اس عنصر کا ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ سبزپن

Marfat.com

پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے۔ مگر اس کی ضرورت دوسرے عناصر کے مقابلے میں کم ہوتی ہے

کمی کی علامات

اس کی کمی سے پتوں، شاخوں اور پھل پر بھورے رنگ کی گوند سی جم جاتی ہے۔ اور شدید کمی کی صورت میں پتے چھوٹے رہ جاتے ہیں۔ اور جلد گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھل میں کھٹاس زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور رس بھی کم ہوتا ہے۔ بعض اوقات چھال اور تنے کی لکڑی کے جوڑ پر گوند نکلنا شروع ہو جاتی ہے۔

مینگانیز

پودے میں سبزین پیدا کرنے کا لازم و ملزوم جزو ہے۔

کمی کی علامات

اس کی کمی سے پتوں پر بڑی اور چھوٹی رگوں کے ساتھ ساتھ گہرے سبز دھبے اور ان کے درمیان والا حصہ ہلکا سبز یا زردی مائل ہو جاتا ہے۔ شدید کمی کی صورت میں ترشاوہ درختوں کے پتوں کی درمیانی رگوں پر بہت سے سفید دھبے پڑ جاتے ہیں۔ جو سورج کی طرف والے حصے میں زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔

بوران

پودے میں شاخوں کی نشوونما کے لئے بہت ضروری ہے۔ پتوں پر کمی کی علامات تو ظاہر نہیں ہوتیں۔ بلکہ اس کی کمی دوسری اور کئی قسم کی بیماریاں پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

کمی کی علامات

اس کی کمی سے نوخیز پتے جلد گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پتوں کے کنارے زرد ہو جاتے ہیں۔ پھل بھی پرورش پانے سے پہلے گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ پھلوں کے اندر کئی قسم کے داغ پڑ جاتے ہیں۔ اور بڑے سائز کے پھلوں کی شکل بھی خراب ہو جاتی ہے۔ پتے کی نچلی طرف اور پھل کے اندرونی حصہ میں گوند بھی پیدا ہو جاتی ہے جو پھل کو خراب بھی کر دیتی ہے۔

کھاد کی اقسام

کھاد کی حسبِ ذیل تین قسمیں ہیں۔

Marfat.com

قدرتی کھاد

اس میں گوبر کی کھاد، شہروں کا کچرا، انسانوں کا فضلہ، بھیڑ بکری کی مینگنیاں اور مختلف قسم کی کھلیوں کی کھادیں شامل ہیں۔

کیمیائی کھاد

ان میں نائٹروجن مہیا کرنے والی کیمیائی کھاد، فاسفورس اور پوٹاشیم مہیا کرنے والی کھادیں شامل ہیں۔

سبز کھاد

اس میں شفتل، سینجی، لوسرن، برسیم، ارہر، گوارا اور جنتر وغیرہ شامل ہیں۔

قدرتی کھاد

قدرتی کھادوں میں سب سے ضروری گوبر کی کھاد ہے۔ اور یہ سب سے بہتر کھاد تصور کی جاتی ہے کیونکہ اس میں نائٹروجن، فاسفورس اور پوٹاشیم تینوں بڑے عناصر پائے جاتے ہیں۔ جو پودوں کی پرورش کے لئے نہایت اہم ہیں۔ یہ کھاد سخت زمینوں کو نرم اور بھربھرا کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے نمین میں ہوا اور پانی اچھی طرح جذب ہو سکتے ہیں اور زمین میں دیر تک نمی قائم رہتی ہے۔ مفید اقسام کے بیکٹیریا اس میں خوب پرورش پاتے ہیں۔ گوبر کی کھاد بھاری اور ہلکی دونوں زمینوں کو سدھارنے کے لئے بہت مفید ہے۔

تازہ گوبر کو کھاد کے طور پر استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ گوبر کو محفوظ رکھنے کے لئے کافی احتیاط کی ضرورت ہے۔ تاکہ اس کے غذائی عناصر ضائع نہ ہوں۔ بکٹیریا وغیرہ گوبر میں کئی قسم کی تبدیلیاں اور حرارت پیدا کرتے ہیں۔ گوبر میں نمی کی مناسب مقدار ان جراثیموں کے عمل کو تیز کر دیتی ہے۔ اس لئے اگر کھاد خشک ہو جائے تو اسے نمدار کرتے رہنا چاہئے۔ اور گوبر کو گڑھوں میں اس وقت تک رکھا جائے جب تک وہ پوری طرح گل سڑ نہ جائے۔ گوبر کی کھاد کے علاوہ بنولہ، السی، سرسوں اور ارنڈ وغیرہ کی کھلی بطور کھاد کے استعمال کی جاتی ہیں

کیمیائی کھاد

نائٹروجن مہیا کرنے والی کھادوں میں امیونیم سلفیٹ، امیونیم فاسفیٹ اور امیونیم نائٹریٹ عموماً استعمال کی جاتی ہیں۔

فاسفورس مہیا کرنے والی کیمیائی کھادوں میں سپر فاسفیٹ، معدنی فاسفیٹ، امیونیم فاسفیٹ

Marfat.com

بلیک سلیگ، مچھلی کا کچرا اور مڈیوں کا کچرا وغیرہ شامل ہیں۔

پوٹاشیم مہیا کرنے والی کھادوں میں سلفیٹ آف پوٹاش، کلورائیڈ آف پوٹاش اور پوٹاشیم نائٹریٹ شامل ہیں۔

سبز کھاد

چونکہ ہمارے ملک میں گوبر اور دوسری کھادوں کی بہت کمی ہے اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے جہاں بارش یا نہر کا پانی میسّر ہو وہاں پھلدار پودوں کو سبز کھادیں دی جاسکتی ہیں۔ سبز کھادوں میں برسیم شفتل، سینجی، گوارا، ڈھانچہ جنتر، ارہر اور ماش وغیرہ زمین میں پیدا کر کے دبائی جاسکتی ہیں۔

برسیم اور شفتل وغیرہ ستمبر اکتوبر میں بوئی جاتی ہیں۔ اور ان سے دو تین کٹائی لینے کے بعد ماہ فروری کے آخر میں جب ان کی اونچائی ایک فٹ سے ۱½ فٹ ہو راجہ ہل کے ذریعے تر زمین میں دبا دینا چاہئے۔ اور بعد میں پانی دینا چاہئے۔ تاکہ وہ پوری طرح گل سڑ کر کھاد بن جائے اور پودوں کو خوراک بآسانی مہیا ہو سکے۔

گوارا، ڈھانچہ، ارہر اور جنتر وغیرہ کی کاشت ماہ مئی جون میں کی جاتی ہے اور پھول آنے سے پیشتر جب ان کا پھیلاؤ کافی ہو جائے تو زمین میں دبا دینا چاہئے۔ اور بعد میں پانی دینا ضروری ہے تاکہ وہ گل سڑ کر کھاد بن جائے۔ کھاد کو دبانے کا عمل عام طور پر ماہ اگست اور ستمبر میں کیا جاتا ہے۔

نوٹ:-

اگر گوبر کی کھاد تمام باغ کے لئے میسّر نہ ہو تو مناسب ہوگا۔ کہ باغ کو تین برابر حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ایک حصہ میں گوبر کی کھاد، دوسرے حصہ میں کیمیائی کھاد، تیسرے حصہ میں سبز کھاد ڈال دی جائے اور اگلے سالوں میں اس ترتیب کو بدل دیا جائے۔ تاکہ تین سالوں کے خاتمہ پر باغ کے ہر حصہ کو متوازن خوراک مل سکے۔ یہ طریقہ اختیار کرنے سے باغ کی خوراکی ضروریات تسلی بخش حد تک پوری کی جاسکتی ہیں۔

ذیل کے گوشوارہ میں مختلف اقسام کے پودوں کے لئے ان کی عمر کے لحاظ سے کھاد کی مقدار دی جاتی ہے۔

نام پودا	پودے کی عُمر	گوبر کی کھاد	مصنوعی کھاد (امونیم سلفیٹ)
ترشاوہ	۱-۳ سال	۱۰-۲۰ سیر	½ - ۱ پونڈ
امرود، سیب، آڑو			

Marfat.com

	۴ سال سے زائد	۳۰-۴۰ سیر	۲½ سے ۳ پونڈ
آم (فی پودا)	۱ تا ۴ سال	۱۰-۲۵ سیر	½ - ۱ پونڈ
	۴ سے ۸ سال	۳۰-۴۰ سیر	۲½ سے ۳ پونڈ
	۸ سال سے زائد	½ ۱ سے ۲ من	۵ پونڈ
کھجور (فی پودہ)	۱ تا ۴ سال	۱۰-۲۰ سیر	½ - ۱ پونڈ
	۴ سال سے زائد	۲۰-۳۰ سیر	۲ - ۲½ پونڈ
پپیتا۔ کیلا (فی پودا)	—	۲۰ سیر	½ پونڈ
فالسہ۔ انگور (فی پودا)		۱۰-۱۵ سیر	½ پونڈ

کھاد دینے کا وقت

قدرتی کھادوں کے غذائی عناصر پانی میں جلد حل نہیں ہوتے اور پودے ان سے فوراً فائدہ نہیں اٹھا سکتے اس لئے قدرتی کھادیں مثلاً گوبر کی کھاد پودوں کو پھول آنے سے سات یا آٹھ ہفتے پیشتر دے دینی چاہئے۔ عام طور پر پھلدار درختوں کو ماہ دسمبر اور جنوری میں کھاد دی جاتی ہے۔ کیمیائی کھاد کا نصف حصہ پھول آنے سے پیشتر اور نصف حصہ پھل بننے کے بعد دی جاتی ہے۔ یعنی نصف حصہ ماہ فروری کے آخر میں اور باقی نصف حصہ ماہ اپریل کے آخر یا مئی کے شروع دنوں میں ڈالی جاتی ہے۔

کھاد دینے کا طریقہ

درخت کے پھیلاؤ کے مطابق گوڈی کر کے تنے کے اردگرد ½۱ فٹ تک مٹی چڑھائی جائے۔ اور گلی سڑی گوبر کی کھاد گوڈی کئے ہوئے حصے میں یکساں طور پر پھیلا دی جائے اور دوبارہ گوڈی کر کے پانی دے دیا جائے۔

کیمیائی کھاد دو تین گنا مٹی میں ملا کر درختوں کے نیچے بکھیر دینی چاہئے اور بعد میں فوراً پانی دینا بہت ضروری ہے۔ اس میں بھی تنے کے اردگرد ½۱ فٹ مٹی چڑھائی جائے۔

Marfat.com

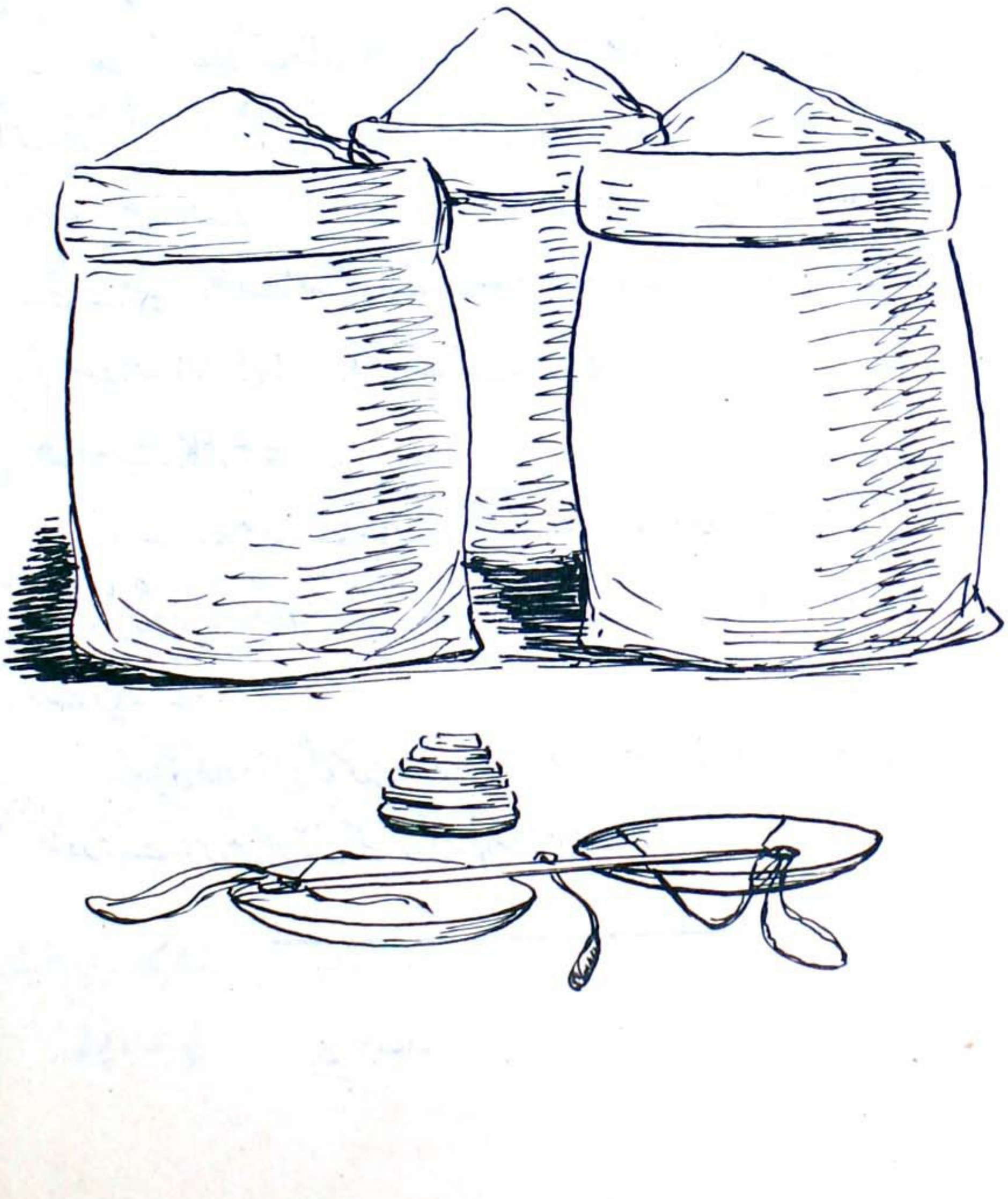

Marfat.com

باغات میں فصلوں کی کاشت

عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ باغ لگانے کے چار پانچ سالوں تک کوئی آمدنی حاصل نہیں ہوتی۔ یہ نظریہ کافی حد تک باغات کی ترقی میں حائل ہوتا رہا ہے۔ اور چھوٹے زمینداروں نے اسی وجہ سے باغات کی کاشت میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

اگر اوائل عمر میں باغات میں مناسب فصلات اور سبزیوں کی کاشت صحیح طریقوں سے کی جائے تو یقیناً چھوٹے اور بڑے زمیندار اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور زمین سے اتنی ہی آمدنی حاصل کر سکتے ہیں جتنی عموماً کاشت کرنے سے ہوتی ہے۔ نیز باغات میں فصلات کی کاشت کرنے سے پودے تندرست و توانا رہتے ہیں۔ اور کھیت جڑی بوٹیوں سے صاف رہتا ہے۔ پودوں کے چاروں طرف کافی جگہ چھوڑی جائے اور جوں جوں پودے پھیلتے جائیں یہ جگہ بھی اسی نسبت سے بڑھائی جائے۔

باغات میں جب سبزیاں کاشت کی جائیں گی تو کھاد کی کافی مقدار اور پانی انہیں دیا جائے گا۔ اس سے پھلدار پودے بھی مستفید ہوں گے۔ شہر کے نزدیک والے باغوں میں سبزیات کی کاشت اور زیادہ موزوں ہے۔ چونکہ پیدا شدہ سبزیات شہر میں آسانی سے فروخت کی جا سکتی ہیں۔ آلو کی التمش قسم اگر

Marfat.com

کاشت کی جائے تو اس کی ربیع اور خریف کی فصل مل کر ایک ہزار (۱۰۰۰) سے دو ہزار (۲۰۰۰) روپے سالانہ آمدنی فی ایکڑ دے سکتی ہے اور ہلدی پانچ سو روپے سے ایک ہزار روپے سالانہ دے سکتی ہے۔ باغات میں مٹر۔ نخود، برسیم وغیرہ جیسی فصلات کی کاشت بہت موزوں ہے۔ چونکہ ان سے زمین کو نائٹروجن ملتی ہے۔ برسیم ایک لحاظ سے موزوں تر ہے۔ چونکہ یہ سائے میں بھی زندہ رہتی ہے۔ اور خوب پھلتی پھولتی ہے

دھان، مکئی، جوار، باجرہ، گنا، کالی توری، توریا، تارامیرا، رایا، السی، سورج مکھی، مک چری، ہاتھی گھاس، کنگنی اور گندم جیسی فصلوں کی کاشت مضر ہے۔ چونکہ یہ چھوٹے پھلدار پودوں کی نشوونما کو روک دیتی ہیں۔ علاوہ ازیں یہ زمین کو بہت کمزور کر دیتی ہیں

مندرجہ ذیل فصلات، سبزیاں موسم ربیع اور خریف میں کاشت کی جاسکتی ہیں۔

موسم ربیع

دوسری فصلات	سبزیاں
سینجی	مٹر
شفتل	شلغم
نخود	پھول گوبھی
برسیم	بند گوبھی۔ گانٹھ گوبھی۔ ٹماٹر، آلو

ان کے علاوہ موسم ربیع کی دوسری کم اہم سبزیاں مثلاً مولی، گاجر، پالک وغیرہ بھی کاشت کی جاسکتی ہیں

موسم خریف

دوسری فصلات	سبزیاں
مونگ	ٹنڈہ
ماش	کدو
موٹھ	کریلا
کاؤپیز	پیاز، مرچ، بھنڈی توری

اس کے علاوہ دوسری بیلدار سبزیاں بھی کاشت کی جاسکتی ہیں۔

Marfat.com

پھلدار درختوں کا گرمی کی شدت سے بچاؤ

مالٹا اور سنگترہ وغیرہ کے باغات میں درختوں کی چھال عام طور پر پھٹ جاتی ہے۔ اور پھل بھی داغ دار ہو جاتے ہیں۔ جو عموماً شدید گرمی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

گرمی سے زیادہ متاثر ہونے والے حصے

تنا:۔

گرمی کی شدت کا سب سے زیادہ اثر درخت کے تنوں پر ہوتا ہے۔ نتیجتاً چھال سوکھ کر لمبے چھلکوں کی صورت میں اترنے لگتی ہے۔ اور درخت مرجھانے لگتا ہے۔ تنے کے جنوبی اور جنوب مغربی حصہ کی طرف جہاں سورج کی شعاعیں سیدھی پڑتی ہیں زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔

پھل

بعض اوقات سنگترہ، لیموں اور دوسرے ترشاوہ خاندان کے پھلوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ جن پودوں پر شعاعیں براہِ راست پڑتی ہیں۔ ان کے پھلوں پر عام طور پر بیمار پھلوں کا گمان ہونے لگتا ہے۔ پھل کا وہ حصہ جس پر سورج کی شعاعیں براہِ راست پڑتی ہیں باقی حصے کی نسبت کم بڑھتا ہے۔ جس کی وجہ سے

Marfat.com

پھل خراب ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ تو پھل کا چھلکا بھی سوکھ جاتا ہے جس پر سیاہ سا نشان پڑ جاتا ہے۔

شعبۂ اثمار

لائل پور میں کئے گئے مختلف تجربات کے مشاہدات سے ثابت ہوا ہے کہ جو پھل جنوب مغرب کی طرف لگا ہوا ہو اس کو سورج کی تیز شعاعوں سے سب سے زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ دوپہر کے بعد کی گرمی ہی زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ سنگترے کے درختوں کے پاس جنوب مغرب کی طرف جنتر جیسی جلد بڑھنے والی باڑ لگا دینی چاہئے۔ جس سے پھلوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ مالٹے کے درختوں کے جنوب مغرب کی طرف جنتر کے سایہ سے پھل کو ۵ فی صد کم نقصان پہنچتا ہے۔

نقصان کی وجوہات

۱۔ اگرچہ سورج کی گرمی کا اثر ہر عمر کے درختوں پر ہوتا ہے۔ لیکن تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ چھوٹے کمزور اور ایسے درخت جن کو پانی کم ملتا ہو اس سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

۲۔ جن درختوں پر پیوند بہت اونچا کیا ہوا ہو اور تنے پر کافی اونچائی تک کوئی شاخ نہ ہو۔ ان پر بھی گرمی کافی اثر کرتی ہے۔

۳۔ جن درختوں کا گرمی کی شدت سے محفوظ رکھنے کے لئے مناسب انتظام نہ کیا جائے۔ ان پر گرمی خوب اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

۴۔ ایسے لمبے درخت جن کی کٹائی چھکائی مناسب طور پر نہ کی جائے۔ ان پر گرمی اثر انداز ہوتی ہے۔

۵۔ نرم چھال والے درختوں کو زیادہ نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

۶۔ جن درختوں کا جھکاؤ شمال مشرق کی طرف ہو۔ انہیں گرمی سے کافی نقصان پہنچتا ہے

۷۔ جو درخت سرد علاقے سے لائے گئے ہوں انہیں موسم موافق نہ آنے کی وجہ سے گرمی کا کافی اثر پڑتا ہے

بچاؤ

۱۔ جو پودے پنیری سے اکھاڑ کر باغ میں لگائے جائیں ان کے تنوں کے گرد گتے، سرکنڈا یا پرانی بوری لپیٹ دیں۔ ان چیزوں کی اس وقت تک ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک کہ درخت پر کافی پتے نہ نکل آئیں۔ اور ان کا سایہ تنوں پر نہ پڑنے لگے۔

۲۔ درخت لگاتے وقت ان کا جھکاؤ قدرے جنوب مغرب کی طرف رکھنا چاہئے۔ اور کانٹ چھانٹ

Marfat.com

کے وقت یہ خیال رکھیں کہ جنوب اور جنوب مغربی شاخوں کا سایہ تنے پر پڑے۔

۳۔ جب کبھی بھی کسی پنیری سے پودے منتخب کرنے ہوں تو ایسے پودے لینے چاہئیں جن پر پیوند یا چشمہ نیچے لگا ہو۔

۴۔ پھلدار درختوں کی اندرونی شاخوں کی تراش باقاعدہ کرنی چاہئے۔ تاکہ پھل اندر کی طرف لگیں۔ ایسے پھل ہمیشہ خوش نما ہوتے ہیں۔ اور گرمی کی شدت سے محفوظ رہتے ہیں۔

۵۔ درخت کے جنوب مغرب کی طرف جلد بڑھنے والے جنتر جیسے پودے لگا دینے چاہئیں۔ تاکہ پھل پر سایہ رہے۔ اور سورج کی سیدھی شعاعوں کے نقصان سے بچاؤ رہے۔

۶۔ خاص طور پر گرمی کے موسم میں باغ کو آبپاشی کریں۔

۷۔ سب سے اچھا اور آسان طریقہ نئے اور پرانے درختوں کو دھوپ سے بچانے کا یہ ہے کہ ان کے تنے پر سفیدی کر دی جائے۔ اس طریقے سے خرچ کم پڑتا ہے۔ اور فائدہ کافی ہوتا ہے۔

سفیدی کرنے کا طریقہ

۱۔ ایک خالی ڈرم میں ۳۰ سیر ان بجھا چونا لے کر ۶۰ سیر پانی میں بجھائیں (۱:۲)

۲۔ دوسرے برتن میں ایک سیر نمک آدھ سیر جست اور زنک سلفیٹ (ZINC SULPHATE) ۲ گیلن (۲½ ٹین)، ابلتے ہوئے پانی میں حل کر لیں۔ پھر اس کو چونے والے برتن میں آہستہ آہستہ ڈال دیں۔

۳۔ ایک ٹین پانی میں دو سیر آٹا ابالیں۔ پھر اسے تمام چونے والے مرکب کے ڈرم میں ڈال دیں۔ سفیدی کو استعمال کرنے سے پہلے تھوڑا سا ٹھنڈا پانی ملا لینا چاہئے۔ یہ سفیدی زیادہ متاثر ہونے کے علاوہ زیادہ دیر درختوں پر بھی رہتی ہے۔

بعض لوگ سفیدی کی بجائے چونے اور گندھک کا مرکب بنا کر استعمال کرتے ہیں۔ یہ مرکب تنے کو صرف سفید ہی نہیں کرتا۔ بلکہ کئی ایک جراثیموں کو بھی ہلاک کر ڈالتا ہے۔ جو چھوٹے پودے پنیری سے اکھاڑ کر باغ میں لگائے جائیں ان پر اس کا استعمال کیڑوں اور دیگر مختلف بیماریوں کو ختم کرنے کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ یہ طریقہ عام طور پر چھوٹے پودوں کے لئے کارآمد ثابت ہوتا ہے۔

چونے اور گندھک کا مرکب

۸ سیر گندھک کا برادہ ۲½ ٹین ابلتے ہوئے پانی میں آہستہ آہستہ ڈال دیں۔ پھر ۴ سیر ان بجھا

Marfat.com

چونا ڈال دیں۔ اور سب کو آدھ گھنٹہ تک ابالیں۔ اس دوران میں محلول کو خوب ہلاتے رہیں۔ پھر کسی کھدر کے کپڑے میں چھان لیں۔ اور پھر اتنا پانی ڈالیں کہ کل مرکب ۸ ٹین ہو جائے

مندرجہ بالا تین طریقوں میں سے حالات کے مطابق کوئی بھی طریقہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

پھلدار درختوں کا کہر سے نقصان اور بچاؤ

کہر کی وجہ سے ہر سال پھلدار درختوں کو خاص طور پر وسطی اضلاع میں کافی نقصان پہنچتا ہے۔ اور مالکان باغات کے لئے یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ چھوٹے چھوٹے پودے خصوصاً سدا بہار پودے جیسے آم، امرود، جامن وغیرہ تو بسا اوقات بالکل ہی تباہ ہو جاتے ہیں۔ ترشادہ خاندان کے پودوں کو بھی زیادہ کہر پڑنے کی صورت میں نقصان پہنچتا ہے۔ ایسی صورت میں بڑے درختوں پر بھی کافی اثر ہوتا ہے۔ کیلا، پپیتا، آم وغیرہ کے بڑے درخت بھی اس سے اثر انداز ہوتے ہیں۔

پچھلے سال ۱۹۶۴ء میں کہر بڑے شدت سے پڑا۔ اور آموں کے بڑے بڑے درخت صنائع ہونے کی وجہ سے مالکان باغات کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ ترشادہ خاندان کے درختوں پر کہر کے اثر سے پھلوں کا رس خشک ہو گیا۔ اور قابل فروخت نہیں رہا۔

کہر پڑنے کی وجوہات

ہوا، نمی اور مطلع کا بادلوں اور گرد و غبار سے صاف ہونا کہر پڑنے میں ممد ثابت ہوتے ہیں۔ سکون راتوں میں اوپر کی سطح سے بہت ٹھنڈی ہوا زمین کی طرف آتی ہے اور بعض پہاڑی علاقوں میں یہ سرد ہوائیں

Marfat.com

پودوں کو بالکل تلف کر دینے کا سبب بنتی ہیں

مطلع صاف ہونا

مطلع صاف ہونے کی وجہ سے زمین اور درخت سے جو حرارت خارج ہوتی ہے وہ فضا میں چلی جاتی ہے۔ جس سے زمین اور پودے ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔

ہوا

خشک ہوا کی وجہ سے پودے اور زمین میں نمی کی کمی ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے پودے پر کہر کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

ساکن راتیں

ایسی راتوں میں زمین کے اوپر کی سطح کی زیادہ ٹھنڈی ہوا وزنی ہونے کی وجہ سے زمین پر پہنچ کر جمنے لگتی ہے۔ جس کی وجہ سے پودے کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔

شمال مغربی سرد ہوائیں

موسم سرما میں ایسی ہوائیں اکثر چلتی ہیں۔ اور پودوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

سردی سے پھلدار پودوں کو کس طرح نقصان پہنچتا ہے

پھلدار پودوں کا سردی سے متاثر ہونا، پودے کی ساخت، کہر پڑنے کا وقفہ اور درجۂ حرارت کے اچانک گرنے پر منحصر ہے۔ کہر کی وجہ سے پودوں کے متاثر ہونے کے متعلق تین مختلف نظریے ہیں۔

۱۔ کہر پڑنے کی وجہ سے خلیوں کی نخرمایہ (PROTOPLASM) سے پانی خارج ہو جاتا ہے۔ جس سے اس کے کیمیائی اجزاء خراب ہو جاتے ہیں۔ اور پودے کا وہ حصہ مر جاتا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب نخرمایہ میں کیمیائی اجزاء زیادہ ہوں تو پودا زیادہ متاثر نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے نازک شاخیں کہر سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔

جب زیادہ سردی پڑنی شروع ہو جاتی ہے تو نخرمایہ کا پانی جم کر چھوٹے چھوٹے برف نما ٹکڑے (CRYSTALS) بن جاتے ہیں۔ اگر یہ ٹکڑے خلوی پردہ (CELLWALL) کو نقصان نہ پہنچائیں۔ تو گرمی پڑنے پر یہ ٹکڑے پگھل کر نخرمایہ میں حل ہو جاتے ہیں۔ اور پودے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

Marfat.com

اگر درجۂ حرارت یک لخت گر جائے تو خلیوں کی درمیانی جگہ پہ چھوٹے برف نما ٹکڑے بن جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نخر مایہ کا پانی خارج ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ ٹکڑے خلیوں کو بھی زخمی کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ حصہ دوبارہ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔

مختلف قسم کے نقصانات جو کہر سے ہوتے ہیں

مختلف قسم کے نقصانات جو پودے کو سردی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ چشمے کا نقصان

۲ تنے کا نقصان

۳۔ جڑوں کا نقصان

چشمے کا نقصان

سردی سے پودے کے مر جانے کی بہت سی وجوہات ہیں۔ لیکن جن حالات میں چشمے کو نقصان پہنچتا ہے۔ وہ تین قسم کے ہیں۔

۱۔ چشمے جب غیر پختہ ہوں اور درجۂ حرارت گر جائے تو نیم پختہ چشموں پہ معمولی سردی بھی اثر انداز ہوتی ہے

۲۔ پختہ چشمے جب کافی دیر تک کہر کی زد میں رہیں تو وہ مر جاتے ہیں۔

۳۔ موسم بہار میں کہر کے پڑنے سے پھوٹنے والے چشمے مر جاتے ہیں۔

تنے کا نقصان

اگرچہ پھول کے چشمے کا سردی سے اثر انداز ہونا مالی لحاظ سے بہت نقصان دہ ہے۔ لیکن درخت کا بذات خود کہر سے متاثر ہونا زیادہ تباہ کن ہے۔ اس طرح پودے کو مندرجہ ذیل نقصانات ہوتے ہیں

شاخ کے سرے کا مر جانا

شدید سردی میں پھلدار پودوں کو یہ نقصان اکثر پہنچتا ہے۔ یہ عام طور پر اس وقت ہوتا ہے۔ جب بڑھوتری دیر تک ہوتی رہی ہو۔ اور وہ لکڑی بھی پختہ نہ ہوئی ہو۔

Marfat.com

درخت کے تنے پر بہت سے حصوں کا مر جانا

یہ نقصان بھی پھلدار درختوں پر عام ہوتا ہے۔ اس میں سب سے پہلے تنے کی متاثرہ جگہ پر گلابی یا سیاہ رنگ کا نشان پڑ جاتا ہے۔ اور عام طور پر یہ سوکھ کر پھٹ جاتا ہے۔ جب اس جگہ پر کوئی چیز مار کر آواز پیدا کی جائے تو صحت مند حصے کے مقابلے میں یہ آواز مختلف ہوتی ہے۔

تنے کے جوڑ کا متاثر ہونا

اس قسم کا نقصان چھوٹی اور بڑی شاخوں کے درمیانی جوڑ کے درمیانی حصوں کے مر جانے سے ہوتا ہے۔

چھال کا پھٹنا

یہ عمل سردی کی وجہ سے عام ہوتا ہے۔ چھال پیچھے کی طرف خم کھا کر زخم کو بڑھا دیتی ہے۔ اور تنا بھی درمیان سے پھٹ جاتا ہے۔

پھل کا گر جانا

یہ بھی مشاہدے میں آیا ہے کہ کہر پڑنے کی وجہ سے تر شادہ پودوں کا پھل گر جاتا ہے۔ اور ان کا رس بھی خشک ہو جاتا ہے۔ جس سے وہ منڈی میں فروخت کے قابل نہیں رہتا۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کہر کا آئندہ فصل پر بھی کافی اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ متاثرہ شاخیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اور اگر وہ پھل برداشت کریں تو وہ بھی اس کمزوری کی وجہ سے گر جاتا ہے۔

جڑوں کا مر جانا

جب زمین پر برف پڑی ہو تو اس وقت یہ نقصان زیادہ ہوتا ہے۔ ڈھانپی ہوئی زمین کی نسبت بغیر ڈھانپی ہوئی زمین زیادہ گہرائی تک متاثر ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ جڑیں سردی کا زیادہ سے زیادہ مقابلہ کر سکتی ہیں۔

کہر کے نقصان سے بچاؤ

کہر سے محفوظ جگہ کا انتخاب

زمین کی جغرافیائی خصوصیت بہت اہمیت رکھتی ہے۔ جب اونچائی بغیر روک ٹوک کے وادی کی طرف آتی ہے۔ تو پھلدار درختوں کو اس ہوا کے راستے میں کاشت نہیں کرنا چاہیئے۔ اس کے برعکس جب

Marfat.com

ان ہواؤں کا رخ پہاڑوں کی وجہ سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ یا کسی وجہ سے ہوا میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی جگہوں پر پھلدار درختوں کو کہر سے کم نقصان پہنچتا ہے۔ میدانی علاقوں میں نازک درخت ایسی جگہوں میں کاشت کرنے چاہئیں جو سرد ہواؤں کی زد سے باہر ہوں۔

کہر کا مقابلہ کرنے والی اقسام کی کاشت

اگر باغبان کو کہر کی زد سے محفوظ جگہ نہ مل سکے تو ایسے پودے لگانے چاہئیں جو کہر کا مقابلہ کر سکیں ترشاوہ پھل سخت جانی میں بالترتیب ہیں۔ سہ برگہ، کھٹہ، سنگترہ، کمکاٹ، مالٹا، چکوترہ، موکڑی، یورپین لیمن اور کاغذی لیموں۔ اگرچہ آم پر کہر کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے پھر بھی اس کی بہت سی اقسام مثلاً ڈاکٹر کنگ، بمبے گرین، فجری کلاں، لنگڑا، ہردوئی اور مالدہ دوسری اقسام کی نسبت کہر کا مقابلہ کافی حد تک کر سکتی ہیں۔

ہوا توڑ باڑیں

ہوا توڑ باڑیں سرد ہواؤں سے بچانے کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ شیشم، شہتوت، اور تخمی آموں کو ہوا توڑ باڑ کے طور پر پھلدار پودوں کو کہر سے بچانے کے لئے باغ کے اردگرد لگانے کی سفارش کی گئی ہے۔ عارضی طور پر بچاؤ کے لئے جنتر کی باڑ بھی لگائی جا سکتی ہے۔

درختوں کو کہر کے مقابلہ کے لئے تیار کرنا

غیر پختہ لکڑی کو سردی سے بہت نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے یہ کوشش کرنی چاہئے کہ درختوں کو کاشتی عمل، کیڑے مکوڑے اور بیماریوں سے بچا کر تندرست اور محفوظ رکھیں۔ تاکہ کورا پڑنے سے پہلے پہلے نئی پھوٹ پختہ ہو جائے۔

دوسرے مصنوعی طریقے

گرمی سے محفوظ کرنے کے لئے مختلف قسم کے چھپر استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ زیادہ کہر پڑنے والے موسم میں چھوٹے پودوں کو بچانے کے لئے یہ طریقے فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔ چھپر ڈالنے چاہئیں جو پودے کو کہر سے بچائے رکھیں اور سورج کی شعاعوں کو بھی نہ روکیں۔

پودوں کو انفرادی طور پر کہر سے بچانا

پرانے درختوں کی نسبت نئے پودوں پر کہر کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ پہلے ایک یا دو موسموں میں ان کو

Marfat.com

سرکنڈے یا پرالی سے محفوظ کیا جاتا ہے۔ کہر پڑنے کے فوراً بعد سرکنڈے کو جلدی نہیں کھولنا چاہئے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے پودے کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔

باغ کی آبپاشی کرنا

آبپاشی کرنے سے دو سے چار درجے تک درجۂ حرارت بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے باغات کی آبپاشی نقصان سے بچانے میں ممد ثابت ہوتی ہے۔

پودوں کو براہ راست حرارت پہنچانا

باغات میں لکڑی کا کوئلہ وغیرہ اور چولہوں کو جلا کر ہر درخت کو حرارت دی جا سکتی ہے۔ اور اس کے لئے سستا ایندھن جلا کر کافی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ امریکہ کے شہر کیلیفورنیا میں چربی جلا کر درختوں کو حرارت دی جاتی ہے۔ وہاں پر تیل کافی سستا بکتا ہے۔ اور اب تو تقریباً تمام ترشادہ پھل پیدا کرنے والے حصوں میں یہ طریقہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تیل سے جلنے والے اچھے چولہے خاص حرارت پہنچاتے ہیں۔ اور دھواں بھی نہیں دیتے۔

کہر پڑنے کی بروقت اطلاع ملنا

باغبان کو کہر پڑنے کا بروقت علم ہونا چاہئے۔ تاکہ وہ کہر کے بچاؤ کے لئے بندوبست کر سکے۔ اس سلسلے میں محکمہ موسمیات کاشت کاروں کی کافی مدد کر سکتا ہے۔ وہ کہر پڑنے کی بروقت اطلاع دے سکتا ہے۔ تاہم تھرمامیٹر باغ میں کسی اچھی اور کھلی جگہ پر نصب کرنا چاہئے۔ جب درجۂ حرارت ۳۲° درجے فارن ہیٹ تک گر جائے۔ تو کہر کے بچاؤ کا بندوبست کر لینا چاہئے۔ یا ایک تھرمامیٹر درجۂ حرارت معلوم کرنے کے لئے باغ کے اندر چھوڑ دیں۔ نیز ایک چھوٹی پرات جس میں تقریباً ایک انچ گہرا پانی ہر باہر رکھ چھوڑنی چاہئے۔ تاکہ پتہ لگ جائے کہ پانی کس وقت جمنا شروع ہوتا ہے (یعنی کہر پڑنے کا وقت کب آتا ہے) جب درجۂ حرارت ۳۲ فارن ہیٹ تک گر جائے تو عین اس وقت کہر پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا حفاظت کے لئے مناسب کارروائی کرنی چاہئے۔

کہر سے متاثرہ پھل اور درختوں کا علاج

کورے کے اثر سے پھل کی خوشبو ضائع ہو جاتی ہے۔ اور جلد ہی پھل خشک ہو کر ناقابل استعمال ہو جاتا ہے۔ شروع میں پھل کی خوشبو کچھ ناخوشگوار سی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد مٹھاس اور کھٹائی میں بھی

Marfat.com

کمی نمودار ہونے لگتی ہے۔ متاثرہ پھل اچھے پھل کی نسبت بہت گھٹیا قسم کا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو علیحدہ توڑ لینا چاہیئے۔ اور پھل میں نہیں ملانا چاہیئے۔ کہر سے متاثرہ درختوں کو اچھی طرح پہچانا جا سکتا ہے۔ جب موسم بہار کی بڑھوتری ہو رہی ہو سوکھی شاخیں کاٹ دینی چاہئیں اور تمام درختوں پر بورڈو پیسٹ لگا دیں۔ اگر درخت کی چھال اتر جائے تو اس کے ساتھ بورڈو پیسٹ لگا دیں۔ لیکن جب کہر پڑنے کے بعد چھال کے اتر جانے کا اندیشہ ہو تو چھال کو کسی چیز کے ساتھ باندھ دینا چاہیئے۔

بورڈو پیسٹ مندرجہ ذیل طریقے سے تیار کی جاتی ہے

ایک پونڈ نیلے تھوتھے کو کسی لکڑی یا مٹی کے برتن میں چار پانچ سیر پانی میں حل کریں۔ کسی دوسرے برتن میں دو پونڈ چونے کو دو اڑھائی سیر پانی میں بجھائیں۔ جب چونا بجھ کر ٹھنڈا ہو جائے تو دونوں حل شدہ چونے اور نیلے تھوتھے کو ملا دیں۔ یہ ایک ہلکے رنگ کی ملاوٹ سی بن جائے گی۔ جو برش یا کڑچھی سے استعمال کی جا سکتی ہے۔ شاخ کاٹتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ اس کا کوئی حصہ تنے کے ساتھ نہ رہ جائے۔ اس کو اچھی طرح جڑ سے کاٹ دینا چاہیئے۔ صاف اور اچھی طرح کاٹنے سے کٹی ہوئی جگہ جلد ٹھیک ہو جاتی ہے۔ یعنی زخم جلدی بھر جاتا ہے۔

Marfat.com

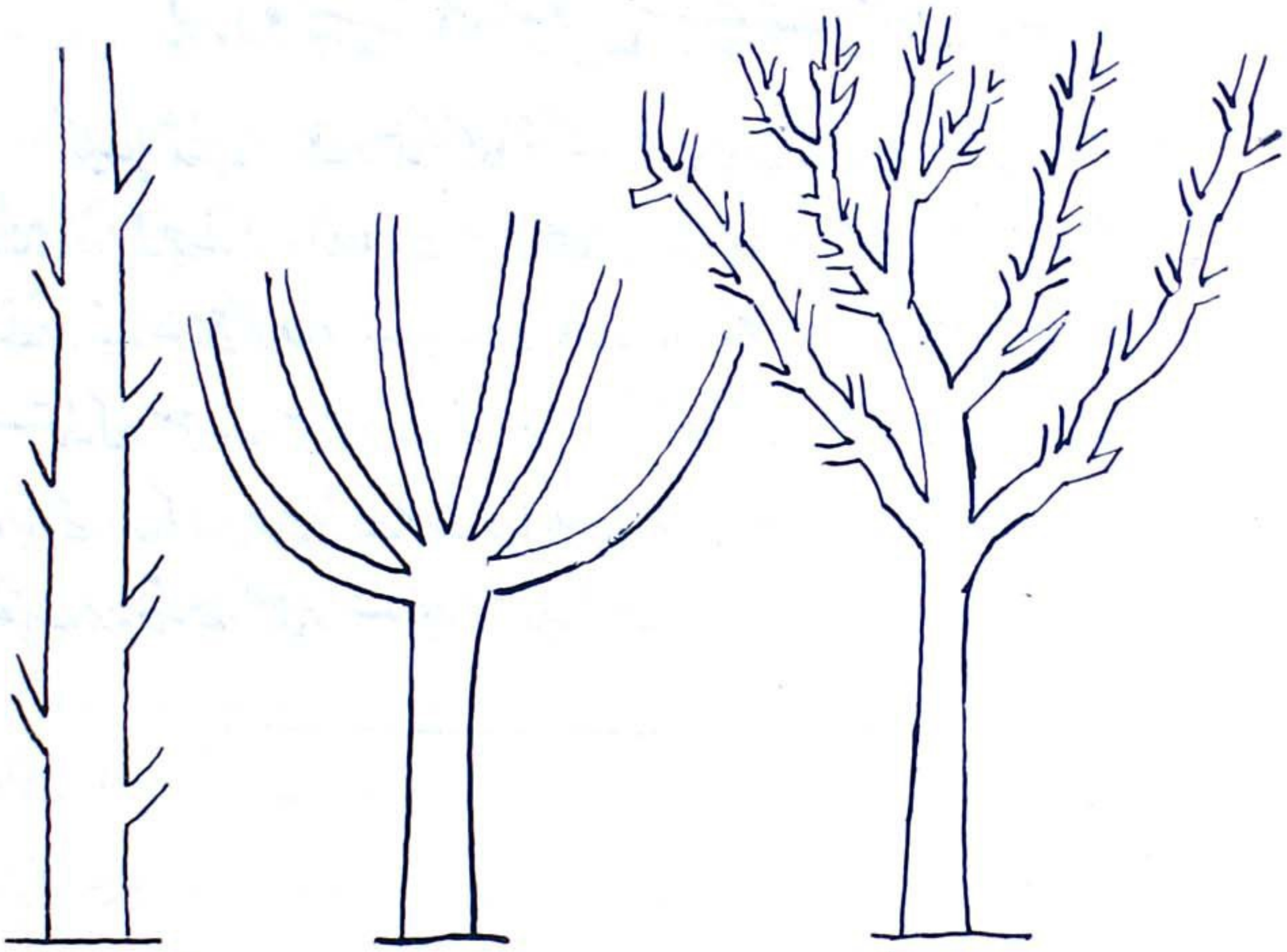

سنٹرل لیڈر سسٹم

(CENTRAL LEADER SYSTEM

اوپن سنٹر سسٹم

OPEN CENTRE SYSTEM

موڈیفائیڈ سنٹرل سسٹم

MODIFIED CENTRAL SYSYTIM

Marfat.com

پھلدار درختوں کی تربیت اور شاخ تراشی

دنیا کے تمام باغبانوں میں پھلدار درختوں کی شاخ تراشی پرانی تنظیم اور باقاعدہ مشق ہے۔ شاخ تراشی سے ہمارا مطلب درخت کے کچھ زائد حصوں کو کاٹنا ہے۔ تاکہ درخت کی شکل وصورت، پھل دینے کی عادت اور پھل کی خصوصیات کو بہتر کیا جا سکے۔ یعنی بیمار اور غیر ضروری حصوں کو درخت سے کاٹ کر الگ کر دیا جائے۔ شاخ تراشی کے دو مقاصد ہیں۔ پہلا مقصد درخت کو ایسے طریقے سے تربیت دینا ہے کہ وہ دل فریب، اور کشش انگیز نظر آئے۔ درختوں کو اس مقصد کے پیش نظر تربیت دی جاتی ہے۔ مثلاً کارڈن، ابلیک کارڈن حبجانا، پنکھانا، گنبدنا، بیضوی اور قوس نما وغیرہ تربیت کی ان اقسام کے تحت مقصد صرف درخت کی خوبصورتی ہوتا ہے۔ پھل کو درخت کی اس تربیت سے سائنسی تحقیقات سے صحیح ثابت کیا جا چکا ہے۔ بعض دفعہ معاشی اہمیت کو نظر انداز کرتے ہوئے کچھ پھلدار درختوں کو ان طریقوں سے گھروں کی دیواروں، زیباشی باغات یا پبلک پارکوں اور سڑکوں کے کناروں کے ساتھ ساتھ تربیت دی جاتی ہے۔

بصورت دیگر درختوں کی شاخ تراشی کا مقصد مندرجہ بالا مقصد سے بالکل جدا ہوتا ہے۔ اور اس مقصد کے پیش نظر درختوں کی معاشی اہمیت ہوتی ہے۔ جس سے ہمارا خاص تعلق ہے۔ یہاں ہمارا مقصد

Marfat.com

درخت کی اس طرح شاخ تراشی کرنا ہے کہ وہ مناسب شکل وصورت اور تنے کے ساتھ والے کھلے زاویوں مضبوط جوڑ بنائیں تاکہ بغیر کسی خطرہ کے پھل کی کافی مقدار کو ان کی پختگی تک پہنچا سکیں۔ دوسرے لفظوں میں درخت پر اتنا صحت مند ہو کہ وہ بہترین خصوصیات کا پھل تجارتی لحاظ سے پیدا کر سکے۔ پھلدار درختوں کی شاخ تراشی اس لئے بھی ضروری ہے کہ درختوں کے اندر مناسب ہوا اور شعاعوں کا گزر آسانی سے ہو سکے۔ تاکہ پھل کی نشوونما اپنی پوری خصوصیات کے ساتھ اور مکمل طور پر ہو سکے۔ اس عمل سے باغات میں مختلف کیڑوں مکوڑوں اور بیماریوں سے حملہ شدہ درختوں پر آسانی سے زہر پاشی کی جا سکتی ہے۔ نیز ہل چلانے میں بھی آسانی رہتی ہے۔ شاخ تراشی اگر ہوشیاری سے صحیح طریقہ سے کی جائے تو درخت کی توانائی بڑھے گی۔ اور نتیجتاً درخت کی عمر اور پھل دینے کی استطاعت بھی بڑھے گی۔ جو یقیناً باغبانی کے لئے سودمند ثابت ہوگی۔ شاخ تراشی عموماً درخت کے باقاعدگی سے پھل دینے کی عادت کو دور کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ یعنی ایسے درخت جو ایک سال تو زیادہ مقدار میں پھل دیتے ہیں اور دوسرے سال بہت کم یا بالکل ہی پھل پیدا نہیں کرتے۔ پت جھڑ کے کئی درختوں میں بعض اوقات شاخ تراشی ناگزیر ہوتی ہے۔ کیونکہ شاخ تراشی سے نئے صحت مند غنچے حاصل کئے جاتے ہیں۔ جو پھل پیدا کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

پھلدار درختوں کی تربیت اور شاخ تراشی کرنے والا نہایت ہوشیار اور تجربہ کار ہونا چاہئے۔ اور یہ باغبانی کے لئے بہت ضروری ہے۔ کہ وہ شاخ تراشی سے پہلے اس کے اصولوں سے پوری طرح واقف ہو۔ وہ اپنے مقصد میں صاف اور اپنے باغ کی خاص خاص ضروریات کا پورا علم رکھتا ہو۔ ان کے اصولوں سے کسی قسم کا انحراف باغبانوں کو فائدے کی بجائے الٹا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ لہٰذا باغبانوں کو چاہئے کہ وہ بغیر ہوشیاری اور تجربہ کے شاخ تراشی نہ کریں۔ ہو سکتا ہے غلط طریقہ سے شاخ تراشی کرنے سے درختوں کو زیادہ نقصان پہنچے۔

چھوٹے پودوں کی تربیت

پھلدار درختوں کی شاخ تراشی دو حصوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ پہلی سٹیج ان چھوٹے درختوں کی شاخ تراشی کرنا ہے جن کی عمر ۴ اور ۵ سال سے زیادہ نہ ہو۔ اور ان پر پھل لگنا شروع نہ ہوا ہو یا بہت ہی جلد پھل دینا شروع کیا ہو۔ ایسی شاخ تراشی کو تربیت کا نام دیا جاتا ہے۔ شاخ تراشی کی دوسری اسٹیج جوان اور عمر رسیدہ درختوں کی شاخ تراشی ہے۔ کافی حالات میں تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے۔ کہ درختوں کی چھوٹی عمر میں مناسب شاخ تراشی آئندہ کے لئے شاخ تراشی کے شدید عمل کو کم کر دیتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پھلدار درخت کی شدید شاخ تراشی درخت

Marfat.com

کی بڑھوتری کو زیادہ کرے گی۔ اور نتیجتاً آئندہ آنے والے کئی سالوں تک پیداوار کم ہو جائے گی۔ بعد کی شدید شاخ تراشی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اولیں ضرورت ہے کہ درخت کو چھوٹی عمر میں جب کہ اس نے پھل دینا شروع نہ کیا ہو اس کی مناسب شکل و صورت کے لئے تربیت دینی چاہیئے۔ تربیت کا خاص مقصد یہ ہے کہ درخت کو مضبوط شکل دے کر اس پر ایسے متوازن اور توانا جوڑ بنانے چاہئیں جو ٹوٹنے کے بغیر پھل کی زیادہ مقدار کا بوجھ برداشت کر سکیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے درخت سے ہمیشہ اتنی لکڑی کاٹنی چاہیئے جتنی کہ ممکن ہو۔ تاکہ پھولوں کے آنے پر غیر ضروری نہ ہو جائے۔ درخت کی قدرتی بڑھوتری کے رجحان سے بھی واقفیت ہونا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر آڑو اور زرد آلوچے کے درختوں کی بڑھوتری کا رجحان اوپن سنٹر (OPEN CENTRE) طریقے سے زیادہ ہے۔ جب کہ سیب، ناشپاتی اور چیری کے درختوں کی بڑھوتری کا رجحان تربیت کے سنٹرل لیڈر (CENTRAL LEADER) یا ترمیم شدہ سنٹرل لیڈر (MODIFIED CENTRAL LEADER) کے طریقے سے زیادہ ہے۔

چھوٹے درختوں کی تربیت کے تین عام طریقے مندرجہ ذیل ہیں۔

• اوپن سنٹر طریقہ • سنٹرل لیڈر طریقہ • ماڈی فائیڈ سنٹرل لیڈر طریقہ یا ماڈیفائیڈ اوپن سنٹر طریقہ

تربیت کے ان طریقوں میں سے ہر ایک طریقہ اپنے اندر مختلف فوائد اور نقصانات رکھتا ہے۔ لیکن ماڈی فائیڈ سنٹرل لیڈر طریقے میں دوسرے طریقوں کی نسبت کم نقصانات ہیں۔

چھوٹی عمر کے پھلدار درخت کی تربیت اس کی عمر کے لحاظ سے عموماً نرسری یا اس کی دائمی جگہ پر منتقلی کے وقت شروع کی جاتی ہے۔ لیکن مندرجہ بالا تربیت کے تینوں طریقوں میں ایک چیز مشترک ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ تنے کو زمین کے اوپر کچھ اونچائی تک مثلاً ۱۸ انچ سے ۲۴ انچ تک بڑھنے دیا جاتا ہے۔ جہاں پر درخت کی دائمی شکل و صورت کے لئے پہلا جوڑ نکلتا ہے۔ پہلے جوڑ کے نیچے کی شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ چند ایک باغبانوں میں درخت کے تنے کو کافی اونچائی پر جانے اور پہلے جوڑ کو زمین سے ۴ یا ۵ فٹ کی بلندی پر یا اس سے بھی اونچا چھوڑنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ تاکہ باغ میں بیلوں وغیرہ سے ہل چلانے میں سہولت رہے۔ لیکن اس کی سفارش نہیں کی جاتی۔ کیونکہ اس طرح درخت کافی اونچا ہو جاتا ہے۔ اور پھر شاخ تراشی، پھل توڑنے اور دواپاشی کرنے میں مشکل ہو جاتی ہے۔ اور باغبان کو یہ عمل مہنگے پڑتے ہیں۔ علاوہ ازیں کافی سے زیادہ تعداد میں شاخوں کی درخت سے علیحدگی کا اثر درخت کو کمزور بناتا ہے۔ بعد میں پھل کی پیداوار پر بھی برا اثر

Marfat.com

پڑتا ہے۔ اس لئے اس بات کی ہمیشہ ہدایت کی جاتی ہے کہ درخت پر پہلا جوڑ زمین سے ۱۸ انچ سے ۲۴ انچ کی اونچائی پر واقع ہو۔

درخت کو حسب منشا شکل وصورت دینے سے پہلے ایک اور بات کا خاص خیال رکھنا بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ درخت کی بڑھوتری کی عادت سے واقف ہونا چاہئے۔ کچھ درخت کافی اونچائی تک اگتے ہیں اور کم بلندی پر کوئی شاخ پیدا نہیں کرتے اور اس طرح باغبان کو پہلا مضبوط جوڑ درخت کو صحیح شکل وصورت دینے کے لئے نہیں ملے گا۔ ایسے حالات میں درخت کو منتقلی کے وقت اس طرح کاٹ دینا چاہئے کہ کاٹنے کے حصہ کے نیچے کے چشمے پھوٹ پڑیں۔ اور شاخیں پیدا کریں اور ان میں سے پہلی یا دوسری شاخ پہلے جوڑ کے قریب منتخب کر لینی چاہئے۔ سب سے اوپر والے چشمے کی بڑھوتری سے سنٹرل لیڈر یا خاص تنا پیدا ہوتا ہے بعض درختوں میں زمین سے کم بلندی پر شاخیں دینے کی عادت ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں پہلے مضبوط جوڑ کے انتخاب میں سہولت رہتی ہے اور درخت کو حسب منشا تربیت دی جاسکتی ہے۔

پہلی تربیت کا مقصد درخت کو ۵ سے ۷ مضبوط جوڑوں کے ساتھ جو کہ تنے سے ایک دوسرے سے ۶ انچ سے ۹ انچ کے فاصلے پر مخالف سمتوں میں اگتے ہیں توانائی دیتا ہے۔ اس بات کی احتیاط کرنی چاہئے کہ تنے سے جوڑوں کا زاویہ مناسب طور پر کھلا ہونا چاہئے۔ ورنہ شاخ کے ٹوٹنے کا خطرہ رہتا ہے۔ جب کہ اس پر بھاری مقدار میں پھل ہوگا جس کا سدِباب ہو جائے گا۔

سنٹرل لیڈر سسٹم

تربیت کے اس طریقے کے تحت درختوں کے خاص تنے کو سیدھا اوپر کی طرف بڑھنے دیا جاتا ہے۔ اور جوڑ خاص تنے کے ساتھ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر مخالف سمتوں میں اوپر کی طرف اگتے ہیں۔ اور پہلا خاص جوڑ زمین سے ۲ یا ۳ فٹ کی بلندی پر واقع ہوتا ہے۔ اس طریقے کے تحت شاخوں کو تنے سے زیادہ لمبائی پر نہیں اگنے دیا جاتا۔ اور جب شاخیں بڑھنا شروع ہوتی ہیں تو انہیں بتدریج کاٹ دیا جاتا ہے۔ منتقلی کے بعد تمام شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے ماسوائے ان شاخوں کے جو کہ درکار ہوتی ہیں۔ دوسرے موسم میں سب سے اوپر والا چشمہ اپنی بڑھوتری سے تنا پیدا کرے گا۔ جو کہ سیدھا اگے گا۔ اور تنے سے نکلنے والی دیگر منتخب شاخوں پر فائق ہوگا۔ عمر کے ساتھ ساتھ درخت کے دیگر جوڑ حسب منشا مذکرۃ الصدر طریقے سے منتخب کرنے چاہئیں یعنی خاص تنے کو دیگر شاخوں سے فائق رکھنا چاہئے۔ غیر ضروری شاخوں کو ہمیشہ درخت سے کاٹ دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

درخت کی شاخوں کو اس طرح سے کاٹنا چاہئے کہ درخت متوازن رہیں۔ اگر منتخب کردہ شاخوں میں سے کوئی شاخ زیادہ بڑھ جائے تو اسے کاٹ کر درخت کا توازن برقرار رکھنا چاہئے۔ پس درخت کی دائمی شکل اس طریقے کے تحت ۴ یا ۵ سالوں میں تکمیل پذیر ہوگی۔ بعد ازاں درخت کی شاخ تراشی اس کے پھل دینے کی عادت کے مطابق کرنی چاہئے۔ کچھ پھلدار درخت مثلاً سویٹ چیری اور ناشپاتی اس طریقے کا قدرتی رجحان رکھتے ہیں۔ جب کہ سیب کا درخت بھی اس طریقے کے تحت سیدھا کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ تربیت کے اس طریقے کے تحت درخت مناسب شکل وصورت والا، مضبوط اور خاصی پیداوار دیتا ہے۔ مگر اس کے کچھ نقصانات بھی ہیں۔ درخت اس طریقے سے کافی اونچا ہو جاتا ہے۔ اور پھل توڑنے، شاخ تراشی کرنے اور دواپاشی وغیرہ کا عمل مشکل اور مہنگا ہو جاتا ہے۔ نیچے کی شاخوں پر جو سائے میں رہتی ہیں ان کا پھل صحیح طریقے سے نشوونما نہیں پاتا اور نہ ہی اس کی رنگت مناسب ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا نقائص اور تکالیف کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے ملک کے باغوں میں اس قسم کی تربیت جاری نہیں کی جاسکی۔

اوپن سنٹر سسٹم

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ ایسے طریقۂ تربیت میں شاخیں کم وبیش ایک ہی نقطہ سے نکلتی اور پھیلتی ہیں جس سے درخت کی صورت ویز (VASE) جیسی دکھائی دیتی ہے۔ اور درخت کا مرکزی حصہ کھلا رہتا ہے۔ اس طریقے میں پودا لگاتے وقت اس کا اوپر کا حصہ کاٹ دیا جاتا ہے اور صرف ۲۴ یا ۳۰ انچ تنا رہنے دیا جاتا ہے۔ شاخ تراشی کے آئندہ موسم میں ۲ یا ۳ شاخوں کو منتخب کر لیا جاتا ہے۔ ان منتخب شدہ شاخوں میں ذیلی شاخوں کو زمین سے ۱۸ انچ کے فاصلہ پر تنا سے آندھیوں کے رخ پر نکلنا چاہئے۔ یہ منتخبہ شاخیں تنے کے ساتھ وسیع زاویے پر ہونی چاہئیں۔ اور ان کے سرے بھی اس طرح کاٹ دینے چاہئیں۔ تاکہ درخت ایک (VASE) مانند دکھائی دے۔ ایسی زائد شاخیں جو دوسری شاخوں کی بڑھوتری کو کم کر دیں کاٹ دینا چاہئے۔ اگلے سال پھر دو یا تین شاخیں منتخب کر لینی چاہئیں۔ باقی شاخوں کو کاٹ دینا چاہئے۔ اوپر کی شاخوں کی بڑھوتری کو ہمیشہ کم کرنا چاہئے۔ خاص طور پر آڑو اور سیب کے درختوں کی۔ تاکہ درخت کی صورت ایسی بنائی جاسکے۔ اس کے بعد پھل دینے کی عادت کے مطابق شاخ تراشی کی جائے۔

اس قسم کی تربیت میں یہ خوبی ہے۔ کہ شاخوں کے کافی پھیلاؤ کی وجہ سے درخت کے اندرونی حصہ میں سورج کی روشنی اور ہوا کافی مقدار میں پہنچ سکتی ہے جس سے پھل اچھی طرح سے نشوونما پاسکتا ہے۔ خاص

Marfat.com

طور پر پہاڑی اور سرد علاقوں میں ساتھ ہی دواپاشی، شاخ تراشی اور پھل توڑنے میں بھی آسانی رہتی ہے۔ اس کے برعکس اس سسٹم میں چند ایک خامیاں بھی ہیں۔ مثلاً شاخوں کے تنے پر سے ایک ہی ساتھ ایک نقطہ سے نکلنا اور تنے کے ساتھ کمزور زاویے کا ہونا ایک دائمی بنیادی کمزوری ہے۔ جس سے اکثر شاخیں ٹوٹتی رہتی ہیں۔ نیز یہ کہ درخت کی شکل کو برقرار رکھنے کے لئے سخت قسم کی شاخ تراشی کرنا ضروری ہوتی ہے جو خود ایک خامی ہے۔ گرم مقامات پر سورج کی براہِ راست شعاعوں سے پھل کے پھٹ جانے اور سڑنے کا بھی کافی اندیشہ رہتا ہے۔

مندرجہ بالا تمام خامیوں کے باوجود یہ طریقہ پت جھڑ والے پھل دار درختوں میں عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ خاص کر سیب، زردالو، آڑو، بادام اور آلو بخارا وغیرہ ہیں۔

ماڈیفائیڈ سنٹرل لیڈر سسٹم یا ماڈیفائیڈ اوپن سنٹر سسٹم

مندرجہ بالا دونوں طریقوں کی درمیانی صورت ہے۔ جس میں ان دونوں کی خوبیاں یک جا کی گئی ہیں۔ اس سسٹم مین پودے کو اپنی مستقل جگہ پر لگانے کے بعد نمایاں شاخ کو ۶ سے ۸ فٹ تک بڑھنے دیا جاتا ہے جیسا کہ سنٹرل لیڈر سسٹم میں بیان کیا گیا ہے۔ اس شاخ یعنی سنٹرل لیڈر کو بعد میں کاٹ دیا جاتا ہے۔ جب بنیادی شاخیں یا سیکیفولڈ شاخیں اچھی طرح نشوونما پا چکی ہوں تو اس کے بعد درخت کی شاخ تراشی اوپن سنٹر کے طرز پر کی جاتی ہے۔

اس سسٹم میں درخت کی شاخوں کے زاویے مضبوط ہوتے ہیں۔ اور درخت بنیادی طور پر لازماً مضبوط ہوتا ہے۔ زاویوں کی مضبوطی کی وجہ ضمنی شاخوں کی غیر مناسب نشوونما ہے۔ سیکیفولڈ یا بنیادی شاخوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ رکھا جاتا ہے۔ جس سے درخت نشوونما پانے کے بعد اوپن سنٹر سے مقابلتاً اونچا اور سنٹرل لیڈر سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس سسٹم میں بھی سنٹرل لیڈر سسٹم قائم رکھنے کے لئے جانبی شاخوں کے سروں کو بھی پہلے چند موسموں میں اچھی طرح کاٹ دینا چاہئے۔ درخت کو مثالی صورت دینا ضروری ہے۔ تاکہ بنیادی شاخوں (سنٹرل اور لیڈر) کی بڑھوتری غیر مناسب ہو۔ جس کے لئے ضروری ہے کہ بنیادی شاخیں غیر مساوی لمبائی کی صورت میں کاٹی جائیں۔ تاکہ نشوونما پانے کے بعد ان کا نصف قطر بھی غیر مساوی ہو۔ بعض حالات میں اگر منتخب شدہ لیڈر اپنی رہنمائی کو قائم نہ رکھ سکے تو اس کی جگہ کوئی اور متبادل شاخ چنی جا سکتی ہے۔ لیڈر کے سرے کو عموماً ۴ یا ۵ سال کے بعد کاٹ دیا جاتا ہے۔ خاص طور پر سیب اور آڑو کے لئے

Marfat.com

اس سے کم مقدار درکار ہے۔ ثانوی ضمنی شاخوں کو جو کہ بنیادی شاخوں پر سے نکلتی ہیں گھنا نہ ہونے دیا جائے اور عموماً ۲ سے ۳ ایسی شاخیں ہر بنیادی شاخ پر رہنے دی جائیں اور سارے درخت پر ۱۰ سے ۱۲ ثانوی ضمنی شاخیں ہونی چاہئیں۔ اس سسٹم کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس طریقے سے بنیادی طور پر پودا مضبوط اور پھیلاؤ دار ہوتا ہے۔ درخت میں مناسب ہوا اور سورج کی شعاعوں کا گزر رہتا ہے۔ اور اس طرح پھل کے رنگ اور نشوونما کو تقویت پہنچتی ہے۔ تربیت کے دوسرے طریقوں کی نسبت اس طریقے میں کم شاخ تراشی کرنا پڑتی ہے۔ مستقل شاخ تراشی کی وجہ سے پھل توڑنے اور دواپاشی کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے

مذکورہ بالا تربیت کے تمام طریقوں کی اہمیت کو شاید باغبان محسوس نہ کر سکے۔ لیکن آخر میں نصف سے زیادہ حد تک عاقلانہ شاخ تراشی کرنے سے اس کی نوعیت کا علم ہو جائے گا۔ محتاط شاخ تراشی درخت کو سنٹرل لیڈر قسم بنا سکتی ہے۔ اور اس کو ایسا مناسب ڈھانچہ دے دیتی ہے۔ کہ باغبان اس سے پورا فائدہ اٹھائے۔ لیکن اوپن سنٹر درخت کی شاخ تراشی میں کوتاہی درخت کو گھنا بنا دیتی ہے۔ اور اس طرح باغبان گھاٹے میں رہتا ہے۔ بصورت دیگر اوپن سنٹر درخت بہ نسبت سنٹرل لیڈر درخت کے اقسام کے تحت کھلے اور مضبوط جوڑوں والا ہوتا ہے۔ البتہ عام حالات میں کوشش یہ ہونی چاہئے کہ درخت کی بڑھوتری اور پھل دینے کی عادت کے پیش نظر درخت کو حسب منشا ڈھانچہ دیا جائے۔ تربیت کے زیر بحث طریقے تمام درختوں کے لئے کارآمد ہیں۔ ماسوائے انگور کے جس کی تربیت کے طریقے پر علیحدہ بحث کی گئی ہے۔

شاخ تراشی کے اصول

اب تک شاخ تراشی کے اہم فوائد اور چھوٹی عمر کے پودوں کی تربیت کے مختلف طریقوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اب ہم شاخ تراشی کے خاص خاص اصولوں پر بحث کریں گے۔ ان اصولوں کو شاخ تراشی کے عمل سے پہلے اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ تاکہ ہماری شاخ تراشی اور تربیت کے عمل کا معیار ہمارے مقصد کے عین مطابق ہو۔

درخت کی عمر

درخت کی تنومندی اور آیا کہ وہ پھل دے رہا ہے یا نہیں۔ یہ کچھ ایسے بنیادی اسباب ہیں جنہیں شاخ تراشی کے عمل سے پہلے اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ پہلے چند سالوں میں درخت کی شاخ تراشی کا مقصد اس کو مناسب تربیت دینا ہوتا ہے۔ تاکہ وہ مضبوط اور توانا رہے لیکن جب درخت پوری طرح جوان ہو جاتا ہے تو شاخ تراشی کا مقصد تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہوتا ہے کہ درخت سے اعلیٰ

Marfat.com

خصوصیات کی زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جاسکے اور ساتھ ہی عرصہ دراز تک اس کی صحت اور توانائی برقرار رہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے پھلدار درختوں کی شاخ تراشی اور خاص کر پت جھڑ والے درختوں کی شاخ تراشی ایک نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ اعلیٰ کامیابی کے لئے اور بہترین شاخ تراشی کرنے کے لئے شاخ تراشی کے چند اہم اصولوں کو جاننا نہایت ضروری ہے۔ جو حسب ذیل ہیں۔

بڑھوتری پر شاخ تراشی کا اثر

بہت سے تجرباتی مشاہدات سے یہ امر اچھی طرح سے ظاہر ہے کہ شاخ تراشی کا اثر درخت کو کوتاہ قد بنا دیتا ہے۔ اگرچہ شاخ تراشی کا فوری نتیجہ شاخوں اور پتوں کی لمبائی ہے۔ لیکن اس درخت کی بڑھوتری جس کی شاخ تراشی نہ کی گئی ہو اس درخت سے زیادہ ہوتی ہے جس کی شاخ تراشی خواہ وہ کسی قسم کی بھی کیوں نہ کی گئی ہو۔ دوسرے الفاظ میں شاخ تراشی سے الگ کردہ لکڑی کی مقدار شاخ تراشی کے اثر کی بڑھوتری سے زیادہ ہوتی ہے۔ تجربات سے یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ اس درخت کا جس کی شاخ تراشی نہ کی گئی ہو تنے وغیرہ کا قطر، اس درخت جس کی شاخ تراشی کی گئی ہو زیادہ ہوتا ہے۔ اور اس طرح پہلے درخت کا وزن دوسرے درخت سے زیادہ ہوتا ہے۔ شدید شاخ تراشی درخت کی جڑوں کی بڑھوتری پر بھی اپنا اثر دکھاتی ہے۔ چونکہ شدید شاخ تراشی سے پتوں کی تعداد خاصی کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر جڑوں کی تعداد اور بڑھوتری بھی کم ہو جائے گی۔ کیونکہ انہیں کم مقدار میں غذا مہیا کرنا ہو گی۔ اس لئے درخت کی بڑھوتری کی کمی شاخ تراشی کی قسم کے عین مطابق ہے۔ ان تمام مشاہدات کے باوجود درخت کی شاخ تراشی فائدہ مند خیال کی جاتی ہے۔ کیونکہ پتوں کی جسامت میں اضافہ اور درخت کا غیر صحت مند عناصر سے چھٹکارا درخت کی کوتاہ قدی اور پتوں کی تعداد میں کمی کا مداوا ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اگر شاخ تراشی بہت ہی شدید ہو تو یہ عناصر اس کا مداوا ثابت نہیں ہوں گے۔ اس لئے ہمیشہ ہدایت کی جاتی ہے کہ جوان اور متوازن پھل دینے والے درختوں کی معتدل شاخ تراشی کی جائے۔ شدید شاخ تراشی کی ضرورت صرف اس وقت تک پیش آئے گی جب کہ زیادہ عمر والے اور کمزور درختوں کو از سر نو ٹھیک کرنا مقصود ہو۔

شاخ تراشی کا مقامی اثر

شاخ تراشی کا اثر مقامی حالت میں نمایاں ہوتا ہے۔ مثلاً شاخیں، تنا اور پتے وغیرہ جو کٹائی کے مقام کے قریب ہوتے ہیں اپنی بڑھوتری میں اضافہ دکھاتے ہیں۔ بڑھوتری کا یہ اثر کٹائی کے مقام سے دوری

Marfat.com

پر کم ہوتا ہے۔ اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ پانی اور غذا کی مقدار کٹائی والے مقام پر بہ نسبت دیگر حصوں کے زیادہ ہوتی ہے۔ شدید شاخ تراشی کے بعد کٹائی کے مقام کے اردگرد خرلو نمودار ہو جاتے ہیں۔ جو کہ درکار نہیں ہوتے۔ معتدل اور محتاط شاخ تراشی ایسے حالات پیدا نہیں ہونے دیتی۔ بڑی اور غیر ضروری شاخوں کو ایک دم نہیں کاٹنا چاہیئے بلکہ رفتہ رفتہ اس غیر ضروری بڑی شاخ کو کم کرنا چاہیئے۔ اس لئے شاخ تراشی کے عمل کو پورے درخت پر تقسیم کر دینا چاہیئے۔

پیداوار پر شاخ تراشی کا اثر

تجرباتی مشاہدات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاخ تراشی اپنی قسم کے تحت ایک درخت کی پیداوار کو کم کر دیتی ہے۔ شدید شاخ تراشی سے پیداوار اتنی کم ہو جاتی ہے۔ کہ پھل کے حجم اور خاصیت میں اضافہ بھی اس نقصان کو پورا نہیں کر سکتا۔ پھر بھی شاخ تراشی کی ضرورت ہے تاکہ پیداوار پر کوئی اثر ڈالے بغیر قابل فروخت پھل حاصل کئے جا سکیں۔ یہ کافی حد تک شاخ تراشی کے وقت درخت کی حالت پر منحصر ہوتا ہے اگر درخت بہت زیادہ گھنا ہو تو اس کی خفیف یا معتدل شاخ تراشی کرنی چاہیئے۔ تاکہ قابل فروخت پیداوار میں اضافہ ہو سکے۔ بصورت دیگر اگر درخت کی تربیت کی جا چکی ہو اور پچھلے سالوں میں اس کی باقاعدگی سے شاخ تراشی کی جا چکی ہو تو اس وقت خفیف شاخ تراشی کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس سے پیداوار میں غیر ضروری کمی واقع ہو جائے گی۔

پھل کے حجم، رنگ اور خاصیت پر شاخ تراشی کا اثر

یہ امر ثابت کیا جا چکا ہے کہ پھل کے حجم، رنگ اور خصوصیات پر شاخ تراشی کا اثر موافق ہوتا ہے۔ پھلدار درخت جو گھنے ہوں اور جن کی شاخ تراشی نہ کی گئی ہو۔ اگرچہ پھل زیادہ مقدار میں ہوں گے۔ لیکن پھلوں کا حجم، رنگ اور خصوصیات اچھی نہ ہوں گی۔ کیونکہ اس صورت میں نائٹروجن اور نشاستے کا تناسب متوازن نہیں ہوگا۔ خفیف اور معتدل شاخ تراشی سے پھل کے حجم، رنگ اور خصوصیات پر نمایاں تبدیلی ظاہر ہوگی۔ کیونکہ اس سے ہوا اور سورج کی شعاعیں درخت میں اچھی طرح سے جذب ہوں گی۔ ایسی صورت درخت کی نوعیت اور حجم پر منحصر ہوتی ہے۔ پھلوں کے حجم، رنگ اور خصوصیات میں یہ اضافہ شاخ تراشی سے درخت کی بڑھوتری کا نقصان پورا کر دیتا ہے۔ اور ان خصوصیات کو حاصل کرنے کے لئے درخت کی خفیف اور معتدل شاخ تراشی کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

آبپاشی پر شاخ تراشی کا اثر

شاختراشی کا خاص اثر جڑوں اور پتوں کے درمیانی توازن کو برقرار رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر نائٹروجن والی کھادوں کا زیادہ استعمال، پتوں کے ان حصوں کو جہاں سے بخارات نکلتے ہیں بڑھا دے گا اور اس طرح جڑوں کا ان سے توازن غیر متوازن ہو جائے گا۔ شاختراشی سے یہ توازن قائم رکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ پتوں کی تعداد میں کمی سے یہ توازن مناسب ہو جائے گا۔ اور ساتھ ہی اس سے پھل کا حجم بھی بڑھ جاتا ہے جیسا کہ امریکہ میں تجربات سے ظاہر ہو چکا ہے۔

طاقتور جوڑ حاصل کرنے کے لئے شاخ تراشی کا اثر

شاختراشی سے ان شاخوں کو جن کا زاویہ تنگ ہو ہمیشہ کاٹ دیا جاتا ہے اور ان شاخوں کو منتخب کیا جاتا ہے۔ جن کا زاویہ کھلا اور مضبوط ہو۔ وہ شاخیں جن کے زاویے تنگ ہوتے ہیں عموماً پھل کے بوجھ سے ٹوٹ جاتی ہیں۔ مضبوط جوڑ بنانے کے لئے ایک اور ضروری عنصر یہ ہے کہ وہ دو شاخیں جو کہ آپس میں کھلا زاویہ بنا رہی ہوں وہ قطر میں ایک دوسرے سے مختلف ہونی چاہئیں کیونکہ اگر ان کا قطر برابر ہوگا تو ان کے بھی ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ درخت کی مناسب تربیت سے اس خطرے کا سدِباب کیا جا سکتا ہے۔

پھلوں کے لگنے پر شاخ تراشی کا اثر

شاختراشی نے پھلوں کے لگنے پر موافق اثر دکھایا ہے۔ اور یہ پھول صرف پھوٹنے والے مقامات کو کم کر دینے سے اور دیگر مقامات پر بلا واسطہ پانی اور نائٹروجن کے اضافہ سے پھلوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ شاختراشی کے اس اثر کو نائٹروجن دینے کے لحاظ سے عموماً خاص اثر نہیں ہوگا۔ یہ صرف بعض اقسام میں ہے جہاں پھل لگنے کے لئے نائٹروجن دینا اتنا مؤثر نہیں ہوتا جتنا کہ شاختراشی سے۔

پھولوں کے چشموں پر شاخ تراشی کا اثر

بغیر کسی شک و شبہ کے یہ امر مسلمہ ہے کہ چھوٹی عمر میں درختوں کی شاخ تراشی پھولوں کے چشموں کی تفریق میں دیر کا باعث ہوتی ہے۔ اس عمر میں شدید شاختراشی پھل کے آنے کے وقت میں بہ نسبت خفیف شاخ تراشی کے زیادہ دیر کا باعث ہوتے ہیں۔ اس کی خاص وجہ شاختراشی کے بعد غیر جنسی بڑھوتری میں اضافہ ہے اور اس طرح جمع شدہ مواد کو پتوں کا غیر جنسی بڑھوتری میں استعمال کرنا ہے۔ جیسا کہ عام حالت میں پھولوں

Marfat.com

کے چشمے پیدا کرنے کا کام آتا ہے۔ اسی وجہ سے شاخوں کو اطرافی شاخوں میں کم کرنے کی نہ کہ بالائی حصے کو کاٹنے سے غیر جنسی بڑھوتری اور زیادہ ہو جاتی ہے بلکہ پھولوں کے چشمے کے اظہار میں دیر کا موجب ہوتی ہے پھولوں کے چشمے اگر ایک بار پھل دینے والے جوان درختوں میں ظاہر ہو جائیں تو پھر وہ کم نہیں ہوتے۔ جب تک کہ شدید شاخ تراشی نہ کی جائے۔ پھر بھی شاخ تراشی سے پھول پیدا کرنے والے چشموں کی تعداد کم ہو جاتی ہے اور اس طرح پھل دینے کے رقبہ میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ان جوان درختوں کو جو پہلے سے صحت مند اور توانا ہوں شاخ تراشی سے توانائی اثر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

دوسری صورت میں شاخ تراشی کے توانائی اثر کی عمر رسیدہ اور کافی مقدار میں پھل دینے کی وجہ سے کمزور درختوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ نئی اطرافی شاخوں اور غلنچوں کی موجودگی ان عمر رسیدہ درختوں میں مناسب پیداوار کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور یہ مقصد شدید شاخ تراشی سے کیا جا سکتا ہے۔

شاخ تراشی کے چند عام اصول

شاخ تراشی کے لئے استعمال میں آنے والے اوزار اچھی طرح سے تیز ہونے چاہئیں۔ تاکہ وہ شاخوں کو یکسانیت سے بغیر کسی نقصان کے کاٹ سکیں۔ کند اوزاروں کے استعمال سے صحیح تراشی کی بجائے شاخ کے چھلکے کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور شاخ میں معمولی زخم سے زیادہ زخم پیدا ہو جائے۔ شاخ کو بغیر کسی غیر ضروری حصے کے چھوڑنے کے اچھی طرح سے کاٹ دینا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ غیر ضروری حصہ گل سڑ کر اور بیماری پھیلائے یا ان میں جراثیم گھس کر مزید نقصان کریں۔ بڑی شاخوں کو کاٹتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس کے بوجھ سے چھلکے میں شگاف پیدا نہ ہو جائے۔ ایسے حالات میں پہلے اصل مقام سے ۸ یا ۱۰ انچ کے فاصلے پر تراش دینی چاہئے اور بعد میں باقی حصے کو علیحدہ کر دیا جائے۔ شاخ تراشی کے چھوٹے زخم خود بخود بھر جاتے ہیں۔ اور بڑے درختوں پر ہمیشہ تارکول یا وکیس وغیرہ لگا دینی چاہئے۔ شاخوں کو ان کی توانائی کے لحاظ سے کاٹنا چاہئے۔ یعنی توانا شاخ کو کم اور کمزور کو زیادہ کاٹنا چاہئے۔ تراش ہمیشہ تھوڑی سی ترچھی ہونی چاہئے۔ ان شاخوں کو جو نیچے کی طرف لٹک رہی ہوں کاٹ دینا چاہئے اور سیدھی اونچائی کی طرف جانے والی شاخ چھوڑ دینی چاہئے۔ درخت کے اوپر والے سرے کو شدید طور پر نہیں کاٹنا چاہئے۔ بلکہ خفیف کٹائی کرنی چاہئے۔ اور ہمیشہ اطرافی شاخ یا چشمے کی کرنی چاہئے۔ ایک ہی مقام سے اٹھنے والی تمام شاخوں کو ماسوائے ایک کے کاٹ دینا چاہئے اور ایک دوسرے پر چڑھنے اور خلط ملط ہونے والی شاخوں کو بھی کاٹ دینا چاہئے۔ بیمار اور خشک شاخوں

Marfat.com

کو بھی کاٹ دینا چاہیئے۔ ان اوزاروں کو جن سے بیمار شاخیں کاٹی گئی ہوں بغیر صاف کئے صحت مند شاخوں کو کاٹنے کے کام میں نہیں لانا چاہیئے۔ تاکہ بیماری کے جراثیم صحت مند شاخوں پر اثر انداز نہ ہوں۔

پھلدار درختوں کی بڑھوتری اور پھولنے کی عادت کا شاخ تراشی سے تعلق

مختلف پھلوں اور ان کی اقسام کے پھول دینے اور بڑھوتری کی عادات کا علم نہایت ضروری ہے۔ تاکہ شاخ تراشی سے عمدہ نتائج برآمد ہوں۔ کیونکہ ان کی عادات میں فرق ہے۔ بعض اقسام کے درخت اوپر کی طرف اور بعض اطراف میں پھیلتے ہیں۔ ایسے درختوں میں جو اوپر کی طرف زیادہ بڑھتے ہیں شاخ تراشی اس طرح کی جائے کہ تمام شاخیں بلندی کی طرف مائل ہوں اور شاخیں آپس میں خلط ملط نہ ہوں۔ اطراف میں پھیلنے والے درختوں کی شاخ تراشی ایسی کی جائے۔ کہ دواپاشی، پھل اتارنے اور شاخ تراشی میں آسانی رہے۔ اس کے علاوہ بعض اقسام کی چھوٹی چھوٹی شاخیں اندر کی طرف بڑھتی ہیں جب کہ دیگر اقسام میں ایسی شاخیں بہت کم پیدا ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے شاخ تراشی اس طرح کی جائے کہ درخت کے بڑھنے کی خاصیت کے مدِ نظر ایسی شاخیں نہ تو بہت زیادہ اور نہ ہی بہت کم کٹ جائیں۔ اس طرح مختلف پودوں کے پھول دینے کی عادت اور پھل پیدا کرنے والے چشموں کی جگہ معلوم ہونا بھی ضروری ہے۔ کچھ درخت یا ان کی قسموں میں پھل والے چشمے ٹہنیوں پر ہوتے ہیں اور کچھ میں سروں پر جب کہ کئی دیگر اقسام میں ہر دو طرح ہوتے ہیں۔ چنانچہ شاخ تراشی کا عمل اس طرح کرنا چاہیئے کہ کسی مخصوص حصہ سے پھول والے چشمے زیادہ تعداد میں نہ کاٹے جائیں۔ بعض اقسام میں پھل والے چشمے درخت کی باہر والی شاخوں پر پیدا ہوتے ہیں اور انہیں کافی دھوپ میسّر آتی ہے۔ ایسی شاخ تراشی جس سے درخت کا اندرونی حصہ زیادہ کھلا رہ جائے کم فائدہ مند ہے۔ بہت سے دوسرے پھلوں مثلاً انگور میں یہ انتہائی اہم ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ کون سے چشمے پھول اور پھل والی شاخیں پیدا کریں گے۔ چنانچہ شاخ تراشی اسی مناسبت سے کی جائے۔ اور صرف وہی چشمے چھوڑے جائیں جو پھل پیدا کرنے والی شاخوں کو جنم دے سکتے ہوں۔

مختلف پھلدار اقسام کی پھول دینے کی عادت کے مطابق شاخ تراشی کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ پھلدار درختوں کی شاخ تراشی ان کے پھول دینے کی عادت کے مطابق کرنی چاہیئے۔ یہاں اس پر باغبان کی عام اطلاع کے لئے بحث کی گئی ہے۔

خالص پھول کے چشمے والے پھلدار درختوں کی اقسام

سرے پر پھول کے چشمے لوکاٹ، آم اور اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھول دینے والے چشمے

Marfat.com

نئی شاخوں کے سروں پر جو کہ پچھلے موسم میں بڑھتی ہیں پائے جاتے ہیں۔ اطرافی چشمے نئی بڑھوتری کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان میں سے کچھ پھول دار چشمے اپنے سروں پر پیدا کرتی ہیں.

چشموں کی تفریق پچھلے موسم کی شاخوں پر ہوتی ہے۔ اس لئے ایسے درختوں کی شاخ تراشی کی سفارش نہیں کی جاتی ماسوائے اس کے کہ خشک شاخوں اور درخت کے اندر کی طرف جانے والی شاخوں کو درخت کو گھنا ہونے سے بچانے کے لئے کاٹ دیا جائے۔

پھول کے اطرافی چشمے

اس گروہ میں آڑو، زرد آلو، چیری، بادام، اخروٹ، پی کان اور پیپتا شامل ہوتے ہیں۔ آڑو میں پھول پچھلے سال کی شاخ کی اطراف پر پیدا ہوتے ہیں عموماً تین چشمے پھوٹتے ہیں۔ درمیانی چشمے پتے پیدا کرتے ہیں۔ اور اطرافی چشمے پھول نکالتے ہیں۔ بعض اوقات صرف پھول دینے والے چشمے پلے جاتے ہیں۔ ہر سال پھولوں کے چشمے کی تسلی بخش افزائش کے لئے نئی توانا شاخوں کی برقراری ضروری ہے۔ اس صورت کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ آڑو کے پودے کی کاٹ چھانٹ کے وقت پر نئی شاخ کا قریباً ایک تہائی یا نصف حصہ کاٹ دینا چاہئے۔ تاکہ وہ ہر سال بار آور بھی ہو اور شاخیں بھی نکالے۔ جن پر کہ آئندہ فصل کا انحصار ہوتا ہے۔ کاٹ چھانٹ کے وقت غیر موزوں شاخوں کو بھی کاٹ دینا چاہئے۔

چیری اور آلوچہ کی چند اقسام میں پھل چھوٹے پھلدار سپر (SPUR) پر لگتا ہے۔ شاخ تراشی اس طرح سے کی جاتی ہے کہ نئے "سپر" کی افزائش میں مدد ملے۔ اگر سپر (SPUR) بہت ہی زیادہ مقدار میں ہوں تو چند شاخوں کے ساتھ ان کو کم کر دینا چاہئے تاکہ ہوا اور شعاعوں کا گزر آسانی سے ہو سکے۔

بادام، زرد آلو اور دیگر جاپانی اور امریکی آلوچہ اور چیری وغیرہ میں پھول ایک سال پرانی شاخ پر پیدا شدہ سپر (SPUR) اطراف میں لگتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ان درختوں کی پھل دینے کی عادت آڑو اور سویٹ چیری کے مطابق ہے۔ اس حالت میں بھی شاخ تراشی اس طرح کرنی چاہئے کہ (SPURS) اور نئی شاخوں کو نکلنے میں مدد ملے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پچھلے سال کی شاخوں کی خفیف شاخ تراشی کرنی چاہئے۔ نیز پرانی اور گھنی شاخوں کو کاٹ دینا چاہئے۔

Marfat.com

مرکب چشمے پیدا کرنے والے درختوں کی قسمیں

پہلو کے چشمے

سیب، ناشپاتی، بہی پی کان (PECAN) اور اخروٹ کے مادہ پھول وغیرہ اس گروپ میں آتے ہیں۔ چھوٹی شاخوں یعنی غنچوں کے کناروں پر پھول پیدا ہوتے ہیں۔ یہ غنچے پچھلے سال والے پتوں کے ساتھ اطرافی چشمے پیدا کرتے ہیں۔ جن سے کناروں پر شاخیں پھوٹتی ہیں اور ایسے غنچے ایک سال بڑھتے اور دوسرے سال پھل دیتے ہیں۔ مسلسل مدارج یہ ہیں۔ پہلے موسم میں اطرافی چشمے دوسرے میں چھوٹے غنچے اور تیسرے میں پھل پیدا کرنے والے غنچے۔ یہ غنچے بعد میں کم ہی بڑھتے ہیں۔ مگر کئی سالوں تک پھل دیتے ہیں۔ عام طور پر ان درختوں کو ہر سال متوازن پھل دینا چاہئے۔ لیکن بعض اوقات کچھ غنچے دوسرے سال پھل نہیں دیتے۔ بلکہ ایک سال دیر سے ان غنچوں کے ساتھ پھل لگتے ہیں۔ جو کہ دوسرے سال میں پھل دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اسی لئے درخت ہر دوسرے سال پھل دینے کی عادت پیدا کر لیتے ہیں۔ یہ حالت بعض اوقات پالے سے پھولوں کو نقصان کی وجہ سے بھی ظہور پذیر ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں غنچوں کی کمزوری مائل توانائی اس حالت کے پیدا کرنے کی ذمہ دار ہے۔ ان درختوں کی اس طرح شاخ تراشی کی جائے کہ ہر سال نئے صحت مند غنچے پیدا ہوتے رہیں۔ پرانی اور غیر ضروری لکڑی کو کاٹ دینا چاہئے۔ شدید شاخ تراشی سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ یہ غنچوں کی بجائے شاخوں کی بڑھوتری میں اضافے کا باعث بنے گی۔

شاخوں کے سروں پر اطرافی چشمے

اس گروہ میں انگور، انار، امرود، جامن، زیتون (OLIVE) رس بھری، سبز بیری اور سیاہ بیری وغیرہ شامل ہیں۔ انگور، رس بیری اور سیاہ بیری وغیرہ میں چشمے پچھلے سال والی شاخ پر نمودار ہوتے ہیں۔ بیریز میں پرانی لکڑی ہر سال کاٹ دی جاتی ہے۔ اور نئی شاخیں اگلے سال پیندے سے ظاہر ہوتی ہیں۔ جو کہ پھل دینے والا چشمہ بناتی ہیں۔ اسی طرح انگور میں شدید شاخ تراشی کی جاتی ہے۔ اور صرف ایک یا دو چشمے چھوڑ دیئے جاتے ہیں جس کی تفصیل الگ انگور کے عنوان کے تحت کی جا چکی ہے۔

انار، امرود، جامن وغیرہ میں جب چشمے پھوٹتے ہیں تو شاخ پیدا کرتے ہیں جن پر پتے ہوتے ہیں۔ اور ان پتوں کے پیندے سے پھول یا پھول کی شاخ پیدا ہوتی ہے۔ پھل دینے والے چشمے یا تو چھوٹی چھوٹی شاخوں پر یا پھر غنچوں پر پیدا ہوتے ہیں۔ شاخ تراشی کے وقت زائد خشک اور بیمار شاخیں کاٹ دی جاتی ہیں۔

Marfat.com

سدا بہار درختوں کی شاخ تراشی

شاخ تراشی صرف پت جھڑ والے درختوں کے لئے ہی مخصوص ہے اور اسے سدا بہار درختوں کے لئے ضروری خیال نہیں کیا جاتا۔ پت جھڑ درختوں کے برعکس سدا بہار درختوں کی شاخیں شاخ تراشی کرنے سے اتنا اثر نہیں لیتیں۔ اسی لئے اصول کے مطابق سدا بہار درختوں کی شاخ تراشی کم کرنی چاہئے۔ شاخ تراشی درخت کی تربیت کے دوران میں بہت ہی ضروری ہے۔ خاص کر منتقلی کے وقت چھوٹے پودوں کو زمین سے ۲ یا ۳ فٹ کی بلندی پر کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور ان پر ۳ سے ۵ اچھے زاویوں والی شاخیں رہنے دی جاتی ہیں۔ چھوٹے پودوں کو تین فٹ سے کم فاصلے پر نہیں کاٹنا چاہئے۔ تاکہ وہ ہوا کے ضرر اور جھلسنے سے بچ جائیں۔ درخت کو اوپر سے کاٹنے سے نئی اور اچھی شاخیں پیدا ہوں گی۔ اور انہیں اچھے جوڑوں کے لحاظ سے چن لیا جاتا ہے۔ باقی ماندہ شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ منتخب شدہ شاخیں ایک دوسرے سے مناسب فاصلے پر ہوں اور ایک ہی جگہ پر دو شاخیں ہرگز نہیں ہونی چاہئیں۔

ہر سدا بہار درخت مثلاً سنگترہ اور مالٹا کے اندرونی حصے میں گھنی بڑھوتری ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اندرونی شاخیں مرجھا جاتی ہیں۔ اسی لئے ایک دوسرے پر چڑھنے والی زائد شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے۔

کچا گلا (WATER SPROUT) خاص کر سیمن میں عام ہوتا ہے۔ اس کو باقاعدگی سے اور خاص کر جب تنے سے نکل رہے ہوں کاٹ دینا چاہئے۔ پالے سے مرجھائی ہوئی شاخوں کو کاٹ دینا چاہئے۔ اور شاخ تراشی کے وقت غیر ضروری شاخوں کو بھی درخت پر قطعاً نہیں رہنے دیا جاتا۔ اسی لئے تمام شاخوں کو اطرافی سمتوں سے کاٹا جاتا ہے۔

پھلدار درختوں کی موسم گرما میں شاخ تراشی

تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ درختوں کی موسم گرما میں شاخ تراشی موسم سرما کی شاخ تراشی کی نسبت درخت کو زیادہ کوتاہ قد بنا دیتی ہے۔ موسم گرما میں ان پتوں کو علیحدہ کر دیا جاتا ہے جو درخت کے دوسرے حصوں کی غذائی قوت کو بیکار ختم کر رہے ہوتے ہیں۔ پتوں کا موسم گرما میں الگ کرنا جڑوں کی بڑھوتری پر بھی برا اثر ڈالتا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر پھلدار درختوں میں موسم گرما میں شاخ تراشی کی سفارش نہیں کی جاتی سرد مقامات پر موسم گرما کی شاخ تراشی ایک اور نقصان پہنچاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ بڑھوتری میں غیر ضروری دیر

Marfat.com

ہو جاتی ہے۔ اور درختوں کو کم درجۂ حرارت کی وجہ سے سردیوں میں نقصان پہنچتا ہے۔ نیز درخت اپنے اندر نشاستے کو جمع کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ البتہ موسم گرما میں خربوزہ وغیرہ کو علیحدہ کرتے ہیں اور ایسا کرنا بھی چاہیئے انگور میں موسم گرما کی شاخ تراشی کو ایک باقاعدہ کارروائی سمجھا جائے۔ تاکہ پھلوں کی نشوونما مناسب طریقے پر ہو اور سورج کی کرنوں اور ہوا کا گزر ان تک ہوتا رہے۔ موسم گرما میں انگور کی غیر ضروری شاخوں کو کاٹنا ایک عام مشق ہے۔

شاخ تراشی کا وقت

پت جھڑ والے درختوں کی شاخ تراشی عموماً سردی کے شروع میں پتوں کے گرنے کے وقت سے موسم بہار کے شروع تک چشمے وغیرہ نکلنے تک کی جاتی ہے۔ سردیوں کے شروع میں درختوں کی شاخ تراشی سے احتراز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ سخت سرد موسم میں درختوں کو سردی سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ عموماً درختوں کی شاخ تراشی وسط جنوری سے شروع فروری تک بڑھوتری کے شروع ہونے سے پہلے کرنی چاہیئے۔ علاوہ ازیں سردیوں کے اوائل میں شاخ تراشی سے چشمے موسم بہار کے شروع میں پھول پیدا کریں گے اور ان پھولوں کو پالے سے نقصان کا سخت خطرہ ہے۔ خفتگی میں شاخ تراشی سے درختوں سے غذائی مادے کے بہنے کا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ ایک اور عنصر جو کہ خفتگی میں شاخ تراشی کرنے کے حق میں ہے وہ یہ ہے کہ خفتگی کے وقت غذائی مادہ اوپر سے نیچے شاخوں وغیرہ کو جاتا ہے اور چشمے پھوٹنے کے وقت نیچے سے اوپر کو جاتا ہے۔ اس لئے اس وقت کی شاخ تراشی سے غذائی نقصان کا خطرہ نہیں ہوتا۔

Marfat.com

باغات کے ناکام ہونے کی وجوہ

پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے قبل اس علاقہ میں باغبانی کو محض ایک مشغلہ سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے تجارتی پیمانے پر باغات کی کاشت نہیں ہوتی تھی۔ جہاں کہیں بھی کچھ باغات تھے۔ وہ کوئی خاص پیداوار نہیں دیتے تھے۔ چنانچہ مالکان باغات عام طور پر خسارہ میں رہتے تھے۔ لیکن اب صورت حال بالکل تبدیل ہوگئی ہے۔ زمینداروں نے وسیع رقبہ جات پر باغات لگانے شروع کر دیئے ہیں۔ لیکن باوجود صحت مند ہونے کے بسا اوقات پودے پوری آمدنی نہیں دیتے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس شعبہ کی ترقی اور زمینداروں کے فائدے کے لئے وہ تمام امور درج کر دیئے جائیں جو کامیاب باغبانی میں حائل ہوتے ہیں۔ تاکہ باغبان ان سے پوری طرح باخبر ہوں۔ اور کسی وقت بھی کوئی مالی نقصان نہ اٹھائیں۔

ان اسباب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

- بیرونی وسائل جو پھلدار پودوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔
- وہ نقائص جو پودے ہی میں موجود ہوتے ہیں۔

Marfat.com

سب سے پہلے بیرونی امور کی تفصیل دی جاتی ہے۔

آب وہوا

باغبانی میں آب وہوا کی بہت ہی اہمیت ہے۔ کیونکہ مختلف آب وہوا میں مختلف پھلدار پودوں کی کاشت کی جاتی ہے۔ پودے کی دوسری ضروریات مثلاً زمین، کھاد، آبپاشی وغیرہ انسان حتی الامکان مہیا کر سکتا ہے۔ لیکن آب وہوا کو تبدیل کرنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ آب وہوا کئی چیزوں مثلاً درجۂ حرارت۔ بارش۔ کہر۔ روشنی وغیرہ کا مجموعہ ہے۔ ہر ایک عنصر پودے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لئے ہر ایک کی مختصراً تفصیل دی جاتی ہے۔

درجۂ حرارت

ہر پھلدار پودے کے مختلف حصوں مثلاً شاخوں کی بڑھوتری۔ پھول نکلنا۔ پھل کا پکنا۔ اور اس کی نشوونما کے لئے مختلف درجۂ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے مختلف پھلدار پودوں کے لئے مختلف درجۂ حرارت ضروری ہے۔

جب موسم بہار میں حدت جلد شروع ہو جائے تو ترشاوہ اور آم کے پھول جلد نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن سرد موسم میں اس عمل میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ پت جھڑ پودوں میں ناشپاتی، آڑو کی نسبت کم درجۂ حرارت پر پھول لاتی ہے۔ سرد آب وہوا میں پھلوں مثلاً سیب، انگور وغیرہ کی خاصیت (QUALITY) اچھی ہو جاتی ہے۔ سیب کو جب گرم آب وہوا میں کاشت کیا جائے تو اس میں کھٹاس بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جس سال درجۂ حرارت اوسط سے کم ہو جائے۔ تو مالٹا کا پھل سائز میں چھوٹا، کھٹاس اور مٹھاس (T.S.S) میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ لیکن گرم آب و ہوا میں پھل بالکل ہی گھٹیا درجے کا ہوتا ہے۔ اور اسے زیادہ دیر تک رکھا بھی نہیں جا سکتا۔ کالی مرچ کی کاشت جب درجۂ حرارت ۶۰ - ۸۰ فارن ہیٹ ہو تو پھولوں سے پھل بن جاتا ہے۔ لیکن زیادہ درجۂ حرارت میں پھول گر جاتے ہیں۔

بارش

پھولوں کے کھلنے کے وقت بارش بڑی نقصان دہ ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس سے عمل زیرگی نہیں ہو سکتا۔ پھول کے نر اور مادہ حصے ضائع ہو جاتے ہیں۔ نیز ابر آلود ایام میں پھول نہیں کھلتے۔

Marfat.com

اس لئے آب و ہوا میں بارش بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ بعض پھلوں مثلاً انگور۔ کھجور وغیرہ میں پھل پکتے وقت بارش کا ہونا بہت ہی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ پھل عموماً پھٹ کر خراب ہو جاتا ہے

دھوپ (روشنی)

پودے کی صحیح نشوونما کے لئے روشنی بہت ہی ضروری ہے۔ کیوں کہ اس کی مدد سے پتوں میں خوراک بنتی ہے۔ اگر پودوں کو مناسب خوراک نہ ملے تو بہت ہی کمزور رہتے ہیں۔ اس لئے بار آوری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض پودوں مثلاً سیب وغیرہ میں تو پھل لگنے کا دارومدار روشنی کی مقدار پر ہوتا ہے۔

ہوا

وہ پودے مثلاً اخروٹ، کھجور جن میں عمل زیرگی ہوا کی مدد سے ہوتی ہے سے اچھی پیداوار حاصل کرنے کے لئے ہوا کا ہونا بہت ضروری ہے۔ لیکن تیز ہوا بڑی نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ کیوں کہ وہ کیڑے جن کی مدد سے بعض پودوں میں عمل زیرگی ہوتا ہے بالکل بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ پودے کی شاخیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور پتوں اور پھول کے مادہ حصہ سے پانی کا اخراج زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے وہ خشک ہو جاتے ہیں۔

کہر

کہر بعض پودوں مثلاً کیلا، پپیتا، آم وغیرہ کی کاشت میں بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ کیوں کہ ان علاقوں میں جہاں اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ یہ پھلدار پودے کاشت نہیں کئے جا سکتے۔ وہاں صرف پت جھڑ پودے ہی زیادہ کامیاب رہے ہیں۔ کیوں کہ بعض حالتوں میں یہ پودے جڑوں تک مر جاتے ہیں اور زمیندار کو بہت ہی نقصان پہنچتا ہے۔

مذکورہ بالا امور کے علاوہ ژالہ باری۔ دھند۔ رطوبت وغیرہ بھی ہیں جو پھلدار پودوں کی کاشت میں کافی حائل ہو سکتے ہیں۔

زمین

ہر وہ زمین جس میں عام فصلات کی کاشت بڑی اچھی ہو رہی ہو باغوں کے لئے موزوں تصور کی جاتی ہے۔ نچلی زمین (SUB SOIL) کا جانچنا بہت ہی ضروری ہوتا ہے۔ کیوں کہ پودوں کی جڑیں

Marfat.com

بہت ہی گہری چلی جاتی ہیں۔ اس مطلب کے لئے ۶ سے ۸ فٹ گہرا گڑھا کھود کر دیکھنا چاہئے کہ اس میں کنکر۔ موٹی ریت یا سخت زمین کی تہہ تو نہیں ہے۔ کیونکہ سخت زمین سے پانی نیچے نہیں جا سکے گا۔ اور ریتلی زمین میں سے خوراک اور پانی نیچے چلا جائے گا۔ جو کہ جڑوں کی پہنچ سے باہر ہو گا۔

ایسی زمین جس میں چار فٹ کی گہرائی تک مندرجہ بالا نقائص میں سے کوئی بھی نقص ہو چھوٹی جڑوں والے پودے مثلاً انگور، کیلا، فالسہ وغیرہ کاشت کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن آم اور ترشادہ پھلوں کے لئے کم از کم آٹھ فٹ کی گہرائی تک کوئی نقصان نہیں ہونا چاہئے۔

ریتلی سخت ۔ بھاری۔ کلراٹھی یا دہ زمین جس میں پانی کی سطح اوپر نیچے ہوتی ہے۔ باغ کے لئے موزوں نہیں ہے۔ زمین کی موزونیت روٹ سٹاک پر بھی منحصر ہے۔ دیکھا گیا ہے۔ کہ مالٹا کے پودے جو کہ کھٹے پر پیوند کئے گئے ہوں ان کو کھٹی کی نسبت بھاری زمین میں بھی کاشت کیا جا سکتا ہے۔

داغ بیل

پرانے باغات کے ناکام ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پودوں کو مناسب فاصلہ پر نہیں لگایا گیا۔ یہ پودے بڑے ہو کر ایک دوسرے میں پھنس جاتے ہیں۔ نتیجتاً پودے کو مناسب روشنی اور ہوا نہیں مل سکتی جو کہ پودے کی بڑھوتری کے لئے بہت ہی ضروری ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ان پودوں میں گوڈی اور ہل وغیرہ نہیں چل سکتے۔ اور ساتھ بیماریوں اور کیڑوں سے بچاؤ کے لئے مناسب سپرے نہیں ہو سکتی۔ اس وجہ سے وہ پودے کمزور سے کمزور ہو جاتے ہیں۔ ہوا اور روشنی کی عدم موجودگی میں پودے اونچے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے پھل بھی اونچائی پہ لگتا ہے جس کے توڑنے وغیرہ پر بھی زیادہ خرچ آتا ہے۔

کھاد

پودوں کو اپنی زندگی میں دو کام یعنی بڑھوتری اور پھل پیدا کرنا ہوتے ہیں۔ اس غرض کے لئے ان کو خوراک کی کافی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہماری زمینوں میں اتنی خوراک نہیں پائی جاتی۔ اس لئے اس کمی کو مصنوعی طریقہ سے پورا کرنا ضروری ہے۔ مالٹے کے جوان پودے کی بڑھوتری اور بارآوری کے لئے بیس سیر گوبر کی کھاد اور ۲ پونڈ امونیم سلفیٹ سالانہ ضروری ہے۔ کھاد کی مقدار اگر اس

Marfat.com

سے بڑھادی جائے تو پودے کی بڑھوتری زیادہ اور بار آوری کم ہو جائے گی۔

آبپاشی

پودے کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے آبپاشی ضروری ہے۔ کیونکہ صرف پانی ہی کی وجہ سے خوراک کے اجزاء پودے کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ پودے کی بقاء کے لئے بھی ضروری ہے۔ اور پودے کو سخت گرمی اور سردی سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ اگر کچھ عرصہ کے لئے باغ کی آبپاشی نہ کی جائے تو پودے بہت کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی بڑھوتری رک جاتی ہے۔ پھولوں کے ایام میں اگر آبپاشی زیادہ کر دی جائے تو تمام پھول گر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس طرح پھل لگنے کے بعد اگر آبپاشی روک دی جائے تو تمام پھل گر جاتا ہے۔ اس لئے باغ کے پودوں کو صحت مند رکھنے کے لئے ان کی عمر اور موسم کے مطابق پوری آبپاشی کرنی چاہیئے۔

یہ بتانا غیر موزوں نہ ہوگا۔ کہ آبپاشی کے متعلق اپنے حالات میں ابھی بہت کم تجربات کئے گئے ہیں۔ تاہم مذکورہ بالا احتیاط لازمی ہے۔ جن زمینوں میں پانی کی سطح کافی بلند ہو گئی ہو اور رچار فٹ تک زمین میں نمی رہتی ہو۔ ایسی زمینوں کی آبپاشی کم کرنی چاہیئے۔ اگر حالات اجازت دیں تو درمیانی جگہوں میں صرف ایک فصل موسم ربیع یا خریف میں کاشت کی جائے۔ اگر درمیانی جگہوں میں فصلیں کاشت کرنا ضروری ہو تو ایسی فصلیں مثلاً موٹھ، سینجی وغیرہ کا انتخاب کیا جائے۔ جن کو پانی کم درکار ہو۔ وسیع پیمانے پر مشاہدات کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بہت سے باغات کی زمین میں چار فٹ اور اس کے اوپر تک نمی ہے۔ اور باغات زیادہ آبپاشی کی وجہ سے پھلوں کی پیداوار کم کر دیتے ہیں۔

روٹ سٹاک

روٹ سٹاک پودے کی عمر، پیداوار اور پھل کی خاصیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ منٹگمری کے تجربات سے ثابت ہوا ہے۔ کہ کھرنا کھٹا مالٹا بلڈ ریڈ کے لئے بالکل ہی موزوں نہیں ہے۔ لیکن یہی روٹ سٹاک مارش سیڈلیس (گریپ فروٹ)، اور مالٹا لوکل کے لئے بہت اچھا ہے۔ روٹ اسٹاک کی کچھ اقسام اوائل عمر میں بہت ہی صحت مند پودے پیدا کرتی ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ان کی بڑھوتری

Marfat.com

رک جاتی ہے ۔ اور وہ پودے بھی مرجاتے ہیں ۔ موکڑی اور کھٹے کو بدیں وجہ بطور روٹ سٹاک استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔

روٹ سٹاک مختلف بیماریوں اور کیڑوں کے انسداد کے لئے ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اور زمین کی موزونیت کے اعتبار سے موزوں سٹاک منتخب کیا جاسکتا ہے ۔ مذکورہ بالا امور کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ ضروری ہے ۔ کہ مناسب روٹ سٹاک استعمال کئے جائیں ۔

سائن (SCION)

باغ لگانے کا مقصد یہ ہے کہ اس قطعہ زمین سے زیادہ سے زیادہ آمدنی حاصل کی جائے ۔ اس سلسلہ میں سائن کی بہت ہی اہمیت ہے ۔ اگر اس سلسلہ میں ناقص استعمال کی گئی ہوں تو آمدنی بہت ہی کم ہوتی ہے ۔

باغات میں فصلوں کی کاشت

جب پودے چھوٹی عمر کے ہوں تو ان سے آمدنی بہت ہی کم ہوتی ہے ۔ اس لئے اس حالت میں اس زمین سے مناسب آمدنی حاصل کرنی چاہیئے ۔ اس سلسلہ میں پودوں کی درمیانی جگہ میں فصلوں کی کاشت کرنی چاہیئے ۔ ان کی کاشت کرنے سے ایک تو زمیندار کو آمدنی ہوتی ہے ۔ دوسرے جڑی بوٹیاں تلف ہو جاتی ہیں ۔ اگر باغ میں پھلدار اجناس مثلاً مونگ ، موٹھ ، گوارا ، چنے ، سینجی ، برسیم وغیرہ کاشت کئے جائیں تو باغ کی زرخیزی میں بھی اضافہ ہوتا ہے ۔ اگر کھاد وغیرہ کی سہولت میسّر ہو تو باغ میں سبزیات بھی کاشت کی جاسکتی ہیں ۔

پہاڑی علاقوں میں جہاں بارشوں کی وجہ سے زمین کا کٹاؤ ہوتا رہتا ہے باغات میں فصلوں کی کاشت اس کو روکنے میں بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے ۔

پودوں کا مخلوط لگانا

بسا اوقات مالکان باغات اس چیز کے بڑے شوقین ہوتے ہیں کہ ان کے باغ میں ہر قسم کا پھل موجود ہو ۔ اس لئے وہ ہر قسم کے پودے ایک ہی جگہ لگا دیتے ہیں ۔ مختلف پودوں کی ضروریات مثلاً آبپاشی ، زہروں کا چھڑکنا وغیرہ مختلف ہوتی ہیں ۔ اس لئے وہ پودے مناسب پیداوار نہیں دیتے ۔ مزید برآں مختلف پودے مختلف وقت میں پھل دیتے ہیں ۔ اس لئے اس باغ کی سارا سال ہی نگہداشت کرنا پڑتی ہے ۔ اس

Marfat.com

لئے پھل کی پیداوار بہت مہنگی پڑتی ہے۔

کاٹ چھانٹ

کاٹ چھانٹ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پودے سے غیر ضروری اور بیمار شاخیں کاٹ کر پودے کو تندرست رکھا جائے۔ کاٹ چھانٹ پودے کی بارآوری کے لئے بھی بہت ہی ضروری ہے۔ آڑو، انگور، فالسہ وغیرہ کے پودوں میں اگر مناسب کاٹ چھانٹ نہ کی جائے تو پیداوار میں کمی ہو جاتی ہے۔ اور اگر سیب، آم وغیرہ میں کاٹ چھانٹ کی جائے تو پیداوار بہت ہی کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ عمل پودے پر پھل لگنے کی عادت کے مطابق کرنا چاہیئے۔ کاٹ چھانٹ سے متعلق کچھ ایسے امور مثلاً پھل کا چھدرا کرنا۔ درخت کا چھلا اتارنا۔ جڑوں کی کاٹ چھانٹ وغیرہ بھی ہیں۔ جو کہ پھل کے چشموں کی تفریق میں کافی ممد ثابت ہوتے ہیں۔ جس سے یہ اگلے سال کی فصل کی مقدار پر اثر پڑتا ہے۔

بیماریاں اور کیڑے

باغبانی میں پودوں کی صحت کو برقرار رکھنا بہت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ کیڑے اور بیماریوں سے پودے بہت کمزور ہو جاتے ہیں اور باقاعدگی سے پھل نہیں دیتے۔

دوائیوں اور زہروں کا چھڑکنا

کیڑوں اور بیماریوں پر قابو پانے کے لئے زہروں وغیرہ کا چھڑکنا بہت ہی ضروری ہے۔ لیکن جب وہ عمل پھولوں کے ایام میں کیا جائے تو تمام پھول ضائع ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات زیادہ طاقت کا زہر استعمال کرنے سے درخت کے پتے وغیرہ بھی جل جاتے ہیں۔ جس سے پودا پھل نہیں لے سکتا۔

وہ نقائص جو پودے میں موجود ہوتے ہیں

بارآوری کے لئے درختوں کا صحت منداور توانا ہونا بے حد ضروری ہے۔ لیکن درخت اگر ضرورت سے زیادہ توانا ہوں اور ان سے نباتاتی بڑھوتری زیادہ ہو جائے تو بارآوری کی شرح گھٹ جاتی ہے۔ بعض دفعہ پھل لگتا ہی نہیں۔ نباتاتی نشوونما پر نائٹروجن براہِ راست اثرانداز ہوتی ہے۔ نائٹروجن سے نشاستہ کی قدرے زیادہ مقدار بارآوری کا موجب بنتی ہے۔ اس لئے باغبانوں کو کاشتی امور مثلاً کھاد دینا، کاٹ چھانٹ کرنا، پھل کا چھدرا کرنا وغیرہ کے ذریعے کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ پودوں میں نشاستہ اور نائٹروجن کا یہ تناسب قائم رہے۔ بعض اوقات نشاستہ کی زیادتی کی وجہ

Marfat.com

سے درخت کی نشوونما کی رفتار بہت سُست ہوتی ہے۔ اور ان میں پھل دینے والے شگوفے کافی پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن پھل بہت کم لگتا ہے۔ اس صورت میں کیمیاوی کھادوں کا خصوصاً "نائٹروجن مہیا کرنے والی کھاد کے استعمال سے اور باغ کی باقاعدہ نگہداشت سے اس نقص پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ ایسے درخت جن میں نباتاتی نشوونما بہت زیادہ ہو بارآوری معمول سے زیادہ ہوتی ہے۔ ان درختوں کو چھلا اتار کر جڑ تراشی کے ذریعہ بارآور بنایا جاسکتا ہے۔ جن کی تفصیل آخر میں درج ہے۔ اندرونی امور میں اس کے علاوہ جتنے بھی نقائص پائے جاتے ہیں وہ عام طور پر پھول میں ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے عمل زیرگی نہیں ہوسکتا اور جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

نامکمل پھول (IMPERFECT FLOWERS)

بعض درختوں میں نر اور مادہ پھول مختلف پودوں پر ہوتے ہیں جس کی وجہ سے عمل زیرگی میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ ایسی مثال کھجور اور پپیتا کے پودے میں پائی جاتی ہے۔ ان درختوں میں نر اور مادہ پودوں کے پھول مختلف پودوں پر ہوتے ہیں اور اچھی فصل حاصل کرنے کے لئے مصنوعی طور پر عمل زیرگی کرنا پڑتا ہے۔

حامل زرادہ بقچۂ مادہ کے قدوں میں تفاوت (HETROSTYLE)

بعض پھولوں میں نرحصہ کا قد مادہ سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اور بعض میں نرحصہ مادہ سے اونچا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے عمل زیرگی نہیں ہوسکتا۔

پھول کے نر اور مادہ حصوں کا بالغ ہونا (DICHOGAMY)

بعض درختوں کے پھول مثلاً ایواکیڈو میں نر اور مادہ پھول مختلف اوقات میں بالغ ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے عمل زیرگی نہیں ہوسکتا۔ آم کے پھولوں میں مادہ حصہ نر سے پہلے زیرگی کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔ اور اگر موسمی حالات موافق نہ ہو تو پھل کی پیداوار بہت کم ہوجاتی ہے۔

پھول کے ناقص نسلی حصے (ABORTIVE FLOWERS)

پھلدار پودوں میں عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ کچھ پودوں میں پھول کے تمام حصے معیاری نہیں ہوتے۔ جس کی وجہ سے پھل نہیں لگ سکتا۔ پیکن نٹ اور کیلا میں نر مادہ گچھے کے آخری پھول نقص کی وجہ سے پھل پیدا نہیں کرسکتے۔ اسی طرح آم اور انگور کی کچھ اقسام کے پھولوں میں دیکھا گیا ہے کہ ان کے نرحصہ میں زیرہ تیار نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے عمل زیرگی نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

نر اور مادہ پھولوں کا ملاپ (INCOMPATIBILITY)

پت جھڑ پودوں میں عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ان کے پھول گو پوری طرح مکمل ہوتے ہیں لیکن ان کا زرحصہ مادہ سے جفتی نہیں کھاتا جس کی وجہ سے عمل زیرگی نہیں ہوتا۔ اور پھل نہیں بنتا۔ لیکن یہی پھول جب کسی دوسری قسم سے ملاپ کھاتے ہیں ان میں اس وقت کوئی نقص ظاہر نہیں ہوتا۔

ان تمام نقائص میں سے اگر کوئی نقص بھی پودے میں پایا جائے تو پودا بارآور نہیں ہو سکتا۔ سب سے آخر میں باغبانوں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ اس صنعت میں داخل ہونے سے قبل وہ پوری طرح سوچ بچار کر لیں۔ سب سے پہلے باغ کے لئے وہ زمین اور آب و ہوا کے مطابق مناسب محل وقوع تلاش کریں۔ ترقی دادہ اقسام کے اچھے پودے لے کر ان کو مناسب فاصلہ پر کاشت کریں تاکہ کاشتی عمل مثلاً کھاد ڈالنا، آبپاشی کرنا، دوائی چھڑکنا، پھل توڑنا، گوڈی اور نلائی کرنا اور فصلات کی کاشت کرنا وغیرہ میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

عمل زیرگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے پھلوں کی مناسب اقسام پسند کرنے کے بعد ان کو اکٹھا کاشت کرنا چاہئے تاکہ ان کے نر اور مادہ ایک دوسرے سے جفتی کھا جائیں۔ اور پودے باقاعدگی سے بارآور ہوں۔

جڑ تراشی (ROOT PRUNING)

ایسے پودے جن کی نباتاتی بڑھوتری ضرورت سے زیادہ ہو جڑ تراشی سے پھل دینے پر مائل کئے جا سکتے ہیں۔ عام طور پر یہ عمل پھول نکلنے سے ایک ڈیڑھ ماہ پہلے کیا جاتا ہے۔ تنے کے ارد گرد ایک فٹ جگہ چھوڑ کر چار فٹ کے دائرے میں نو انچ گہرائی تک زمین کھودی جاتی ہے۔ اور باریک جڑیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ جڑوں کو تراشنے کا مقصد یہ ہے کہ درخت کے غذائی اور فعلیاتی نظام میں توازن پیدا ہو جائے اور درخت بارآوری پر مائل ہو جائے۔ جڑ تراشی سے درختوں کی جڑوں سے مہیا ہونے والی غذاؤں خاص طور سے نائٹروجن کی کمی ہو جاتی ہے۔ اور پتوں میں نشاستے کی مقدار نائٹروجن کے مقابلہ میں بڑھنی شروع ہو جاتی اور درخت بارآوری کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ جڑ تراشی ایک سخت اور نازک عمل ہے۔ عام حالات میں اس کی سفارش نہیں کی جاتی۔ اگر نباتاتی نشوونما کو روکنا مقصود ہو تو آبپاشی کم کر کے خشک حالات

Marfat.com

پیدا کرنے چاہئیں۔ اگر ایسا کرنے سے کامیابی نہ ہو تو پھر جڑوں کی کانٹ چھانٹ کرنا چاہیئے۔

چھلا اتارنا (RINGING)

یہ عمل بھی پودوں کی بڑھوتری کو روکنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس سے نشاستہ جڑوں کی طرف نہیں جاتا اور پتوں میں اس کی زیادتی ہو جاتی ہے جس سے پودا بار آور ہو جاتا ہے۔

چھلا اتارنے کے حسب ذیل طریقے ہیں۔

- درخت کے تنے کے اردگرد ۵ ر۰ سنٹی میٹر چوڑے چھلکے کا چھلا اتارنا۔
- درخت کے تنے کے اردگرد ۵ ر۰ سنٹی میٹر چوڑے چھلکے کے دو نصف چھلے دو مختلف سمتوں میں اتارنا۔
- تیز چاقو سے چھال میں تنے کے اردگرد ایک چیرا دینا۔

ان تمام طریقوں میں سے پہلے طریقے نے اچھے نتائج دیئے ہیں۔ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ چاقو سے درخت کی چھال کے اندر والی لکڑی زخمی نہ ہو۔ کیونکہ اس سے پانی وغیرہ اوپر نہیں جا سکے گا۔ نیز چھلے والی جگہ پر کوئی چیز مثلاً موم یا مومی فیتہ باندھ دینا چاہیئے تاکہ پودے پر کوئی جراثیم حملہ نہ کر دے۔

چھلا اتارنے کا مناسب وقت پھول آنے سے ایک یا ڈیڑھ ماہ پہلے ہے۔ ترشادہ پھلدار درختوں میں یہ عمل وسط جنوری سے آخر جنوری تک کیا جا سکتا ہے۔

پھل کا چھدرا کرنا (THINNING)

اس عمل میں پھل کو درخت سے کم کر دیا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے پودے کے پھل پکنے پر کم خوراک خرچ کرتی ہے جس کی وجہ سے پودے ہر سال باقاعدگی سے بار آور ہوتے ہیں۔ اور حاصل ہونے والا پھل رنگ، خوشبو اور جسامت میں اچھا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر فصل زیادہ ہو تو پھل پکنے کے بعد پودا بالکل ہی کمزور ہو جاتا ہے اور اگلے سال بار آور نہیں ہو سکتا اور ساتھ ہی اس کی شاخوں وغیرہ کے ٹوٹنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اور پھل بھی ناقص ہوتا ہے۔

پھل کو چھدرا مختلف اوقات پر مثلاً پھولوں کے دوران، پھل کے شروع ایام میں یا

Marfat.com

پھل پکنے سے کچھ دن پیشتر کیا جاسکتا ہے۔ ایسا کرنے سے ایک پھل کا دوسرے پھل سے مناسب فاصلہ رکھا جاتا ہے۔ جس سے اس کی بڑھوتری، رنگت اور خاصیت اچھی ہو جاتی ہے۔ یہ عمل پھل بننے کے فوراً بعد بھی نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایسا اوقات تمام پھل گر جاتا ہے۔ پودے کی غلط جگہوں پر پھل لگا رہتا ہے۔ یا بیمار پھل بھی موجود ہوتا ہے اور اس طرح سے باغ کی آمدنی بہت کم رہ جاتی ہے۔ اس لئے اس عمل سے مناسب فائدہ اٹھانے کے لئے بہتر ہے کہ جب پھل اچھی قدو قامت کا ہو جائے تو اس کو چھدرا کرنا چاہئے تاکہ باقی پھل سے مناسب آمدنی حاصل کی جاسکے اور آئندہ فصل بھی اچھی ہو۔

بار آوری میں تسلسل (ALTERNATEBEARING)

بعض پھلدار درخت ایک سال زیادہ پھل دیتے ہیں اور دوسرے سال کم۔ اس طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ایسی مثالیں سیب اور آم کی اقسام میں نمایاں طور پر پائی جاتی ہیں۔ اس خرابی کو دور کرنے اور بار آوری میں تسلسل قائم کرنے کے لئے حسب ذیل اقدامات مفید ثابت ہوئے ہیں۔

(ا) نائٹروجن مہیا کرنے والی کھاد اور درمیانہ سطح سے شاخ تراشی کی صورت میں نباتاتی نشوونما بڑھ جاتی ہے اور پھل پیدا کرنے والے شگوفے کم پیدا ہوتے ہیں۔

(ب) ایسی شاخوں میں جن میں بار آور شگوفوں کی تعداد زیادہ ہو شاخ تراشی کے ذریعے توازن قائم کر دیا جائے تاکہ ضرورت سے زیادہ پھل پیدا نہ ہو۔

(ج) جس سال پھل بہت زیادہ آگیا ہو اس سال پھلوں کو چھدرا کر کے پودے کی بار آوری میں توازن پیدا کیا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

پھلوں کی چنائی فروخت اور ذخیرہ اندوزی

ہمارے ملک کی کثیر آبادی مناسب مقدار میں پھلوں کی صحت بخش غذائیت سے محروم رہتی ہے۔ کیونکہ ہمارے ملک میں پھلوں کا رقبہ تھوڑا ہے۔ اور ان کی فی ایکڑ پیداوار بھی کم ہے۔ علاوہ ازیں جو کچھ پھلوں کی پیداوار حاصل ہوتی ہے اس کا ایک کثیر حصہ غیر منظم تقسیم کی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے۔ پھلوں کی صنعت اس وقت تک یقیناً ادھوری رہے گی۔ جب تک عوام اس کے استعمال سے کما حقہ فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔ ظاہر ہے کہ پھلوں کی اس غیر منظم تقسیم سے مالکان باغات نہ صرف مالی خسارہ میں رہتے ہیں بلکہ معاشرہ میں اپنے فرض کو پورا نہ کرنے کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔ سوئے اتفاق سے ہمارے ملک میں باغات کے مالک پھلوں کی تقسیم میں خاص دلچسپی نہیں رکھتے۔ بلکہ بالعموم وہ اپنے باغات ٹھیکیداروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔ اس لئے پھلوں کو صحیح وقت پر توڑنے، کریٹوں میں بند کرنے اور انہیں منڈیوں میں بھیجنے کی تمام تر ذمہ داری ٹھیکہ داروں یا منڈیوں کے آڑھتیوں پہ عائد ہوتی ہے۔

پھلوں کی تقسیم کا آغاز پھلوں کے باغ سے توڑنے سے ہو جاتا ہے اور انہیں مناسب طور پہ منڈی کے لئے تیار کرنے، منڈی میں پہنچانے اور فروخت کرنے کے تمام مراحل طے کرنے پہ ختم ہوتا ہے۔

Marfat.com

ظاہر ہے کہ باغات کے مالک اس سلسلۂ تقسیم میں جس قدر زیادہ حصہ لیں گے انہیں آمدنی میں اسی قدر زیادہ اضافہ ہوگا۔ پھل کو دور دراز مقامات تک بھیجنے کے لئے پھل کو صحیح طریقے اور ٹھیک وقت پر توڑنا نہایت ضروری ہے۔ بلاشبہ وہ پھل جو پودوں پہ صحیح پکنے تک رہنے دیا جائے توڑنے کے فوراً بعد کھایا جائے تو نہایت ہی لذیذ اور خوش ذائقہ ہوگا۔ لیکن جلد ہی بہت زیادہ نرم ہو جانے کی وجہ سے دور دراز منڈیوں تک نہیں پہنچایا جا سکتا۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ پھل ایسی حالت میں توڑا جائے کہ وہ دوران نقل و حمل اپنی ٹھیک حالت قائم رکھ سکے اور گلنے سڑنے سے بچ جائے۔ البتہ ایسے پھل مثلاً ماٹا جو سلسلۂ تقسیم کے مراحل میں بالعموم خراب ہونے نہیں پاتے پختہ حالت میں توڑے جا سکتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر پھل بالکل خام اور کچی حالت میں توڑے جائیں تو گاہک پہلی بار تو اس دھوکے میں آجاتے ہیں اور یہ مالک کے لئے نفع بخش تجارت ثابت ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ طریق کار مالک کے لئے خسارے کا موجب ہوگا۔

پھل صحیح حالت میں توڑنے کے لئے مالک کو باغ کا گہرا مشاہدہ اور وسیع تجربہ ہونا چاہئے۔ پھل کے توڑنے کی کسوٹی یہ ہے کہ وہ گاہک تک صحیح حالت میں پہنچ جائے۔ اور یہ بھی خیال رہے کہ پھل توڑتے وقت زمین پر نہ گرے۔ کیونکہ اس طرح وہ داغدار ہو جائے گا۔ پھل توڑنے سے پہلے یہ سامان موجود ہونا ضروری ہے۔ (۱) پھل توڑنے کی سیڑھی (۲) ٹوکریاں (۳) کریٹ (۴) کیل (۵) خشک گھاس پھونس (۶) پھل کے کریٹوں کے اندر رکھنے کے لئے کاغذ (۷) کریٹ باندھنے کے لئے ڈوری، رسی، بان یا تار وغیرہ۔

چنائی سے پہلے مزدوروں کا بندوبست کرنا ضروری ہے۔ پھل توڑتے وقت پھل کی صحیح پختگی کے علاوہ کچھ اور ضروری نکات بھی پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ مثلاً اگر ایک ہی قسم کے پھل کا زیر کاشت رقبہ زیادہ ہو تو باغبان پھل کو توڑنے کی صحیح حالت کا انتظار نہیں کر سکتا۔ بلکہ قدرے پہلے توڑنا پڑے گا تاکہ سارا پھل بروقت توڑا جا سکے۔ البتہ اگر ایک ہی پھل کی ایسی مختلف اقسام ہوں جو یکے بعد دیگرے پکتی ہوں تو پھل کو توڑنا اور سنبھالنا آسان ہوتا ہے۔ پھل توڑتے وقت منڈی کے بھاؤ کو بھی مدِ نظر رکھنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے وہ پھل جو منڈی میں موسم کے اوائل یا اواخر میں بھیجا جائے زیادہ داموں پر بکے گا جب پھل کا موسم شباب پر ہوگا تو وہ منڈی میں کم داموں فروخت ہوگا۔ موسم گرما کے پھلوں کی اقسام بالعموم اس وقت توڑ لینی چاہئیں جب کہ ان کا سائز اور رنگ مناسب ہونے لگے اور منڈی میں

Marfat.com

پھل کا بھاؤ بھی اچھا ہو۔

پھل کی چنائی

پھل کو صحیح حالت میں اور ٹھیک طریقہ سے توڑنا محنت طلب اور نازک مسئلہ ہے۔ اس کے لئے تجربہ اور تربیت درکار ہے۔ آڑو اور آلوچہ جیسے نازک پھل توڑنے کے لئے احتیاط اور پختگی کی صحیح رنگت کا اندازہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ یہ پھل مقامی منڈی کے لئے تو نرم اور پختہ حالت میں توڑا جاتا ہے، لیکن دور دراز مقامات میں بھیجنے کے لئے پھل مناسب جسامت، پختگی اور رنگت کی حالت میں توڑنا چاہئے۔ اسی لئے آڑو کی چنائی ۴۔۵ باریوں میں ختم کرنی چاہئے۔

ترشاوہ اقسام کے پھل بھی پوری احتیاط سے توڑنے چاہئیں۔ کیونکہ پھل کا چھلکا زخمی ہو جانے سے جراثیم داخل ہو جاتے ہیں۔ اور پھل کے گلنے سڑنے کا سبب بنتے ہیں۔ بلاشبہ بعض پھلدار پودوں کا پھل کھینچ کر توڑنے سے خراب نہیں ہوتا۔ لیکن سٹرس قسم کے پھل کو کھینچ کر صحیح حالت میں نہیں توڑا جا سکتا۔ پھل کو کھینچ کر توڑنے کے علاوہ دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ شاخ کا کچھ حصہ بھی کاٹا جائے۔ لیکن اس میں نقص یہ ہے کہ یہ شاخیں کریٹوں میں ساتھ والے پھلوں کو زخمی کر دیتی ہیں۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ پھل کو شاخ کی ڈنڈی کے قریب سے خاص قینچیوں (CLIPPERS WITH CURVED BLADES) سے توڑا جائے۔ ایسی صورت میں جہاں پھل ہاتھ کی رسائی سے دور ہو درخت کو ہلا کر یا چھڑی مار کر پھل کا گرانا مناسب نہیں ہوتا۔ درخت پر چڑھ کر بھی پھل کا توڑنا اتارنے والے اور درخت کے لئے خطرناک ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ شاخ تراشی والی ڈبل سیڑھیاں استعمال کی جائیں۔ عام گھریلو سیڑھی بھی جو درخت کے ساتھ سہارا لے مناسب نہیں۔

پھل کو پہلے نچلی شاخوں سے توڑنا شروع کیجئے اور اوپر کی طرف بڑھتے جائیے۔ تاکہ پھل نہ گرے۔ پھل توڑتے وقت ناخنوں سے بھی زخمی نہ ہو نہ اسے اوپر سے ٹوکروں وغیرہ میں گرایا جائے۔ پھل کو توڑنے کے لئے پہلے اسے اوپر کو حرکت دے کر پھر ہتھیلی سے جھٹکا دیں۔ خیال رہے کہ پھل ایسی حالت میں توڑیں جب وہ خشک ہو۔ گیلا پھل توڑنے سے اسے کریٹوں میں پھپھوندی لگ جاتی ہے۔

پھل توڑ کر ٹوکریوں میں ڈالا جاتا ہے۔ پھل توڑنے والا یہ ٹوکری اپنے کندھے کے ساتھ لٹکا لیتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے پھل توڑتا جاتا ہے۔ بعض اوقات ایک آدمی پھل توڑتا ہے تو دوسرا ٹوکری ساتھ

Marfat.com

سنبھالتا ہے اور اس میں پھل ڈالتا جاتا ہے۔ پھل توڑ کر اس طرح ٹوکریوں میں ڈالنے سے ایک نقص یہ ہے کہ جب پھل سے بھری ہوئی ٹوکریاں پیکنگ شیڈ (PACKING SHED) میں جا کر انڈیلی جاتی ہیں تو پھل پر خراشیں آجاتی ہیں۔ بالخصوص آڑو تو اس طرح ڈالنے سے اندرونی طور پر اس قدر زخمی ہو جاتے ہیں کہ دور دراز کی منڈیوں میں بھیجنے کے قابل نہیں رہتے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ کشادہ ٹوکریوں یا لکڑی کے ہلکے پھلکے ڈبوں کے پیندوں میں خشک گھاس پھونس رکھ کر ان میں صرف پھل کی ایک ہی تہہ لگائی جائے۔ سٹرس کا پھل توڑ کر کینوس کے تھیلوں (CANVAS BAGS) میں ڈالا جاتا ہے جنہیں نیچے سے کھول کر پھل نکال دیا جاتا ہے۔

مقامی منڈی کے لئے پھل عام ٹوکریوں میں ڈال کر لے جایا جا سکتا ہے۔ لیکن دور دراز کی منڈیوں اور برآمد کے لئے پھل کی درجہ بندی کی جانی چاہئے اور پھر احتیاط سے انہیں کریٹوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔

پھل کی پختگی کا امتحان

ترقی یافتہ ممالک میں پھل کی پختگی کا امتحان قانوناً کرنا پڑتا ہے۔ تاکہ کچا پھل منڈیوں میں نہ آنے پائے اور عوام کا اچھے پھل پر اعتماد قائم رہے۔ اصولی طور پر کچا پھل اچھے نتائج پیدا نہیں کرتا بلکہ جلد ہی عوام اس سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً پھل کی تجارت میں خسارہ ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ پھل کی پختگی کی پابندی سے باغوں کے مالکوں ہی کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ پھل کی پختگی کا امتحان کئی طریقوں سے کیا جا سکتا ہے۔ جن کا انحصار پھل کی خوشبو، ذائقہ، سائز، رنگت، تیزابی مقدار، پھل کی پختگی کا دورانیہ، شکر اور تیزاب کے تناسب وغیرہ پر ہوتا ہے۔ اب جب کہ ہم نے پھل کی برآمد شروع کی ہے قدرتی طور پر ایسے قوانین وجود میں آنے چاہئیں۔

پھل کی درجہ بندی

پھل کی درجہ بندی سے مقصد یہ ہے کہ ایسے زخم خوردہ اور زیادہ پختہ پھل جن کے خریداروں تک پہنچنے سے پہلے پہلے گلنے سڑنے کا امکان ہو الگ کر لئے جائیں۔ ایسے پھل دوسرے اچھے پھلوں کو بھی خراب کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچے، بدشکل اور بہت چھوٹے چھوٹے پھل بھی الگ کر دیئے جاتے ہیں۔ جن سے سارے پھل کا درجہ کم ہو جاتا ہے۔ درجہ بندی کے دوران الگ شدہ پھل مقامی منڈی میں

Marfat.com

بھیجا جا سکتا ہے۔ درجہ بندی کرتے وقت اچھا پھل بلحاظ جسامت الگ الگ کیا جاتا ہے۔ درجہ بندی میں یہ مروج طریقہ ہے۔ کہ کریٹ یا ٹوکرے میں سب سے اوپر والی تہ بہترین ہوتی ہے اور اعلیٰ سائز کے پھل سے مرتب کی جاتی ہے۔ کریٹوں میں پھل کی مناسب چھان بین، محتاط درجہ بندی اور نفیس ترتیب زیادہ سے زیادہ منافع دیتی ہے۔

ہمارے ہاں درجہ بندی ہاتھ ہی سے کی جاتی ہے۔ ایک تجربہ کار باغبان یہ کام بخوبی سرانجام دے سکتا ہے۔ مشین سے درجہ بندی کے لئے گول اور سخت پھل زیادہ موزوں ہیں۔ ترشادہ اور سیب کے پھل منڈیوں میں متعدد جانچ پڑتال میں سہولت کے لئے بہتر ہے۔ کہ درجہ بندی معیاری طریقہ پر کی جائے۔ درجہ بندی لکڑی کے گریڈر سے کی جانی چاہئے جس کا خاکہ دیا گیا ہے۔ سابقہ صوبہ سرحد میں آڑو کے لئے درجہ بندی کے معیار یہ ہیں۔

درجہ اول	۳ انچ قطر سے زیادہ والا پھل
درجہ دوم	۲٫۷۵ تا ۳٫۰۰ انچ تک قطر والا پھل
درجہ سوم	۲٫۵۰ تا ۲٫۷۵ " " "

حکومت پاکستان کی وزارت خوراک و زراعت نے ۱۹۶۱ء میں مالٹے کی درجہ بندی اور تجارت کے لئے کچھ قوانین مرتب کئے ہیں۔ ان کے تحت کریٹوں پر کاغذ کے لیبل یا رنگین پرچی سے پھل کے درجے کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ درجہ خاص کے لیبل کا رنگ سفید، درجہ اوّل کے لئے سرخ، درجہ دوم کے لئے نیلا اور درجہ سوم کے لئے زرد ہوتا ہے۔ یہ رنگین لیبل بکسوں پر مضبوطی سے چسپاں کئے جاتے ہیں۔ اور ہر مندرجہ ذیل مزید معلومات بھی درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ نمبر شمار
۲۔ پھل کی قسم
۳۔ پھل کا درجہ
۴۔ پھل کا وزن یا تعداد
۵۔ پھل بھیجے جانے والی جگہ کا نام
۶۔ کریٹ میں پھل بند کرنے کی تاریخ

Marfat.com

گھریلو استعمال کے لئے پھل کو کریٹوں میں بند کرنا

۱۔ کریٹ صاف ستھرے ہوں اور اچھی طرح بند کئے جائیں۔

۲۔ کریٹوں کے اندر پھل کو بند کرنے کے لئے استعمال کئے جانے والی گھاس کا خشک ہونا ضروری ہے

۳۔ مالٹے کا پھل کریٹ کے اندر ایک ہی قسم اور درجے کا ہونا ضروری ہے۔ اس میں پھل کی اوپر والی تہ میں اسی قسم اور درجے کا پھل ہونا لازمی ہے جو قسم اور درجہ کا پھل سارے کریٹ میں بند کیا گیا ہو۔ بالفاظ دیگر اوپر والی تہ کا پھل ہر طرح سے کریٹ کے اندرونی پھل کے سائز، رنگت، پختگی اور شکل وغیرہ کی نمائندگی کرے۔ پھل کے قطر کے مطابق مختلف ترتیبوں کے نقشے تعداد پھل وغیرہ خاکوں میں دیئے گئے ہیں۔

۴۔ بلڈ ریڈ قسم کا مالٹا عام یا سفید قسم کے مالٹوں سے الگ کریٹ میں بند کرنا چاہئے۔

برآمد کے لئے مالٹے کا پھل

۱۔ پھل صاف ستھرے لکڑی کے کریٹوں میں بند کیا جانا چاہئے۔ کریٹوں کی پیمائش یہ ہے۔

لمبائی — ۱۲۴ انچ

چوڑائی — ۱۱½ "

گہرائی — ۱۱½ "

۲۔ پھل موی کاغذ (TISSUE PAPER) میں بند کر کے کریٹوں میں تہ بہ تہ ترتیب دیا جائے۔

۳۔ مالٹا کا پھل ایک کریٹ میں ایک ہی قسم اور درجہ کا ہونا لازم ہے۔ اور اوپر والی تہ کا پھل کریٹ کی باقی پھل کی ہر لحاظ سے مثلاً سائز، رنگت، پختگی، شکل اور نقائص بیماریوں سے پاکیزگی وغیرہ کی نمائندگی کرے۔

۴۔ بلڈ ریڈ یعنی سُرخ رنگت والا مالٹا اور سفید مالٹا الگ الگ کریٹوں میں بند کئے جانے چاہئیں۔

مالٹے کے درجوں کا معیار:

درجہ	پھل کا قطر	عام کوائف
اول	۳٫۵ انچ	۱۔ پھل مضبوط ہو اور پختگی کی ایسی حالت
دوم	۳٫۰ "	

Marfat.com

سوم ۵ء۲ ؍ میں ہو کہ نقل و حمل

کے مراحل طے کر کے خریدار تک پہنچنے کے وقت مکمل اور صحیح طور پر پک چکا ہو۔

۲۔ کوئی پھل بالکل سبز نہ ہو اور سب پھل یکساں رنگت کے ہوں

۳۔ پھل کی عام شکل اس کی مخصوص قسم کے مطابق ہو۔

۴۔ پھل داغدار اور زخم خوردہ نہ ہو۔ اور بیماریوں اور دیگر نقائص سے پاک صاف ہو۔

نوٹ :۔

درجہ بندی میں احتیاط کے باوجود غلطیوں کے لئے ۱۰ فی صد تک رعایت ہوتی ہے۔

پھل کے لئے کریٹ

مقامی منڈی کے لئے خشک شاخوں یا فری کی دکھجور کی قسم، ٹوکریاں اور دور دراز کی منڈیوں کے لئے لکڑی کے کریٹ استعمال کئے جاتے ہیں۔ معیاری ٹوکریوں میں ۱۵ سیر پھل آتا ہے۔

پھل کے کریٹ ہلکے ہونے کے علاوہ کافی مضبوط ہونے چاہئیں۔ جو ایک دوسرے کے اوپر ڈھیر لگانے سے نہ ٹوٹیں۔ کریٹوں میں پھل بند کرنے کے لئے خشک گھاس تہوں کے درمیان استعمال کی جاتی ہے۔ البتہ لکڑی یا کاغذ کا باریک تراشا اس مقصد کے لئے اگر میسر ہو تو بہتر ہے۔ کریٹ بند کرتے وقت خیال رکھئے کہ ہوا کی آمد و رفت کا خاطر خواہ انتظام ہو۔ نیز پھل کریٹ کے اندر اس طرح سے بند کرنا چاہئے کہ دوران حمل و نقل بالکل نہ ہلنے پائے۔ اور ایک دوسرے سے رگڑ کر پھل زخمی نہ ہوں۔ کریٹوں سے کوئی کیل وغیرہ باہر نہ نکلا ہو۔ کیونکہ اس سے پھل زخمی ہو جاتے ہیں۔ مالٹے کی برآمد کے لئے حکومت پاکستان کے قانون درجہ بندی ۱۹۶۱ء کے تحت کریٹوں کی پیمائش ۲۴ × ۱۲ ½ × ۱۱ ½ مقرر کی گئی ہے۔

ذرائع حمل و نقل

پھل ریل یا ٹرکوں ہی کے ذریعے دوسرے مقامات تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ اور فی زمانہ یہ دونوں ذرائع کافی گراں ہیں۔ ہمارے ہاں نہ تو برفانی ڈبوں والی گاڑیوں کا انتظام ہے اور نہ کوئی ایسی تنظیم ہی ہے جو پھل کی نقل و حمل کا بندوبست کرے۔ ریل کے ذریعہ پھل بھجوانا مہنگا پڑتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں آجکل ٹرکوں (TRUCKS) کے ذریعہ پھل کی نقل و حرکت مقبول عام ہو رہی ہے۔ کیونکہ یہ سستے پڑنے کے علاوہ باغات کے اندر لے جا کر لدوائے جا سکتے ہیں اور منڈی میں مال جائے

Marfat.com

مقصود تک سہولت پہنچاتے ہیں۔

پھل کی فروخت

ایسے بہت کم باغبان ہوں گے جو پھل براہِ راست منڈیوں میں فروخت کرتے ہیں۔ عام مروجہ طریقہ جو نہایت ناقص بھی ہے یہ ہے کہ پھل کچی حالت میں ایک سال یا بعض صورتوں میں کئی سال کے لئے نیلام کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح ٹھیکہ دار باغ کے مالک کی جگہ لے لیتے ہیں۔ اور بیچارے مالک کو اپنی محنت کا پورا صلہ نہیں ملتا۔ ٹھیکہ دار باغ کی کل رقم قسط وار ادا کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات جب کہ باغ میں پھل کم پیدا ہو یا قدرتی طور پر نقصان ہو جائے تو پوری ادائیگی بھی نہیں کرتے۔ بعض باغبان باغات کا پھل منڈیوں میں کمیشن ایجنٹ یا آڑھتی کے ذریعہ فروخت کرتے ہیں۔ اس طریقہ میں بھی اگر ذاتی طور پر کاوش نہ کی جائے تو بددیانتی ہو جاتی ہے۔ آڑھتی یا تو پھل خود خرید لیتے ہیں یا بعض وجوہ کی بنا پر اصل قیمت فروخت سے کم بتاتے ہیں۔ اس صورت میں اصلاح اس وقت ممکن ہے جب پھل کے روزانہ نرخ باقاعدگی سے چھپیں اور ریڈیو سے نشر کئے جائیں اور آڑھتیوں کے لئے تھوک یا پرچون تجارت کرنا قانوناً ممنوع قرار دیا جائے۔ پھل فروخت کرنے کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ مالکان باغات امداد باہمی کے اصولوں پر پھل کی فروختگی کا بندوبست کریں۔ کریٹوں میں پھل بند کرتے وقت ناپسندیدہ پھل الگ کر لئے جائیں۔ درجہ بندی کی جائے اور کریٹوں میں پھل قرینے اور نفاست سے ترتیب دے کر بند کیا جائے۔ حاصل یہ ہے کہ پھل سے زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے لئے ضروری ہے کہ دلالوں کو پھل کی فروخت میں حائل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ذرائع نقل و حرکت کی بھی اصلاح کی جائے۔

پھل کو سرد خانوں میں محفوظ کرنا؟

سرد خانے صنعت اثمار کی ترقی کے لئے بہت زیادہ ممد و معاون ہیں۔ کیونکہ جن ایام میں پھل کی بہتات ہو تو پھلوں کی زائد مقدار کو سرد خانے میں رکھا جا سکتا ہے۔ اس طرح پھل محفوظ ہو کر ہر وقت دستیاب ہو سکتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر سرد خانے پھلوں کے موسم کو بڑھا دیتے ہیں۔ ایک جانب یہ فائدہ ہے تو دوسری جانب اس خسارے سے کاشت کار بچ جاتا ہے جو بازار میں بیک وقت پھل کے زیادہ مقدار میں آنے سے اس کی قیمت گھٹ جاتی ہے اور اس طرح انہیں فائدہ پہنچتا ہے۔

Marfat.com

پھل نازک اور زندہ چیز ہے۔ اس کی حیات درخت سے توڑے جانے کے بعد بھی ایک محدود وقت تک باقی رہتی ہے۔ پھل جاندار زندہ اقسام کی طرح آکسیجن جذب اور کاربن ڈائی آکسائڈ خارج کرتے رہتے ہیں۔ انہیں پھپھوندی اور جراثیم نقصان دیتے ہیں۔ اصولی بات یہ ہے کہ سرد خانے میں جس قدر درجۂ حرارت زیادہ ہوگا۔ اسی قدر پھل اور جراثیم کے حیاتیاتی عمل بھی تیز تر ہوں گے۔ نتیجتاً" پھل جلد خراب ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس درجۂ حرارت جس قدر کم ہوگا پھل اسی قدر دیر تک رکھا جا سکتا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نقطۂ انجماد سے کچھ اوپر کا درجۂ حرارت ذخیرہ کے لئے موزوں ہے۔ جو عام پھلوں کے لئے بلاشبہ درست ہے۔ البتہ سٹرس کی اکثر اقسام کے لئے زیادہ درجۂ حرارت درکار ہے۔ درجۂ حرارت کے علاوہ پھلوں کی عرصہ حیات کا انحصار دوسری باتوں پر بھی ہے۔ یعنی پھل کی قسم، پختگی کی حالت وغیرہ۔ سرد خانوں میں پھل کی ہمیشہ پڑتال کرتے رہا کریں اور جب پھل پر ذرا بھی گلنے سڑنے کے آثار نظر آئیں اسے نکال دیں۔ سرد خانے میں پھل کو زیادہ عرصہ تک رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ صحیح حالت میں توڑا گیا ہو، زخم خوردہ اور داغدار نہ ہو۔ بیماری یا گلنے سڑنے کے آثار سے پاک ہو۔ کچا پھل صحیح طرح پختہ پھل کے مقابلے میں اچھی طرح محفوظ نہیں رہ سکتا۔ بالخصوص وہ پھل جن میں شکر کی مقدار کم ہو۔ مثلاً" آڑو۔ اسی طرح زیادہ پختہ پھل بھی جلد خراب ہو جاتا ہے۔ اور محفوظ نہیں رہ سکتا۔

پھل درختوں سے توڑنے کے بعد جس قدر جلد ممکن ہو سرد خانے میں منتقل کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ تاخیر ذخیرہ کی طوالت میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ یہ نقطہ ان اقسام کے لئے زیادہ قابل توجہ ہے۔ جن میں ذخیرہ اندوزی کی صلاحیت کم ہو۔ پھل کریٹوں میں اچھی طرح بند کر کے رکھنا چاہیئے۔ اور ان میں ہوا کی آمد و رفت کے لئے گنجائش ہو۔ مناسب ہوا کی آمد و رفت سرد خانے میں کاربن ڈائی آکسائڈ کا ایک فی صد سے کم ارتکاز اور مناسب رطوبت کا اہتمام پھل کی دیرپا ذخیرہ اندوزی کے لئے لازمی ہے۔ مطلوبہ رطوبت ۸۵ - ۹۰ فی صد ہونی چاہیئے اور عام سرد خانوں میں اس قدر رطوبت ضرور پائی جاتی ہے۔ جب پھل کو سرد خانوں سے باہر نکالا جائے اسے ہوادار جگہ میں رکھا جائے ورنہ وہ جلد گلنا شروع کر دے گا۔ کیونکہ ذخیرہ اندوزی کے دوران میں پھل کے اندر منجمد پانی ہوادار جگہ میں بخارات بن جاتا ہے۔ ہاں اگر کم عرصے کے لئے پھل کو ذخیرہ کرنا مقصود ہو تو اسے قدرے

Marfat.com

زیادہ درجۂ حرارت پر رکھا جائے تاکہ اس پہ پانی منجمد نہ ہونے پائے۔

زراعتی کالج لائل پور میں کئے گئے تجربوں کے مطابق بعض اہم پھلوں کی مدت ذخیرہ اندوزی اور اس کی مناسب درجہ ہائے حرارت مندرجہ ذیل ہیں۔

نام پھل	سرد خانے میں پھلوں کو محفوظ رکھنے کے لئے موزوں درجۂ حرارت	عرصہ جب تک پھل محفوظ رکھا جا سکتا ہے
سیب	۳۲ - ۳۵ فارن ہیٹ	-
وائن سیب	" " "	۲۶ ہفتے
بیلڈون	" " "	" ۲۴
امری	" " "	" ۲۱
سٹیمپ فورڈ پین	" " "	" ۲۱

نام پھل	سرد خانے میں پھلوں کو محفوظ رکھنے کے لئے موزوں درجۂ حرارت	عرصہ جب تک پھل محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔
ناشپاتی	۳۲ - ۳۵ فارن ہیٹ	-
بارٹلیٹ	" " "	۲۲ ہفتے
الیسٹر بیئر	" " "	" ۲۱
وٹچس آف بوردو	" " "	" ۱۷
مری لوکل	" " "	" ۲۱
آڑو البرٹا	" " "	" ۴
انگور	" " "	-
ہیبھا	" " "	" ۷
کشمش	" " "	" ۶
انار (علی پور)	" " "	" ۱۹
مالٹا اورنج	۳۶ - ۳۹ "	-

Marfat.com

دفیشیانیٹ	〃	〃	〃	19 〃
عام مالٹا	〃	〃	〃	۱۷ 〃
بلڈ ریڈ	〃	〃	〃	۱۳ 〃
سیویلی	〃	〃	〃	۱۳ 〃
سنگترہ	〃	〃	〃	—
پنجاب	〃	〃	〃	۵ 〃
ناگ پوری	〃	〃	〃	۱۷ 〃
لیمن (لیورپین)	〃	〃	〃	۹ 〃
گریپ فروٹ (مارش سیڈلس)	۴۵	۴۸	〃	۱۳ 〃
آم لنگڑہ	۴۵	۴۸	〃	۵ 〃

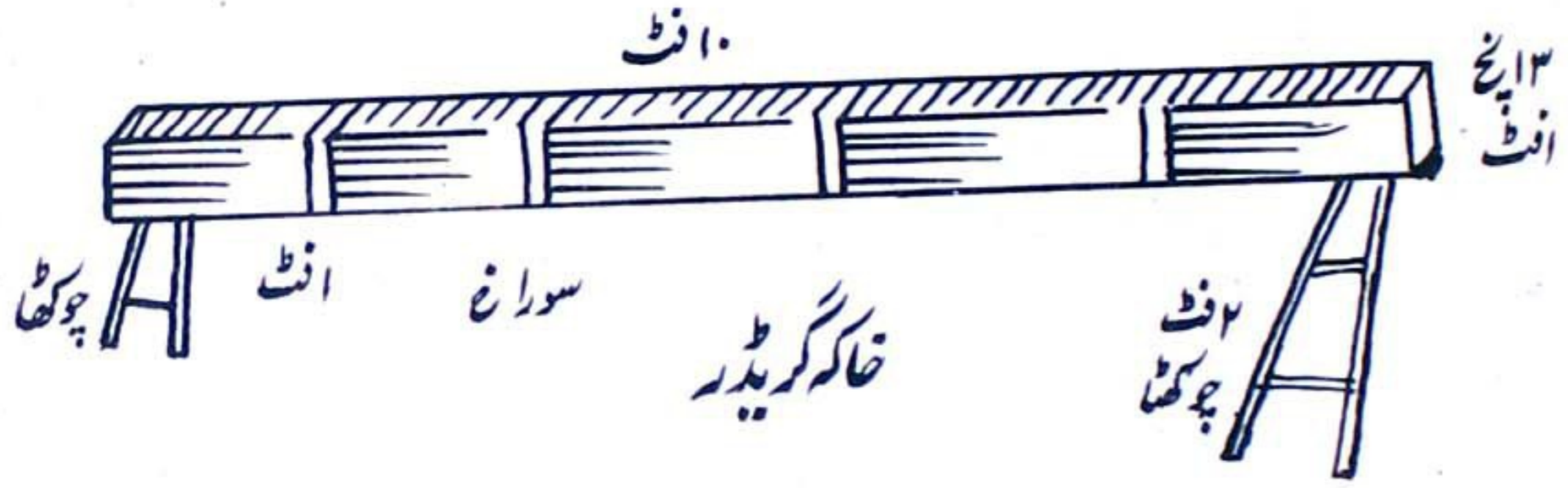

Marfat.com

پھل کے قطر کے مطابق مختلف ترتیبوں کے نقشے

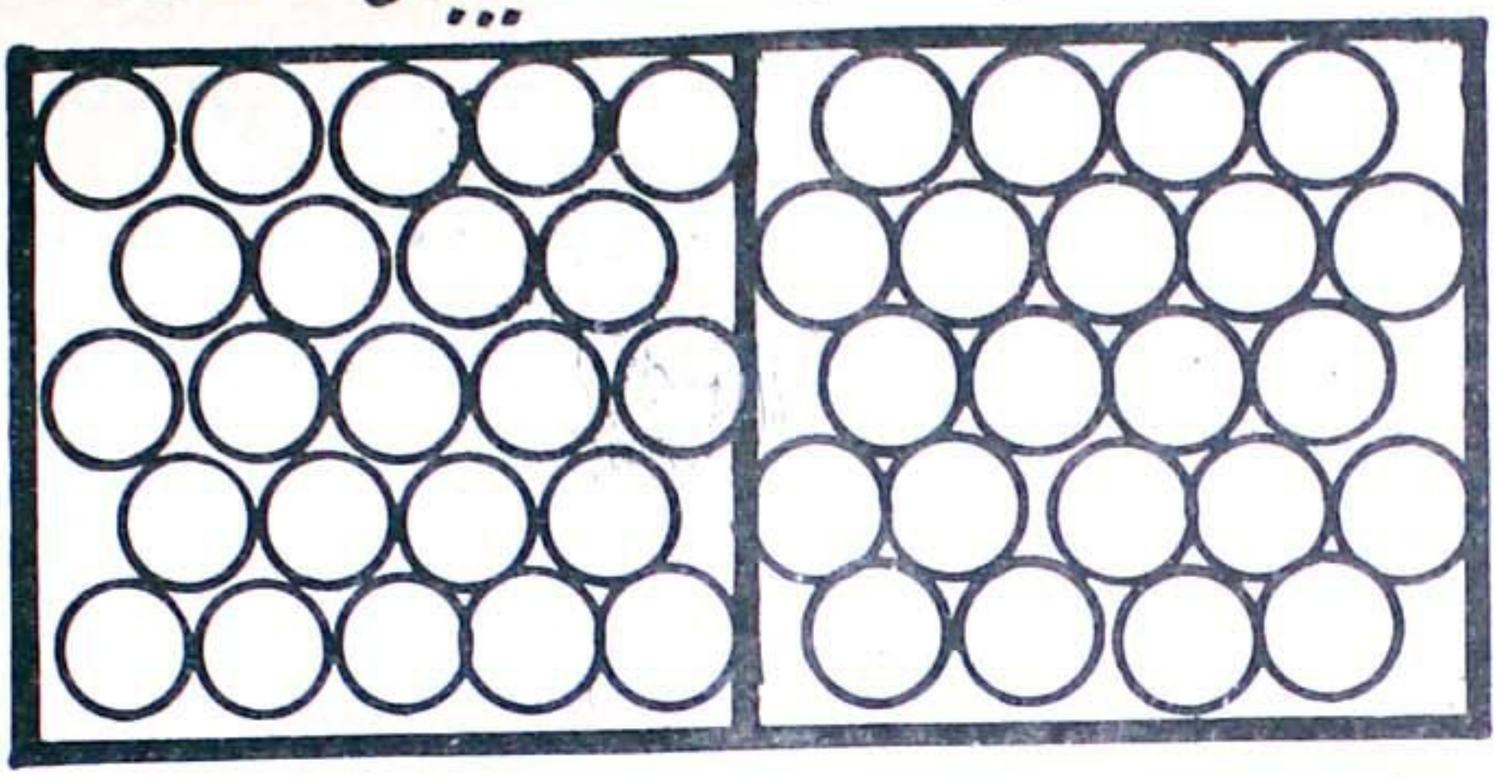

تعداد پھل = ۲۲۰۹ قطر = ۲ ۱/۲ انچ تعداد تہہ = ۵

تعداد پھل = ۲۰۰ قطر = ۲ ۳/۴ انچ تعداد تہہ = ۵

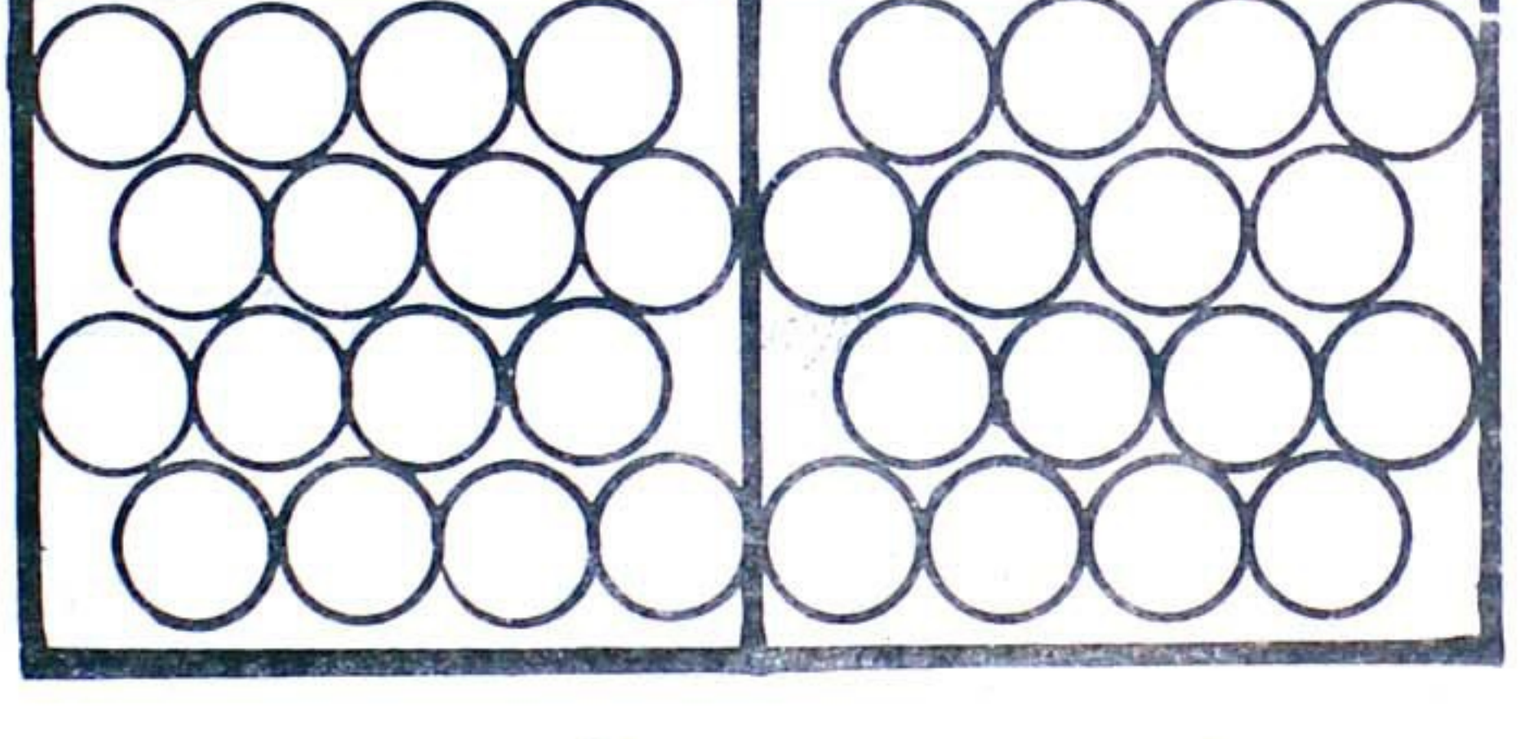

تعداد پھل = ۱۱۲ قطر = ۳ ۱/۴ انچ تعداد تہہ = ۴

Marfat.com

حصّہ دوم (۲)

منطقہ حارّہ اور اُس کے قرب و جوار کے پھل

Marfat.com

Marfat.com

آم

سائنس دان حضرات اپنی اصطلاحی زبان میں آم کو (MANGIFERA INDICA) کہتے ہیں۔ ایسی اصطلاحیں بین الاقوامی سطح پر طے پاتی ہیں اور دنیا بھر میں استعمال ہوتی ہیں۔ خاندانی نسبت کے لحاظ سے یہ اپنا کا رڈلسی (ANACARDIACAE) خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

عام لوگوں کا خیال ہے کہ آم کا آبائی وطن ملایا ہے۔ پوپینو (POPENOE) کا خیال ہے کہ آم مشرقی ہندوستان، آسام، برما بلکہ اس سے بھی آگے ملایا کے خطے سے شروع ہوا۔ ہوسکتا ہے کہ آم مشرق بعید کے علاقوں سے ہندوستان میں لایا گیا ہو۔ لیکن اس پھل کی سب سے زیادہ ترویج و ترقی ہند و پاک میں ہوئی۔ آم برصغیر ہند و پاک میں کئی سو سال پہلے سے کاشت ہوتا رہا ہے۔ عام خیال کے مطابق گوا میں پرتگال کے لوگوں نے اس نسل کی افزائش پیوندی طریقے سے شروع کی۔ غرضیکہ آم کی اعلیٰ اقسام ہند و پاک ہی میں سب سے پہلے پیدا کی گئیں اور پھر یہاں سے تمام ممالک میں پھیلیں۔ اس پھل کی کاشت ان تمام ممالک میں ہوتی ہے۔ جو خطِ جدی اور خطِ سرطان کے درمیان واقع ہیں۔ مثلاً ملایا، فلپائن، برما، سیلون، ہندوستان، کمبوڈیا، مصر، جنوبی امریکہ،

Marfat.com

جزائر غرب الہند اور تھوڑی تعداد میں فلوریڈا میں بھی اگایا جاتا ہے۔ کیلیفورنیا میں اس کی کاشت کچھ اچھی ثابت نہیں ہوئی۔ آم کی کاشت کو صرف ہندو پاک ہی میں اقتصادی نقطۂ نظر سے اہمیت حاصل ہے۔ شاہان مغلیہ آم کے دلدادہ تھے۔ اکبر بادشاہ اس کو اتنا پسند کرتا تھا کہ اس نے ایک لاکھ پودوں کا ایک باغ دربھنگہ میں لگوایا اور اس کا نام "لاکھ باغ" رکھا۔ مغربی پاکستان بلکہ پنجاب بھر میں اس کی کاشت اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ اس کا تمدن۔ کیونکہ شالیمار باغ کے آم کے پودے جن کو شاہجہان بادشاہ نے لگوایا تھا اس امر کا بین ثبوت ہیں۔
مغربی پاکستان میں ۱۱۲۶۳۱ ایکڑ رقبہ پر آم کاشت کیا جا رہا ہے اور رقبہ کے لحاظ سے پھلوں میں اول درجہ پر ہے۔

مغربی پاکستان میں اس کی کاشت زیادہ تر حیدرآباد، ملتان، بہاول پور اور خیرپور ڈویژن تک محدود ہے۔ لاہور، سرگودھا اور راولپنڈی ڈویژنوں میں اس کی کاشت بہت کم ہے۔ مشرقی پاکستان میں اس کی کاشت زیادہ تر راجشاہی، جیسور، کشتیا، فرید پور، ڈھاکہ، کھلنا، باقرگنج اور دیناج پور کے اضلاع میں ہوتی ہے۔ اس میں سے ہر ایک ضلع میں آم کا زیر کاشت رقبہ پانچ ہزار ایکڑ سے زائد ہے۔ اور باقی اضلاع میں اس کی کاشت تھوڑی اور کہیں کہیں کی جاتی ہے۔
مغربی پاکستان کے خیرپور اور حیدرآباد ڈویژنوں میں اضلاع تھرپارکر، نواب شاہ، حیدرآباد، سکھر اور خیرپور خاص طور پر قابل ذکر ہیں یعنی یہاں آم کی کاشت بہت ہوتی ہے۔ ملتان، سرگودھا بہاولپور اور لاہور ڈویژنوں میں اس کی کاشت زیادہ تر ملتان، لائل پور، منٹگمری، بہاول پور، رحیم یار خان، مظفرگڑھ، سیالکوٹ اور لاہور کے اضلاع میں کی جاتی ہے۔ اور باقی ضلعوں میں اقتصادی نقطۂ نظر سے اس کی خاص اہمیت نہیں۔

مستقبل

آم ایک خوش ذائقہ پھل ہے جسے امیر و غریب تقریباً سب پسند کرتے ہیں۔ اس پھل کی غذائی اہمیت اور حیاتین کے بیش قیمت خزینہ کی بنا پر حکماء نے بھی اسے ایک افضل پھل تسلیم کیا ہے۔ سائنس دان تحقیق اور تجزیے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ درحقیقت آم تمام پھلوں کا بادشاہ ہے۔ جہاں تک حیاتین "ج" کا تعلق ہے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ الفانسو

Marfat.com

آم میں تمام ترشادہ پھلوں سے تین گنا زیادہ وٹامن "ج" پائے جاتے ہیں۔ تحفظ اثمار کی تجربہ گاہ شعبۂ اثمار لائل پور میں جو تجربات ہوتے ہیں ان سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ آم کے ایک سو گرام رس میں دو سو سے چار سو ملی گرام تک حیاتین "ج" پائے جاتے ہیں۔ باوجود پھلوں کا سرتاج ہونے کے اس کی کاشت پر کما حقہ توجہ نہیں دی گئی۔ شائقین اور فنی ماہرین کو مندرجہ ذیل مسائل کا سامنا کرنے میں خاصی دشواری پیش آتی ہے۔

۱۔ افزائش نسل
۲۔ پودوں کا لگانا اور پروان چڑھانا
۳۔ زیرگی اور بارآوری
۴۔ کاشتی امور کی واقفیت
۵۔ پودے کا بے قاعدگی سے پھل دینا
۶۔ آم کا ٹبور
۷۔ دوسری بیماریوں اور کیڑوں کا انسداد

ان اسباب کی بنا پر اس صنعت کی ترقی کی رفتار معیاری تصور نہیں کی جاتی۔ اگرچہ آم کے زیر کاشت کافی رقبہ ہے مگر بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ اس وقت مغربی پاکستان کی آبادی ۴۲۹۶۸۰۰۰ نفوس ہے جب کہ صوبہ بھر میں پھل کی کل پیداوار ۱۹۹۴۷۵۵۵ من ہے۔ پاکستان کے لوگوں کی خوراک میں پھل کا استعمال ۷ر۱ اونس فی کس یومیہ ہے جو متوازن خوراک سے بہت کم ہے۔ اچھی صحت برقرار رکھنے کے لئے تین اونس پھل یومیہ استعمال کرنا ضروری ہے۔ اس لحاظ سے ہمارے صوبے کو تقریباً ۲۰۳۱۷۴۴۰ من پھل کی سالانہ ضرورت ہے۔ چونکہ آم تمام معدنیاتی اجزاء اور حیاتین سے بھرپور ہے۔ ان اجزاء کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اس پھل کی کاشت زیادہ کرنی چاہئے۔ اس پھل کی کاشت جو سیالکوٹ، لاہور، لائل پور، منٹگمری، ملتان، مظفرگڑھ کے اضلاع اور بہاولپور، خیرپور، حیدرآباد ڈویژنوں میں جہاں کی زمین اور آب و ہوا موزوں ہے اور آبپاشی کے لئے بھی سہولتیں موجود ہیں، بڑھائی جا سکتی ہے۔

اس بات کو آئندہ ضرور مدِنظر رکھنا چاہئے کہ باغات لگاتے وقت اعلیٰ اور بہت پھل دینے والی اقسام لگانی چاہئیں۔ موجودہ ناکارہ باغ بھی نئے سرے سے اچھی اقسام سے آراستہ کرنے چاہئیں۔ صوبہ میں آم کی کاشت کا مستقبل درخشندہ نظر آتا ہے۔ تمام پھلوں اور فصلوں کے مقابلہ میں

Marfat.com

آم کی فصل سب سے زیادہ آمدنی دیتی ہے۔ اس لئے اس کی کاشت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ حکومت کے موجودہ ثمردار پودوں کے ذخیرے کافی تعداد میں پودے مہیا کر کے دن بدن بڑھتی ہوئی مانگ کے تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں۔ اس طرح اچھی اقسام کی افزائش ترقی پذیر ہے اور دن بدن فروغ پا رہی ہے۔

حال ہی میں حکومت پاکستان کی وزارت تجارت نے یہ بات ظاہر کی ہے کہ آم کے تازہ پھل اور ان سے تیار شدہ مربہ جات اور دیگر مصنوعات کی برآمد کے امکانات وسیع ہیں۔ اس سے آم کی کاشت میں اور بھی اضافے کی توقع ہے۔ چونکہ پیداوار فی الحال ملکی ضرورت سے بہت کم ہے اس لئے آم کے رقبہ کے اضافہ میں کسی قسم کا خدشہ نظر نہیں آتا۔ اس کے علاوہ برآمد کے بھی کافی امکانات ہیں۔ اور یہ بھی امید کی جاتی ہے کہ پھلوں کو محفوظ کرنے اور مزید سرد خانے بن جانے سے تجارت پر خاصا اثر پڑے گا۔ اور اس کی کاشت مالکان کے لئے کافی منافع بخش ثابت ہوگی۔

پودے کی شکل شباہت اور بار آوری کی عادات

آم ایک سدا بہار درخت ہے۔ تخمی پودے کافی قدآور ہوتے ہیں۔ عموماً آم کا درخت ۴۵ سے ۵۰ فٹ تک اونچا ہوتا ہے اور مناسب حالات میں سو سال سے بھی زیادہ عمر پاتا ہے۔ پیوندی پودوں کی شکل صورت مختلف ہوتی ہے۔ نہری علاقہ میں آم کا درخت عام طور پر خوبصورت اور گھنا ہوتا ہے جس کی شاخیں زمین کی طرف جھکی ہوتی ہیں۔ اقسام کے لحاظ سے پتوں کا سائز بھی مختلف ہوتا ہے۔ پھول گچھوں میں لگتے ہیں۔ جو چھوٹے اور عام طور پر زردی مائل ہوتے ہیں۔ تاہم پھولوں کی رنگت اقسام پر بھی مبنی ہے۔ چند اقسام میں پھولوں کی رنگت زردی مائل سفید اور کچھ اقسام میں گلابی ہوتی ہے۔ بعض اقسام کے گچھوں میں ایک ہزار سے بھی زائد پھول ہوتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر نامکمل ہوتے ہیں۔ مکمل پھولوں کی شرح فی صد مختلف اقسام میں مختلف ہوتی ہے۔ مغربی پاکستان کے موسمی حالات کے مطابق پھول کھلنے کا وقت فروری کے آخر سے وسط اپریل تک ہے تاہم پھول لانے والے چشموں کی نشاندہی اگست اکتوبر تک ہو جاتی ہے۔ آم کے درخت کی نشوونما ایک خاص ترتیب سے ہوتی ہے۔ موسمی حالات کے مطابق ایک سال میں چار سے چھ دفعہ نباتاتی افزائش کا عمل مشاہدہ میں آیا ہے۔

Marfat.com

پھل کا سائز، گٹھلی کا رنگ، گٹھلی اور دوسرے خواص اقسام کے مطابق مختلف ہوتے ہیں۔ عام طور پر مشاہدہ میں آیا ہے کہ آم ایک سال زیادہ پھل دیتا ہے اور دوسرے سال کم۔ شعبۂ اثمار لائل پور میں تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ آم کے درخت کی جس شاخ کو ایک سال پھل آتا ہے دوسرے سال اس میں نباتاتی نشوونما ہوتی ہے اور پھل نہیں آتا۔ کیونکہ اس کا پھول شاخ کے سرے پر آتا ہے۔ اگر درخت ہر سال باقاعدگی سے نشوونما کرتا رہے اور پتے مناسب مقدار میں درخت پر موجود رہیں تو ان پر ہر سال مناسب مقدار میں پھل لگتا رہے گا۔ تاہم قدرتی طور پر کسی کسی سال پھولوں کے ایام میں خراب موسم، اولے، آندھی اور طوفان وغیرہ کی وجہ سے پھول ضائع ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ثمر دار شاخوں کو اسی نباتاتی نشوونما کا موقع مل جاتا ہے اور اگلے سال پھول اور پھل دینے کے لئے کافی خوراک جمع کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس سال بہت سی شاخیں پھول اور پھل لاتی ہیں جس کی وجہ سے تناسب خراب ہو جاتا ہے۔ اس طرح باقاعدگی سے پھل لانے کا آغاز ہو جاتا ہے جو بہتر کشت کاری سے مزید درست کیا جا سکتا ہے۔ لائل پور میں تحقیقات سے پتہ چلا ہے۔ کہ زیادہ پھل دینے والے سال میں کچھ پھول کم کر دینے سے دوسرے سال بھی بار آوری ہو جاتی ہے۔ اس عادت کو درست کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل کرنا چاہیئے۔

۱۔ جس سال پھول زیادہ ہوں تو شروع موسم میں پھول کم کر دیں تاکہ شاخوں کو نباتاتی نشوونما کے ذریعے کافی مقدار میں کیمیائی اجزاء جمع کر لیں اور پھولوں کی ڈنڈیاں بننے سے پہلے خوراک کا ذخیرہ مہیا ہو جائے۔

۲۔ پھل دینے والے سال میں پھول آنے سے پہلے اور پھل توڑنے کے بعد نباتاتی افزائش کے لئے زیادہ مقدار میں کھاد دیں۔

۳۔ پھل لگنے کے بعد خوب آبپاشی کریں تاکہ پودا نباتاتی نشوونما بھی کرتا رہے۔

۴۔ پودوں کو مختلف بیماریوں اور کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رکھنے کے لئے تحفظ نباتات کے مناسب طریقے بروئے کار لائے جائیں۔

آب و ہوا

آم ایک ایسا پھل ہے جو سطح سمندر سے لے کر پانچ ہزار (۵۰۰۰) فٹ بلندی تک

Marfat.com

لگایا جا سکتا ہے۔ چونکہ یہ سخت سردی کو برداشت نہیں کر سکتا اس لئے اس کی کاشت زیادہ گرم مرطوب علاقے تک محدود ہے۔ ان علاقوں میں بارش کی کثرت جو عموماً موسم گرما میں ہوتی ہے آم کی کاشت کے لئے بہت مفید رہی ہے۔

ایسے علاقہ میں جہاں بارش اسی (۸۰) انچ سالانہ سے کم ہو وہاں مصنوعی آبپاشی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر پھول کھلنے کے موسم میں بارش بادل اور کہر ہو جائے تو عمل زیرگی پر برا اثر پڑتا ہے۔ زیادہ بارش آم کی فصل کے لئے نقصان دہ ہے۔ جہاں پھول نکلتے وقت موسم خشک ہو وہاں اچھی فصل کی امید کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح پھول نکلنے کے موقع پر موسم کی خرابی آم میں ایک سال پھل لگنا اور دوسرے سال نہ لگنے کی عادت کا باعث بن جاتی ہے۔ کورے کا اثر پودے کی عمر اور صحت کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ اس لئے چھوٹے پودوں کو جن کی عمر چار پانچ سال تک ہو کورے اور لُو سے بچانا چاہیئے۔ چھوٹے پودوں کی نشو و نما کم درجۂ حرارت (۲۹-۳۰) درجے فارن ہیٹ سے متاثر ہوتی ہے۔ کورے کے خطرے سے پہلے پودے کے تنے کو خشک گھاس یا پرانی بوریوں سے ڈھانپ دینا چاہیئے اور جب خطرہ دور ہو جائے تو تنوں کو کھول دینا چاہیئے۔

اس میں شک نہیں کہ آب و ہوا پھل پر ہی نہیں بلکہ سارے پودے پر اثر انداز ہوتی ہے لیکن مختلف علاقوں میں اس کے مختلف اثرات ہوتے ہیں۔ ہینز کی ۱۹۵۳ء کی تحقیقات کے مطابق آم پکنے کا موسم مئی سے جولائی ہے۔ لیکن پچھیتی اقسام جولائی سے نومبر تک تیار ہوتی ہیں۔ آم کے پھول دسمبر سے مارچ تک نکلتے ہیں۔ کچھ اقسام ایسی بھی ہیں جن کے پھول نکلنے کا کوئی موسم نہیں ان میں پھول سارا سال نکلتے رہتے ہیں۔ فلوریڈا (امریکہ) جہاں اوسط درجہ کی سردی پڑتی ہے میں کئی ایک اقسام میں پھول دسمبر اور جنوری میں بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ سندھ کے علاقہ میں آم کا موسم مئی سے شروع ہو کر جولائی میں ختم ہو جاتا ہے۔ بہرحال پھل کی بہتات جون سے جولائی کے آخر تک ہوتی ہے۔ لیکن کئی ایک اقسام ایسی ہیں جو اگست اور ستمبر میں پکتی ہیں۔ پھل پکنے کے دوران لگاتار گرمی کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔

زمین

آم اپنی سیدھی جڑ کی وجہ سے گہری اور زرخیز زمین پسند کرتا ہے۔ ویسے یہ مختلف اقسام

Marfat.com

کی زمینوں میں اچھی کامیابی سے کاشت کیا جا سکتا ہے۔ ساحلی علاقوں میں جہاں زمین ریتلی اور گہری میرا ہے۔ آم کے پودے بڑے ہو جاتے ہیں۔ مختصر طور پر کہا جا سکتا ہے کہ آم ایسی گہری سیلابی زمین کو پسند کرتا ہے جس میں پانی کا نکاس بہتر ہوتا ہے محض ریتلی زمینوں میں پودا کمزور ہو جاتا ہے اور پھل کی جسامت اور اچھے اوصاف متاثر ہو جاتے ہیں۔

پاکستان، ہندوستان اور دوسرے ممالک میں مختلف مقامات کی مشہور اقسام یہ ہیں۔

نمبر شمار	ملک	علاقہ	اقسام
۱۔	پاکستان	(۱) بنگلہ دیش	گوپال بھوگ، لنگڑا، فضلی، گیلا، کان پہاری، موہن بھوگ اور کھیر سا پتی
		(۲) مغربی پاکستان	لنگڑا، آمن دسہری، ثمر بہشت چونسہ، ثمر بہشت رام پور،
		i سنٹرل زون (سابق صوبہ پنجاب)	انور رٹول، مالدہ اور فجری کلاں، سوہجے والی ٹنگ، غلام محمد بہاولپور
		ii جنوبی زون (سابق سندھ)	سندھڑی، بیگن پالی، سوارنا ریکا، خاصہ، کلکٹر، نیلم اور الفانسو
۲۔	بھارت	(۱) اتر پردیش	لنگڑا، آمن دسہری، بمبئی، الفانسو، ثمر بہشت چونسہ فضلی اور سفید نمبر ۱
		(۲) بہار	آمن ابراہیم پور، امن دسہری، خاص الخاص، تیمور یا ثمر بہشت چونسہ اور برمائر خہ۔
		(۳) بمبئی	الفانسو، پیری
		(۴) مدراس	کھجی ٹپل، بنگلورا، نیلم، سوارنا ریکا، بگن پالی اور پیٹر
۳۔	ریاستہائے متحدہ امریکہ	فلوریڈا	ڈیوس ہیڈن، بروکس، اینڈرسن، کمبوڈی آنا، زل، اردن
۴۔	فلپائن		کارابائو، پیکیو اور پاہوتن
۵۔	کوچین		کمبوڈی آنا

چند مشہور اقسام کے خواص

Marfat.com

لنگڑا

شکل ، بیضوی لمبوترا

سائز ، ۴ر۹ × ۷ر۵ × ۱ر۵ سینٹی میٹر

شانے ، نمایاں

چھلکا ، ہلکا سبز اور چکنا ، بے حد باریک اور نفیس گودے کے ساتھ نرمی سے چپٹا ہوا۔

گودا ، سرخی مائل زرد ، خستہ ، بے حد عمدہ اور شیریں ، رس دار اور کم ریشہ دار۔

گٹھلی ، پتلی اور لمبوتری ۳ر۷ × ۴ر۳ × ۷ر۱ سینٹی میٹر کم ریشہ دار۔

پکنے کا وقت ، وسط جون سے وسط جولائی تک۔

پیداوار ، اوسط ۲½ من سے ۳ من فی پودا۔

کوالٹی ، بہتر۔

امن دسہری

شکل ، لمبوتری

سائز ، ۴ر۹ × ۹ر۵ × ۳ر۵ سینٹی میٹر

شانے ، نمایاں

چھلکا ، خوبانی کے رنگ سا ، چکنا ، باریک اور عمدہ ، گودے کے ساتھ اچھی طرح چمٹا ہوا۔

گودا ، گہرا زرد ، خستہ نرم ، ذائقہ دار ، خوشبودار اور بہت شیریں ، رس درمیانہ ، کم ریشہ۔

گٹھلی ، پتلی لمبی اور باریک بہت ہی کم ریشہ دار

پکنے کا وقت ، جولائی کا پورا مہینہ

پیداوار ، اوسط ۱½ من فی درخت

خاصیت ، بہترین ، باقاعدگی سے پھل دینے والی قسم ہے۔

ثمر بہشت چونسہ

شکل ، قدرے لمبوترا

سائز ، ۰ر۹ × ۹ر۵ × ۴ر۵ سینٹی میٹر

Marfat.com

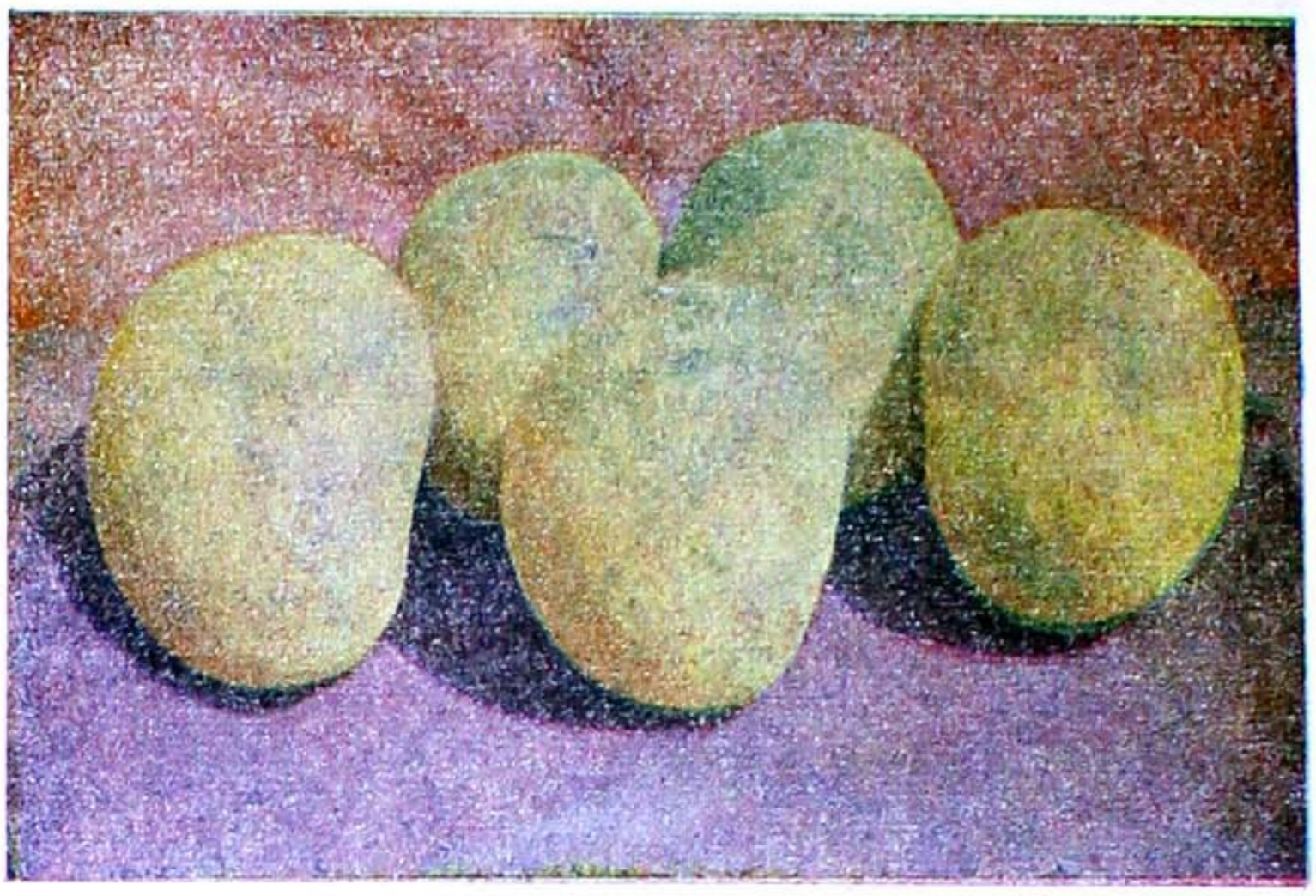

رٹول

ثمر بہشت چونسہ

Marfat.com

ثمر بہشت رامپور

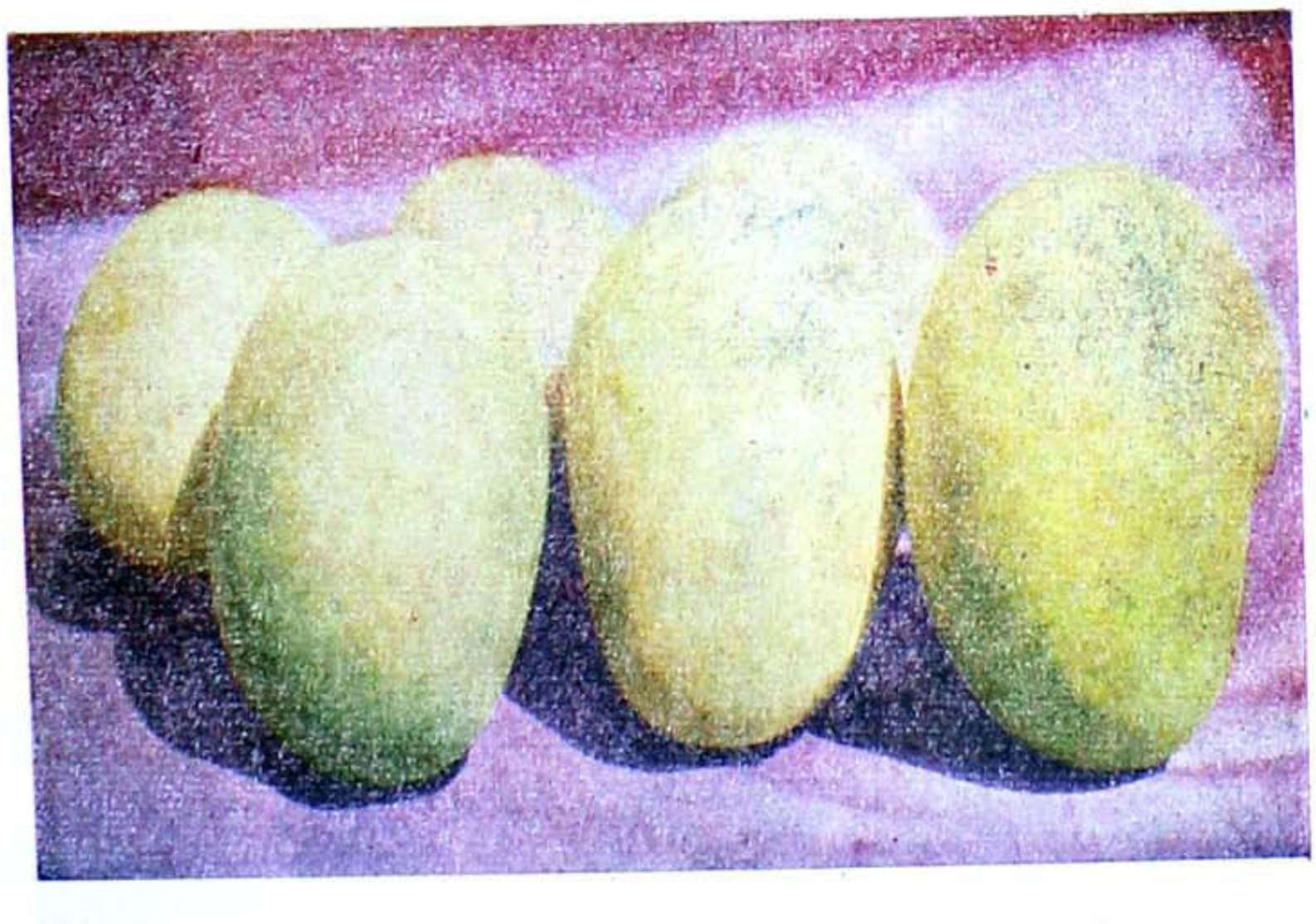

دسہری

Marfat.com

شانے ، نمایاں ڈھلتے ہوئے

چھلکا ، درمیانی موٹائی والا ملائم ، رنگت پیلی۔

گودا ، گہرا زرد ، نہایت عمدہ خستہ ، خوشبودار ، نہایت میٹھا رس دار ، ریشہ کم۔

گٹھلی ، پتلی ، لمبوتری ، سائز بڑا اوپر ریشہ کم ہوتا ہے۔

پکنے کا وقت ، جولائی کے آخر سے جولائی کے وسط تک

پیداوار ، ۲ من فی درخت

بعض علاقوں میں اسے کھجرائی یا کھجری کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔

ثمر بہشت رام پور

شکل ، تقریباً گول

سائز ، چھوٹا

شانے ، یکساں

چھلکا ، باریک چکنا موٹائی میں درمیانہ رنگ سبز

گودا ، نرم ، برائے نام ریشے دار ، سفیدی مائل زرد ، خوشبودار ، درمیانہ رس دار

یعنی قدرے سرخی مائل

گٹھلی ، درمیانہ اور نرم ریشے والی

پکنے کا وقت ، جولائی کے آخر سے اگست کے وسط تک

پیداوار ، تین من فی درخت

کوالٹی ، عمدہ

فجری کلاں

شکل ، پھل شکل میں بیضوی ، لمبوترا اور کلاں

سائز ، ۲ ۔ ۹ × ۲ ۔ ۶ × ۶ ۔ ۵ سینٹی میٹر

شانے ، نمایاں

چھلکا ، زردی مائل سرخ ، سطح برائے نام کھردری ، چھلکا موٹا اور نفیس گودے کے ساتھ

Marfat.com

کمزوری سے چھٹا ہُوا۔

گودا ، زردی مائل سرخ ، بے ذائقہ ، کافی رس دار ، ریشہ برائے نام۔

گٹھلی ، موٹی اور لمبوتری ، کچھ ریشہ دار۔

پکنے کا وقت ، اگست کے آخر تک

پیداوار ، تین من فی درخت

الفانسو

شکل ، بیضوی گول

سائز ، درمیانہ

چھلکا ، زردی مائل سُرخ

گودا ، خرمانی کے رنگ جیسا ، نرم ذائقہ دار ، خوشبودار ، بے حد میٹھا ، کافی رس دار ، ریشہ برائے نام

گٹھلی ، بڑی موٹی بیضوی ، کم ریشے والی ، گٹھلی کے نچلے حصہ پر قلیل ریشے پائے جاتے ہیں۔

پکنے کا وقت ، جولائی

پیداوار ، تین من

کوالٹی ، عمدہ اچھی پیداوار دینے والی قسم ہے۔

انور رٹول

شکل ، بیضہ نما

سائز ، درمیانہ

شانے ، یکساں اور گول

چھلکا ، درمیانہ موٹا ، چکنا ، سبزی مائل زرد

گودا ، بے ریشہ ، مضبوط ، سرخی مائل زرد ، نہایت شیریں ، خوشبودار ، رس درمیانہ

گٹھلی ، سائز درمیانہ ، بیضوی ، چھوٹے ، درمیانہ نرم ریشوں سے ڈھکی ہوئی۔

پکنے کا وقت ، جولائی

Marfat.com

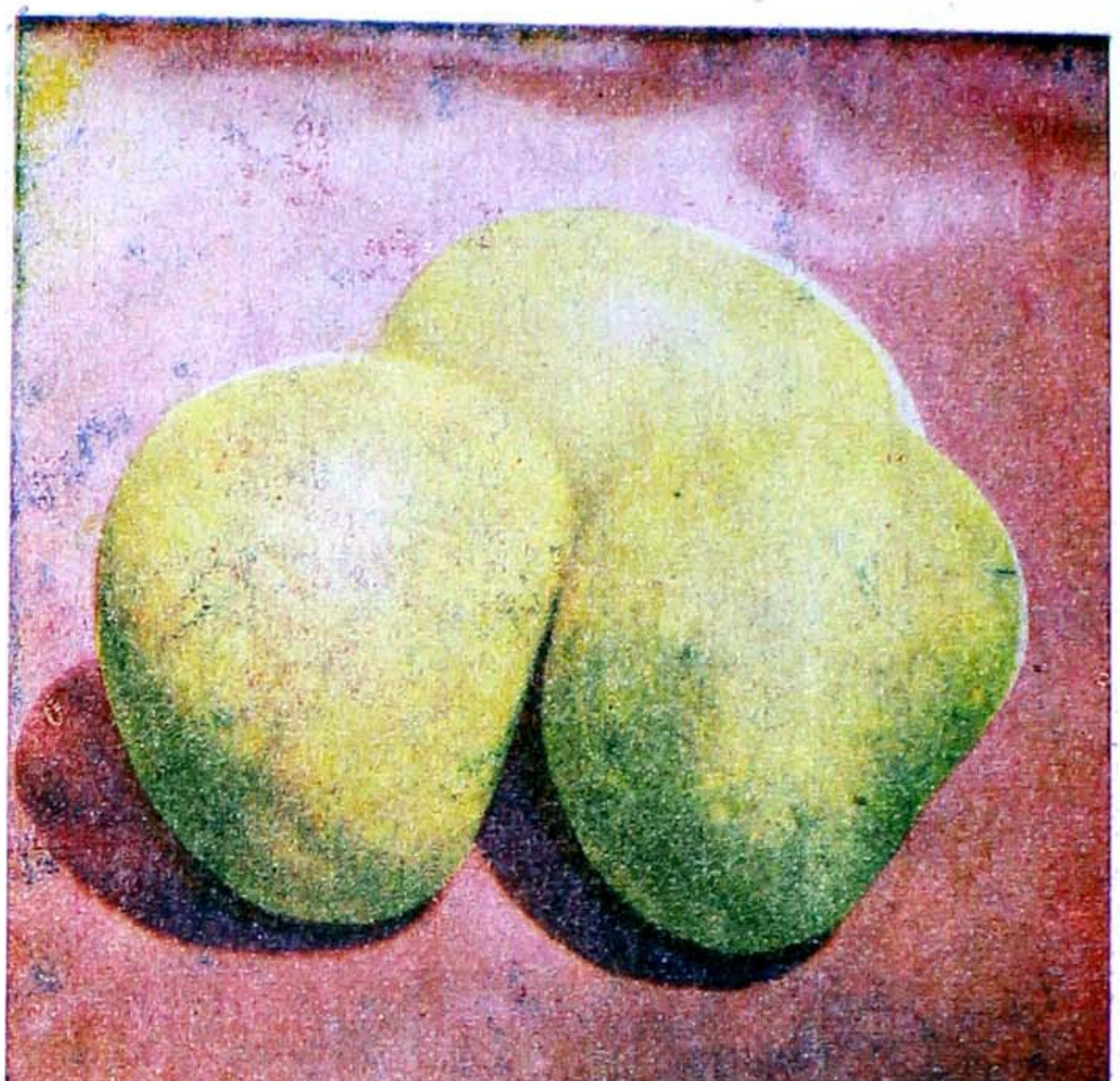

الفانسو

طوطا پری

Marfat.com

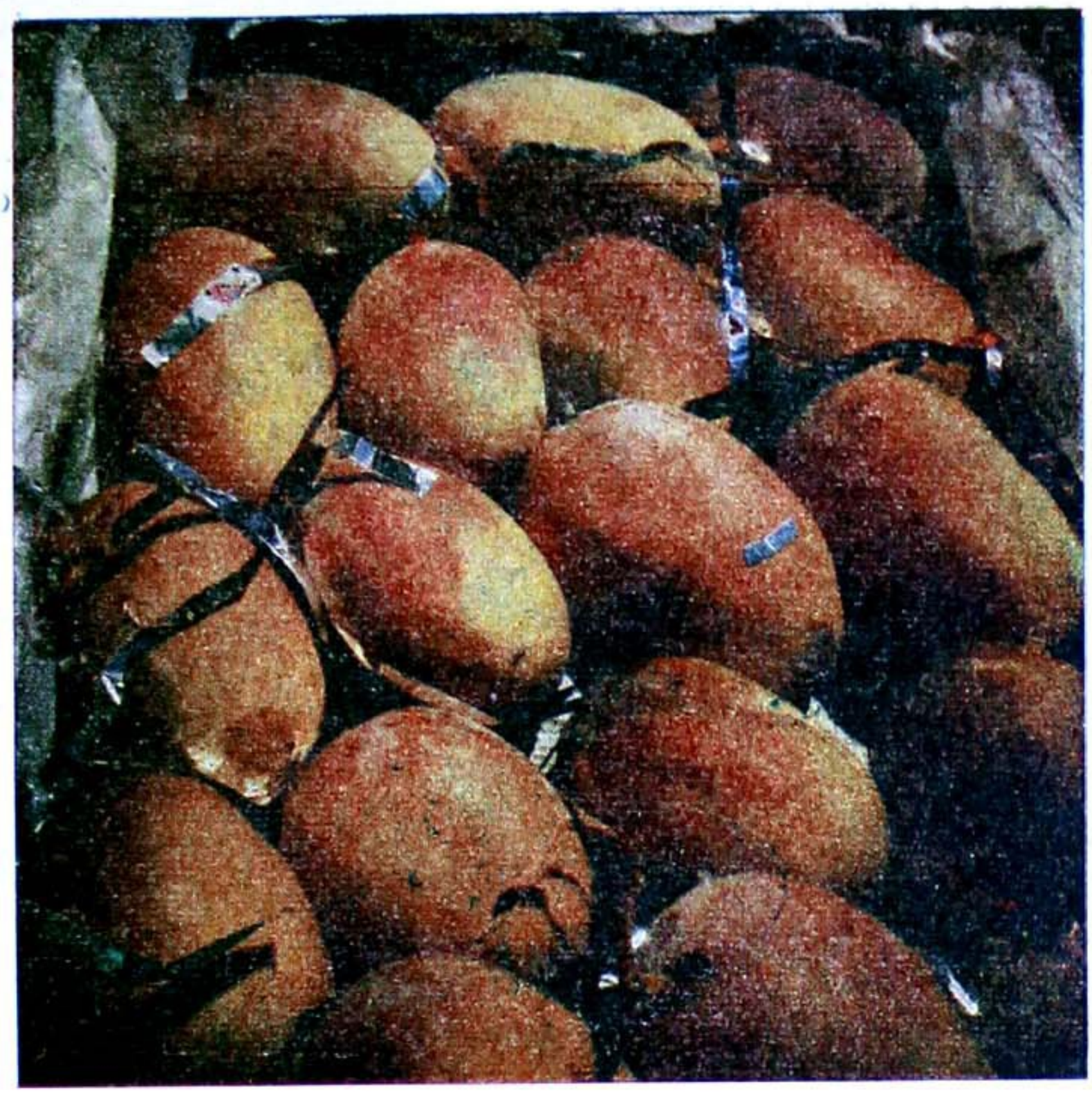

گلاب خاص

برما سرخ

Marfat.com

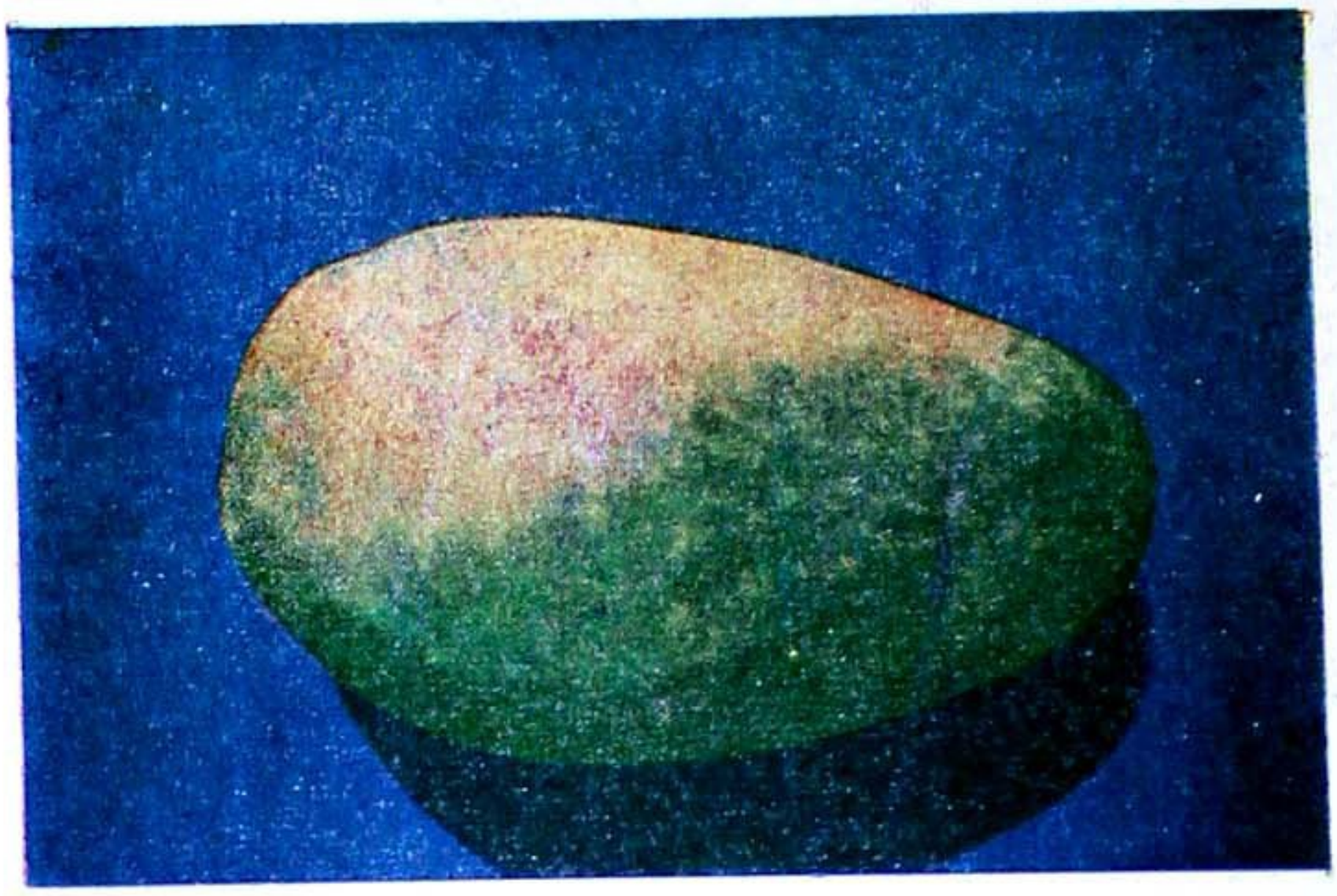

بینگن پالی

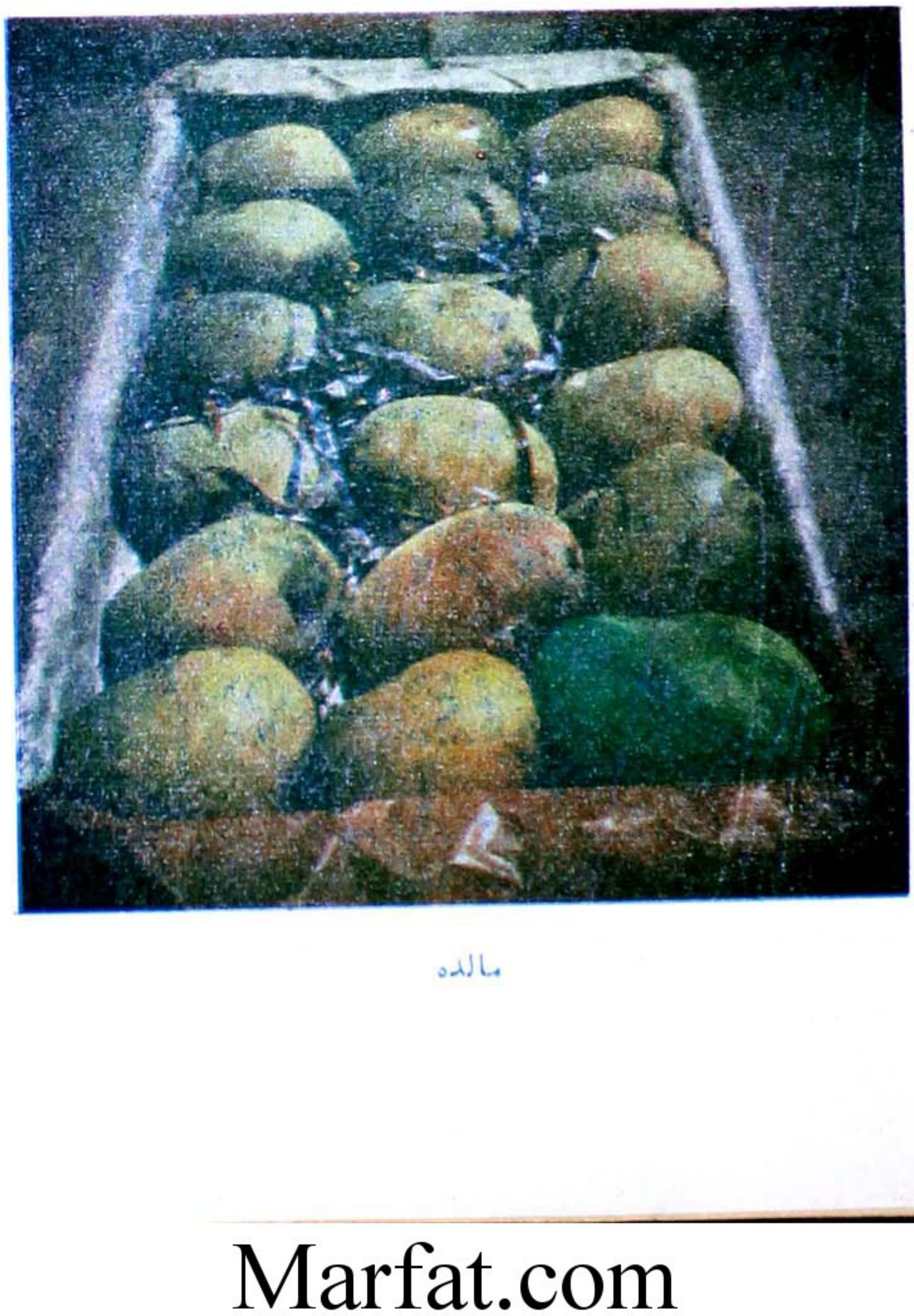

مالدہ

Marfat.com

لنگڑا

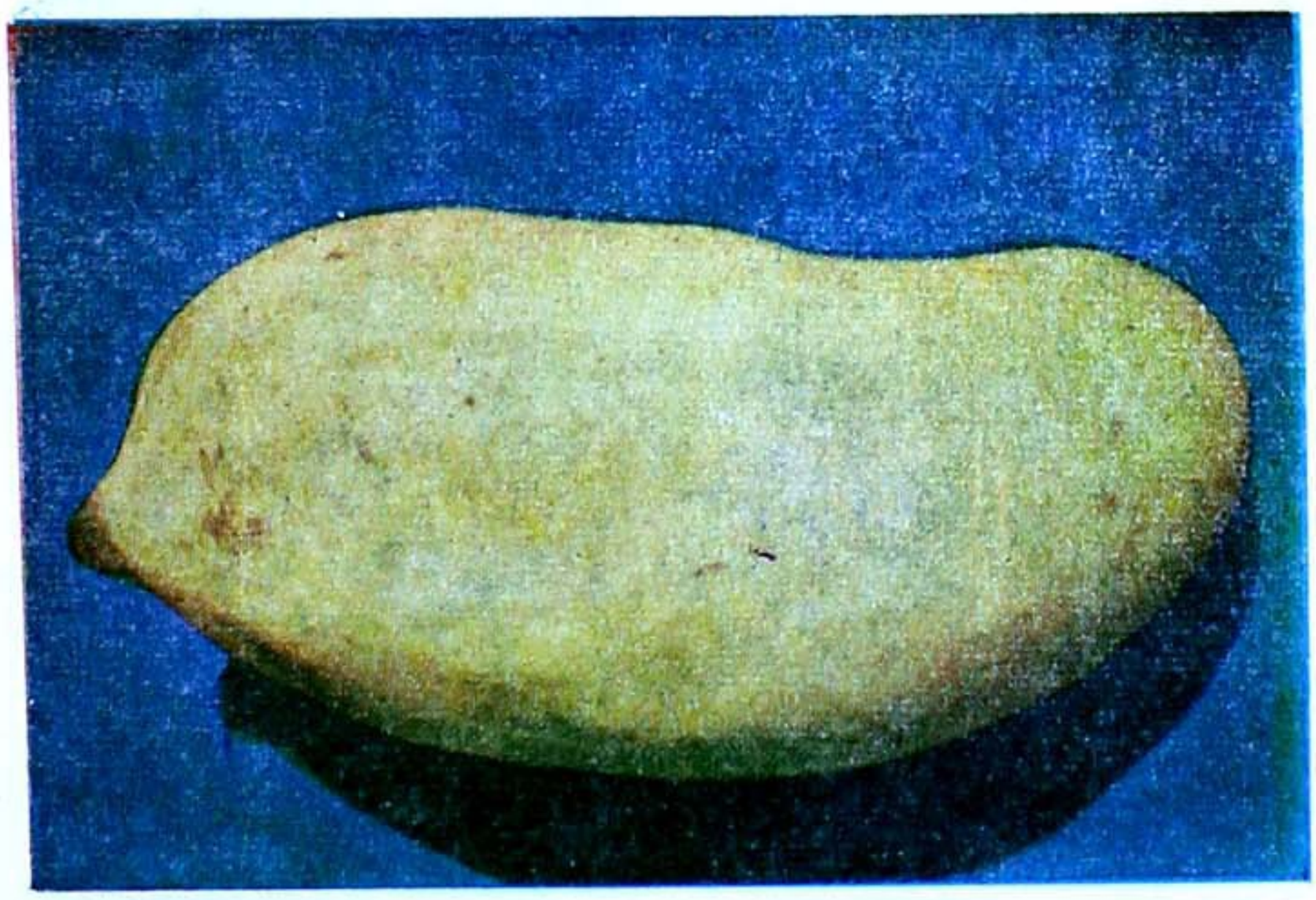

سندھڑی

Marfat.com

پیداوار ، ڈیڑھ من فی درخت
کوالٹی ، قسم بہت اعلیٰ ہے ۔ منڈی میں فروخت کرنے کے لئے باقی اقسام کے مقابلہ
میں زیادہ دنوں تک رکھی جاسکتی ہے ۔

سندھڑی

شکل ، لمبوتری اور بیضوی
سائز ، بڑا
شانے ، نمایاں نچلی طرف سے اٹھے ہوتے ۔
چھلکا ، بہت زرد، چکنا ، باریک ، نہایت نفیس ، گودے کے ساتھ اچھی طرح چمٹا ہوا ۔
گودا ، نہایت زرد رنگ کا خستہ ، شیریں اور نہایت نفیس ، کافی رسدار ، کم ریشہ دار
گٹھلی ، لمبی اور موٹی
پکنے کا وقت ، جون اور جولائی
اوسط پیداوار ، چھ من (حیدرآباد ڈویژن میں)
کوالٹی ، بہترین

شکل ، بیضوی لمبوتری بیگن پالی

سائز ، بڑا
شانے ، نمایاں ، ڈھلتے ہوتے ۔
چھلکا ، زرد، سبزی مائل ، کچھ کھردرا ، باریک اور پتلا گودے کے ساتھ اچھی طرح چمٹا ہوا ۔
گودا ، زردی مائل ، خستہ ، شیریں ، کافی رسدار ، کم ریشہ دار
گٹھلی ، پتلی
پکنے کا وقت ، جولائی
اوسط پیداوار ، ۵ ½ من (حیدرآباد ڈویژن میں)
کوالٹی ، عمدہ ، حیدرآباد ڈویژن کی بہترین قسم ہے ۔

Marfat.com

سوارنا ریکا

شکل ، بیضوی

سائز ، بڑا

شانے ، نمایاں ڈھلتے ہوتے

چھلکا ، گہرا زرد ، چکنا ، پتلا اور نفیس ، گودے کے ساتھ گاہے مضبوطی گاہے کمزوری سے چمٹا ہوا۔

گودا ، خوبانی کے رنگ کا ، خستہ ، ذائقے دار ، کھٹا میٹھا ، رس درمیانہ ، کم ریشے دار۔

گٹھلی ، پتلی اور لمبوتری ، رگیں نمایاں ، کم ریشے دار۔

پکنے کا وقت ، اگست کے شروع میں۔

اوسط پیداوار ، چھ من (حیدرآباد ڈویژن میں)

کوالٹی ، درمیانہ

خاصہ

شکل ، بیضوی

سائز ، درمیانہ

شانے ، نمایاں

چھلکا ، خرمانی کے رنگ سا جس پر سرخ دھبے ہوتے ہیں ، برائے نام کھردرا ، باریک اور گودے سے اچھی طرح چمٹا ہوا۔

گودا ، سرخی مائل زرد ، خستہ ، بہت میٹھا ، رس کم ہوتا ہے۔

گٹھلی ، موٹی اور لمبی

پکنے کا وقت ، جولائی

پیداوار ، ۴ من (حیدرآباد ڈویژن میں)

کوالٹی ، عمدہ

افزائش نسل

ہمارے صوبہ میں آم کے پودے زیادہ تر پیوند لگا کر حاصل کئے جاتے ہیں۔ اس کی بڑی

Marfat.com

وجہ یہ ہے کہ دوسرے آسان اور نباتاتی افزائش کے طریقوں سے آم کے پودے اتنی کامیابی سے حاصل نہیں ہوتے۔ ہمارے ملک میں افزائش نسل کا یہ طریقہ آم کی صنعت کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے میں بہت حد تک کامیاب ثابت ہوا ہے۔ موجودہ دور میں تمام عمدہ اقسام کی افزائش نسل تخمی پودوں پر پیوند لگا کر کی جاتی ہے۔

تخمی پودے تیار کرنے کا طریقہ

جون اور جولائی کے مہینوں میں اچھے پکے ہوئے رس دار آموں کی گٹھلیاں جمع کر لی جاتی ہیں۔ اور بجائی کے وقت تک انہیں ایسے مقام پر رکھتے ہیں جہاں ان کی نمی قائم رہ سکے۔ بعد ازاں مندرجہ ذیل دو طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے ۱½ انچ سے ۲ انچ گہرائی تک ایسی زمین میں بوتے ہیں جسے اس مقصد کے لئے اچھی طرح تیار کیا گیا ہو۔ اور اس میں کافی مقدار میں کھاد ملائی گئی ہو۔

پہلا طریقہ

۱۔ گٹھلیاں زمین پر نزدیک نزدیک بکھیر دی جاتی ہیں ان کو اچھی طرح تیار شدہ کھاد سے ڈھانپ دیتے ہیں۔ اس طریقہ پر عمل کرنے کے لئے گٹھلیوں کی کثیر تعداد درکار ہوتی ہے تاکہ وہ تمام اگ آئیں۔

دوسرا طریقہ

۲۔ گٹھلیاں قطار در قطار بوتے اور ایک قطار سے دوسری قطار کا فاصلہ ایک فٹ اور ایک گٹھلی سے دوسری گٹھلی کا فاصلہ ۹ انچ رکھتے ہیں۔ گٹھلیاں بونے کے بعد زمین کو پانی دیتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ گٹھلیاں خشک ہو جائیں تو بہت کم اگتی ہیں۔ ہیز نے (BURNS) اور (PRAYAG) کے کئے ہوئے تجربات کے حوالہ سے بتایا ہے کہ جمع کرنے کے ایک ماہ کے اندر اندر بوئی جانے والی گٹھلیوں میں سے ۸۸ فی صد، ۳۸ دن بعد بوئی جانے والی گٹھلیوں میں سے ۴۸ فی صد اور ۷۱ روز بعد بوئی جانے والی گٹھلیوں میں سے صرف ۱۲ فی صد گٹھلیاں اگیں۔ اس نتیجہ سے ظاہر ہے کہ گٹھلیوں کو پھل سے نکالنے کے بعد جلد سے جلد بو دینا زیادہ سود مند ہے۔

نائیک (NAIK) نے گٹھلیاں بونے پر ایک تجربہ کے دوران گٹھلیاں بونے سے پہلے ان کے چھلکے احتیاط کے ساتھ اتار لئے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گٹھلیاں جلد اگ آئیں۔ اور

Marfat.com

ان کے تنے اور جڑیں بھی سیدھی پائی گئیں۔ مگر اس نے اس طریقہ کی سفارش اس لئے نہیں کی۔ کہ اس طریقہ سے خرچ زیادہ آتا ہے۔ اور گری ٹوٹ جانے سے اگاؤ میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

اسٹیفنز (STEVENS) نے بتایا ہے کہ اگر گٹھلیاں پختہ یا لوہے کے فرش پر آٹھ انچ ریت کی تہہ بچھا کر ترچھی بوئی جائیں تو اس سے ریشہ دار جڑوں کی پیدائش میں مدد ملتی ہے اور لمبی جڑ کی نشوونما رک جاتی ہے۔ یہ طریقہ تخمی پودوں کو دوسری جگہ منتقل کرنے میں مفید ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ تخمی پودوں کی بہت سی اقسام میں کثیر جینینی ہوتی ہیں۔ اور ان سے صحیح النسل پودے حاصل ہو جاتے ہیں مگر ہماری موجودہ معلومات کے مطابق پاکستان میں پیدا ہونے والے آموں کی اقسام میں سے کوئی بھی کثیر جنینی نہیں۔ اسی وجہ سے پاکستان میں آموں کی پسندیدہ اقسام کی افزائش نباتاتی طریقہ سے کی جاتی ہے۔ اس صوبہ میں آم کی نباتاتی افزائش عام طور پر بغل گیر پیوند کے ذریعے کی جاتی ہے۔ پودوں کو کورے سے بچانے کے لئے سرکنڈے وغیرہ سے ڈھانپ دینا چاہیئے۔

نباتاتی طریقے

بغلگیر پیوند

ایک سال عمر کے تندرست تخمی پودوں کو عام طور پر مٹی کے ۱۲ - انچ کے گملوں میں منتقل کر دیتے ہیں۔ آم کے پودوں کی جڑیں موصلی نما ہوتی ہیں۔ اس لئے اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ منتقلی کے وقت اس جڑ کو نقصان نہ پہنچے۔ گملوں میں پودے لگانے سے قبل نیچے چھوٹی سی کنکری ضرور رکھنی چاہیئے۔ تخمی پودوں کو مٹی کی گاچی سمیت بحفاظت گملوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اور گملوں کی باقی ماندہ خالی جگہ کو عمدہ کھاد اور بھل سے پُر کر کے اس مٹی اور کھاد کو اچھی طرح دبا دیا جاتا ہے۔ گملوں کو باقاعدگی سے پانی دینا چاہیئے۔ عام طور پر بغلگیر پیوند سے تقریباً ایک ماہ پیشتر (یعنی فروری مارچ اور جولائی اگست میں) پودوں کو گملوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح سے پودوں کو گملوں میں جڑیں قائم کرنے کے لئے کافی وقفہ مل جاتا ہے۔

Marfat.com

سابق صوبہ پنجاب اور ریاست بہاول پور میں بغلگیر پیوند کا عمل موسم بہار کے مہینوں میں یا موسم برسات یعنی اگست ستمبر میں کیا جاسکتا ہے۔ اگست ستمبر کے مہینوں کو بہار کے مہینوں پر ترجیح دی جاتی ہے۔ کیونکہ بہار کے مہینوں میں کی ہوئی بغلگیر پیوند کی کامیابی پر موسم گرما کے اوائل میں چلنے والی آندھیاں اور لُوئیں بہت بُرا اثر ڈالتی ہیں۔ یہ ہوائیں گملوں کو ہلا دیتی ہیں جس کے نتیجہ میں پیوند کا جوڑ ہل جاتا ہے۔

گملوں میں منتقل شدہ تخمی پودوں کو بغلگیر پیوند کے لئے چونکہ مورِث درختوں کے پاس لانا پڑتا ہے۔ اس لئے اس طریقہ کو پیوند بذریعہ رسائی بھی کہتے ہیں۔ حصول پیوند کے لئے استعمال ہونے والے درخت کی مطلوبہ شاخیں زمین کے قریب ہوں تو گملوں کو زمین پر رکھ کر ہی بغلگیر پیوند کا عمل مکمل کر لیا جاتا ہے۔ لیکن اگر مطلوبہ شاخیں زمین سے بلندی پر واقع ہوں تو گملوں کو ان کے قریب رکھنے کے لئے اونچی مچانیں بنانا پڑتی ہیں۔

تخمی پودے اور پیوند کے لئے شاخ چننے میں بڑی احتیاط برتنی چاہیئے۔ ان دونوں کی موٹائی میں یکسانیت بہت ضروری ہے۔ تخمی پودے پر پیوند لگانے کے لئے چھ سے نو انچ کی بلندی پر دو انچ لمبا اور $\frac{1}{8}$ انچ گہرا تراشا جاتا ہے۔ ایسا کرتے وقت لکڑی کا کچھ حصہ بھی ساتھ کٹ جاتا ہے۔ اسی طرح پیوند ہونے والی شاخ کو اتنا ہی تراشنا پڑتا ہے پھر دونوں تراشے ہوئے مقامات کو آپس میں اس طرح ملاتے ہیں کہ دونوں مل کر ایک شاخ بن جائیں اور ان میں ہوا تک کا گزر نہ ہو سکے۔ اس جوڑ پر سن کی رسی مضبوطی سے باندھ دیتے ہیں اور اس پر ایک حصہ مٹی اور ایک حصہ گوبر ملا کر لیپ کر دیتے ہیں تاکہ موسمی خرابی اس جوڑ پر اثر انداز نہ ہو۔ موسم بہار میں یہ جوڑ تین ماہ کے بعد مکمل ہوتا ہے اور زخم بھر جاتے ہیں۔ اس وقت تخمی پودے کو جوڑ سے ۳ انچ اوپر اور سائن کی شاخ کو جوڑ سے ۳ انچ نیچے سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ اس کاٹے ہوئے پودے کو باغ میں تقریباً ایک ماہ رکھنا چاہیئے۔ موسم خزاں میں پیوند شدہ پودوں کو ماہ جنوری کے آخیر میں جب کہ کورے وغیرہ کا خطرہ نہ ہو، کاٹنا چاہیئے۔ تخمی پودوں کو گملوں میں بھرنے کے بعد سے باغ میں لگاتے وقت تک روزانہ پانی دیتے رہنا چاہیئے تاکہ خشک نہ ہونے پائیں۔

Marfat.com

موقع پر چشمہ چڑھانا

آم کی افزائش نسل بغلگیر پیوند کے ذریعے عام طور پر رائج ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ طریقہ دشوار بھی ہے۔ اور خرچ زیادہ آنے کے علاوہ عرصہ بھی زیادہ درکار ہوتا ہے محکمہ زراعت لائل پور شعبۂ تحقیقاتِ اثمار میں اس امر کی ہر ممکن کوشش کی گئی کہ آم کی افزائش کا کوئی آسان طریقہ دریافت کیا جائے۔ ان کوششوں کے نتیجہ میں ایک طریقہ دریافت ہوا جسے موقع پر چشمہ لگانا کہتے ہیں۔ یہ طریقہ کم خرچ اور آسان ہونے کے باعث بہت سی خوبیوں کا حامل ہے۔

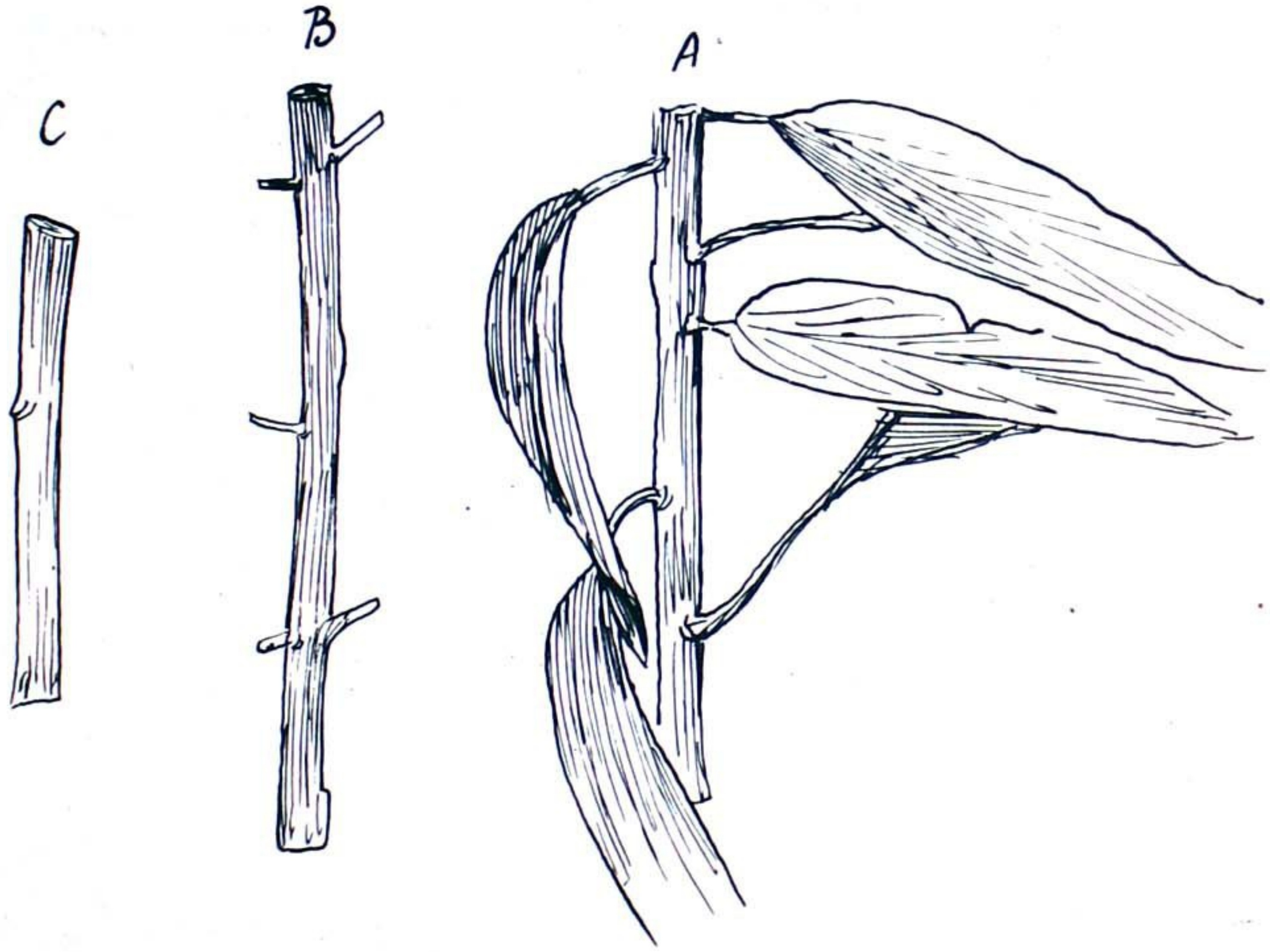

چشمہ چڑھانے کی ترکیب جو ذیل میں درج ہے۔

تخمی پودے کو ایک سال کے بعد باغ میں اصل جگہ پر لگایا جاتا ہے اور گوڈی، پانی اور کھاد وغیرہ دی جاتی ہے۔ تاکہ پودے کی نشوونما بخوبی ہو سکے نیز جب پودا دو تین سال کی عمر کا ہو جائے اور اس پر کم از کم تین شاخیں پنسل کی موٹائی کے برابر ہو جائیں تو ان پر کسی بھی قسم (مثلاً لنگڑا، امن دسہری وغیرہ) کا پیوند کر دیا جاتا ہے۔ پیوند کی لکڑی کو آٹھ دس

Marfat.com

روز پہلے تیار کیا جاتا ہے۔ آم کا پیوندی چشمہ لگایا جاتا ہے اور اس صورت میں چشمہ سے لکڑی کا حصہ جو نیچے ہوتا ہے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ چشمہ لگانے کے بعد اس کو موم فیتہ سے اچھی طرح باندھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ ہوا اور پانی داخل نہ ہو سکے۔ اپریل میں پیوند کرنے کے دس پندرہ روز بعد چشمہ سبز رہے تو پیوند کی جگہ سے چار انچ اوپر چاقو سے چھلا اتار دینا چاہیئے۔ اور مزید پندرہ روز بعد ٹہنی کا چشمہ سے اوپر والا حصہ کاٹ دینا چاہیئے۔ لیکن ستمبر اکتوبر میں کی ہوئی پیوندی ٹہنی کو مارچ میں کاٹنا چاہیئے۔

جب چشمہ پھوٹ جائے تو نئے شگوفوں کو ٹہنیوں سے ڈھیلا باندھ کر سہارا دینا چاہیئے۔ تاکہ تیز ہوا یا پرندوں کے بیٹھنے سے یہ نئی شاخیں ٹوٹ نہ جائیں۔ چشمہ کے علاوہ کسی دوسری شاخ کو فوراً نکلتے ہی توڑ دینا چاہیئے۔ اگر تخمی سٹاک کی پھوٹ بھی ساتھ بڑھتی رہے تو پیوند شدہ شاخ کی بڑھوتری پر اثر انداز ہو گی۔

موقع پر چشمہ چڑھانے کا مناسب موسم سال کے ان ذیل مہینوں میں ہوتا ہے۔

موسم بہار ، اپریل مئی
موسم خزاں ، ستمبر

گرافٹنگ T

اس ضمن میں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ یہ عمل ایسے وقت کرنا چاہیئے جب پودوں میں رس چل رہا ہو۔ مناسب موٹائی کی قریباً پانچ چھ انچ لمبی پیوند کی لکڑی لے کر اس کے نچلی طرف کو دو اڑھائی انچ قلم کی کی طرح لمبا کاٹنا چاہیئے۔ جیسا کہ نیچے شکل میں (ب) میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اس عمل کے بعد شاخ پر چار پانچ چشمے رہنے ضروری ہیں۔ سائن کی لکڑی کے لئے پختہ لکڑی استعمال کی جاتی ہے۔ پیوند چڑھانے سے قبل چھ انچ تک پتے کاٹ کر لکڑی اسی وقت استعمال کر لی جاتی ہے۔ اس طرح دس پندرہ روز کی بچت ہو جاتی ہے۔ جب سائن کی لکڑی تیار ہو جائے تو سٹاک پر چھال میں ٹی نما زخم دیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو شکل (ا) اور اس میں پیوندی لکڑی داخل کر لے اچھی طرح پھنسا دی جاتی ہے۔

Marfat.com

ملاحظہ ہو شکل (ج) سٹاک (تخمی پودوں) کی عمر ایک سال سے زائد ہو اور ان پر انگلی کی موٹائی کی دو تین شاخیں ہوں تو پیوند کے قابل تصور کی جاتی ہیں۔ قبل روٹ سٹاک صحت مند اور طاقت ور ہونا چاہیئے پیوندی لکڑی کو سٹاک میں داخل کرنے کے بعد دونوں میں سیبہ، سن یا مومی فیتہ سے اچھی طرح باندھ کر پالی تھین سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو شکل (د) جب پیوندی لکڑی پھوٹ آئے تو پالی تھین اتار لی جاتی ہے اور سٹاک کو پیوند سے چار انچ اوپر دو قینچیوں میں کاٹ دیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے آم کی افزائش نسل مارچ سے اکتوبر تک کامیابی کے ساتھ کی جاسکتی ہے۔ بدیں وجہ اس طریقے کو دوسرے طریقوں پر فوقیت حاصل ہے۔ تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ اس طرح سے کامیابی نوے فیصد تک بھی حاصل ہو جاتی ہے اور یہ کامیابی عام طریقوں سے زیادہ ہے۔

یہ عمل ماہ مارچ سے اکتوبر تک کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس موسم میں پودے میں رس چل رہا ہوتا ہے۔ تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ موسم بہار (اپریل، مئی) میں زیادہ کامیابی ہوتی ہے۔ موسم برسات (اگست، ستمبر) میں سردی جلد آنے کی وجہ سے کامیابی کم ہوتی ہے۔

کاشت کا عمل

پاکستان میں آم کے بیشتر باغات بے قاعدگی اور بغیر کسی سوچی سمجھی تدبیر کے لگے ہوئے ہیں۔ باغات میں عمل کشت کاری نہیں ہو سکتا اور گوڈی اور کھاد بھی آسانی سے نہیں دی جاسکتی۔ نتیجتاً پودے کمزور دکھائی دیتے ہیں اور پھل کم اور ناقص برداشت کرتے ہیں۔ چنانچہ آمدنی بہت کم دیتے ہیں۔

عموماً باغات میں مندرجہ ذیل تمام نقائص ہوتے ہیں۔

۱۔ پودوں کے درمیان نامناسب فاصلہ۔
۲۔ غیر موزوں زمین اور اقسام کا انتخاب
۳۔ شروع میں کمزور اور بیمار پودوں کا انتخاب
۴۔ کھاد کی کمیابی اور اس کا عدم استعمال
۵۔ آبپاشی اور کاشت کے غلط طریقے

Marfat.com

۶ - تحفظ نباتات کے نامناسب اقدامات

آم کے باغات کی پرورش اور نگہداشت کے مختلف طریقوں کا صحیح علم اور عمل اس اہم پھل کی کامیاب کاشت کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

باغ کی داغ بیل

پودے لگانے کے لئے شش پہلو یا مربع طریقہ استعمال کرنا چاہئے۔ اگرچہ شش پہلو طریقے سے پندرہ فی صد سے زائد پودے لگائے جا سکتے ہیں۔ لیکن بیشتر کاشت کار مربع طریقہ ہی اختیار کرتے ہیں۔ اس طریقہ سے لگائے ہوئے باغ میں ہل چلانے اور کاشت کے دوسرے امور میں سہولت رہتی ہے۔ زمین، مقامی حالات اور آم کی قسم کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پودوں کا درمیانی فاصلہ ۳۵ سے ۵۰ فٹ تک رکھا جاتا ہے۔ آمن دسہری جیسی اقسام کے پودوں کے لئے ۳۵ فٹ کا فاصلہ درکار ہوتا ہے جب کہ لنگڑے کے پودے کسی صورت میں بھی ۴۰ سے ۴۵ فٹ سے کم فاصلہ پر نہیں لگانے چاہئیں۔

باغ میں اگیتی، درمیانی اور پچھیتی اقسام کے پودے مناسب قطعات میں لگانے چاہئیں۔ تاکہ پھلوں کی فراہمی زیادہ عرصہ تک برقرار رکھی جا سکے۔ اگیتی اور پچھیتی اقسام سے خاصی آمدنی ہوتی ہے۔ اقسام ایسی منتخب کرنی چاہئیں جن کی منڈی میں پہلے سے مانگ ہو اور منڈی میں پہنچتے ہی بک جائیں۔ وہ جلد خراب ہونے والی نہ ہوں۔ اعلیٰ اقسام کے تندرست و توانا پودوں کا انتخاب کر کے باغ کو ٹھوس بنیادوں پر استوار کرنا چاہئے۔

پودا لگانے کا طریقہ

کھیت میں پودے لگانے سے پہلے ۳ × ۳ × ۳ فٹ کے گڑھے مقررہ فاصلہ پر کھود لئے جاتے ہیں۔ انہیں تقریباً ایک ماہ تک کھلا رکھا جاتا ہے ان گڑھوں میں خوب گلی سڑی گوبر کی کھاد مچھل اور زمین کی بالائی ایک فٹ والی مٹی مساوی مقدار میں ڈال دی جاتی ہے۔ جن زمینوں میں چکنی مٹی کے اجزاء زیادہ ہوتے ہیں اور کنکر بھی ایسی زمینوں میں پانی جذب کرنے کی مناسب صلاحیت موجود نہیں ہوتی۔ ایسی زمینوں میں گڑھوں کا سائز بڑھا لینا چاہئے۔ مغربی پاکستان میں آم کے پودوں کو کھیتوں میں منتقل کرنے کا مناسب موسم فروری مارچ

Marfat.com

یا اگست ستمبر ہے۔

پودے اسی علاقہ میں کسی قابل اعتماد نرسری سے حاصل کرنے چاہئیں۔ پیوندی پودے مضبوط جوڑ والے سیدھے، بیماریوں سے مبرا ہونے چاہئیں۔ اور کوشش یہ کرنی چاہیئے۔ کہ پودے اسی موسم میں لگائے جائیں۔ پودوں کو سیدھی قطاروں میں لگانے کے لئے پلانٹنگ بورڈ (تختہ شجر کاری) کا استعمال بہتر رہتا ہے۔ پودا گڑھے میں اس طرح رکھا جائے کہ پودے کا تنا گڑھے کے عین درمیان آئے۔ گاچی کو اس طرح رکھا جائے کہ پودا سیدھا رہے۔ پھر گاچی کے چاروں طرف باریک مٹی اچھی طرح ڈال دی جائے۔ مگر خیال رہے کہ گاچی نہ ٹوٹے۔ پودے کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر دائیں ہاتھ سے جڑوں کے درمیان بڑی احتیاط سے مٹی ڈال دی جائے۔ تاکہ تمام سوراخ بند ہو جائیں۔ گڑھا پُر کرنے کے بعد مٹی کو خوب دبا دینا چاہئے۔ پودا لگانے کے بعد تنے کے ساتھ مٹی چڑھا دی جائے تاکہ پانی تنے کے ساتھ نہ چھونے پائے۔ پودا لگانے کے فوراً بعد پانی دینا بہت ضروری ہے۔

آبپاشی

پہلے تین چار سالوں میں پودوں کو بہتات سے پانی دیتے رہنا چاہیئے۔ خصوصاً گرم خشک موسم میں بعض ماہرین پہلے خشک وقفے کے دوران ہر دو تین دن بعد آبپاشی کی سفارش کرتے ہیں۔ چھوٹے اور بار آور درختوں کی آبی ضروریات مختلف ہیں۔ نوعمر درختوں کو موسم اور زمین کی نمی کے مطابق پانی دینا چاہئے۔ عام طور پر ۱۰، ۱۵ دن بعد پانی دینا کافی ہے۔ البتہ مئی اور جون کے گرم خشک مہینوں میں اس وقفہ میں کمی کرنی چاہیئے۔ پھول آنے کے وقت تھوڑا تھوڑا پانی دینا چاہیئے۔

بعض ماہرین پھل اتار لینے کے بعد آبپاشی مکمل طور پر بند کر دینے کی سفارش کرتے ہیں۔ اس طریق کار کا بڑا مقصد نباتاتی نشوونما کا کم کرنا اور بور کے چشموں کے بننے میں اضافہ کرنا ہے۔ پھل بننے کے بعد زیادہ اور وقتاً فوقتاً آبپاشی سے پھل کا سائز بڑھنے میں مدد ملتی ہے اور کچے پھل کا ٹوٹ کر گرنا کم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

کھاد دینا

درخت کے بارآور ہونے سے پہلے ایسے حالات مہیا کریں کہ پودوں کی نشوونما تیزی سے ہو لیکن بڑے درختوں کی زیادہ نشوونما ان کے پھل دینے کے عمل میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ ایسے گڑھے جن میں پودے لگانے مقصود ہوں ان میں کھاد ڈالی جاتی ہے تاکہ چھوٹے پودوں کی نشوونما تیزی سے ہو

برنز اور پریاگ (BURNS AND PARAYAG) نے سفارش کی ہے کہ باغ لگانے سے پہلے سال میں ہر پودے کو دس سیر گوبر کی کھاد دی جائے۔ جس میں ہر سال پانچ سیر کا اضافہ کرتے ہوئے اڑھائی من تک لیجایا جائے۔ اسی طرح ہڈیوں کا چورا اڑھائی سیر سے ساٹھے سات سیر تک بڑھایا جائے اور راکھ پانچ سیر سے پندرہ سیر تک۔

زمانہ حال کے تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پوٹاشیم کی کھاد بڑی سود مند ہے۔ کیوبا اور فلوریڈا میں ملگوبا اقسام کے درختوں کو جب کثیر مقدار میں پوٹاش کی کھاد ڈالی گئی تو انہوں نے نسبتاً زیادہ پیداوار دی۔

مکمل بارآور پودوں کو حسب ذیل کھاد دینی چاہیئے۔

نائٹروجن ۵، ۶ فی صد
فاسفورک ایسڈ ۷، ۹ "
پوٹاش ۹، ۱۱ "

زیادہ نائٹروجن رکھنے والی مصنوعی کھادوں کا استعمال مناسب نہیں کیونکہ اس سے پوٹاشیم کی کمی ہو جانے کا احتمال ہوتا ہے اور آم کے لئے پوٹاش کی کمی نہایت مضر ہے اس لئے نائٹروجن اور پوٹاش کے درمیان توازن قائم رکھنا بہت ضروری ہے۔ پودے کو پوٹاش کی نسبت فاسفیٹ کی کم ضرورت ہے۔

جب تک آم کا پودا پھل دیتا رہے گا اسے کھاد کی ضرورت پڑتی رہے گی۔ مصنوعی کھادوں کے استعمال کا وقت اور ان کی مقدار کا تعین اس اندازے سے ہونا چاہیئے کہ درخت ہر

Marfat.com

سال اچھی فصل دیتا رہے۔ اس بات پر سب متفق ہیں کہ زیادہ عمر کے درختوں میں بہت زیادہ نشو ونما ان کے پھل دینے کے عمل میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔ پوپینو (POPENOE) کے خیال کے مطابق بار آور درختوں کے لئے گوبر کی کھاد موزوں نہیں تاہم سین (SEN) اور رائے (RAI) نے بہار میں تجربات کی بنا پر نتیجہ نکالا کہ نائٹروجن کا مہیا ہونا ضروری ہے انہوں نے معلوم کیا کہ یہ نباتاتی نشوونما کا باعث ہے اور فاسفورک ایسڈ اور پوٹاش کے حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے۔

عام اصول یہ ہے کہ پودوں کو دسمبر میں کھاد دیتے ہیں مصنوعی کھاد، افزائش اور بور شروع ہونے سے دو تین ہفتے پہلے اور گوبر کی کھاد پانچ چھ ہفتے پہلے ڈالی جاتی ہے۔ کھاد یکساں طور پر ڈالی جانی چاہیئے۔ درخت کے پھیلاؤ کے نیچے تنے کے ارد گرد ایک سے ڈیڑھ فٹ جگہ خالی چھوڑ دینی چاہیئے۔ اس کے بعد گوڈی کر کے زمین میں کھاد خوب اچھی طرح ملا دینی چاہیئے۔

شاخ تراشی

چھوٹے اور بڑے پودوں کی شاخ تراشی بہت کم کی جاتی ہے۔ پودے کی ابتدائی زندگی میں کاٹ چھانٹ اس لئے کی جاتی ہے کہ ان کی شکل اچھی ہو اور ان کا ڈھانچہ مضبوط بن جائے بڑے تنے پر سے ۲½ فٹ تک جو شاخیں نکلیں انہیں تراش دینا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ درخت کم اونچا رہے اور اس کے تنے پر براہ راست دھوپ نہ پڑے۔

آم پیدا کرنے والے علاقوں میں عام طور پر آندھیاں چلتی ہیں اور پیداوار پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ بعض سالوں میں فصل کا ۵۰ سے ۸۰ فی صد حصہ پختگی کی حالت تک پہنچنے سے پہلے جھڑ جاتا ہے۔ چھوٹے قد کے درختوں پر لمبے درختوں کی نسبت کم اثر ہوتا ہے۔

درخت کے بڑھنے کے ساتھ اس کا بالائی حصہ گنجان ہو جاتا ہے۔ اس لئے دھوپ کا گزر ممکن بنانے کے لئے اس میں ذرا کاٹ چھانٹ کرنا ضروری ہے جو ان درختوں کو عام طور پر کسی شاخ تراشی کی ضرورت نہیں ہوتی سوا اس کے کہ اس کی شکستہ، بیمار یا سوکھی ہوئی شاخوں کو کاٹ دیا جائے۔

Marfat.com

بعض اوقات شاخ تراشی آم کے بے قاعدگی سے پھل لانے کی عادت روکنے کے لئے کی جاتی ہے۔

برداشت اور فروخت

پاکستان میں اکثر باغات تخمی پودوں کے ہیں حال ہی میں لوگوں میں پیوندی آموں کا شوق پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ پیوندی آموں میں اچھے اوصاف ہونے کی بنا پر منڈی میں زیادہ قیمت ملتی ہے۔ تخمی آم آٹھ نو سال بعد بار آور ہوتے ہیں حالانکہ پیوندی آم باغ میں لگانے کے چار پانچ سال بعد ہی پھل دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اوائل عمر میں جب پودا بار آور ہوتا ہے تو پھل کم لگتا ہے۔ جونہی پودا بارہ پندرہ سال کا ہو جاتا ہے تو خوب بار آور ہوتا ہے اور چالیس سال بعد پیداوار میں کمی ہونی شروع ہو جاتی ہے۔

پھول آنے کے بعد ۴، ۵ ماہ کے عرصے میں پھل پک جاتا ہے۔ مشرقی پاکستان میں تخمی اقسام اپریل میں پکنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اور پیوندی اقسام ماہ جولائی تک تیار ہو جاتی ہیں۔ مئی سے جون تک پھل کی بہتات رہتی ہے۔ مشرقی پاکستان میں کچھ پچھیتی اقسام بھی ہیں جو وسط اگست میں تیار ہوتی ہیں۔

پاکستان کے سندھ کے علاقہ میں آم مئی میں پکنا شروع ہو جاتا ہے۔ سابقہ پنجاب اور بہاولپور کے علاقہ میں پھل جون سے ستمبر تک چلتا رہتا ہے۔ سندھ میں پھل کی کثرت جون سے جولائی تک ہے۔ جب کہ پنجاب اور بہاول پور میں جولائی سے اگست تک پھل کی بہتات ہوتی ہے۔

تخمی آم پیوندی آموں کی نسبت قد و قامت میں بڑے ہوتے ہیں۔ عمر زیادہ پاتے ہیں اور پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے نیز کورے کی شدت کا بھی کافی حد تک مقابلہ کر لیتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ پیوندی آموں کی اوسط پیداوار ایک سے تین من تک اور تخمی آموں کی عموماً تین من سے زائد ہوتی ہے۔ پاکستان سے مارکٹنگ کی رپورٹ کے مطابق خیرپور کے علاقہ میں فی ایکڑ زیادہ سے زیادہ پیداوار ۲۴۴ من تک حاصل ہوتی ہے جبکہ سابقہ پنجاب میں تقریباً ۱۳۰ من تک ہے۔ صوبہ سرحد اور بہاولپور کے علاقہ میں ۱۲۰ من فی ایکڑ حاصل ہوتی ہے۔ پاکستان میں تخمی اقسام کی پیداوار ۱۵۰ من فی ایکڑ تک ہے۔

آم کا پھل جب مکمل ہو جائے تو اسے پختگی سے پہلے ہی توڑ لیا جاتا ہے۔ جب ٹپکا شروع ہو جائے تو تمام پھل توڑنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس سارے پھل کو خشک گھاس کی تہہ میں رکھ

Marfat.com

کر ٹوکروں میں رکھ دیا جاتا ہے تاکہ پھل پختگی کے ضروری مراحل طے کر پائے۔ رنگ کا تبدیل ہو کر سبز سے زرد ہو جانا، چھلکے کا نرم ہونا صحیح پختگی کی مکمل نشانیاں ہیں۔ زیادہ نرم پھل دیر پا نہیں ہوتا۔ ایسے پھل کا دور دراز کی منڈیوں میں بھیجنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ پھل کو درخت پر مکمل طور پر پکنے نہیں دیا جاتا کیونکہ اولاً تو پرندے ہی ایسے پھل کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ثانیاً ذخیرہ اندوزی اور بار برداری میں ایسے پھل کا بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے۔

دیسی اقسام جو ملتان اور مظفر گڑھ کے اضلاع میں بکثرت کاشت کی جاتی ہیں ان کے پھل کو عموماً درختوں پر ہی رہنے دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اچھی طرح پک جاتی ہیں۔ لیکن پیوندی اقسام میں پھل کے پکانے کا طریقہ وہی ہے جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ ریاست فلوریڈا میں بھی جہاں آم تجارتی نقطۂ نگاہ سے کاشت کیا جاتا ہے ابھی تک پھل پکانے کا کوئی معیاری طریقہ مقرر نہیں کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھل کو کچی حالت میں توڑ لیا جاتا ہے اور اسی حالت میں جب منڈی پہنچ جاتا ہے تو کھانے کے قابل نہیں رہتا۔ انہی اسباب کی بنا پر ریاست فلوریڈا کا آم بدنام ہو چکا ہے۔ وہاں بھی اسی بنا پر (جیسا کہ پاکستان میں عام طریقہ ہے) جب پھل کی رنگت سبز سے زردی مائل ہو جاتے تو آم توڑ لیا جاتا ہے۔ لہٰذا آم کے پھل کو ہفتہ میں دو تین بار توڑا جاتا ہے۔ مکمل طور پر پھل کی برداشت ۱۲ سے ۱۸ بار ہوتی ہے۔

آم ایک نرم و نازک پھل ہے۔ درخت سے توڑتے وقت نہایت احتیاط برتنی چاہیئے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں یا گودام تک لے جانے میں پھل کو احتیاط سے رکھا جائے۔ آم کے پیوندی پودے اونچائی میں عموماً چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان میں اکثر اقسام پھیلاؤ والی ہیں۔ پھل توڑتے وقت پھلدار ٹہنی کو ہاتھ میں لے لیا جاتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے پھل کو جدا کر لیا جاتا ہے یا جو پھل توڑنا ہو اسے ایک ہاتھ سے پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں پھل کے ساتھ چھوٹی سی ڈنڈی رکھی جاتی ہے۔ اس کے بعد ڈنڈی کو اس قدر کم کر دیا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کی رگڑ سے پھل زخمی نہ ہو جائے۔ جن پھلوں تک ہاتھ نہ پہنچ سکے ان کو توڑنے کے لئے آدمی درخت پر چڑھ جاتا ہے اور پھل کو اپنے تھیلے میں ڈالتا جاتا ہے جو اس کے ہاتھ میں لٹکا ہوتا ہے اور اسے اسی کے ذریعے

Marfat.com

نیچے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پھل کو ویسے زمین پر پھینک دیا جائے تو پھل زخمی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب آم کا چھلکا پھٹ جائے تو یہ بہت جلدی سڑنا شروع ہو جاتا ہے (POPENOE) پوپینو اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ آم کو انڈوں کی طرح احتیاط سے ہلانا جلانا چاہئے۔ جو شاخیں درخت پر چڑھنے کے باوجود بھی پہنچ سے باہر ہوں اس صورت میں پھل کو بڑے بانس کی مدد سے توڑ لیا جاتا ہے۔ پھل کو چھکے کی مدد سے بھی توڑتے ہیں۔

روہیلے اور لیڈن نے فلوریڈا میں بھی ایسا ہی تجویز کیا کہ جو پھل ہاتھ کی رسائی سے باہر ہوں انہیں بانسوں کی مدد سے توڑا جائے ایسے بانسوں کے اخیر میں ایک تیز دھار چاقو لگا ہوتا ہے، اور اس کے ساتھ کینوس کا تھیلا لگا ہوتا ہے جس میں پھل کٹ کر گر جاتا ہے اس کے بعد پھل کو ٹوکروں میں منتقل کر دیا جاتا ہے اور پھر ٹوکروں سے کریٹوں میں رکھ دیا جاتا ہے۔ فلوریڈا میں بہت اونچے درختوں سے پھل توڑنے کے لئے مشینری استعمال کی جاتی ہے۔

مقامی منڈیوں کے لئے پھلوں کو پتوں کی ایک موٹی یا خشک گھاس کی تہہ پر ہوادار کمرے میں بچھا دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد پرالی یا خشک گھاس یا گندم کے بھوسے میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ پیل ڈالنے کے لئے دھان کی پرالی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں رنگ اچھا ہوتا ہے اور پھل یکساں طور پر پک جاتا ہے۔ ہر تہہ تین انچ سے چار انچ تک موٹی ہوتی ہے۔ پھل کو یا تو ایک ہی تہہ میں رکھا جاتا ہے یا تین چار تہیں ایک دوسرے کے اوپر لگا دی جاتی ہیں۔ پھل کو اس کی پختگی کی حالت اور قسم کے مطابق عموماً ۴ سے ۷ دن تک پیل میں رکھا جاتا ہے۔

پھل کو دور دراز منڈیوں میں بھیجنا مقصود ہو تو اس صورت میں مقابلتاً قدرے سبز اور سخت آم توڑنے کے فوراً بعد ٹوکروں میں گھاس کی تہوں میں رکھ کر بند کر دیا جاتا ہے۔ مغربی پاکستان میں عام طور پر آموں کو بند کرنے کے لئے کھلے منہ والی ٹوکریاں جو شہتوت کی شاخوں یا پلیچی کی شاخوں سے بنی ہوئی استعمال ہوتی ہیں۔ ان کی شکل گول یا لمبوتری ہوتی ہے۔ جس میں تقریباً بیس سیر پھل آجاتا ہے۔ مغربی پاکستان میں دوسرے پھلوں کی طرح آم کے پھل کو لکڑی کے کریٹوں میں بند کرنے کا رواج بہت کم ہے۔ مشرقی پاکستان میں چوڑے اور تنگ منہ

Marfat.com

کی ٹوکریاں جو بانس کی بنی ہوتی ہیں عام استعمال ہوتی ہیں۔ ان ٹوکریوں میں پھل کو بند کرتے وقت زیادہ تہوں میں نہیں رکھنا چاہیئے۔ کیوں کہ اس طرح رکھنے سے پھل خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ جگہ اتنی ہونی چاہیئے کہ پھل بخوبی رکھا جا سکے تاکہ آپس میں رگڑ نہ کھائے اس لئے ٹوکروں کے اندر گھاس پھونس کی تہیں اچھی طرح لگا دینی چاہئیں۔ فلوریڈا میں پھل کو لکڑی یا ہارڈ بورڈ کے کرٹیوں میں بند کر کے برآمد کیا جاتا ہے۔

اوصاف اور قدو قامت کے لحاظ سے آم کی درجہ بندی کا رواج نہ ابھی پاکستان میں ہے۔ نہ پھل کو خاص قسم کی ٹوکریوں یا کرٹیوں میں بند کر کے منڈی کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ تخمی آموں کی پیداوار قلمی آموں کی نسبت بہت زیادہ ہے اور اس کی قسمیں بھی لاتعداد ہیں۔ اس لئے تخمی آموں کی صحیح صحیح درجہ بندی مشکل ہے۔ کیونکہ معیاری گریڈ اختیار کرنا مشکل ہے۔ البتہ پیوندی آموں کی درجہ بندی کا مغربی پاکستان میں کافی امکان ہے۔ جیسا کہ ملتان میں مشہور تجارتی اقسام انور رٹول کو عام طور پر لکڑی کے کرٹیوں میں، جن کی پیمائش ۲×۱×۱ فٹ ہوتی ہے، اندرون ملک بھیجنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ان کرٹیوں میں بلبس سیر آم ڈالے جاتے ہیں۔

پاکستان میں درجہ بندی کے لحاظ سے پھلوں کو بند نہیں کیا جاتا بلکہ بلحاظ وزن کیا جاتا ہے مغربی پاکستان میں لنگڑا اور مشرقی پاکستان میں فضلی آم کی اقسام میں محکمہ مارکٹنگ نے یہ درجہ بندی کی ہے۔

لنگڑا

ترتیب	درجہ بندی	کم از کم وزن تولوں میں	ضروری خواص
۱-	I	۲۰	پھل سخت ہو اور اس میں کوئی داغ یا بدنما دھبے نہ ہوں
	II	۱۵ تا ۲۰	پھل کا رنگ سبز ہو اور بند کرتے وقت زرد رنگ ظاہر نہ ہوا ہو۔

فضلی آم

ترتیب و درجہ بندی	کم از کم وزن تولوں میں	ضروری خواص

Marfat.com

۲۰	I	۳۰	پھل سخت ہو اور اس میں کوئی داغ یا دھبے نہ ہوں۔
	II	۷۰ ۶۰	ہر پھل رنگ میں سبزی مائل ہو اور بند کرتے وقت زرد رنگ کے دھبے موجود ہوں

آم کا پھل جلدی خراب ہو جاتا ہے۔ اور اس کی دیر تک ذخیرہ اندوزی نہیں ہو سکتی۔ محکمہ زراعت لائل پور میں تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ سبز اور سخت حالت میں لنگڑا کی قسم کو ۴۵ درجہ فارن ہیٹ میں ۴۰ دن تک محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن جب آم پک جائے تو صرف ایک ہفتہ تک رکھا جا سکتا ہے۔

آم کی مصنوعات

باغ میں فصل کی برداشت کے بہترین انتظام ہونے کے باوجود پھل کی کافی مقدار ایسی ہوتی ہے جس پر توڑتے وقت خراشیں سی آجاتی ہیں یا پھل پھٹ کر داغدار ہو جاتا ہے ایسا پھل اچھا ہونے کے باوجود ظاہری طور پر خوبصورت نہ ہونے کی وجہ سے منڈی میں کم قیمت پاتا ہے۔ یہی ضائع شدہ پھل کئی ایک مصنوعات مثلاً سکوائش، جیم، جیلی، مربہ، اچار وغیرہ بنانے میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسی لئے تحفظ اثمار کو ہمیشہ سے صنعت اثمار کا محافظ خیال کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں تحفظ کے ذرائع محدود ہیں۔ اس لئے پھل کی کثیر مقدار ضائع ہو جانے کا امکان ہوتا ہے۔ مزید برآں درجہ بندی، پیکنگ اور برفانی گوداموں کی کمی کے باعث پھل کی کثیر مقدار منڈی میں بری طرح سے زخمی اور داغدار حالت میں پہنچتی ہے۔ اس لئے ایسے پھل کا اقتصادی طور پر صحیح استعمال کرنے کے لئے ملک میں تحفظ اثمار کی صنعت کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ اس صنعت کو گھریلو پیمانہ پر بھی شروع کیا جا سکتا ہے۔ آم ایک ایسا پھل ہے جس سے بہت سی لذیذ اور مرغوب مصنوعات تیار کی جا سکتی ہیں۔ جس طرح آم کو پھلوں کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کی مصنوعات بھی خوشبو، ذائقہ اور لطافت میں بے نظیر ہوتی ہیں اور ان کا استعمال

Marfat.com

طبعیت کو فرحت دیتا ہے۔

آم کا پھل تمام حالتوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کچے آم، اچور، چٹنی، اچار، کینڈی، جیم بنانے اور ڈبوں اور بوتلوں میں بند کرنے میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

کچے پھل سے تیار ہونے والی مصنوعات

آم کا اچار

کچے لیکن پورے تیار تخمی آموں کو اس مقصد کے لئے منتخب کرنا چاہئے۔ پھل کو دھونے اور پھیلنے کے بعد اس کی قاشیں کاٹ لیں اور گٹھلی جدا کر دیں۔ پھر اس نسخہ کے مطابق مصالحہ جات کو تول کر اچھی طرح ملا لیں۔

آم کی قاشیں	=	۲ پونڈ (ایک سیر)
نمک	=	۱/۲ سے ۳ چھٹانک
ہلدی	=	۱/۲ چھٹانک
میتھرے	=	۱ "
کلونجی	=	۱/۲ "
سونف	=	۱/۲ "
سیاہ مرچ	=	۱/۲ "
سرخ مرچ	=	۱/۲ "
سرسوں کا تیل	=	۴ "

تیل کے علاوہ باقی مصالحہ جات کو چھانکون میں اچھی طرح ملا کر مٹی یا پتھر کے مرتبان میں ڈال کر رکھ دیں اور دو تین روز کے لئے دھوپ میں رکھیں اور گاہے گاہے ہلاتے رہیں۔ اس کے بعد تیل ملا کر پھر دوبارہ تین چار روز کے لئے دھوپ میں رکھیں اچار تیار ہو جائے گا۔

آم کی چٹنی

اس کے لئے بھی آم کے اچار جیسا پھل انتخاب کر لیا جاتے۔ چھیلنے کے بعد پھل کو

Marfat.com

بین فی صد نمک کے محلول میں ڈبو دیں تاکہ چھیلا ہوا پھل سیاہ رنگت اختیار نہ کر جائے۔ اس کے بعد کدوکش کریں۔ اور گٹھلیاں نکال دیں اور مندرجہ ذیل اشیاء کو اس فہرست کے مطابق اس میں ملا دیں۔

پھل (کدوکش کیا ہوا)	=	۱ سیر
نمک	=	۱ چھٹانک
چینی	=	۱ سیر
مصالحہ جات	=	۱/۲ چھٹانک
سرخ مرچ	=	۱/۲ "
لہسن (کترا ہوا)	=	۱/۲ "
پیاز (کترا ہوا)	=	۲ "
سرکہ	=	۴ "

کدوکش کئے ہوئے پھل میں چینی اور نمک ملا کر نصف گھنٹے تک رکھا رہنے دیں۔ مصالحہ جات کو ململ کے کپڑے میں ڈھیلا باندھ کر مرکب میں ڈالیں اور آگ پر پکنے کے لئے رکھ دیں۔ اور گرم کرتے رہیں۔ حتیٰ کہ محلول گاڑھا ہو جائے اور پھر اس میں سرکہ ملا دیں اور دوبارہ حسب ضرورت پکائیں۔ مصالحے والی پوٹلی کو نکال دیں اور گرم گرم جاروں میں بھر لیں اور جاروں کا منہ اچھی طرح سے بند کر دیں۔

امچور

امچور تیار کرنے کا گھریلو طریقہ یہ ہے کہ کچے آموں کو چھیل کر اس کے ٹکڑے کاٹ لئے جاتے ہیں انہیں دھوپ میں خشک کر لیا جاتا ہے۔ ظاہر طور پر یہ طریقہ ناقص ہے اور اس سے گرد و غبار سے پاک امچور حاصل کرنا ممکن نہیں اس سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ آم چھیل کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں اور انہیں ۵ منٹ تک ابلتے ہوئے پانی میں ڈال کر نرم کر لیں۔ پھر انہیں خشک کرنے والی مشین جسے ڈی ہائیڈریٹر (DEHYDRATOR) کہتے ہیں سکھایا جاتا ہے اس میں درجۂ حرارت اور رطوبت حسب ضرورت رکھی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

جیم

کچے لیکن پورے تیار شدہ آم اس مقصد کے لئے منتخب کرلیں۔ پھلوں کو دھونے کے بعد چھیلیں اور پھر ابال لیں تاکہ نرم ہو جائیں۔ پھر نرم کئے ہوئے پھل کو موٹے کپڑے میں سے رگڑ کر نکال لیں تاکہ گٹھلیاں اور ریشہ وغیرہ الگ ہو جائے اور خالص گودا نکل آئے۔ پھر گودے میں اس کے ہم وزن چینی ملا دی جائے اور اسے ۲۲۱ درجے فارن ہیٹ تک پکالیں یہاں تک کہ شیرے کی تار بن جائے۔ گرم ابلتے ہوئے جام کو سٹریلائزڈ (STERILIZED) جاروں میں ڈال دینا چاہئے۔ جب جام ٹھنڈا ہو جائے تو اس کی اوپر کی سطح کو پگھلی ہوئی موم سے ڈھانپ دینا چاہئے۔ اور پھر جاروں کو بند کر دینا چاہئے۔

آم کی جیلی

پورے سائز کے نیم پختہ پھل منتخب کریں اور انہیں چھیل کر قاشیں کاٹ لیں اور گٹھلیاں نکال دیں۔ قاشوں کو دیگچی میں ڈال کر اتنا پانی ڈالیں کہ قاشیں پانی سے ڈھک جائیں۔ آگ پر رکھ کر تقریباً ادھ گھنٹہ کے لئے ابال لیں۔ اس دوران میں لکڑی کی ڈوئی سے پھل کو کبھی کبھی دباتے رہیں۔ پھر کسی ململ کے موٹے کپڑے میں چھان لیں۔ اس نچوڑ کو رات بھر پڑا رہنے دیں۔ تاکہ گدلا مادہ نیچے بیٹھ جائے۔ صبح کو صاف رس الگ کر لیں۔ ایک چمچہ نچڑے ہوئے رس کا لے کر اس میں تین چمچے میتھلیٹڈ سپرٹ ملائیں۔ اگر ان کے ملنے سے ایک توده بن جائے تو اس میں پوری پیکٹین (PECTIN) ہوتی ہے۔ دو یا تین تودے (ٹھٹکیاں) بنیں تو درمیانی پیکٹین ہوتی ہے اور زیادہ ٹھٹکیاں بن جائیں تو بہت تھوڑی پیکٹین ہوتی ہے۔ شفاف رس کے ایک حصے میں ایک حصہ چینی ملا دیں (خواہ پیکٹین زیادہ ہو یا درمیانی)۔ اگر پیکٹین کم ہے تو اتنا پکائیں کہ درمیانہ مقدار پیکٹین پیدا ہو جائے۔ اب اس قوام کو ۲۲۲ درجہ فارن ہیٹ پر پکایا جائے۔ یا اس وقت تک جب ڈوئی پر ٹھنڈا کرنے سے چادر سی بن کر گرے۔ اس مرکب کو صاف اور خشک مرتبانوں میں بند کر لیں اور اس کے ٹھنڈا ہونے پر موم ڈال دیں پھر اسے ٹھنڈی جگہ رکھ دیں۔

آم کا مربہ

مربہ کے لئے پورے تیار شدہ مگر نیم پختہ آموں کا انتخاب کریں۔ آموں کو دھو کر چھیلیں۔

Marfat.com

اور چھلنے کے بعد ۳ فی صد نمک کے محلول میں ڈبوئیں۔ پھر حسب منشا قاشیں کاٹ لیں۔ قاشوں کو نرم کرنے کے لئے انہیں پانچ منٹ تک ابلتے پانی میں رکھیں اور اس کے بعد ململ کے کپڑے پر پھیلا دیں تاکہ فالتو پانی نکل جائے پھر اس طریقے سے قوام بنائیں۔

پھل کے وزن کے برابر کھانڈ لیں اور اس میں کھانڈ کا ½ حصہ پانی ڈال کر پکائیں۔ پھر ایک گرام سٹرک ایسڈ آدھ سیر کھانڈ کے حساب سے قوام میں ڈال دیں۔

ان اشیاء کو اتنا گرم کریں کہ چینی پانی میں حل ہو جائے اور اس کو ململ کے کپڑے سے چھان لیں پھر اس قوام کو دوبارہ ۲۲۴ درجہ فارن ہیٹ تک پکائیں۔ اس موقع پر قاشوں کو بھی اس قوام میں ڈال دیں اور ۲۲۵°۔ ۲۲۴° درجے فارن ہیٹ تک پکائیں۔ ابلتے وقت قوام کے اوپر سے جھاگ اتارتے رہیں پھر اس کو اتار لیں۔ رات بھر الیسا پڑا رہنے دیں۔ صبح اس کو دوبارہ گرم کریں۔ اور اس کے بعد سٹیریلائزد (STERILLIZED) جاروں یا مٹی کے مرتبانوں میں ڈال دیں۔

آموں کا سکوئیش

سکوئیش بنانے کے لئے اچھی طرح سے پکے ہوئے رس دار تخمی آموں کا انتخاب کریں۔ آموں کو چھیل کر موٹی اور صاف چھلنی پر رگڑیں اور گٹھلیوں کو نکال دیں۔ گودے کو ریشے سے صاف کرنے کے لئے اس کو ململ کے کپڑے میں سے چھان لیں۔ اس فارمولے کے مطابق گودے کو استعمال کریں۔

گودا یا رس	:	۱ پونڈ (آدھ سیر)
پانی	:	۱ پونڈ (آدھ سیر)
چینی	:	۱½ پونڈ،
سٹرک ایسڈ	:	½ اونس،
پوٹاشیم میٹابائی سلفائٹ	:	۱ گرام

پانی، چینی اور سٹرک ایسڈ ملا کر ۱۳۰ درجے سے ۱۴۰ درجے فارن ہیٹ تک گرم کریں۔ شربت میں سے گودے کو نکالنے کے لئے اس کو ململ کے کپڑے سے چھان لیں۔ شربت کو ٹھنڈا کرنے کے بعد گودے میں ملا دیں۔ اس کے بعد پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ کو پانی میں حل کر کے ملا

Marfat.com

دیں۔اب سکوئش کو سٹریلائزڈ (STERIL IZED) بوتلوں میں ڈال دیں۔بوتلوں کی اچھی طرح سے ہوا بند کردیں۔سکوئش کا اچھا رنگ حاصل کرنے کے لئے نارنجی رنگ ملایا جاسکتا ہے۔

آم کا گودا

پکے ہوئے اور چوسنے والے آم اس مقصد کے لئے منتخب کریں۔اور اچھی طرح دھونے کے بعد آم کی گٹھلی علیحدہ کرکے گودا نکال لیں۔ریشہ نکالنے کے لئے گودے کو ایک ململ کے کپڑے میں سے چھان لیں پھر حاصل شدہ گودے کو ۱۷۵° سے ۱۸۰° فارن ہیٹ پر گرم کریں۔ اس گودے کو پھر سٹیریلائزڈ (STERIL IZED) بوتلوں یا جاروں میں ڈال دیں اور ان کو بند کردیں۔سیل شدہ بوتلوں کو پھر گرم پانی میں ½ گھنٹہ تک پاسچورائز (PASTEURIZE) کریں یا اس میں ۱۰۰ فی صد یوٹاشیم میٹا بائی سلفائیٹ ڈال دیں۔

آموں کو ڈبوں اور بوتلوں میں بند کرنا

آموں کو بوتلوں میں بند کرنے کے لئے آم کی ایسی اقسام مثلاً دسہری مالدہ اور لنگڑا وغیرہ بہت ہی موزوں ہیں۔اچھی طرح پکے ہوئے سخت اور تراشے والے آم منتخب کریں۔ان کو دھو کر چھیلیں اور قاشیں کاٹ لیں۔ان ٹکڑوں کو سٹیریلائزڈ (STERILIZED) جاروں یا ڈبوں میں ڈال دیں اور ۲۵ فی صد گرم چینی کا شربت جاروں میں بھر دیں۔جار اوپر سے تھوڑے تھوڑے خالی رکھیں۔ڈھکنوں کو اچھی طرح سے بند کریں اور جاروں کو گرم پانی میں پانچ منٹ تک رکھیں۔اس کے بعد جاروں کو فوراً ہوا بند سیل کردیں اور پھر دوبارہ ابلتے ہوئے پانی میں تقریباً بیس منٹ تک رکھیں تاکہ یہ سٹیریلائز (STERIL IZE) ہوجائیں پھر جاروں کو نکال لیں اور ٹھنڈی اور خشک جگہ پر رکھیں۔

آم پاپڑ

ہمارے ملک میں آم پاپڑ قدیم زمانے سے تیار کیا جاتا ہے مگر جو آم پاپڑ بازار میں فروخت ہوتا ہے وہ حفظان صحت کے اصولوں سے تیار نہیں ہوتا۔اس لئے مہذب اشخاص اسے خریدنے سے اکثر گریز کرتے ہیں۔آم پاپڑ بہت آسانی سے اور سستے داموں آم کے موسم میں چوسنے والی اقسام سے اس طریقہ کے مطابق تیار کیا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

چوسنے والی اقسام کے آم جن کا رس گاڑھا ہو منتخب کرلیں۔ پھل کو اچھی طرح دھولیں اور تمام گلے سڑے اور زیادہ پکے ہوئے آم علیحدہ کردیں ہاتھوں پر دستانے چڑھا کر آموں سے رس نکال لیں اور ان کو پتلی تہہ میں باریک مومی کاغذ یا لکڑی کے چھالوں میں پھیلا دیں۔ جن پر چربی ملی ہوتی ہو یا مومی کاغذ ہی پھیلا دیں ان چھالوں کو دھوپ میں سکھا لیں۔ ان کو ۱۴۰ - ۱۴۵ فارن ہیٹ پر کسی خشک کرنے والی گھریلو مشین میں بھی خشک کیا جاسکتا ہے۔ جب اس کی پہلی تہہ خشک ہو جائے تو اس پر اور رس نچوڑ کر ایک تہہ اور لگا دیں۔ پہلے بیان کئے ہوئے کسی ایک طریقہ سے رس کو خشک کرلیں۔ یہ عمل جاری رکھا جائے۔ یہاں تک ¼ انچ سے ½ انچ موٹا پاپڑ تیار ہو جائے۔ اگر پاپڑ کو ۱۲ - ۲۴ گھنٹے تک گندھک کی دھونی دی جائے تو پاپڑ کا رنگ کافی عرصہ تک دلکش اور خوبصورت رہتا ہے۔

ضرر رساں کیڑے مکوڑے

مختلف پھلوں کی مکھیاں۔ آم کے تیلے اور گدھڑیاں جیسے نامراد ضرر رساں کیڑوں ہی کی وجہ سے آم کے درختوں اور پھل کو صوبہ بھر میں زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ ڈیکس فیروء، ڈیکس فونیٹس سلنڈ اور ڈیکس ڈیورسس مختلف پھلوں کی مکھیاں ہیں۔ آم کے پھل پر بھی حملہ آور ہوتی ہیں۔ نقصان زیادہ تر مادہ مکھی ہی پہنچاتی ہے۔ جو پھل میں چھید کرکے انڈے دے دیتی ہے۔ انڈوں سے بغیر ٹانگوں اور سر والی سفید رنگ کی کیڑیاں بنتی ہیں جو پھر گودے میں داخل ہو کر خوراک حاصل کرتی ہیں۔ اور پھل کو خراب کردیتی ہیں۔ جو ان کیڑے پھل میں چھید کرکے باہر نکل آتے ہیں۔ یہ سونڈیاں اسے ۳ انچ گہرائی تک زمین میں داخل ہو جاتی ہیں جو نقصان زدہ درخت کے نیچے ہی پیوپا (PUPA) کی شکل اختیار کرتی ہیں۔ کوپا کا خول (PUPARIUM) لمبوترا اور رنگت میں بادامی یا زردی مائل ہوتا ہے۔ اسی سے بعد میں مکھی بنتی ہے جو نکل کر اڑ جاتی ہے

اس پر قابو پانے کے لئے گرا ہوا تمام پھل اکٹھا کرنے کے بعد زمین میں ۴ سے ۵ فٹ گہرا دبا دیں۔ پیوپا کا خاتمہ کرنے کے لئے نقصان زدہ درختوں کی نچلی زمین کو الٹ پلٹ کرنے کے لئے ہل چلانا اور گوڈی کرنے کا عمل کرتے رہنا چاہئے۔ کیمیائی طریقہ سے قابو پانے کے لئے آم

Marfat.com

کے باغات پر آم کا پھل پکنے سے قبل ہی اینڈرین، ڈائی ایلڈرین، ڈسپٹرکیس اور ڈائزینون کی سپرے کرنا چاہیئے۔ پھلوں کی مکھیوں کے حملہ سے بچاؤ کے لئے پندرہ دن کے وقفہ میں سپرے کرنا زیادہ کامیاب ہے۔ اینڈرین، ڈائی ایلڈرین، ڈپٹرکیس اور ڈائزینون سپرے کے لئے ۱۰۰ گیلن پانی میں ملا کر بالترتیب بشرح ½ پونڈ، ½ اپونڈ اور ½ پونڈ استعمال کی جاسکتی ہے۔ یہ محلول ایک ایکڑ میں سپرے کرنے کے لئے کافی ہوگا۔ یہ سب زہریلی دوائیں ہیں لہٰذا سپرے کرانے کے لئے عملہ تحفظ نباتات کی خدمات حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

آم کا تیلہ

یہ آم کے درختوں کو بہت ہی زیادہ نقصان پہنچانے والا کیڑا ہے۔ اور یہ تقریباً ہر جگہ جہاں آم کے درخت ہوں پایا جاتا ہے۔ یہ کیڑا بہت چست ہوتا ہے اور سائز میں تقریباً مچھر کے برابر ہوتا ہے۔ یہ معمولی سے آہٹ سے بھی چونک پڑتا ہے۔ اس کی سرسراہٹ ہی آم کے پیڑوں پر اس کی موجودگی کی غماز ہے۔

عبدالحق اور محمد اکمل ان کے نقصانات اور انسداد کی بابت لکھتے ہیں کہ بچے اور پردار کیڑے پھل کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ لیکن بچے جو نسل کشی کے موسم میں بڑی بھاری تعداد میں موجود ہوتے ہیں، زیادہ تباہی مچاتے ہیں۔ یہ کیڑے پتوں اور پھولوں کی کونپلوں سے رس چوس چوس کر پودوں کو کمزور کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے پھل بہت کم لگتا ہے شدید حملے کی صورت میں تو پھل بالکل ہی نہیں لگتا۔ پودوں کا رس چوسنے کے علاوہ یہ کیڑے پتوں پر مواد بھی خارج کرتے ہیں جس پر پھپھوندی لگ جاتی ہے۔ یہ تہہ پتوں کے عمل انہضام کو روک دیتی ہے جس کی وجہ سے پودوں کی نشوونما پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

انسداد

مندرجہ ذیل حفاظتی تدابیر اور کیمیائی ادویہ استعمال کرنے سے پودوں کو اس کیڑے کے نقصان سے بچایا جاسکتا ہے۔

حفاظتی تدابیر

سورج کی روشنی ان کیڑوں کے لئے موزوں نہیں ہوتی اس لئے گھنے باغوں میں سے

Marfat.com

فالتو پودے نکال دیئے جاتے ہیں تاکہ سورج کی روشنی ہر پودے پر اچھی طرح پڑے اس کے علاوہ سوکھی ہوئی شاخوں کو کاٹ دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ کیڑوں کو سردی اور گرمی میں پناہ دیتی ہیں۔

کیمیائی زہروں کا استعمال

حملہ شدہ پودوں پر نصف پونڈ میلا تھیان یا ڈایازینان یا ½ ایونڈ ڈی۔ڈی۔ٹی ایک سو گیلن پانی میں ملا کر چھڑکنی چاہیئے۔ اگر یہ زہریں نہ ملیں تو گندے بروزے کا مرکب یا گندے بروزے کا سابن پودوں پر چھڑکا جا سکتا ہے۔ گندے بروزے کا تیار کردہ معیاری محلول سردیوں میں ۵ سے ۶ حصے تک پانی میں اور گرمیوں میں ۷ سے ۱۰ حصے تک پانی میں حل کر کے حملہ شدہ درختوں پر چھڑکنا چاہیئے۔ گندے بروزے کا صابن چھڑکنے کے لئے ۴۰ حصے پانی میں حل کرنا چاہیئے۔

زہریلی دوائیں چھڑکنے کا نہایت موزوں موسم نصف دسمبر سے فروری تک ہے کیونکہ اس وقت ابھی پھول نہیں نکلے ہوتے۔ دوائی چھڑکنے کا کام صبح کے وقت کیا جانا بہتر ہے۔ کیونکہ اس وقت یہ کیڑے سردی کی وجہ سے سُست ہوتے ہیں خاص طور پر روزن کمپاؤنڈ یا روزن سوپ چھڑکتے وقت اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

آم کی سفوف آلود گدھڑی

مغربی پاکستان میں یہ آم کے کیڑوں میں سے ایک ہے۔ اس کے بچے اور پردار مادہ پتنگے دونوں ہی درختوں کے لئے نقصان دہ ہیں۔ پورے قد کی مادہ تقریباً ¾ ۱۳ انچ لمبی ہوتی ہے۔ اس کے پر نہیں ہوتے۔ جسم چپٹا اور سفید رنگ کے سفوف سے ڈھکا ہوا ہوتا ہے۔

Marfat.com

آم کا گڑوواں

MANGO BORER

(*Batocera rufomaculata* De Geer)

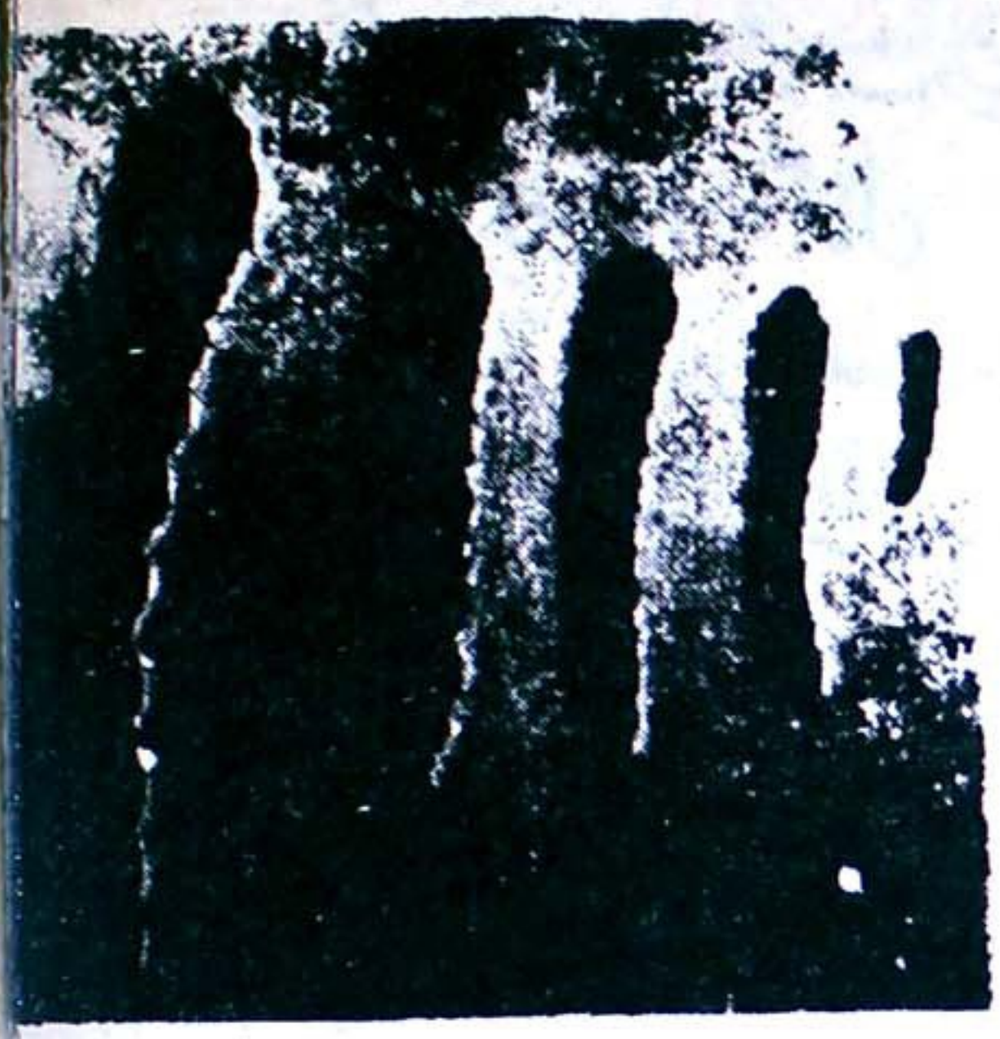

Grubs of different stages
(2nd instar to full-grown)

سنڈیوں کی مختلف حالتیں

EGG

انڈہ

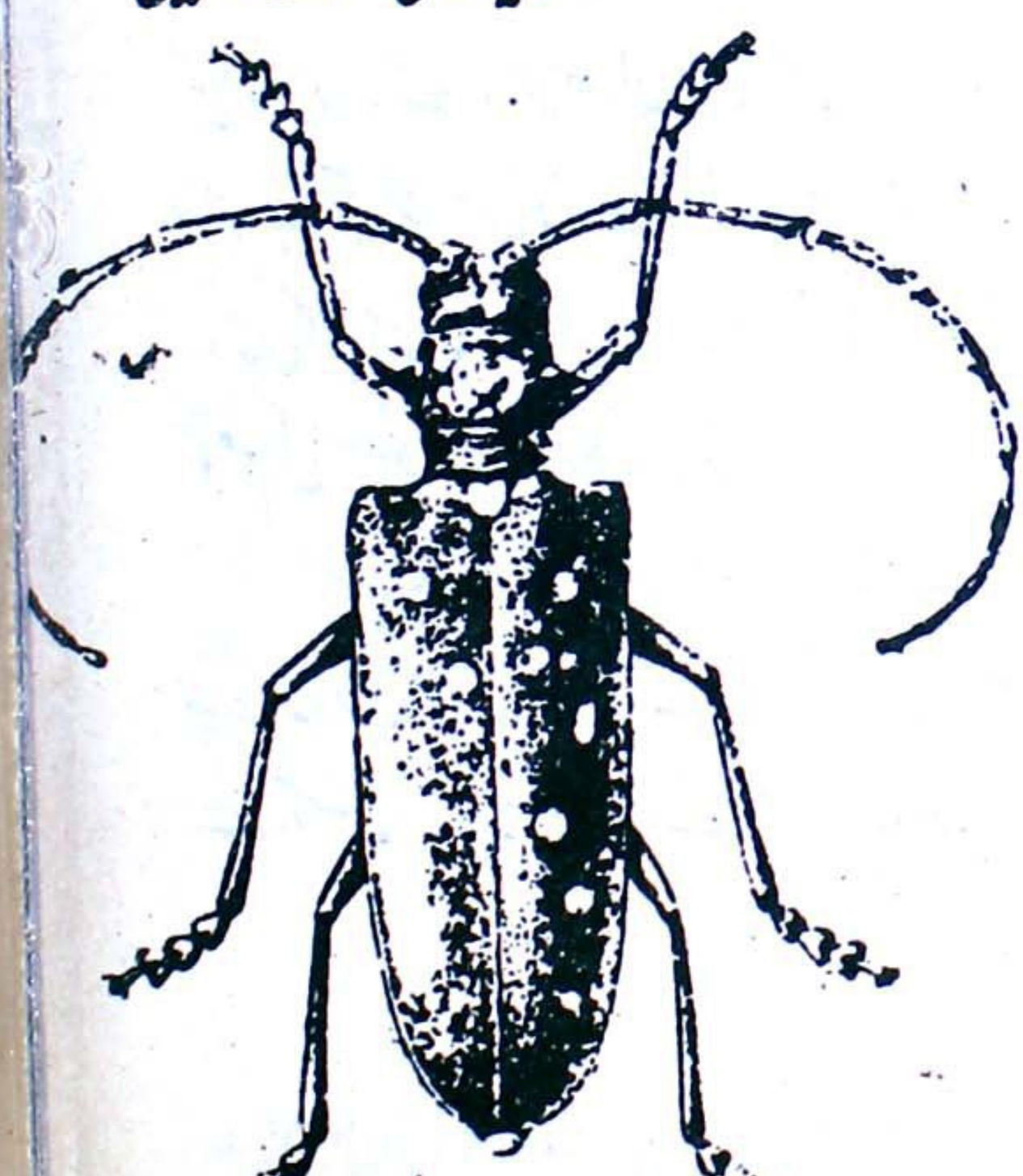

پَردار بھونڈی

ADULT BEETLE

Injection of kerosene oil in the tunnel to kill the grubs

سنڈیوں کو مارنے کے لیے سرنگ کے اندر
مٹی کے تیل کا ٹیکہ لگایا جا رہا ہے۔

Marfat.com

آم کی سفوف آلود گدھڑی

MANGO MEALY BUG

(*Drosicha stebbingi* Green)

مادہ پتّے پر

Adult Female
(on leaf)

کویا کی کینچلی

Cast skins of Nymphs
(on leaf)

Nymphs on Twig
ٹہنی پر کویا

انڈے

Females Laying Eggs

مادہ کی انڈوں والی تھیلی

Female with Ovisac

Adult Male
نوجوان مادہ

Pupa کویا

Marfat.com

کے پتوں پر سے رینگتا ہوا ان کے سروں کی شاخوں پر پہنچ کر زخم کر دہ جاتا ہے اور رس چوستا رہتا ہے۔ اس طرح پودے کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کے پھل کی پیداوار میں بہت سی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ شدید حملہ کی صورت میں پودے کو قطعاً پھل نہیں لگتا۔ یہ کیڑا ایک لیس دار مادہ بھی خارج کرتا ہے جس پر پھپھوندی لگ جاتی ہے۔

انسداد

(ا) اس گدھڑی پر قابو پانے کے لئے ماہ جون سے دسمبر تک انڈوں کو سینے سے قبل ہی ختم کر دیں۔ درختوں سے نیچے والی زمین کی گوڈی کر کے الٹ پلٹ کرتے رہنا چاہئے۔ اس طرح سے انڈے موسمی اثرات کی بدولت ہی ختم ہو جائیں گے۔

(ب) پھسلانے والے، پھانسنے والے اور چپکانے والے بند گدھڑی کو درختوں پر چڑھنے سے روکنے کے لئے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ یہ بند درختوں کے تنے پر زمین سے ۲ سے ۳ فٹ کی بلندی پر لگانے چاہئیں۔ چپکانے والے مختلف بند کی چوڑائی ۳ سے ۴ انچ تک ہوتی ہے۔

(ج) جنوری اور فروری کے مہینوں میں جب گدھڑی ابھی چھوٹے ہوتے ہیں ڈی۔ ڈی۔ ٹی ۵۰ فی صد یا فولیڈال ۱۰ فی صد کی سپرے سے ختم کئے جا سکتے ہیں۔

بیماریاں

ہمارے صوبہ میں آم مختلف امراض اور کیڑوں کا شکار ہوتا ہے۔ بیماریوں میں سے آم کے بور کا بٹورہ، سفوفی پھپھوندا اور پھل کا سڑنا خاص خاص ہیں۔

آم کا سوکا یا منہ بند کھاؤ

جب یہ بیماری زیادہ ہوتی ہے تو سب سے زیادہ نقصان یہی پہنچاتی ہے۔ اس بیماری کی علامات پتوں پر دھبے یا نشان، تازہ شاخوں کا سیاہ پڑنا، پھلوں پر سیاہ دھبے اور پھلوں کا گلنا سڑنا وغیرہ ہیں۔ بیماری کے موسم میں بارش، کورا، ہوا میں نمی کی زیادتی بیماری میں اضافہ کر دیتی ہے۔ کولیٹوٹرائیکم گلوکوسپوریوڈائز (COLLETOTRICHUM GLOCOSPORIODIES)

Marfat.com

نمدار اور مرطوب موسم ہی بیماری کے بڑھنے اور پھیلنے میں بہت مدد دیتا ہے جس سال بیماری زیادہ ہو نتیجتاً پھول گر جاتے ہیں، پھل کم لگتا ہے اور کچے پھل گر جاتے ہیں۔ پھول آنے سے پھل کی کچی حالت تک بیماری زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ اس وقت کیمیائی زہروں کے استعمال (چھڑکاؤ) سے پھل کو اس بیماری کے اثر سے بچایا جا سکتا ہے۔ پھل کو اتارنے کے بعد گودام میں رکھنے یا نقل و حرکت کے دوران گلنا سڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ پھل کی ابتدائی نشوونما میں بیماری کا اثر ہوتا ہے۔ پھل کے گلنے سڑنے سے اس کا اثر پھل کے پکنے کے قریب اور پھل کے اتارنے کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔

فنگس (FUNGUS) کی بیماریوں کے لئے بورڈو مکسچر بڑا مفید ہے۔ فلوریڈا میں اس پروگرام کے تحت سپرے کیا جاتا ہے۔

۱۔ پہلا سپرے اس وقت کیا جاتا ہے جب پہلا گچھا ہی کھلے، لیکن الگ الگ پھول کھلنے سے پہلے۔

۲۔ دوسرا سپرے پہلے کے سات دن بعد پھول کھلنے کے عرصہ کے دوران مزید چھڑکاؤ کی ہر سات دن کے بعد کے حساب سے سفارش کی جاتی ہے۔

۳۔ تیسرا سپرے پہلے کے چار ہفتہ بعد بشرطیکہ دوسرے سپرے کے بعد مزید چھڑکاؤ نہیں کیا گیا۔

۴۔ تیسرے سپرے کے تین سے چار ہفتوں کے بعد چوتھا سپرے کرنا۔

۵۔ پانچواں چھڑکاؤ چوتھے سپرے کے ایک ماہ بعد کریں۔

بورڈو مکسچر جو چونا اور نیلا تھوتھا اور پانی کا مرکب ہے ۶ : ۶ : ۶۰۰ سے تیار کر کے پودوں پر دوا پاشی کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔

آموں کی سفوفی پھپھوند

یہ بیماری اوڈیم مینجیفیرا (FUNGUS OIDIUM MANGIFERAE) کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس بیماری میں بکھرے ہوئے اور بے ڈھنگی شکل کے دھبے جن کے ساتھ آدھ انچ سے ایک انچ یا اس سے زیادہ ہوتا ہے نباتی ہے۔ جب پتے اور شگوفے بیماری

Marfat.com

سے متاثر ہوتے ہیں، تو پھول بننے سے پہلے ہی گر جاتے ہیں یا پورا پھل بننے سے پہلے ہی گر جاتے ہیں۔

اس بیماری پر قابو پانے کے لئے جب پھول خوب نکل رہے ہوں، اس کے پندرہ دن بعد بھی بورڈو مکسچر ۵ : ۵ : ۵۰ کا چھڑکاؤ بڑا مفید ہے۔

بدنما دھبے

یہ بیماری ایسینو مینجیفرا نامی پھپھوند سے پھیلتی ہے جو پتوں، شاخوں، پھولوں کے گچھوں اور پھلوں پر دھبے ڈال دیتی ہے۔ بعض اوقات سخت حبس والے اور پھپھوند کی علامتوں میں پہچان کرنا جس سے آم کا سوکا ہوتا ہے، بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر ریلے جو فلوریڈا میں اس بیماری کی تحقیق کر رہے ہیں اس بیماری کی علامات ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں "آم کے سوکے کی نسبت اس کے دھبے پتوں پر چھوٹے ہوتے ہیں۔ ننھے پتوں پر اس بیماری سے متاثرہ سطح بادامی یا سیاہی مائل ہوتی ہے۔ اور نیچے کی طرف سے بڑی نرم و نازک ہوتی ہے۔ بیماری کے زیادہ حملہ کی وجہ سے پتے چڑمڑ ہو جاتے ہیں۔ پرانے پتوں پر دھبے قدرے بڑے ہوتے ہیں جو رنگ میں بھورے ہوتے ہیں۔ ان دھبوں کے اردگرد باریک سیاہی مائل دائرہ ہوتا ہے اور اکثر درمیان سے خشک ہو کر بے ڈھب چھید ہی رہ جاتا ہے۔ بھورے رنگ کے بے ڈھب سا رنتنے کی چھال پر بن جاتے ہیں۔ ننھے پھلوں پر اس بیماری کے دھبے بھورے یا بادامی رنگ کے ہوتے ہیں جن کے گرد سیاہ نشان ہوتا ہے۔ جیسے جیسے پھل بڑا ہوتا ہے دھبے بھی بڑے ہو جاتے ہیں۔ جو درمیان سے ابھر کر خشک اور سخت ہو جاتے ہیں۔ پھلوں کے پکنے پر پھپھوندی سے بیماری کے ذرات (SPORES) بنتے ہیں۔ نمی کے موسم میں پھلوں کے اوپر نرم بادامی رنگ والے یا گلابی (PINK) رنگ کے ذرات کی تہہ بن جاتی ہے۔

بورڈو مکسچر یا دیگر کاپر سے پھپھوندی کے خلاف چھڑکاؤ آم کے دھبوں والی بیماری کے لئے مفید ہیں۔

پھل کا سڑنا

آم کے پھل کا ذخیرہ کرنے یا اس کے لانے اور لے جانے میں خراب ہونا متفرق

Marfat.com

بیماریوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اکثر اوقات پکے ہوئے پھل کا خراب ہونا آم کے سوکے کی بیماری کے پہلے سے موجود ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے

بورڈو کے سپرے سے آم کے سوکے کی بیماری سے نقصان، جو پھل توڑنے کے بعد گلنے سے ہوتا ہے، کافی حد تک کم ہو جاتا ہے۔

پھل کا استعمال

اس میں مختلف طبی فائدے بھی ہیں۔ اعضائے رئیسہ، آلات تنفس، گردے اور مثانے کو قوت پہنچاتا ہے۔ اور مقوی باہ بھی ہے۔ چہرے کے رنگ کو کھولتا، منہ کھولتا اور گندہ ذہنی کا دافع ہے۔ ٹٹی اور پیشاب بہ فراغت آتا ہے۔ کچے آم کی کیری پھلجلائی ہوئی کھلانا لو کے اثر کو زائل کرتا ہے۔ اس کی شاخوں اور پھوکوں کے جوشاندہ کا غرغرہ کرنا مسوڑھوں کو مضبوط کرتا اور درخت کی چھال کو جلا کر چھڑکنا خون بند کرتا ہے اور اس کے پتوں کو چلم میں تمباکو کے طور پہ پینے سے ہچکیاں رک جاتی ہیں۔

آم کی کاشت میں مشکلات اور ان کا حل!

آم کی کاشت کے سلسلے میں ہمارے علاقے کے اندر جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ بار آوری میں بے قاعدگی، آم کا ٹبور اور کچے پھل کا گرنا وغیرہ ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

بار آوری میں بے قاعدگی

صوبہ کے اس حصہ میں آم کے پودے بے قاعدگی سے پھل دیتے ہیں اور دو سرے سال کم۔ یہ شکایت عام طور پہ پودوں کی صحیح نگہداشت نہ کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے بعض اوقات پھولوں یا پھل گرنے کے ایام میں موسم کی خرابی کی وجہ سے پھل نہیں لگتا اور دوسرے سال پودے پر زیادہ فصل آجاتی ہے اس سے یہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

یہ بے قاعدگی دور کرنے کے لئے زمینداروں کو چاہئے کہ پودے کو شروع ہی سے باقاعدگی کے ساتھ کھاد دیتے رہیں۔ تاکہ پودے کمزور نہ ہو جائیں۔ لائل پور کے تجربات سے ظاہر ہوا ہے کہ آم کے پودے ایک سال پھول نکالتے ہیں اور اچھی فصل دیتے ہیں۔

Marfat.com

لیکن دوسرے سال صرف نشوونما کرتے ہیں اور پھول نہیں نکالتے ایسی کوئی تدبیر جس سے یہ دونوں عمل یکساں طور پر پودے میں واقع ہوں فائدہ مند رہ سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں زیادہ فصل والے سال میں اگر پھل کو چھدرا کر دیا جائے تو وہ بھی مفید رہتا ہے۔ اگر پودے زیادہ نشوونما کی طرف مائل ہوں اور پھل نہ دیتے ہوں تو انہیں بارآور کرنے کے لئے جڑوں کی کاٹ چھانٹ کرنی چاہئے یا پھر تنے کا چھلکا اتارنا چاہئے۔

آم کا ٹبور

آم کی کاشت میں یہ ایک بڑی رکاوٹ ہے کہ پھول ہر سال ناقص ہو جاتے ہیں اور پھل نہیں بناتے۔ کچھ عرصہ بعد پھول ایک سیاہ رنگ کا گچھا معلوم ہوتے ہیں۔ اس خرابی کا سدباب کرنے کے لئے مختلف تجربات ہو رہے ہیں لیکن ابھی تک یہ ثابت نہ ہو سکا کہ اس خرابی کی بنیادی وجہ کیا ہے۔

اس بیماری کا مختلف اقسام پر مقابلتاً اثر قبول کرنے کے لئے سابق صوبہ پنجاب میں ان اقسام کا جائزہ لیا گیا جس سے یہ پتہ چلا کہ لنگڑا، نیلم، کشن بھوگ اور کریلا اقسام میں مدافعت کی سب سے زیادہ صلاحیت موجود ہے اسی وجہ سے ان کی کاشت وسیع پیمانہ پر کرنی چاہئے۔

اس کے علاوہ پودوں کو طاقت ور رکھنے کے لئے ان کو ہر سال باقاعدگی سے کھاد ڈالنی چاہئے اور بیمار گچھوں کو موسم کے شروع ہی میں کاٹ کر جلا دینا چاہئے یا پھر گہرے گڑھے میں دبا دینا مفید ہے تاکہ بیماری نہ پھیل سکے۔

آم کے پھل کا قبل از وقت گرنا

بعض اوقات آم کا پھل کچا ہونے کی صورت میں گرنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ نقص عموماً لنگڑا قسم کے آموں میں پایا جاتا ہے۔ دسہری قسم میں یہ نقص نہیں ہوتا۔ لائل پور کے تجربات سے ظاہر ہوا ہے کہ جب اس پھل پر ایلفا نیفتھلین ایسٹک ایسڈ (۱۵ پی۔ پی۔ ایم ALPHA NAPHTHELENE ACETIC ACID) کا سپرے کیا جائے تو پھل کم گرتا ہے۔

Marfat.com

ترشاوہ پھل

تاریخی پس منظر اور علاقہ وار تقسیم

ترشاوہ پھل مثلاً مالٹا، نگنزہ، گریپ فروٹ، میٹھا، کاغذی لیموں، یورپین لیمن وغیرہ منطقہ حارہ کے نواحی علاقوں میں کاشت کئے جاتے ہیں۔ ان کی کاشت سطح سمندر سے دو ہزار پانچ سو فٹ کی بلندی تک ممکن ہے۔ اس سے زیادہ اونچائی پر چونکہ سردی زیادہ ہوتی ہے اس لئے ترشاوہ خاندان کے پھل اس سے زیادہ بلندی پر کاشت نہیں کئے جا سکتے۔ یہ پھل چین، جاپان، آسٹریلیا، ملایا، ہندوستان، پاکستان اسرائیل، لبنان، مصر، اٹلی، سپین، برٹش، جنوبی امریکہ، برازیل اور ریاستہائے متحدہ کی فلوریڈا اور کیلیفورنیا کی ریاستوں میں بکثرت پیدا کئے جا رہے ہیں۔

سب سے پہلے یہ پھل آسام اور کھاسیہ کی پہاڑیوں چین اور کوچین کے نواحی علاقوں میں پایا گیا۔ اِن علاقوں سے یہ پھل عرب اور پرتگالی تاجروں کی وساطت سے مشرقِ وسطیٰ، افریقہ اور امریکہ تک پہنچا۔ رقبہ اور پیداوار کے لحاظ سے ریاستہائے متحدہ امریکہ دنیا میں صفِ اوّل میں شمار ہوتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ، سپین، اٹلی آسٹریلیا اور اسرائیل کے لوگ یہ پھل اپنی ضرورت سے کہیں زیادہ پیدا کر رہے ہیں۔ اور دوسرے ممالک کو

Marfat.com

برآمد کر رہے ہیں۔

ویسے تو پاکستان میں ان پھلوں کی کاشت زمانہ قدیم سے ہوتی ہے۔ لیکن تجارتی پیمانے پر کاشت موجودہ صدی کے شروع سے کی گئی اور اس وقت سے ان پھلوں کا زیر کاشت رقبہ بتدریج بڑھ رہا ہے۔ اس وقت ان پھلوں کی کاشت وسیع رقبہ میں ہو رہی ہے۔ رقبہ اور پیداوار کے لحاظ سے ترشاوہ پھل آم کے بعد آتے ہیں۔ ترشاوہ پھلوں کی کاشت پچھلے سالوں میں زمینداروں کی حالت سدھارنے میں ممد و معاون ہوئی ہے۔ ایک ایکڑ مالٹا کے پودے ڈیڑھ دو ہزار تک آمدنی دیتے ہیں۔ سنگترہ، کنّوں اور فیوٹرل ارلی سے آمدنی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ زمینداروں نے ان اقسام کے ایک ایکڑ سے چار سے پانچ ہزار روپے تک آمدنی حاصل کی۔

ترشاوہ پھل کو غذائیت کے لحاظ سے ایک اہم درجہ حاصل ہے کیونکہ اس میں حیاتین ج کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حیاتین الف اور ب بھی موجود ہوتے ہیں۔ جو متعدد بیماریوں کو دور کرتے ہیں حیاتین ج کی کمی کے باعث مسوڑھوں سے خون نکلتا ہے۔ دانت کمزور ہو جاتے ہیں اور جوڑوں میں درد ظاہر ہوتا ہے۔ ترشاوہ پھلوں کے رس اور ان کی مصنوعات استعمال کرنے سے یہ بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ حیاتین ج، ب اور الف کے علاوہ ان میں چونا، فولاد اور فاسفورس بھی پایا جاتا ہے۔ ان پھلوں سے بیشتر مصنوعات مثلاً سکوئش، جیلی، مارملیڈ کینڈی، اچار، خوشبودار تیل اور لیموں کا ست (CITRIC ACID) تیار کئے جاتے ہیں جو ایک خاصی آمدنی کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

رقبہ اور پیداوار

پاکستان میں ترشاوہ پھلوں کی کاشت اس وقت تقریباً ۸۵۲۴۲ ایکڑ رقبہ میں ہو رہی ہے جو زیادہ تر سرگودھا، لاہور، ملتان، بہاولپور، راولپنڈی، خیرپور اور پشاور ڈویژنوں پر مشتمل ہے۔ آم کے بعد سب سے زیادہ رقبہ انہی پھلوں کے تحت ہے۔

مختلف ڈویژنوں میں پھلوں کے تحت رقبہ اور پیداوار حسب ذیل ہے۔

نام ڈویژن	رقبہ (ایکڑوں میں)	پیداوار (منوں میں)
۱۔ لاہور	۶۴۷۸	۵۲۷۴۴۱
۲۔ سرگودھا	۲۷۴۷۹	۲۸۱۲۹۹۸

Marfat.com

۳۔ ملتان	۲۲۶۷۳	۴۳۲۳۴۸۰
۴۔ بہاولپور	۱۱۴۰۸	۸۹۳۸۴۰
۵۔ راولپنڈی	۷۷۹۰	۷۲۹۲۰۴
۶۔ پشاور	۴۷۱۷	۴۳۶۹۵۰
۷۔ خیرپور	۲۴۸۷	۱۷۹۲۶۳
۸۔ حیدرآباد	۱۶۶۸	۸۱۹۸۸
۹۔ ڈیرہ اسماعیل خاں	۱۴۳	۹۷۱۶
۱۰۔ قبائلی علاقہ	۱۳۲۳	۱۹۱۷۹۰
کُل رقبہ:۔ ۸۵۲۴۲		پیداوار:۔ ۱۰۱۹۰۲۵۰ من

ترقی کے امکانات

جوں جوں ترشاوہ پھلوں کی کاشت ترقی پذیر ہے توں توں پھل ارزاں ہوتا جارہا ہے۔ مگر یہ کمی چند دنوں کے لئے ہوتی ہے۔ جب ضرورت سے زیادہ پھل منڈیوں میں آجاتا ہے۔ اگر یہی فالتو پھل ٹھنڈے گوداموں میں رکھا جائے اور بعد میں موقع کے مطابق منڈیوں میں لاکر فروخت کیا جائے تو کاشت کار اور خریدار دونوں کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ کاشت کار کو اس کے پھل کی معقول قیمت مِل سکے گی۔ اور خریدار کو واجبی قیمت پر پھل دستیاب ہو سکے گا۔ اِسی طرح بہت سا پھل ضائع ہونے سے بھی بچ جائے گا۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں مالٹا وغیرہ کی بڑی بڑی منڈیاں ہیں، ٹھنڈے گودام قائم کئے جائیں۔

ترشاوہ پھل کافی عرصہ تک رکھے جا سکتے ہیں۔ اِس لئے ان کی برآمد پاکستان کے ملحقہ ممالک کو جہاں اس کی مانگ ہے، کرنی چاہیئے۔ اس طرح نہ صرف ملک کی اقتصادی حالت بہتر ہوگی بلکہ ملکی زرِمبادلہ میں خاطرخواہ اضافہ ہوگا۔ اس کے علاوہ پھلوں کی مصنوعات بھی برآمد کی جا سکتی ہیں۔

آب وہوا

ترشاوہ پھل منطقہ حارہ کے اِرد گِرد کے علاقوں میں کاشت کئے جا سکتے ہیں ان کی کاشت سطح سمندر سے ۲۵۰۰ فٹ کی بلندی تک ممکن ہے۔ ان علاقوں میں جہاں پھل پکنے کے دوران بارش نہ ہو، اعلیٰ درجہ کا پھل حاصل ہوتا ہے۔ ان پھلوں کی کاشت کے لئے ایسے علاقے جہاں کا درجہ حرارت ۸۰ درجہ ف سے

Marfat.com

۱۰۰ درجہ ف ہو زیادہ موزوں ہوتے ہیں۔

سنگترہ مالٹے کی نسبت معتدل آب وہوا چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے پھل کو گرمی اور تیز ہواؤں سے بچانا چاہیئے۔ سنگترہ کی نئی قسم مثلاً کنوّں اور فیوٹرل اورلی گرم علاقوں میں بڑی کامیابی سے کاشت کی جارہی ہیں۔ گرمی کے موسم میں اگر درجہ حرارت ۱۱۵ درجہ ف سے بڑھ جائے تو پودوں اور پھل کی نشوونما رُک جاتی پتے اور پھل خشک ہوجاتے ہیں۔ گرم آب وہوا میں مالٹا کا پھل قدوقامت میں بڑا چھلکا موٹا اور خاصیّت میں گھٹیا ہوجاتا ہے۔ ایسے پھل کو زیادہ دیر رکھا بھی نہیں جاسکتا۔

موسم سرما میں جوان پودوں کو سردی اس وقت زیادہ نقصان پہنچاتی ہے جب بوجہ حرارت نقطۂ انجماد سے گر جائے اور یہ حالت کافی دیر تک رہے۔ ترشادہ پھلوں میں کاغذی لیموں پر کُہر کا سب سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔ کُہر کا مقابلہ سنگترہ، مالٹا، گریپ فروٹ، چکوترہ اور میٹھا علی الترتیب کر سکتے ہیں۔ پودے کی کُہر کا مقابلہ کرنے کی اہلیّت کا دارومدار اس کی صحت پر منحصر ہے۔ اس سلسلہ میں سٹاک کا موزوں انتخاب بھی کافی ممد ثابت ہوسکتا ہے۔ سہ برگہ جو ایک ترشادہ پت جھڑ پودا ہے، کُہر کا بڑی اچھی طرح مقابلہ کرسکتا ہے۔ سرد آب وہوا میں ترشادہ پھلوں کا سائز چھوٹا، چھلکا نرم اور باریک، کھٹاس اور مٹھاس (T.S.S) میں زیادتی ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ مالٹا بلڈ ریڈ میں سرخی اُس وقت تک نہیں آتی جب تک شدت کی سردی نہ پڑے۔

تیز ہوائیں بھی ترشادہ پھلوں کی کاشت میں کافی رکاوٹ پیدا کرتی ہیں۔ کیونکہ اس سے درختوں کی شاخیں ٹوٹ جاتی ہیں اور پودا کمزور ہوجاتا ہے۔

زمین

ترشادہ پھل مختلف قسم کی زمینوں میں کاشت کئے جاتے ہیں۔ مگر بہترین زمین وہ ہے جو زیادہ بھاری نہ ہو، میرا قسم کی زمین جس میں تھوڑی مقدار میں چونا بھی ہو بہتر تصور کی جاتی ہے۔ زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے زمین قدرے تیزابی ہو یعنی اس کی تیزابی قلوی (PH.VALUE) 5.5 سے 6.0 ہونی چاہیئے

ریتلی کنکر والی اور کلراٹھی زمین اس کی کاشت کے لئے موزوں نہیں۔ باغات لگانے سے کم از کم ۶ فٹ سے ۸ فٹ کی گہرائی تک زمین کی نچلی تہہ کا معائنہ کرنا ضروری ہے۔ اگر زمین کے نچلے حصہ میں کنکر، موٹی یا باریک ریت یا چکنی مٹی موجود نہ ہو تو زمین زیادہ موزوں ہوگی

Marfat.com

زمین کے بالائی ۲ فٹ کا مشاہدہ بہت ضروری ہے۔کیونکہ زمین سے خوراک حاصل کرنے والی درختوں کی جڑیں اسی حصہ زمین میں ہوتی ہیں اور یہ حصہ زمین بھی مذکورہ بالا نقائص سے پاک ہونی چاہیئے۔ لائل پور میں ترشاوہ پھل کے ایک درخت (جالندھری کھٹی) کی جڑوں کا مطالعہ کیا گیا اور حسب ذیل نتائج اخذ کیے گئے۔

۱۔ اصل جڑ کا کوئی مخصوص نظام نہیں ہوتا۔صرف دو یا تین جڑیں مشکل سے چھ فٹ کی گہرائی تک پہنچتی ہیں۔

۲۔ ترشاوہ پھل کے درخت کی جڑوں کے زیادہ سے زیادہ مؤثر حصے کا پھیلاؤ تنے کے اطراف ۱۲ فٹ کے نیم قطر میں اور زمین کے اندر دو فٹ کی گہرائی تک ہوتا ہے۔چھوٹی چھوٹی بے شمار جڑیں اور جڑ بال اس حصّے میں مرکوز ہوتے ہیں۔

۳۔ تانوی جڑیں اور چھوٹی چھوٹی جڑیں چمکدار اور لچکدار پائی گئیں۔اور ایک خلیہ جاتی جڑیں اور جڑ بال چھوٹک تھے اور زمین کی کھدائی میں بالکل مزاحم نہیں ہوتے۔

۴۔ چونکہ زیادہ تر جڑیں زمین سے دو فٹ اندر تک ہوتی ہیں اس لئے درخت کے اطراف ۱۲ فٹ کے نیم قطر میں گڑائی کرنا انتہائی ضروری ہے۔جہاں تک آبپاشی کی گہرائی کا تعلق ہے، تین یا چار انچ پانی جیسا کہ بالعموم دیا جاتا ہے۔کھاد ہمیشہ بارہ فٹ کے نیم قطر میں دینی چاہیئے۔ایک پودے اور دوسرے پودے میں زیادہ سے زیادہ فاصلہ ۲۴ فٹ کا ہونا چاہیئے۔

زمین کا انحصار اُس روٹ سٹاک (پودے کا زیریں حصہ) پر بھی ہے جس پر پودے پیوند کئے گئے ہوں مثلاً جٹی کھٹی روٹ سٹاک ریتلی میرا زمین پسند کرتا ہے جبکہ کھٹا بھاری گیلی زمینوں میں کامیاب ہے۔

افزائش نسل

ترشاوہ پھلوں کے پودے کی افزائش نسل بیج، قلم آداب اور چشمہ کے ذریعہ ہوتی ہے۔لیکن چشمے کا طریقہ زیادہ تر رائج ہے۔بیج سے پودے تیار کرنا آسان ہے۔مگر پودے صحیح النسل نہیں ہوتے جن پھلوں میں خاصیّت کو زیادہ فوقیت حاصل نہیں۔انہیں عام طور پر بیج ہی کے ذریعے پیدا کیا جاتا ہے۔اس خاندان میں کاغذی لیموں بیج سے پیدا کیا جاتا ہے۔اور اس طرح بہت سے روٹ سٹاک بذریعہ بیج ہی پیدا کئے جاتے ہیں۔ میٹھے اور لیمن کی افزائش نسل بذریعہ قلم ہوتی ہے مگر بذریعہ چشمہ پیدا کرنا زیادہ بہتر ہے۔بذریعہ چشمہ پودا تیار کرنے کے لئے صحیح روٹ سٹاک کا استعمال بہت ضروری ہے۔کیونکہ کسی ثمر دار درخت کا انحصار کافی حد تک اس کے روٹ سٹاک پر ہوتا ہے۔جس پر وہ پیوند کیا جاتا ہے۔اس لئے یہاں چند ایک روٹ سٹاک کا ذکر ضروری سمجھا جاتا ہے۔

Marfat.com

جٹی کھٹی

یہ سٹاک ترشادہ خاندان کے تمام پھلوں کے لئے خاص طور پر مالٹا بلڈ ریڈ کے لئے اچھا تصوّر کیا جاتا ہے اس پر پیوند کئے ہوئے پودے کافی حد تک خشک سالی اور بیماریوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور پودے جلدی قد آور ہو جاتے ہیں۔ اور پھل بھی اچھا ہوتا ہے۔ یہ سٹاک گیلی اور بھاری زمین میں کامیاب نہیں ہے۔

کھرنا کھٹا

یہ سٹاک ذخیرہ میں بہت جلد بڑھتا ہے۔ اور جلدی پیوند کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ مالٹا وینشیا ایپٹ اور گریپ فروٹ مارش سیڈلیس پر اس کے نتائج اچھے برآمد ہوئے ہیں۔ مالٹا بلڈ ریڈ کے لئے یہ سٹاک بالکل نامزد ہے

کھٹا

یہ سٹاک امریکہ میں بہت مستعمل ہے۔ یہ گیلی اور بھاری زمینوں میں کامیاب رہتا ہے۔ ہلکی ریتلی زمینوں میں اس کی بڑھوتری آہستہ ہوتی ہے۔ اس پر پیوند شدہ پودوں کا پھل اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ مگر مغربی پاکستان میں یہ صرف پشاور کے علاقہ میں بطور روٹ سٹاک استعمال ہوتا ہے۔ میدانی علاقوں میں یہ روٹ سٹاک کامیاب نہیں کیونکہ اس پر پیوند کئے پودے کچھ سال کے بعد ایک بیماری (TRISTIZA) کی وجہ سے مرنا شروع ہو جاتے ہیں۔

بیج نکالنا

ذخیرہ سٹاک کے لئے بیج بونے سے چار پانچ روز پیشتر نکالنے چاہئیں۔ اگر بیج نکالنے کے بعد انہیں جلدی کاشت نہ کیا جائے تو یہ خشک ہو جاتے ہیں اور قوت روئیدگی کم ہو جاتی ہے اور کامیابی کم ہوتی ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ بیج نکالنے کے چار پانچ روز بعد کاشت کئے جائیں۔ اگر ان کو کچھ دیر کے لئے محفوظ رکھنا ہو تو بھل، ریت یا پسے ہوئے کوئلہ میں رکھا جائے۔

نہری علاقوں میں روٹ سٹاک کے بیج ماہ اگست اور ستمبر میں بونے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ پھل سے بیج کو نکال کر راکھ کی مدد سے دھونا چاہیئے اور سائے میں خشک کر کے بجائی کرنی چاہیئے۔

بیج پٹریوں پر کاشت کرنے چاہئیں اور روزانہ فوارے سے پانی دینا چاہیئے۔ بیس اکیس روز کے بعد بیج اُگنا شروع کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

پودوں کا تبدیل کرنا

جب پودے چھ انچ کے ہوجائیں تو وہ تبدیل کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ تبدیل کرتے وقت کمزور پودوں کو ضائع کر دینا چاہیئے۔ صحت مند پودوں کے قد کے مطابق درجے بنا لینے چاہئیں اور پھر پودے کو کچھ اوپر سے کچھ بڑی جڑ کو نیچے سے کاٹ دینا چاہیئے تاکہ پودے کی جڑ اور کے حصے کا تناسب قائم رہے

پودے نکالنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ پٹریوں کو اچھی طرح پانی دیدیا جائے تاکہ پودے آسانی سے اُکھاڑے جاسکیں۔ جس پلاٹ میں یہ پود تبدیل کرنی ہو اس میں گوبر کی کھاد کافی مقدار میں ڈالنی چاہیئے۔ اور پود کو لائنوں میں مندرجہ ذیل فاصلے کے مطابق تبدیل کرنا چاہیئے۔

پودے سے پودے کا فاصلہ	۹ - انچ
قطار کا قطار سے فاصلہ	ایک فٹ اور دو فٹ

چھوٹی پود کو اکتوبر یا فروری یا مارچ میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ کھٹی تبدیل کرنے کے بعد پلاٹ کو فوراً پانی دے دینا چاہیئے۔ اور جب پودے جڑ پکڑ جائیں تو پلاٹ کو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھنا چاہیئے۔ یہ پودے تقریباً ایک سال کے بعد پیوند کے قابل ہوجاتے ہیں۔

پیوند کرنا

جب یہ پود پنسل کی موٹائی کے برابر ہوجائے تو یہ پیوند کے قابل ہوجاتی ہے۔ فروری، مارچ یا اگست، ستمبر میں جبکہ پودوں کا رس چل رہا ہو پیوند کرنا چاہیئے۔ اس عمل کے لئے ایسے درختوں سے چشمہ لینا چاہیئے جو کہ پھل کے لحاظ سے اچھے ہوں اور چشمہ ایسی شاخوں سے لینا چاہیئے جو تندرست، گول ہوں اور ان پر سفید دھاریاں نمایاں ہوں۔ چشمہ کسی حالت میں بھی نئی پھوٹ سے نہیں لینا چاہیئے۔

چشمہ بذریعہ T (ٹی) طریقہ سٹاک پر زمین سے ۹ انچ کی اونچائی پر چڑھایا جاتا ہے۔ سٹاک کے چھلکے کو چاقو سے اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ چونکہ چشمہ خود ہی اپنی جگہ بنالیتا ہے۔ اس کے بعد چشمہ کو سَن یا رفیہ گھاس سے باندھ دیا جاتا ہے۔ دس پندرہ روز کے بعد پیوند شدہ پودوں کو دوبارہ دیکھنا چاہیئے۔ اگر چشمہ سبز ہو تو اس سے دو انچ اوپر سٹاک کو کاٹ دینا چاہیئے۔ جب چشمہ پھوٹ جائے تو سَن وغیرہ کو کھول دینا چاہیئے ورنہ پھوٹ اچھی طرح اتارنی چاہیئے تاکہ پودا اچھی طرح بڑھ سکے۔ پیوند کے ایک سال بعد پودے باغ میں لگانے کے قابل ہوجاتے ہیں۔

Marfat.com

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر چشمہ کے ساتھ کانٹا پیوست ہوا ہو تو چشمہ کے نیچے سے لکڑی نہیں اتارنی چاہیئے۔ کیونکہ چشمہ زخمی ہو جاتا ہے۔ لیکن دوسری صورت میں لکڑی اتار دینی چاہیئے۔

بذریعہ قلم

ترشاوہ پھلوں میں بہت کم پودوں کی افزائش نسل بذریعہ قلم کی جاتی ہے۔ میٹھے اور یورپین لیمن کی قلمیں فروری مارچ میں لگائی جاتی ہیں۔ قلم ۹ سے ۱۲ انچ ایک سالہ لکڑی سے کاٹنی چاہیئے۔ اس میں احتیاط یہ ملحوظ رکھنی چاہیئے کہ قلم کا نچلہ حصہ چشمہ کے بالکل قریب سے گولائی کی صورت میں کاٹا گیا ہو اور اوپر کا حصہ آنکھ سے ایک سے ڈیڑھ انچ کے فاصلہ پر کاٹا جائے۔ پھر ان قلموں کو تیار شدہ زمین میں سوراخ کر کے ۲/۳ حصہ زمین کے اندر دبا دینا چاہیئے۔

افزائش بذریعہ داب

اس طریقے سے کاغذی لیموں اور یورپین لیمن کے درختوں کی افزائش نسل کی جاتی ہے۔ انگلی جتنی موٹی شاخ جو کہ عموماً ایک سالہ ہوتی ہے منتخب کرنی چاہیئے۔ اس موٹائی پر نصف انچ چوڑا چھلا اتارا جاتا ہے یا پھر شاخ کو موٹائی کے نصف تک چیرا دے کر اس میں ایک کنکر رکھ دیا جاتا ہے۔ اس حصہ کو گیلی مٹی میں دبا دیا جاتا ہے۔ شاخ کے دونوں طرف کھونٹے لگا دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ شاخ اوپر نہ اُٹھے دو تا اڑھائی ماہ کے بعد اس حصہ میں سے جڑیں نکل آئیں گی۔ اس وقت درخت کی طرف سے شاخ کو کاٹ دیا جاتا ہے اور پودے کو ذخیرے میں لگا دیا جاتا ہے۔ اگر شاخیں زمین کے نزدیک میسّر نہ ہوں تو یہ عمل گملوں میں بھی کیا جا سکتا ہے۔

داغ بیل

باغ لگانے کے لئے موزوں جگہ اور موقع محل تلاش کرنے کے بعد زمین پر ہل اور سہاگہ وغیرہ چلا کر تیار کر لی جائے۔ اور پھر مربع یا شش پہلو طریقہ سے داغ بیل کی جائے۔ ترشاوہ پھل دار درختوں کے درمیان عموماً ۲۲ سے ۲۵ فٹ فاصلہ رکھا جاتا ہے۔ اور اس فاصلے کے حساب سے ایک ایکڑ میں مربع طریقہ سے علی الترتیب ۹۰، ۶۹ اور شش پہلو طریقہ سے ۱۰۳ اور ۷۹ پودے لگتے ہیں۔ پودے فروری، مارچ اور ستمبر اکتوبر میں لگائے جاتے ہیں۔

پودے لگانے سے ایک ماہ پیشتر باغ کی داغ بیل کر کے 3×3×3 فٹ کے گڑھے کھود

Marfat.com

لینے چاہئیں۔ اوران کی اوپر والی ایک فٹ حصہ کی مٹی ایک طرف اور باقی دوسری طرف علیٰحدہ رکھی جائے۔ یہ گڑھے پلانٹنگ بورڈ (PLANTING BOARD) (تختہ شجرکاری) کی مدد سے کھودنے چاہئیں۔ پلانٹنگ بورڈ ایک لکڑی کا تختہ ہوتا ہے۔ جس کی لمبائی ساڑھے تین فٹ اور چوڑائی چار انچ ہوتی ہوتی ہے۔ اس کے درمیان میں ایک سوراخ ہوتا ہے۔ اور سروں پر تکون سی بنی ہوتی ہے۔ درمیانے سوراخ میں داغ بیل کی کیلی لگاکر بیرونی سروں پر دو کیلیاں گاڑ دی جاتی ہیں۔ اور درمیانی کیلی اکھاڑ لی جاتی ہے۔ گڑھا کھودتے وقت یہ احتیاط بھی رکھنی ضروری ہے کہ یہ دو کیلیاں نشانوں پر قائم رہیں۔

یہ گڑھے ۱۵ سے ۲۰ دن تک کھلے رہنے چاہئیں اور پھر گڑھوں کو ایک حصہ گوبر کی گلی سڑی کھاد ایک حصہ بھل اور ایک حصہ اوپر والے حصہ کی مٹی اچھی طرح ملاکر بھر دینا چاہیئے۔ گڑھے کی مٹی کی سطح زمین سے ۶۔ انچ اونچے ہونے چاہئیں اس کے بعد پانی دے دینا چاہیئے۔ وتر آنے پر پلانٹنگ بورڈ کی مدد سے پودوں کی اصلی جگہ جہاں کہ درمیانی سوراخ کی جگہ موجود ہوگا چی کے مطابق گڑھے کھود کر پودے کو اس میں رکھ کر چاروں طرف مٹی ڈال کر اچھی طرح سے دبا دیا جائے اور پودے کے تنے کے اردگرد مٹی چڑھا دی جائے اور آبپاشی کی جائے۔

پودے کو اسی اونچائی میں لگانا چاہیئے جتنا کہ وہ ذخیرہ میں لگا ہوا تھا۔ اگر نرسری سے پودا لاتے وقت اس کی چوٹی نہ کاٹی گئی ہو تو اس وقت کاٹ دینی چاہیئے۔ چھوٹے پودوں کو گرمی اور سردی سے بچانا ضروری ہے۔ کیونکہ ایسے پودوں پر گرمی اور سردی کا اثر زیادہ اور جلدی ہوتا ہے۔ اور پودے تھوڑی سی بے احتیاطی سے مرجاتے ہیں۔ ان کا بچاؤ مندرجہ ذیل طریقوں سے کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ پودوں پر سایہ کرنا۔

۲۔ پودوں کے تنوں پر بوری وغیرہ لپیٹنا۔

۳۔ پودوں کے تنوں پر سفیدی کرنا۔

۴۔ پودوں کی آبپاشی کا خاص خیال رکھنا۔

۵۔ پودوں کے جنوب مغرب میں جنتر کی باڑ لگانا۔

کاشتی عمل

پودے کو لگانے کے بعد ان کی نشوونما کے لئے زمین میں گوڈی کرنا، ہل چلانا، جڑی بوٹیوں کا

Marfat.com

تلف کرنا ، وقت پر پانی دینا ، کھاد دینا ، فصلوں کی کاشت اور پودوں کی کاٹ چھانٹ نہایت ضروری ہے اس لئے ان کا ذکر یہاں تفصیل سے کیا جاتا ہے

آبپاشی

پاکستان میں سال کے کافی حصہ میں موسم گرما رہتا ہے اور اسی دوران پھل پودوں پر لگا ہوتا ہے ۔ اس لئے ترشاوہ پودوں کی آبپاشی کا خاص خیال رکھنا چاہیئے ۔ گرمیوں میں دس بارہ دن اور سردیوں میں تین چار ہفتے کا وقفہ کافی ہے ۔ زیادہ آبپاشی بھی نقصان دہ ہے ۔ پھول آنے کے موسم میں آبپاشی کم کر دینی چاہیئے ۔ لیکن جونہی پھل لگ جائے آبپاشی شروع کر دینی چاہیئے ۔ ہر بار کھاد دینے کے بعد آبپاشی ضروری ہے ۔

آبپاشی کرتے وقت یہ احتیاط رکھنی چاہیئے کہ پانی درخت کے تنے سے نہ چھوئے ۔ اس مقصد کے لئے درخت کے تنے کے چاروں طرف ایک فٹ کی اونچائی تک مٹی چڑھا دینی چاہیئے ۔

کھاد

ثمردار درخت لمبی عمر ہونے کی وجہ سے زمین سے مسلسل خوراک حاصل کرتے رہتے ہیں ۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کی صحت وطاقت بحال رکھنے کے لئے ان کو باقاعدہ کھاد ڈالی جائے ۔ تجربات سے ظاہر ہوا ہے کہ ہماری زمینوں میں زیادہ تر نائٹروجن کی کمی ہے ۔ اس لئے صرف ایسی کھادوں کا استعمال کیا جائے جن میں نائٹروجن موجود ہو ۔ گوبر کی کھاد سب سے بہتر تصور کی جاتی ہے ۔ کیونکہ اس میں نائٹروجن کے علاوہ دوسرے اجزاء بھی پائے جاتے ہیں ۔ اس کا اثر دیرپا ہوتا ہے ۔ سبز کھاد کا اثر تمام زمینوں پر بہت اچھا ہوتا ہے اگر گوبر کی کھاد پوری مقداریں نہ مل سکے تو کیمیادی کھادوں کا استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ کیمیادی کھادیں زیادہ عرصے تک استعمال نہیں کرنی چاہئیں ۔ ورنہ پتے جلنا شروع ہو جاتے ہیں ۔ پاکستان کی زمینوں میں شورہ (pH 8.5) زیادہ ہونے کی وجہ سے بعض عناصر مثلاً لوہا اور جست درختوں کو حاصل نہیں ہوتے ۔ نیز بہت سے ترشاوہ خاندان کے باغات میں ان کی کمی محسوس کی جا رہی ہے ۔ اس لئے ان اجزاء کو بجائے زمین میں ڈالنے کے پتوں پر چھڑکا جاتا ہے ۔

عام طور پر لوہے کی کمی کے لئے آئرن سلفیٹ اور جست کی کمی کے لئے زنک سلفیٹ کا چھڑکاؤ کرنا چاہیئے ۔

Marfat.com

کھاد دینے کا گوشوارہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

درخت کی عمر	گوبر کی کھاد	ایمونیم سلفیٹ	گوبر کی کھاد + ایمونیم سلفیٹ
۱ سے ۳ سال	۱۰-۲۰ سیر	۲½ پونڈ (آدھ سیر)	۵-۱۰ سیر + ¼ پونڈ دو چھٹانک
۴ سال سے زائد	۳۰ سے ۴۰ سیر	۲½ سے ۳ پونڈ (سوا تا ڈیڑھ سیر)	۲۰ + ۱½ پونڈ (پون سیر

کھاد دینے کا وقت

گوبر کی کھاد پھول آنے سے ڈیڑھ دو ماہ پہلے یعنی دسمبر، جنوری میں دینی چاہیئے اور کیمیاوی کھادیں دو حصوں میں یعنی نصف پھول نکلنے سے تین ہفتے پہلے ماہ فروری میں اور دوسری نصف پھل بن جانے کے بعد ماہ اپریل میں دینی چاہیئے۔

کھاد ڈالنے کا طریقہ

پہلے درخت کے تنے کے اردگرد ۲½ فٹ تک مٹی چڑھا دی جاتی ہے اور پھر درخت کے پھیلاؤ تک گوڈی کر کے کھاد بکھیر دی جاتی ہے۔ اور پھر دوبارہ گوڈی کر کے پانی لگا دیا جاتا ہے۔ کیمیاوی کھادوں کی مقدار چونکہ کم ہوتی ہے اس لئے ان میں ہم وزن مٹی ملا کر چھٹا دینا چاہیئے۔

قلبہ رانی اور فصلوں کی کاشت

ترشاوہ ثمر دار درختوں کی باریک جڑیں زیادہ تر سطح زمین کے قریب رہتی ہیں۔ اور اکثر ہل چلانے میں ضائع ہو جاتی ہیں۔ لیکن نمی قائم رکھنے اور جڑی بوٹیوں کو ضائع کرنے کے لئے قلبہ رانی ضروری ہے

خالی زمینوں میں تقریباً ایک ماہ بعد قلبہ رانی کرنی چاہیئے اگر باغ میں فصلوں کی کاشت کی گئی ہو تو پودوں کے نیچے ہر مہینے کسّی کے ساتھ گوڈی کرنی چاہیئے تاکہ جڑی بوٹیاں تلف ہو جائیں اور پودوں کی جڑوں کو ہوا بیشتر آ سکے۔ باغات میں فصلیں کاشت کرنے سے نہ صرف زمیندار کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ زمین کی اندرونی حالت بھی بہتر ہو جاتی ہے۔ نیز جڑی بوٹیاں تلف ہو جاتی ہیں۔ یہ فصلیں درختوں کی قطاروں کے درمیان اگانی چاہئیں۔ احتیاط یہ رکھی جائے کہ درخت کے نیچے کافی جگہ خالی رہے تاکہ فصلیں درخت کی خوراک نہ استعمال کر لیں۔

Marfat.com

فصلوں میں کھاد، پانی اور گوڈی کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ بڑے شہروں کے نزدیک سبزیاں برسیم اور شفتل وغیرہ بہترین فصلیں ہیں۔ ذیل میں ربیع، خریف کی فصلیں جو باغات میں کاشت کی جا سکتی ہیں، دی جاتی ہیں۔

موسمِ ربیع

مٹر، شلغم، ٹماٹر، آلو، گوبھی، برسیم، لوسرن، شفتل، چنے

موسمِ خریف

ٹینڈا، کدّو، کریلا، پیاز، لہسن، مرچ، بھنڈی، مونگ، ماش، موٹھ، روانہہ، گوارا۔

کاٹ چھانٹ کرنا

ترشاوہ خاندان کے پھلدار درختوں پر پھل نئی اور پرانی دونوں شاخوں پر لگتا ہے۔ ترشاوہ خاندان کے پھلدار درختوں کی کانٹ چھانٹ کو تین مدارج میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ پہلی کاٹ چھانٹ درخت کو باغ میں لگانے کے فوراً بعد کی جاتی ہے۔ جبکہ پودے کا ۳/۱ حصہ چوٹی پر سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ تاکہ جڑوں اور پودے میں ایک خاص تناسب قائم ہو جائے۔ کیونکہ ذخیرہ سے پودا نکالتے وقت کافی جڑیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اور اگر چوٹی نہ کاٹی جائے تو پودے کے مرجانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

۲۔ دوسری کاٹ چھانٹ پودے کے پھل لانے کے وقت تک کی جاتی ہے۔ اس کاٹ چھانٹ کا مقصد درخت کی مناسب تشکیل ہے۔ شاخیں تنے کے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہونی چاہئیں۔ گرم علاقوں میں شاخیں زمین سے دو سے تین فٹ کے فاصلہ پر نکلنا شروع ہونی چاہئیں تاکہ تنا شاخوں سے چھپا رہے۔ ورنہ گرمی کی وجہ سے چھال پھٹنے اور اترنے کا خدشہ ہے۔ اس لئے پہلے دو تین سال درخت کا ڈھانچہ بنانے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ اور اسی تناسب سے کاٹ چھانٹ کرتے رہنا چاہیئے۔

۳۔ کانٹ چھانٹ کا تیسرا دور اس وقت شروع ہوتا ہے جب درخت پھل دینا شروع کر دے ترشاوہ خاندان کے درختوں کی کاٹ چھانٹ صرف اتنی ہونی چاہیئے کہ جنوری کے مہینے میں پرانی، بیمار، خشک اور ایسی شاخیں جو آپس میں الجھی ہوئی ہوں، نکال دی جائیں۔ کچے گلے

Marfat.com

(WATER-SPROUTS) بھی نکالتے رہنا چاہیئے۔

لیموں کے درختوں کی کاٹ چھانٹ کچھ زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ اگر ایسے درختوں کی کاٹ چھانٹ نہ کی جائے تو درخت بہت اونچے ہو جاتے ہیں اور پھل توڑنے میں دقّت پیش آتی ہے۔ کاٹ چھانٹ والی قینچی تیز ہونی چاہیئے اور ایک انچ سے موٹی کاٹی جانے والی شاخ پر بورڈو پیسٹ لگا دینی چاہیئے۔

پھول اور پھل

ترشاوہ خاندان کے درختوں میں پھول فروری کے آخر اور مارچ کے شروع میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ پھول جب درخت چار پانچ سال کی عمر کا ہوتا ہے، آنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس خاندان کے درختوں پر پھل لگنے میں کوئی دِقّت پیش نہیں آتی۔ پھول مکمل ہوتا ہے۔ سوائے میٹھے کے جس پر بہت بڑی تعداد میں صرف نر پھول ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے پھل کم لگتا ہے زیرگی کا عمل مکھیاں، کیڑے وغیرہ انجام دیتے ہیں۔ اپریل تک پھل لگنے کا عمل مکمل ہو جاتا ہے۔

ترشاوہ پھلوں کی اقسام

مالٹے کی اقسام

موسمبی

اِس کا پھل گول اور چھلکا کھردرا ہوتا ہے اور رنگ نارنجی زرد۔ یہ ایک اگیتی قسم ہے اور اِس کا پھل نومبر دسمبر میں پک جاتا ہے۔ اس پھل میں ترشی بہت کم ہوتی ہے۔ اس کے پیندے میں ایک گول دائرہ ہوتا ہے اور اس پر لمبائی کے رُخ دھاریاں ہوتی ہیں اس میں مٹھاس ۱۰۶۴ اور ترشی ۰۶۲۹ فی صد ہے۔ پیداوار ۳۵۰ پھل فی درخت ہے۔

پائن ایپل

اس کا پھل گول، رنگ گہرا نارنجی، چھلکا پتلا اور چمکیلا ہوتا ہے۔ بیز ذائقہ عمدہ ہوتا ہے۔ اس کے پھل میں بیج کافی تقریباً ۲۰ بیج فی پھل ہوتے ہیں۔ مٹھاس ۱۱۴۳ فی صد اور ترشی ۰۶۶۸ فی صد ہوتی ہے پیداوار بہت یعنی ۵۰۰ پھل فی درخت۔ یہ وسط موسم میں پکتا ہے۔

Marfat.com

جافا

یہ بھی ایک عمدہ قسم ہے ۔ اس کا پھل تقریباً لمبوترا ، چھلکا ہموار اور درمیانی موٹا ہوتا ہے ۔ رنگ نارنجی ۔ یہ قسم تمام اقسام سے زیادہ پیداوار دیتی ہے تقریباً ۵۵۰ پھل فی درخت اس میں ۱۴۶۸ فی صد مٹھاس اور ترشی ۰۶۶۶ فی صد ہوتی ہے ۔ یہ بھی وسط موسم میں پکنے والی قسم ہے ۔

بلڈ ریڈ

یہ قسم وسط موسم میں پکنے والی ہے ۔ اس کے چھلکے کا رنگ گہرا نارنجی ہوتا ہے جس پر سُرخ رنگ کے دھبے ہوتے ہیں ۔ اس کا چھلکا پتلا اور گودا سُرخ رنگ کا ہوتا ہے ۔ اِس پھل میں بیج کافی ہوتے ہیں (یعنی ۱۶ بیج فی پھل) اِس میں مٹھاس ۹۶۹۰ فی صد اور ترشی ۰۶۶۱ فی صد ہے ۔ پیداوار ۴۰۰ پھل فی درخت ہے ۔

ویلنشیالیٹ

اس کی جسامت درمیانی سے بڑی اور چھلکا چھوٹا ہوتا ہے ۔ اس میں بیج کی مقدار زیادہ نہیں ہوتی ۔ رنگ نارنجی ہوتا ہے ۔ یہ ایک پچھیتی قسم ہے اور مارچ میں پکتی ہے ۔ اس میں بیج بہت کم ہوتے ہیں ۔ اس میں مٹھاس ۸۶۸ فیصد اور ترشی ۰۶۸۴ فی صد ہوتی ہے ۔ پیداوار ۳۰۰ پھل فی درخت ہے ۔

واشنگٹن نیول

یہ امریکہ کی ایک نہایت مشہور قسم ہے ۔ اس میں بیج نہیں ہوتے ۔ مغربی پاکستان میں یہ قسم پشاور ڈویژن میں کامیاب ہے ۔ میدانی اضلاع میں اس کے پھل کی خاصیت اچھی نہیں رہتی ۔ پھل کا چھلکا موٹا اور جسامت بہت بڑھ جاتی ہے ۔

زوبی بلڈ

یہ بھی پشاور ڈویژن کی ایک عمدہ قسم ہے ۔ اِس کی جسامت چھوٹی ہوتی ہے ۔ چھلکا ہموار اور رنگ گہرا نارنجی ہوتا ہے ۔ اس پر سُرخ رنگ کے دھبے پائے جاتے ہیں ۔ خوشبو دار اور ذائقہ عمدہ ہوتا ہے ۔ مٹھاس ۹۶۲ اور ترشی ۰۶۴۶ فی صد ہوتی ہے ۔

Marfat.com

سنگترے کی اقسام

کینو

اس کا پھل گول چپٹا ہوتا ہے۔ سطح بہت ہموار اور چمکدار ہوتی ہے۔ جسامت درمیانی سے بڑی۔ چھلکا درمیانی بڑا، رنگ گہرا زرد، گودا بہت مزیدار اور گھلنے والا، بہت رسدار۔ یہ ایک پچھیتی قسم ہے۔ جو ماہ فروری میں پکتی ہے۔ مٹھاس ۱۴۶۰ فی صد اور ترشی ۱۶۱ فی صد ہوتی ہے۔ پیداوار ۵۰۰ پھل فی درخت ہے۔

فیوٹر لزارلی

اس کا پھل گول چپٹا، جسامت درمیانی، سطح ہموار اور رنگ سرخی مائل ہوتا ہے، چھلکا پتلا ہوتا ہے۔ یہ ایک اگیتی قسم ہے۔ پیداوار کافی تقریباً ۵۰۰ پھل فی درخت ہے۔ اس میں مٹھاس ۱۲۶۵ فیصد اور ترشی ۰۶۲۹ فی صد ہوتی ہے۔

گریپ فروٹ کی اقسام

مارش سیڈلیس

یہ گریپ فروٹ کی اچھی قسموں میں سے ایک ہے۔ اس کے اندر یا تو بیج بالکل نہیں ہوتے یا بہت کم ہوتے ہیں۔ رنگ ہلکا زرد، شکل کرہ نما، جسامت درمیانی۔ یہ قسم دسمبر اور جنوری میں پکتی ہے پیداوار ۳۰۰ پھل فی درخت ہے۔

فاسٹر

اس کی شکل گول، رنگ زرد اور جسامت درمیانی، اس کے گودے کا رنگ گلابی ہوتا ہے۔ چھلکے پر بھی گلابی رنگ کے دھبے ملتے ہیں۔ اس کے اندر بیج بہت ہوتے ہیں۔ تقریباً پچاس فی پھل پیداوار تقریباً ۲۵۰ پھل فی درخت ہے۔

ڈنکن

رنگ ہلکا زرد، سطح ہموار، شکل کرہ نما، جسامت درمیانی سے بڑی، بہت رس دار، بہت

Marfat.com

عمدہ ، بیج ۴۰ فی پھل ، پیداوار ۳۰۰ پھل فی درخت ۔ یہ قسم نومبر سے فروری تک پکتی ہے ۔

لیمن کی اقسام

یوریکا

پھل کا رنگ زرد ، سطح کچھ کھردری ، جس پر لمبی لمبی اُبھری ہوئی دھاریاں ہوتی ہیں ۔ شکل لمبوتری ، جسامت درمیانی ، بہت رس دار ، بیج ۴ ۔ ۵ عدد فی پھل ، پیداوار ۱½ من فی درخت مٹھاس ۶۸ ۰ فی صد اور ترشی ۴ ۶ ۴ فی صد ہوتی ہے ۔

لزبن

پھل کا رنگ زرد ، چھلکا ہموار اور پتلا ، شکل لمبوتری جس کے سرے پر بڑی اور نمایاں گھنڈی ہوتی ہے ۔ جسامت درمیانی ، بہت رس دار ، مٹھاس ۶۰ ۷ فیصد اور ترشی ۶۰ ۵ فیصد ہوتی ہے ۔

ولافرنکا

یہ قسم یوریکا لیمن سے بہت ملتی جلتی ہے ۔

میئر

رنگ ہلکا نارنجی ، سطح بہت ہموار ، بعض دفعہ ہلکی دھاریاں ہوتی ہیں ، شکل لمبوتری ، جسامت درمیانی اس کے سرے پہ ایک چھوٹی سی گھنڈی ہوتی ہے ۔ رس کافی ہوتا ہے ، ترشی درمیانی ۔

ترشاوہ پھلوں کا توڑنا ، بکسوں میں بند کرنا اور فروخت کرنا

قیامِ پاکستان کے وقت مغربی پاکستان میں پھلوں کے زیرِ کاشت رقبہ قلیل تھا جو کہ ہماری اپنی ضروریات کے لئے بہت ہی ناکافی تھا ۔ اُن دنوں مالکانِ باغات عام طور پر پھل پکنے سے پہلے درخت کے کچے پھل کو ہی ٹھیکہ دار کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے ۔ یہ طریق باغات کے مالک اور ٹھیکہ دار دونوں کے لئے بہت ہی قابلِ اطمینان ثابت ہوتا رہا ۔ اس لئے کہ انفرادی طور پہ باغات کا رقبہ قلیل تھا ۔ اور مالکان باغات اس کام کو اپنے کاروبار کا ضمنی شعبہ خیال کرتے تھے ۔ محکمہ زراعت کی انتھک کوششوں

Marfat.com

کے باعث نرشادہ پھلوں کی کاشت عام ہوگئی ہے اور گذشتہ چند سالوں میں نہری علاقوں میں نرشادہ پھلوں کا رقبہ بہت زیادہ بڑھ گیا ہے ۔ اب تجارتی نقطہ نگاہ کے پیش نظر وسیع و عریض رقبوں پر نرشادہ پھلوں کے باغات لگائے جاتے ہیں ۔ مالکانِ باغات اگر یہ پھل ٹھیکیدار کے ذریعہ فروخت کریں تو ان کو منافع کم ملتا ہے کیونکہ ٹھیکیدار بھی منافع میں شریک ہوتا ہے۔ مالکانِ باغات کو براہِ راست پھل منڈیوں میں فروخت کرنے کے لئے متعدد مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ ان کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں ۔

۱۔ پھلوں کو غلط طریقے سے توڑنا ۔

۲۔ مختلف اقسام کا آپس میں ملا دینا ۔

۳۔ پھلوں کی صفائی اور درجہ بندی نہ کرنا ۔

۴ ۔ پھلوں کو بوریوں یا بڑے ٹوکروں میں بند کرنا ۔

۵ ۔ ذرائع رسل و رسائل کی کمی ۔

ان تمام نقائص کو دور کرنے کے لئے مالکانِ باغات کو مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے ۔

پھلوں کا توڑنا

اہم ترین بات جسے یاد رکھنا چاہیئے یہ ہے کہ پھل کی اچھی حالت کا دارومدار زیادہ تر اس امر پر ہے کہ یہ کس طرح توڑا اور رکھا جاتا ہے۔ جو پھل بے احتیاطی سے توڑا جائے اور اسے سلیقہ یا صفائی سے نہ رکھا جائے تو یہ چند ہی دنوں میں سڑنا شروع ہو جائے گا ۔ اس لئے بہتر ہے کہ پھل کو قینچی کے ذریعے درخت سے کاٹا جائے ۔ اور ڈنڈی پھل کے برابر کاٹی جائے ۔ تاکہ وہ دوسرے پھلوں کو زخمی نہ کر دے پھل اتارنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اونچائی سے زمین پر نہ گرے کیونکہ وہ زخمی ہو جاتا ہے ۔ اس لئے پھل کو سیڑھی کی مدد سے کپڑے کی تھیلیوں میں رکھ کر نیچے اتارنا چاہیئے ۔ اس طرح اگر اس کے توڑنے اور رکھنے میں سلیقہ سے کام لیا جائے تو یہ کئی ہفتوں تک عمدہ حالت میں رہ سکتا ہے ۔ فضا جراثیم سے معمور ہوتی ہے اور اگر یہ جراثیم پھل میں داخل ہو جائیں تو گلنے اور سڑنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے ۔ لیکن اگر پھل کا چھلکا اچھی حالت میں رہے اور زخمی نہ ہو تو یہ جراثیم پھل کو نقصان نہیں پہنچا سکتے ۔ اس لئے

Marfat.com

یہ احتیاط رکھنی چاہیئے کہ پھل کو توڑنے کے عمل سے لے کر منڈی میں بیچنے تک کسی قسم کا زخم یا ضرب نہ پہنچے ورنہ پھل خراب ہو جائے گا۔

مختلف اقسام کا آپس میں ملا دینا

مختلف اقسام مختلف اوقات میں پکتی ہیں۔ اگر ان کے پھل کو ایک ہی وقت میں توڑا جائے تو ان میں بعض پھل کچے ہوں گے اور بعض پکے۔ اس لئے یہ پھل سستے داموں فروخت ہوں گے۔ مزید برآں ان پھلوں کی صحیح طور پر درجہ بندی بھی نہیں ہو سکے گی۔ اس لئے ان ان کو بکسوں میں بند کرنے میں بڑی دقت ہو گی۔ اس لئے کوشش کرنی چاہیئے کہ کسی قیمت پر مختلف اقسام کا پھل آپس میں نہ ملے۔

پھلوں کی صفائی اور درجہ بندی کرنا

اگر پھل گرد آلود ہو تو اسے خوشنما بنانے کے لئے کسی نرم کپڑے سے صاف کر لینا چاہیئے اور اگر چھلکے پر سیاہ یا خاکی رنگ کے متعدی داغ نظر آئیں (جیسا کہ بعض باغوں میں متعدی قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں) تو پھر پھل کو کسی ایسے حوض میں دھونا چاہیئے جس میں پانی کے سو گیلن (مٹی کے تیل والے قریباً پچیس کنستر) ہوں اور اس میں پوٹاشیم پرمنگانیٹ ڈیڑھ اونس ڈالا گیا ہو (یہ دوائی ہر انگریزی دوا فروش سے میسّر آسکتی ہے) پھل سے کسی نرم برش سے دھونے کے بعد اچھی طرح خشک کر لینا چاہیئے۔

یہ عمل کرنے کے بعد پھل کی درجہ بندی کرنی چاہیئے اور ہر درجہ کے پھل کو علیٰحدہ علیٰحدہ بکسوں یا ٹوکریوں میں بند کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس طرح پھل کی زیادہ قیمت ملتی ہے۔ اس لئے مختلف جسامت کے پھلوں کو کبھی اکٹھا نہیں بند کرنا چاہیئے۔ پھلوں کی درجہ بندی کرنے کے لئے لکڑی کا گریڈر (WOODEN GRADER) استعمال کرنا چاہیئے۔ اس میں مختلف سائز کے سوراخ ہوتے ہیں اور چھوٹے سوراخ کی طرف سے پھل کو بڑے سوراخ کی طرف چلایا جاتا ہے۔ ہر پھل اپنے اپنے سائز کے مطابق سوراخوں سے گرتا جاتا ہے۔ ہر سوراخ کے نیچے لکڑی کے بکس یا ٹوکریاں رکھ دی جاتی ہیں۔ تاکہ پھل ان میں گرتا رہے۔ جو پھل بہت بڑی جسامت کا ہو وہ کسی سوراخ میں نہیں گرتا اور وہ دوسری طرف سے باہر آجاتا ہے۔ ایسا پھل منڈی میں فروخت کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ ناقص ہوتا ہے۔ اور اس کی اچھی قیمت نہیں ملتی۔ ایسے پھل کو رس نکالنے یا شربت بنانے میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ گریڈر بڑی آسانی سے بنایا جا سکتا ہے۔ اس میں

Marfat.com

نیچے ایک لکڑی کا تختہ لگا ہوتا ہے۔ جس میں مناسب چوڑائی کے مختلف سوراخ کر دیئے جاتے ہیں تاکہ مختلف جسامتوں کے پھلوں کی درجہ بندی ہو سکے۔ اس تختے کے دونوں طرف دو چھوٹے چھوٹے تختے لگا دیئے جاتے ہیں تاکہ پھل باہر نہ گر جائے۔ ان تینوں تختوں کو دونوں طرف سے لکڑی کے چوکھٹے سے سہارا دیا جاتا ہے۔ تاکہ اسے استعمال کرتے وقت نیچے بکس یا ٹوکریاں رکھی جا سکیں۔ احتیاط یہ رکھیں کہ بڑے سوراخوں کی طرف کا چوکھٹا اونچائی میں چھوٹا ہو تاکہ پھل آسانی سے چلایا جا سکے۔ یہ گریڈر پندرہ روپے میں بڑی آسانی سے بنوایا جا سکتا ہے۔ اس کی تشکل نیچے ملاحظہ فرمائیں۔

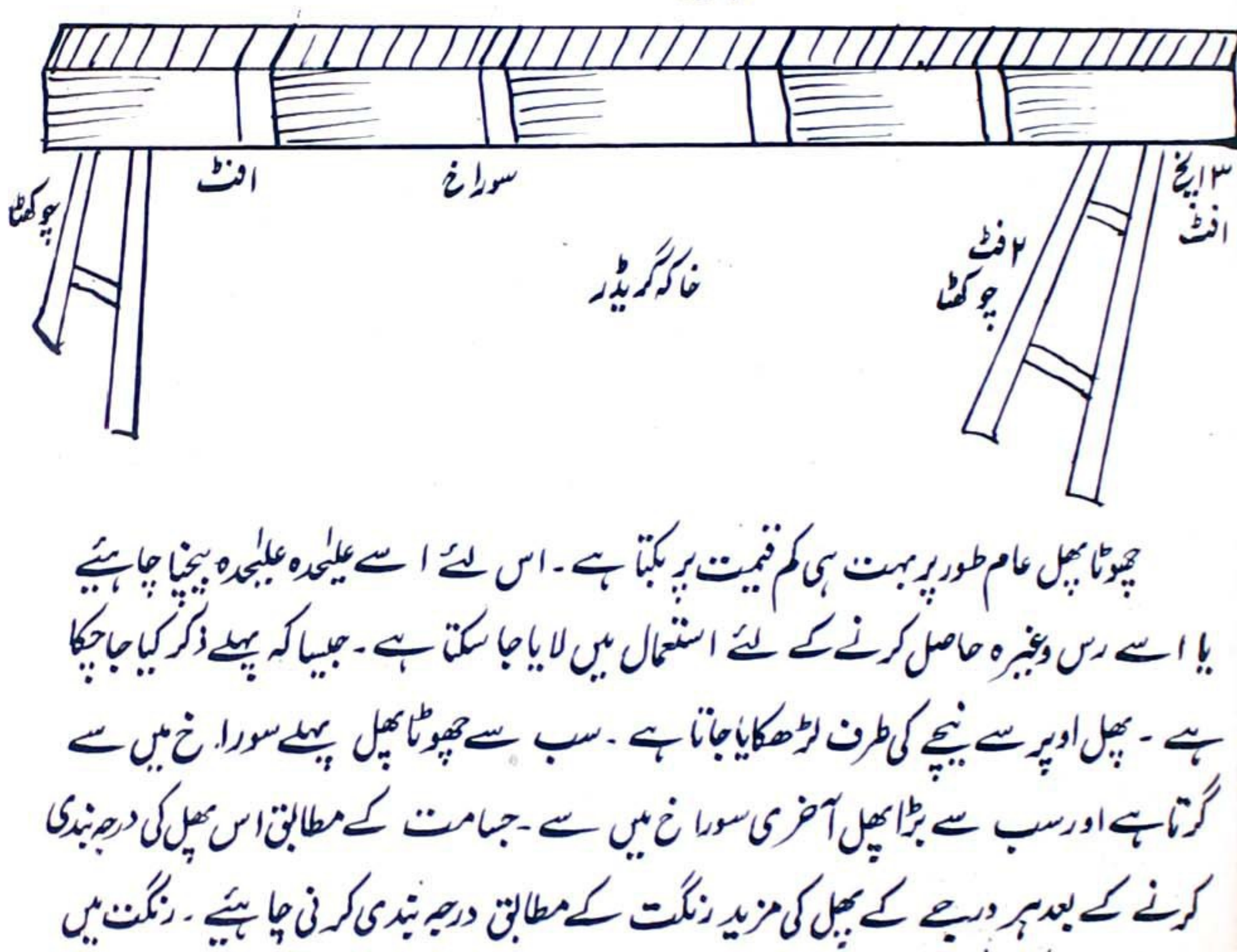

چھوٹا پھل عام طور پر بہت ہی کم قیمت پر بکتا ہے۔ اس لئے اسے علیٰحدہ علیٰحدہ بیچنا چاہیئے یا اسے رس وغیرہ حاصل کرنے کے لئے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ پھل اوپر سے نیچے کی طرف لڑھکایا جاتا ہے۔ سب سے چھوٹا پھل پہلے سوراخ میں سے گرتا ہے اور سب سے بڑا پھل آخری سوراخ میں سے۔ جسامت کے مطابق اس پھل کی درجہ بندی کرنے کے بعد ہر درجے کے پھل کی مزید رنگت کے مطابق درجہ بندی کرنی چاہیئے۔ رنگت میں اچھے چمکدار پھل کو علیٰحدہ درجہ دینا چاہیئے۔ اور پھر اس سے ہلکے رنگ کو دوسرا درجہ۔ جب پھلوں کی درجہ بندی مکمل ہو جائے تو ہر درجے کے پھل کے ہر دانے کو علیٰحدہ کاغذ میں لپیٹنا چاہیئے۔ اس عمل کی بدولت پھل دیر تک اپنی اصلی حالت پر قائم رہتا ہے۔ پھل کو بکس میں بھر دینے کے بعد اگر کوئی دانہ سڑنا شروع ہو جائے۔ تو دوسرے پھل پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس مقصد کے لئے معمولی پیکنگ کا کاغذ بہترین ثابت ہوا ہے۔

Marfat.com

پھل کو بکسوں میں بند کرنا

پھل کو بڑے بڑے ٹوکروں یا بوریوں میں بند کر کے بڑی بڑی منڈیوں میں بھیجنے والا طریقہ بڑا ہی نقصان دہ ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ اس سے نیچے والا پھل کافی خراب ہو جاتا ہے اور چوری ہو جانے کے بھی کافی امکانات ہوتے ہیں۔ اس لئے پھل کو چھوٹے چھوٹے مضبوط اور ہلکے بکسوں میں بند کر کے بھیجنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے پھل کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ پھل کو توڑنے کے فوراً بعد ہی بکسوں میں بند کر کے نہیں بھیج دینا چاہیئے۔ بلکہ اسے دو تین دن کے بعد بند کرنا چاہیئے یہ احتیاط اس لئے ہے کہ تازہ ٹوٹے ہوئے پھل کا چھلکا پانی سے بھرا ہوتا ہے اور اس کی سطح کے مسام (CELLS) اس قدر پھولے اور اُبھرے ہوتے ہیں کہ ذرا سا دباؤ یا بے احتیاطی سے چھلکے کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اگر پھل کو دو تین دن کے لئے گودام میں رکھ لیا جائے تو چھلکے میں رطوبت بہت کم رہ جاتی ہے۔ اور چھلکا کسی قدر چمڑے کی طرح ہو جاتا ہے۔ اور راستے میں اسے آسانی سے ضرر نہیں پہنچتا۔

پھل کو کاغذ میں لپیٹنے کے بعد مناسب بکسوں جن کی لمبائی دو فٹ، چوڑائی ایک فٹ اور اونچائی ایک فٹ ہو اور اس بکس کے درمیان سے عارضی طور پر مضبوطی کے لئے دو حصے کئے ہوئے ہوں، بند کر دینا چاہیئے۔ احتیاط یہ رکھیں کہ بکس کے اندر کوئی کیل یا زائد لکڑی نہ ہو جس سے پھل کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔

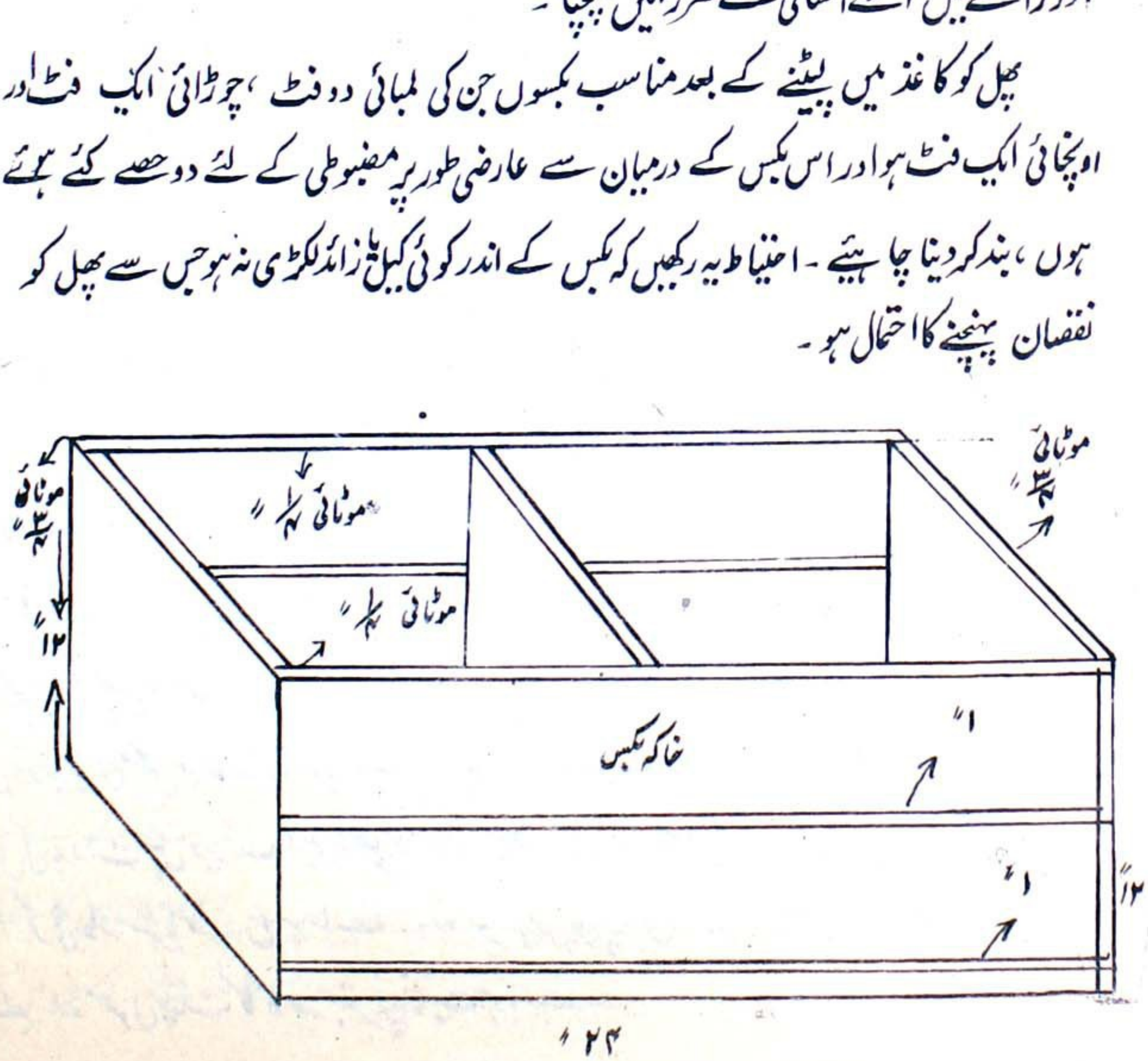

Marfat.com

یہ بکس معمولی قسم کی لکڑی سے تیار کیا جاتا ہے اور تقریباً دو روپے کی لاگت آتی ہے۔ اس کی تصویر نیچے دی جاتی ہے۔

نوٹ۔ سنگترہ کے لئے بکس کی اونچائی ۹ انچ ہونی چاہیئے۔

اِس بکس کے چاروں طرف ایک انچ چوڑا سوراخ (جھری) رکھا جاتا ہے تاکہ پھل کو ہوا لگتی رہے۔ اور پھل خراب نہ ہو جائے۔ بکس میں مختلف جسامتوں کے پھلوں کی تعداد اور تہیں درج ذیل ہیں۔

پھل کا قطر	پھل کی تعداد	تہوں کی تعداد	پھل بند کرنے کا طریقہ
۳/۴ اِنچ	۱۱۲	۴	تہہ نمبر ۱ و ۳ میں ۴ پھل، تہہ نمبر ۲، ۴ میں ۴ پھل
۳/۴ ۲ انچ	۲۰۰	۵	تہہ نمبر ۱، ۳، ۵ میں ۲۰ پھل، تہہ نمبر ۲، ۴ میں ۲۰ پھل
۱/۲ ۲ انچ	۲۲۶	۵	تہہ نمبر ۱، ۳، ۵ میں ۲۳ پھل
			تہہ نمبر ۲، ۴ میں ۲۲ پھل

پھل کو کاغذ میں لپیٹنے کے بعد اس کو بکس میں باقاعدہ تہوں میں رکھنا چاہیئے۔ پھل کو رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کی دو تہیں جو کہ بکس میں نیچے رکھی جائیں گی اس طریقے سے رکھنی چاہئیں کہ کاغذ کے سرے اوپر کی طرف آئیں۔ اور باقی والی تہوں کے کاغذ کے سرے نیچے کی طرف ہوں۔ پھل کو بکس سے ایک دو انچ اوپر تک بھر دینا چاہیئے۔ جو کہ بعد میں خود بخود بکس کی سطح کے برابر ہو جائیگا پھل کو اس طرح رکھیں کہ وہ آسانی سے ہلنے نہ پائے۔

پھل کے قطر کے مطابق مختلف ترتیبوں کے نقشے ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔

بکس میں مناسب ترتیب سے پھل بند کرنے کے بعد اس پر اِس قسم کا نام لکھ دینا چاہیئے باغات۔ اگر اپنی شہرت کو قائم رکھنا اور گاہکوں کے دلوں میں اپنے اعتبار کا سکہ جمانے چاہتے ہوں تو بکس میں صحیح جسامت اور رنگت کا پھل جو کہ ہر قسم کی بیماری وغیرہ سے پاک ہو، ڈالنا چاہیئے۔ اور ہر بکس پر ان کا نام و پتہ، پھل کا درجہ اور تعداد لکھنی چاہیئے اور یہ احتیاط رہے کہ پیکنگ اور لیبل لگانے کے معاملہ میں لاپرواہی نہ برتی جائے۔

Marfat.com

پھل کے قطر کے مطابق مختلف ترتیبوں کے نقشے

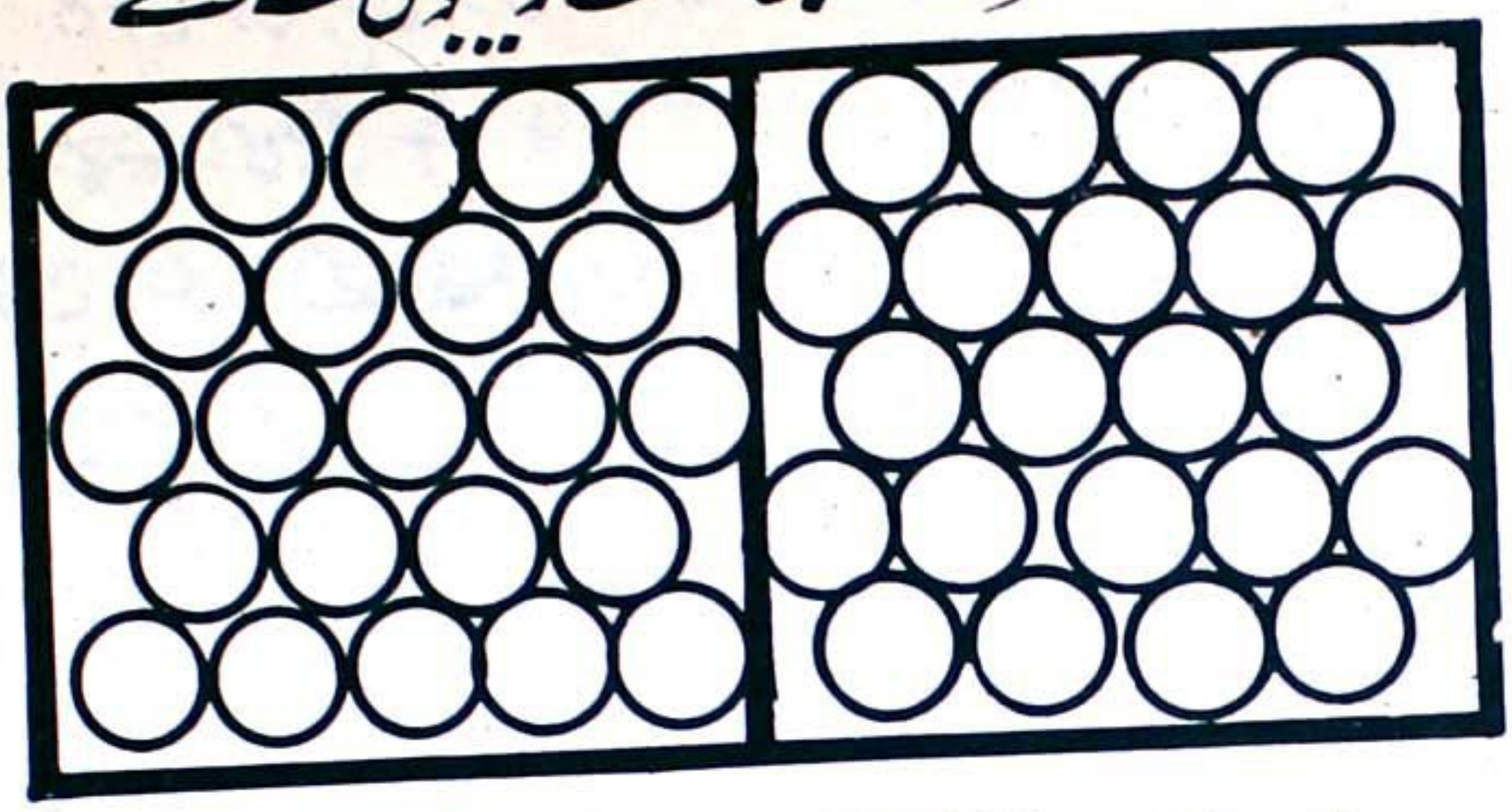

تعداد پھل = ۲۲۰۹ قطر = ۲ ۱/۲ انچ تعداد تہہ = ۵

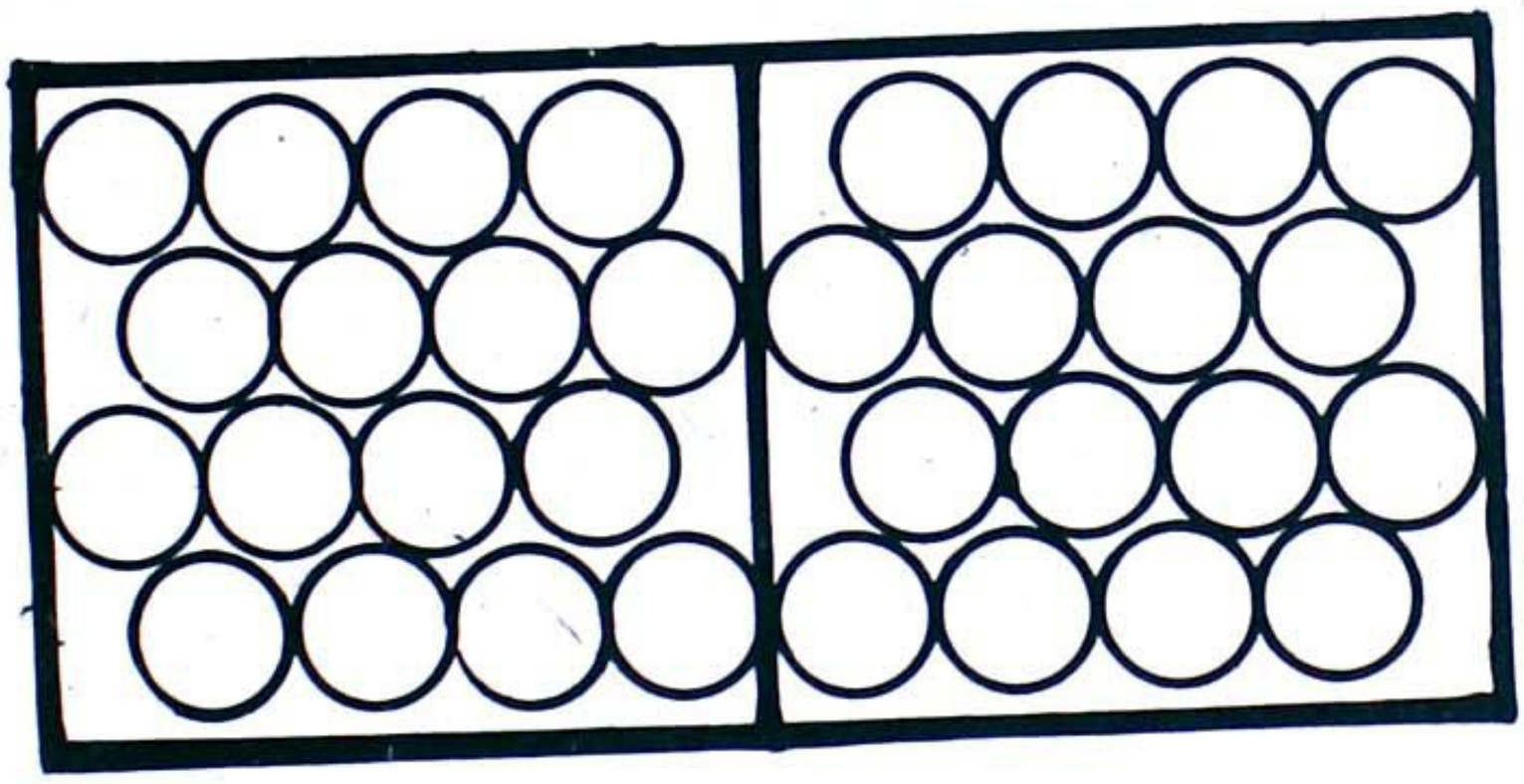

تعداد پھل = ۲۰۰ قطر = ۲ ۳/۴ انچ تعداد تہہ = ۵

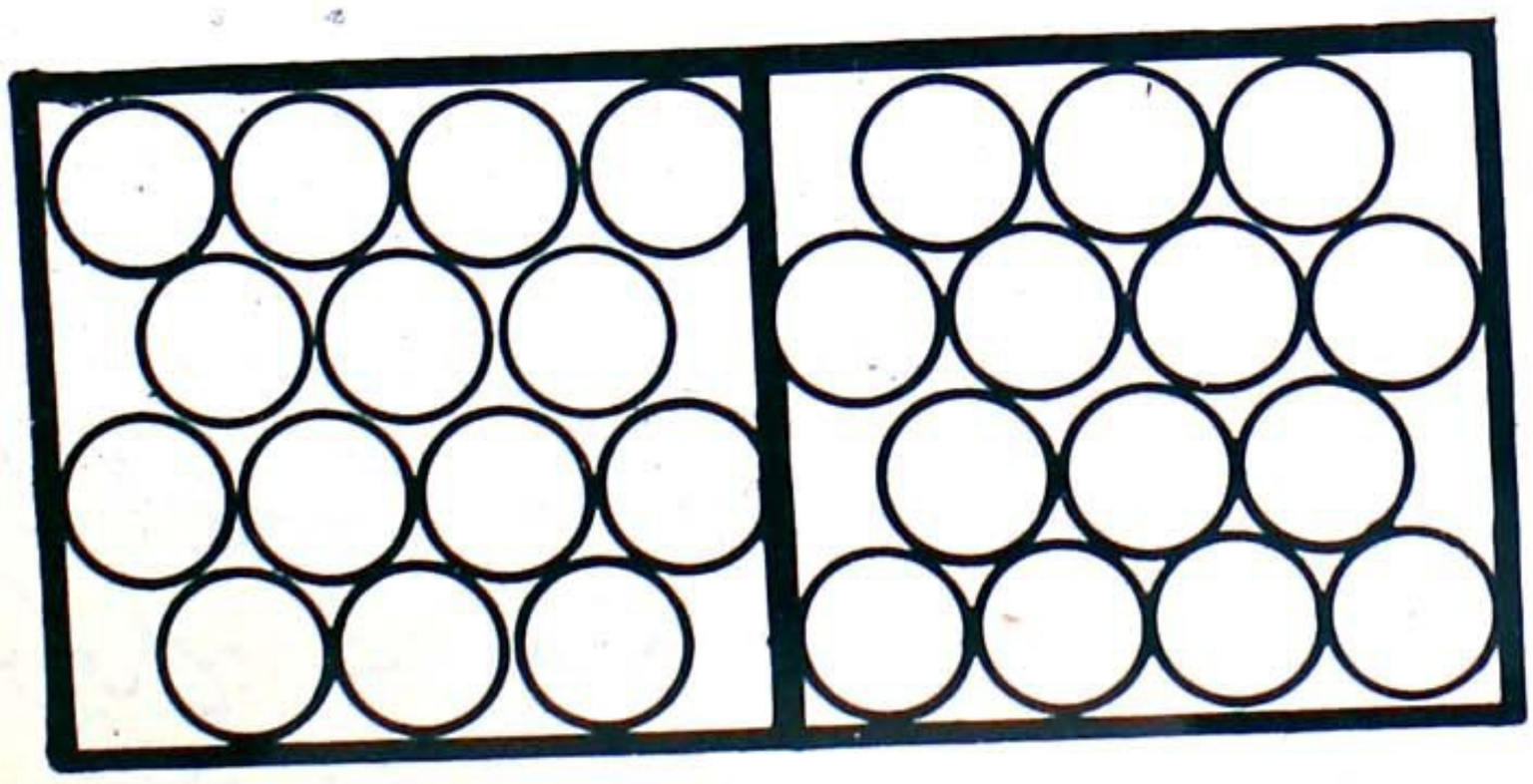

تعداد پھل = ۱۱۲ قطر = ۳ ۱/۴ انچ تعداد تہہ = ۴

Marfat.com

ہمارے صوبے مغربی پاکستان میں ترشاوہ پھل مثلاً مالٹا، گریپ فروٹ اور لیموں وغیرہ کافی مقدار میں پیدا ہو رہے ہیں۔ ملکی ترقی اور زرمبادلہ کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اس پھل کو بیرونی ممالک میں برآمد کریں۔ اس لئے ہمیں اعلیٰ اقسام کا عمدہ پھل باہر کے ممالک میں اچھے بکسوں میں اچھی طرح سے بند کر کے بھیجنا چاہیئے۔

مختلف ممالک مثلاً انگلینڈ، ہانگ کانگ، ملایا، سنگاپور، سیلون، نیوزی لینڈ، سعودی عرب لبنان، عراق، ایران، بحرین وغیرہ میں ہمارے ترشاوہ پھل کی کافی مانگ ہے۔ اس لئے ہمیں اپنا پھل ان ممالک میں بھیجنے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

ترشاوہ پھلوں کی مصنوعات

ہمارے ملک میں موسم سرما میں ترشاوہ پھل مثلاً مالٹا، سنگترہ، گریپ فروٹ، لیمن وغیرہ کثرت سے ہوتا ہے اور بہت ارزاں دستیاب ہو جاتا ہے۔ ویسے تو ہر شخص اپنی بساط کے مطابق ان پھلوں سے مستفید ہوتا ہے۔ مگر یہ بھی ضروری ہے کہ ان کا استعمال موسم گرما میں بھی کیا جائے جبکہ ان کی ضرورت شدت سے محسوس کی جاتی ہے اور وہ اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ان کو محفوظ کر لیا جائے۔ ویسے بھی پھلوں کی مصنوعات تیار کر کے انہیں فروخت کیا جائے تو ایک منافع بخش کاروبار کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ دوسرے ان پھلوں سے بنی ہوئی اشیاء بلحاظ خوراک نہایت اہم ہیں اور کئی ایک جسمانی بیماریوں کا علاج ہیں۔ اس بنا پر ترشاوہ پھلوں سے بہت سی مصنوعات تیار کی جاتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

مالٹے کا سکوئش

تندرست اور رسدار مالٹے لیکر خواہ وہ ترش ہی ہوں صاف پانی سے دھولیں اور ان کے اوپر سے چھلکا اتار کر رس نکالنے والی مشین کے ذریعے رس نکال کر ململ کے موٹے کپڑے سے چھان لیجئے اور گودہ پھینک دیجئے اور مندرجہ ذیل فارمولے کے حساب سے اشیاء لے کر سکوئش تیار کر لیجئے۔

Marfat.com

	گھریلو پیمانہ پر	تجارتی پیمانہ پر
۱۔ رس	۱۰ پونڈ ۵ سیر	۱۰۰ پونڈ
۲۔ کھانڈ	۷ پونڈ ۳½ سیر	۱۲۵ پونڈ
۳۔ پانی		۷۵ پونڈ
۴۔ سٹرک ایسڈ	۳ اونس ۲½ اچھٹانک	۵۲½ اونس
۵۔ پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ	۵ گرام	۳ اونس
۶ مالٹے کا رنگ (اورنج)	حسب ضرورت	حسب ضرورت

بنانے کا طریقہ

کھانڈ کو رس میں ملا لیجئے اور ساتھ ہی سٹرک ایسڈ شامل کر کے اچھی طرح سے حل کر لیجئے تجارتی پیمانہ میں پانی بھی ڈال دیجئے۔ اور پھر دوبارہ ململ کے کپڑے سے چھان کر مجوزہ مقدار پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ جو اوپر دی گئی ہے۔ صاف بوتل میں ڈال کر پانی ڈال لیجئے اور بوتل کو کارک لگا کر اچھی طرح حل کر کے تیار شدہ سکوئش میں ڈال دیجئے۔ اب اس کو اس طرح ہلا لیجئے کہ وہ اس میں اچھی طرح مل جائے۔ اب مالٹے کا رنگ پانی میں حل کر کے حسبِ خواہش اس میں ڈال کر سارے سکوئش میں ملا دیجئے۔ تاکہ تمام سکوئش کا رنگ ایک جیسا ہو جائے۔ اب سکوئش کو صاف اور خشک بوتلوں میں اتنا بھر دیجئے کہ سکوئش منہ اور گردن کے درمیان رہے۔ اس کے بعد صاف اور اچھے کارک لگا کر موم پگھلا کر بوتلوں کے منہ کے اوپر لگا دیجئے تاکہ اس میں ہوا داخل نہ ہو سکے۔ اب بوتلوں کو ٹھنڈی مگر خشک جگہ پر ذخیرہ کر لیجئے۔

لیمن سکوئش

موسم سرما میں پکے ہوئے لیمن لے کر ان سے رس نکالنے والی مشین سے رس نکال لیجئے اور ململ کے کپڑے یا ایلومینیم سے بنی ہوئی چھلنی سے چھان لیجئے اور مندرجہ ذیل نسخہ کے مطابق اشیاء لے کر سکوئش تیار کر لیجئے۔

رس	ایک پونڈ آدھ سیر
کھانڈ	۱½ پونڈ دس چھٹانک

Marfat.com

پانی	۳/۴ پونڈ	چھ چھٹانک
پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ	۱ گرام	

رس کھانڈ اور پانی کو اینملڈ بالٹی یا ایلومینیم کے برتن میں ڈال کر اچھی طرح ملا لیجئے۔ تاکہ کھانڈ اچھی طرح سے حل ہو جائے۔ اب ایک گرام پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ (محفوظ کرنے والی دوا) تقریباً ایک اونس پانی میں حل کر کے سکوئش میں ڈال کر اچھی طرح سے ملا دیجئے۔ اس کے بعد صاف اور جراثیم سے پاک بوتلوں میں (مالٹے کے سکوئش کی طرح) سکوئش کو بھر کر کارک وغیرہ لگا کر محفوظ کر لیجئے۔

لیمن بار لے سکوئش

جس طرح مؤخر الذکر میں رس نکالا گیا تھا۔ رس حاصل کر کے مندرجہ ذیل نسخہ کے مطابق سکوئش تیار کر لیجئے۔

۱۔ رس	۱ پونڈ	آدھ سیر
۲۔ کھانڈ	۲ ۱/۲ پونڈ	۱ ۱/۴ سیر
۳۔ جَو کا پانی	۱ پونڈ	ادھ سیر
۴۔ پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ	۱ گرام	

بنانے کا طریقہ

جو کا ایک پونڈ پانی تیار کرنے کے لئے ۸ گرام جو کا آٹا یا (بار لے پوڈر) لے کر تھوڑے تھوڑے سے پانی میں لئی سی بنا لیجئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ پانی ڈال کر ایک پونڈ پورا کر لیجئے۔

اب جو والے پانی کو آگ پر رکھ کر گرم کر لیجئے۔ اور آہستہ آہستہ ہلاتے بھی رہیئے تاکہ جو کا آٹا پتیلے کی نچلی تہہ پر نہ لگ جائے۔ جب پانی دس منٹ سُوں سُوں کرتا رہے۔ تو آگ سے اتار کر چھان لیں اور ٹھنڈا کر کے کھانڈ کو اس میں ڈال کر اچھی طرح سے حل کر کے ململ کے کپڑے میں سے چھان لیجئے۔ اور ایک گرام مندرجہ بالا فارمولا کے مطابق پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ تقریباً ایک اونس پانی حل کر کے اچھی طرح سے ملا دیجئے صاف اور خشک بوتلوں میں بھر کر کارک لگا کر موم کی تہہ جما دیجئے۔

Marfat.com

کاغذی لیموں کا صاف شفاف شربت

(لیمن کارڈیل)

کاغذی لیموں یا لیمن سے رس نکال کر ململ کے موٹے کپڑے سے چھان لیجیے اور ایک اونس پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ فی صد پونڈ رس کے حساب سے ملا کر شیشے کے کاربائے CARBOY میں ڈال کر منہ پر کارک اس طرح لگائیے کہ اس میں سے ہوا نہ خارج ہو سکے۔ اب رس کو تقریباً ایک ماہ تک پڑا رہنے دیجئے تاکہ گاڑھا حصہ نیچے بیٹھ جائے۔ ایک ماہ کے بعد صاف رس کو ربڑ کی نالی کے ذریعے نتھار لیجیے اور مندرجہ ذیل نسخہ کے مطابق سکوئش بنا لیجیے۔

		درمیانہ کھانڈ والا کارڈیل	زیادہ کھانڈ والا کارڈیل
۱۔	رس	۱ پونڈ آدھ سیر	۱ پونڈ آدھ سیر
۲۔	کھانڈ	۴ ½ ۱ پونڈ دس چھٹانک	۲ ½ ۲ پونڈ سوا سیر
۳۔	پانی	۱ پونڈ آدھ سیر	۳ اونس
۴۔	پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ	۱ گرام	۱ گرام

بنانے کا طریقہ

کھانڈ کو رس اور پانی میں حل کر کے پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ (جس طرح کہ پہلے سکوئش میں ڈالی گئی تھی) ڈال کر بوتلوں میں بھر کر مضبوطی کے ساتھ کارک لگا کر اور موم گرم کر کے جما دیجیے اور ٹھنڈی مگر خشک جگہ پر رکھ دیجیے۔

لیموں کا اچار

۱۔ اچھے، پختہ اور بیماریوں سے سبرا لیموں لے کر صاف پانی سے دھو لیجیے اور دو حصوں میں تقسیم کر لیجیے۔

۲۔ نصف پھل کو دو حصوں میں کاٹ کر مرتبان میں ڈال دیجیے اور باقی نصف پھل کا رس نچوڑ کر مرتبان میں ڈالتے جائیے۔ اس کے بعد نچوڑے ہوئے ٹکڑے بھی اس میں ڈال دیجیے۔

۳۔ اب ۳ سے ۴ چھٹانک نمک فی سیر پھل کے حساب سے پیس کر اور مرتبان میں ڈال کر چار، پانچ روز کے لئے دھوپ میں رکھئے اور کبھی کبھی مرتبان کو ہلاتے بھی رہیئے۔

Marfat.com

مالٹے کا مارملیڈ

مارملیڈ بنانے کے لئے دو حصہ مالٹوں میں ایک حصہ کھٹے بھی استعمال کئے جاتے ہیں کیونکہ کھٹے میں پیکٹین زیادہ ہوتی ہے اور مارملیڈ جلدی سیٹ ہو جاتا ہے بلکہ اعلیٰ قسم کا بھی ہوتا ہے۔ اس لئے دو حصوں میں مالٹے اور ایک حصہ کھٹے کا چھل لے کر کپڑے سے صاف کر کے اوپر سے چھلکا اس طرح اتار دیجئے کہ اس کے ساتھ سفید حصہ نہ اترنے پائے یہ عمل کرنے کے بعد چھل کو بڑے بڑے ٹکڑوں میں کاٹ کر ایسے پتیلہ یا دیگچہ میں رکھئے جس کا اثر پھانکوں میں شامل نہ ہونے پائے۔

ٹکڑوں میں پانی اس طرح ڈالئے کہ جس میں وہ ڈوب جائیں۔ اسے آگ پر رکھ کر تقریباً ۴۵ منٹ کے لئے پکنے دیجئے۔ کبھی کبھی لکڑی کی ڈوئی سے ہلاتے بھی رہیئے تاکہ وہ دیگچی کی تہہ پر نہ لگ جائے۔ اب آگ سے نکال کر موٹے کپڑے یا جیلی بیگ سے حل شدہ مادہ ان سے خود بخود نکلنے دیجئے۔ دبانے سے گندلہ مادہ نیچے آجاتا ہے۔ اور مارملیڈ اعلیٰ قسم کا نہیں بنتا۔ اب اس کو رات بھر پڑا رہنے دیجئے۔

دوسرے دِن اس کو نتھار لیجئے اور مندرجہ ذیل طریقہ سے اس کی پیکٹن معلوم کیجئے۔ ٹیسٹ ٹیوب میں ایک حصہ نتھارے ہوئے رس کا لے کر دو حصے مِتھیلیٹڈ سپرٹ ڈال کر پیکٹن کا ٹیسٹ کیجئے۔ اگر ٹیسٹ ٹیوب میں ایک لوتھڑا بنے تو اس میں برابر کی کھانڈ اور اگر دو یا تین لوتھڑے بنیں تو ۲/۳ حصہ کھانڈ ڈال کر آگ پر رکھ کر پہلے کھانڈ کو اچھی طرح حل کر لیجئے تاکہ وہ دیگچے کی نچلی تہہ پر نہ لگ جائے۔

قوام کو تیز آگ پر اس وقت تک پکنے دیجئے جب تک کہ اس کا درجہ حرارت ۲۱۸° F نہ ہو جائے۔ اس دوران اگر جھاگ وغیرہ اوپر آجائے تو اسے نکالتے جائیے۔ اور یا ایک باریک کاٹی ہوئی چھلکے کی قاش اس درجہ حرارت پر ڈال دیجئے۔ اس سے پہلے ان قاشوں کو دس منٹ تک ابلتے ہوئے پانی میں پکایا جاتا ہے۔ تاکہ کڑواپن دور ہو جائے۔

جب پکتے پکتے درجہ حرارت ۲۲۲° F ہو جائے یا ڈوئی میں پکتے ہوئے قوام کو ٹھنڈا کر کے نیچے گرائیں تو وہ ایک شیٹ کی صورت میں نیچے گرے تو اس وقت آنچ سے اتار لیجئے۔ جب اس کا درجہ حرارت ۱۸۰° F ہو جائے تو شیشے کے صاف اور خشک مرتبانوں یا جاروں میں بھر دیجئے

Marfat.com

اور ٹھنڈا ہونے پر ڈھکنے دے کر ٹھنڈی جگہ پر ذخیرہ کیجئے۔

مالٹے سنگترے کے چھلکوں سے خشک مربّہ تیار کرنا

۱۔ مالٹے وغیرہ کو دو حصوں میں کاٹ کر رس نکال لیجئے اور رس کو سکوئش بنانے میں استعمال کر لیجئے۔

۲۔ چھلکوں کے اندرونی ریشے نکال کر دھو لیجئے اور دو فیصد نمکین پانی میں رکھئے۔

۳۔ نمک کے پانی کی طاقت پر چوبیس گھنٹے کے بعد دو فیصد بڑھاتے جائیے حتیٰ کہ اس کی طاقت آٹھ فی صد ہو جائے۔

۴۔ چھلکوں کو اس نمک کے محلول میں سے نکال لیجئے اور تازہ ۸ فیصد نمک والا پانی تیار کر کے لکڑی کے برتن میں جس میں ۲ ۶ ۵ فیصد پوٹاشیم میٹا بائی سلفائیٹ بھی موجود ہو، سر بمہر کر کے ایک ماہ کے لئے پڑا رہنے دیجئے۔

۵۔ ایک ماہ کے بعد چھلکوں کو اس میں سے نکال کر دو تین مرتبہ صاف پانی سے دھو لیجئے اور پھر ۵ سے ۷ منٹ تک پانی میں اُبالیئے۔ اب ان چھلکوں پر ۳۰ فیصد والا شربت ڈالئے یہاں تک کہ تمام چھلکے ڈوب جائیں۔

۶۔ اس شربت میں ایک اونس لیموں کا ست (CITRIC ACID) ۲۵ پونڈ چھلکوں کے لئے ڈالئے۔

۷۔ ہر چوبیس گھنٹوں کے بعد کھانڈ کا شیرہ نکال کر اس میں ۵ فیصد کھانڈ کی کثافت بڑھا کر اور اُبال کر چھلکوں میں ڈالتے جائیے۔

۸۔ جب ۸ سے ۱۰ روز کے بعد کھانڈ کی کثافت ۷۰ سے ۷۵ فیصد ہو جائے تو اس وقت مزید کھانڈ نہ ڈالئے اور چھلکوں کو ایک ہفتے تک اس میں پڑا رہنے دیجئے۔

۹۔ چھلکوں کو گاڑھے شیرے میں سے نکال لیجئے اور زائد شیرہ بہہ جانے دیجئے۔ جب تمام شیرہ نکل جائے تو اس وقت ان چھلکوں کو سائے میں خشک کر لیجئے۔

گریپ فروٹ کو ڈبوں میں بند کرنا

۱۔ اعلیٰ قسم کا پھل خواہ اس کا سائز کیسا ہی ہو منتخب کریں۔

۲۔ اس پھل کو گرم پانی میں جس کا درجہ حرارت ۲۰۰ درجے فارن ہیٹ ہو ۴ سے ۵ منٹ تک

Marfat.com

رکھئے۔

۳۔ پھل کو چھیل کر اس کی پھانکیں علیٰحدہ کرلیں اور پھانکوں کے اوپر کا پتلا چھلکا ایک خاص قسم کے چاقو کی مدد سے علیٰحدہ کر دیجئے۔

۴۔ ان چھیلی ہوئی پھانکوں کو سفید ڈبوں میں بھر لیجئے اور اس میں اُبلتا ہوا ۴۰ فیصد والا کھانڈ کا شربت ڈالئے اور اوپر سے ڈبے کا ۱/۸ حصہ خالی رہنے دیجئے۔

۵۔ ان ڈبوں کو اُبلتے ہوئے پانی میں ۵ سے ۷ منٹ تک رکھ کر ہوا خارج کیجئے۔

۶۔ اب ان ڈبوں کے اوپر ڈھکنے رسیل کر کے ابلتے ہوئے پانی میں نصف گھنٹہ تک پاسچرائز (PASTEURIZE) کیجئے۔

درجہ حرارت اور مدّت جسمیں ترشاوہ پھل ٹھنڈے گوداموں کے اندر صحیح صورت میں رہ سکتا ہے

پھل کا نام	قسم	درجہ حرارت (ف)	ٹھنڈے گوداموں میں رکھنے کی مدت
مالٹا	بلڈ ریڈ	۳۶ - ۳۹ (ف)	۱۳ ہفتے
〃	ویلنشیا لیٹ	〃 — 〃 (ف)	۱۹ ہفتے
〃	دیسی	〃 — 〃 (ف)	۱۷ ہفتے
سنگترہ	ڈھیلے چھلکے والی اقسام	〃 — 〃 (ف)	۵ ہفتے
〃	کسے ہوئے چھلکے والی اقسام	〃 — 〃 (ف)	۱۹ ہفتے
لیمن	یورپین	۴۰ (ف)	۹ ہفتے
گریپ فروٹ	مارش سیڈلیس	۴۵ - ۴۸ (ف)	۱۳ ہفتے

ترشاوہ پھلوں کے نقصان رساں کیڑے اور بیماریاں اور اُن کا انسداد

چیڑی

یہ کیڑے پتوں سے رس چوس کر اس کو اپنے جسم سے گذارنے کے بعد تیل کی شکل میں پودے پر ڈال دیتے ہیں جس کا رنگ بعد میں سیاہی مائل ہو جاتا ہے اس کا انسداد ۴۵۶ پونڈ ڈائزینان (DIA-ZINAN) ۴۳۶ پونڈ انڈرین (ENDRIN) (جزو موثر ۲۰ فیصد) کو ۱۰۰ گیلن پانی میں گھول کر پودوں

Marfat.com

پر سپرے کرنے سے ہو سکتا ہے۔ یہ خیال رکھا جائے کہ جب پودوں پر پھول ہوں تو سپرے نہ کیا جائے۔

سنگنز مالٹے کا تیلہ

یہ کیڑا پودوں کا رس چوستا ہے جس کی وجہ سے تازہ کونپلیں اور پھول سوکھ جاتے ہیں۔ اس کیڑے کی روک تھام کے لئے ۱۰۰ گیلن پانی میں ۲ ۳/۴ اونس انڈرین یا ۸ اونس ڈائزینان ڈال کر پودے پر سپرے کیجئے۔ یہ سپرے کرنے کا موزوں وقت موسم بہار میں پھل لگنے کے بعد ہے

لیف مائنر

یہ کیڑا پتوں پر حملہ کرتا ہے جس کی وجہ سے پتے چڑ مڑ ہو کر خشک ہو جاتے ہیں۔ اس کی سونڈیاں پتوں اور نازک شاخوں میں سفید رنگ کی لکیریں سی بنا دیتی ہیں۔ اس کے علاج کے لئے ۰.۶۵ پونڈ میٹاسسٹاکس یا ۰.۶۵ پونڈ انڈرین ۱۰۰ گیلن پانی میں ملا کر سپرے کیجئے۔ یہ احتیاط رکھی جائے کہ پھولوں کے موسم میں سپرے نہ کیا جائے۔

مالٹے کا سرطان

یہ بیماری پتوں، ٹہنیوں اور پھل پر حملہ کرتی ہے۔ حملہ شدہ حصوں پر زرد نشانات نظر آتے ہیں اور پھل کی شکل خراب ہو جاتی ہے۔ اس کے علاج کے لئے بورڈو مکسچر ۵۰ : ۵ : ۵ یا دو پونڈ پیری ناکس ۱۰۰ گیلن پانی میں ملا کر سپرے کریں۔ سپرے کا مناسب وقت جنوری، مئی اور ستمبر کے مہینے ہیں۔

مالٹے کا سوکا

پہلے پودوں کی اوپر کی ٹہنیاں سوکھنی شروع ہو جاتی ہیں اور بعد میں ان پر کالے سے نشانات نظر آتے ہیں۔ اس کی روک تھام کے لئے پہلے سوکھی ٹہنیاں کاٹ دیجئے۔ بعد میں بورڈو مکسچر سے سپرے کیجئے۔ سپرے کے لئے مناسب وقت جنوری، مئی اور ستمبر ہے۔

پنیری کا مرجھاؤ

اس بیماری سے پنیری کے پودے سوکھ جاتے ہیں۔ سب سے پہلے چھوٹے پودے سوکھتے ہیں۔ اس بیماری سے چھٹکارا پانے کے لئے زمین کو کاشت کرنے سے پہلے فارم لین ڈال کر جراثیم سے پاک کر لیجئے اور بیج بونے سے پہلے بیج پر ڈائی ایلڈرین بحساب ۲ اونس فی پونڈ بیج لگائیے۔

Marfat.com

مالٹے کا پیلاپن

پودا بڑھنا بند ہو جاتا ہے اور پتوں پر زرد نشانات رونما ہوتے ہیں - اس سے نجات پانے کے لئے گوبر کی کھاد ڈالنا اور زنک سلفیٹ اور فیرس سلفیٹ کا سپرے بحساب ۲ پونڈ .. اگیلن پانی میں ڈال کرنا مفید ہے۔ ستمبر اور اکتوبر کے مہینوں میں سپرے کرنا مناسب ہوگا - کھاد دسمبر اور جنوری میں ڈالی جانی چاہیئے۔

ترشاوہ پھلوں کی کاشت کا ماہانہ پروگرام

جنوری

پودے لگانے کے لئے زمین تیار کیجئے۔ باغ کی داغ بیل ڈالئے۔ دیسی کھاد ڈالئے۔ روٹ سٹاک تیار کرنے کے لئے زمین تیار کر لیجئے۔ روٹ سٹاک کا پھل بیج نکالنے کے لئے توڑ لیجئے درمیانی اقسام کی برداشت کیجئے۔ سوکھی بیمار اور مردہ شاخوں کو کاٹئے۔ مالٹے کے تیلے، مالٹے سنگترے کے سوکھے اور سرطان کے خلاف سپرے کیجئے۔

فروری

گڑھوں کو بھریئے، پودوں کو باغ میں لگائیے۔ ایمونیم سلفیٹ کی نصف مقدار ڈالئے۔ روٹ سٹاک کے بیج بونے کے لئے کیاریاں تیار کیجئے۔ روٹ سٹاک کے بیج بوئیے۔ مٹھے کی قلمیں تیار کیجئے۔ کھٹی کی پنیری کو نرسری میں منتقل کیجئے۔ روٹ سٹاک کے پودوں پر چشمہ چڑھائیے درمیانی اقسام کی برداشت کیجئے۔ ستمبر اور اکتوبر میں پیوند کئے ہوئے پودوں کو پیوندی جگہ سے تین انچ اوپر سے کاٹئے۔ برسیم کو باغ میں دبائیے۔ کاغذی لیموں اور یورپین لیموں کی داب تیار کیجئے ترشاوہ پھلوں کے تیلے، سوکھا اور سرطان کے خلاف سپرے کیجئے۔

مارچ

پہلے عشرہ میں پودوں کو باغ میں لگائیے۔ مٹھے کی قلمیں لگائیے۔ روٹ سٹاک کے چھوٹے پودوں کو نرسری میں منتقل کیجئے۔ روٹ سٹاک کے پودوں پر ٹی (T) نما چشم چڑھائیے پچھیتی اقسام کی برداشت کیجئے۔

Marfat.com

اپریل

پیوندی پودوں پر سے پھوٹ توڑ دیجئے۔ چشم پر باندھے ہوئے دھاگے کو ڈھیلا کیجئے۔ پیوندی پودوں کو پیوندی جگہ سے تین انچ اوپر سے کاٹ دیجئے۔ پچھیتی اقسام کی برداشت کیجئے۔ امونیم سلفیٹ کی دوسری مقدار ڈالئے۔ پودوں کو گرمی سے بچانے کے لئے انتظام کیجئے۔ پودوں کے تنوں پر سفیدی کیجئے۔ مالٹے کے سوکھے اور سرطان کے خلاف سپرے کیجئے۔

مئی

گرمی سے حفاظت کے لئے پودوں کے تنوں پر سفیدی کیجئے۔ آبپاشی کا خاص خیال رکھئے کامیاب پیوندی پودوں کے شگوفے توڑتے رہیئے۔ سبز کھاد والی فصلیں کاشت کیجئے۔

جون

پیوندی پودوں کے شگوفے توڑتے رہیئے۔ آبپاشی، نلائی اور جڑی بوٹی کی تلفی کا خاص خیال رکھئے مالٹے کے سوکھے اور سرطان کے خلاف سپرے کیجئے۔ کاغذی لیموں کی داہیں علیحدہ کیجئے۔

جولائی۔

کاغذی لیموں کی داہیں علیحدہ کیجئے۔ کاغذی لیموں کی فصل برداشت کیجئے۔ پھل کی مکھیوں اور سٹرس لیف مائنر کے خلاف سپرے کیجئے۔

اگست

باغ لگانے کے لئے زمین تیار کیجئے، باغ کی داغ بیل ڈالئے اور گڑھے کھود دیئے۔ کاغذی لیموں کی داہیں لگائیے۔ میٹھے اور کاغذی لیموں کی فصل برداشت کیجئے۔ روٹ سٹاک پر چشمہ چڑھائیے روک سٹاک کے بیج بوئیے۔

ستمبر

روٹ سٹاک کے بیج بوئیے۔ روٹ سٹاک کے چھوٹے پودوں کو باغ میں منتقل کیجئے۔ میٹھے کی فصل برداشت کیجئے۔ روٹ سٹاک پر چشمہ چڑھائیے۔ باغ میں پودے لگائیے۔ مالٹے کے سوکھے اور سرطان کے خلاف سپرے کیجئے۔ سبز کھاد کے لئے برسیم اور دوسری پھلی دار فصلیں کاشت کیجئے۔

Marfat.com

اکتوبر

میٹھے کی فصل کی برداشت کیجئے۔ پہلے عشرہ میں روٹ سٹاک پر چشمہ چڑھائیے، پھلی دار فصل بوئیے۔

نومبر

چھوٹے پودوں کو کورے سے بچانے کا انتظام کیجئے۔ اگیتی اور درمیانی اقسام کی برداشت کیجئے

دسمبر

نرسری کے چھوٹے پودوں کو کورے سے بچانے کا انتظام کیجئے پودوں کو گوبر کی کھاد دیجئے درمیانی اقسام کی برداشت کیجئے۔

Marfat.com

Marfat.com

کیلا

تاریخ

مشہور ہے کہ کیلا پہلے پہل جزیرہ نما ملایا اس کے آس پاس بنگلہ دیش کے مرطوب جنگلوں میں خودرو پودے کی صورت میں پایا گیا۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی افزائش دنیا کے دوسرے گرم مرطوب علاقوں میں کی گئی۔ اب کیلے کی کاشت دنیا کے دوسرے ملکوں میں فروغ پا چکی ہے۔ جن میں میکسیکو، گوئٹے مالا، برازیل، کوسٹاریکا، برٹش ہنڈوراس، ویسٹ انڈیز، انڈونیشیا، ویت نام، ہندوستان، ملایا، جنوبی اور مشرقی افریقہ، نیوزی لینڈ، سپین، اٹلی اور پرتگال قابل ذکر ہیں۔

گوئٹے مالا میں یونائیٹڈ فروٹ کمپنی کے زیر اہتمام کیلے کی کاشت بڑے وسیع پیمانے پر ہوتی ہے اس کمپنی کے تحت ایک لاکھ پچیس ہزار ایکڑ رقبہ پر کیلا لگایا گیا ہے۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی کیلا کاشت کرنے والی کمپنی ہے جس کی اپنی ریل کیلے کے باغات میں پھیلی ہوئی ہے اور اس کے پاس ہوائی جہازوں کا ایک ایسا بیڑا ہے جو کیلے کی درآمد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

رقبہ اور پیداوار

پاکستان کے پھلوں میں کیلا کوئی نمایاں حیثیت نہیں رکھتا۔ ایک اندازے کے مطابق

Marfat.com

پاکستان میں ابھی یہ پھل بہت کمیاب ہے۔ پاکستان میں رقبہ اور پیداوار کا تخمینہ درج ہے:۔

علاقہ	رقبہ ایکڑوں میں	پیداوار منوں میں
پاکستان	۷۲۱۹	۲۶۶۸۷۰۳

پاکستان میں صبرائی (بہری چھال)، کیلا، جنوبی مغربی سندھ مثلاً حیدر آباد، میر پور خاص اور خیر پور ڈویژن میں کامیابی کے ساتھ کاشت کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ متفرق دیسی اقسام بھی کاشت کی جاتی ہیں۔

ہنڈوراس (HONDURAS) گوئٹے مالا (GUATEMALA) کوسٹاریکا (COSTA RICA) میکسیکو (MAXICO) نکاراگوا (NICARAGUA) اور کیوبا (CUBA) دنیا کے سب سے بڑے کیلے کی درآمد کرنے والے ملک ہیں۔ حالانکہ ان ملکوں میں دنیا کی سب سے زیادہ پیداوار نہیں ہوتی۔ دنیا کے دوسرے کیلا پیدا کرنے والے ممالک پانامہ (PANAMA) برازیل (BRAZIL) ڈومینکن ریپبلک (DOMINICAN REPUBLIC)، ہیٹی (HAITI) جمیکا (JAMAICA) کولمبیا (COLUMBIA) ایکواڈور (ECUADOR) اور کینری (CANARY) جزیرے ہیں۔

استوائی افریقہ میں بھی کیلا پیدا ہوتا ہے۔ ایشیا میں فارموسا تجارت کا مرکز ہے۔ آسٹریلیا میں کوئینز لینڈ کے علاقے میں وسیع پیمانے پر کیلے کی کاشت ہوتی ہے۔

مشرقی پاکستان میں کیلے کی پیداوار مندرجہ ذیل ہے۔

نام ضلع	رقبہ ایکڑوں میں	پیداوار منوں میں
ڈھاکہ	۱۱۸۵۰	۵۵۲۵۰۰۰
میمن سنگھ	۸۸۰۰	۴۴۰۰۰۰۰
فرید پور	۵۵۰۰	۲۷۵۰۰۰۰
باری سال	۴۴۰۰	۲۲۰۰۰۰۰
چٹاگانگ میدانی علاقہ	۲۲۰۰	۱۱۰۰۰۰۰
پہاڑی علاقہ	۱۱۰۰	۵۵۰۰۰۰
نواکھلی	۸۸۰	۴۴۰۰۰۰

Marfat.com

پتیراہ	۴۴۰۰	۱۶۵۰۰۰۰
راجشاہی	۷۷۰۰	۳۸۵۰۰۰۰
رنگ پور	۸۸۰۰	۴۴۰۰۰۰۰
دیناج پور	۵۵۰۰	۲۷۵۰۰۰۰
پلبنہ	۷۰۰۰	۳۵۰۰۰۰۰
بوگرا	۴۴۰۰	۲۲۰۰۰۰۰
جیسور	۴۴۰۰	۲۲۰۰۰۰۰
کھلنا	۷۷۰۰	۳۸۵۰۰۰۰

اس وقت پاکستان کے علاقہ جات حیدر آباد۔ میر پور خاص اور خیر پور میں اعلیٰ قسم کا کیلا پیدا کیا جا رہا ہے۔ جو کہ پاکستان کے مختلف شہروں میں فروخت ہو رہا ہے اس کے علاوہ دوسری دیسی اقسام صوبہ سندھ کے دوسرے اضلاع، پنجاب اور سرحدی علاقہ میں بہت تھوڑے پیمانے پر کاشت کی جاتی ہیں۔

مغربی پاکستان میں کیلے کے زیر کاشت رقبہ ۷۲۱۹ ایکڑ ہے اور اس سے ۲۶۶۸۷۰۳ من کیلا سالانہ پیدا ہوتا ہے۔

آب و ہوا

کیلے کی افزائش کے لئے گرم مرطوب آب و ہوا نہایت موزوں ہے۔ اور ایسا موسم سارا سال رہنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ پودا ایسی آب و ہوا میں خوب پھلتا پھولتا ہے۔ اور یہ آب و ہوا خط استوا کے دونوں طرف منطقہ حارہ کے خطوں میں موجود ہے۔ اسی لئے کیلا منطقہ حارہ کے خطوں اور اس کے نزدیکی علاقوں میں بکثرت ہوتا ہے۔

اس قسم کی آب و ہوا سندھ کے جنوب مشرقی علاقہ حیدر آباد اور میر پور خاص کے علاقہ میں ملتی ہے جو کہ کیلے کی کاشت کے لئے کافی موزوں ہے۔ مگر مغربی پاکستان کے دوسرے حصوں کی آب و ہوا سخت گرم یا سخت سرد ہونے کے باعث کیلے کی صحیح پرورش کے لئے موزوں نہیں ہے۔ جنوبی علاقوں میں تیز اور گرم ہوائیں چلتی رہتی ہیں۔ جو کیلے کی افزائش کے لئے

Marfat.com

ماہوروں ہیں۔ دریائے سندھ کے میدانوں میں گرمی کے موسم میں تیز لُو چلتی ہے جس کی وجہ سے اس کے پتے پھٹ کر سوکھ جاتے ہیں۔ موسم سرما میں درجۂ حرارت اتنا گر جاتا ہے کہ فصل کی نشوونما رک جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے پھل اور پتے خشک ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے جھلس گئے ہیں۔

بصرائی کیلے کی کاشت کا مستقبل مغربی پاکستان میں درخشاں ہے۔ اس کے اندر ایک خاص خوبی یہ ہے کہ ایسے علاقوں میں جہاں بارش کم ہوتی ہے اور موسم معتدل رہتا ہے تھوڑی سی توجہ سے کامیابی کے ساتھ لگایا جا سکتا ہے۔

مغربی پاکستان کے دوسرے حصوں میں دریاؤں کے کنارے جہاں کورانیں پڑتا بصرائی کیلے کی کاشت ہو سکتی ہے۔

زمین

کیلا زرخیز، درمیانی اور رطوبت والی زمین میں خوب پھلتا ہے۔ گہرے پانی کو محفوظ رکھنے والی خاصیت اور اچھے نکاس والی مٹی اس کی کاشت کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ پودوں کی جڑیں عموماً ڈیڑھ فٹ تک زمین میں ہوتی ہیں۔ دریاؤں کے کنارے کی ہلکی زمین گہری دریاؤں کی لائی ہوئی مٹی کی زمین یا ڈیلٹے کا حصہ کیلے کی کاشت کے لئے انتہائی مناسب ہوتا ہے۔ گہری میٹرائیٹ زمین جو کہ مرطوب پہاڑی علاقوں میں پائی جاتی ہے کیلے کے واسطے اچھی ہوتی ہے۔ ریتلی درمیانی زمین چکنی بھاری مٹی کے مقابلہ میں بہتر ہے۔ کیونکہ بھاری اور خراب نکاس والی زمینوں میں پودوں کو لگانے سے ایک بیماری پیدا ہو جاتی ہے جس کو پانامہ (PANA-MA DISEASE) کہتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں پتھریلی زمینیں جن کی گہرائی ایک یا ڈیڑھ فٹ تک ہوتی ہے کیلے کی کاشت کے لئے نامناسب ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان زمینوں میں کھاد اور غذا ٹھہرنے نہیں پاتی اور جڑوں کی نشوونما ٹھیک طرح سے نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ شور قسم کی زمینیں جن میں قلوی مادہ ۰٫۵ فی صد سے زائد ہو کیلے کی کاشت کے واسطے نامناسب ہیں۔

افزائش

تمام دنیا میں کیلے کی افزائش اس کی جڑوں سے نکلے ہوئے زیر بچوں (SUCKERS) سے کی

Marfat.com

جاتی ہے اور یہ زیر بچے یا سکر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تلوار نما اور دوسرے چوڑی پتیوں والے۔ تلوار نما زیر بچوں کی کونپل بہت جاندار اور جڑ موٹی ہوتی ہے۔ کونپلیں بڑے پودے کے تنے کے ساتھ ساتھ ہوتی ہیں اور ان (تلوار نما) زیر بچوں کو چوڑے پتوں والے زیر بچوں پر ترجیح دی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ چوڑے پتوں والے زیر بچے (سکر) اپنی خوراک کو پتوں کی نشوونما میں زیادہ صرف کرتے ہیں۔ اور پھل کو زیادہ خوراک نہیں مل سکتی۔ عام طور پر یہ چوڑے پتے والے زیر بچے اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب بڑے پودے کو کاٹ دیا جاتا ہے۔

باغ لگانے کے لئے زیر بچوں کا انتخاب بڑی احتیاط سے کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کا اثر پودوں کی نشوونما اور پھل پر پڑتا ہے۔ ان کو ایسے درختوں سے منتخب کرنا چاہیئے جن سے یکساں اور زیادہ پیداوار حاصل ہو چکی ہو اور ان کے گچھے اور پھلیاں بڑی قد و قامت کی ہوں۔ اور یہ بھی احتیاط رکھی جائے کہ زیر بچے نین فٹ سے کم ہونے چاہئیں اور تندرست پودوں سے حاصل کئے جائیں۔ بڑے پودے (زیر بچے) لگانے سے پھل تو بہت جلد آجاتا ہے مگر ان کے گچھے بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔

عام طور پر زیر بچوں کو ایک چوڑی اور تیز سمبل یا چوہا رنبہ کی مدد سے نکالا جاتا ہے۔ پودے نکالتے وقت یہ بھی خیال رکھا جائے کہ مادری پودے کی جڑوں کو نقصان نہ پہنچے۔ پودوں کو نکالنے کے بعد ان کی بڑی بڑی جڑیں کاٹ دینی چاہئیں۔ اگر یہ زیر بچے فوراً ہی بو دیئے جائیں تو ایک یا دو ہفتہ میں نئی پتیاں اور نئی جڑیں نکل آتی ہیں۔ اگر زیر بچوں کو کسی دوسری جگہ بھیجنا ہو تو ان کے پتوں کو کاٹ دیا جاتا ہے اور ان کو ایک یا دو فٹ جڑوں کی طرف سے لمبائی رکھ کر بنڈلوں یا بوریوں میں باندھ کر بھیجا جاتا ہے۔

عام موسم میں ان کو دس سے پندرہ دن تک رکھا جا سکتا ہے۔ حیدرآباد ڈویژن میں عام طور پر زیر بچوں کو دو تہائی کاٹ دیا جاتا ہے اور ان کی جڑیں بھی نکال دی جاتی ہیں اور بونے سے پہلے نچلے حصے کو پانی اور گوبر میں ڈبو کر کاشت کیا جاتا ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس طرح زیر بچے جلدی نہیں سوکھنے پاتے جب تک کہ اس میں سے جڑیں نہ نکل آئیں اور پتے نہ پھوٹ آئیں۔

وسط امریکہ اور ویسٹ انڈیز میں گٹوں کے ٹکڑے یا ان کے چھوٹے چھوٹے حصے پودے کے

Marfat.com

طور پر لگائے جاتے ہیں۔ ہر ایک ٹکڑے میں پھوٹنے والی ایک کلی ہوتی ہے۔

زیر بچوں کی عمر کا بھی پیداوار پر اثر پڑتا ہے۔ مغربی بنگال میں ایسے زیر بچوں سے زیادہ اور اچھی پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ جن کی عمر کم از کم تین مہینے ہو اور ستمبر اور اکتوبر کے مہینے میں لگائے جائیں۔

زمین کا محل وقوع

کیلے لگانے کے لئے ایسی جگہ منتخب کرنی چاہیئے جو تیز اور تند ہواؤں سے محفوظ ہو۔ ان ہواؤں کی روک تھام کے لئے کیلے کی کیاریوں کی اطراف میں ہوا کے رخ پر باڑ لگا دی جائے۔ کم اونچائی والے پودوں کے لئے عارضی طور پر جنتر کی باڑ جنوب اور مغرب کی جانبوں میں دس بارہ فٹ کے فاصلے پر لگانی چاہیئے تاکہ ——— کیلے کے پودوں اور باڑ میں خوراک ——— اور پانی کے لئے مقابلہ نہ ہو۔ بلکہ باڑ کے سایہ کا بھی پودوں پر اثر نہ ہو۔ ایسے مقامات پر جہاں مستقل باغات ہوں شیشم یا جامن وغیرہ کے درخت بطور باڑ کے لگائے جا سکتے ہیں۔

زمین کی تیاری

کیلا لگانے والی زمین میں چار سے چھ مرتبہ ہل چلانا چاہیئے اور اگر اس میں بڑے بڑے ڈھیلے ہوں تو ان کو توڑ کر زمین کو پوری طرح تیار کرنا چاہیئے۔ زمین میں لگی ہوئی تمام جڑی بوٹیاں، جھاڑیاں اور گھاس پھونس نکال دینی چاہیئے۔

مغربی پاکستان میں کسانوں کو عام طور پر نہر کا پانی آبپاشی کے لئے استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اور زمین میں وتر کو قائم رکھنے کا مسئلہ ہوتا ہے۔ اس لئے چھوٹی کیاریوں میں کیلے کو لگایا جاتا ہے۔ مگر مشرقی پاکستان میں زیادہ پانی کی نکاسی کا۔ اسی لئے مشرقی پاکستان میں کیلا اونچی زمینوں (میڈنڈوں) پر لگایا جاتا ہے۔ اور اُن کے درمیان پانی کی نکاسی کے واسطے نالیاں بنائی جاتی ہیں۔

کیاریاں تیار کرنے کے بعد دو فٹ چوڑا اور دو فٹ گہرا گڑھا مقررہ فاصلے پر کیلے کی قسم کے مطابق کھودنا چاہیئے۔ گڑھے میں سے نکالی ہوئی مٹی کو پندرہ سے تیس دن تک کھلا چھوڑ دینا چاہیئے۔ تاکہ اس پر ہوا کا اثر ہو اس کے بعد اچھی طرح تیار کی ہوئی گوبر کی کھاد کم از کم بیس سیر فی گڑھا مٹی میں ملا کر ڈال دی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد پانی لگا دیا جاتا ہے تاکہ کھاد کا کچا حصہ بھی اچھی طرح سے

Marfat.com

گل سڑ جاتے اور اس کی گرمی سے پودے کو نقصان نہ پہنچے۔

پودے لگانے کا فاصلہ

پودے لگانے کا فاصلہ کیلے کی قسم، پودے کی اونچائی اور اس کے پھیلاؤ پر منحصر ہوتا ہے۔ جو کہ مختلف آب و ہوا، زمین کی حالت اور مختلف مقامات پر مختلف ہوتے ہیں۔ عام سفارشات کے مطابق پودوں کا درمیانی فاصلہ اور پودوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	قسم	فاصلہ (فٹوں میں)	پودوں کی تعداد (فی ایکڑ)
۱	بصرائی	۶	۱۲۱۰
۲	سونکیل	۸	۶۸۰
۳	نادن بچہ	۶	۱۲۱۰
۴	پیڈا پاجا	۶	۱۲۱۰
۵	راجیلی	۸	۶۸۰
۶	سنہری	۸	۶۸۰
۷	فلپائن	۸	۶۸۰
۸	سلام	۸	۶۸۰
۹	راسبیل	۸	۶۸۰
۱۰	راجہ پوری	۶	۱۲۱۰
۱۱	ہزارہ	۱۰	۴۳۵
۱۲	سفری	۹	۵۳۸
۱۳	امرت ساگر	۸	۶۸۰
۱۴	چمپا	۱۰	۴۳۵
۱۵	اگنی نسوار	۹	۵۳۸
۱۶	دودھ ساگر	۹	۵۳۸

Marfat.com

۱۷	کوبری	۸	۶۸۰
۱۸	سنگاپوری	۷	۸۸۹
۱۹	کیچ کیلا	۱۰	۴۳۵
۲۰	ایٹا کیلا	۱۱	۳۶۰

بجائی یا کاشت

کیلے کے پودوں کو لگاتے وقت ۱۹ انچ چوڑے گڑھے جہاں پودے لگانے مقصود ہوں کھود کر پودوں کو درمیان میں نسب کیا جاتا ہے۔ اور اس کے اردگرد کی جگہ میں مٹی ڈال کر دبا دینا چاہئے تاکہ پودا زمین میں ہلنے نہ پائے۔ اگر صرف گٹہ لگایا جائے اور زمین میں تنا نہ ہو تو چھ انچ کے قریب زمین کھود کر گٹے کو دبا دیا جاتا ہے۔

آٹھ فٹ کا فاصلہ اس حالت میں اچھا ہوتا ہے کہ جب پودوں کے درمیان سبزی یا دوسری فصلیں کاشت کرنی ہوں۔ اس سے زمین کی گوڈی میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ اگر زمین اچھی اور آب و ہوا مرطوب ہو تو پودوں کا فاصلہ ایک یا دو فٹ بڑھایا جا سکتا ہے۔ لیکن خراب زمین اور خشک آب و ہوا میں پودوں کا فاصلہ کم رکھا جاتا ہے۔

کاشت کا موسم

یہاں سال میں دو دفعہ کیلے کی کاشت کا موسم ہوتا ہے۔ پہلا موسم بہار یعنی فروری مارچ اور دوسرا برسات یعنی اگست ستمبر، موزوں حالات میں پودے پر عموماً کاشت کے ۹ ماہ بعد پھول آجاتے ہیں۔ جو پودے فروری مارچ میں لگائے جاتے ہیں ان پر آئندہ جنوری فروری میں پھول آجاتے ہیں اور گرمی پڑنے سے ان کا پھل اچھا اور پوری طرح نشو ونما پا لیتا ہے۔ دوسری طرف جو پودے اگست ستمبر میں لگائے جائیں ان کی افزائش سردی پڑنے سے رک جاتی ہے۔ ان پر پھول جولائی اگست میں آتے ہیں اور بعد میں سردی کے موسم میں کورا پڑنے سے پھل کو نقصان پہنچتا ہے۔

Marfat.com

میرپور خاص میں ۲۰ فروری کو لگائے ہوئے پودوں نے بھی اسی سال ستمبر میں یعنی صرف سات ماہ کے عرصے میں پھول دینے شروع کر دیئے۔ جس سے ظاہر ہے کہ موسم بہار میں لگائے ہوئے پودوں کی نشوونما بڑی تیزی کے ساتھ ہوتی ہے۔

آبپاشی

کیلے کی آبپاشی کے لئے کافی پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ کیلے کے پتے بہت لمبے چوڑے ہوتے ہیں۔ اور پانی ان کی سطح سے بخارات بن کر اڑتا رہتا ہے۔ آبپاشی کی ضرورت پودے کی پانی جذب کرنے کی طاقت اور اس کی قسم پر منحصر ہے۔ ریتلی ہوا دار زمین جس میں پانی تیزی کے ساتھ گزر جاتا ہے اور زمین جلد خشک ہو جاتی ہے۔ ایسی زمینوں میں پانی بہت جلد اور زیادہ مقدار میں دینا پڑتا ہے۔ بہ نسبت چکنی مٹی کے جس میں پانی کافی عرصہ تک رہتا ہے۔ موسم سرما کے مقابلے میں گرمی کے موسم میں عمل تبخیر (TRANSPIRATION) کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ اور اسی وجہ سے اس موسم میں پودے زیادہ اور جلد پانی مانگتے ہیں۔ اسی طرح ایسے باغات کو جن میں پودوں کی تعداد زیادہ ہو زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور پانی جلد دینا پڑتا ہے۔ مغربی پاکستان کے جنوبی حصوں میں گرمی کے دنوں میں ہر ہفتہ اور سردیوں میں بارہ سے ۱۵ دن کے وقفہ کے بعد پانی دیا جاتا ہے۔ آبپاشی کے وقفے کو مختلف مقامات اور پانی کی مقدار کے مطابق بڑھایا اور کم کیا جا سکتا ہے۔ مشرقی پاکستان میں جہاں موسم بہار کے آخر میں بارش شروع ہو کر نومبر تک رہتی ہے آبپاشی کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے۔ مگر دریائے سندھ کے میدانوں کی خشک آب و ہوا میں جلد پانی لگانا پڑتا ہے۔ میرپور خاص میں کئے ہوئے تجربوں سے ثابت ہوا ہے کہ ہفتہ وار آبپاشی کی وجہ سے کیلوں کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ بہ نسبت ان پودوں کے جن کو دس یا چودہ دن کے وقفہ کے بعد پانی دیا گیا ہے۔

کھاد

کیلے کا پودا ایک سال میں کئی فٹ اونچا ہو جاتا ہے اور بڑے بڑے پتے اور پھل پیدا کر دیتا ہے اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کی نشوونما کے لئے کافی خوراک موجود ہو جو پودے کو آسانی

Marfat.com

سے ملتی رہے۔ ایک اندازے کے مطابق کیلے کا تین ٹن پھل پیدا کرنے کے لئے تیس ٹن لکڑی اور تیس ٹن پتے پیدا کرنے پڑتے ہیں۔ اس طرح ایک فصل پیدا کرنے کے لئے ۳۵۰ پونڈ نائٹروجن، ۸۰۰ ۶۰ پونڈ فاسفورس اور ۷۳۰ ۵۵ پونڈ پوٹاشیم فی ایکڑ کے حساب سے پودے زمین سے حاصل کرتے ہیں۔ پودوں کی شروع کی نشوونما کے واسطے نائٹروجن اور فاسفورس بڑھوتری اور پھل کے واسطے ضروری ہے۔ پوٹاش سے پیداوار بڑھتی ہے اور پھل بھی بہتر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قوت مدافعت بھی بڑھتی ہے۔ ناکافی مشاہدات کی بنا پر پاکستان میں مصنوعی کھادوں کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ مغربی پاکستان میں فروٹ ریسرچ فارم میرپور خاص میں جو کچھ بھی اس بارے میں کام ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۵۰ گاڑی گوبر کی کھاد فی ایکڑ پودوں کو دینے سے اچھی فصل حاصل کی گئی ہے۔ گوبر کی کھاد دینے کے بعد ۱۰۰ پونڈ نائٹروجن فی ایکڑ ایمونیم سلفیٹ کی صورت میں دو مرتبہ پودے لگانے کے تین ماہ بعد اور سات ماہ بعد کیلے کے پودوں کو دی گئی۔

مشرقی خاندیشی ہندوستان میں ۵۰ ٹن کھاد فی ایکڑ کے حساب سے کاشت سے پہلے ڈالی جاتی ہے۔ اس کے بعد جولائی کے مہینے میں پودوں کو لگایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ نائٹروجن بحساب ۴۰۰ پونڈ فی پودا دو قسطوں میں، مونگ پھلی کی کھل کی صورت میں بحساب دو ٹن فی ایکڑ یا اسی حساب سے ایمونیم سلفیٹ دی جاتی ہے۔

مغربی بنگال میں ۳۰۰ پونڈ پھل اور ۲ پونڈ سرسوں کی کھلی فی پودے کے حساب سے ہر چار ماہ کے بعد دی جاتی ہے۔

بہار (ہندوستان) میں ایک پونڈ نائٹروجن ۳۷۰ پونڈ فاسفیٹ اور دو پونڈ پوٹاش فی پودے کے حساب سے استعمال کیا جاتا ہے۔ بنگال میں ۸ اونس نائٹروجن فی پودے کے حساب سے دینے سے پھل جلدی آجاتا ہے۔ اور پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اگر بھرائی کیلے کی فصل کو ۴۰۰ پونڈ گوبر کی کھاد اور چھ پونڈ سرسوں کی کھلی فی پودے کے حساب سے دی جائے تو پیداوار ۵۰۰۰ سے لے کر ۶۰۰۰ پونڈ فی ایکڑ حاصل کی جا سکتی ہے۔ سرسوں کی کھلی کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ½ ا پونڈ کاشت

Marfat.com

کے دوسرے ماہ میں، پھر ۱/۴ پونڈ تیسرے مہینے اور باقی ماندہ چوتھے ماہ میں دی جاتی ہے۔

چونکہ دوسری قسموں کی کھادوں کے متعلق ابھی تک مکمل طور پر معلوم نہیں ہو سکا اس لئے میرپور خاص میں کئے گئے تجربات کی بنا پر مندرجہ ذیل سفارشات کھاد کے بارے میں کی جا سکتی ہیں۔

۱۔ ۵۰ گڈے گلی سڑی گوبر کی کھاد فی ایکڑ کیلا لگاتے وقت دینی چاہئے

۲۔ ۱۰۰ پونڈ نائٹروجن ایمونیم سلفیٹ کی صورت میں دو برابر حصوں میں پودے لگانے کے بعد تیسرے اور ساتویں مہینے میں دی جائے۔ ایمونیم سلفیٹ زمین کے اوپر پودے کے چاروں طرف ۲ فٹ قطر میں مٹی میں ملا کر اچھی طرح بکھیر کر زمین میں ملانے کے بعد پانی دیا جائے۔

دوسری فصلوں کی کاشت

پودوں کو زمین میں اچھی طرح سے جڑیں پھیلانے کے لئے ۴ سے ۶ ماہ لگتے ہیں۔ اس لئے اس عرصہ میں کیلے سے پودوں کی درمیانی جگہ کو موسمی سبزیاں لگانے کے کام میں لایا جا سکتا ہے۔ موسم خزاں میں پیاز، لہسن اور پالک اور موسم بہار میں مرچیں، بینگن کامیابی کے ساتھ لگائے جا سکتے ہیں۔ چھ ماہ بعد کیلے کے پتے پوری طرح سایہ کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے درمیان میں لگائی ہوئی سبزیاں فروغ نہیں پا سکتیں۔ سبزیاں لگاتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ایسی سبزیاں لگائی جائیں جن کی جڑیں زمین میں گہری جاتی ہوں۔ اور زمین سے بڑی تیزی کے ساتھ غذا کھینچ لیتی ہوں ——————

اور کھاد کا بھی خاص خیال رکھا جائے۔ سبزیاں اگانے کے علاوہ گرمیوں میں مونگ، موٹھ وغیرہ اور سردیوں میں برسیم کاشت کیا جا سکتا ہے۔ یہ فصلیں نہ صرف ایک اچھا پھل پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں بلکہ تیار ہونے پر ان فصلوں کو زمین میں ہی دبا دیا جائے۔ تو زمین کی زرخیزی میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ میرپور خاص میں جو تجربات کئے گئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ درمیان میں فصلیں لگانے سے کیلے کے پودوں کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔

Marfat.com

گوڈی

جب کیلے کی فصل میں کوئی دوسری فصل یا سبزی وغیرہ نہ کاشت کی گئی ہو تو پودے لگانے کے تین چار ماہ تک یا حالات کے مطابق کسی دکھی، یا کھرپے کے ساتھ گوڈی کی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہر دو ماہ بعد ہلکی گوڈی کرنی چاہئے۔ تاکہ زمین نرم رہے۔ اور پودے کی جڑیں خوراک آسانی سے حاصل کریں

زیر بچوں کی علیحدگی اور کاٹ چھانٹ

کیلے کے پودے پھل آنے تک بہت سے زیر بچے پیدا کرتے ہیں۔ اگر ان کو ان پودوں سے علیحدہ نہ کیا جائے تو بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتے ہیں۔ اور کیلے کے پودے سے غذا حاصل کرتے رہتے ہیں۔ نتیجتاً اصل پودے کی بڑھوتری بہت سست پڑ جاتی ہے اور پھل بھی ناقص پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان زیر بچوں کی تعداد مقرر کی جائے۔ اور مقررہ تعداد سے زیادہ نہ اگنے دیئے جائیں۔ مشرقی پاکستان میں منشی گنج کے علاقے میں ایک بھی زیر بچہ پودوں کے ساتھ نہیں رہنے دیا جاتا۔ وہاں کے کسان ہمیشہ اپنے ساتھ ایک درانتی نما اوزار رکھتے ہیں۔ جونہی ایک سکر نظر آتا ہے اس کو زمین کی سطح کے برابر کاٹ دیتے ہیں۔ اگر کیلے کی دوسری فصل لینا مقصود ہو تو اس وقت تک دوسرا زیر بچہ (سکر) نہیں چھوڑا جاتا۔ جب تک کہ اصل پودے میں پھل نہ آجاتے۔ جب اصل پودے کو پھول آجائیں۔ تو اس کے ساتھ ایک زیر بچہ چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ جب پھل کاٹا جائے تو دوسرا پودا تین یا چار ماہ کا ہو جائے۔ کیونکہ عموماً پھول آنے سے پھل تیار ہونے تک تین چار ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ زیر بچے نکالتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ جب ان کو اصل پودے کی جڑ سے علیحدہ کیا جائے تو اصل پودے کو نقصان نہ پہنچے۔ زمین سے نکلے ہوئے پتے زمین کی سطح کے اوپر بھی کاٹے جا سکتے ہیں مگر اس طرح سے ان کو مسلسل کاٹتے رہنا چاہئے۔ کوئینز لینڈ (QUEENS LAND) میں زیر بچے زمین کی سطح سے چند انچ اوپر کاٹے جاتے ہیں اور پھر اس کی اندرونی گانٹھ کو چاقو سے کچل دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تین حصے پانی اور ایک حصہ مٹی کا تیل ملا کر ایک چائے کے چمچے کی مقدار میں اس کو ڈالا جاتا ہے۔ یہ صرف اس وقت کرنا چاہئے جب زیر بچے نئی پود دینا بیچنے کے واسطے نہ رکھے گئے ہوں۔ کیلے کا پودا پھل بننے تک کافی پتے پیدا کرتا ہے۔ جب نئے پتے نکلتے ہیں تو اکثر پرانے پتے

Marfat.com

خشک ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب پرانے پتے خشک ہونا شروع کریں تو ان کو کاٹ دیا جائے۔ پھل آنے کے بعد پھول کا کچھ حصہ گچھے کے آخری حصے کے ساتھ لٹکا رہتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ جب پھلیاں بننی بند ہو جائیں تو اس حصے کو کاٹ دیا جائے اور سرے کو گرم گرم لوہے کی سلاخ لگا دیں تاکہ اس میں سے رس بہنا بند ہو جائے۔

پھول اور پھل

مختلف اقسام اور نشوونما کی حالت کے مطابق کیلے کے پودے آٹھ سے بارہ ماہ تک پھول دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ تین سے چار ماہ پھل کے پکنے میں لگ جاتے ہیں۔ گچھے کے پکنے کا اندازہ پھلیوں کی نشوونما سے لگایا جاتا ہے۔ عام اصول یہ ہے کہ پھلیاں پکنے پر ان کا رنگ گہرے سبز سے ہلکا سبز ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بعد موٹی اور گول ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے کنارے بھی چکنے ہو جاتے ہیں۔ کیلے کا پورا گچھہ اس کی ڈنڈی سمیت گچھے کے پہلے ہاتھ سے فٹ سوا فٹ کے فاصلے پر کاٹنا چاہیئے مگر اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے کہ کاٹتے وقت ڈنٹھل کا رس پھلیوں پر نہ گرنے پائے ورنہ پھلیاں داغدار ہو جاتی ہیں اور پھل کے خراب ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

پھول کی تفصیل

کیلے کا پودا اپنی زندگی میں صرف ایک دفعہ پھول دیتا ہے۔ پھول لانے والے آدھے حصے پر مادہ پھول ہوتے ہیں اور اووری (OVARY) کی لمبائی ½ حصہ ہوتی ہے۔ اس حصے میں پھلیاں بنتی ہیں اور بہت سی پھلیاں مل کر ایک ہاتھ بناتی ہیں اور بہت سے ہاتھ مل کر ایک گچھے کی صورت اختیار کرتی ہیں۔

درمیانی نصف حصے پر مادہ اور نصف پر نر پھول ہوتے ہیں۔ جب نر اور مادہ پھول آپس میں ملتے ہیں تو نر پھول گر جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب پوری طرح پھلیاں بن جاتی ہیں تو نر پھول کچھ حصہ باقی رہ جاتا ہے جو کہ بعد میں گچھے سے کاٹ دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

سہارا دینا

جن علاقوں میں تیز ہوائیں چلتی ہیں وہاں پودے کے گر جانے کا امکان ہوتا ہے۔ اس طرح کیلے کی فصل کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس موسم میں جب کہ آندھیوں وغیرہ کا ڈر ہو کیلے کے پودوں کو بانس یا کسی اور چیز سے باندھ دیا جائے تاکہ پودا گرنے نہ پائے۔ یہ خدشہ زیادہ اس وقت ہوتا ہے جب پودے پر پھل آچکا ہو اور پودا بوجھ سے جھک رہا ہو۔

پیداوار

کیلے کی پیداوار کیلے کی قسم لگانے، بونے کے طریقے، زمین اور آب و ہوا کے مطابق کم یا زیادہ ہوتی ہے۔ بہاولپور اور پشاور ڈویژن میں ۳۵ سے ۱۰۰ من کیلا فی ایکڑ حاصل ہوتا ہے۔ صوبہ سندھ سے ۱۰۰ من سے لیکر ۵۰۰ من فی ایکڑ پیداوار مختلف اقسام سے حاصل کی جاتی ہے۔ مختلف اقسام کے پھل پکنے کا عرصہ گچھے کا وزن اور پیداوار فی ایکڑ مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	قسم	پھل پکنے کا عرصہ (مہینوں میں)		گچھے کا وزن (پونڈوں میں)		پیداوار فی ایکڑ (منوں میں)
۱۔	بصرانی	۱۴ تا	۱۵	۲۰ تا	۳۰	۴۵۰
۲۔	سون کیل	۱۴ ″	۱۶	۱۰ ″	۱۵	۱۲۵
۳۔	نادن پاجا	۱۳ ″	۱۶	۵ ″	۱۰	۱۵۰
۴۔	ہیڈا پاجا	۱۴ ″	۱۵	۵ ″	۱۰	۱۵۰
۵۔	راجیلی	۱۵ ″	۱۶	۴	۸	۱۰۰
۶۔	سنہری	۱۴ ″	۱۶	۱۰ ″	۱۵	۱۲۵
۷۔	فلپائن	۱۵ ″	۱۶	۱۰ ″	۱۵	۱۲۵
۸۔	سلام	۱۴ تا	۱۶	۱۵	۲۰	۱۵۰
۹۔	راسبیل	۱۶	۱۷	۱۰	۱۶	۱۴۰

Marfat.com

۱۰۔ راجہ پوری	۱۴	۱۵	۱۰	۱۵	۲۵۰
۱۱۔ ہزارہ	۱۷	۱۸	۲۰	۳۰	۲۸۰
۱۲۔ سفری	۱۱	۱۳	۱۳	۲۲	۱۵۰
۱۳۔ امرت ساگر	۹	۱۲	۱۸	۲۶	۲۲۰
۱۴۔ چمپا	۹	۱۱	۱۷	۲۹	۲۰۰
۱۵۔ اگنی سوار	۱۲	۱۵	۷	۱۲	۱۰۰
۱۶۔ دودھ ساگر	۱۲	۱۵	۶	۱۰	۱۵۰
۱۷۔ کوبری	۱۲	۱۶	۱۵	۲۹	۲۰۰
۱۸۔ سنگاپوری	۸	۱۰	۲۵	۳۸	۳۵۰
۱۹۔ کچکیلا	۱۲	۱۵	۲۱	۳۲	۳۰۰
۲۰۔ آتیسہ کیلا	۱۵	۲۰	۳۰	۳۶	۳۵۰

کیلے کے پودوں پر تمام سال پھل آتا رہتا ہے مگر سب سے زیادہ پیداوار ماہ اپریل سے لے کر اکتوبر تک حاصل کی جاتی ہے اور سردیوں میں پیداوار بہت کم ہو جاتی ہے

فروخت

دو تین سال سے پاکستان میں بھرائی کیلے کی مانگ بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اس کیلے کو بازار میں ہری چھال کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی چھلی لمبی، خوش ذائقہ اور خوشبودار اور شکل و صورت میں بھی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں دیسی کیلے کا گودا چکنے والا اور اندر سے سخت ہوتا ہے اور اس کا ذائقہ بھی اچھا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ چند ایک اچھی اقسام تو ہیں مگر ان کا سائز اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ منڈی میں ان کی قیمت بہت کم ملتی ہے۔ دو تین اقسام ایسی بھی ہیں جن میں بیج بھی ہوتے ہیں گو ان کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے مگر جب بیج منہ میں آجاتا ہے تو تمام کا تمام ذائقہ خراب ہو جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ ناپسندیدہ ہیں۔

پاکستان میں عام طور پر ۲۶ × ۱۲ × ۱۲" کے لکڑی کے ڈبوں میں بند کر کے بازار

Marfat.com

میں بھیجا جاتا ہے۔ کیلے کی پھلیاں گچھے سے الگ کر لی جاتی ہیں اور ڈبوں میں بند کرتے وقت کاغذ اور سوکھے پتوں میں لپیٹ کر ڈبوں میں بند کر دیا جاتا ہے اور پھر پھل کو جہاں بھیجنا مقصود ہو بھیج دیا جاتا ہے۔ عام طور پر باغوں میں کھڑی فصل ہی ٹھیکیداروں کو فروخت کر دی جاتی ہے اور وہی فصل کو کاٹتے ہیں اور منڈیوں میں لے جا کر فروخت کرتے ہیں۔

پھل کا پکانا

کیلے کے پھل کی کٹائی کے بعد سب سے بڑا مسئلہ اس کو پکانا ہے۔ کیونکہ عموماً پھل کی پکائی کے دوران میں کچھ کمی رہ جاتی ہے۔ ڈبوں (کریٹوں) میں بند کئے ہوئے کیلے گرمیوں میں قسم کے مطابق چار سے چھ دنوں تک تیار ہو جاتے ہیں۔ اور سردیوں میں ہفتہ عشرہ بھی لگ جاتا ہے۔ لیکن گرمیوں کی نسبت اچھی طرح تیار نہیں ہوتے۔ اگر کیلوں کو جلدی پکانا ہو تو پھلیوں کو کیلے یا نیم کے تازہ پتوں میں لپیٹ کر کریٹوں میں بند کیا جاتا ہے۔

بڑی تعداد میں کیلوں کو پکانے کے لئے سوکھے ہوئے پتوں، گوبر اور بھوسے کا ایک ہوا بند کمرے میں دھواں دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ سے گرمیوں میں چوبیس گھنٹے اور سردیوں میں ۴۸ گھنٹے میں کیلا تیار ہو جاتا ہے۔ فروخت کرنے سے پہلے اس پھل کو تین چار دن کے لئے ہوادار کمروں میں رکھا جا سکتا ہے۔

کم تعداد میں کیلا پکانے کے لئے گچھے سے کیلے کے ہاتھوں کو توڑ کر کمرے کے کونے میں ڈھیر لگایا جاتا ہے اور اس ڈھیر کو سوکھے پتوں سے ڈھک کر پرانی بوریاں ڈالی جاتی ہیں۔ اس کے بعد مٹی اور بھوسے کا گارا بنا کر لپائی کر دی جاتی ہے اور اس ڈھیر کے بیچوں بیچ تھوڑی سی جگہ چھوڑ دی جاتی ہے۔ جس میں ایک مٹی کا برتن رکھ دیا جاتا ہے اس برتن کے پیندے میں ایک سوراخ ہوتا ہے جس کے ذریعے کیلے کے ڈھیر کے اندر دھواں پہنچتا ہے۔ برتن کا منہ باہر کی طرف ہوتا ہے۔ اس منہ کے اندر سوکھے اوپلے یا سوکھی ہوئی گھاس پھونس اور پتوں وغیرہ سے دھواں کیا جاتا ہے۔ جو برتن کے سوراخ میں سے نکل کر کیلوں کے ڈھیر میں پہنچتا رہتا ہے۔ دو دن دو رات تک ایک بند کمرے میں اس طریقے سے کیلوں کو پکایا جاتا ہے۔ جب پھل کا رنگ

Marfat.com

پیلا ہو جائے تو ان کو فرش پہ ہوا میں دو تین دن تک پھیلا کر رکھا جاتا ہے۔ اس طرح سے کیلا فروخت کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ اگر ڈھیر سے نکال کر فوراً اس کیلے کو کھایا جائے تو بدمزہ معلوم ہوتا ہے۔ اور دھوئیں کی بدبو آتی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ دھواں دینے کے بعد کم از کم ایک دن ہوا میں رکھ کر ٹھنڈا کیا جائے تاکہ ان میں خوشبو پیدا ہو سکے۔

اس کے علاوہ زمین میں گڑھا کھود کر کیلے پتوں میں لپیٹ کر گڑھے میں رکھ دیئے جاتے ہیں۔ ترتیب دینے کے بعد ایک الٹا گملا گڑھے کے منہ پر رکھ کر باقی تمام راستے مسدود کر دیئے جاتے ہیں پھر گملے کی تہہ میں سوراخ سے تمام دھواں پھونکوں کے ذریعے گڑھے میں دھکیلا جاتا ہے۔ یہ عمل تین دن صبح اور شام کیا جاتا ہے۔ اس دوران گڑھے کا درجۂ حرارت ۶۸ تا ۷۰ فارن ہیٹ سے نہ بڑھنے دیا جاتے۔ تین دن عمل کرنے کے بعد پھل کو نکال کر کھلی ہوا میں رکھا جاتا ہے یا منڈی میں فروخت کے لئے بھیج دیا جاتا ہے جہاں وہ پک کر تیار ہو جاتا ہے

پھل کا کیمیائی تجزیہ

حرارتی اکائیاں فی پونڈ :	۲۷۸ر۲
نشاستہ	۱۴ر۱
روغنی اجزاء	۱ر۰
پروٹین (لحمیہ مادہ)	۶ر۰
ریشے	۲ر۱
راکھ	۵ر۰
پانی	۴۰ر۲
غیر ضروری اجزاء	۴۳۰ر۳

Marfat.com

اقسام

بصرائی

کیلے کی یہ قسم بمبئی سے منگوائی گئی اور گورنمنٹ فروٹ فارم میرپور خاص میں اس کی کاشت کی گئی اور وہاں کی آب و ہوا اس کو خوب راس آئی اور تقریباً سندھ کے جنوب مشرقی حصے حیدر آباد، خیرپور اور میرپور خاص میں اس کی وسیع پیمانے پر کاشت ہونے لگی ہے۔

پودے کا تنا پانچ یا چھ فٹ ہوتا ہے۔ پتے چوڑے ہوتے ہیں۔ پھل بڑا اور خم کیا ہوا ہوتا ہے۔ ایک گچھے کا اوسط وزن ۲۰ سے ۳۰ پونڈ تک ہوتا ہے۔ خاص حالت میں ایک گچھے کا وزن ۶۰ پونڈ تک بھی ہوتا ہے۔ اوسطاً پھلیاں ۸ درجن سے ۱۰ درجن تک گچھے میں ہوتی ہیں۔ پکنے کے بعد بھی یہ کیلا بالکل پیلا نہیں ہوتا۔

پیداوار کے لحاظ سے جو تجربات میرپور خاص میں ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک گچھے میں زیادہ سے زیادہ ۲۴۰ پھلیاں بھی ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ ایک چھوٹے اور موٹے تنے کا پودا ہے اس لئے یہ تیز ہواؤں کا مقابلہ بھی کر سکتا ہے۔ دریاؤں کے کنارے جہاں دوسرے مقامات کی نسبت آب و ہوا کا فرق ہے پنجاب کے میدانی علاقوں میں بھی اگایا جاتا ہے۔

سون کیل

اس کا پودا لمبا اور پتلا ہوتا ہے۔ اس میں زیادہ زیرنیچے (SUCKERS) نہیں نکلتے۔ پھل درمیانہ گول، سخت اور موٹا ہوتا ہے۔ چھلکا پتلا ہوتا ہے جو پکنے کے بعد چمکدار ہلکا پیلا ہوتا ہے۔ کچی پھلی چمکدار ہری ہوتی ہے اور لونک بہت واضح نہیں ہوتی۔ پھل کا گودا سفید اور لذیذ ہوتا ہے۔ اس کا گچھا چھوٹا ہوتا ہے جس کا وزن تقریباً ۳۰ سے ۲۵ پونڈ تک ہو جاتا ہے۔ پھل کافی دنوں تک بغیر خراب ہوئے رکھا جا سکتا ہے۔

نادن پاچپہ

پودا اونچائی میں درمیانہ ہوتا ہے۔ گچھہ کافی وزنی اور پھل موٹا اور سائز میں بڑا ہوتا ہے۔

Marfat.com

پھل میں نوک نہیں ہوتی۔ چھلکا بھی موٹا ہوتا ہے۔ گودا سفید، ملائم اور میٹھا ہوتا ہے۔ چھلکا پک جانے کے بعد سبزی مائل اور پیلا ہوتا ہے۔ پھل کافی دنوں تک ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔

راجیلی

تنا لمبا، زردی مائل سبز اور پتے پتلے ہوتے ہیں۔ پھل آٹھ سے دس انچ لمبا اور قطر میں ایک سے ڈیڑھ انچ ہوتا ہے۔ پھل پکنے کے بعد پیلا ہو جاتا ہے اور پھل کی نوک سکڑ کر سخت اور بھوری ہو جاتی ہے۔ چھلکا موٹا اور پھل چھریرہ ہوتا ہے۔ گودا سخت مگر ایک خاص ذائقہ کا ہوتا ہے۔

ریلچی

یہ ایک لمبی قسم ہوتی ہے۔ تنا پتلا اور سبز ہوتا ہے۔ گچھے کا وزن درمیانہ ہوتا ہے۔ پھل چمکدار سبز ہوتا ہے۔ جو پکنے کے بعد ہلکا سبز ہو جاتا ہے۔ چھلکا پتلا، گودا سفید اور سخت ہوتا ہے اس کو کافی دنوں تک رکھا جا سکتا ہے۔ ایک گچھے میں ۷ سے ۸ درجن تک پھلیاں نکلتی ہیں اور گچھے کا وزن ۱۳ سے ۱۵ پونڈ تک ہوتا ہے۔ پودے پر پھل بھی عموماً دیر سے لگتا ہے۔

فلپائن

اس کا پودا بہت لمبا ہوتا ہے۔ تنا جڑ کے پاس نمایاں، سبز اور بڑا ہوتا ہے۔ گچھہ خوب گتھا ہوا ہوتا ہے۔ اور پھلیاں بھی کافی ہوتی ہیں۔ پھل کا چھلکا پتلا اور سبز ہوتا ہے جو پکنے کے بعد پیلا ہو جاتا ہے۔ گودا ملائم جس کا رنگ سفید اور ذائقہ بھی بہت اچھا ہوتا ہے گچھے کا وزن ۱۵ سے ۲۰ پونڈ تک ہوتا ہے۔ اور ۱۰ سے ۱۲ درجن تک پھلیاں لگتی ہیں۔

سلام

اس کا پودا کافی لمبا، پھل کا گچھہ کافی وزنی اور پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ پھلیاں موٹی، لمبی اور خم کھائے ہوتے ہوتی ہیں۔ جو پکنے کے بعد بھی ہلکی سبز رہتی ہیں۔ چھلکا موٹا اور پھل خوش ذائقہ ہوتا ہے مگر خوشبو نہیں ہوتی۔ ہر ایک گچھے میں اوسطاً ۶ درجن پھلیاں ہوتی ہیں۔

Marfat.com

پیڈا پاجا

پودا درمیانہ، پتوں کی ڈنڈی تقریباً چوڑی ہوتی ہے۔ پھل بڑا مگر مڑا ہوا ہوتا ہے چھلکا کافی موٹا ہوتا ہے۔ گودا سفید، ذائقے والا اور نرم ہوتا ہے۔ پھل کے اندر بیج والی لکیر نمایاں ہوتی ہے

راسبیل

اس کا پودا لمبا مگر پتلا ہوتا ہے۔ تنے کا رنگ بھورا ہوتا ہے۔ پتے کی درمیانی رگ گلابی ہوتی ہے گچھا لٹکا ہوا گھنا ہوتا ہے اور بہت زیادہ پھلیاں لگتی ہیں جو کہ مڑی ہوئی اور سبز ہوتی ہیں۔ پکنے پر ان کا رنگ پیلا ہو جاتا ہے۔ چھلکا موٹا ہوتا ہے۔ گودا میٹھا مگر خشک ہوتا ہے۔ ایک گچھے کا وزن ۱۳ سے ۱۵ پونڈ تک ہوتا ہے۔ پھل کو کئی دن بغیر خراب ہونے کے رکھا جا سکتا ہے۔

راجہ پوری

پودے کا تنا چھوٹا ہوتا ہے۔ پھل کا سائز بھی چھوٹا ہوتا ہے۔ پھلی کے کنارے نمایاں ہوتے ہیں۔ اس کا چھلکا درمیانہ اور گودا اعلیٰ مزے کا نہیں ہوتا۔

ہزارہ

پودا کافی لمبائی میں موٹا اور گہرا ہوتا ہے۔ اور پھل بھی توانا اور لمبائی پر ہوتا ہے۔ پھلیاں بہت زیادہ لگتی ہیں۔ چھلکا کافی موٹا اور پکنے کے بعد پیلا ہو جاتا ہے۔ گودا سفید اور میٹھا ہوتا ہے۔ لیکن خوشبو نہیں ہوتی۔ عام طور پر اس کو سبزی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس قسم پر سردی کا بھی خاص اثر نہیں ہوتا۔

سفری

یہ قسم مشرقی پاکستان میں بہت مقبول ہے۔ اور صوبے کے تمام حصوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ اس پھل میں بیج بالکل نہیں ہوتا۔ اس کی پھلی سیدھی خمدار اور لمبائی بھی درمیانی ہوتی ہے۔ اس کا چھلکا پکنے پر پیلا، گودا نرم، ذائقہ دار اور میٹھا ہوتا ہے۔

اگنی سوار

اس کی کاشت بہت محدود پیمانے پر کی جاتی ہے۔ اس کے چھلکے کا رنگ تیز سرخ ہوتا ہے۔ پھل بھی بیج سے پاک ہوتا ہے۔ اس کی پھلی بھنڈی، قدرے خمیدہ اور لمبائی درمیانی ہوتی ہے

Marfat.com

پھلی کا سائز درمیانہ، گودا ملائم اور گھلنے والا ہوتا ہے۔

دودھ ساگر

یہ قسم بھی مشرقی پاکستان میں کہیں کہیں لگائی جاتی ہے۔ پھل بغیر بیج کے، اس کا ذائقہ تیز خوشبودار اور میٹھا ہوتا ہے۔ پھل کا سائز چھوٹا ہوتا ہے۔

کوبری

کوبری ایک اچھی قسم ہے۔ لیکن عام طور پر غریب آدمی اس کو پسند کرتے ہیں۔ مشرقی پاکستان میں اس کو مختلف ناموں مثلاً منوا، مادھوا، جن کالا، شیل، شمونگ، برگلی اور بھاٹ وغیرہ سے پکارا جاتا ہے۔ پھل میں بیج بہت کم ہوتے ہیں۔ پھلی مستطیل نما اور تقریباً بالکل سیدھی ہوتی ہے لمبائی درمیانی، چھلکا مدھم پیلا، گودا میٹھا مگر خوشبو پسندیدہ نہیں ہوتی۔

سنگاپوری

یہ قسم سابقہ مشرقی پاکستان میں باہر سے منگوائی گئی تھی۔ مگر اس کی کاشت ابھی بہت محدود علاقے میں ہے۔ اس قسم کی جماجی، کابلی اور نیپال کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ اس کی پھلی بغیر بیج مستطیل نما، خمیدہ اور لمبی ہوتی ہے۔ چھلکے کا رنگ سبز سے سبز پیلا ہوتا ہے۔ گودا پیلا اور خوشبو بالکل نہیں ہوتی مگر اس کا گچھہ بہت بڑا ہوتا ہے۔

کچکیلا

یہ قسم عام طور پر غریب لوگ سبزی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ پھل کے زود ہضم ہونے کے اعتبار سے اسے بیماری کے بعد مریضوں کو خوراک کے طور پر دیا جاتا ہے۔ اس کا پھل بھاری اور لمبائی کافی زیادہ ہوتی ہے۔ چھلکے کا رنگ تیز سبز ہوتا ہے مگر پکنے پر پیلا ہو جاتا ہے۔ اس کا گودا میٹھا نہیں ہوتا بلکہ اس کا مزہ دیسی کیلے کی مانند ہوتا ہے۔

ابیٹا کیلا

اس میں زیادہ بیج ہوتے ہیں اور پھل بھی عموماً لمبا اور موٹا ہوتا ہے۔ چھلکے کا رنگ ہلکے

Marfat.com

پیلے سے پیلا ہوتا ہے۔ جس پر تانبے کے رنگ جیسے دھبے ہوتے ہیں۔ گودا میٹھا اور پلپلا ہوتا ہے
مغربی پاکستان میں بصرائی کیلے اور مشرقی پاکستان میں امرت ساگر اور سفری اقسام مقبول عام ہیں۔ ہندوستان کے آس پاس کے علاقوں سون کیل، دیلچی، بصرائی، لال کیل اور راجیلی مغربی ہندوستان کی سب سے مشہور اقسام ہیں۔ مدراس میں پون بہت مشہور ہے اور شمالی ہندوستان میں ستجارتی نقطہ نگاہ سے چمپا اور مرتبان۔

تمام کیلوں میں گراس مائیکل (GROS MICHEL) دنیا میں سب سے مشہور و معروف قسم ہے۔ اس کو جمیکا (JAMIACA) میں بلیو فیلڈ (BLUE FIELD) کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ اس کیلے کا خوش ذائقہ ہونا، پھلی کی لمبائی، زیادہ پیداوار، نقل و حمل میں خراب نہ ہونے والی خوبیوں کی وجہ سے اس کو یہ مقام حاصل ہے۔ گراس مائیکل کا پودا لمبا، پھل پتلا، لمبا اور پیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ اس قسم کے بعد کیونڈش (CAVINDISH) کیلا آتا ہے جو کینری (CANARY) اور ہوائی (HAWAII) کے جزیروں میں کثرت کے ساتھ لگایا جاتا ہے۔

پھل کا استعمال

منطقہ ہائے معتدلہ کے علاقوں میں کیلے کا پھل لاکھوں آدمیوں کے روزگار کا باعث ہے۔ اس کے برعکس یورپ میں بحیثیت آسائش بھی کھایا جاتا ہے۔ وٹامن (حیاتین) نمکیات اور غذا کے لحاظ سے کیلے کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ ایک ایکڑ سے کیلے کی پیداوار ۳۰۰۰ پونڈ سے ۷۰۰۰ پونڈ تک ہے۔ جو کہ کسی بھی دوسری فصل کی اوسط سے کہیں زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان علاقوں میں جہاں کیلا بکثرت ہوتا ہے لاکھوں آدمیوں کی خوراک ہے۔ کیلے میں پندرہ سے بیس فی صد شکر ہوتی ہے۔ جو کہ طاقت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ کیلشیم، پوٹاشیم، مگنیشیم، فاسفورس اور کلورین بھی کیلے میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وٹامن اے۔ بی۔ سی بھی کافی مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ کیلا موٹے آدمی اور بچوں کے لئے ایک اچھی اور بہتر غذا ہے۔ بشرطیکہ یہ سستے داموں میسّر آسکے۔

Marfat.com

پکے ہوئے کیلے کے علاوہ کچے کیلے بطور سبزی استعمال کئے جاتے ہیں۔ پکے ہوئے کیلوں کی نسبت کچے کیلوں میں زیادہ وٹامن ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ سبزی کے طور پر استعمال ہونے والی اقسام سکھائی بھی جاتی ہیں۔ جس کو بعد میں پیس کر آٹے کی جگہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مغربی پاکستان میں کیلے کی کاشت کے روشن امکانات

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں کیلے کی موجودہ پیداوار بہت تھوڑی ہے۔

پاکستان میں کیلے کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے صرف ایک راستہ ہے کہ مغربی پاکستان میں کیلے کی کاشت کو فروغ دیا جائے۔ اچھی قسم کے کیلے کے پودوں کی نایابی، سخت گرمی، موسم گرما میں تیز اور تند ہوائیں اور موسم سرما میں سخت سردی خاص کر اس موسم میں کورا پڑنا وغیرہ کیلے کی کاشت میں سخت رکاوٹیں ہیں۔ مغربی پاکستان کے جن حصوں میں یہ رکاوٹیں حائل نہیں ہیں وہاں کیلے کی کاشت بخوبی ہو سکتی ہے۔ اسی لئے مغربی پاکستان میں بصرائی (مہری چھال)، کیلا حیدر آباد، خیرپور ڈویژن، میرپور خاص اور دریائے سندھ کے ڈیلٹے کے حصہ میں بخوبی اگایا جا سکتا ہے۔ اور اب ہر سال اس پھل کی پیداوار میں کیلے کے زیر کاشت رقبہ بڑھایا جا سکتا ہے اور وہ دن دور نہیں جب اس پھل کی مانگ کافی حد تک پوری ہو جائے گی

بیماریاں اور کیڑے

کیلے کے پودے اور پھل کو متعدد بیماریاں اور کیڑے سخت نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان سے چند اہم بیماریاں اور ضرر رساں کیڑوں کا ذکر درج ذیل ہے۔

روٹ سٹاک بورر

بنانا سٹیم ویول (BANANA STEM WEEVIL) اس کے بچے زمین کے نیچے تنے میں سوراخ کر کے پورے پودے کو کمزور کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ پودا مر جاتا ہے۔ جوان کیڑے

Marfat.com

تنے کی جڑ میں خشک پتوں کے نیچے ہوتے ہیں۔ اس کا شدید حملہ اپریل سے اکتوبر تک ہوتا ہے۔

علاج

۱۔ پندرہ دن کے وقفے کے بعد ڈی، ڈی، ٹی کا چھڑکاؤ ضروری ہے۔

۲۔ ایلڈرین (ALDRINE) اور ڈائی ایلڈرین (DIELDRINE) کا مکسچر پودے کے چاروں طرف لگا دینا چاہیئے اور اسی طرح ۲۵ گرام کا ۲۵ فی صد بی، ایچ، سی کا مکسچر بھی کافی مفید ثابت ہوا ہے۔

پتوں اور پھل کی بھونڈی

اس کے حملے سے پھل خراب ہو جاتا ہے۔ اور اس کی خوشبو کم ہو جاتی ہے۔ یہ کیڑا اگست اور ستمبر کے مہینے میں زیادہ نقصان پہنچاتا ہے۔ اس کیڑے کی خوراک نئے نکلنے والے پتے ہوتے ہیں اور اس کے بچے زیر بچوں کی جڑوں کے پاس پائے جاتے ہیں۔ اس کے تدارک کے لئے کیلے کی کیاریوں کو صاف کر کے ڈی، ڈی، ٹی (D.D.T) یا بی، ایچ، سی (B.H.C) کا چھڑکاؤ کرنا چاہیئے۔

پانامہ بیماری

یہ کیلے کے پودے کی نہایت اہم بیماری ہے۔ لیکن یہاں پر اتنی شدید نہیں جتنی کہ وسطی امریکہ اور جزائر غرب الہند وغیرہ میں ہے۔ یہ چمپا اور سونکیل کیلے کی اقسام پر شدید حملہ کرتی ہے۔ بعض اوقات یہ بیماری اتنی شدید صورت اختیار کر جاتی ہے۔ کہ کیلے کے باغات بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔

یہ بیماری ایک زمینی پھپھوندی سے پیدا ہوتی ہے اور اس کی علامات یہ ہیں کہ پتے زرد ہو کر سوکھ جاتے ہیں اور یہ تبدیلی یک دم ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور بعد میں پتے جلد ہی گر جاتے ہیں۔ اور شدید حالت میں پودا کمزور ہو کر زمین پر گر جاتا ہے۔

یہ بیماری پھلوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ پھل کا گچھہ عموماً چھوٹا رہ جاتا ہے اور پھل بوتل

Marfat.com

کی گردن کی طرح ہوجاتا ہے۔ تمام کا تمام پھل ایک ساتھ نہیں بڑھتا۔ کچھ پھلیاں بہت جلد زرد ہوجاتی ہیں۔ اور ان کا گودا خشک اور ذائقہ نشاستے کی طرح ہوجاتا ہے۔

اس بیماری کی روک تھام کے لئے تمام پودے جڑ سے اکھاڑ کر فوراً جلا دینے چاہئیں۔ اور زمین کو ان بجھے چونے کے پانی کے ساتھ اچھی طرح تر کریں۔

چونکہ اس بیماری کا ابھی تک کوئی مکمل علاج موجود نہیں اس لئے اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ پودے لگانے کے لئے زیر بچے ایسے پودوں سے حاصل کئے جائیں جو بالکل تندرست ہوں۔ یہ بیماری ایسی زمینوں میں بھی جلد پھیلتی ہے جن میں پانی کا نکاس اچھا نہ ہو۔ اس لئے یہ بھی احتیاط رکھنی چاہیئے کہ اچھے نکاس والی زمین میں کیلے کی کاشت کی جائے۔ مغربی پاکستان میں ہونے والے تمام کیلے اس بیماری سے محفوظ ہیں مثلاً "بصرائی" کیلا اس بیماری سے محفوظ ہے۔

گچھے کی ڈنڈی کا سڑنا

یہ بیماری پھل کے گچھے میں ہوتی ہے۔ اور گچھے کی ڈنڈی جس جگہ سے مڑی ہوئی ہوتی ہے اس کے اوپر کالے دھبے سوکھ کر پھل کی طرف بڑھتے ہیں۔ پھل کی کھال کا چھلکا سوکھ کر بھورا ہوجاتا ہے اور اس کے اوپر چھوٹی دھاریاں پڑجاتی ہیں جو کہ بعد میں لمبی اور گہری ہوجاتی ہیں۔ اس بیماری کو ختم کرنے کے لئے برگنڈی مکسچر مندرجہ ذیل طریقے پر تیار کر کے استعمال کرنا چاہیئے۔

نیلا تھوتھا	= ۴ پونڈ
واشنگ سوڈا	= ۵ پونڈ
پانی	= ۵۰ گیلن

Marfat.com

پنجی ٹاپ

یہ ایک ایسی بیماری ہے جو تقریباً تمام منطقہ حارہ کے ملکوں میں کیلے کی فصل کو بہت نقصان پہنچاتی ہے۔ یہ بیماری ایک زہر پھیلانے والے کیڑے سے پیدا ہوتی ہے۔ جس کو (PENTITA NIGRONERVOSA) کہتے ہیں اور اس کا شدید حملہ پتوں پر ہوتا ہے اور پتے پودے کے سر کے اوپر ایک گلدستہ کی شکل میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پتوں کے کنارے لہردار ہو جاتے ہیں۔ اور اندر کی طرف مڑ جاتے ہیں۔ پتوں کے تنے کی طرف والے ڈنٹھل میں گہرے ہرے رنگ کی دھاریاں صاف نظر آتی ہیں۔ جو درمیان میں چھوٹی اور مڑی ہوئی ہوتی ہیں۔

تدارک

ابھی تک اس بیماری کا کوئی علاج نہیں نکلا ماسوائے اس کے کہ جس پودے پر اس بیماری کا حملہ ہو اسے جڑ سے اکھاڑ دیا جائے بلکہ اسے جلا بھی دیا جائے۔

پتوں کے دھبے

یہ بیماری بھی کیلے کی دوسری بیماریوں سے کم نہیں۔ بیمار پتوں کا بیشتر حصہ خشک ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پتوں پر کالے کالے دھبے بھی بن جاتے ہیں۔ اس بیماری پر بورڈو مکسچر کے چھڑکاؤ سے قابو پایا جا سکتا ہے۔

انتھرکنوز

یہ بیماری چھوٹے ہرے اور کچے پھلوں میں عام طور پر ہوتی ہے۔ جس کی وجہ (GLEESPORUM) ہے۔ یہ بیماری عموماً پھل کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کرنے کے عمل میں حملہ آور ہوتی ہے۔ اور جب شدید صورت اختیار کر جاتے تو تمام کا تمام پھل براؤن دھبوں سے ڈھک جاتا ہے۔ اس میں احتیاط یہ ضروری ہے کہ جب پھل کو توڑا جائے تو اس کو ضرب یا خراش وغیرہ نہ آئے۔ کیونکہ اس کا حملہ پھل کی کٹائی کے بعد ہوتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

امرود

امرود خط سرطان اور خط جدی کے درمیان کے علاقوں میں اگایا جاتا ہے۔ سب سے پہلے شمالی امریکہ میں میکسیکو اور جنوبی امریکہ میں پیرو کے درمیان پایا گیا تھا۔ وہاں سے یہ دنیا کے مختلف ممالک مثلاً کیوبا، برازیل، ہوائی، فجی، فلوریڈا، کیلیفورنیا، ملایا، ہندوستان اور پاکستان میں پھیلا۔ یوں تو نباتاتی لحاظ سے امرود کی بہت سی اقسام ہیں۔ مگر پاکستان میں جو قسم (SPECIES) پائی جاتی ہے۔ اس کو سڈیم گواجاوا ایل (PSIDIUM GUAJAVA-L) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

پاکستان میں اس کی کاشت کراچی، حیدر آباد، خیر پور، بہاول پور، ملتان، سرگودھا، ڈیرہ اسماعیل خاں اور راولپنڈی کے ڈویژنوں میں بکثرت ہوتی ہے۔ اور ذیل میں امرود کے پھل کا رقبہ اور پیداوار دی جاتی ہے۔

Marfat.com

نام ڈویژن	رقبہ ایکڑوں میں	پیداوار منوں میں
پشاور	۳۵۹۰	۱۹۴۵۰
ڈیرہ اسماعیل خاں	۹۱۵	۱۱۹۳۶۴
قبائلی علاقہ	۲۱۹	۶۴۵۰۰
راولپنڈی	۷۸۷	۷۰۷۰۰
لاہور	۲۹۱۲	۱۶۷۳۶۰
سرگودھا	۲۲۴۱	۲۲۹۵۳۰
ملتان	۴۹۴۱	۹۸۸۱۷۶
بہاول پور	۲۵۰۳	۳۴۹۲۷۰
کراچی	۲۳۶۲	۱۳۰۳۶۰
خیرپور	۲۰۹۲	۱۴۲۵۳۱
حیدر آباد	۲۹۴۲	۱۹۱۷۵۰
کل رقبہ و پیداوار	۲۲۲۷۳	۲۴۷۲۹۴۶

یہ پھل تقریباً ہر جگہ تھوڑا بہت اگایا جاتا ہے۔ اور اس کی قیمت بھی دوسرے پھلوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ اس لئے اس پھل کو ہر طبقہ پسند کرتا ہے۔

غذائی اعتبار سے امرود کو بجا طور پر حیاتین ج کا بادشاہ اور سستا ماخذ تسلیم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں حیاتین ج کی مقدار کھانے والے حصے میں ایک سو گرام میں ۹۱ ملی گرام سے لے کر ۲۸۰ ملی گرام تک پائی جاتی ہے۔ جب کہ ترشاوہ پھلوں میں صرف ۳۰ سے ۶۰ ملی گرام ہوتی ہے۔

پھل کا غذائی تجزیہ مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) قابلِ خوردنی حصہ	۸۴	فی صد
(۲) تحلیل شدہ ٹھوس مادہ	۱۷٫۸	″
(۳) راکھ	۰٫۵۳۱	″

Marfat.com

(۴) اجزائے لحمیہ (پروٹین)	۱٫۲۵	"
(۵) مٹھاس (شکر)	۷٫۳۸	"
(۶) کھٹاس	۰٫۳۶۳	"
(۷) روغن	۰٫۵۲۴	"
(۸) ریشہ	۴٫۴۴۵	"

امرود کے بیج میں لوہے کی خاصی مقدار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ فاسفورس اور چونا (CALCIUM) بھی درمیانی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم کیا گیا ہے۔ کہ اس میں حیاتین الف بھی موجود ہوتا ہے۔ امرود میں اعلیٰ قسم کی پیکٹین بھی خاصی مقدار میں موجود ہوتی ہے جو کہ اعلیٰ قسم کی جیلی بنانے کے کام آتی ہے۔

آب و ہوا

اصل میں یہ گرم مرطوب اور نیم گرم مرطوب خطوں کا پودا ہے ۔ یہ بہت سخت جان ہوتا ہے۔ اور ۵۰۰۰ فٹ کی بلندی پر بھی اس کے پودے اگ جاتے ہیں۔ مگر زیادہ تر یہ نیم گرم مرطوب آب و ہوا میں خوب پرورش پاتا ہے اور خوب پھلتا ہے۔ یہ پودا زیادہ سردی کو قبول نہیں کرتا۔ اگر درجۂ حرارت ۲۹° ف سے گر جائے تو چھوٹے پودے مر جاتے ہیں۔ مگر بڑے پودے ۲۶° ف تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ اس لئے پہلے تین سال سردی سے بچاؤ کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ ہوا روکنے والی باڑیں پودوں کو گرم لُو اور سرد ہواؤں کو روکنے میں کافی مدد دیتی ہیں۔ زیادہ بارش اس کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔ کیوں کہ پھل کی خاصیت خراب ہو جاتی ہے۔ اور پھل پھٹنا بھی شروع ہو جاتا ہے۔ زیادہ بارشوں میں کیڑے مکوڑے چست ہو جاتے ہیں۔ اور پھل کو کافی حد تک نقصان پہنچاتے ہیں۔

زمین

امرود ایک ایسا پھل ہے۔ جو ہر قسم کی زمین میں بار آور ہوتا ہے۔ اس کا درخت بھاری زمین سے لے کر ہلکی ریتلی زمین میں اگایا جاتا ہے۔ مگر دوسرے پھلدار درختوں کی طرح زرخیز اور نرم زمین بہت

Marfat.com

موزوں ہے۔ یہ پودا دوسرے پودوں کی نسبت سیم اور تھور زدہ علاقوں میں بھی کافی کامیاب ہے۔

افزائش

عام طور پر امرود کی افزائش بیج سے کی جاتی ہے۔ مگر اس طرح سے اگائے ہوئے پودے اصل درخت سے مشابہ نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کا پھل صحیح النسل ہوتا ہے۔ اس لئے اس پودے کی نباتاتی افزائش بذریعہ لنگل گیر پیوند۔ گٹی وغیرہ سے کی جاتی ہے۔ چونکہ امرود کے درخت کا چھلکا تنے یا شاخ سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کو آسانی سے پیوند نہیں کیا جا سکتا۔ جن طریقوں سے امرود کی نسل بڑھائی جاتی ہے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

بذریعہ بیج

عمدہ خاصیت کے پکے ہوئے پھل کو دھو کر دو حصوں میں کاٹ کر درمیان سے بیج حفاظت کے ساتھ نکال کر دھو لیا جاتے۔ اور پھل کو جیلی۔ ڈبوں میں بند کرنے یا مٹھائی بنانے کے کام میں استعمال کر لیں۔ بیج کو دھونے کے بعد خشک کر کے راکھ میں ملا کر محفوظ کر لیں۔ اگر بیج کو فوراً بو دیا جاتے۔ تو بہت بہتر ہوتا ہے۔

بیج بونے کے لئے زمین کو اچھی طرح سے تیار کیا جاتے۔ اور اس میں کھاد وغیرہ ملا کر کیاریاں مناسب سائز کی تیار کی جائیں بیج کیاریوں پر لائنوں میں دو تین انچ کے فاصلہ پر ½ ۱ انچ گہرائی تک بو کر اوپر سے ڈھانپ دیا جائے اور روزانہ کیاریوں پر فوارے سے پانی دیا جائے۔ جب تک کہ بیج اگ نہ آئیں۔ بیج کو کیاریوں میں بھی بویا جا سکتا ہے۔ تخمی پودے جب ایک ڈیڑھ سال کی عمر کے ہو جائیں تو ان کو فروری مارچ یا جولائی اگست میں گملوں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ تبدیل کرنے کے ایک ماہ بعد ان گملوں کو اچھی قسم کے پودوں کے ساتھ لنگل گیر پیوند کر دیا جاتا ہے۔ لنگل گیر پیوند کرنے کے لئے ساک اور ساتن کی ٹہنیوں کے ۲ تا ۳ انچ لمبے اور ½ انچ گہرے چھلکے اتارے جاتے ہیں۔ پھر ان دونوں زخمی جگہوں کو آپس میں ملا کر اچھی طرح باندھ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس حصہ پر گوبر اور مٹی لگا دی جاتی ہے۔ تاکہ موسم کا کوئی خراب اثر یا بیماریوں وغیرہ کا حملہ نہ ہو سکے۔ تین ماہ بعد یہ جوڑ مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس پودے

Marfat.com

کو کاٹ کر باغ میں لگایا جا سکتا ہے۔ اس تمام عرصہ میں گملے والے پودے کو روزانہ پانی دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ خشک نہ ہو جائے۔ تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ہمارے علاقہ میں موسم بہار کی نسبت موسم برسات میں زیادہ کامیابی ہوتی ہے۔

افزائش بذریعہ لبگلگیر پیوند

پھل کی قسم، کوالٹی اور نرسری کے پودوں کی افزائش بذریعہ لبگل گیر پیوند کی جاتی ہے۔

جب پودے دو تین انچ اونچے ہو جائیں تو دوسری جگہ تیار شدہ زمین میں چھوٹے چھوٹے پلاٹوں کی صورت میں لائنوں میں ۹ انچ سے ایک فٹ کے فاصلہ پر لگاتے جاتے ہیں اور لائنیں بھی ایک دوسری سے ۱½ فٹ کے فاصلہ پر ہوتی ہیں۔ پودوں کو تبدیل کرتے وقت ان کی صحت اور درجے کے لحاظ سے تبدیل کرنے چاہئیں۔ یعنی گریڈنگ (GRADING) کر کے لگانے چاہئیں۔ عام طور پر ایک سال سے ۱½ سال کے پودے باغ میں لگانے یا گملوں میں تبدیل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

ہوائی داب یا گٹی

اس پودے کی افزائش نسل بذریعہ داب بھی ہو سکتی ہے۔ اگر مناسب شاخیں زمین کے قریب مل جائیں تو ان شاخوں کو زمین میں دبا دیا جاتا ہے۔ اور جب جڑیں نکل آئیں تو ان کو کاٹ کر بطور پودا باغ میں کاشت کیا جا سکتا ہے۔ اگر شاخیں زمین کے قریب نہ ملیں تو ہوا میں ہی ان کی داب تیار کر لی جاتی ہے۔ اس مطلب کے لئے تقریباً آدھا انچ موٹی شاخ منتخب کی جاتی ہے۔ اس موٹائی پر شاخ کا ایک چھلہ اتارا جاتا ہے۔ تاکہ جڑیں آسانی سے نکل سکیں۔ اس زخمی جگہ پر ماہ مارچ اپریل یا اگست ستمبر میں ایک بوری کے ٹکڑے میں مٹی اور گوبر لپیٹ کر باندھ دیا جاتا ہے۔ اور اس جگہ کو ہر وقت نمدار رکھا جاتا ہے۔ اس مطلب کے لئے ایک پانی کا برتن اس جگہ کے اوپر لٹکا دیا جاتا ہے۔ اور اس کے پیندے میں سے ایک رسی گزار کر بوری کے اوپر لپیٹ دی جاتی ہے۔ اس طرح سے پانی رس رس کر اس جگہ کو تر رکھتا ہے۔ جس سے جڑیں جلدی نکلنا شروع

Marfat.com

کر دیتی ہیں۔

برتن والی مشکل کو حل کرنے کے لئے محکمہ زراعت نے ایک نیا طریقہ معلوم کیا ہے۔ اس طریقے سے شاخ کے زخمی حصہ کو سفگنم ماس (SPHAGNUM MOSS) یا لکڑی کے برادے کو گیلا کر کے پالی تھین (POLYTHENE) میں لپیٹ دیا جاتا ہے۔ اس میں پانی خشک نہیں ہوتا اور جڑیں آسانی سے نکل آتی ہیں۔

ایک موسم میں اگر داب لگائی جائے تو دوسرے موسم تک اس میں جڑیں نکل آتی ہیں۔ اس شاخ کو کاٹ کر بطور پودا باغ میں لگایا جا سکتا ہے۔

لائل پور کے تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ اس طریقے سے امرود کی ہوائی داب میں موسم برسات میں ۸۰ ۔ ۹۰ فی صد تک کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔

جڑوں کی قلمیں

یہ طریقہ امرود کی افزائش نسل میں گو عام رائج نہیں ہے۔ لیکن اس سے بھی اس کی افزائش کی جا سکتی ہے۔

اس طریقے سے اچھے خواص والے پودوں کی جڑوں سے قلمیں حاصل کی جاتی ہیں، قلمیں عام طور پر پانچ چھ انچ لمبی اور پنسل جتنی موٹی ہونی چاہئیں۔ ان کو ماہ فروری میں زمین کے متوازی نرسری میں لگا دیا جاتا ہے۔ اور باقاعدہ آبپاشی کی جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ قلمیں پھوٹ کر شاخ اور جڑیں پیدا کرتی ہیں۔

پودے لگانا

باغ میں پودے لگانے سے پہلے زمین کو اچھی طرح تیار کر کے ۲۲ فٹ کے فاصلے پر ۳×۳×۳ کے گڑھے کھود لئے جائیں۔ اور گڑھوں میں ایک حصہ بھل۔ ایک حصہ گلی سڑی گوبر کی کھاد اور تیسرا حصہ گڑھے کی اوپر والی سطح کی مٹی ملا کر بھر لئے جائیں۔ اور گڑھوں کو پانی لگا دیا جائے۔ اور وتر آتے ہی پودے نسب کر دیں۔ پودے کے ارد گرد سے زمین کو اچھی طرح سے دبا دیں۔ تاکہ ہوا خارج ہو جائے۔ اور اس کے فوراً بعد پانی دے دیں۔ پانی دینے سے پیشتر پودے کے تنے کے ساتھ مٹی بھی چڑھا دیں۔

Marfat.com

پودے کی گاچی نکالتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ گاچی پودے کے قد کے مطابق ہو۔ اور ٹوٹنے بھی نہ پائے۔ اور پودے کے سروں کو کاٹ دینا چاہیئے۔ تاکہ جڑوں اور پودے کا تناسب قائم رہے۔ پودے لگانے کا بہترین موسم موسم بہار (فروری مارچ) اور موسم خزاں (اگست ستمبر) ہے۔

آبپاشی

آب پاشی کا انحصار علاقہ کی آب و ہوا اور زمین کی خاصیت پر ہے۔ چھوٹے پودوں کو سارا سال کم وقفوں سے پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بڑے پودوں کو خاص کر جب پھل بڑھ رہا ہو زیادہ مقدار میں پانی کی ضرورت ہے۔ ایک اندازے کے مطابق امرود کو سال میں ۱۲ سے ۱۵ مرتبہ آبپاشی کرنی چاہیئے۔

کھاد دینا

امرود کے پودے سال میں دو مرتبہ پھل دیتے ہیں۔ اس لئے پودوں کی صحت برقرار رکھنے کے لئے پودوں کو کافی مقدار میں نائٹروجن کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے گوبر کی کھاد ۳۰ سیر سے ایک من تک فی پودا کے حساب سے دینی چاہیئے۔ گوبر کی کھاد کے ساتھ امونیم سلفیٹ دینا بہتر رہتا ہے۔ جب دونوں کو ایک ساتھ ملا کر دیا جائے تو گوبر کی کھاد آدھی کر دی جائے اور اس صورت میں امونیم سلفیٹ کی مقدار ½ ۲ سے ۳ پونڈ فی ثمردار پودا ہو گی۔

عام قاعدے کے مطابق گوبر کی کھاد ماہ دسمبر جنوری میں اور کیمیائی کھاد ماہ فروری کے درمیان میں دینی چاہیئے۔ کھاد عام طور پر پودے کے تمام پھیلاؤ میں ڈالنی چاہیئے۔ اور کھاد دینے کے بعد اچھی طرح گوڈی کر کے فوراً آبپاشی کرنی چاہیئے۔

کاٹ چھانٹ

عام طور پر امرود کے پودے میں کاٹ چھانٹ کی خاص ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف چھوٹی عمر کے پودے کا ڈھانچہ سنوارنے کے لئے اور اسے مضبوط بنانے کے لئے اس کی شاخ تراشی کی جاتی ہے۔ بعض اوقات جن لمبی شاخوں پر پھل ہوتا ہے وہ بوجھ کی وجہ سے زیادہ نیچے جھک جاتی ہیں یا ٹوٹ جاتی ہیں۔ ان کے سرے کاٹ دیئے جائیں۔ اس کے علاوہ تنے کے نچلے حصے سے چھوٹی چھوٹی شاخیں

Marfat.com

پھوٹتی ہیں ان کو بھی کاٹتے رہنا چاہیئے۔ وہ شاخیں جو کہ بیلگیر پیوند کے لئے استعمال کی جاسکتی ہوں انہیں بالکل نہیں کاٹنا چاہیئے۔

اوائل عمر میں پودے پر کافی پھول آتے ہیں اور شاخیں جھک جاتی ہیں۔ بلکہ ٹوٹ بھی جاتی ہیں۔ اس حالت میں پھولوں کو کم کر دینا چاہیئے۔ بڑی عمر کے پودوں سے اچھی قسم کا پھل حاصل کرنے کے لئے کچھ پھل توڑ کر چھدرا کر دینا چاہیئے۔

باغ میں فصلات کی کاشت

دوسرے پھلدار پودوں کی طرح امرود کے پودوں میں بھی پھل آنے سے پہلے تک فصلیں کاشت کی جاسکتی ہیں۔ فصلیں اس وقت بونی چاہئیں جب کھاد اور پانی کی سہولت مہیا ہو۔ زیادہ نائٹروجن خارج کرنے والی فصلیں کاشت نہیں کرنی چاہئیں۔ بلکہ سبزیاں اور پھلی دار اجناس کا بونا پودوں کے لئے بھی مفید ہوتا ہے۔

امرود کے درخت کی جڑیں زمین کی سطح کے قریب ہوتی ہیں۔ اس لئے اس میں زیادہ گہرائی تک ہل وغیرہ نہیں چلانا چاہیئے۔ کیوں کہ جڑیں وغیرہ کٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور پودوں کو زمین سے خوراک حاصل کرنے میں بھی رکاوٹ ہوتی ہے۔

پھل کا توڑنا

امرود کے پودے عام طور پر سال میں دو مرتبہ پھل لاتے ہیں۔ ایک فصل موسم گرما (جولائی اگست)، اور دوسری موسم سرما (جنوری فروری)، میں حاصل ہوتی ہے۔ جو پھل موسم گرما میں حاصل ہوتا ہے۔ اس کے پھول ماہ فروری مارچ میں اور جو موسم سرما میں دستیاب ہوتا ہے اس کے پھول جولائی اگست میں آتے ہیں۔

جب پھل پک جاتا ہے تو وہ چمکدار سرخ یا سفید رنگ کا ہو جاتا ہے اور اس میں خاص قسم کی خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔ پھل کو درختوں سے حفاظت کے ساتھ پھل توڑنے والی ٹوکریوں میں توڑا جاتا ہے۔ تاکہ نیچے گر کر زخمی نہ ہو جائے۔ پھل کو توڑنے کے بعد بڑی ٹوکریوں (ڈلیوں) میں ڈال کر منڈیوں میں بھیجا جاتا ہے۔

Marfat.com

پیداوار

امرود کا پودا بھرپور فصل تقریباً پانچ چھ سال کے بعد دینا شروع کر دیتا ہے۔ اس کی پیداوار مختلف جگہوں پر مختلف ہوتی ہے۔ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ مغربی پاکستان میں اس کی اوسط پیداوار ۸۰ سے ۱۰۰ من فی ایکڑ ہے۔ اور دس روپے فی من کے حساب سے اس کی آمدنی ۷۰۰ سے ۱۰۰۰ روپے تک ہو سکتی ہے۔

اقسام

بے شک منڈیوں میں امرود کی مختلف اقسام فروخت کے لئے آتی ہیں۔ مگر ان میں ایک بھی قسم خالص اور معیاری نہیں ہوتی۔ کیوں کہ امرود کے جتنے بھی باغات لگے ہیں وہ سب امرود کے بیج سے پیدا شدہ پودے ہیں۔ یہاں قسم کے لحاظ سے جو نام دیئے گئے ہیں وہ صرف اس کے گودے کو مدِ نظر رکھ کر دیئے گئے ہیں۔ مثلاً "سفیدہ" سرخ اور بعض اوقات اس علاقہ کے نام پر جہاں یہ پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً الہ آبادی وغیرہ۔ مندرجہ ذیل قسموں کے نام خاص صفات کی بناء پر دیئے جاتے ہیں۔

سفیدہ

امرود کی یہ عام قسم ہے۔ اس کا پھل گول۔ چھلکا صاف۔ ذائقہ کافی لذیذ اور میٹھا ہوتا ہے۔

چتی دار

اس قسم کے پھل کا ذائقہ لذیذ اور میٹھا ہوتا ہے۔ چھلکے پر سرخ نشان ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کو دھبے دار کہتے ہیں۔

حفصی

پھل گولائی پر۔ چھلکا صاف اور گودا سُرخ ہوتا ہے۔ اس کو یہ نام اس کے گودے کے رنگ سے سرخہ (حفصی) کہا جاتا ہے۔ یہ قسم اتنی میٹھی نہیں ہوتی جتنی کہ پہلی دو اقسام۔

کریلا

اس قسم میں پھل کریلے یا ناشپاتی کی مانند ہوتا ہے۔ اس کا چھلکا کھردرا اور گودے کا

Marfat.com

رنگ سرخ یا سفید ہوتا ہے

سیڈلیس

اگرچہ اس قسم کے پھل میں کچھ چھوٹے چھوٹے بیج ہوتے ہیں۔ مگر تھوڑی پیداوار، شکل بے قاعدہ ہونے کی وجہ سے تجارتی پیمانہ پر کاشت نہیں کیا جاتا۔

ٹھنڈا آرام

اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹھنڈا اور آرام دہ۔ پھل کا رنگ سفید اور ناشپاتی کی شکل کی مانند ہوتا ہے۔ پھل زیادہ گودے والا۔ نرم۔ میٹھا۔ بہت خوشبو دار اور کم بیج والا ہوتا ہے۔ کچھ دنوں کے لئے رکھا جا سکتا ہے۔ پودے جھاڑی کی مانند گھنے اور پھل کافی ہوتا ہے۔

میجو

پھل گول۔ گودہ سفید۔ کم بیج۔ ذائقہ اچھا اور خوشبودار ہوتا ہے۔ پودوں سے زیادہ پھل حاصل نہیں ہوتا۔

کیڑے مکوڑے اور بیماریاں

امرود کے پھل کو سب سے زیادہ امرود کی مکھیاں (FRUIT FLIES) نقصان

اس کے علاوہ امرود کی گدھڑی اور چھوٹے چھوٹے کیڑے بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔ مگر سب سے زیادہ پھل کی مکھیاں۔ یہ مکھیاں پھل کے اندر انڈے دے دیتی ہیں اور پھل کے اندر ہی چھوٹی چھوٹی سنڈیاں انڈوں سے بن جاتی ہیں۔ اور پھل کا گودا کھا کر بڑی ہو جاتی ہیں۔ اور پھل گل سڑ کر زمین پر گر جاتا ہے۔ اور بعض اوقات درختوں پر بھی موجود رہتا ہے۔ حفاظتی تدابیر کے طور پر گرے ہوئے پھل کو اکٹھا کر کے جلا دینا چاہئے۔ یا گہرا دبا دیا جائے۔ تاکہ کیڑے بڑے ہو کر نقصان نہ پہنچائیں۔

عام طور پر کیڑوں کا شدید حملہ موسم گرما کی فصل پر ہوتا ہے۔ اس لئے جب پھل کچا ہی ہو تو مئی کے مہینے میں اینڈرین اور ڈیٹپر ٹکس کا چھڑکاؤ کرنا چاہئے۔

Marfat.com

ناقص باغات میں امرود کے درخت کا چھلکا کھانے والے کیڑے بھی پائے جاتے ہیں جو کہ درخت کو کافی نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس کو روکنے کے لئے تیل کو پانی میں ۱۵ : ۱۰۰ کے حساب سے ملا کر چھڑکنا چاہئے۔ اور پودے کے ہر حصے پر چھڑکاؤ کرنا چاہئے۔

مصنوعات

امرود کو پھل کے طور پر استعمال کرنے کے علاوہ بہت سی مصنوعات تیار کرنے مثلاً ڈبوں میں بند کرنے۔ مٹھائی بنانے اور جیلی بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

امرود کو ڈبوں میں بند کرنا

اچھے ذائقے۔ زیادہ گودے والے اور سخت مگر پکے ہوئے امرودے کر صاف پانی میں دھو لیں۔ چھلکا اتار کر دو حصوں میں کاٹ لیا جاتا ہے۔ پھر پھل کو دھو کر ڈبوں میں بھر لیں اور اس میں ۴۰ فیصد والا اُبلتا ہوا کھانڈ کا شربت ڈالیں۔ ہوا خارج کرنے کے بعد ڈبوں کا مُنہ بند کر دیں اور اُبلتے ہوئے پانی میں نصف گھنٹے کے لئے رکھیں۔ اُبلتے ہوئے پانی میں سے نکال کر ٹھنڈے پانی میں ڈبو کر نکال لیں اور کسی ٹھنڈی جگہ پر سٹور کریں۔

امرود کی جیلی

اچھے پکے ہوئے صاف اور سخت امرودے کر صاف پانی سے دھو لیں اور چاقو سے ٹکڑے کر لیں۔ ٹکڑوں میں ایک گرام یا ماشہ فی پونڈ پھل کے حساب سے ست لیموں (CITRIC ACID) ملا کر اتنا پانی ڈالیں۔ کہ ٹکڑے اچھی طرح ڈوب جائیں۔ آگ پر رکھ کر تقریباً نصف گھنٹہ کے لئے پکنے دیں۔ اور اس دوران میں لکڑی کی ڈوئی سے کبھی کبھی ہلاتے رہیں۔ تاکہ یہ جل نہ جائیں۔ پیکٹین کا امتحان کر کے دیگچہ کو آگ سے اتار کر جیلی بیگ یا موٹے ململ کے کپڑے جس کی دو یا تین تہیں کی گئی ہوں چھان لیں یا رس کو خود بخود نکلنے دیں۔

پیکٹین کا ٹیسٹ یہ ہے کہ ایک چمچہ رس کا لے کر ٹھنڈا ہونے پر تین چمچے میتھلیٹڈ سپرٹ میں ڈال کر دیکھنے سے اگر ایک تودہ بن جائے تو پیکٹین پوری ہو گی۔ اگر دو یا تین تودے

Marfat.com

بنیں تو درمیانی پکٹین ہوگی۔

اب درمیانی پکٹین والے رس میں ۳/۴ حصہ کھانڈ یا پوری پکٹین والے رس میں برابر کی کھانڈ ملا کر اس قوام کو اتنا پکائیں۔ کہ اس کا درجہ حرارت ۲۲۲ درجے فارن ہیٹ ہو جائے یا اس وقت تک جب ڈوئی پر ٹھنڈا کر کے نیچے گرانے سے چادر کی صورت میں گرے۔

اس مرکب کو صاف اور خشک مرتبانوں میں جو کہ ایک یا دو پونڈ کے ہوں ڈال کر ٹھنڈا ہونے پر موم کی تہہ جما کر ڈھکنے لگا کر ٹھنڈی جگہ پر رکھیں۔

امرود کا پنیر یا مٹھائی

امرود کو اچھی طرح دھو کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں۔ اور اتنا ہی پانی ڈال کر آگ پر پکائیں تاکہ نرم ہو جائیں اور ساتھ ساتھ لکڑی کی ڈوئی سے ہلاتے رہیں۔ جالی کے صاف کپڑے یا ایسی چھانی سے جو کہ (STAIN LESS STEEL) کی ہو چھان لیں تاکہ بیج وغیرہ علیحدہ ہو جائیں۔ اب صاف شدہ گودے کا وزن کر لیں اور مندرجہ ذیل طریقہ سے اشیاء ملا لیں۔

۱۔ گودا	ایک پونڈ
۲۔ کھانڈ	۱½ پونڈ
۳۔ مکھن	۲ اونس
۴۔ ست لیموں	اگرام یا تقریباً ایک ماشہ
۵۔ نمک	آدھا چمچہ
۶۔ رنگ سرخ	دکھانے میں استعمال ہونیوالا، حسب مذاق

اب ماسوا رنگ۔ نمک اور ست لیموں کے باقی تمام اشیاء کو چوڑے منہ والے دیگچے یا کڑاہی میں ڈال کر آنچ پر رکھیں۔ تاکہ وہ گاڑھا ہو جائے۔ اس کے پکنے کی آخری منزل یہ ہے کہ قوام ہلانے پر برتن کے ساتھ چمٹتا نہیں۔ جب یہ حالت ہو جائے تو رنگ۔ نمک اور ست لیموں کو تھوڑے سے پانی میں حل کر کے اس میں ڈال دیں اور آگ سے اتار کر اچھی طرح ملا لیں

Marfat.com

پھر ایک صاف پلیٹ (چوڑی تھالی) میں مکھن لگا کر تیار شدہ پنیر اس پر بکھیر دیں اور ٹھنڈا ہونے پر ٹکڑوں میں کاٹ لیں۔

Marfat.com

لیچی

لیچی۔ جنوبی چین کا بہترین پھل ہے۔ اہل چین اسے پھلوں کا بادشاہ کہتے ہیں۔ چونکہ یہ نہایت لذیذ اور بہترین خصوصیات کا حامل ہے۔ دسترخوان پر اس پھل کی موجودگی نفاستِ طبع کی مظہر ہے۔ لیچی کی کاشت گرم مرطوب اور نیم گرم مرطوب علاقوں میں بڑی کامیابی سے کی جا سکتی ہے۔ چین میں اسے خشک حالت میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

چین زمانۂ قدیم سے اس پھل کی کاشت کے لئے مشہور ہے یہ ایک نمایاں حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں لیچی ایک شیریں چینی تحفہ ہے۔ سابقہ پاکستان میں لیچی بہت اہم پھل ہے اور کافی رقبہ اس کے زیرِ کاشت ہے پاکستان میں سندھ اور سابق پنجاب کے نسبتاً مرطوب علاقوں میں لیچی کی کاشت وسیع پیمانہ پر کی جا سکتی ہے۔ پنجاب کے اضلاع لاہور اور سیالکوٹ میں اس کی کاشت سب سے پہلے رائج ہوئی پاکستان کے علاوہ برما، فلپائن، آسٹریلیا، جنوبی امریکہ، کیلے فورنیا، جزائر غرب الہند اور دوسرے گرم مرطوب علاقوں میں بھی لیچی کی کاشت کی جاتی ہے۔

نباتاتی جائزہ

لیچی کا درخت درمیانے قد کا ہوتا ہے جو کہ پھیلا ہوتا ہے۔ خوشنما سبز پتے عموماً درخت کے تنے

Marfat.com

پر ایک خوبصورت چھتری سی بناتے ہیں۔ درخت کی اونچائی ۲۵ سے ۴۰ فٹ تک ہوتی ہے اور بالائی حصّہ گول ہوتا ہے جس کے باعث یہ بہت خوبصورت نظر آتا ہے اس کے پتّے بہت زیادہ چمکیلے ہوتے ہیں جن کی لمبائی ۳ سے ۴ انچ ہوتی ہے۔

لیچی کے پھول چھوٹے اور غیر نمایاں ہوتے ہیں۔ پھول شاخ کے سروں پر گچھّے کی شکل میں کافی تعداد میں نکلتے ہیں ایک گچھہ ایک فٹ تک لمبا ہوتا ہے پھول زردی مائل سفید ہوتے ہیں۔ نر اور مادہ پھول علیحدہ علیحدہ اور اکھٹے بھی ہوتے ہیں۔ صرف مکمّل اور مادہ پھولوں سے ہی پھل بن سکتے ہیں۔ ایک ہی درخت پر نر اور مادہ پھولوں کا تناسب سال بہ سال بدلتا رہتا ہے۔

لیچی کے پھل میں صرف ایک گٹھلی ہوتی ہے ایک گچھے میں ۲، ۳ سے ۲۰ تک پھل ہوتے ہیں ان کی شکل بیضوی ہوتی ہے۔ پورے طور پر پختہ پھل کا رنگ گہرا گلابی ہوتا ہے جو درخت سے اتار لینے کے بعد بادامی سا ہو جاتا ہے۔ پھل کے بیرونی خول کی سطح سخت اور کھردری ہوتی ہے۔ جس پر کئی چھوٹے چھوٹے مخروطی ابھار نظر آتے ہیں۔ عمدہ اقسام میں گٹھلی چھوٹی ہوتی ہے لیکن تخمی اقسام میں بڑی۔ اس گٹھلی کے ارد گرد گودا ہوتا ہے جس کا رنگ نیلگوں سفید ہوتا ہے اس کے گودے کا ذائقہ نیم ترش اور خوشبو بہت خوشگوار ہوتی ہے۔

پھل کے اجزاء

اس میں حیاتین ج اور حیاتین ب کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن فاسفورس کی نسبت چونا اور فولاد بہت کم ہوتا ہے پھل کی عمدگی کا انحصار زیادہ تر اس کی مٹھاس پر ہے جو آب و ہوا پر منحصر ہے۔

پھل کا کیمیاوی تجزیہ

۱۔	زیادہ سے زیادہ	کم سے کم	اوسط
۱۔ بیج	۱۹۸	۱۲۶۰	۱۵۶۹
۲۔ بیرونی خول	۹۶۹	۹۶۹	۹۶۶
۳۔ گودا	۷۸۶۱	۷۰۶۱	۷۴۶۵
۴۔ نمی	۸۰۶۸	۷۶۶۵	۷۸۶۲
۵۔ سٹرک ایسڈ	۱۶۳۲	۰۶۹۶	۱۶۲
۶۔ تیل	۱۶۶	۰۶۵	۰۶۹۷

Marfat.com

۷۔ پروٹین	۱۶۳	۰۶۲	۰۶۶۴
۸۔ راکھ	۱۶۰	۰۶۵	۰۶۶۹
۹۔ قابلِ استعمال شکر	۷۶۳	۶۶۰	۵۶۸۹
۱۰۔ ہائیڈروجنی شکر	۶۶۹	۴۶۲	۶۲۶۸
۱۱۔ کل شکر	۱۴۶۱۲	۱۲۶۹	۱۳۶۵۷

آب وہوا

لیچی کا پورا گرم مرطوب اور نیم گرم مرطوب خطّوں میں خوب پھلتا پھُولتا ہے۔ ان خطوں کی آب و ہوا میں نمی کافی ہوتی ہے۔ اور کہر شاذونادر ہی پڑتی ہے۔ اس کی کاشت ایسے خطوں میں جہاں گرمیوں میں سخت گرمی اور سردیوں میں سخت سردی اور کہر موزوں نہیں ہے۔ گرمیوں کی خشک آب وہوا اور سردیوں کی کہر نئے پودوں کے لئے خاص طور پر نقصان دہ ہیں۔ تاہم پھولوں کے نکلنے کے وقت قدرے ٹھنڈا موسم ہونا ضروری ہے۔ جوان درختوں پر کبھی کبھار کہر پڑ جانے سے کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لیکن چھوٹے پودوں کو کہر سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اس لئے انہیں سردیوں میں پالے سے بچانا چاہیئے نہر علاقوں میں سخت گرمی کے موسم میں پانی سے پتوں پر چھڑکاؤ کرنے سے پودے جھلسنے نہیں پاتے۔

پھول آنے کے وقفے کے دوران زیادہ بارشیں زیرگی اور بارآوری کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں پھل بننے کے وقت گرم اور مرطوب آب وہوا کا اثر لیچی پر بہت اچھا پڑتا ہے۔

زمین

یہ درخت مختلف قسم کی زمینوں میں بڑی کامیابی سے لگایا جاسکتا ہے۔ تاہم کافی گہری میرا زمین اس کی کاشت کے لئے موزوں ہے برصغیر ہند و پاکستان اور فلوریڈا میں ریتلی زمینوں میں بھی اسے بڑی کامیابی سے لگایا گیا ہے۔ بہترین نتائج حاصل کرنے کے لئے ایسی زمین منتخب کرنی چاہیئے جس کا ردِ عمل قدرے تیزابی ہو، مضمور زدہ زمین میں لیچی کی کاشت تجارتی پیمانے پر سُود مند نہیں ہوتی۔ مشاہدے میں آیا ہے کہ لیچی کا درخت زیادہ دیر تک سیم کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اس لئے اچھے نکاس والی زمین کو ترجیح دینی چاہیئے۔ یہ درخت ترشاوہ پھلدار درختوں کے مقابلے میں زیادہ آبپاشی کو برداشت کرسکتا ہے۔

Marfat.com

افزائش

پھلدار درخت اگر بیج سے اگائے جائیں وہ کبھی صحیح النسل نہیں ہوتے اس لیے نباتاتی طریقے مثلاً پیوند کرنا، قلمیں لگانا افزائش نسل کے لئے موزوں ہیں۔ عام طور پر تمام دنیا میں لیچی کی افزائش بذریعہ گٹی (AIR LAYERING) ہوائی داب کی جاتی ہے۔ پاکستان میں بھی اس کی افزائش اسی گٹی کے ذریعہ کی جاتی ہے کیونکہ یہ بہت آسان طریقہ ہے مگر اس پر وقت اور لاگت زیادہ صرف آتے ہیں۔ چین اور ہوائی میں بغل گیر پیوند (INARCHING) کے طریقے بھی استعمال کیے گئے ہیں۔ لیچی کی افزائش براہِ راست بیج سے بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن عموماً ایسا نہیں کیا جاتا۔

AIR LAYERING :—— (گٹی) اس مقصد کے لئے کافی پختہ اور ½" موٹی شاخیں منتخب کی جاتی ہیں۔ پتے کے قریب جہاں آنکھ ہوتی ہے وہاں نصف سے ایک انچ چھلا اتار دینا چاہئے چھال اترے ہوئے چھلے کو مٹھی بھر نمدار سفیگنم کائی (SAPHAGNUM MOSS) سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس پر پولیتھین یا الکاتھین کا پرت لپیٹ دیا جاتا ہے اس پرت کے دونوں سروں کو باندھ دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس جگہ پر پانی چھڑکنے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ پولیتھین یا الکاتھین کی پرتیں نمی کو محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ ہوا کے گزر میں بھی ممانعت نہیں کرتیں۔ یہ پرتیں شفاف ہوتی ہیں لہٰذا ان کے اندر جڑوں کی پیدائش اور نشوونما کو انہیں ہلائے بغیر آسانی دیکھا جا سکتا ہے داب سے دو تین انچ نیچے شاخ کو دو تین وقفوں میں کاٹ دیا جاتا ہے عرصہ چار پانچ ماہ میں بہت سی جڑیں نکل آتی ہیں اس وقت داب کو کاٹ کر اور اس سے پرتیں اتار کر گملوں میں بڑی احتیاط سے لگا دیا جاتا ہے تاکہ جڑیں ٹوٹنے نہ پائیں۔ گملے خوب گلے سڑے پتوں کی کھاد یا گوبر کی کھاد میں مٹی ملا کر بھرے جاتے ہیں۔ پھر ان گملوں کو ایسی مرطوب جگہ پر رکھا جاتا ہے جہاں درختوں وغیرہ کا سایہ ہو اور یہ احتیاط برتی جاتی ہے کہ گملوں کی مٹی خشک نہ ہونے پائے۔

گٹی کا عمل دو موسموں یعنی موسم بہار (فروری، مارچ) اور موسم برسات (جولائی اگست) میں کیا جاتا ہے۔ اگر شاخیں زمین کے نزدیک مل جائیں تو ٹہنی کا چھلا اتار کر زمین میں دبا دی جاتی ہے اور اس حصّہ کو باقاعدہ نمدار رکھا جاتا ہے تاکہ جڑیں آسانی نکل کر پھیل سکیں۔ گٹی والا طریقہ سب سے پہلے فلوریڈا میں کیا گیا تھا۔ جس کے بعد اب دنیا بھر میں اس کو اہمیت دی جاتی ہے یہ دیسی طریقہ کی ترقی یافتہ شکل ہے۔

Marfat.com

کیونکہ دیسی طریقہ کے مطابق چھال کے اترے ہوئے حصے پر ایک خاص مٹی کی تہہ یا کائی یا ٹاٹ کے ٹکڑے لپیٹ دیئے جاتے ہیں۔ پھر اس کی ایک اونچی شاخ پر پانی والا برتن باندھ دیتے ہیں اور اس کے پیندے میں سوراخ کرکے ایک رسی ڈال دیتے ہیں۔ جس کے ذریعے پانی اس جگہ پر قطرہ قطرہ ہوکر ٹپکتا رہتا ہے۔

پودوں کو باغات میں لگانا

لیچی کے پودوں کو موسم بہار (فروری، مارچ) یا موسم خزاں (ستمبر، اکتوبر) میں لگایا جاسکتا ہے پودے لگانے کے لئے زمین خوب تیار کرنی چاہئے۔ دوسرے پھلدار درختوں کی مانند لیچی کے لئے بھی گڑھے کھودنے چاہئیں۔ گڑھوں کو بھل اور خوب گلی سڑی گوبر کی کھاد سے بھر دینا چاہئے۔ موزوں حالات میں پودوں اور قطاروں کا درمیانی فاصلہ ۴۰ فٹ ہونا چاہئے۔ لیکن ہمارے صوبے میں ۲۵ فٹ کا فاصلہ موزوں ترین ہے۔ پودے لگانے کے فوراً بعد پودوں کی باقاعدہ آبپاشی کرنی چاہئے۔ بنجر علاقوں میں مذکورہ بیان کے مطابق اس کی کاشت کے لئے مناسب حالات اور ضروریات مصنوعی طور پر پیدا کئے جائیں۔

بہتر یہ ہے کہ لیچی کے پودے آم کے بڑے باغات میں لگائے جائیں۔ نیز چھوٹے اور نئے پتوں کو سردیوں اور گرمیوں میں کہر اور لو سے محفوظ رکھنا چاہئے۔

کاشتی عمل

کھاد دینا: — دوسرے پھلدار درختوں کی طرح لیچی کو بھی موزوں وقت پر باقاعدہ کھاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ نئے پودوں کے لئے خوب گلی سڑی گوبر کی کھاد ۵ سیر سے لے کر ۱۰ سیر تک فی پودا کافی ہے۔ چینی لوگ پودے کے ابتدائی دور میں کافی کھاد ڈالتے ہیں۔ عرصہ تین چار ماہ میں وہ ایک دفعہ فضلہ بھی ضرور ڈالتے ہیں۔ بڑے پودوں کو عام طور پر سال میں دو مرتبہ کھاد دی جاتی ہے۔ ایک دفعہ تو بہار کے شروع میں اور دوسری مرتبہ گرمیوں میں اس وقت جب کہ پھل اتار لیا جاتا ہے۔ کھاد پہلی مرتبہ جنوری اور فروری میں اور پھر دوسری دفعہ پھل اتار لینے کے بعد جولائی کے شروع میں دی جاتی ہے تین چار ٹوکری گوبر کی گلی سڑی کھاد ایک جوان سال پودے کے لئے کافی ہوتی ہے۔

جو درخت سیم والی زمین میں اگائے جاتے ہیں۔ وہ درخت غذا کی کمی کے باعث کمزور ہو جاتے ہیں اس کمی کو پورا کرنے کے لئے لیچی کے پتوں پر ۲ پونڈ نیلے تھوتھے اور دو پونڈ آئرن سلفیٹ (IRON SULPHATE)

Marfat.com

کے محلول سے سپرے کرنی چاہیئے۔

آب پاشی

ہمارے ملک میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ لیچی کو پانی دیتے وقت عقل اور فہم سے کام لیں۔ ماہ جنوری سے ماہ جولائی تک پودوں کو بالکل خشک نہ ہونے دیا جائے کیوں کہ یہی وہ موسم ہوتا ہے جس میں پھول اور پھل آتے ہیں۔ اگر ہمارے ملک میں بذریعہ سپرے آبپاشی کی جا سکے تو مغربی پاکستان کے کافی علاقوں میں لیچی کی کاشت کامیابی سے کی جا سکتی ہے۔ موسم گرما میں ہر ہفتہ اور سرما میں ۲ ہفتے بعد آبپاشی کرنی چاہیئے۔

کاٹ چھانٹ

لیچی کے پودے کے لئے کوئی خاص کاٹ چھانٹ درکار نہیں ہوتی اور ہمارے ملک میں تو یہ دستور عام ہے کہ پھلوں کے گچھے سے پھل توڑتے وقت ٹہنیاں اور پتے توڑ دیئے جاتے ہیں۔ جس سے آئندہ فصل کے لئے نئی افزائش کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ یہ مناسب ہوگا کہ پودے کو مضبوط اور صحیح شکل و شباہت کے لئے اس کی اوائل عمر میں کاٹ چھانٹ کی جائے۔ درختوں سے پرانی اور بیمار شاخیں کاٹ دینی چاہئیں۔

پودوں کی گوڈی اور فصلات کی کاشت

لیچی کے لئے گہری گوڈی نقصان دہ ہے کیوں کہ اس کی جڑیں زیادہ گہری نہیں ہوتیں۔ ایسے علاقوں میں جہاں پانی کی بہت قلت ہے۔ پودوں کے آس پاس کوئی فصل وغیرہ نہیں بونی چاہیئے لیکن اگر پانی کی بہتات ہو تو ان میں پھلی دار اجناس بوئی جا سکتی ہیں مثلاً اگر سبزیات یا پھلی دار اجناس کی کاشت کی جائے تو اس سے نہ صرف زمیندار کی آمدنی میں اضافہ ہوگا بلکہ پودوں کے لئے مفید ہوں گی۔

پالے سے بچاؤ

لیچی کے پودوں کو خاص طور پر ان کے ابتدائی دورِ زندگی میں پالے سے بہت زیادہ نقصان پہنچتا ہے اس لئے اسکو پالے سے بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے اس مقصد کے لئے ۲ صورتیں ممکن ہیں ایک تو یہ کہ درختوں کے اوپر چھپر ڈال دیں اور تنوں پر خشک گھاس، سرکنڈے یا ٹاٹ کے ٹکڑے باندھ دیں۔ کورے سے محفوظ رکھنے کے لئے جنتر کے ذریعہ سایہ کرنا بھی مفید ہے۔

Marfat.com

پھل کا اتارنا

لیچی کا درخت باقاعدگی سے پھل دیتا ہے پکا ہوا پھل فوراً اتار لینا چاہئے۔ پھل جب بھی سرخی مائل ہو جائے تو سمجھ لیجئے کہ پھل چکا ہے۔ پھل کو کئی دفعوں میں توڑا جاتا ہے پھل کو دیر تک محفوظ رکھنے کے لئے اس کے ساتھ تھوڑے سے پتے اور ٹہنی کاٹ لی جاتی ہے۔ پھل کو نہایت احتیاط سے اتارنا اور رکھنا چاہئے۔ اگر پھل ایک ایک کر کے توڑا جائے تو خراب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا پھل کا گچھا ہی توڑنا چاہئے۔ یہ بات تجربے میں آئی ہے کہ پھل کو عرصہ ۳ ماہ تک برفانی گوداموں میں رکھا جا سکتا ہے۔

پھل کو منڈی میں بھیجنا

موزوں حالات میں ایک درخت کی پیداوار زیادہ سے زیادہ تقریباً ۲۰ من تک ہو سکتی ہے۔ عموماً مشرقی پاکستان میں لیچی تقریباً ایک روپیہ سیر بکتی ہے۔ جب کہ مغربی پاکستان میں اس کا بھاؤ ۵ ، ۷ روپے فی سیر ہے۔ پھلوں کو منڈی میں بھیجنے کے لئے چھوٹی چھوٹی ٹوکریاں جو کہ دس انچ سے زیادہ گہری نہ ہوں استعمال کی جائیں۔ ورنہ پھل کے خراب ہونے کا بہت زیادہ امکان ہے۔ پھل کی تہوں کے درمیان خشک گھاس پھوس ڈالنا چاہئے۔

بیماریاں اور کیڑے

برصغیر پاک و ہند میں ابھی تک لیچی کے درخت کی بیماریوں اور مضرت رساں کیڑوں پر کوئی تحقیق نہیں ہوئی ——

مصنوعات

لیچی پھل کی مصنوعات بھی کافی ہیں۔ اس کے پھل سے اچار، مربّہ جات اور شراب بنائی جا سکتی ہیں۔ اس کا پھل خشک بھی کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

پپیتا

پپیتے کا اصلی وطن جنوبی امریکہ ہے۔ اسپین کے سیّاحوں نے اس کو پہلی دفعہ پانامہ اور میکسیکو میں سولہویں صدی عیسوی میں دریافت کیا تھا۔ وان لسکوٹن (LIMSC HOTEN) کی آمد سے قبل یہ پھل برِاعظم ہندو پاکستان میں پایا جاتا تھا۔ اس کی کاشت چین میں ۱۶۵۶ء میں ایک ہندوستانی پودے کی حیثیت سے شروع کی گئی۔ اب اس کی کاشت فلوریڈا، ہوائی، فلپائن، ٹانگانیکا، کینیا، کانگو، اوگانڈا، جنوبی افریقہ، سیلون، ہندوستان، پاکستان، برما اور ملایا کے جزائر اور کوینز لینڈ میں بکثرت کی جاتی ہے۔

رقبہ اور پیداوار

لنکا پپیتے کی پیداوار میں نمایاں امتیاز رکھتا ہے۔ اس ملک میں پپیتے کی سالانہ کاشت ۲۵۰۰ سے ۳۰۰۰ ایکڑ کے رقبہ پر کی جاتی ہے۔ ہندوستان میں اس کی کاشت بمبئی، مدراس اور بنگال میں بکثرت ہوتی ہے۔ پاکستان میں ۴۳۱۴ ایکڑ رقبہ زیرِ کاشت ہے۔ جس کی پیداوار ۲۵۱۰۰ ٹن ہے۔ پاکستان میں ٹھٹہ اور کراچی خصوصی امتیاز رکھتے ہیں

Marfat.com

آب و ہوا

پیتے کے لئے گرم مرطوب آب و ہوا موزوں ہوتی ہے۔ بڑے درخت معمولی پالے کو برداشت کر لیتے ہیں۔ ایسی آب و ہوا پیتے کے لئے زیادہ مناسب ہوتی ہے جہاں کورا پڑنے کا امکان کم ہو۔ چھوٹے پودے پالے کو برداشت نہیں کر سکتے۔ چونکہ بڑے درختوں کے اُگنے والے نازک حصے کورا زدہ زمین سے دور رہتے ہیں اس لئے یہ متاثر نہیں ہوتے۔ شمالی پاکستان کے جن علاقوں میں اس فصل کا پالے سے بچاؤ ممکن ہو، وہاں اس کی کاشت ممکن ہے۔ لیکن جن حصوں میں متواتر پالے کا خطرہ ہو۔ اس کی کاشت ناکام رہے گی۔ سردی کے آخر میں سرد ہوائیں پھل کو پکنے نہیں دیتیں۔ پھل کا ذائقہ بھی پھیکا ہو جاتا ہے اور یہ سرد ہوائیں اس کی خوشبو کے لئے بھی مُضر ثابت ہوتی ہیں سردی کی وجہ سے پودے اور پھل کی نشو و نما میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور پھل دیر سے پکتا ہے۔ جب پودوں میں پھول آتے ہیں اس وقت بارش کا ہو جانا بہت مضر ہوتا ہے۔ کیونکہ برسات اور ابر آلود موسم میں عمل زیرگی میں حصہ لینے والے کسان دوست کیڑے کام نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں ہوا میں نمی بکثرت ہونے کی وجہ سے نر پھولوں کا زیرہ (POLLEN) مادہ پھولوں تک نہیں پہنچ پاتا۔ موسم گرما کی تیز ہوائیں بھی پودوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ اس لئے باڑ کا لگانا پیتے کی کاشت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ موزوں ترین ساحلی علاقے جہاں پیتے کی کاشت بکثرت ہوتی ہے کی آب و ہوا حسب ذیل ہے۔

سالانہ درجۂ حرارت زیادہ سے زیادہ ۱ر۸۵ ڈگری اور کم از کم ۲ر۱۷ ڈگری فارن ہیٹ ہوتا ہے اوسط حرارت جنوری میں زیادہ سے زیادہ ۰ر۷۶ اور جون میں ۶ر۹۱ ڈگری فارن ہیٹ تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ گرم ترین مہینہ ہوتا ہے۔ اگست میں درجۂ حرارت گرنا شروع ہوتا ہے اور ۷ر۸۶ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے اور آئندہ مہینوں میں قریباً خوش گوار رہتا ہے۔ کم از کم اوسط درجۂ حرارت جنوری میں ۷ر۵۶ ڈگری ہوتا ہے۔ اس کے بعد بتدریج بڑھتے بڑھتے جون میں ۴ر۸۲ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے اور آئندہ مہینوں میں درجۂ حرارت پھر سے گرنا شروع ہوتا ہے اور دسمبر میں ۸ر۵۸ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے۔ اگست میں رطوبت ۸۴ فی صد ہوتی ہے۔ دسمبر کا مہینہ خشک ترین

Marfat.com

ہوتا ہے جب رطوبت صرف ۵۸ فی صد ہوتی ہے ۔ سالانہ اوسط رطوبت ۷۳ فی صد ہوتی ہے اور ایسے علاقے کورے سے محفوظ ہوتے ہیں ۔ موسم برسات اور دسمبر جنوری میں جبکہ پھل پکنے کے قریب ہوتا ہے اس وقت آسمان ابر آلود ہوتا ہے اور مغربی سمت سے ہوائیں چلتی ہیں ۔

زمین

پپیتے کی کاشت کے لئے وہ زرخیز زمین نہایت موزوں ہوتی ہے جس سے پانی کا نکاس آسانی سے ہو جاتا ہو ۔ اگر کمزور زمین میں کثرت سے کھاد دی جائے تو اس میں بھی پپیتے کی کاشت ہو سکتی ہے ۔ چکنی مٹی والی ایسی زمین زرخیز ہونے کے باوجود پپیتے کی کاشت کے لئے ناموزوں ہے جس میں پانی کا نکاس بآسانی نہ ہوتا ہو ۔ جن زمینوں میں پانی کافی عرصہ بالائی سطح پر رکا رہتا ہو، پپیتے کے لئے مضر ثابت ہوتی ہیں کیونکہ اس میں پودے کثیر تعداد میں مر جاتے ہیں ۔

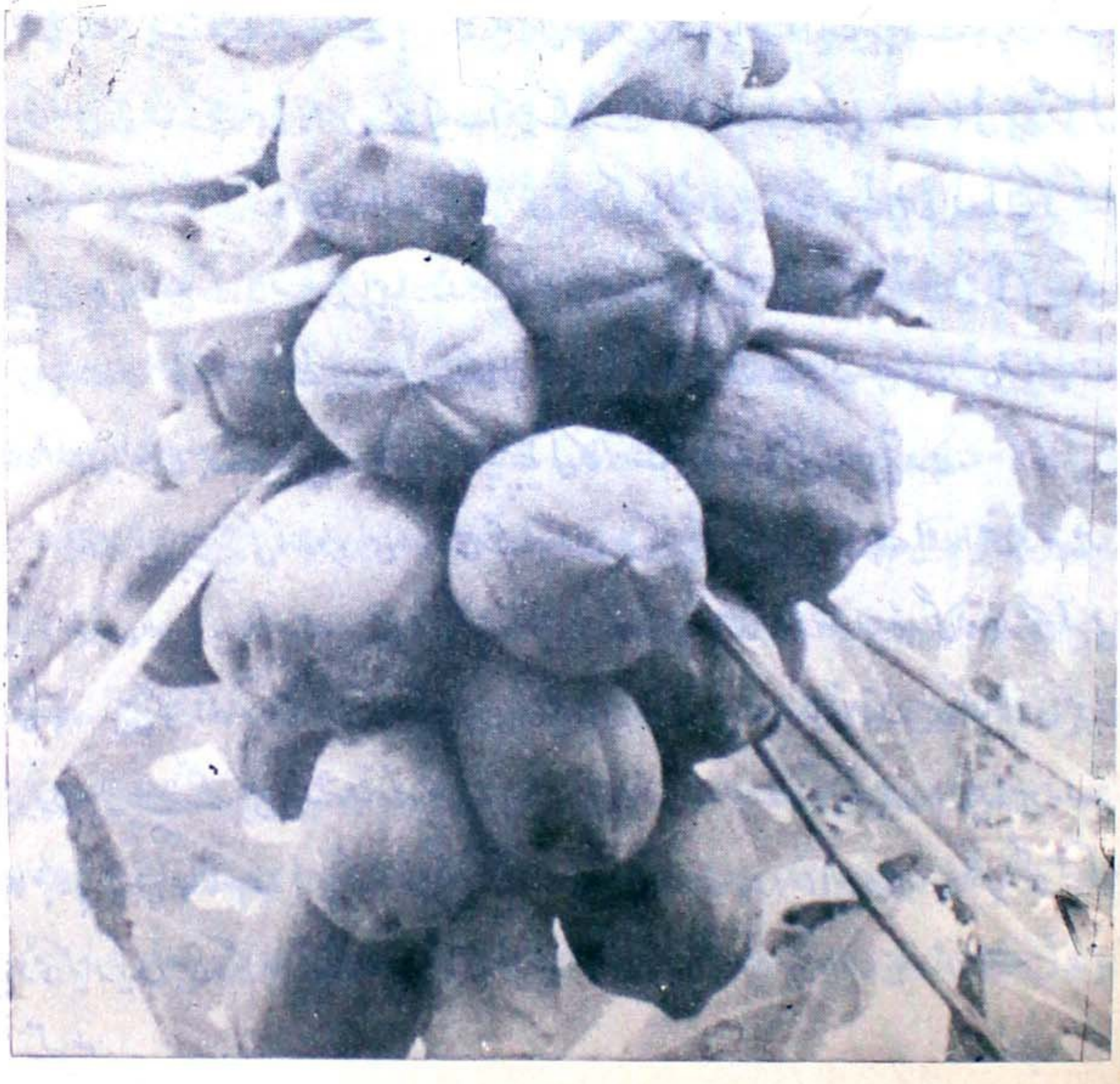

Marfat.com

افزائش نسل

پپیتے کے پودے عموماً بیج سے تیار کئے جاتے ہیں۔ پیوند کے ذریعہ بھی اس کی کاشت کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسے پودے طاقت ور نہیں ہوتے۔ ان کی نشوونما کی رفتار سست ہوتی ہے پھل کم آتا ہے۔ اس کی افزائش نسل قلم سے بھی کی جا سکتی ہے۔ "انڈول ایسٹیک ایسڈ (INDOLE ACETIC ACID) یا انڈول بیٹرک ایسڈ (INDOLE BUT Y. AGID) استعمال سے قلم کاری کی کامیابی بڑھتی ہے چونکہ چشمی اور پیوندی پودوں سے مناسب افادیت حاصل نہیں ہو پاتی اس لئے بیج سے پودوں کو اگانے کا طریقہ عام طور پر مروج ہے۔ چنیدہ پکے ہوئے پھلوں سے بیج حاصل کیا جاتا ہے۔ بیجوں پر جو چکنی سی جھلّی ہوتی ہے وہ کھاد وغیرہ میں ملا کر ملنے سے دور ہو جاتی ہے۔ یہ جھلّی ربڑ کی چادر پر ملنے اور دھونے سے بھی صاف کی جا سکتی ہے اس طرح حاصل شدہ بیج فوراً بویا جا سکتا ہے یا اس کو سایہ میں خشک کرنے کے بعد مناسب وقت پر بونے کے لئے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ پپیتے کے ایک اچھے پھل سے جو مکمل طور پر بڑھا ہوا ہو، ایک ہزار سے بارہ سو تک بیج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے ایک ایکڑ کے لئے تھوڑے سے پھلوں سے کافی بیج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ کراچی کے ٹھیلے والے پپیتا فروش بیجوں کو بالٹیوں میں جمع کرتے ہیں اور ان کو سکھا کر بیچتے ہیں۔ بیج کے دام تین یا چار روپیہ فی سیر ہوتے ہیں۔ یہ بیج چونکہ مختلف اقسام کے پھلوں سے حاصل کردہ ہوتے ہیں اس لئے ان سے لئے جانے والے پودے بھی اسی مناسبت سے مختلف النوع ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پپیتے کی کاشت مخلوط اقسام کی نظر آتی ہے۔

بازار میں پپیتے کی آمد فروری، مارچ کے مہینوں میں کثیر تعداد میں ہوتی ہے اور اسی موسم میں پپیتا ذخیروں میں بویا جاتا ہے۔ بیج دیر تک محفوظ رکھنے سے اس کی قوت روئیدگی بتدریج کم ہو جاتی ہے۔ بیج کو راکھ پر ملنا اس کے اگنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ کافی مقدار میں کھاد دی ہوئی کیاریوں میں پپیتے کے بیج بوئے جاتے ہیں۔ یہ بیج تین ہفتہ کے بعد اگ آتے ہیں۔ انہیں ہر روز ہلکا ہلکا پانی دیا جاتا ہے۔ چونکہ "ڈیمپنگ آف سیڈلنگ (DAMPING) یا "مُردگی" کی بیماری کیاریوں میں عام ہوتی ہے اس لئے اونچے تختوں پر لگانے سے اس بیماری سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

عمدہ پودا حاصل کرنے کے لئے بیجوں کو قطار میں لگایا جاتا ہے۔ دو بیجوں کے درمیان ایک انچ اور دو قطاروں کا درمیانی فاصلہ چھ انچ رکھنا مناسب ہوتا ہے۔ بیج اگنے کے دو ہفتہ بعد کمزور پودوں کو درمیان سے اکھاڑ دیا جاتا ہے تاکہ دو بیجوں کے درمیان کم از کم فاصلہ ۲ - ۳ انچ رہ جائے فروری میں لگائے ہوئے بیج کے پودے چھ سے آٹھ انچ تک بڑے ہو جاتے ہیں اور ان پر ۳ - ۴ پتیاں پھوٹ آتی ہیں۔

پپیتے کی پود لگانے کا موزوں ترین وقت مارچ، اپریل کے مہینے ہیں۔ اپریل کے بعد آنے والے گرم مہینے اس کی نشوونما کے لئے مناسب اور سود مند ہوتے ہیں۔ اس موسم میں پودے تیزی سے بڑھتے ہیں اور سردیاں آنے سے قبل پختہ ہو جاتے ہیں۔ پختہ پودوں پر سردی اثر انداز نہیں ہوتی۔ جون میں بوئے ہوئے پودے جب اگست ستمبر میں لگائے جاتے ہیں تو انہیں سردی سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے کیونکہ سردیوں کے ایام میں یہ کمسنی کے باعث نازک ہوتے ہیں۔ پودے لگانے کے موسم کا اثر ان کے قدوقامت پر بہت نمایاں ہوتا ہے۔ دو پودوں کے درمیان عموماً ۶ تا ۸ فٹ فاصلہ رکھا جاتا ہے جہاں پیداوار یک سالہ یا دو سالہ لینے کا ارادہ ہوتا ہے پودوں کے درمیانی فاصلہ کو کم کیا جا سکتا ہے۔ پپیتے کے ایک ہی درخت پر نر اور مادہ پھول والی اقسام کثرت سے نہیں پائی جاتیں۔ پاکستان میں ان اقسام کی کاشت ہوتی ہے جن کے نر اور مادہ جدا جدا درختوں پر ہوتے ہیں۔ لگائے ہوئے پودوں میں قریباً ۵ فی صد پودے نر ہوتے ہیں۔ مادہ پودوں کی نسلی بخش تعداد حاصل کرنے کے لئے کراچی کے کاشت کار پودوں کو تین سے چار فٹ تک کے فاصلہ پر لگاتے ہیں۔ ان میں قریباً نصف تعداد نر پودوں پر مشتمل ہوتی ہے جنہیں بعد میں زمین سے کاٹ کر الگ کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح مادہ پودوں کی فی ایکڑ تعداد ایک ہزار تا بارہ سو باقی رہ جاتی ہے۔ چونکہ مادہ پھولوں میں نر پھولوں کے زیرہ کی آمیزش نہایت ضروری ہوتی ہے اس لئے تین تا چار فی صد نر پودوں کو اُگنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس طرح پودوں کی کل تعداد ۱۲۰۰ تا ۱۴۰۰ پودے فی ایکڑ ہوتی ہے۔ کچھ کاشت کار تین تین پودوں کو یکجا لگا دیتے ہیں تاکہ ۷۰ فی صد جگہوں پر کم از کم ایک مادہ پودا موجود ہو۔ نر بنیہ پودوں کو پھول آتے ہی نکال دیا جاتا ہے۔ آخر الذکر طریقۂ کار میں پودوں کا درمیانی فاصلہ ۶ تا ۸ فٹ ہوتا ہے۔

Marfat.com

پودے لگانا

پودے لگانے سے قبل ۲ فٹ گہرے، دو فٹ مربعہ (۲×۲×۲) گڑھے کھودے جاتے ہیں اور ان میں آدھ من گوبر کی کھاد پودے لگانے سے پہلے دی جاتی ہے اور اسے اچھی طرح جزو زمین بنا دیا جاتا ہے۔ پودوں کو مع مٹی کے زمین سے نکالا جاتا ہے تاکہ پودوں کی جڑیں مٹی کے ڈھیلوں میں پیوست رہیں۔ پودوں کو زمین میں اتنا ہی گہرا لگانا چاہیئے جتنے نرسری یا پودگاہ میں گہرے تھے۔

آبپاشی

پودے لگا دینے کے بعد انہیں ہلکا سا پانی دیا جاتا ہے۔ اس طرح متواتر ایک ماہ کے عرصے یا پودے مکمل طور پر لگ جانے تک ہر تیسرے یا چوتھے دن آبپاشی کی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہر دسویں دن پانی دیا جاتا ہے۔ جن ممالک میں پپیتے کی کاشت کثرت سے ہوتی ہے مثلاً لنکا، ہوائی اور جنوبی ہند وغیرہ وہاں آبپاشی نہیں کی جاتی کیونکہ ان علاقوں میں کم و بیش ۱۵۰ انچ بارش ہو جاتی ہے جو موسم میں مناسب وقفے پر ہوتی رہتی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پپیتے کو بہت زیادہ پانی کی ضرورت نہیں اور سالانہ پچاس انچ پانی اس کے لئے کافی ہے۔ رنگ سسٹم (RING SYSTEM) اس کے لئے موزوں طریقہ آبپاشی ہے۔ رنگ سسٹم میں پودوں کے تنوں پر مٹی چڑھا دی جاتی ہے۔ اس طرح ڈیڑھ فٹ چوڑا اور آٹھ انچ گہرا گھیرا پودوں کے گرد بن جاتا ہے۔ کراچی کے کاشتکار چونکہ پودوں کو بہت قریب لگاتے ہیں اس لئے ہر پودے کے تنے پر آٹھ دس انچ مٹی چڑھا دیتے ہیں۔ اس عمل سے تنے اس بیماری سے بچ جاتے ہیں جس سے پودوں کے تنے سڑ اور گل جاتے ہیں اور اس بیماری کی اصل وجہ پانی کا بار بار تنے سے لگنا ہوتا ہے۔ ملیر، ملوٹی اور کاٹھور گاؤں کے کاشتکار جو کراچی کے گرد و نواح میں آباد ہیں، پودے لگانے کے بعد ان کے مکمل قیام تک بار بار پانی دیتے ہیں۔ پودے کامیابی سے لگ جانے کے بعد پانی اس وقت تک نہیں دیا جاتا جب تک کہ تمام پتے سرسبز رہتے ہیں اور جب پتے مرجھانے لگتے ہیں تو ان پودوں کو پانی دیا جاتا ہے۔ پانی دینے کا یہ عمل متواتر پانچ چھ ماہ تک جاری رہتا ہے۔ حتیٰ کہ پودوں میں پھول آنے لگتے ہیں۔ پھول آنے کے بعد پودوں کو ہر ہفتہ پانی دیا جاتا ہے۔ کاشت کاروں کا خیال ہے کہ اس طرح پانی دینے کے عمل سے پودے پست قد رہ جاتے ہیں اور زمین سے ۲ یا ۳ فٹ کی اونچائی پر پھیلنے شروع ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

کھاد دینا

کراچی کے گرد و نواح میں پپیتے کے کاشتکار فی ایکڑ دس تا پندرہ ٹرک کھاد دیتے ہیں۔ ہر ٹرک میں ایک سو سے ڈیڑھ من تک کھاد ہوتی ہے۔ اس کھاد میں عموماً ۵ر۔ پونڈ فی صد نائٹروجن ہوتی ہے اس طرح ایک ایکڑ کو چار سو تا چھ سو پونڈ نائٹروجن مل جاتی ہے۔

درمیانہ کاشت

جن مقامات پر پودوں کو آٹھ تا دس فٹ کے فاصلہ پر لگایا جاتا ہے اس کے خالی رقبہ پر فصلوں کی کاشت ممکن ہے لیکن جہاں فاصلہ ساڑھے تین یا چار فٹ ہو وہاں درمیانہ کاشت ناممکن ہے۔ اس لئے کراچی کے کاشت کار پپیتے کے کھیتوں سے کوئی اور فصل نہیں لیتے۔ لیکن کراچی اور حیدرآباد کے اضلاع کے کاشت کار جو آٹھ یا دس فٹ کے فاصلہ پر پپیتا لگاتے ہیں، مرچ، پیاز جیسی سبزیوں کی کاشت کر لیتے ہیں جب تک پودے چھوٹے ہوتے ہیں اس وقت تک یہ کاشت ممکن ہے جو لوگ میانہ کاشت نہیں کرتے وہ زمین کے خالی حصّہ کو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھتے ہیں۔

پودوں کو تراشنا

پپیتے کے پودوں میں ایک تنا ہوتا ہے۔ یہ تنا بالکل سیدھا ہوتا ہے۔ اس میں شاخیں نہیں نکلتیں۔ اگر پودا بہت پرانا ہو جائے یا اس کی چوٹی کی نشوونما رک جائے تو ممکن ہے کہ اس میں سے شاخیں پھوٹ نکلیں اگر چھوٹے پھل دار پودوں کی چوٹی والی کلغی کو تراش دیا جائے تو اس میں سے شاخیں پھوٹ آتی ہیں۔ ان شاخوں سے زیادہ پھل حاصل کرنے کے امکانات بھی ہیں لیکن ان حالات میں یہ ضروری ہے کہ پودوں کو دور دور لگایا جائے تاکہ زمین کو صاف ستھرا رکھنے میں یہ شاخیں حائل نہ ہوں۔

پھولنا اور پھلنا

پودے چار تا چھ ماہ کی مدت میں پھول دینے لگتے ہیں اور دس بارہ ماہ میں ان میں پھل آنا شروع ہو جاتا ہے۔ نر پپیتہ پھول گچھوں میں لگتے ہیں جو ۲۵ تا ۱۰۰ سینٹی میٹر تک کی لمبائی کے ہوتے ہیں۔ مادہ پھول تنہا یا دو تین پھولوں کے گچھوں میں نمودار ہوتے ہیں یہ پھول ڈیڑھ تا دو سینٹی میٹر لمبی شاخوں پر لگتے ہیں۔

Marfat.com

نر بنیہ پھولوں کا زیرہ مادہ پھولوں تک ہوا یا مکھیوں کے ذریعہ پہنچتا ہے ۔ جو مادہ پھول زیرے سے محروم رہتے ہیں ان سے پیدا ہونے والے پھل چھوٹی جسامت کے ہوتے ہیں اور کھانے میں خوش ذائقہ بھی نہیں ہوتے ۔

پپیتے میں تین اقسام کے پودے ہوتے ہیں ۔ نر، مادہ یا مخلوط پودے ۔ اب تک کئی ناکام کوششیں کی گئی ہیں کہ چھوٹے پودوں کی جنس کو باغ میں لگانے سے قبل معلوم کر لیا جائے تاکہ صرف پھل دار مادہ پودوں کی تعداد زیادہ ہو اور ضرورت سے زائد نر پودوں کی کاشت میں زمین ضائع نہ ہو ۔ بیج کا رنگ اور جسامت، پھل کے خصوصی حصے والے بیج ، پودوں کی جسامت وغیرہ کے متعلق ایسی معلومات اب تک حاصل نہیں ہو سکیں جو جنس کی خصوصیات کو ٹھیک ٹھیک واضح کر سکیں ۔

پیداوار

ہر ایک پودے پر قریباً ۲۰ پھل آتے ہیں اور ہر پھل کا وزن دو سے تین پونڈ تک ہوتا ہے ۔ اس طرح ایک پودے سے نصف یا پون من پھل حاصل ہوتا ہے ۔ کراچی کے گرد و نواح کے کاشتکار پودوں کو قریب قریب لگاتے ہیں اور قریباً ۱۲۰۰ پھل دار پودے فی ایکڑ اگائے جاتے ہیں ۔ اس طرح فی ایکڑ پیداوار چھ سو سے نو سو من تک حاصل کی جاتی ہے ۔ پپیتا دس روپیہ فی من تھوک کے حساب سے فروخت ہوتا ہے اس طرح کاشت کار کی سالانہ آمدنی فی ایکڑ چھ ہزار سے نو ہزار روپیہ ہوتی ہے اور سالانہ خرچ دو ہزار سے تین ہزار روپیہ تک ہو جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کھاد بہت گراں قیمت پر دستیاب ہوتی ہے اور زمینوں کو ٹیوب ویل سے سیراب کیا جاتا ہے ۔ نتیجۃً اخراجات کافی ہو جاتے ہیں ۔ جنوبی فلوریڈا میں فی ایکڑ چار سو پودے لگائے جاتے ہیں اور ہر پودے سے قریباً ۵ تا ۱۵۰ پونڈ پھل حاصل کیا جاتا ہے ۔ اس طرح فی ایکڑ تیس ہزار تا ساٹھ ہزار پونڈ یا ساڑھے تین سو سے سات سو من پھل حاصل ہوتا ہے ۔

گورنمنٹ فروٹ ریسرچ اسٹیشن میرپور خاص میں فی ایکڑ ۱۶۲۶۰ پھل حاصل کئے گئے جن کا وزن ۴۲۴۰۰ پونڈ تھا ۔

پھل توڑنا

پھلوں پر ہلکا سا پیلا پن ظاہر ہونا ان کے پک جانے کی علامت ہے ۔ لیکن صحیح علامت

Marfat.com

پھل کو خفیف سا زخمی کرنے کے بعد اس سے نکلنے والے دودھ سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ دودھ تیار پھلوں میں پانی کی مانند ہوتا ہے اور کچّے پھلوں میں بالکل دودھ سے مشابہ ہوتا ہے۔ ناخن تنکے یا نوک دار چھڑی سے پھلوں کو زخمی کر کے ان کے تیار ہونے کو پرکھا جاتا ہے۔ تیار پھل لکڑی کے ڈبوں میں بند کر کے منڈی میں بھیج دیئے جاتے ہیں۔ کچے پھل ایتھیلین گیس سے بھی پکائے جا سکتے ہیں جس کی مقدار ایک حصہ فی ۵ ہزار پھل پر مبنی ہوتی ہے۔ گیس کے استعمال کے بعد پھلوں کو فروخت کرنے سے پہلے ۲۴ گھنٹے تک کھلا رکھنا ضروری ہے۔

اقسام

پاکستان میں پپیتے کی جو اقسام زیرِ کاشت ہیں ان میں ایک قسم واشنگٹن نامی ہے جس کی پتیوں کے ڈنٹھل لال اور اس کے پھول پیلے ہوتے ہیں۔ یہ پپیتا بمبئی میں کثرت سے کاشت کیا جاتا ہے۔ اس کی جسامت درمیانہ، خوشبو عمدہ اور پھل شیریں ہوتا ہے۔ گجرات نامی پپیتے کی قسم بھی اس حصّہ میں کافی مقبول ہے۔ اس کے علاوہ پپیتے کی دیگر اقسام بھی ہوتی ہیں جن کا تذکرہ حسبِ ذیل ہے۔

سولو

ہوائی ملک میں کاشت کیا جاتا ہے یہ پھل وہاں کافی مقبول ہے اس میں نر اور مادہ کے پھول ایک ہی پودے میں پائے جاتے ہیں۔ پھل مستطیل بیضوی ہوتے ہیں وزن قریباً آدھ سیر ہوتا ہے اس کے پھل خوشبودار ہوتے ہیں۔ جنہیں دور دراز منڈیوں میں آسانی سے بھیجا جا سکتا ہے۔

بلو اسٹیم

یہ فلوریڈا کا مشہور پپیتا ہے۔ اس کے پودوں میں بھی نر اور مادہ پھول یکجا پائے جاتے ہیں۔ پھل لمبوترا ہوتا ہے۔ وزن ۲ سے ۴ سیر تک اور اس کا گودا زیادہ اور خوشبودار ہوتا ہے۔

بے ٹی

یہ پپیتے کی وہ قسم ہے جو تین مہینے میں پھول دیتی ہے۔ نر اور مادہ پھول جُدا جُدا پودوں میں ہوتے ہیں۔ پھل درمیانی جسامت کا ہوتا ہے اور اس کا گودا نازک اور خوش ذائقہ ہوتا ہے اس کا چھلکا چونکہ بہت کمزور اور نازک ہوتا ہے اس لئے دور دراز منڈیوں میں برآمد نہیں کیا جا سکتا۔

Marfat.com

فیئر چائلڈ اور کسمی

امریکہ کے محکمہ زراعت نے ان دو اقسام کو کاشت کاروں میں مقبول کیا ہے۔ فیئر چائلڈ کے پھلوں کا وزن ۲ سیر تک ہوتا ہے پھل کا گودا خوش ذائقہ اور شیریں ہوتا ہے۔ گودے کا رنگ ہلکا پیلا ہوتا ہے۔ کسمی کے پھل عموماً ڈیڑھ سیر کے ہوتے ہیں۔ ان کا گودا گھنا اور شیریں ہوتا ہے۔

ہارلٹس گورڈ

پپیتے کی یہ قسم جنوبی افریقہ میں کاشت کی جاتی ہے اس کا ذائقہ نہایت شیریں ہوتا ہے۔

نقصان رساں کیڑے و امراض

پاکستان میں پپیتے کے کیڑوں اور دیگر پیدا ہونے والی بیماریوں سے محفوظ ہیں۔ چونکہ پپیتے کی کاشت ہر سال بڑھ رہی ہے اس لئے بیماریوں کے پیدا ہونے کے امکانات ہیں اسی خیال کے پیشِ نظر دیگر مقامات پر پیدا ہونے والی بیماریوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

کیڑوں سے پیدا ہونیوالی بیماریوں کے نام	نقصان	حفاظتی تدابیر
مائٹس (مکڑی کی اقسام)	پتے کے پچھلے حصہ کو کھاتی ہیں۔ یہ مکڑیاں نسوں کے درمیانی حصہ میں جالے بچھاتی ہیں۔ پھلوں کو گہرا زخم پہنچاتی ہیں اور پھل میں کالے کالے کٹے پھٹے گڑھے ظاہر ہوتے ہیں اس کی وجہ سے پتیاں سکڑ جاتی ہیں اور رنگ زرد ہو جاتا ہے۔ پتوں کے کنارے مڑ جاتے ہیں، خاص کر نئی کونپلیں مرجھا جاتی ہیں اور آخر کار پودا ضائع ہو جاتا ہے۔	اس سے بچنے کے لئے زیر کاشت زمین کو صاف ستھرا رکھنا نہایت ضروری ہے۔ گندھک کا پاؤڈر پانچ پاؤنڈ فی صد گیلن پانی میں گھول کر چھڑکا جائے۔
ایفڈز	یہ بھی پتے کے پچھلے حصوں میں موجود ہوتی ہیں۔ پتے کنارے سے مرجھا جاتے ہیں اور ان کا رنگ ہرے سے زرد ہو جاتا ہے۔ پتوں کے ڈنٹھل جھکنے لگتے ہیں	نکوٹین سلفیٹ ۲ چمچ (چھوٹے) فی تین گیلن پانی میں ملایا جائے جس میں ایک چوتھائی

Marfat.com

تھرپس	خاص کر چھوٹے پتے بدنما کر دیتی ہیں اور ان کی وجہ سے سفید دھبے بن جاتے ہیں ۔	اونس صابن فی گیلن پانی میں ملایا جائے ۔
گرڈاں اور کٹ ورم این تھرکنوز، فروٹ راٹ یا رائپ راٹ (کولے ٹوٹرائی کم) آلٹرنیریا فروٹ راٹ آلٹرنیریا اس پے شیز	یہ پودوں کو کھوکھلا کر دیتے ہیں یا کاٹ کر گرا دیتے ہیں ۔ جب پھل درخت سے توڑنے کے قابل ہو جاتے ہیں اس وقت پھل کے چھلکے پر لال رنگ کے دائرہ نما چھوٹے چھوٹے گہرے دھبے ظاہر ہونے لگتے ہیں اور پھر یہ دھبے رفتہ رفتہ بڑھتے جاتے ہیں ۔	ایگروسائڈ کا محلول ایک یا دو پونڈ کی مقدار میں چھڑکا جائے ۔ برگنڈی مکسچر یا کیوپری سائڈ ۲۵۴ (وائی) کے فوارے ہر دس دن بعد لگوائے جائیں ۔
پاؤڈرمل ڈیو (اوڈیم کیری کیٹ)	پھل چوٹی کی جانب سے بے رنگ ہو جاتا ہے اور اس کا رنگ سیاہ ہونے لگتا ہے ۔ پھل کاٹنے کے بعد اندر کی جانب پھپھوند جم جاتی ہے ۔ اس کا حملہ عموماً پتوں پر ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی پھل پر بھی نمودار ہو جاتا ہے ۔ پرانے پتوں کی نسوں کے درمیان حصے زائل ہو کر سوکھ جاتے ہیں اور پتے جھڑ جاتے ہیں پتوں کے نچلے حصے پر سفید دھبے ہوتے ہیں ۔	
فائپ تھرا اپ رفائے ٹاپ تھرا پیرا سٹیکا)	درختوں کے تنے اور پھل پر حملہ آور ہوتے ہیں ۔ بے رنگ دھبے تنے اور پھلوں پر ابتدائی وقت میں ظاہر ہو جاتے ہیں جن میں سے سیال مادہ نکلتا ہے ۔	
روٹ راٹ یتھیم اور فیوجی ریم اس پے شیز	اثر آلود درختوں کی نشوونما رک جاتی ہے ۔ پتے زرد ہو کر گرنے لگتے ہیں ۔ درخت کی چوٹی چھوٹی اور پتوں سے گھنی ہوتی ہے ۔ درختوں کی جڑیں گہری نہیں جاتیں ۔	پودوں کو زمین سے اکھاڑ کر جلا دیا جائے اور ان کے گڑھوں

Marfat.com

	ان درختوں کو آسانی سے کھینچ کر زمین سے باہر نکالا جاسکتا ہے ۔ ان درختوں کی جڑوں سے بدبو آنے لگتی ہے ۔	میں بورڈو مکسچر ڈال دیا جائے ۔
نمز دگی ویلنگ آف	اس بیماری سے نرسری کے پودے زائل ہو جاتے ہیں نوواردپودے اُگتے ہی مرجھانے لگتے ہیں اور گر کر سوکھ جاتے ہیں ۔ پودوں کے تنے زمین کے قریب والے حصہ میں سکڑے اور مرجھائے ہوئے پلے جاتے ہیں اور ان میں سے پانی رِستا رہتا ہے ۔	نرسری میں پپیتا بونے سے قبل زمین کو فارمالڈی ہائڈ سے دو پاؤنڈ فی ایکڑ کے حساب سے فوارے سے چھڑکے جائیں یہ عمل بیج بونے سے دو ہفتہ پیشتر کیا جائے ۔
نمے ٹوڈ	جڑوں پر چھوٹی چھوٹی گانٹھیں نمودار ہوتی ہیں اور پودے خوراک لینے سے محروم ہو جاتے ہیں پودے کی نشوونما میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور پتے زرد پڑ جاتے ہیں	زمین میں نمے گان لگانے سے یہ بیماری رک جاتی ہے ۔

استعمال

پپیتا ان پھلوں میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے جنہیں لوگ بڑے شوق سے کھاتے ہیں ۔ مکمل طور پر پک جانے کے بعد اس کو کھانے کے استعمال میں لایا جاتا ہے ۔ جب پپیتا کچا ہوتا ہے تو اسے بطور سبزی استعمال کیا جاتا ہے ۔ پپیتے سے اچار ، جام ، جیلی ، مربّہ اور کینڈی بھی بنائی جاتی ہے امریکہ میں پپیتا مشروبات میں بھی استعمال کیا جاتا ہے ۔ پپیتے کا رس اگر تھوڑے سے نمک کے ساتھ لیموں کے رس میں ملا کر استعمال کیا جائے تو بہت ذائقہ دار ہو جاتا ہے ۔ علاوہ ازیں پپیتے کا سرکہ بھی بنایا جاسکتا ہے ۔ امریکہ میں پپیتا ، سنگترہ اور گریپ فروٹ کو ملا کر کاک ٹیل کی طرح استعمال کیا جاتا ہے ۔ پپیتے کو ۲۵ تا ۳۰ ڈگری کثافت شیرے میں تھوڑے سے لیموں کے رس کے ساتھ ڈبوں

Marfat.com

میں محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

پپیتے کا رس ادویات میں بھی استعمال ہوتا ہے ۔ پھل کے اندر پیکٹین کافی مقدار میں ہوتا ہے۔ کچے پھلوں میں پیپین PAPAIN اچھی مقدار میں ہوتا ہے ۔ پکے ہوئے پھل میں ہاضمہ درست کرتے، پیٹ کے درد کو دور اور پیشاب کو صاف کرنے کے اوصاف ہوتے ہیں ۔ پپیتے کا شربت سینہ کے بلغم کو صاف کرتا ہے ۔ یہ شربت خواب آور ہوتا ہے ۔ پیاس بجھانے کے لیے بیجوں کو استعمال کیا جاتا ہے اس کے پتوں کو پلپس کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے ۔ بدن کے جن سوجے ہوئے حصوں پر اس کے پتوں کو لگایا جائے تو یہ بہت مفید ثابت ہوتے ہیں ۔ پپیتے کے درخت کی جڑوں میں بواسیر کو ٹھیک کرنے کی تاثیر ہوتی ہے اور انہیں معجون کی طرح طاقت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کچے پھلوں سے حاصل کردہ دودھ کو جب خشک کر لیا جاتا ہے تو اسے پیپین کہتے ہیں ۔ تجارتی نقطۂ نگاہ سے یہ دودھ گراں قیمت بکتا ہے ۔ پپیتے کے دودھ کو پانی میں ملا کر گوشت گلاتے کے کام میں لیا جاتا ہے ۔ اس دودھ کو بدن کے داغ دھبے دور کرنے کے لئے حسن افزا مرکبات مثلاً کریم، پاؤڈر وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے ۔

پیپین نکالنے کا طریقہ

درخت پر مکمل طور پر تیار ہونے والے پپیتوں کو نوکدار فولاد یا لکڑی کے چاقوؤں سے زخمی کیا جاتا ہے ۔ ایک وقت میں پپیتے پر چار سے زائد زخم نہ لگانے چاہئیں کیونکہ ایسا کرنا پپیتے کے دودھ کی پیداوار کے لئے مفید ثابت نہیں ہوتا ۔ پہلے تین سال تک پپیتے کے پھلوں سے دودھ حاصل کرنا مفید ہوتا ہے ۔ تین سال گذرنے کے بعد اس کے پھل چھوٹے اور قلیل تعداد میں ہوتے ہیں ۔ دودھ حاصل کرنے کے لئے صبح کا وقت نہایت موزوں ہوتا ہے ۔ ابر آلود موسم اور سرد ہوائیں دودھ کی پیداوار میں اضافہ کا باعث ہوتی ہیں ۔ شدت کی گرمی اور گرم ہوائیں دودھ کی پیداوار کے لئے مضر ہیں ۔ پپیتے میں ایک انچ کے آٹھویں حصہ کے برابر گہرے زخم کرنے چاہئیں ۔ زیادہ گہرے زخم کرنے کی صورت میں دودھ منجمد ہو کر بند ہو جاتا ہے ۔ دودھ ہر چوتھے یا آٹھویں دن حاصل کیا جاتا ہے ۔ ایک پھل سے زیادہ سے زیادہ پانچ مرتبہ دودھ حاصل کرنا مناسب ہوتا ہے ۔ پہلے سال میں پپیتوں سے دس سے پندرہ پونڈ تک دودھ حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ تیسرے سال میں اس کی مقدار

Marfat.com

کم ہو جاتی ہے اور پھلوں سے چار یا پانچ پونڈ سے زیادہ دودھ حاصل کرنے کی اُمید نہیں رکھنی چاہیئے۔ پھلوں سے حاصل کرنے کے بعد دودھ دس پندرہ منٹ میں جم جاتا ہے اور اسے الکوہل (شراب) میں ڈال دیا جاتا ہے دودھ نکالتے وقت اس میں سوڈیم بائی سلفائٹ ملا دیا جاتا ہے تاکہ وہ جراثیم سے محفوظ رہے پھر اس کو دھوپ میں یا ۱۳۰ف آگ پر خشک کر لیا جاتا ہے۔ اگر دودھ پتلا ہو تو دس تا پندرہ پونڈ دودھ سے ایک پونڈ خشک دودھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اگر دودھ گاڑھا ہو تو پانچ پونڈ سے ایک پونڈ خشک دودھ حاصل ہو سکتا ہے۔

پاکستان کونسل کے سائنسی صنعتی تحقیقاتی تجربہ گاہوں میں دودھ کو ویکیوم میں ۴۰ تا ۵۰ سنٹی گریڈ کی گرمی میں خشک کیا اور اس کو ۹۵ فی صد الکوہل میں صاف کیا۔ ایک درخت سے ۴ تا ۸ اونس پیپین حاصل ہو سکتا ہے یا ۸۰ تا ۱۷۵ پونڈ پیپین فی ایکڑ حاصل ہو سکتا ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے بیشتر عرصہ میں صاف پیپین کی قیمت ۱۴ روپیہ فی پونڈ سے ۵۰ روپیہ تک فی پونڈ تھی۔ آج کل اس کی زیادہ مانگ امریکہ سے ہوتی ہے اور اس مانگ کو لنکا اور مشرقی افریقہ پورا کرتے ہیں۔

Marfat.com

چیکو

چیکو پاکستان کے نووارد پھلوں میں سے ایک ہے۔ اس کی کاشت اس صوبے کے جنوبی حصے میں قریباً پچیس سال سے ہو رہی ہے۔ چیکو کو میکسیکو (MEXICO) کی زبان میں سیکو سپوٹ (TZICOZ-APTT) کہتے ہیں۔ جس ملک سے صحیح معنوں میں اس کی ابتدا ہوئی ہے۔ شاید اسی نام سے چیکو یا سپوٹا (CHIKOO) (SPOTA) کا نام اردو میں مروج ہوا۔ یہ پھل میکسیکو (MEXICO) سے فلوریڈا (FLORIDA) جامیکا (JAMAICA) فلپائنس (PHILLIPINNES) سیلون (CEYLON) ہندوستان (INDIA) اور پاکستان میں پھیلا۔ بمبئی (BOMBAY) اور سورت (SURAT) درمیانی ساحلی علاقے آندرہ (ANDHRA) ہندوستان میں چیکو کے مشہور علاقے ہیں۔ پاکستان میں اس کی کاشت صرف ساحلی علاقوں تک محدود ہے۔ مغربی پاکستان میں اس کی کاشت حیدر آباد، کراچی، تھرپارکر اور نواب شاہ کے اضلاع میں ہوتی ہے۔ اور ضلع لاڑکانہ میں بھی اس کی کاشت علوم رائج ہے۔ گول یا بیضوی شکل کے چیکو جن کا وزن دو تین چھٹانک ہوتا ہے۔ کھانے میں بہت میٹھے اور لذیذ ہوتے ہیں۔ چیکو میں گرمی اور سردی برداشت کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اس کی کاشت

Marfat.com

بھی اتنی مشکل نہیں ہے۔ اور چونکہ یہ کثرت سے پھل برداشت کرتا ہے اس لئے اس کی کاشت روز بروز مقبول ہوتی جارہی ہے۔

آب و ہوا

یہ گرم علاقوں میں ہوتا ہے۔ ہندوستان کے مشہور چیکو والے (GHOLWAD) بمبئی کے خط کی آب و ہوا کا ذکر یہاں ضروری سمجھا جاتا ہے جس کو پڑھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی کاشت مغربی پاکستان کے جنوبی اضلاع میں کتنی آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ اس خط کا زیادہ سے زیادہ درجۂ حرارت ۹۲° فارن ہیٹ ہے۔ اور کم از کم درجۂ حرارت ۵۲° فارن ہیٹ ہے۔ سالانہ بارش ۴۰ انچ ہے۔ ساحلی علاقہ ہونے کے باعث ہوا میں رطوبت بکثرت ہوتی ہے۔ مغربی پاکستان کے جنوبی اضلاع کی آب و ہوا کا تخمینہ مندرجہ ذیل گوشوارے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

مقامات	زیادہ سے زیادہ درجۂ حرارت	کم از کم درجۂ حرارت	اوسط درجۂ حرارت	مرطوبت فیصد	اوسط بارش
۱۔ جیکب آباد (شمالی علاقہ)	۹۳°۵ ف	۶۶°۴ ف	۸۰°۹ ف	۵۷ فی صد	۳ء۴۴ انچ
۲۔ حیدر آباد (درمیانی علاقہ)	۹۸°۳ ف	۶۸°۷ ف	۸۱°۰ ف	۶۱ "	۷ء۲۲ "
۳۔ کراچی (جنوبی علاقہ)	۸۵°۵ ف	۷۱°۲ ف	۷۸°۵ ف	۷۳ "	۷ء۵۱ "

آب و ہوا کے متعلق مذکورہ بالا اعداد و شمار سے صاف ظاہر ہے کہ کراچی اور حیدر آباد ڈویژنوں کے اضلاع چیکو کی کاشت کے لئے بہت موزوں ہے۔ چیکو سخت سردی کو برداشت نہیں کرسکتا۔ اور اسی لئے ان خطوں میں جہاں شدت کی ہوتی ہے اور کہر پڑنے کا امکان ہے۔ چیکو کی کاشت کے لئے موزوں ہیں۔ حیدر آباد کے اضلاع میں گاہے گاہے کہر پڑنے سے چیکو کی فصل کو نقصان نہیں پہنچتا۔ سیلون اور جاوا (JAWA) کے ساحلی علاقے چیکو کی کاشت کے لئے نہایت موزوں ہیں۔ غلام محمد بیراج (G.M. BARRAGE) کے جنوبی حصے میں چیکو کی کاشت کو فروغ دینے کے وسیع امکانات ہیں۔

زمین

چیکو کی کاشت ہر قسم کی زمین میں کی جاسکتی ہے۔ لیکن ریتلی زرخیز زمین اس کے لئے نہایت

Marfat.com

موزوں ہے۔ جنوبی ہندوستان میں لال مٹی کی پتھریلی زمینوں میں اور پہاڑیوں کی ڈھلوانوں پر اس کی کاشت ہوتی ہے۔ ریتلی اور اوسط درجے کی زمین میں بھی اس کی کاشت تسلی بخش ہوتی ہے۔ چکنی مٹی کی بھاری زمین اس کے لئے ناموزوں ہے۔ زیریں دوچار فٹ پر زمینوں میں اگر سخت نہیں پائی جاتی ہوں تو اس کی نشو ونما رک جاتی ہے۔ ریتلی کمزور زمین میں جڑیں کمزور ہونے باعث آندھی طوفان سے اکھڑ جاتی ہیں۔ چیکو زمین میں کسی حد تک نمکیات کو برداشت کر لیتا ہے۔ اور ہلکے کھارے پانی میں بھی اس کی کاشت ہو سکتی ہے۔ ہندوستان کے گول ورڈ والے خطے میں جو چیکو کی کاشت کے لئے مشہور ہے بارشوں میں سیم کا پانی زمین کے نچلے حصے میں قریباً ایک فٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ اور تھور زمین پر پھیل جاتا ہے۔ لیکن ان حالات کے باوجود درختوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور وہ خوب پھلتے پھولتے ہیں۔

کراچی کے ملیر والے باغات میں اکثر کنوؤں کے نمکین پانی سے کاشت کی جاتی ہے۔ لیکن چیکو کے درخت متاثر نہیں ہوتے۔

افزائشِ نسل

چیکو کے پودے بیج، پیوند، قسموں اور گٹی سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن بیج سے لئے جانے والے پودے قد وقامت میں مختلف ہوتے ہیں۔ اور ان کی لذت اور پیداوار میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ اس لئے چیکو کے پودے تخم ریزی سے نہیں حاصل کئے جاتے۔ چیکو کی ٹہنیاں ½ تا ¾ انچ موٹی لی جاتی ہیں اور ان کی ½ تا ۲ انچ چوڑی چھال اتار لی جاتی ہے۔ مٹی اور گوبر میں ملائے ہوئے کیچڑ کو اس زخم پر لگا دیا جاتا ہے۔ گٹی اور بوری کے کپڑے کی پٹی باندھ دی جاتی ہے۔ اس طریقہ کار کو گٹی (GOOTTEE) کہتے ہیں۔ اس گٹی کو روزانہ ہلکا ہلکا پانی دیا جاتا ہے۔ جو گٹی کے اوپر مٹی کے برتنوں سے ملتا رہتا ہے۔ اس سے جڑیں نکلنے کے لئے قریباً ایک سال کا عرصہ چاہئے۔ ہندوستان میں گٹیوں کو جون میں تیار کیا جاتا ہے اور ان کو جون تا ستمبر والی بارشیں پانی سے نم آلود رکھتی ہیں۔ پھر انہیں اکتوبر تا جنوری ہاتھ سے پانی دیا جاتا ہے۔ جب ان کی جڑیں نکل آتی ہیں تو موسم بہار میں ان کو جدا کر کے گملوں میں رکھا جاتا ہے۔ تیار کی ہوئی گٹیوں میں سے قریباً پچاس فی صد ضائع ہو جاتی ہیں۔

Marfat.com

حیدر آباد میں چیکو کے پودے کھرنی پر پیوند کر کے تیار کئے جاتے ہیں۔ کھرنی کے پھل اپریل کے آخر میں فروخت ہونے کے لئے آتے ہیں۔ ایک سیر پھل سے ایک چھٹانک بیج حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور فی چھٹانک چھ تا سات سو بیج ہوتے ہیں۔ بیج کو اچھی طرح تیار کی ہوئی کیاریوں میں لگایا جاتا ہے۔ بیجوں کے اگنے کی رفتار بہت سست اور بدیر ہوتی ہے۔ بیج بونے سے قبل چوبیس گھنٹے تک پانی میں بھگونے سے ان کی روئیدگی جلد ہوتی ہے۔ ریتلی زمین میں یہ بہت جلد اگتے ہیں۔ کیاریوں میں بیج لگانے کے بعد سوکھے گھاس یا پتیوں کی تہہ ان پر پھیلائی جاتی ہے۔ کیاریوں کو روزانہ پانی دیا جاتا ہے۔ بیج تین یا چار روز میں اگ آتا ہے۔ ان کی افزائش بہت سست ہوتی ہے ایک سال کے عرصے میں مشکل سے ۴ تا ۹ انچ تک بڑھتے ہیں۔ فروری مارچ میں ان پودوں کو دوسری کیاریوں میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ ان چھوٹے پودوں کو ذخیروں میں ٹڈیاں نقصان پہنچاتی ہیں اس لئے حفاظتی تدابیر بہت ضروری ہیں۔ پودے لگانے کے بعد سال ڈیڑھ سال میں وہ پیوند کے قابل ہو جاتے ہیں۔ ان پودوں کو مٹی سمیت زمین سے نکال لیا جاتا ہے۔ ان پر چیکو کے چشمے چڑھائے جاتے ہیں۔ پیوند کا وہی عام طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جو آموں میں رائج ہے۔ چار مہینے میں پیوند تیار ہو جاتے ہیں۔ انہیں جدا کر کے فروخت کرنے سے پیشتر پودے گھر میں رکھا جاتا ہے۔ کھرنی کی کمیابی اور اس کی سست افزائش کے باعث چیکو کے فروغ دینے میں کئی دشواریاں حائل ہیں۔ ہندوستان میں کھرنی کے خودرو پودے کثیر تعداد میں جنگلات سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ کھرنی سے حاصل شدہ پودے بکثرت پھل لاتے ہیں۔

پودے لگانا

پودوں کو لگانے کے لئے زمین کو اچھی طرح تیار کیا جاتا ہے۔ زمین میں دو چار مرتبہ ہل چلائے جاتے ہیں اور ڈھیلوں کو توڑ کر باریک کر لیا جاتا ہے۔ ۳۵ فٹ کے فاصلے پر ۳×۳×۳ فٹ کے گڑھے کھودے جاتے ہیں۔ سندھ کے پرانے باغات میں تیس فٹ پر لگائے ہوئے پودے آپس میں ملے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس لئے محکمہ کی سفارشات کے مطابق اب ۳۵ فٹ کے فاصلے پر پودے لگانے چاہئیں۔ گڑھوں کی مٹی کو ایک مہینے تک ہوا اور سورج کی کرنوں سے متاثر ہونے کے لئے کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور گڑھوں کو بند کر دیا جاتا ہے تاکہ گڑھوں کی مٹی اچھی طرح

Marfat.com

بیٹھ جاتے۔ پودوں کو موسم بہار یعنی فروری مارچ میں یا گرمی کے آخری مہینوں یعنی اگست ستمبر میں لگا دیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا مہینوں میں حیدر آباد ریجن کی آب و ہوا بہت مرطوب ہوتی ہے۔

آب و ہوا

پھلدار پودوں کو مہینے میں دو یا تین مرتبہ پانی دیا جاتا ہے۔ پانی دینے میں تاخیر سے پھول گر جاتے ہیں۔ اور بار آوری پر برا اثر پڑتا ہے۔ مغربی پاکستان کے جنوبی علاقے میں چونکہ گرمی شدت کی ہوتی ہے۔ اور عرصہ دراز تک اس کا اثر رہتا ہے۔ لہٰذا ہفتہ وار پانی دینا زیادہ مناسب ہے۔ ہندوستان کے چیکو کے علاقے میں گرمیوں کے موسم میں متواتر بارش ہوتی ہے اس لئے پانی صرف اکتوبر کے بعد دیا جاتا ہے۔ موسم گرما میں کوئیں میں پانی کم ہونے کے باعث ہر دسویں دن چیکو کے باغ کو پانی ملتا ہے۔ اس پانی کی کمی کے باعث ساٹھ فی صد سہولتیں کم ہوتی ہیں۔ لیکن جن باغات میں پانی باقاعدہ دینے کی سہولتیں میسر ہیں وہاں پیداوار بکثرت ہوتی ہے۔ بارش کے ایام میں پانی گہرائی تک پہنچ جاتا ہے۔ نمکین پانی کے استعمال کی وجہ سے مرچ جیسی درمیانی فصلوں کی کاشت ناممکن ہو جاتی ہے۔ لیکن چیکو پر کوئی برا اثر نہیں ہوتا حتیٰ کہ زمین پر تھوڑ جم جانے سے بھی چیکو متاثر نہیں ہوتا۔

کھاد دینا

چیکو کے باغات میں کھاد دینے کے کوئی خاص طریقے پاکستان میں رائج نہیں ہیں۔ گاہے گاہے دو اڑھائی من گوبر کی کھاد فی درخت دی جاتی ہے۔ میرپور خاص کے سرکاری باغ میں کئے ہوئے تجربات کی بنا پر مندرجہ ذیل سفارشات کی جاتی ہیں۔

۱۔ اڑھائی من گوبر کی گلی سڑی کھاد (ایک پونڈ نائٹروجن)، فی پھلدار درخت فروری کے پہلے ہفتے میں دینی چاہیئے۔

۲۔ سات سیر مچھلی کی کھاد (ایک پونڈ نائٹروجن)، اپریل کے پہلے ہفتے میں دینی چاہیئے۔

۳۔ سات سیر مچھلی کی کھاد (ایک پونڈ نائٹروجن)، جولائی کے آخری ہفتے میں۔

اگر مچھلی کی کھاد با آسانی حاصل نہ ہو سکے تو ولایتی کھاد امونیم سلفیٹ بحساب اڑھائی سیر فی پودا استعمال کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

درمیانی فصلیں

چونکہ پودوں کے مکمل طور پر بڑھنے اور زمین پر پھیل جانے میں آٹھ تا دس سال کا عرصہ لگ جاتا ہے۔ اس دور میں درمیانی زمین کے حصوں میں سبزی یا چارے یا چارے آسانی سے کاشت کئے جا سکتے ہیں۔ خالی رقبہ میں ان فصلوں کی کاشت سے خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔

شاخ تراشی

چیکو کے پودوں کو شاخ تراشی کی چنداں ضرورت نہیں۔ صرف بیمار اور خشک پیداوار اور ناکارہ شاخیں کاٹنی چاہئیں۔

چیکو کے پودے قریباً تیسرے سال پھل دینا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن پانچویں یا چھٹے سال اچھی طرح سے پھلتے ہیں۔ بیج سے لگائے ہوئے پودے آٹھ یا دس سال کے بعد پھل دینا شروع کرتے ہیں۔ تیس سال کے بعد پودے کے پھلنے کی قوت کم ہو جاتی ہے۔ پودے سارا سال پھول دیتے ہیں۔ لیکن موسم بہار اور گرمیوں کے آخر یعنی اگست ستمبر میں پودے کثرت سے پھول دیتے ہیں۔ سالانہ دو فصلیں حاصل کی جاتی ہیں۔ اپریل تا جون فصل اچھی ہوتی ہے۔ سردیوں میں آنے والی فصل کم ہوتی ہے۔ بار آوری کا انحصار اقسام پر ہے۔ گول پھل والی اقسام کم پھلتی ہیں۔ اور بیضوی شکل کی اقسام بکثرت پھل دیتی ہیں۔ چھ تا ۱۲ صد پھل فی درخت حاصل ہوتے ہیں۔

پھل توڑنا

پھل جب پورے قد و قامت کے ہو جاتیں تو انہیں توڑ لینا چاہئے۔ پھلوں کے تیار ہونے پر ان کی رنگت ہلکی سرخ سے تبدیل ہو کر ہلکی سبز یا پیلی ہو جاتی ہے۔ ان پھلوں کو زخمی کرنے سے دودھ نہیں نکلتا۔ درختوں سے پھل توڑتے وقت ان کو زمین پر گرنے نہیں دیا جاتا ہے۔ انہیں لکڑی کے ڈبوں میں بند کیا جاتا ہے اور چار یا پانچ دن میں نرم اور میٹھے ہو کر کھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ پھلوں کی کوئی معیاری گریڈنگ نہیں کی جاتی تاہم پھلوں کے سائز کے مطابق انہیں چھوٹا، بڑا اور درمیانہ سائز کے گریڈوں میں جدا جدا کر کے فروخت کیا جاتا ہے۔ ان گریڈوں کی تفصیلی معلومات مندرجہ ذیل ہیں۔

Marfat.com

گریڈ	گول			بیضوی		
	گودا	کھال	بیج	گودا	کھال	بیج
(۱)	۲۳٫۸۵	۱۶٫۱۲	۲٫۶۰	۸۷٫۰۷	۱۱٫۶۰	۱٫۳۳
(۲)	۸۴٫۷۲	۱۱٫۲۳	۴٫۳۷	۸۶٫۲۳	۱۱٫۹۵	۱٫۷۵
(۳)	۷۲٫۲۰	۲۲٫۲۰	۵۰٫۶۰	۸۲٫۹۷	۱۴٫۹۰	۲٫۱۳

اقسام

حیدرآباد ڈویژن میں چیکو کے باغات میں تین قسم کے درخت پائے جاتے ہیں۔

۱۔ درخت کی ٹہنیاں سیدھی اور شاخیں یکجا۔

۲۔ درخت کی ٹہنیاں کھلی ہوئی اور شاخیں یکجا۔

۳۔ درخت کی ٹہنیاں پھیلی ہوئی اور بے ترتیب

ان درختوں پر دو طرح کے پھل پائے جاتے ہیں۔

(۱) بیضوی (۲) گول

بیضوی پھل

نیچے کی جانب نوک دار، درمیان میں پھیلا ہوا اور چوٹی کی جانب پھر نوکدار ہوتا ہے۔ ان پھلوں میں بیج اکثر ایک سے زائد نہیں ہوتا۔ پھل قریباً پانچ سینٹی میٹر تک درمیانی حصہ میں پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ اور وزن تقریباً تین اونس ہوتا ہے۔ اور گول پھل درمیانی حصے میں چھ تا سات سینٹی میٹر چوڑا ہوتا ہے۔ اور چار تا پانچ اونس وزن ہوتا ہے۔ اس میں بیج ایک سے زائد ہوتے ہیں۔ دونوں پھلوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا۔ لیکن بیضوی شکل کے پھل اکثر میٹھے ہوتے ہیں۔

امراض

ضرر رساں کیڑے

حیدرآباد ڈویژن میں نقصان دہ امراض سے چیکو محفوظ ہے۔ صرف ایک کیڑا بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ جو پودوں کی کلیوں اور پتیوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ وہ مکڑیوں کی طرح پتوں میں جالے بنا

Marfat.com

کرانہیں جوڑ دیتا ہے۔ اور اس طرح کی محفوظ جگہ میں اپنی خوراک حاصل کرتا رہتا ہے۔ لیڈ آرسینیٹ (LEAD ARSENATE) کے سپرے سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

میرپور خاص کے سرکاری باغ میں ۱۲ فی صد بی۔ ایچ۔ سی ۵۰ ۱ فی صد گیلن پانی میں ۲ پونڈ ۷۵ فی صد ڈی۔ ڈی۔ ٹی کے ساتھ ملا کر سپرے کرنے سے اس کیڑے کی شدت کو ختم کیا گیا ہے۔ ڈیپٹریکس کے تین یا چار پونڈ فی صد گیلن پانی میں استعمال کرنے سے بھی اس پر قابو پایا گیا ہے۔ پھلوں میں کبھی کبھی بورر کا حملہ ہوتا ہے۔ لیکن اسے یہ کیڑا بہت کم نقصان پہنچاتا ہے۔

استعمال

چیکو کھانے کے علاوہ ڈبوں میں بھی بند کیا جاتا ہے اور اس سے جیم (JAM) اور سکوایش بھی بنائے جا سکتے ہیں۔

آمدنی

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ ایک درخت سے پانچ صد یا ایک ہزار پھل حاصل ہوتے ہیں۔ اور یہ فی درجن ایک روپیہ تا ڈیڑھ روپیہ کے حساب سے اکٹھا فروخت کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح ایک درخت سے پچاس یا پچھتر روپے سے لے کر سو تا ڈیڑھ سو روپیہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اس طرح کم از کم آمدنی ایک ایکڑ کے ۳۶ درختوں سے اٹھارہ سو سے لے کر چون سو روپے تک حاصل ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

لوکاٹ

تاریخی اہمیت اور جغرافیائی تقسیم

اس کا اصلی وطن وسط چین کہا جاتا ہے مگر اس پھل نے جاپان میں بہت مقبولیت حاصل کرلی ہے۔ اس کی زیادہ اور مشہور اقسام وہیں پر دریافت کی گئی ہیں یہ دنیا کے منطقہ حارہ اور منطقہ معتدلہ کے ممالک کا پھل ہے۔ تجارتی پیمانہ پر یہ پھل بحیرہ روم کے خطہ والی آب و ہوا مثلاً آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، جنوبی امریکہ، فلوریڈا اور کیلے فورنیا میں کاشت کیا جارہا ہے۔

یہ بات پورے وثوق کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی کہ یہ پھل پاک و ہند میں کب آیا۔

پاکستان کے اضلاع یعنی لاہور، گوجرانوالہ، ہزارہ (ہری پور) جہلم (چوہا سیدن شاہ اور کالرکہار) راولپنڈی اور مردان کے علاقوں میں تجارتی پیمانہ پر کاشت کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں موجودہ صورت حال اور مستقبل۔

آزادی سے پہلے سے لوکاٹ پنجاب کے شمال مشرقی اضلاع میں بڑی کامیابی کے

Marfat.com

ساتھ کاشت کیا جارہا ہے۔ پنجاب کے دامن کوہ کے اضلاع بھی لوکاٹ کی کاشت کے لئے موزوں ہیں اس وقت جہلم۔ راولپنڈی۔ مردان۔ سیالکوٹ اور لاہور کے اضلاع میں بہت تھوڑا رقبہ اس کے زیر کاشت ہے تاہم اس کی توسیع کے بہت زیادہ امکانات ہیں کیونکہ ایک تو اس کا پھل بڑا لذیذ ہوتا ہے دوسرے یہ منڈیوں میں سال کے اس وقت میں آتا ہے جبکہ کوئی دوسرا پھل منڈیوں میں بہتات سے دستیاب نہیں ہوتا۔

نباتاتی جائزہ

لوکاٹ (ROSACEAE) خاندان سے تعلق رکھتا ہے اس کا پودا عموماً ۲۰ فٹ اونچا، جھاڑی نما زیبائش ورسدا بہار ہوتا ہے۔ اس کے پتے لمبے جن کی اوپر والی سطح ملائم ہوتی ہے، پھول کی ڈنڈی کی لمبائی تقریباً ۹ انچ ہوتی ہے پھول سفید اور خوشبودار ہوتا ہے۔ مختلف اقسام میں پھل کی شکل بھی مختلف ہوتی ہے۔ اس کے پھل کی لمبائی تقریباً ۱ تا ۱½ انچ ہوتی ہے جو کہ ہلکے زرد سے سُرخ گہرا زرد ہوتا ہے۔ اس کے پھل کا چھلکا بہت پتلا لیکن سخت۔ مگر آسانی کے ساتھ گودے سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے پھل کا گودا نرم، رس دار ہوتا ہے جس میں دو سے پانچ تک بیج ہوتے ہیں۔

آب و ہوا

لوکاٹ سدا بہار اور منطقہ معتدلہ کا پودا ہے اس کا پودا بہت سخت جان ہے یہ اپنی بڑھوتری کے لئے نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ سرد آب و ہوا پسند کرتا ہے اور معتدل آب و ہوا میں بڑی اچھی طرح نشوونما پاتا ہے۔ ایسے علاقے جہاں پچیس سے تیس انچ بارش سالانہ مناسب وقفوں کے بعد ہوتی ہو اس کی کاشت کے لئے زیادہ موزوں ہیں یہ نہری علاقوں کی گرم خشک آب و ہوا کو برداشت نہیں کر سکتا۔ پھل کے پکنے کے وقت سخت دھوپ اور گرم ہوائیں اس کے پھل کی جسامت پر اثر انداز ہوتی ہیں جس کی وجہ سے پھل یا تو بہت چھوٹا رہ جاتا ہے یا پھر اچھی طرح پک نہیں سکتا۔ لوکاٹ سایہ دار جگہ میں بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس کو بطور عارضی پودے کے دوسرے پھل دار پودوں میں لگایا جاتا ہے۔ لوکاٹ چھ ہزار فٹ کی بلندی تک کاشت کیا جا سکتا ہے لیکن اتنا اونچائی پر بہت تھوڑا پھل لگتا ہے جو

Marfat.com

ذائقہ میں ترش ہوتا ہے۔

موزوں زمین

لوکاٹ تقریباً ہر قسم میں کاشت کیا جا سکتا ہے۔ یہ زرخیز میرا زمینوں میں جن میں پانی کا نکاس اچھا ہو خوب پھلتا پھولتا ہے۔ چکنی اور ریتلی زمینوں میں اسے کاشت نہیں کرنا چاہیئے۔ زمین کی نچلی سطح میں کنکر پتھر وغیرہ کی تہ نہیں ہونی چاہیئے۔

کھاد

تاحال لوکاٹ پر کھاد کے متعلق کوئی تجربہ نہیں ہوا۔ تین چار سال کے چھوٹے پودوں کو دس سے پندرہ سیر گوبر کی گلی سڑی کھادنی پودا ڈالنی چاہیئے۔ کھاد کی مقدار پودے کی عمر یا صحت کے مطابق کم و بیش کی جا سکتی ہے۔ ایک جوان پودے کو ایک سے ڈیڑھ من گوبر کی گلی سڑی کھاد سالانہ دینی چاہیئے۔ اگر اس کے ساتھ کوئی دوسری کیمیائی کھاد استعمال کرنی ہو تو آدھ سیر ایمونیم سلفیٹ اور بیس یا تیس گوبر کی کھادنی پودا ڈالنی چاہیئے۔

افزائش نسل

لوکاٹ کی عام طور پر افزائش نشل بذریعہ تخم ہی کی جاتی ہے لیکن بہت تھوڑی تعداد میں اسے بغلگیر پیوند اور چشمے کے ذریعے بڑھایا جاتا ہے۔

تخمی افزائش نسل

اس مقصد کے لئے عمدہ قسم کا پورا پکا ہوا پھل منتخب کر کے اس میں سے بیج نکال لیا جاتا ہے۔ اس کو فوری طور پر اونچی کیاریوں یا ملہل سے بھرے ہوئے گملوں میں بو دیا جاتا ہے۔ بیج کو زیادہ گہرا نہیں بونا چاہیئے۔ بعد میں پانی سے ان کیاریوں اور گملوں کو گیلا رکھا جائے۔ عام حالات میں اسے اُگنے کے لئے ایک ماہ کا عرصہ درکار ہے۔ اسے زیادہ مقدار میں پانی دینا مضر ثابت ہوتا ہے۔ بیج کو گملوں میں بونا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ ان کو گرم ہواؤں اور بارش سے محفوظ کرنا آسان ہے۔ جب بیج اُگ کر تین انچ سے چار انچ تک کی اونچائی تک پہنچ جائیں تب ان کو چھ انچ کے گملوں میں تبدیل کر دینا چاہیئے۔ جب ان تخمی پودوں کا قد ڈیڑھ فٹ تک ہو جائے اور ان کے تنے کی موٹائی ایک پنسل کے برابر

Marfat.com

ہو جائے تو ان کو دس انچ کے گملوں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

نباتاتی طریقہ۔ لبغلگیر پیوند

جب تخمی پودا پنسل کے برابر موٹائی میں ہو جائے تب اس کو فروری مارچ یا جولائی اگست میں دس انچ کے گملوں میں بغلگیر پیوند کے لئے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد انہیں عمدہ پودوں کے پاس لے جائیں جہاں سے پیوند لینا مقصود ہو۔ گملے سے تقریباً ۶" سے ۹" اوپر مناسب موٹائی پر دو سے تین انچ لمبا اور ۱/۸ انچ موٹا چھلکا دونوں طرف یعنی سٹاک اور سائن کی شاخوں پر سے اتارتے ہیں اور دونوں ٹہنیوں کو ملا کر باندھ دیتے ہیں اور اس کے اوپر گوبر اور گارے سے تیار شدہ مادے کا پلستر کر دیتے ہیں تاکہ جڑنے والی جگہ ہوا پانی اور جراثیم سے محفوظ رہ سکے۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ باندھے ہوئے گملوں کو باقاعدگی سے پانی ملتا رہے۔ تین مہینے کے بعد ان کا جوڑ مکمل ہو جاتا ہے۔ دیسی پودے کو جوڑ سے تین انچ اوپر اور پیوندی شاخ کو جوڑ سے ۳" نیچے دو تین وقفوں میں کاٹ دیا جاتا ہے پھر ان کٹے ہوئے گملوں کو سایہ دار جگہ میں محفوظ رکھ کر باقاعدگی سے پانی دیتے رہنا چاہیئے۔ بغلگیر پیوند کا عمل دونوں موسموں مثلاً بہار (مارچ۔ اپریل) اور خزاں (اگست ستمبر) میں ہو سکتا ہے۔

بذریعہ چشمہ

اگرچہ یہ طریقہ مغربی پاکستان میں عام نہیں ہے تاہم اس طریقے سے پودے کی افزائش نسل کی جا سکتی ہے۔ جب تخمی پودے ڈیڑھ سے دو سال کے ہو جائیں تو ان کو (بڈ) نما طریقے سے چشمہ چڑھایا جاتا ہے۔ یہ طریقہ ترشاوہ خاندان میں عام استعمال ہوتا ہے چشمہ چڑھانے کا عمل بھی دونوں موسموں میں جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے۔ عمل میں لایا جاتا ہے۔

جگہ کا انتخاب

لوکاٹ کا پھل بڑا نازک ہے اس لئے اس کے پھل کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے میں کافی نقصان ہونے کا احتمال ہے۔ لہٰذا لوکاٹ کے باغ لگاتے وقت مناسب جگہ کا انتخاب کرنا ضروری امر ہے اس باغ کا منڈی، پکی سڑک یا سٹیشن سے قریب ہونا بڑا ضروری ہے۔ اگر یہ سہولتیں میسر نہ ہوں تو کم از کم کچی سڑک سے ملا ہوا ہو۔ تاکہ پھل بغیر نقصان کے منڈی تک

Marfat.com

پہنچایا جاسکے۔ اگر اس پھل کو دوسرے پھل دار پودوں کے ساتھ لگانا مقصود ہو تو اس کے لئے جگہ شمال مشرق کی طرف مخصوص کر دینی چاہیئے لیکن اگر اسے بالکل علیحدہ لگانا ہو تو جنوب مغرب کی طرف ہوا توڑ باڑ کا ہونا ضروری ہے تاکہ گرم آندھیوں سے اس کی حفاظت ہو سکے۔ پودوں کا درمیانی فاصلہ بیس سے پچیس فٹ ہونا چاہیئے۔

اقسام

پاکستان میں لوکاٹ کی صرف چند اقسام ہی موجود ہیں جو درآمد کی گئی ہیں ان میں سے ٹناکا۔ میچ لیس اور تھامسن پرآئڈ اقسام محکمہ زراعت کے شعبہ اثمار کے تحت لائل پور کے تجرباتی باغ میں کامیابی کے ساتھ پھل دیتی رہی ہیں۔ اگر ان اقسام کو اپنایا جائے تو لوکاٹ کی قلت دور ہو سکتی ہے۔

ہمارے ہمسایہ ملکوں میں مندرجہ ذیل مشہور اقسام پائی جاتی ہیں اگر ان کو یہاں پر کاشت کیا جائے تو کامیاب ہو سکتی ہیں۔

۱۔ لاج آگرہ۔ ۲۔ کیلے فورنیا ایڈوانس۔ ۳۔ ٹناکا۔ ۴۔ لارج پیل یلو۔ ۵۔ پیل یلو ۶۔ تھامسن پرآئڈ۔ ۷۔ امپروڈ گولڈن یلو۔ ۸۔ گولڈن یلو ان میں سے اوپر بیان کی ہوئی تین اقسام تو ہمارے ہاں پہلے سے موجود ہیں اگر باقی اقسام کو بھی درآمد کر لیا جائے تو لوکاٹ کے پھل کی صنعت میں قابل قدر اضافہ ہوگا۔ ان کے علاوہ بہت سی تخمی اقسام ہیں جو تجارتی نقطہ نگاہ سے تو کوئی قدر نہیں رکھتیں مگر ان میں سے بعض اقسام ذائقے اور لذت میں اپنی حاصیت میں بے مثال ہیں۔ زیادہ اقسام کو لوگ ناپسند ہی کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی اس پھل کی کمی کی وجہ سے یہ پھل منڈیوں میں فروخت ہو ہی جاتے ہیں۔

پودے لگانا

زمین کی تیاری۔ جگہ کے انتخاب کے بعد سب سے پہلے سرکنڈوں۔ پتڑوں۔ کھالوں اور بلاکوں کی نشاندہی کر لینی چاہیئے۔ باغ کی داغ بیل کرنے سے پہلے زمین میں اچھی طرح سے ہل وغیرہ چلا کر اور زمین کو ہموار کر لینا چاہیئے۔ تب پودوں کی نشاندہی بذریعہ مربع طریقہ یا شش پہلو طریقے سے ۲۰ سے ۲۵ فٹ کے فاصلے پر کر لینی چاہیئے۔ گڑھے کا سائز ۳ × ۳ × ۳ ہونا

Marfat.com

چاہیئے۔ گڑھا کھودتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ اُوپر والے ایک فٹ کی مٹی نچلی دو فٹ کی مٹی سے علیٰحدہ رکھی جائے اُوپر والی مٹی میں برابر کی اور گلی سڑی گوبر کی کھاد ملا کر گڑھے کو سطح زمین سے چھ انچ اوپر رکھ کر بھر دینا چاہیئے اس کے بعد کھیت کو پانی سے بھر دینا چاہیئے تاکہ گڑھے اچھی طرح سے بیٹھ جائیں۔ یہ احتیاط رہے کہ تمام عمل پودے لگانے سے پہلے ہو جائیں پودے صحت مند۔ یک سالہ اور منتخب شدہ ہوں۔

پھل دار پودے لگانے کے دو موسم ہیں فروری مارچ اور ستمبر اکتوبر لیکن لوکاٹ کی کاشت کے لئے فروری مارچ کا موسم بہت موزوں ہے۔ پودے لگاتے وقت گاچی کے مطابق گڑھا کھودنا چاہیئے۔

آبپاشی

پودے کی بڑھوتری اور پھل کو ہر سال حاصل کرنے کے لئے اسے باقاعدگی سے پانی دینا چاہیئے۔ پانی کا وقفہ ایک ہفتے سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر پانی باغ میں کھڑا رہے تو پودوں کو نقصان پہنچاتا ہے سردی کے موسم میں مہینے میں ایک دفعہ پانی کافی سمجھا جاتا ہے۔

Marfat.com

فصلوں کی کاشت

باغ کو اچھی حالت میں رکھنے کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ اس میں قلبہ رانی کی جائے۔ ایسا کرنے سے زمین میں ہوا کا گزر آسان ہو جاتا ہے۔ نمی زیادہ دیر تک برقرار رہتی ہے اور جڑی بوٹیوں کی تلفی بھی ہو جاتی ہے۔ جس سے پودوں کی حالت برقرار رکھنے کے لئے پودوں کی حالت برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ باغ کی آمدنی بڑھانے اور خالی جگہ کو استعمال میں رکھنے کے لئے پودوں کے درمیان فصل یا سبزیاں کاشت کی جاسکتی ہیں۔ ایسی فصلیں جو زمین کی طاقت کو کھینچتی ہیں۔ مثلاً گندم۔ کماد۔ کپاس وغیرہ باغوں میں کاشت نہیں کرنی چاہئیں۔ بلکہ ایسی فصلیں جو زمین کی طاقت کو بحال رکھتی ہیں مثلاً برسیم۔ سینجی۔ گوارہ۔ دالیں اور سبزیاں باغوں میں کاشت کرنے کو ترجیح دی جاتی ہے۔

پودے کی شکل بنانا اور کاٹ چھانٹ

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ سدا بہار پودوں کی بہت کم کاٹ چھانٹ کی جاتی ہے۔ لوکاٹ بھی سدا بہار پودا ہے۔ اس لئے ابتدائی عمر میں پودے کی شکل بنانے کے لئے بے موقعہ شاخیں کاٹ دینی چاہئے۔ چونکہ اس پھل کو بہت جلدی خراش وغیرہ آجاتے ہیں لہذا پھل اُتارتے وقت بڑی احتیاط برتنی چاہئے اس نازک پھل کو مندرجہ بالا تکلیفوں سے بچانے کے لئے پودوں کی اونچائی کم رکھنی چاہئے۔

پھول اور پھل

پاکستان میں لوکاٹ کو ماہ نومبر دسمبر میں پھول آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھول کا رنگ سفید اور قطر ½ انچ ہوتا ہے۔ پھول گچھوں میں جن کی لمبائی چار سے آٹھ انچ ہوتی ہے شاخ کے سرے پر نکلتے ہیں پھل کا رنگ ہلکا زرد سے نارنجی ہوتا ہے اس کی شکل قدرے مخروطی ہوتی ہے چھلکا پتلا۔ گودا سفید سے نارنجی رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کا پھل خوش ذائقہ ہوتا ہے پھل میں دو سے پانچ تک بیج ہوتے ہیں۔ اس کے بیج کا رنگ بھورا جو کہ لمبائی میں ¾ انچ ہوتا ہے پھول والے چشموں کی تفریق ماہ اگست ستمبر میں ہوتی ہے۔

Marfat.com

پھل حسب منشا حاصل کرنے کے لئے پھل کو چھدرا کر دینا چاہیئے تاکہ پھل حجم میں بڑا اور خاصیت میں عمدہ ہو جائے۔ کچھ شاخیں بھی کاٹ دی جاتی ہیں تاکہ اگلے سال نئی شاخیں کافی تعداد میں نکلیں اور پھل کی پیداوار میں اضافہ ہو۔

پیداوار

لوکاٹ کے پودے کا درمیانی فاصلہ عموماً ۲۰ سے ۲۵ فٹ ہوتا ہے اس لئے ایک ایکڑ میں پودوں کی تعداد ایک صد ہوتی ہے اگر ایک پودے کی اوسط پیداوار ۳۰ سیر ہو تو ایک ایکڑ کی کل پیداوار ۷۵ من ہو گی۔ اگر ایک من کی اوسط قیمت پندرہ روپے فی من ہو تو ایک ایکڑ کی کل آمدنی ۱۱۲۵ روپے ہو گی۔

فصل کی برداشت

اس کا پھل آخر بہار میں پکتا ہے۔ جبکہ موسم گرم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ پھل کے نرم و نازک ہونے کی وجہ سے جلدی خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے پھل کو بڑی احتیاط سے درخت سے اتارنا اور ٹوکروں میں بند کرنا چاہیئے اگر پھل کو دور دراز کی منڈیوں میں بھیجنا مقصود ہو تو اسے عمدہ قسم کی ٹوکریوں میں بند کرنا چاہیئے اور اگر علاقے کی منڈیوں میں بھیجنا ہو تو پندرہ سے بیس سیر کی ٹوکریاں استعمال میں لانی چاہئیں۔

کیڑے اور بیماریاں

مغربی پاکستان میں لوکاٹ کے پودے شدید قسم کی بیماریوں اور کیڑوں سے محفوظ ہیں بعض اوقات ٹہنیوں کے سڑنے کی بیماری جو کہ کمزور پودوں پر حملہ آور ہوتی ہے کافی نقصان کر دیتی ہے۔ علاج کے طور پر ان شاخوں کو بیمار جگہ سے ایک فٹ نیچے سے کاٹ دینا چاہیئے اور کاٹی ہوئی جگہ کو بورڈو پیسٹ سے لیپ کر دینا چاہیئے۔

استعمال

پھل کو تازہ حالت میں استعمال کرنے کے علاوہ اسے اور بہت سے طریقوں سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ڈبوں میں بند کرنے کے لئے یہ اتنا ہی مفید ہے جتنا کہ سیب کا پھل۔ اس کی چٹنی بنائی جا سکتی ہے اور اس کی عمدہ قسم کی جیلی بھی بنائی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

انگور

تاریخ

انگور خاندان وائٹس (GENUS VITIS) سے تعلق رکھتا ہے اور اس خاندان کی ۶۰ سے زیادہ اقسام ہیں جو اکثر ان سرد معتدل علاقوں سے تعلق رکھتی ہیں جو کہ شمالی نصف کرہ میں واقع ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں سے اکثر اقسام کی ابتدا شمالی امریکہ سے ہوئی ہے اور باقی اقسام کی ابتدا غالباً کیسپئن سے ہوئی ہے جہاں سے یہ مشرق وسطیٰ یورپ اور دیگر ملکوں میں پھیلی ہیں اور یہ اقسام غالباً وائٹس وینفرا (VITIS VINIFERA) سے تعلق رکھتی ہیں اور یورپ و ایشیائی ممالک میں عام طور سے کھانے، رس نکالنے، کشمش بنانے اور شراب کشید کرنے کے لئے کاشت کی جاتی ہیں۔ وائٹس وینفرا قسم کے انگور سرد معتدل علاقہ جات کے انگوروں مثلاً وائٹس لبراسکا (VITIS LABRUSCA) وائٹس روٹنڈی فولیا (VITIS ROTUNDFFOLIA) اور وائٹس ڈسٹی ویلیا (VITIS DESTI VALIA) سے اس لحاظ سے مختلف ہیں کہ یہ زیادہ ملائم، رس دار اور میٹھے ہوتے ہیں اور ان کا چھلکا گودے سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے برعکس

Marfat.com

سرد معتدل علاقہ جات کے انگور زیادہ تیزابی اور سخت چھلکے والے ہوتے ہیں جو آسانی سے گودے سے علیٰحدہ ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ وائٹس لیبرسکا قسم (VITIS LABRUSCA) ہے جو کہ شمالی امریکہ میں پائی جاتی ہے۔ ہم یہاں صرف وائٹس وانی فیرا (VITIS VINIFERA) کا ذکر کریں گے جو ہمارے ہاں عام طور پر پائی جاتی ہے۔

رقبہ اور پیداوار

انگور سخت سرد یا سخت گرم اور مرطوب آب وہوا والے علاقہ جات کے علاوہ تمام دنیا میں کاشت کیا جاتا ہے، خاص طور پر سرد اور معتدل علاقوں میں۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر میں سالانہ چار کروڑ ٹن انگور کی پیداوار ہوتی ہے جس کا کثیر حصہ اٹلی، فرانس، سپین، یونان اور ترکی میں پیدا ہوتا ہے۔ جہاں اندازاً ۱۰۷۵ کروڑ ایکڑ زمین پر انگور کے باغات ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرد معتدل علاقوں میں دیگر پھلوں کے مقابلے میں انگور کی پیداوار سب سے زیادہ ہے۔

پاکستان میں انگور کی کاشت کوئٹہ اور قلات کے علاقوں میں ہوتی ہے۔ جہاں ½۱ ہزار ایکڑ زمین پر انگور کے باغات ہیں۔ جن کی سالانہ پیداوار ½۱ لاکھ من ہوتی ہے۔ مغربی پاکستان کے بعض پہاڑی علاقوں میں مثلاً پشاور میں انگور کی کاشت ہوتی ہے مگر ان کی اقتصادی اہمیت بہت کم ہے۔ انگور کی بعض اقسام کہیں کہیں میدانی علاقوں میں بھی کاشت کی جاتی ہیں۔ سابقہ پنجاب میں وادیٔ سون اور کوہستان نمک (SALT RANGE) کے علاقوں میں انگور کی کاشت کو خاطر خواہ فروغ دیا جاسکتا ہے۔ اور اس کے علاوہ سکردو اور گلگت کے علاقوں میں بھی کافی حد تک فروغ دیا جاسکتا ہے

آب وہوا اور زمین

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔ وہ انگور جو مغربی پاکستان میں کاشت کئے جاتے ہیں وائٹس وائنی فیرا نوع سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس کی نشوونما کی وجہ آب وہوا ہے کیونکہ خاص انگور کی کاشت کو مخصوص آب وہوا درکار ہے۔ یہ سرد اور معتدل علاقوں کا پھل ہے۔ اور ۳۰۰۰ فٹ سے ۶۵۰۰ فٹ کی بلندی تک اگایا جاتا ہے۔ جہاں درجۂ حرارت عموماً معتدل رہتا ہے اور ۱۰۰° ف سے ۱۰۵° ف تک بمشکل بڑھتا ہے اور جہاں سردیاں بھی شدید اور درجہ انجماد بارشوں اور برفباری کے ساتھ عام ہوتا ہے۔ پس انگور کی بیل زیادہ اور کم درجات حرارت کو کافی حد تک برداشت کر لیتی ہے۔ سردیوں میں کوئٹہ قلات

Marfat.com

ڈویژنوں کے بہت ہی کم ۱۵° ف درجہ حرارت سے بھی انگور کی بیل کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ دوسری صورت میں خشک اور نیم گرم درجہ حرارت اس کی مناسب افزائش اور پھل کی نشوونما کے لئے بہت ہی سود مند ہے۔ موسم گرما میں بارش اس کی نشوونما اور پھل پکنے کے لئے ایک شدید خطرہ ہے۔ اس وقت زیادہ رطوبت کے باعث پھل پھٹ جاتا ہے اور اس میں پھپھوندی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھل گلنے سڑنے لگ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عمدہ اقسام زیادہ برسات کے باعث کاشت نہیں کی جا سکتیں۔ چند اقسام جو مون سون کی بارشوں سے پہلے پک جاتی ہیں، کاشت کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انگور کی عمدہ اقسام کی کاشت ان علاقوں تک محدود کی جائے جہاں موسم سرما میں بارش ہو لیکن موسم گرما خشک رہے۔

زمین

جہاں تک زمین کا تعلق ہے انگور کی بیل مختلف قسم کی زمینوں مثلاً مناسب ہلکی زمین سے اچھی چکنی زمین پر کاشت کی جا سکتی ہے۔ اچھے نظامِ نکاس والی ہلکی چکنی زمینیں انگور کی بیل کی کاشت کے لئے موزوں ہیں۔ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بھاری چکنی زمین میں پھل دیر سے پکتا ہے۔ یہ مشاہدہ بھی کیا گیا ہے کہ ہماری عمدہ ترین اقسام ہمارے ملک کی کنکریلی اور کنکریلی چکنی زمینوں پر اچھی اُگتی ہیں۔ جب انگور کی بیل ریتلی اور کنکریلی زمینوں پر کاشت کی جائے تو اسے دیگر پت جھڑ والے درختوں کی طرح کھاد دینے کی احتیاط کی جائے۔ اس کی لمبی عمر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کی کاشت اچھی زرخیز زمین پر کی جائے کلیتہً اچھے نظامِ نکاس والی ہلکی چکنی زمین انگور کی کاشت کے لئے مناسب ترین ہے۔

ایسی خصوصیات والی زمینوں سے پختگی میں یکسانیت، اچھی پیداوار اور عمدہ خصوصیات کے پھل کی توقع کی جا سکتی ہے۔ کنکریلی زمینوں پر کاشت شدہ انگور کا پھل بہ نسبت چکنی زمینوں کے جلد پک جاتا ہے۔ جلد پکنے کے باعث بعض اوقات حقیقتاً باغبان کو فائدہ ہوتا ہے۔ انگور کی کاشت مختلف النوع زمینوں پر کی جا سکتی ہے بشرطیکہ آب و ہوا مناسب ہو۔ یہ حقیقت اس بات سے ثابت ہوتی ہے کہ انگور کی بیل کو ئٹہ قلات ڈویژنوں کی مناسب آب و ہوا اور جہاں آبپاشی کی سہولتیں میسّر ہوں، مختلف قسم کی زمینوں میں کاشت کی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

افزائش نسل

انگور کی کاشت عالمی طور پر قلم سے کی جاتی ہے۔ کیونکہ انگور کی کاشت تخم سے قطعاً ناموزوں ہے تخم صرف تجرباتی بنیاد پر نئی اقسام پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ بیرونی ممالک کی کچھ اقسام میں جہاں جڑوں کا فائیلاژرا ایک اہم مسئلہ ہے اور [illegible] اس کے لئے قابل برداشت جڑ وے درکار ہوتے ہیں، چشمہ اور گرافٹ لگایا جاتا ہے۔ انگور کی افزائش نسل عام طور پر اور آسانی سے قلم لگانے سے کی جاتی ہے۔ کوئٹہ اور قلات ڈویژنوں میں صرف قلمی طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ قلم ہمارے پہاڑی حالات میں سردی کے آخر میں یا موسم بہار کے بہت پہلے جب شاخ تراشی کی جاتی ہے۔ تو ایک سال پرانی لکڑی سے حاصل کی جاتی ہے۔ بیل میں رس کا عمل بھی اسی وقت شروع ہوتا ہے۔ انگور میں شاخ تراشی کرنے اور نرسری میں قلم لگانے کے صحیح وقت کا اندازہ اس طرح کیا جاتا ہے کہ کسی شاخ کو تھوڑا سا چیر ادیں اگر شاخ خشک ہو تو وہ وقت ٹھیک نہیں، اگر شاخ کو انگلی سے دبائیں اور انگلی تھوڑی سی گیلی ہو جائے تو یہ قلم حاصل کرنے کا صحیح وقت ہے۔

Marfat.com

انگور کی قلمیں لگانے کے دو طریقے ہیں - پہلا طریقہ یہ ہے کہ اگر قلموں کو خندق میں لگانے کا خیال ہو جیسا کہ کوئٹہ اور قلات ڈویژنوں میں عام طور پر ہوتا ہے تو دو یا تین بڑی قلمیں ایک ہی سوراخ میں خندق میں اکٹھی لگائی جاتی ہیں - ان قلموں کا زیادہ حصہ زمین میں دبا دینا چاہیئے - اور تھوڑا حصہ دو یا تین چشموں کے ساتھ زمین کے اوپر رہے - ایسا اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ قلمیں ناکام نہ رہیں - اگر تینوں قلمیں جڑیں لیتی ہیں تو اگلے موسم میں دو کو نکال دیں گے - اور تیسری کو اس کی مستقل جگہ پہ رہنے دیں گے - دوسرا طریقہ یہ ہے کہ قلموں کو پہلے نرسری میں لگایا جائے اور جب ان کی جڑیں نکل آئیں تو انہیں ان کی مستقل جگہ پہ منتقل کر دیا جائے - نرسری میں قلم اگانے کے لئے ۱۹ انچ چوڑی اور ۶ انچ گہری خندقیں کھودنی چاہئیں اور قلمیں ایک دوسرے سے ۴" یا ۶" کے فاصلے پر لگانی چاہئیں اور پھر مٹی سے ڈھانپ کر پاؤں سے اچھی طرح سے دبا دینا چاہیئے - قلمیں لگانے کے بعد فوراً پانی دے دینا چاہیئے قلم کی عام لمبائی ایک فٹ سے ڈیڑھ فٹ تک رہے جس پر ۴ یا ۵ چشمے ہوں - ۳ یا ۴ چشمے زمین پر دبا دیئے جاتے ہیں اور ۲ یا ۳ چشمے زمین کے اوپر رہنے دیئے جاتے ہیں - اس طریقے سے تقریباً ۱۰۰ فیصد کامیابی ہوتی ہے - یہ قلمیں پھر ایک موسم کے لئے نرسری میں رہنے دی جاتی ہیں اور اگلی فروری میں انہیں منتقل کر دیا جاتا ہے - منتقلی کے وقت ان کی عمر ایک یا دو سال ہونی چاہیئے اور جڑیں اچھی طرح نشوونما حاصل کر چکی ہوں

جہاں زمین زرخیز ہو اور انگور کی بیل کی دو قطاریں ایک ہی گڑھے میں ایک دوسرے کے ساتھ مل رہی ہوں تو باغبان داب کا طریقہ بھی استعمال کرتے ہیں - اس طریقے سے ایک تندرست تروتازہ شاخ کو زمین میں اس طرح دبا دیا جاتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ زمین سے باہر نکل رہا ہو جب جڑیں نکل آتی ہیں تو اس شاخ کو اپنی اصل بیل سے کاٹ دیا جاتا ہے - یہ طریقہ بہرحال عام نہیں ہے اور اس طریقے سے نزدیکی بیلوں کو خوراک کے مہیا ہونے کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے -

بیل کی منتقلی اس کی مستقل جگہ پہ عموماً فروری کے مہینے میں کی جاتی ہے اور ان کے مابین ترتیبی طریقے کے مطابق ۸ فٹ کا فاصلہ رکھا جاتا ہے -

آبپاشی

سرد علاقہ جات کے بہت سے حصوں میں آبپاشی باغبانوں کے لئے کوئی خاص مسئلہ نہیں ہے

Marfat.com

جہاں ہمیشہ بارش اور برف باری ہوتی ہے۔ البتہ خشک علاقوں میں دوسرے پت جھڑ والے درختوں کی طرح مصنوعی آبپاشی کی ضرورت ہوتی ہے۔ انگور کی بیل دوسرے پت جھڑ والے درختوں کی نسبت پانی کی کمی کو زیادہ برداشت کرتی ہے۔ انگور کے باغ کے لئے آبپاشی کی مقدار اور قسم کا دارومدار زمین اور آب وہوا پر ہے۔ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ وہ بیلیں جو کہ ہلکی اور کنکریلی زمین میں لگائی گئی ہیں، زیادہ پانی مانگتی ہیں اور اسی طرح قدرتی طور پر گرم علاقے میں لگائے ہوئے انگور کو بہ نسبت سرد علاقے میں لگائے ہوئے انگور کے زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

نرسری ذخیروں میں بیلوں کو آٹھ یا دس دِن کے بعد پانی دیا جاتا ہے اور جوان بیلوں کو پندرہ یا بیس دن کے بعد پانی دیا جاتا ہے۔ اگر آبپاشی مقررہ میعاد کے بعد کی جائے تو اس کا اثر انگور کے پھل کی نشوونما پر ہوگا۔ اگرچہ بیل پانی کی تاخیر کو برداشت کر لے گی۔ انگور کی بیل کو عموماً موسم سرما میں ایک یا دو دفعہ پانی دیا جاتا ہے۔ لیکن موسم بہار سے لے کر موسم خزاں تک باقاعدہ آبپاشی کی جاتی ہے۔

عام طور پر پھل کے پکنے کے وقت تھوڑے عرصے کے لئے آبپاشی بند کر دی جاتی ہے کیونکہ اس وقت کی آبپاشی سے پھل کے پکنے میں دیر ہوتی ہے۔ دوسری حالت میں پھل لگنے کے وقت زیادہ آبپاشی پھل کی نشوونما اور حجم پر برا اثر ڈالتی ہے۔

کھاد دینا

انگور کے باغ کو کھاد دینے کی ضروریات کا دارومدار زمین کی قسم اور اس کا نکاس، کاشت مناسب شاخ تراشی، کیڑے اور بیماریاں اور حیاتیاتی مادے کی زمین میں موجودگی پر منحصر ہے۔ یہ تمام عوامل مشترکہ طور پر بیل کی بڑھوتری اور پھل کی پیداوار پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگر ان تمام عوامل پر قابو ہو اور پھر بھی بیل کی بڑھوتری غیر تسلی بخش ہو تو پھر دیسی کھاد اور مصنوعی کھاد دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نائٹروجن والی مصنوعی کھادیں عموماً بیل کی تسلی بخش بڑھوتری کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اگرچہ عام یقین ہے کہ نائٹروجن کی زیادہ مقدار پھل کے پکنے میں تاخیر کا باعث ہوتی ہے اور اس کی صحیح نشوونما میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔ اس کا دوسرا اثر یہ بھی ہے کہ یہ بیل کی نباتاتی بڑھوتری کو بہت زیادہ کر دیتی ہے اور اس طرح مناسب پھل لگنے پر اچھا اثر نہیں ڈالتی لیکن اگر بیل کی بڑھوتری خراب زمینوں پر یا ریتلی زمینوں پر غیر تسلی بخش ہو تو امونیم سلفیٹ بحساب ایک یا دو پونڈ فی بیل، بڑھوتری

Marfat.com

کے شروع ہونے پر دو یا تین ہفتے پہلے دے دینا چاہیئے۔ سوڈیم نائٹریٹ نے بھی موسم بہار کے شروع میں بحساب ایک پونڈ فی بیل اچھے نتائج دیئے ہیں۔ انگور اگانے والے علاقہ جات میں باغات کو زمین کی زرخیزی کو برقرار رکھنے کے لئے مویشی خانوں کی کھاد دی جاتی ہے۔ گوبر کی کھاد کی مقدار زمین کی زرخیزی پر منحصر ہے۔ یہ عموماً موسم بہار کے شروع میں بڑھوتری سے پہلے ۶ سے ۱۰ ٹن فی ایکڑ ڈالی جاتی ہے۔ بعض اشخاص نے راکھ، ہڈیاں، خشک خون اور دوسری اس قسم کی کھادوں کی سفارش کی ہے مگر عملی طور پر ان کا بہت کم ثبوت بہم پہنچتا ہے۔

کاشت اور درمیانی فصلوں کی کاشت

انگور کی بیل کے خندق والے طریقے میں (جو عام طور پر ہمارے ملک میں انگور کی کاشت کرنے والے علاقوں میں رائج ہے) درمیانی فصلوں کی کاشت ممکن نہیں، ماسوائے پھلی دار فصلوں برسیم، لوبن اور شفتل کے جو کہ موسم کے آخر میں سبز کھاد کے طور پر زمین میں دبا دیے جائیں

ہیڈ سسٹم (HEAD SYSTEM) طریقے کے تحت جو کہ دوسرے نمبر پر عام طریقہ ہے، چند سبزیوں مثلاً آلو اور مرچوں وغیرہ کی درمیان میں کاشت ممکن ہے لیکن ایسا شاذ و نادر ہی کیا جاتا ہے اور بیلوں کے قریب ایسا کرنا بھی نہیں چاہیئے۔ کیونکہ ایک یا دو سال کے بعد ایسا کرنے سے کھاد دینا ایک مشکل مسئلہ بن جاتا ہے۔ اس طریقے کے تحت بھی پھلی دار فصلوں کی سبز کھاد کی سفارش کی جاتی ہے۔ خاص طور پر کوئٹہ اور قلات ڈویژنوں کی زمینوں میں ایسا کرنا مشکل ہے۔

جہاں کہیں بھی انگور کی کاشت ڈھلوان زمینوں پر کی جاتی ہے تو زمین کو کٹاؤ بہاؤ سے بچانے کے لئے ساڈ کلچر (SOD CULTURE) کا استعمال کیا جاتا ہے اور اسے بعد میں زمین ڈھانپنے کے لئے اور زمین کی نمی کو برقرار رکھنے کے لئے بطور ملچ (MULCH) استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جہاں زمین کی نمی کو برقرار رکھنا ایک اچھا خاصا مسئلہ ہوتا ہے۔

انگور کے باغبان جو اپنے باغ کے لئے مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں۔ ان کے تحت درمیانی فصلوں کی کاشت نہیں کی جاتی اور نہ ہی اس کی سفارش کی جاتی ہے۔ انگور کے باغ میں زمین کو ہمیشہ کم از کم دو دفعہ سال میں گوڈائی وغیرہ سے صاف رکھنا چاہیئے۔ ترجیحاً ایک گوڈائی موسم بہار کے شروع میں اور دوسری موسم گرما کے وسط میں پھل کی پختگی سے کافی پہلے تاکہ غیر ضروری پودوں کو تلف کر دیا جائے

Marfat.com

اور زمین کی نمی کو برقرار رکھا جا سکے، کرنی چاہیئے۔ جڑی بوٹیاں ہمارے انگور کے باغات کے لئے ایک سخت مسئلہ ہیں جو بیلوں کے ساتھ ساتھ زمین کی زرخیزی کو ختم کرتی ہیں۔ اس لئے انگور کے باغبانوں کو سال میں کم از کم دو یا تین مرتبہ اپنے باغات میں غیر ضروری پودوں کو تلف کرنے کے لئے باقاعدگی سے گوڈی کرنی چاہیئے۔

تربیت اور شاخ تراشی

انگور کی تربیت ایک بڑی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہ عوامل پر نرسری سے لیکر پھل کی مناسب نشوونما تک اثر انداز ہوتی ہے۔ انگور کی تربیت اور شاخ تراشی میں کسی قسم کی کوتاہی انگور کے باغبان کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچاتی ہے۔ بیل کی باقاعدہ سالانہ تربیت اور شاخ تراشی ایک لازمی عمل ہے۔ اس عمل سے باغبانوں کو ابتدا سے ہی واقفیت ہے اور اب تو کچھ ترمیم اور درستگی کے ساتھ کی جاتی ہے۔ انگور کی بیل سے نفع آور پھل حاصل کرنے کے لئے بیل کی سالانہ شدید شاخ تراشی کی جاتی ہے اور تمام لکڑی سوائے پھل کی چھوٹی شاخوں کے جو اگلے سال پھر اتنی لمبائی تک پہنچ جاتی ہیں۔ کاٹ دی جاتی ہے۔ بیل کی تربیت ایک فنی مہارت کی حامل ہے۔

انگور کی بیل کی تربیت کے بہت سے طریقے مثلاً کسی قسم کی شاخ تراشی کے بغیر اور آج کی شدید شاخ تراشی تک بہت ہی پرانے زمانے سے جاری ہیں۔ آج کل بیل کی تربیت خاص مقصد اور جگہ کی وسعت کے مطابق کی جاتی ہے۔ چند ایک طریقے مندرجہ ذیل ہیں۔

خندق کا طریقہ

یہاں بیلیں خندق میں اگائی جاتی ہیں۔

ہیڈ سسٹم

اس طریقے کے تحت بیل کو کسی سہارے کے تحت تربیت دے کر اپنے تنے پر کھڑا ہونے کی مدد دی جاتی ہے۔

نارگیر طریقہ

اس طریقہ کے تحت بیل کی چار یا پانچ شاخیں ناروں کے تحت سدھاری جاتی ہیں۔

Marfat.com

مُنّہ طریقہ

اس طریقے کے تحت بیل کی اصل شاخوں کو تاروں یا لکڑی کے منتشر حصوں پر تربیت دی جاتی ہے۔

کارڈن سسٹم

اس میں تنے کو ۵ سے ۱۰ فٹ تک کی بلندی تک سیدھا رکھا جاتا ہے اور اس کے ہر دو اطراف سے ۱۸ انچ سے ۱۰- انچ تک کے فاصلے پر شاخیں نکلتی ہیں۔

علاوہ ازیں بیلوں کو زیبائش کے لئے دیواروں، مکانوں، درختوں اور پودگھروں پر تربیت دی جاتی ہے۔ یہاں ہمیں صرف تجارتی طریقوں سے بحث ہے۔ جو عام طور پر مستعمل ہیں۔ بہت ہی زیادہ عام اور کامیاب طریقے مندرجہ ذیل ہیں۔

خندق والا طریقہ

اس طریقے کے تحت بیل کی ایک یا دو سال کی عمر کی جڑیں ایک دوسرے سے ۶ فٹ یا ۸ فٹ کے فاصلے پر خندق میں لگائی جاتی ہیں۔ خندق عموماً ۳ فٹ سے ۴ فٹ چوڑی اور ۴ فٹ سے ۶ فٹ گہری ہوتی ہے۔ اِس طرح خارج شدہ مٹی کو خندق کے ایک کنارے پر نکالا جاتا ہے۔ اور اس پر بیل کو تربیت دی جاتی ہے۔ ان کے کنارے ایک طرف ڈھلوانی ہوتے ہیں خندقیں عموماً ایک دوسرے سے ۱۰ سے ۱۵ فٹ کے فاصلے پر ہوتی ہیں۔ بیلوں کو خندقوں میں گڑھوں میں خندق کے اس کنارے کے نزدیک لگایا جاتا ہے، جس پر انہیں تربیت دینی درکار ہوتی ہے۔ ایک سال کی بڑھوتری کے بعد ایک اچھی توانا شاخ کو چھوڑ کر باقی شاخیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ منتخب شاخ کو اوپر سے ۴ یا پانچ چشمے چھوڑ کر کاٹ دیا جاتا ہے۔ دوسرے سال اس منتخب شدہ شاخ سے بہت سی شاخیں پھوٹیں گی۔ ایک توانا شاخ پھر منتخب کی جاتی ہے اور باقی ماندہ کو کاٹ دیا جاتا ہے اس شاخ کو بھی ۲ یا ۳ چشمے چھوڑ کر اوپر سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ تیسرے سال اس شاخ سے اور شاخیں پھوٹیں گی۔ موسم گرما میں ایک توانا شاخ منتخب کی جاتی ہے۔ اور دیگر شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ دوسرے شاخ تراشی کے موسم میں اس توانا شاخ کو زمین سے ۳ یا ۴ فٹ کی بلندی پر کاٹ دیا جاتا ہے۔ جس کا اوپر والا حصہ ڈھلوانی دیوار میں دبا دیا جاتا ہے۔ اس سرے کے قریب

Marfat.com

والے چشموں کو رگڑ دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح ایک تنا درزنا حاصل کر لیا جاتا ہے۔ زمین سے ۱۸۔ انچ کے فاصلے پر ایک چشمہ انتخاب کرنا چاہیئے جو نچلی شاخ کی صورت میں بڑھیں گے۔ دو اور چشمے پہلے والے چشمے کے اوپر اور مخالف سمتوں میں ایک دوسرے سے ۲ انچ کے فاصلے پر چننے چاہئیں۔ یہ بڑھوتری کے موسم میں تین شاخیں نکالیں گے اور انہیں بھی اوپر سے کاٹ کر ڈھلوانی دیواروں پر بڑھا دینا چاہیئے۔ دیگر تمام شاخوں کو کاٹ دینا چاہیئے بیل کی شکل اب مکمل ہو چکی ہے۔ ایک مضبوط تنا اور تین مضبوط شاخیں جو مختلف اطراف میں ڈھلوانی دیوار پر منتشر ہوتی ہیں۔ اس کے بعد شاخ تراشی صرف نئی شاخوں تک دو یا تین چشمے چھوڑ کر کاٹنے تک محدود ہو گی۔ شاخوں کو ہلکا کرنا بھی ہوتا ہے۔ تاکہ مناسب ہوا اور روشنی کا گذر رہے۔ خشک شاخوں کو ہمیشہ بیل سے نکال دینا چاہیئے۔ شاخ کو متعدد بار کاٹنے سے ہر ایک شاخ کے نچلے حصے سے انگشت نما چھوٹی چھوٹی شاخیں نمودار ہوں گی۔ ان کو ہمیشہ شاخوں کو گھنے پن سے بچانے کے لئے کاٹ دینا چاہیئے۔ بیل پر کئی غیر ضروری چشمے نکل آتے ہیں اور جو شاخ تراشی میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ اسی لئے موسم گرما میں انہیں رگڑ دینا چاہیئے۔ موسم گرما کی شاخ تراشی میں غیر ضروری شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ تاکہ خوشوں تک زیادہ ہوا اور سورج کی روشنی کا گذر ہو سکے۔ چونکہ اس وقت شاخیں چھوٹی ہوتی ہیں اس لئے انہیں ہاتھ سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔

یہ طریقہ صدیوں سے استعمال میں ہے اور اس کے فوائد اور نقصانات بھی ہیں۔ اس طریقے کا فائدہ یہ ہے کہ یہ موسم گرما میں تند ہواؤں کو روکتا ہے اور اس طرح سورج کی شعاعوں کی زد میں نہیں ہوتا۔ اس لئے جھلسنے سے بچ جاتا ہے۔ پھل بھڑوں کے حملے سے بھی تھوڑا بہت بچ جاتا ہے جبکہ پھل کو پختگی کے وقت بھڑوں کی موجودگی مضرت رساں ہوتی ہے۔ اس طریقہ میں آبپاشی کا پانی ضائع نہیں ہوتا۔ اور گوڈائی کرنے اور کھاد دینے میں آسانی ہوتی ہے اور خرچ کم آتا ہے۔

اس کے نقصانات میں سے خاص نقصان یہ ہے کہ خندق کھودنے کا خرچ کافی زیادہ ہوتا ہے۔ بیل میں شعاعوں اور ہوا کا گذر ذرا مشکل ہو جاتا ہے اور اسی لئے موسم گرما میں شاخ تراشی کرنی پڑتی ہے۔ چونکہ پھل زمین کے نزدیک ہوتا ہے۔ اس لئے تھوڑی سی بارش بھی پھل کے گلنے سڑنے کا باعث بن جاتی ہے۔ اس طریقے کے تحت ہل جوتنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اور اسی لئے گوڈی

Marfat.com

پر زیادہ خرچ آتا ہے۔ کیونکہ اس کام کے لئے آدمی لگانے پڑتے ہیں۔ روشنی اور ہوا کے بغیر بیل کیڑوں اور بیماریوں کے حملے سے بآسانی متاثر ہوتی ہے۔ اس طریقے کے فائدے اور نقصان سے قطع نظر ہمارے باغبانوں میں یہ طریقہ عام ہے اور رجعت پسندی کے باعث وہ نئے طریقوں کو اپنانے سے لیت ولعل کرتے ہیں۔ تاہم متواتر ترغیب دہی سے وہ مانوس ہو جاتے ہیں۔

منڈا کا طریقہ

اس طریقے کے تحت خاص تنے کو ۲ یا ۳ فٹ کی بلندی پر تربیت دی جاتی ہے۔ جو ہمیشہ نئی شاخیں پیدا کرتی ہیں۔ پہلے سال کے دوران کاشت کے وقت ایک تنومند اور سیدھی شاخ کا انتخاب کیا جاتا ہے، جسے دو یا تین چشمے چھوڑ کر اوپر سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ دیگر شاخوں کو بھی کاٹ دیا جاتا ہے۔ دوسرے سال کی افزائش کے لئے یہ چشمے تین شاخیں پیدا کریں گے، جن میں سے ایک تنا در شاخ چن لی جاتی ہے اور اسے دو چشمے چھوڑ کر کاٹ دیا جاتا ہے۔ باقی شاخوں کو بھی کاٹ دیا جاتا ہے۔ تیسرے سال کے دوران ہر شاخ کے ساتھ ۵ فٹ لمبائی کے قریب ایک سہارا دے دیا جاتا ہے۔ دو شاخوں میں سے موسم گرما میں جو شاخیں نکلیں گی۔ ایک صحتمند شاخ کو چن کر سہارے کے ساتھ نرمی سے باندھ دیا جاتا ہے تاکہ بیل کے جھکاؤ کو روکا جا سکے۔ ترجیحاً ایسا کرنا چاہیئے کہ بیل کو سہارے کے ساتھ نرمی سے تین مختلف جگہوں سے باندھنا چاہیئے تاکہ یہ مضبوط اور سیدھی رہے۔

اس منتخب شاخ کو زمین سے ۴ یا ۵ فٹ کی بلندی سے کاٹ دیا جاتا ہے اور اوپر سے تین یا چار چشمے چھوڑ کر باقی کو رگڑ دیا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی اور شاخ نہ پھوٹے۔ چوتھے سال میں موسم گرما میں منتخب شدہ شاخ سے ۴ شاخیں نمودار ہوں گی۔ جنہیں پھر اگلی سردیوں میں کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور ہر شاخ پر ۲ یا ۳ چشمے رہنے دیے جاتے ہیں۔ اور بقیہ نچلے چشمے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اب اس طریقے کے تحت تربیت مکمل ہو جاتی ہے۔

اب بیل کا تنا کافی تنومند ہے اور اس پر چار تنومند شاخیں ہیں۔ بعدازاں بیل کی شاخ تراشی متذکرہ طریقے سے کرنی چاہیئے۔ مثلاً ہر شاخ کو بیل کی طاقت کے مطابق کاٹ دینا چاہیئے۔

Marfat.com

ماسوائے دو یا تین چشموں کے، غیر ضروری اور کمزور شاخوں کو کاٹ کر پھل کی مناسبت کو برقرار رکھا جائے۔ اس طریقے کے تحت بیل کا تنا کافی تنومند ہوتا ہے اور وہ بغیر کسی سہارے کے تُند ہواؤں کے تھپیڑے برداشت کر سکتا ہے۔ اِس طریقے کے تحت بیلوں کی کانٹ چھانٹ خاص طریقے کے تحت کرنی چاہیئے۔ اور سیدھی قطاروں میں اور درختوں کا درمیانی فاصلہ زمین کی زرخیزی اور آبپاشی کی سہولت کے پیشِ نظر ۸ سے ۱۰ افٹ رکھنا چاہیئے۔ اس طریقے کے تحت بیل کی پھل دینے کی مقدار کو شاخ تراشی کی بدولت کم خرچ اور بآسانی کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ شاخ تراشی آسان ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک شاخ پر ہر جانب سے آسانی سے کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اگر بیلوں کو مناسب فاصلے پہ لگا یا جائے تو میکانکی طریقہ سے گوڈائی وغیرہ کی جا سکتی ہے۔ بیلوں میں مناسب ہوا اور روشنی کی شعاعوں کا گذر تسلی بخش ہوتا ہے۔ اسی لئے پھل کی خصوصیات اور نشوونما بہتر ہوتی ہے۔ پھل توڑنا اور کیڑوں اور بیماریوں کا انسداد آسان ہو جاتا ہے۔ نسبتاً اس طریقے کے تحت بیل کیڑوں اور بیماریوں کے حملوں کی زد میں بہت کم آتی ہے۔ اس طریقے کے تحت بیلیں بھڑوں اور چڑیوں کا شکار ہو جاتی ہیں جو پھل کو سخت نقصان پہنچاتی ہیں۔ یہ طریقہ بہت سے بیرونی ممالک میں عام ہے اور ہمارے ملک میں بھی باغبانوں نے اس طریقے کے فوائد کو پرکھنا شروع کیا ہے اور اکثر نے یہ طریقہ اپنا بھی لیا ہے۔

تار گیر طریقہ

اس طریقہ کے تحت بیل کے تنے کو ۴ یا ۶ فٹ کی بلندی تک سدھایا جاتا ہے اور اس پر ۴ یا ۶ شاخیں پہلے سے لگائی ہوئی تاروں پر، زمین کی زرخیزی اور بیل کی توانائی کے تحت مخالف سمتوں میں پھیلا دی جاتی ہیں۔ ایک بیل پر چار شاخیں رکھنی مناسب ہیں۔ پہلی تار زمین سے دو فٹ کے فاصلے پر ہوتی ہے اور دوسری دو تاریں پہلی سے دو فٹ کے فاصلے پہ ہوتی ہیں۔ پہلی دو شاخیں نچلی تار پر مخالف سمت پہ تربیت دی جاتی ہے۔ اور دیگر چار شاخوں کو بالکل اسی طرح دو تاروں پر تربیت دی جاتی ہے۔ اس طریقے کے تحت بیل سے بیل کا فاصلہ اور قطار سے قطار کا فاصلہ ۸ سے ۱۰ افٹ رکھا جاتا ہے۔

بیلوں میں سورج کی شعاعوں کے اچھے گذر کے لئے قطاریں شمالاً جنوباً لگائی جاتی ہیں

Marfat.com

اس طریقے کے تحت تربیت اسی طریقہ پر پہلے تین سالوں کی تدریجی شاخ تراشی کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ جیسا کہ منہ طاق کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ جب ایک تنومند اور سیدھی ۵ یا ۶ فٹ شاخ نشو ونما پا جائے تو پھر اسے نرمی سے تاروں سے مختلف جگہوں پہ باندھ دینا چاہیئے پھر شاخ کو اوپر والی تار کے ساتھ سے کاٹ دینا چاہیئے۔ اور وہاں اسے باندھ دینا چاہیئے۔ ہر تار کے ساتھ خاص شاخ سے دو چشمے چُن لینے چاہئیں۔ جو اگلے بڑھوتری کے موسم میں دو شاخیں پیدا کریں گے پس تاروں کے نزدیک خاص شاخ پہ ۶ شاخیں رہنے دی جائیں اور باقی کو علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ بالفاظِ دیگر اب ۶ شاخیں ہوں گی۔ جن میں سے تاروں کے ساتھ تین ایک طرف اور تین دوسری طرف بڑھیں گی۔ دوسرے موسم گرما میں ان شاخوں کو ۴ یا ۵ فٹ کے فاصلے پہ کاٹ کر تاروں کے ساتھ نرمی سے باندھ دینا چاہیئے۔ اور یہ شاخیں تقریباً دوسری دو بیلوں کی شاخوں کو چھو رہی ہوں گی۔ کچھ چشمے ہر ایک شاخ پر پھل دینے والی کونپلوں کی پیدائش کے لئے چھوڑ دینے چاہئیں اور باقی کو علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ ان پھل دینے والی کونپلوں کی شاخ تراشی حسبِ معمول، جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کرنی چاہیئے۔ مثلاً بیل کی توانائی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہر ایک کو ایک یا دو چشمے چھوڑ کر کاٹ دینا چاہیئے ایک ماہر شاخ تراش اس طریقے کے تحت بیل پر پھل کی پیدائش کو اچھی طرح قابو پا سکتا ہے۔ ایک بیل جتنا برداشت کر سکتی ہے۔ اس سے زیادہ پھل پیدا کرنے والے چشمے بیل پر نہیں چھوڑنے چاہئیں۔

اس طریقے کے تحت میانہ کاشت اچھی طرح سے کی جا سکتی ہے۔ ہوا، روشنی، بخوبی میسّر آتے ہیں۔ پھل توڑنا، دوا پاشی اور شاخ تراشی کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

اس کا ایک نقصان ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اس عمل پر کافی لاگت آتی ہے اور ہمارے مالکان باغات اس کے متحمّل نہیں ہو سکتے لیکن اگر ایک دفعہ ہو جائے تو احتیاط اور ماہرانہ طریقہ پر کام کرنے سے یہ مصرف کئی سال تک کام آتا ہے۔

اوور ہیڈ سسٹم

اس طریقے کے تحت بیل کی خاص شاخ کو کافی بلندی مثلاً ۶ سے ۸ فٹ تک کی بلندی کی تربیت دی جاتی ہے۔ تربیت کا طریقہ تقریباً وہی ہے۔ جو منہ طاق (HEAD SYSTEM) میں بیان کیا جا چکا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس طریقے کے تحت خاص شاخ کو کافی بلندی تک تربیت

Marfat.com

دی جاتی ہے ۔ درحقیقت یہ طریقہ عام طور پر استعمال نہیں ہوتا ۔ اس کی خاص وجہ صرف زیبائش ہے ۔ برآمدوں، دیواروں اور بعض اوقات دروازوں پر اس طریقہ سے بیل کی تربیت کی جاتی ہے ۔

اِس طریقے کے تحت شاخوں کو اس بلندی تک بڑھنے سے نہیں روکا جاتا ۔ جس بلندی تک انہیں تار یا لکڑی کے مختلف منتشر حصوں پر پھیلانا مقصود ہوتا ہے ۔ اگرچہ اس سسٹم میں اتنی شدید شاخ تراشی نہیں کی جاتی ۔ جتنی کہ دیگر طریقوں میں کی جاتی ہے ۔ مگر پھر بھی بیل کی توانائی کو برقرار رکھنے کے لئے اس کی باقاعدہ شاخ تراشی کی جاتی ہے اِس سسٹم کے تحت شدید قسم کی شاخ تراشی پہلے چند سالوں میں کی جاتی ہے تاکہ بیل اچھی اور مضبوط جڑیں اور تنا حاصل کر سکے ۔ بعد ازاں ہلکی شاخ تراشی کی جاتی ہے تاکہ معیاری خاصیت کا پھل حاصل کیا جا سکے ۔ اور بیل کی شکل اچھی اور صحیح رہے ۔

زیادہ مہر نکلے گا ۔ اور بیل کمزور ہو جائے گی ۔ خوش قسمتی سے قلمیں لگانے کا وقت بھی تقریباً وہی ہے جو مناسب وقت پر شاخ تراشی کا ہے ۔ اس لئے صحیح وقت پر شاخ تراشی کرنے سے بر وقت قلمیں دستیاب ہوتی ہیں ۔ قلموں کے انتخاب میں یہ ضروری ہے کہ قلمیں تازہ شاخ تراشی والی شاخوں سے حاصل کرنی چاہیئے ۔ تاکہ نرسری میں کسی قسم کی ناکامی کا سامنا نہ کرنا پڑے ۔ تجربہ بتاتا ہے کہ اگر ایسا کیا جائے تو ۱۰۰ فیصد کامیابی ہوتی ہے ۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے انگور کی بیل کی شاخ تراشی کا صحیح وقت جاننا بہت ضروری ہے ۔ شاخ تراشی سردیوں کے اختتام یا موسمِ بہار کے بہت پہلے جب رس پیدا ہو جائے کرنی چاہیئے ۔ دیر سے شاخ تراشی سے بھی احتراز کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ اس سے بیل کا رس

بلحاظِ شکل وصورت انگور کا پھول مختلف اقسام میں مختلف ہوتا ہے اور عام طور پر تین گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں ۔

۱۔ اس گروہ میں وہ پھول ہوتے ہیں جو مکمل اور انفرادی استقرار والے ہوتے ہیں ۔ یعنی جن میں نر اور مادہ اعضاء ایک وقت پر کام کرتے ہیں ۔ ہماری انگور کی بہت سی اقسام وائٹس وانی فیرا

Marfat.com

(VINI FERA) سے تعلق رکھتا ہے اور وہ داخلی استقرار والی اقسام میں اسی لئے اختلاط النسل کا مسئلہ ان میں ہے

۲۔ اس گروہ میں انگور کی وہ اقسام آتی ہیں جس کے مادہ اعضا بہ نسبت نر اعضا کے بلیے ہوتے ہیں۔ اور اس طرح وہ بیک وقت کام نہیں کر سکتے۔ ایسے پھولوں کو نامکمل استقراری پھول کہتے ہیں۔ اس گروہ کے تحت امریکہ کی بعض اقسام آتی ہیں اور وہ داخلی استقرار والی نہیں ہوتیں۔

۳۔ اس گروہ میں وہ اقسام آتی ہیں جن کے پھولوں میں نر اعضا کارگر اور مادہ اعضا ناکارہ ہوتے ہیں۔ ہماری بغیر بیج والی یا تقریباً بغیر بیج والی اقسام اس گروہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

انگور میں تخم نہ ہونے کی وجہ پارتھینو کارپی (PARTHENOCARPY) ہے۔ جس میں زردانہ (POLLEN) کے نہ ہونے کی وجہ سے استقرار نہیں ہوتا یا زردانہ کی نالی کے بڑھنے سے پھل پیدا ہوتا ہے۔ وائی فیرا انگوروں میں استقرار کے بعد بھی بیج نہیں ہوتا۔ اس حالت میں (EMBRYO) اور سفید تخمی مادہ معمولی سے بڑھتے ہیں۔ لیکن پختہ پھلوں میں بیج بہت چھوٹا اور نرم ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی چنداں پرواہ نہیں کی جاتی مثلاً ہمارے کشمش انگور میں (SEEDLESS) پارتھینو کارپی کی وجہ سے تخم کا نہ ہونا بعض اقسام مثلاً کورنتھ (CORNITH) اقسام میں عام ہے۔

پھول کی بناوٹ کے لحاظ سے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ہماری انگور کی بہت سی اقسام کے پھول مکمل اور انفرادی استقرار والے ہیں اور ان کی زرپاشی کے لئے دوسری اقسام ساتھ ساتھ کاشت کی جاتی ہیں۔

بعض اقسام میں ہوا کی لہریں زردانہ پاشی کا کام دیتی ہیں۔ کیونکہ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انگور کا پھول مکھیوں کے لئے کوئی کشش نہیں رکھتا۔ زرپاشی عموماً صبح کے وقت اور دھوپ کے وقت ہوتی ہے اور وقت کے تحت ایک ہفتہ میں مکمل ہو جاتی ہے۔

ہمارے حالات کے تحت جلد پھل دینے والی اقسام میں زرپاشی مارچ کے آخری ہفتوں میں اور وسطی اور آخری اقسام میں مئی کے آخری ہفتے میں شروع ہوتی ہے۔ زرپاشی اور پھل

Marfat.com

کی پیدائش کے وقت یخ درجہ حرارت اور نم آب وہوا اس عمل میں رکاوٹ ڈالتی ہیں ۔ خاصکر وسطی اور اولین اقسام میں سردی کی شدید لہر تمام پھولوں کو تلف کر دیتی ہے پہاڑی علاقوں میں یہ خطرہ ۱۵ر اپریل تک رہتا ہے ۔ دیر کی شاخ تراشی کی خاص وجوہ میں سے ایک خاص وجہ یہ خطرہ ہے کیونکہ جلد شاخ تراشی سے چشمے جلد نکل کر پھول جلدی دیں گے اور کہر سے ضائع ہو جائیں گے۔

انگور کی بیل کے چشمے مرکب چشمے ہوتے ہیں جنہیں عام طور پر آنکھ کہا جاتا ہے ۔ہر مرکب چشمے میں تین چشمے ہوتے ہیں جن میں سے وسطی چشمہ کونپل پیدا کرتا ہے اور جلد پھوٹتا ہے اور دوسرے دو چشمے عموماً بڑھوتری کے شروع میں گر جاتے ہیں یا خفتہ ہو جاتے ہیں۔بعض اوقات جب وسطی چشمہ پالے سے تباہ ہو جاتا ہے تو اطراف کے چھوٹے چشمے بڑھتے ہیں ۔ اور تھوڑا بہت پھل پیدا کرتے ہیں ۔ ہر بڑھوتری کے موسم کے بعد چشموں کا افتراق مکمل ہو جاتا ہے۔ یہ چشمے جانبین سے ایک سال پرانی شاخ پہ پیدا ہوتے ہیں ۔ اور شاخ کے ہر اُبھار پر ۲ سے ۵ چشمے ہوتے ہیں ۔ جو چشمہ سکیل میں پوشیدہ ہوتے ہیں ۔ پھولوں کے گچھے پتے کے مخالف نئی شاخ (TENDRAL) کی جگہ پہ ہوتے ہیں اور ان کی یہ جگہ مختلف اقسام میں مختلف ہوتی ہے۔ اور اسی طرح پھولوں کا گچھہ (مجموعۂ گل) (INFLORESCENCE) بھی شاخ کے درمیانے چشمے پر واقع ہوتا ہے۔ بہت سے حالات میں ایک شاخ پر پھولوں کے دو گچھے ہوتے ہیں لیکن یہ بیل کی توانائی پر مبنی ہے ۔ انگور کی بیل میں وہ چشمے جو اوپر یا نیچے ہوتے ہیں ۔ ان چشموں کی نسبت جو درمیان میں ہوتے ہیں ،کم پھل پیدا کرتے ہیں ۔ بڑی شاخیں چھوٹی شاخوں کی نسبت۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کم لمبائی پر شاخ تراشی کی جاتی ہے ۔ علاوہ ازیں چھوٹی حجم والی شاخیں بہ نسبت بڑی حجم والی شاخوں کے توانائی کے لحاظ سے تھوڑی شاخیں نکالتی ہیں ۔ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اطرافی کمزور اور چھوٹی شاخیں کم مقدار میں پھل دیتی ہیں ۔

پیداوار اور برداشت

انگور کی بیل عموماً ۳ یا ۴ سال میں پھل دینا شروع کر دیتی ہے ۔ تجارتی اعتبار سے یہ ۶ سال کی عمر میں پھل دیتی ہے ۔ فی بیل پیداوار بلحاظِ اقسام مختلف ہے ۔ بعض بہترین تازہ کھائی جانے

Marfat.com

والی انگور کی اقسام کم پیداوار دیتی ہیں ۔ مثلاً خیر غلامان اور شنڈ ڈخانی اول الذکر تخم دار اور موخر الذکر بغیر تخم کے اور دونوں تجارتی نکتہ نگاہ سے مشہور ہیں ۔ یہاں ایسی عام اقسام بھی ہیں جو پھل کی خصوصیات میں گھٹیا مگر پیداوار زیادہ دیتی ہے ۔ مثلاً تور، بلیک پرنس، ٹانڈان، حسینی اور کالا مک وغیرہ ان کی کاشت گھٹیا قسم ہونے کے باعث کم رقبہ پر کاشت کی جاتی ہے ۔ دوسری صورت میں ایسی بھی اقسام ہیں جو نہ صرف عمدہ ہیں بلکہ پیداوار بھی کافی دیتی ہیں ۔ مثلاً کشمش، بہنہ اور صاحبی وغیرہ ۔

علاوہ ازیں اور بھی لوکل قسمیں ہیں جو عمدہ اور اچھی پیداوار دینے والی ہیں ۔ لیکن ان کی کاشت کم رقبہ تک محدود ہے کیونکہ ان کی ذخیرہ اندوزی نہیں کی جاسکتی مثلاً عسکری، سرخ کشمش سفید لعل اور سرالعل وغیرہ

انگور کی بیل اچھی زمین، آب وہوا، آبپاشی، باقاعدہ اور صحیح تربیت، شاخ تراشی، بیماری اور کیڑوں مکوڑوں سے بخوبی تحفظ کی بنا پر طویل مدت تک بلکہ انسان کی زندگی سے بھی زیادہ مدت تک پھل دیتی ہے ۔

انگلستان میں ہیمپٹن کورٹ (HAMPTONCOURT) پر سنہ ۱۷۶۹ء میں اگائی گئی ۔ انگور کی بیل کو آج تک ۱۷۰۰ گچھے سالانہ پیداوار دیتی ہے ۔ اور اسی طرح قندھار میں سنہ ۱۷۶۱ء میں اگائی گئی ۔ انگور کی بیلیں اب تک پھل دے رہی ہیں ۔ اس سے صریحاً پتہ چلتا ہے کہ اگر انگور کی بیل کی ٹھیک نگہداشت کی جائے تو وہ عرصہ دراز تک پھل دیتی ہے ۔ کوئٹہ و قلات ڈویژنوں میں انگور کی وہ بیلیں جنہیں اوور ہیڈ سسٹم (OVER HEAD SYSTEM) کے تحت تربیت دی گئی منوں پیداوار دیتی ہیں ۔ البتہ اوسطاً ایک ایکڑ کی پیداوار ۸ ہزار پونڈ تک ہے اور ہمارے حالات کے تحت ایک بیل ۱۵ سے ۲۰ پونڈ تک پھل دیتی ہے ۔ لیکن اچھی اور مناسب نگہداشت سے اس سے کئی گنا زیادہ پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے ۔ پس اوسطاً ایک من کی قیمت بحساب ۲۰ روپے لگانے سے ایک ایکڑ سے ۲ ہزار روپے حاصل کئے جاسکتے ہیں ۔ لائلپور میں کئی درآمد شدہ اقسام مثلاً داکھ (DAKH) بلیک پرنس، بلیک ہیمبرگ، دالتھم کراس اور پندھاری (PANDHARI) وغیرہ سے خاطر خواہ پیداوار حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی ہے ۔

Marfat.com

جہاں تک انگور کے پھل توڑنے کے وقت کا تعلق ہے، انگوروں کو اس وقت توڑنا چاہئیے جب وہ اچھی طرح سے پختہ ہو جائیں اور اچھی طرح اپنا رنگ اور حجم بنا چکے ہوں۔ پھل توڑنے کے ٹھیک وقت کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ انگور اگر اس کی صحیح پختگی سے پہلے توڑ لیا جائے تو مارکیٹ میں نہ تو پختہ ہوگا۔ اور نہ رنگ یا خاصیت پیدا کرے گا اور کوئی قیمت وصول نہیں ہوگی۔ لیکن دوسری صورت میں انگور پھل کو بہت زیادہ پختگی کے بعد نہیں توڑنا چاہیئے کیونکہ پھر اس کی کھپت میں دشواری پیدا ہوگی۔ علاوہ ازیں زیادہ پختہ پھل پر بھڑوں اور چڑیوں کا حملہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ دوسرے پھلوں کی طرح انگور کی ایک بیل پر گچھے مختلف اوقات میں پکتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں گچھے کاٹنے کے لئے تیار ہوتے ہیں، اور کچھ ابھی کچے ہوتے ہیں۔ اس لئے تیار گچھوں کو انگور کے تمام باغ سے توڑ لینا چاہیئے۔ گچھوں کو ہاتھ سے توڑنا مشکل ہے۔ اس لئے گچھے حاصل کرنے کے لئے تیز قینچی یا چاقو استعمال کرنی چاہیئے۔ چونکہ انگور کا پھل نازک ہے اس لئے اس کی کٹائی کے بعد بھی خاص احتیاط کرنی چاہیئے۔ پھل پر کسی قسم کا دباؤ نہیں پڑنا چاہیئے۔ اس لئے پھل کو ہمیشہ لکڑی کے کریٹوں یا ٹوکریوں میں بند کر کے بھیجنا چاہیئے۔ تاکہ پھل میں شگاف وغیرہ پیدا نہ ہوں۔ اسی طرح کی احتیاط بدشکل اور کملائے ہوئے پھلوں کو علیحدہ کرنے میں کی جانی چاہیئے۔ قینچی اچھی طرح تیز ہو اور اسے استعمال کرنے کے وقت پھل کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ اگر گچھے میں انگور کا کوئی ایک پھل خراب ہو جائے تو اس کو پیکنگ سے پہلے نکال لینا چاہیئے ورنہ وہ تمام پھلوں کو خراب کر دے گا۔

انگور کی اقسام میں پھل کی پختگی اور کٹائی کا وقت مختلف اقسام میں مختلف ہوتا ہے۔ اس بات کے پیشِ نظر انگور کی اقسام کو اگیتی اقسام، وسطی اقسام اور پچھیتی پھل دینے والی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جلد پھل دینے والی اقسام مثلاً خال چینی سفید و سرخ، تور چھوٹا اور خلیلی وسط جون سے وسط جولائی تک مارکیٹ میں کھپت کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ وسطی اقسام مثلاً سرخ کشمش، ٹنڈ ان، عسکری، حسینی، سفید لعل، صاحبی، بیاہ منقہ، شیخ علی اور خیر علامان وغیرہ وسط جولائی سے وسط اگست تک مارکیٹ میں کھپت کے لئے تیار ہو جاتی ہیں جبکہ دیر سے پھل دینے والی اقسام مثلاً ہیتہ، سفید کشمش، سرالعل، تنڈ وخانی، بلیک ہیمبرگ، مسقط

Marfat.com

فلیم ٹوکی اور بلیک پرلس وغیرہ وسط اگست سے وسط اگست تک برداشت کی جاتی ہیں ۔ البتہ ان اقسام کی برداشت میں آب وہوا اور موسم کے مطابق چند دنوں کا فرق ہوسکتا ہے۔ انگور کی کٹائی کا وقت میدانی علاقوں میں بہ نسبت پہاڑی علاقوں کے بہت پہلے شروع ہوجاتا ہے

اقسام

ہمارے ہاں اگائی جانے والی انگور کی بہت سی قسمیں وائٹس وانی فیرا (VITIS VINIFFRA) سے تعلق رکھتی ہیں جو کہ میٹھی، رس بھری، نفیس اور خوش ذائقہ ہوتی ہیں اور انہیں بغیر کسی تنک کے دنیا کی تازہ استعمال ہونے والی اقسام میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ ان اقسام میں بلکہ ہماری سخت اقسام میں بھی پھلوں کا چھلکا گودے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہی بات ہے جو ہمارے انگوروں کو امریکن انگوروں مثلاً کان کارڈ (CONCORD) سے علیحدہ کرتی ہے یقین کیا جاتا ہے کہ انگوروں کی ہزار ہا قسمیں جو رنگ، چھلکے، ذائقے اور استعمال میں مختلف ہیں چونکہ دینِ فطرت میں شراب کی کشید اور استعمال شرعاً ممنوع ہے، اسی لئے ہمارے ہاں ایسی اقسام جن سے شراب کشید کی جاتی ہو ناپید ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری اکثر اقسام تازہ استعمال کی جاتی ہیں۔ ہماری کچھ قسمیں خشک کی جاتی ہیں اور یہ خشک اقسام دنیا کی بہترین خشک اقسام میں سے ہیں۔ بدقسمتی سے ہماری کچھ اقسام جو کہ بہت ہی نفیس اور بہترین ذائقہ دار اور خوشبو دار ہیں۔ میدانی علاقہ جات تک کے لوگوں تک نہیں پہنچ سکتیں اور انہیں مقامی مارکیٹ میں ہی کھپایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اقسام مارکیٹ کی سختیوں کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ یہ نرم اقسام میدانی علاقوں کی منڈیوں میں مشہور نہیں ہیں کوشش کی جارہی ہے کہ ان نفیس اقسام کا سخت اقسام سے ملاپ کر کے ایسی دوغلی اقسام حاصل کی جائیں جو آمدورفت، منڈیوں میں رسل ورسائل کی سختیوں کو برداشت کر سکیں۔ ۱۹۲۳ء میں لائلپور میں یہ اقدام کیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام ممالک سے انگور کی قسمیں حاصل کر کے اور ان میں سے مزید انتخاب کر کے ان کو مختلف درجۂ حرارت میں رکھ کر مقامی آب وہوا میں ڈھالنے کی تربیت دی جائے۔ کوئی ۱۱۶ اقسام تمام دنیا سے حاصل کر کے انہیں لائل پور کے حالات کے مطابق اگانے کی کوشش کی گئی تھی جن قسموں نے حوصلہ افزا نتائج دیئے ہیں، مندرجہ ذیل ہیں۔

فاسٹر سیڈلنگ (FOSTER SEEDLINGS) قندھاری، پنڈھاری، والتھم کراس، بلیک ہیمبرگ

Marfat.com

داخ اور بلیک پرلس وغیرہ ،

پہاڑی علاقوں میں کاشت ہونے والی چند مخصوص اقسام کے خواص حسب ذیل ہیں۔

خال چینی سفید

یہ بغیر تخم اور سب سے پہلے پکنے والی قسم ہے - گچھے پیوستہ ، سفید اور گول پھلوں والے ہوتے ہیں - ذائقہ عمدہ ترین ہے لیکن یہ قسم لمبے سفر کو برداشت نہیں کرتی - اچھی پیداوار دینے والی ہے اور جلد پکنے کی وجہ سے منڈیوں میں اچھی قیمت پر بکتی ہے - چونکہ یہ قسم ذخیرہ اندوزی کے قابل نہیں اسی لئے اسے وسیع پیمانے پر کاشت نہیں کیا جاتا - اسے میدانی علاقوں میں اگانے کی کوشش کرنی چاہیئے - کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ مون سون کے شروع ہونے سے پہلے ہی تیار ہو جائے یہ وسط جون میں منڈیوں میں دستیاب ہوتی ہے۔

تور چھوٹا

یہ دوسری اگیتی قسم ہے اور اس کا پھل جون کے آخر اور جولائی کے شروع میں منڈیوں میں پہنچ جاتا ہے - گچھے ڈھیلے اور درمیانہ حجم کے ہوتے ہیں - پھل چھوٹا اور معکوس مخروطی شکل کا اور رنگ بیاہی مائل سرخ ہوتا ہے - تخم دار ، رس دار ، میٹھا اور خوشبودار ، مناسب موٹے چھلکے والے اور لمبے سفر کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اس کی پیداوار زیادہ ہے اور جلد پکنے کی وجہ سے منڈیوں میں اچھے داموں بکتی ہے - اس کو بھی میدانی علاقوں میں اگانے کی کوشش کرنی چاہیئے

سفید کشمش

یہ قسم بہت ہی کامیاب ، تجارتی اور بغیر تخم والی ہے - یہ عام طور پر میدانی علاقوں میں دستیاب ہوتی ہے - عموماً اسے کوئٹہ کے علاقہ میں ۱½ ہزار فٹ سے لے کر ۶ ہزار فٹ کی بلندی تک کاشت کیا جاتا ہے اور اس کی کاشت خاصی ہے - گچھے لمبے اور ڈھیلے ہوتے ہیں - پھل گول ، سنہری مائل سفید ، درمیانہ حجم ، میٹھے ، رس دار اور کھانے میں لذیذ ہوتے ہیں۔ چھلکا مناسب موٹا ہوتا ہے - اور لمبا سفر برداشت کر لیتا ہے - بیرونی ممالک میں اسے کئی ناموں سے پکارا جاتا ہے مثلاً تھامپسن سیڈلیس (THOMPSON SEEDLESS) اور سلطانیہ لیکن یہ ان ممالک میں یہ خصوصیات پیدا نہیں کرتی جو کوئٹہ و قلات ڈویژن میں پیدا کرتی ہے - اس کا منبر دنیا میں خشک پھل بنانے والے

Marfat.com

انگوروں میں اوّل ہے ۔ یہ اگست کے اختتام اور ستمبر کے شروع میں دستیاب ہوتی ہے۔

شنڈوخانی

یہ دوسری عمدہ بغیر تخم تجارتی قسم ہے جو زیادہ تر کوئٹہ شہر کے گرد ونواح اور قلات ڈویژن میں مستونگ کے مقام پر کاشت کی جاتی ہے ۔ اسے ذرا کم بلندی پر بھی اگایا جا سکتا ہے۔ جہاں اس میں شکر کا تناسب زیادہ ہوتا ہے۔ اسے خاصیت میں کشمش سے بہتر تصور کیا جاتا ہے۔ اور یہ کشمش سے زیادہ داموں پہ بکتی ہے ۔ گچھے لمبے اور ڈھیلے ہوتے ہیں۔ پھل بغیر تخم، سنہری مائل سفید، درمیانہ حجم، شکل معکوس مخروطی، بہت میٹھا، چھلکا خاصا موٹا لیکن کشمش سے قدرے موٹا ہوتا ہے ۔ منڈی کی سختیاں اعتدال کی حد تک برداشت کر سکتا ہے۔ اچھا تجارتی انگور ہے اور ہر جگہ پسند کیا جاتا ہے۔ خشک کرنے کے لئے بہترین ہے ۔ یہ منڈیوں میں وسط اگست سے وسط ستمبر تک دستیاب ہوتا ہے۔

عسکری

یہ وسطی قسم ہے ۔ گچھے لمبے اور ڈھیلے ہوتے ہیں ۔ پیداوار خاصی ۔ پھل درمیانہ حجم کا، معکوس مخروطی شکل، میٹھا، نہایت رس بھرا، بغیر تخم اور ذائقے میں بہت ہی نازک ہوتا ہے اس کا چھلکا بہت ہی پتلا ہوتا ہے ۔ اسی لئے منڈیوں کی سختیوں کو برداشت نہیں کر سکتا اور مقامی منڈیوں میں کھپ جاتا ہے۔

سُرخ کشمش

یہ ایک اور وسطی قسم ہے جو نازک ذائقہ دار، خوشبودار، گلابی سرخ رنگ والی اور نہایت رس دار ہوتی ہے ۔ خوشے پیوستہ اور لمبے، پیداوار خاصی، پھل درمیانہ حجم کا گول اور چھلکا بہت ہی پتلا ہونے کی وجہ سے سفر کے قابل نہیں ۔ اسی لئے اسے ایک کامیاب تجارتی قسم نہیں کہا جاتا ۔ یہ مقامی آبادی میں بیمار آدمیوں کے لئے غذا کے طور پر استعمال کی جاتی ہے ۔ مقامی منڈیوں میں جون کے اختتام پر دستیاب ہوتی ہے ۔

سفید لعل

یہ وسطی قسم ہے، خوشے لمبے اور ڈھیلے ہوتے ہیں ۔ پھل بڑے، سنہری مائل سفید، گول، میٹھا

Marfat.com

رس بھرا اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ پیداوار کافی ہوتی ہے۔ چھلکا خاص موٹا ہونے کی وجہ سے سفر کے قابل ہے۔ ایک دانے میں ایک سے دو تک بیج ہوتے ہیں۔

سرالعل

یہ قسم تقریباً سفید لعل سے مشابہت رکھتی ہے ماسوائے اس کے کہ اس کے پھل اس سے بھی بڑے اور گہرے سیاہی مائل سرخ ہوتے ہیں۔ اسے سفید لعل سے اعلیٰ قرار دیا جاتا ہے۔ ایک دانہ میں ایک یا دو بیج ہوتے ہیں۔

ٹنڈن

یہ ایک اور میٹھی رس دار وسطی موسم والی اور تخم دار قسم ہے۔ متناسب موٹا ہوتا ہے۔ خوشے پیوستہ اور لمبے ہوتے ہیں۔ پھل بڑے اور گول رنگت میں سفید ہوتے ہیں۔ مقامی معیار کے مطابق اسے اچھی خاصیت والا پھل نہیں سمجھا جاتا لیکن رس نکالنے کے لئے عمدہ قسم ہے۔

ہیتھا

ایک نہایت کامیاب تخم دار تجارتی قسم ہے۔ یہ قسم میدانی علاقوں کی منڈیوں میں خاص مشہور ہے۔ یہ دیر سے پھل دینے والی قسم ہے اور کوئٹہ ڈویژن میں اس کی کاشت وسیع پیمانہ پر کی جاتی ہے۔ اسے نسبتاً کم بلند مقامات پر اگایا جاتا ہے۔ بیلیں کافی انگور پیدا کرتی ہیں۔ گچھے لمبے اور پیوستہ۔ لیکن بعض اوقات ڈھیلے ہوتے ہیں۔ ان کی رنگت پختگی سنہری مائل ہوتی ہے۔ پھل بیضوی اور حجم میں بڑے ہوتے ہیں۔ رسدار میٹھے اور ذائقے میں لذیذ ہوتے ہیں حجم مناسب موٹائی والا ہوتا ہے اور یہ سفر کو کافی حد تک برداشت کر سکتی ہے۔

حسینی

خصوصیات میں درمیانہ، آخر موسم میں پھل دینے والی اور تخم دار قسم ہے۔ بعض گرم علاقوں میں ہیتھا کی بجائے استعمال ہوتی ہے۔ اچھی پیداوار دینے والی قسم ہے۔ گچھے لمبے اور ڈھیلے ہوتے ہیں۔ پھل معکوس، مخروطی اور ہیتھا سے بڑے میٹھے رس دار لیکن ذائقے میں درمیانہ ہوتے ہیں اسے تازہ استعمال کے لئے پسند نہیں کیا جاتا اور اسی لئے اس کی کاشت محدود طریقے پر ہوتی ہے

Marfat.com

کلمک

درمیانے حجم کے اور ڈھیلے خوشوں کے ساتھ درمیانہ درجے کی تخم دار اور موسم کے آخر میں پھل دینے والی قسم ہے۔ پھل بیضوی، درمیانہ حجم کے سبزی مائل، سفید رنگت کے اور نہایت رس دار ہوتے ہیں۔ تخم بہت ہی نازک ہوتا ہے۔ اور سفر کی شدتوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اس کی وسیع پیمانے پر کاشت نہیں کی جاتی۔ یہ رس نکالنے کے لئے بہت عمدہ قسم ہے اور منڈیوں میں اگست کے شروع میں دستیاب ہوتی ہے۔

صاحبی

یہ وسطی موسم کی نہایت کامیاب قسم ہے۔ تخم دار اور کافی مقدار میں پھل دینے والی قسم ہے۔ جسے عام طور پر کوئٹہ و قلات ڈویژنوں میں اگایا جاتا ہے۔ گچھے لمبے اور ڈھیلے ہوتے ہیں۔ پھل بڑے بیضوی اور رنگت میں پختگی پر گہرے سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ پھل میٹھے اور رس دار ہوتے ہیں اور ذائقے میں عمدہ ہوتے ہیں۔ یہ نہایت ہر دلعزیز، جلد متناسب موٹی اور سفر کی شدت کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ اگست میں منڈیوں میں دستیاب ہوتا ہے۔ اس کی خشک پہاڑی علاقے میں کاشت کی سفارش کی جاتی ہے۔

خیبر غلامان

یہ وسطی قسم ہے۔ نہایت نرم، تخم دار لیکن کم پیداوار دینے والی قسم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے وسیع پیمانے پر کاشت نہیں کیا جا سکتا۔ گچھے درمیانہ حجم کے اور ڈھیلے ہوتے ہیں۔ پھل بڑے، معکوس مخروطی اور گہرے سیاہی مائل سرخ رنگت کے، رس دار میٹھے اور خوش ذائقہ ہوتے ہیں۔ اور ہر دلعزیز ہیں۔ تخم مناسب موٹائی والا ہوتا ہے۔ اسی لئے سفر کی شدتوں کو برداشت کر سکتا ہے۔ اس کی کم پیداوار کی وجہ سے اسے محدود پیمانے پر کاشت کیا جاتا ہے یہ اگست کے شروع میں منڈی میں دستیاب ہوتا ہے۔

بڑا تور

یہ آخر موسم میں پھل دینے والی قسم ہے۔ اور ذائقے میں ترش ہوتی ہے۔ اسی لئے اسے کوئٹہ، قلات ڈویژنوں میں محدود رقبے پر کاشت کیا جاتا ہے۔ گچھے بہت لمبے اور پیوستہ ہوتے

Marfat.com

ہیں اور کافی پیداوار دیتے ہیں۔ پھل بڑے، گول، رنگت میں گہرے سیاہ، تخم دار اور بیل پر پختگی پر میٹھے اور رس دار ہوتے ہیں۔ پھل کی جلد سخت ہوتی ہے۔ اس لئے دور دراز بھیجا جاسکتا ہے یہ اگست کے آخیر اور ستمبر کے وسط تک مارکیٹ میں دستیاب ہوتا ہے۔

مسقط ہیمبرگ

یہ لمبے اور ڈھیلے گچھوں کے ساتھ تخم دار اور آخر موسم میں پھل دینے والی قسم ہے۔ پھل گول چھوٹے، رنگت میں نیلا ہٹ مائل سیاہ، رس دار میٹھے اور خوشبو دار ہوتے ہیں۔ خاصی پیداوار دینے والی قسم ہے لیکن کوئٹہ فلات ڈویژنوں میں پختگی میں غیر یکساں ہے۔ اسی لئے انگور کے باغبانوں میں مقبول نہیں۔ اسے کراچی کے حالات میں کامیاب کہا جاتا ہے۔ اسے پھلوں کے تجرباتی فارم (فروٹ ایکسپیریمنٹ سٹیشن) کوئٹہ کے پھلوں کی تجربہ گاہ میں صرف کراسنگ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ موٹے چھلکے والی قسم ہے اس لئے سفر کی شدتوں کو برداشت کرتی ہے۔

استعمال

جیساکہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے انگور کی دنیا کی فصل کا زیادہ تر حصہ شراب کشید گی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ شراب کی کشید گی میں انگور کی پیداوار کا ۸۵ فیصد حصہ استعمال کیا جاتا ہے اور باقی ۱۵ فیصد حصہ تازہ کھانے اور خشک کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان میں تقریباً ساری پیداوار تازہ استعمال میں لائی جاتی ہے۔ اسلامی مملکت میں شراب کی کشید گی کو مکروہ سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں انگور کی اتنی زیادہ کاشت بھی نہیں ہوتی کہ شراب کی صنعت کے لئے پھل بچائے جاسکیں۔

انگوروں کو کامیابی سے سکھاکر دور دراز کے مقامات پر بھیجا جاسکتا ہے لیکن محدود پیداوار کے باعث ممکن نہیں۔ اور علاوہ ازیں باغبانوں کو تازہ انگور کی فروخت سے زیادہ منافع حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے ملک کے پہاڑی علاقہ جات کی پیداوار کو میدانی علاقوں میں بذریعہ ریل روانہ کیا جاتا ہے جہاں پھل کو تقسیم کر کے چھوٹے مقامات پر پہنچایا جاتا ہے۔ انگوروں کو عام طور پر لکڑی کے کھوکھوں یا انار کی شاخوں سے بنے ہوئے ٹوکروں میں جنہیں "کوارا" کہتے ہیں۔ بند کر کے منڈیوں میں کر کے بھیجا جاتا ہے۔ ایک کریٹ یا کوارا میں تازہ پھل کا معیاری وزن ۲۰ سیر ہوتا ہے۔ ہر ایک کوارے میں پھل کو احتیاط سے درجے دینے کے بعد شالی یا دیگر اس قسم کے گھاس پھوس

Marfat.com

کے ساتھ بند کیا جاتا ہے ۔ تاکہ دورانِ سفر پھل کو نقصان پہنچنے سے محفوظ رکھا جائے شمالی اس مقصد کے لئے میدانی علاقوں اور خصوصاً سابق سندھ سے منگائی جاتی ہے ۔

کیڑے اور بیماریاں

میلی بگ

موسمِ بہار میں بگ شاخوں اور پھلوں پر حملہ کرتی ہے میٹاسسٹکس (METASYSTOX) کا سپرے بحساب ۱۲۔ اونس ۱۰ گیلن تیار کر کے چھڑکنے سے تدارک ہو جاتا ہے۔

پھپھوندی

یہ صرف اس وقت ظہور پذیر ہوتی ہے جب مطلع ابر آلود اور رطوبت زیادہ ہوتی ہے۔ اور موسم گرم ہوتا ہے۔ کونپلیں، پتے اور پھل تمام متاثر ہوتے ہیں۔ گلے سڑے ہوئے گچھے اور پودے برباد ہو جاتے ہیں۔ سلفر کا خشک چھڑکاؤ بیماری کے حملے کو کم کر دیتا ہے۔

بوٹ رائٹس راٹ

یہ بھی شدید بیماری ہے جو موافق موسمی حالات میں نمودار ہوتی ہے جنوری میں ونٹر واش اور سلفزان کا چھڑکاؤ اس کے تدارک میں مدد دے گا۔

پتوں اور کونپلوں کا مرجھاؤ

اس بیماری کی وجوہ اب تک معلوم نہیں کی جا سکیں۔ کمزور پودوں میں شاخوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ متاثر حصوں کو اکھیڑ کر کے جلا دینا چاہیئے۔ اور سردیوں میں ونٹر واش ہی صرف ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اس کا تدارک کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

انگور

GRAPES

Marfat.com

انار

تاریخ اور افزائش نسل

انار پیونیکا (PUNICA) خاندان کا پودا ہے۔ جس کی دو اقسام (PUNICA PROTO PUNICA) اور (P. GRANATUM) ہیں۔ کاشت کا عام انار (P. GRANATUM) کی قسم کا (INTHRACAE) خاندان سے ہے۔ لیکن بقول بیلی (BAILY) پیونیکا جینس پونیکسی (PUNIEACEA) خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کی وجہ شاید یہ ہے کہ انار کا پھول ایک کمتر بچہ دانی جیسا ہے۔ انار کی بہت سی اقسام آرائش کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ جیسا کہ (LEGRCECI) کے خوبصورت بڑے دوہرے پھول ہوتے ہیں۔ (NAVA) اور دوسری کو قسم عنابی صدبرگ پھول دیتے ہیں اور جبکہ ایک دوسری سفید قسم سفید رنگ کا صدبرگ پھول دیتی ہے۔ آرائشی اقسام کوئی پھل نہیں دیتیں۔ پھل دار انار کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ایران۔ افغانستان۔ کردستان اور سابق بلوچستان میں (پاکستان) خودرو پایا جاتا تھا۔ انار کی کاشت زمانہ قدیم سے خیال کی جاتی ہے کیونکہ اس کے نمونے آریوں اور قدیم مصریوں کے مکتوبات میں پائے جاتے ہیں۔ انار چین اور کشمیر میں بھی خودرو ہوتا ہے۔ یہ

Marfat.com

زیادہ تر ہندوستان ۔ افغانستان ۔ پاکستان ۔ شام فلسطین ۔ شمالی افریقہ ۔ بحیرہ روم کے ممالک ۔ جنوبی امریکہ ۔ عرب اور چین میں کاشت کیا جاتا ہے یورپ میں انار کا تعارف (CARTHAGINIOUS) نے کیا اور انہوں نے اس کو لاطینی نام (PUNICUS) دے دیا اور شروع میں اس کو (NICUM MALUM PU) یعنی سیب (CARTHAGE) کا نام دیا ۔ پاکستان میں تجارتی لحاظ سے یہ کوئٹہ ۔ قلات اور پشاور ڈویژن ہ اسماعیل خاں کے بعض علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے ۔ بعض اور اقسام بہت کم پیمانہ پر بہاولپور اور ملتان میں بھی تجارتی طور پر کاشت ہوتی ہیں وہ اقسام جو خشک اور سرد علاقوں میں کاشت کی جاتی ہیں ۔ یہ نسبت ان اقسام کے اعلیٰ مصنوعات رکھتی ہیں ۔ جو گرم میدانی علاقوں میں کاشت ہوتی ہیں ۔ گرم میدانی علاقوں کے پھل ہلکے رنگ کم شیریں ۔ کم رسدار اور کم حجم کے ہوتے ہیں اعلےٰ اقسام کے انار کوئٹہ اور قلات میں پیدا ہوتے ہیں اور تقریباً تیرہ سو ایکڑ رقبہ انار کے زیر کاشت ہے جس کے دو لاکھ من پھل سے زائد پیداوار سالانہ حاصل کی جاتی ہے ۔ کوئٹہ ڈویژن میں اس فصل کا زیادہ حصہ ضلع لورالائی اور کوئٹہ پسین اور قلات ڈویژن میں خضدار اور باغبانہ کے علاقوں میں ہوتا ہے ۔

آب و ہوا

انار کی کاشت مختلف قسم کی آب و ہوا میں کامیابی سے کی جاسکتی ہے یعنی سرد مقامات سے لے کر اقسام کے مطابق معتدل اور گرم علاقہ جات میں بھی اس کی کاشت ہو سکتی ہے ۔ وہ اقسام جو سرد مقامات پر بوئی جاتی ہیں ۔ پت جھڑ والی ہیں اور وہ اقسام جو میدانی علاقوں میں اگائی جاتی ہیں ۔ صدا بہار قسم کی یا کم پت جھڑ والی ہیں ۔ انار کی بہترین خصوصیات کے لئے خاص آب و ہوا یعنی موسم سرما میں سردی اور موسم گرما میں خشک گرمی درکار ہے ۔ اگر یہ اقسام میدانی علاقوں میں کاشت کی جائیں تو پروان نہیں چڑھتیں یا ان کی خصوصیات بدل جاتی ہیں ۔ انار کافی حد تک بہت ہی سردی اور بعض اقسام خاصی گرمی برداشت کر سکتی ہیں ۔ درجہ انجماد پر درختوں کو نقصان پہنچتا ہے ۔ برف باری کے بعد ٹھنڈی ہوا چلنے سے درخت تباہ ہو جاتا ہے اور سرد علاقوں میں یہ نقصان عموماً ہوتا ہے ۔ دن اور رات کے درجہ حرارت میں تفاوت اور بارش کے باعث پھل پھٹ جاتا ہے اور اس طرح قابل فروخت نہیں رہتا ۔ اسی لئے اس کی کاشت خشک علاقوں تک محدود ہے ۔

Marfat.com

زمین

انار کی کاشت مختلف قسم کی زمینوں میں ہو سکتی ہے لیکن بہترین خصوصیات کے لئے گہری اور چکنی زمین بہترین ہے۔ ریتلی زمین پر انار کی فصل بہت کم ہوتی ہے لیکن کلہ شور زمینوں کو یہ برداشت کر لیتا ہے۔ یہ دوسرے درختوں کے برعکس گیلی زمینوں میں اچھی طرح پروان چڑھتا ہے۔

افزائش نسل

انار کی افزائش نسل نباتاتی طور سے قلموں یا جڑوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ دیگر مقامات پر خاص کر مرطوب علاقوں میں اس کی افزائش داب سے بھی کی جاتی ہے۔ درمیانی اور سخت لکڑی کی قلمیں جو پنسل کی موٹائی اور ایک سال کی عمر کی ہوں نرسری میں اس طرح لگاتے ہیں کہ قلم کا ۲/۳ حصہ زمین کے اندر اور ۱/۳ حصہ زمین کے باہر رہے۔ ایک قلم عموماً ۹ سے ۱۲ انچ لمبی ہوتی ہے۔ یہ قلمیں نرسری میں بڑھوتری کے موسم سے پہلے ماہ فروری میں لگائی جاتی ہیں۔ قلموں کے مناسب انتخابات اور نرسری کے حالات پر کامیابی کا انحصار ہے۔ یہ قلمیں پھر ایک سال کے بعد مستقل جگہ پر منتقل کی جاتی ہیں۔

کاشت

حالات کے تحت انار کے پودوں کو اپنی مستقل جگہ پر قطار در قطار اور درخت سے درخت تک پندرہ سے بیس فٹ کے فاصلے پر لگایا جاتا ہے اور اس طرح طریقہ کاشت کے تحت ایک ایکڑ میں ۱۹۰ سے ۲۰۰ پودے لگتے ہیں۔ ۱۵ فٹ کے فاصلے پر اور مربع طرز کے باغ میں ایک ایکڑ میں ۱۹۳ درخت اور جدید طرز کے باغ میں ایک ایکڑ میں ۲۰۰ درخت آتے ہیں۔ اس بات کو ترجیح دی جاتی ہے کہ قلموں کو بجائے ان کی مستقل جگہ پر لگانے سے پہلے انہیں نرسری میں لگا کر بعد میں منتقل کیا جائے۔ سرد مقامات پر قلموں کی منتقلی فروری کے ماہ میں اور نسبتاً گرم مقامات پر اس سے ذرا پہلے کی جاتی ہے۔

آب پاشی

انار اپنی خاصیت کے تحت کافی حد تک پانی کی کمی کو برداشت کر لیتا ہے۔ لیکن باقاعدہ آب پاشی خصوصاً موسم گرما میں اچھی خاصیت کے پھل کے پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے خشک پہاڑی علاقوں کے موسم گرما میں چکنی زمینوں کو کم از کم ۱۵ دن کے بعد پانی دینا چاہئے

Marfat.com

اور ہلکی زمینوں پر اس وقفہ میں چار یا پانچ دن کی کمی کی جاسکتی ہے۔ دوسری صورت میں میدانی علاقوں میں موسم گرما میں ایک مہینے میں تین دفعہ آب پاشی درکار ہے۔ پہاڑی حالات کے تحت جہاں انار کی کاشت ہوتی ہے آب پاشی کے وقفوں کو موسم کے مطابق کم یا زیادہ کیا جاسکتا ہے۔ موسم سرما۔ بہار اور موسم خزاں میں تھوڑی آب پاشی کی ضرورت ہوتی ہے اور کل موسم سرما میں دو دفعہ آب پاشی کافی ہے۔ ایک عام اصول کے تحت پھول نکلنے کے وقت اور پھل لگنے کے وقت آب پاشی کو روک دیا جاتا ہے۔

کھاد دینا

گوبر کی کھاد کو انار کے باغات میں نائٹروجن دینے کے لئے استعمال کرنا بہت ہی سودمند ہے کیونکہ یہ حیاتیاتی مادے کی کمی کو پورا کرتا ہے خصوصاً ہماری خشک بہاراں زمینوں میں نباتاتی مادے کی خاصی کمی ہے۔ اس لئے ان علاقوں میں گوبر کی کھاد بہت مفید ہے۔ انار کے درخت کو دوسرے پت جھڑ والے درختوں کی طرح کھاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن نائٹروجن کی بہت زیادہ مقدار ولایتی کھاد کی صورت میں سرخ رنگ والی اقسام مثلاً قندھاری وغیرہ میں رنگ کی نشوونما میں خارج ہوتی ہے اور ساتھ ہی پھل کے پکنے میں دیر کا باعث بنتی ہے جو کہ ناپسندیدہ امر ہے۔ کیونکہ آخر موسم میں پھل کے پھٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس خطرے کے پیش نظر باغبان صرف مویشی خانوں کی گوبر کی کھاد دینا پسند کرتے ہیں۔ ایک ایکڑ میں ۳۰۰ یا ۴۰۰ من کھاد اچھے نتائج پیدا کرتی ہے۔ کھاد کو جنوری اور فروری کے مہینے میں دینا چاہئے اور پھر ہل کے ذریعے یا گڈائی سے جزو زمین بنا دینا چاہئے اور اس کے بعد پانی دے دینا چاہئے۔

کاشت اور مابینی فصلوں کی کاشت

انار کے درخت کی جھاڑی نما خاصیت کی وجہ سے اور ان کے نزدیکی فاصلے کی بنا پر انار کے باغ میں مابینی فصلوں کی کاشت ٹھیک نہیں ہوتی۔ اس لئے صرف گڈائی۔ کھدائی وغیرہ ہی ضروری ہے۔ لیکن پھلی دار فصلوں مثلاً لوسن برسیم اور شفتل وغیرہ کی سبز کھاد کے لئے بطور مابینی فصلوں اگانے کی سفارش کی جاتی ہے اور ان سے ایک یا دو دفعہ کٹائی حاصل کرنے کے بعد موسم گرما میں بطور سبز کھاد گڈائی سے زمین میں دبا دینا چاہئے۔ سبز کھاد کے لئے مابینی فصلوں کی کاشت غیر ضروری

Marfat.com

پودوں کو جو کہ انار کے باغ میں ایک مسئلہ ہوتے ہیں تلف کر دیتی ہے۔ جب مابینی فصلوں کی کاشت نہیں کی جاتی تو باغ کی کم از کم دو دفعہ گڈائی ایک موسم بہار اور دوسری موسم گرما میں صاف کر کے رکھنا چاہیئے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ غیر ضروری پودے تلف ہو جائیں گے جو زمین کی غذائیت کو ختم کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی زمین کی نمی بھی برقرار رہے گی۔

تربیت اور شاخ تراشی

انار کے درخت کی تربیت کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ ایک تنے اور جھاڑی نما وضع کے درخت کے لئے تربیت دی جاتی ہے۔ اس تنے کو زمین سے اوپر ۱۲ انچ سے ۱۶ انچ تک اگنے دیا جاتا ہے اور اچھی متوازی ۳ یا ۴ شاخوں کو جو کہ تنے پر ایک دوسرے سے ہر طرف تھوڑے فاصلے پر ہوتی ہیں چن لیا جاتا ہے۔ وہ شاخیں جو اس حد سے باہر کی طرف اگ رہی ہوتی ہیں انہیں کاٹ کر چھوٹا کر دیا جاتا ہے۔ کچے گلے (WATER SPROUTS) جو کہ تنے اور دیگر جگہوں پر نکلیں کو باقاعدگی سے کاٹ دینا چاہیئے۔ ایک طاقتور تنے کے لئے شاخوں کو اوپر سے تھوڑا سا کاٹا جا سکتا ہے۔ بعض غیر ضروری اور کمزور شاخوں کو جو کہ خاص جوڑوں پر واقع ہوتی ہیں درخت کو گھنے پن سے بچانے کے لئے کاٹ دیا جاتا ہے اور درخت کی صحیح شکل و صورت کی تکمیل کی جاتی ہے۔ اس کے بعد انار کے درخت کی بہت کم شاخ تراشی کی جاتی ہے ماسوائے اس کے کہ خشک اور مرجھائی ہوئی ٹہنیوں کو اور کچے گلوں کو جو کہ تنے، شاخوں اور زمین سے اگتے ہیں کاٹ دیا جاتا ہے۔

تربیت کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مستطیل گڑھے کے چاروں کونوں پر چار قلمیں لگا دی جاتی ہیں جو کہ انار کی عمدہ ترین اقسام کے لئے عام رائج ہے۔ یہ قلمیں باغ میں اپنی مستقل جگہ پر لگائی جاتی ہیں۔ اس طریقہ پر تین چار تنے ایک وقت میں زمین سے نکلتے ہیں اور بعد میں یہ تین چار تنے مل کر ایک درخت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ کچے گلے جو زمین، تنے یا شاخوں سے نکلتے ہیں باقاعدگی سے کاٹے جاتے ہیں۔ ان تنوں سے پہلی شاخوں کو ½ ۱ فٹ سے ۲ فٹ تک کے فاصلے پر اگنے دیا جاتا ہے تاکہ مابینی فصلوں کی کاشت میں سہولت رہے۔ درخت چند سالوں کے بعد جھاڑی نما صورت اختیار کر لیتا ہے۔ درخت کی اندر کی جانب شاخوں کے گھنے پن کو کچھ شاخوں اور گلوں کو کاٹنے سے دور کیا جا سکتا ہے۔ آخر میں شاخ تراشی صرف کمزور، خشک، بیمار شاخوں کے کاٹنے اور

Marfat.com

خرگوشوں کے کاٹنے تک محدود ہو جاتی ہے۔ عمر رسیدہ درختوں میں توانائی پیدا کرنے کے لئے انار میں یہ ایک عام مشق ہے کہ خاص شاخوں میں زمین کے نزدیک کاٹ کر لگایا جاتا ہے اور تین یا چار طاقتور جڑوں کو ان کی جگہ پر اُگنے دیا جاتا ہے اور باقی کو کاٹ دیا جاتا ہے۔

پھول نکلنا، پھل لگنا اور زرپاشی

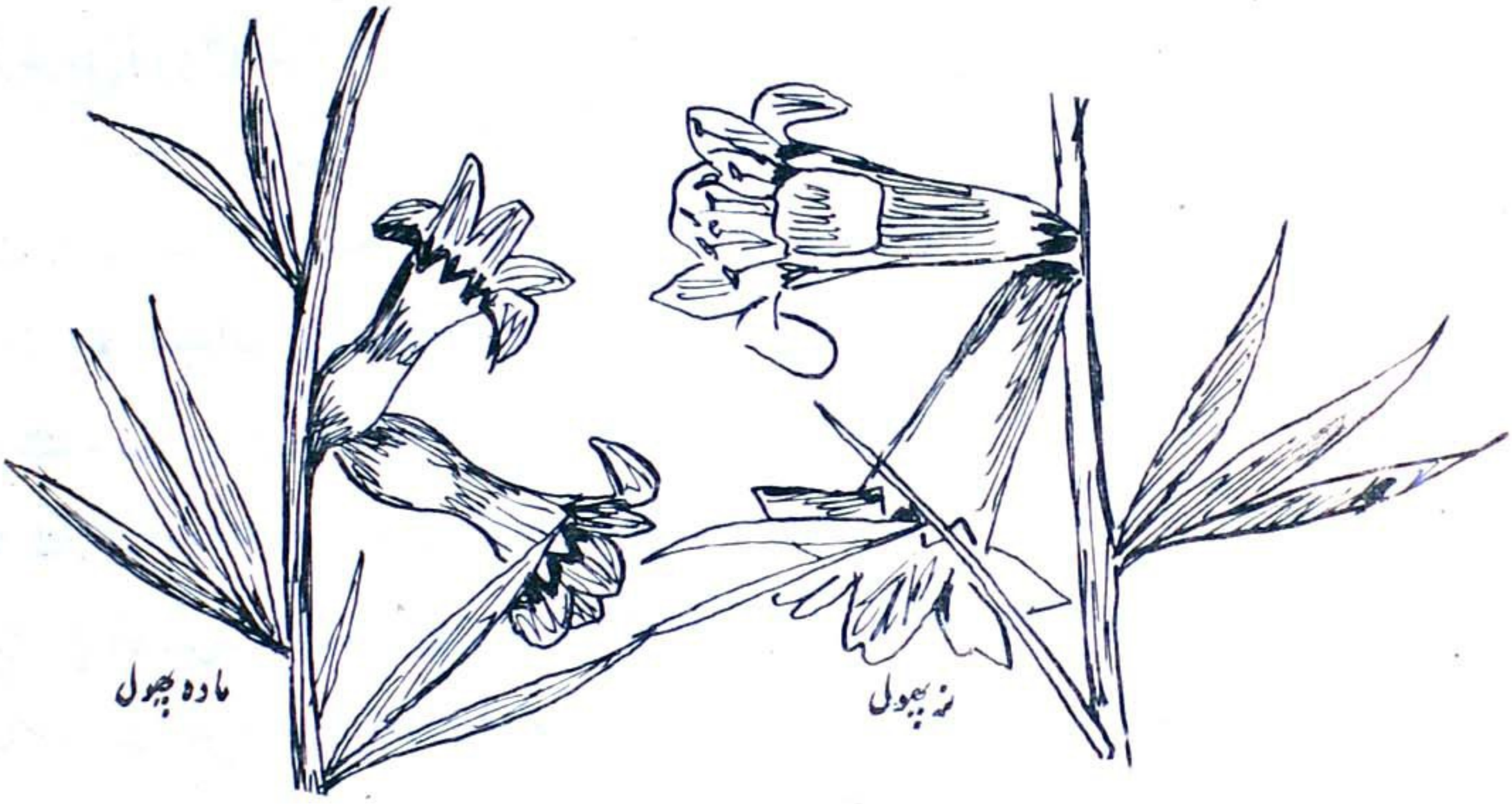

کاشت شدہ انار کا درخت آہستہ بڑھنے والا۔ سخت لکڑی جھاڑی نما اور عموماً دس سے پندرہ فٹ اونچا اور تقریباً اتنا ہی پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ بیدانہ اور قندھاری اقسام کے درخت اونچے اور سیدھی اونچائی میں اُگنے کی عادت والے ہوتے ہیں۔ جبکہ میٹھے اور جھاڑی قسموں کے درختوں جھاڑ سائی اور پھیلاؤ دار ہوتے ہیں۔ انار کا پوری طرح سے اُگا ہوا درخت ۳ سے ۵ خاص جوڑ رکھتا ہے جو کہ نیچے سے نمودار ہوتے ہیں۔ اوپر والی شاخیں عموماً پھیلی ہوئی اور لچکدار ہوتی ہیں۔ تنے کا چھلکا نرم اور ہریالی مائل سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ چھوٹی عمر کی شاخ زردی مائل سبز رنگت کی ہوتی ہے جس کے اوپر والے سرے پر دو چھوٹے چشمے واقع ہوتے ہیں۔ جو عموماً چھوٹی ڈنٹھلوں کے کناروں پر واقع ہوتی ہیں۔ اور یہ چھوٹی ڈنٹھلیں چھوٹی شاخوں پر ایک دوسرے سے مخالف سمت میں نکلتی ہیں۔ تمام شاخوں کے سرے عموماً چشموں کے ساتھ یا بغیر چشموں کے ڈنٹھلوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ پھول چھوٹی شاخوں کے اوپر والے سروں پر یا اسی سال کی بڑھوتری کے نیچوں پر لگتے ہیں۔ الحراف

Marfat.com

AXILLARY یا سروں پر لگتے ہیں۔ وہ منفرد اور معکوس ہوتے ہیں یا دو چار ایک ہی گچھے پر ہوتے ہیں نیچے چھوٹی شاخوں اور بڑی عمر کی شاخوں پہ بھی بنتے ہیں جو کئی سالوں تک پھل دیتے رہتے ہیں۔ کچھ پھول درخت کی اندرونی جانب لگتے ہیں۔ پھول کمتر بچہ دانی کے ساتھ مکمل ہوتے ہیں اور سُرخ موٹی گودہ دار نچلی پتیاں جن پر چمکیلے انابی۔ نک کے بالا پتیاں اور کہیں بلکہ سوسے بھی زیادہ تر اعضا موجود ہوتے ہیں۔ پھول داخلی۔ ردانہ پاشی والے ہوتے ہیں اور اسی لئے زردانہ پاشی کا کوئی معمہ پیدا نہیں ہوتا۔ انار میں پھول کی تکمیل ۲-۴ دقفوں یا اس سے زیادہ عرصے میں ہو کافی وقت مل جاتا ہے اور اسی لئے پہلے دو دقفوں کے دوران والا بہ نسبت آخری دو دقفوں والے کے کافی بڑا ہوتا ہے اور منڈیوں میں اس کا بھاؤ زیادہ ہوتا ہے۔ درحقیقت دوسرے دو دقفوں کے دوران نشوونما پانے والا پھل منڈی میں بیچے جانے کے قابل حجم پیدا نہیں کرتا۔ پھل تھوڑا بہت بیضوی شکل کا ہوتا ہے اور اس کے اوپر پھول کی نچلی پتی کی طرح پتیاں ہوتی ہیں۔ پھل کے اندر کہیں بیج ہوتے ہیں جو گلابی رس (گودا) کے اندر بند ہوتے ہیں۔ بیج مختلف حصوں میں ترتیب دئے ہوتے ہیں جو ایک پتلے چھلکے سے جدا ہوتے ہیں۔ پھل کا قطر اقسام کے تحت ۲ انچ سے ۵ انچ تک ہوتا ہے۔

پیداوار

انار کا درخت تیسرے یا چوتھے سال پھل دینے لگتا ہے لیکن یہ اپنی پوری توانائی اور حجم اور تجارتی نقطہ نگاہ سے ۱۰ یا ۱۲ سال کے بعد پھل دیتا ہے۔ انار کی تجارتی نقطۂ نگاہ سے پھل دینے کی عمر کافی لمبی ہے اور اگر اس کی احتیاط کی جائے اور اگر یہ قدرتی نقصانات مثلاً شدید سردی وغیرہ کے نقصان سے محفوظ رہے تو اس کے پھل دینے کی مدت ۴۰ یا ۵۰ برس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ انار کا پوری طرح سے اگا ہوا ایک درخت ایک موسم میں ۲ سے ۵ من تک کی پیداوار حاصل ہوگی۔ باغ میں انار کی اوسط قیمت دس روپے فی من کے حساب ایک ایکڑ سے ۳ ہزار سے ۴ ہزار روپے تک سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔

کٹائی

انار کا پھل موسم گرما کے اختتام میں یا موسم خزاں کے شروع سے ذرا پہلے یعنی ستمبر کے مہینے

Marfat.com

ہیں پہاڑی علاقے میں پکتا ہے۔ پت جھڑ والے درختوں میں یہ واحد درخت ہے جو موسم بہار میں دیر سے بڑھنا شروع ہوتا ہے اور جس کے پتے موسم خزاں میں سب سے پہلے جھڑ جاتے ہیں۔ پھل کو درخت سے اس وقت الگ کیا جاتا ہے جب اپنا پورا رنگ اور حجم حاصل کر چکا ہوتا ہے اور اچھی طرح پختہ ہوتا ہے اور کھانے کے قابل ہو جاتا ہے اگر اسے کچی حالت میں توڑ دیا جائے تو وہ ذخیرہ اندوزی کے وقت یا برف کے دوران نہ تو اپنا رنگ پیدا کر سکتا ہے اور نہ ہی پک سکتا ہے۔ چونکہ پھل کا چھلکا موٹا ہوتا ہے اس لئے پھل کے ذخیرہ کرنے کی خاصیت کافی زیادہ ہوتی ہے اور اسی لئے اس کی کٹائی کے بعد اسے کافی عرصہ تک رکھا جا سکتا ہے اور کافی فاصلوں تک اسے منڈیوں میں بھیجا جا سکتا ہے۔ دوران سفر اس کی خاص احتیاط کی ضرورت نہیں ہوتی اور اسے عام ٹوکریوں یا کواروں میں بند کر کے میدانی علاقوں کی منڈیوں میں بھیجا جاتا ہے۔ پھل توڑتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ درخت سے نیچے الگ نہ ہو جائیں اور پھل کو کوئی ضرب نہ پہنچے۔ تو دسمبر میں پھلوں کے ساتھ نہیں رکھنا چاہئے ورنہ تمام پھلوں کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

جھالاری

پھل بہت بڑا ہوتا ہے اور رنگت میں زردی مائل سُرخ اور موٹے چھلکے والا ہوتا ہے بیج گودے کے ساتھ بڑا اور ہلکے سُرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ پھل رس دار اور خاصا ترش ہوتا ہے پیداوار کافی حاصل ہوتی ہے مگر اس کی غیر پسندیدہ خصوصیات کے تحت وسیع پیمانہ پر کاشت نہیں کیا جاتا۔

میٹھا

درمیانہ حجم کا پھل ہوتا ہے جو رنگت میں زردی مائل گلابی اور خاصا موٹے چھلکے والا ہوتا ہے۔ بیج گودے کے ساتھ بڑا اور رنگت میں زردی مائل سفید ہوتا ہے پھل بہت وسیع پیمانہ پر کاشت نہیں کیا جاتا۔

Marfat.com

۱۔ استعمال

انار کا پھل ہر دلعزیز ہے۔ اسے تازہ استعمال کرنے کے علاوہ پھل کو اور کاموں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا چھلکا جس پہ (TANNIN) ہوتا ہے۔ چمڑہ رنگنے کی صنعت میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جڑوں کا چھلکا ادویات کا جزو ہے۔ اسے پیچش اور دستوں میں استعمال کرایا جاتا ہے۔ انار کا چھلکا ایک مدت سے ابالنے کے بعد پیٹ کے کیڑوں کے لئے دوا کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے۔ اس کے علاوہ بعض قسم کی سیاہی بنانے کے کام بھی لایا گیا ہے۔ اس کا رس اور بیج معدے کی تکالیف کو دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ بحیرۂ روم کے خطوں میں اس کے رس میں پانی اور شکر ملا کر شربت جسے (GANADINE) کہتے ہیں۔ بنایا جاتا ہے جو بخار میں شفایابی کے لئے پلایا جاتا ہے۔

۲۔ اقسام

کاشت شدہ انار میں کئی اقسام ہیں۔ ان سے مشرق کی بعض اقسام ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اگائی گئی ہیں اور انہیں مختلف نام دئے گئے ہیں مثلاً سپینش روبی (SPANISH-RUBY) ونڈرفل۔ سویٹ۔ ایسٹ ڈوارف۔ پیپر شل وغیرہ جن میں اول الذکر دوسری اقسام سے اعلیٰ ہے۔ امر (AMMOR) نے ابن العلوم کے نام کے تحت تیرھویں صدی میں انار کی دس اقسام کی تشریح کی ہے جو اس زمانہ میں جنوبی سپین میں موجود تھے۔ عراق میں انار کی اقسام تین گروہوں میں منقسم ہیں۔ یعنی احمر (سرخ) اسود (سیاہ) اور حلوہ (میٹھا) جبکہ دوسری اقسام مثلاً سلیمی کو بہتر سمجھا جاتا ہے۔ مغربی پاکستان میں میدانی علاقوں میں انار کی کئی اقسام اگائی جاتی ہیں۔ جو پہاڑی اقسام سے بہت ادنیٰ درجہ کی ہیں۔ میدانی علاقوں میں اگائی جانے والی اقسام میں دیسی۔ باٹا۔ کھٹا اور بیدانہ مشہور ہیں جبکہ وہ اقسام جو تجارتی لحاظ سے پہاڑی علاقوں میں اگائی جاتی ہیں۔ قندھاری۔ شامی۔ بیدانہ۔ جھالاری میٹھا اور ترش مشہور ہیں۔ یہ اقسام عمدہ خصوصیات کی حامل ہیں اور تجارتی نقطہ نگاہ سے میدانی علاقوں کے لئے ضروری ہیں۔ یہ

Marfat.com

اقسام پھل بلحاظ حجم رنگ تیزابیت اور شکر کے تناسب میں ایک دوسرے سے بہت مختلف ہے۔ ہمارے زیادہ گرم اور مرطوب علاقوں میں پھل کی خصوصیات مناسب طریقہ پر پروان نہیں چڑھ سکتیں خاص کر تیزابیت اور شکر کے تناسب میں مشہور اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

قندھاری

ہماری اقسام کی اعلیٰ ترین قسم ہے اور اسی لئے تجارتی نقطہ نگاہ سے اس کی کاشت وسیع پیمانہ پر کی جاتی ہے۔ پھل حجم میں بڑا ہوتا ہے اور چھلکے کا رنگ پختہ ہونے پر گہرا سُرخ ہوتا ہے۔ درخت خاصی پیداوار دیتا ہے اور پھل کے ذخیرہ کرنے کی خاصیت کافی زیادہ ہے۔

بے دانہ

پھل حجم میں چھوٹا اور پکنے پر رنگت سبزی مائل سُرخ ہوتی ہے۔ بیج گودے کے ساتھ درمیانہ حجم اور ہلکے گلابی رنگ کا ہوتا ہے لیکن میٹھا اور رَسدار ہوتا ہے۔ اس کے درخت کی پیداوار کم ہوتی ہے۔

افغانستان میں انار کے جڑوں سے اور غیر ضروری لچکدار شاخوں سے ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں۔ انار پاکستان میں گاڑھا رس نکالنے کے کام آتا ہے جس کو روب انار کہتے ہیں۔ لیکن انار کا زیادہ تر حصہ ہمارے ملک میں تازہ کھایا جاتا ہے۔ پہاڑی علاقوں میں اُگایا ہوا انار میدانی علاقوں کی منڈیوں میں کھپایا جاتا ہے

کیڑے اور بیماریاں۔ انار کا ماتھ

انار کے ماتھ کے بچے پھولوں پر حملہ کرتے ہیں اور پھل کے اندر پرورش پاتے ہیں اور پھل کا رس گل سڑ جاتا ہے۔ گلستان (ضلع کوئٹہ پشین) میں یہ ۶۰ فی صد پھل کو نقصان پہنچاتا ہے۔ DDT ۷۵ فی صد بحساب ½ پونڈ سو گیلن پانی میں چھڑکنے سے بیماری کا تدارک ہو جاتا ہے۔

پھل کا گلنا سڑنا

یہ بیماری ضلع لورالائی میں کافی پھیلتی ہے۔ پھل کے پکنے پر زیادہ رطوبت اس بیماری کے پھیلانے میں مدد دیتی ہے۔ باغ کی سردیوں میں صفائی۔ خشک اور متاثرہ شاخوں کی کٹائی اور پیری ناکس کے چھڑکاؤ سے پھل کو اس بیماری سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ جولائی اور اگست میں دو دفعہ دوا چھڑکنے سے بیماری کے نقصان کو اور بھی کم کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

بیر

بیر (ZIZYPHUS JUJUBA) برصغیر پاک و ہند کے قدیم ترین پھلوں میں سے ہے اور پاکستان میں مقبول ہے۔ جو موسم میں باافراط اور مقابلتاً سستا دستیاب ہو جاتا ہے بعض اوقات اسے "غریبوں کا پھل" کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ بیر کا درخت سخت جان ہوتا ہے۔ قد درمیانہ اور پھیلاؤ کافی ہوتا ہے۔ شاخیں جھکی ہوئی ہوتی ہیں۔ جن پر لاتعداد نوکدار کانٹے ہوتے ہیں۔ پتوں کی نچلی طرف سفید پوڈر ہوتا ہے۔ ملتان۔ سرگودھا۔ لاہور اور راولپنڈی ڈویژنوں میں بیر کے درخت پر موسم سرما میں پھول لگتے ہیں اور موسم بہار میں پھل پک جاتا ہے۔ پھل ختم ہو جانے کے بعد پتے گر جاتے ہیں اور درخت خوابیدہ ہو جاتے ہیں۔ موسم برسات کے شروع میں پتے دوبارہ آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ بیر کا پھل غذائیت سے بھرپور ہے اور اس میں حیاتین ا، ب اور ج کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔ بیر کی مختلف اقسام ہیں۔ حیاتین ج کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ حیاتین ج کا تخمینہ جو فروٹ سیکشن لائل پور کی تجربہ گاہ میں کیا گیا ہے درج ذیل گوشوارہ سے واضح ہوتا ہے۔

Marfat.com

گوشوارہ نمبر ۱

بیر میں حیاتین ج

نام قسم	۱۰۰ گرام بیر کے اجزائے خوردنی میں حیاتین ج کی مقدار (ملی گراموں میں)
رہتک	۹۵ ۔ ۸
کرنال لوکل	۴۵ ۔ ۲
کریلا	۱۲۳ ۔ ۳
کھٹی مٹھی	۱۰۶ ۔ ۱
نمبر ۱۳	۵۶ ۔ ۲
نمبر ۹	۸۰ ۔ ۷
منتخب شدہ اقسام	۱۰۵ ۔ ۲
نمبر ۱۱	۵۲ ۔ ۶
سفیدہ انبالہ	۱۵۰ ۔ ۸
سیدوکی	۷۸ ۔ ۱

مندرجہ بالا گوشوارہ کے اعداد و شمار سے ثابت ہوتا ہے کہ حیاتین ج کی مقدار بیر کی عام اقسام میں ترشاوہ کی نسبت زیادہ پائی جاتی ہے۔

پھل کا کیمیاوی تجزیہ

پانی	۸۵ ۔ ۱ فی صد
نشاستہ	۱۲ ۔ ۸ ″
اجزائے لحمیہ	۰ ۔ ۸ ″
لوہا	۰ ۔ ۸ ″
معدنی اجزاء	۰ ۔ ۴ ″

Marfat.com

روغن	۰٫۱ ″
چونا	۰٫۳ ″
فاسفورس	۰٫۳ ″
۱۰۰ گراموں میں حرارتی اکائی کی مقدار	۵۵٫۰ ″
ایک اونس میں حرارتی اکائیاں	۱۶٫۰۰ ″

مندرجہ بالا اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ یہ پھل اچھی غذائی خصوصیات کا حامل ہے۔

بیر تازہ پھل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ بعض اقسام کا پھل کامیابی کے ساتھ خشک کر کے مربہ بنا کر محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ بیر کا درخت لاکھ پیدا کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس کی لکڑی کثرت سے متعدد زرعی آلات بنانے میں استعمال کی جاتی ہے اور بطور ایندھن بھی استعمال ہوتی ہے۔

آب و ہوا

بیر کا پھل مختلف قسم کی آب و ہوا اور زمین میں بڑی کامیابی سے ہو سکتا ہے۔ یہ مغربی پاکستان کے میدانی علاقوں میں خوب پھلتا پھولتا ہے۔ اس کا درخت ۲ ہزار فٹ کی بلندی پر بھی لگایا جا رہا ہے۔ مغربی پاکستان کی نہری نوآبادیات میں خوب پھل لاتا ہے۔ اس کی جڑیں بہت گہری ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے اس کا درخت خشک سالی کا مقابلہ بخوبی کر سکتا ہے۔ تاہم اگر پھل لانے کے موسم میں اس کی کافی آبپاشی کی جائے تو یہ زیادہ اور عمدہ پھل لاتے ہیں ممد ثابت ہوتی ہے۔ لیکن زیادہ مرطوب آب و ہوا اس کی کامیاب کاشت کے لئے اچھی نہیں ہوتی۔ مغربی پاکستان میں سردیاں عموماً اتنی شدید نہیں ہوتی اور گاہے گاہے ہلکا کورا پڑنے سے اس پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑتا۔ چونکہ بیر کا درخت خشک سالی کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس لئے اس کی کاشت ایسے گرم علاقوں میں ممکن ہے جہاں بارش بہت کم ہوتی ہے اور آبپاشی کے وسائل محدود ہوں۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے قبل حصار، رہتک اور جیند جیسے خشک علاقوں کی خاص پیداوار بیر ہی تھے۔

Marfat.com

زمین

بیر کے درخت کو کسی خاص قسم کی زمین درکار نہیں ہوتی ۔ اس کی کاشت افتادہ اور غیر مزروعہ زمینوں میں بھی مشاہدہ میں آئی ہے۔ تاہم بہتر پیداوار گہری اور ریتلی میرا اور چونے والی زمینوں سے حاصل ہوتی ہے۔

افزائش نسل

بیر کے تخمی درخت بہت دیر تک پھل لاتے ہیں ۔ علاوہ ازیں ان کے پھل پیداوار اور خصوصیات کے لحاظ سے بھی مختلف ہوتے ہیں۔ پھل میں اچھی خصوصیات برقرار رکھنے کے لئے دوسرے پھلدار درختوں کی مانند بیر کے درخت کی افزائش بھی نباتاتی طریقے سے کی جاتی ہے ۔ افزائش کے عام مروجہ اور سہل ترین طریقے شیلڈ بڈنگ یا ٹی بڈنگ ہے ۔ تاہم چھلا بڑھا کر بھی اس کی افزائش اچھی کامیابی سے کی جا سکتی ہے۔

بیر کے پودے کی جڑیں اوائل عمر میں ہی زمین میں گہری چلی جاتی ہے اور آم کے درخت کی طرح اسے بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جا سکتا ۔ اس لئے اس کی افزائش کے لئے موقع پر ہی چشمہ چڑھانے کا طریقہ بہتر ہے ۔ البتہ شروع میں بیر کی گٹھلیاں گملوں میں کاشت کی سکتی ہیں ۔ جنہیں چھوٹی عمر میں ہی مستقل جگہ پر لگا لینا چاہیے ۔ جہاں اسے موقع پر پیوند کرنا مطلوب ہو۔

گٹھلیاں کاشت کرنا

ٹاک پیدا کرنے کے لئے دیسی بیر کی گٹھلیوں کو ترجیح دی جاتی ہے ۔ چونکہ ان میں اگنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے ۔ مارچ ۔ اپریل میں پوری طرح پکا ہوا پھل جمع کر لیا جاتا ہے اور اچھی اچھی گٹھلیاں گملوں میں کاشت کر دی جاتی ہیں ۔ گٹھلیاں تین ہفتوں کے اندر اندر اگ آتی ہیں ۔ بعض محققین نے اس بات کی سفارش کی ہے کہ نقصان پہنچائے بغیر خول توڑ دیا جائے تاکہ اگنے میں آسانی ہو ۔ ان تخمی پودوں کو موسم برسات میں اکھاڑ کر ان کی مستقل جگہ پر لگا دیا جاتا ہے

پیوند کرنا

دو سال کے اندر اندر بیر کا تخمی پودا پیوند کرنے کے قابل ہو جاتا ہے ۔ نہری نوآبادیات

Marfat.com

یں ٹی بڈنگ کے ذریعہ سے افزائش کا بہترین وقت اپریل مئی ہے۔ تاہم اگست ستمبر میں بھی پیوند کیا جا سکتا ہے۔ انگلی جتنی موٹی شاخیں قابل پیوند ہوتی ہیں۔ پیوندی لکڑی حاصل کرنے سے پیشتر یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ جن درختوں سے لکڑی حاصل کی جا رہی ہے وہ عمدہ تندرست دتوں اور بکثرت پھل لانے والی اقسام کے درخت ہوں۔ اگر پیوندی لکڑی کہیں دور دراز سے حاصل کر نی ہو تو اسے کاٹ کر نمدار کاٹ میں پیک کر کے لپیٹ لیا جائے۔ نمدار ٹاٹ کے بجائے پولیتھین (POLYTHENE) یا الکاتھین (ALKATHENE) بھی استعمال کی سکتی ہیں۔ پیوندی لکڑی ایک سال پرانی شاخوں سے حاصل کرنی چاہیئے جن کے پتوں کی بغلوں میں نمایاں آنکھیں ہوں۔

بیر پیوند کرنے کا عمل تر شادہ پھلوں کے درختوں کو پیوند کرنے سے زیادہ مختلف نہیں چشمہ کاٹ کر اس کی لکڑی نکال دی جاتی ہے۔ اور (T) ٹی نما شگاف میں رکھ کر سن کی رسی سے باندھ دیا جاتا ہے۔ ایک ماہ کے اندر اندر کونپلیں نکلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد بندھی ہوئی سن کی رسی کھول دی جاتی ہے۔ جب کونپلوں کا سائز ۶ انچ یا اس سے کچھ زیادہ ہو جائے تو اصل درخت کا بالائی حصہ کاٹ دیا جاتا ہے تاکہ پیوند شدہ چشمے کی بڑھوتری تیزی سے ہو سکے۔ مقام پیوند سے نیچے پھوڑ توڑتے رہنے چاہیے۔ بیر کے جوان درختوں کو ان کے بالائی سرے کاٹ کر اسی طریقہ سے بہتر اقسام میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ ایسے درخت کی بنیادی شاخیں اصلی تنے سے ایک سے ۱½ فٹ کی بلندی پر موسم سرما میں کاٹ دی جاتی ہیں۔ یہ ٹنڈ شروع بہار میں خوب پھوٹتے ہیں۔ ہر ٹہنے پر ایک ایک شاخ بڑھنے دینی چاہیے جو کہ ماہ اگست میں جبکہ وہ انگلی جتنی موٹی ہو جائے (ٹی) بڈنگ کے ذریعے اچھی قسم سے پیوند کر دی جاتی ہے پیوند کرنے کے بعد کے عمل وہی ہیں۔ جو نئے پودوں کے پیوند کرنے کے بعد عمل میں لائے جاتے ہیں۔ جڑوں کے مضبوط نظام کی وجہ سے پودے ایک سال میں ہی خوب پھیل جاتے ہیں۔

پودے لگانا اور ان کی نگہداشت

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ بیر کے درختوں کو موقع پر پیوند کیا جاتا ہے۔ اس لئے تخمی پودوں کو ۲۰ فٹ کے فاصلے پر لگانا چاہیئے۔ پیوندی پودے خوب پھیلتے ہیں اور کافی جگہ گھیر لیتے ہیں۔ لہذا ان کو قریب قریب نہیں لگانا چاہیئے۔ بیر کے درختوں کو عموماً ہوا توڑ باڑ

Marfat.com

کے طور پر لگانے کی سفارش کی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لئے پودے قریب قریب لگانے چاہئیں اور بیر کے درختوں کے درمیان کوئی اور اونچا بڑھنے والا درخت بھی لگانا چاہیئے۔ تاکہ ہوا توڑ باڑ زیادہ مضبوط اور موثر ہو سکے۔

آبپاشی

بیر کے درخت کی جڑیں بہت گہری چلی جاتی ہیں۔ اس لئے یہ درخت خشک سالی کو بھی برداشت کر سکتا ہے۔ تاہم پھل کی نشوونما کے دوران آبپاشی پھل کی جسامت بڑھانے میں مدد ہوتی ہے۔ کمزور زمین اور پانی کی کمی کے باعث پھل کثیر مقدار میں جاتا ہے۔

کھاد ڈالنا

عام طور پر ہمارے ملک میں بیر کے درختوں کو کھاد دینے کا رواج نہیں ہے۔ تاہم بہتر اور مسلسل بارآوری کے لئے موسم برسات سے قبل تین یا چار ٹوکرے گلی سڑی کھادنی درخت ڈالنی ضروری ہے۔ اس سے پودے کی نشوونما بہتر ہو گی۔ پھل بھی بڑے سائز کا لگے گا اور خصوصیات بھی عمدہ ہوں گی۔

فصلوں کی کاشت

عام طور پر بیر کے درختوں کے درمیان کوئی فصل کاشت نہیں کی جاتی۔ تاہم کھاد ڈالنے اور موسم برسات میں گھاس پھوس ختم کرنے کے لئے ہل چلانا ضروری ہے۔ چونکہ بیر کے درخت بہت پھیل جاتے ہیں اس لئے جواں درختوں کے درمیان فصلوں کی کاشت ممکن نہیں۔

شاخ تراشی

بیر کے درختوں میں پھل سال رواں کی نکلی ہوئی نئی شاخوں پر ہی لگتا ہے اس لئے نباتاتی افزائش بڑھانے کے لئے مناسب شاخ تراشی ضروری ہے۔ پرانی شاخوں کو کاٹ کر چھوٹا کرنا بھی ضروری ہے۔ اس سے مسلسل اور کثیر مقدار میں پھل لگتا ہے۔ نئے پودوں کے تنے مضبوط بنانے کے لئے ان کی مناسب شاخ تراشی کرنی چاہیئے۔ بیر کے درختوں کی شاخ تراشی فصل کی برداشت کے بعد بھی کی جاتی ہے۔

Marfat.com

فصل کی برداشت اور فروخت

نہری نوآبادیات میں بیر کی اقسام مارچ اپریل میں پکتی ہیں۔ پیوندی اقسام کی اوسط پیداوار ۲½ سے ۳ من تک ہوتی ہے۔ تاہم ۱۰ من پیداوار فی درخت تک بھی مشاہدے میں آئی ہے۔ پھل توڑنے کے لئے سیڑھی استعمال کی جاتی ہے اور ٹوکروں میں بند کر کے منڈی میں لے جایا جاتا ہے۔

اقسام

پیوندی اقسام کے مقابلے میں تخمی اقسام کے زیر کاشت رقبہ بہت زیادہ ہے جنگلی یا کاٹھا بیر جو کہ نیم ترش ہوتا ہے۔ بکثرت پھل دیتا ہے لیکن پھل اچھا نہیں ہوتا۔ پیوندی اقسام کا پھل اچھی جسامت اور عمدہ خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ لائل پور کے تجرباتی باغ میں دس سے زیادہ اقسام کاشت کی گئی تھیں جس میں سے عمران ۹ ایس ۱۱ ۔ ۱۳ ۔ ۱۵ اور کرنال لوکل اچھی خصوصیات والی اقسام ثابت ہوئی ہیں۔ جہاں کہیں بھی یہ اقسام کاشت کی گئی ہیں منافع بخش ثابت ہوئی ہیں۔ اس صوبے کے کاشتکاروں اپنے رقبہ کے ارد گرد یہ بیر کی کاشت کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ ان اقسام کی خصوصیات جو لائل پور کے تجربات کے نتائج سے اخذ ہوئی ہیں درج ذیل ہیں۔

عمران نمبر ۹

اس قسم کا پھل جسامت میں بڑا اور دیکھنے میں خوش نما ہوتا ہے۔ شکل لمبوتری اور زیادہ پک جانے پر رنگ گہرا سرخ ہو جاتا ہے۔ پھل پر لمبائی کے رخ دھاریاں سی ہوتی ہیں۔ گودا سخت ہوتا ہے اس لئے دور دراز کی منڈیوں میں بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ یہ قسم اپریل میں پک کر تیار ہو جاتی ہے۔ پھل بکثرت لگتا ہے اور درخت کی پیداوار دس من تک ہو سکتی ہے۔ ۲½ من پھل فی درخت تو اوسط پیداوار ہے۔ پھل خستہ اور شیریں ہوتا ہے۔

نمبر ۱۳

سلیکشن نمبر ۱۳ بہترین اقسام میں سے ایک ہے۔ یہ قسم عمران ۹ سے کچھ پہلے پکتی

Marfat.com

ہے اور پھل بکثرت لگتا ہے۔ پھل کی خاصیّت بہترین ہوتی ہے۔ اس کا چھلکا پتلا اور گودہ شیریں اور نرم ہوتا ہے۔ اس کا پھل لمبا اور گاؤدم ہوتا ہے۔ چھلکے کا رنگ زردی مائل سبز نوک سرخ اور پھل پر سرخ دھبے ہوتے ہیں۔ پھل زیادہ پک جانے کی صورت میں بالکل سرخ ہو جاتا ہے۔ پھل پر لکیریں نمایاں ہوتی ہیں۔ گودہ شیریں لذیذ اور خوشبودار ہوتا ہے۔

نمبر ۱۵

اس قسم کا پھل بہت لمبا اور گاؤدم ہوتا ہے۔ اس کا چھلکا۔ گودہ اور دیگر خصوصیات سلیکشن ۱۳ سے مشابہ ہوتی ہیں۔ پھل مارچ اپریل میں پکتا ہے۔ اس کا درخت اوسط درجہ کی پیداوار دیتا ہے۔

چونچل

اس قسم کے پھل کی نمایاں خصوصیت اس کی چونچ ہے۔ پھل کا سائز بڑا ہوتا ہے۔ اس کی خصوصیات اچھی اور گودہ رسدار اور میٹھا ہوتا ہے۔

کرنال لوکل

اس کا پھل بیضوی شکل اور جسامت میں درمیانہ ہوتا ہے۔ اگرچہ پھل اتنا دلکش نہیں ہوتا تاہم گودار رسدار۔ شیریں اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ چھلکا کھردرا اور زردی مائل سبز سے سرخ ہوتا ہے۔ پھل پر سُرخ دھبے ہوتے ہیں۔ پھل اپریل میں پکتا ہے۔ یہ قسم بھی خوب پھل دیتی ہے،

کھٹی مٹھی

اس کا پھل ذائقہ میں کچھ ترش ہوتا ہے اس لئے اس کو کھٹی مٹھی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ پھل جسامت میں چھوٹا اور شکل میں قدرے لمبوترا ہوتا ہے۔ چھلکا صاف اور رنگ زردی مائل سبز ہوتا ہے۔ جو پھل کے پوری طرح پک جانے پر سرخ ہو جاتا ہے۔ پیداوار بکثرت ہوتی ہے۔

سلیکشن نمبر ۱۱

اس کا پھل بھی بڑا لیکن سلیکشن ۱۵ سے نسبتاً چھوٹا ہوتا ہے۔ چھلکے کا رنگ زرد ہوتا ہے اور زیادہ پکنے پر سُرخ ہو جاتا ہے۔ چھلکا قدرے موٹا ہوتا ہے جس پر دھاریاں

Marfat.com

نمایاں ہوتی ہیں ۔ گودا سخت ھٹوس اور شیریں ہوتا ہے ۔ یہ بکثرت پھل لانے والی اقسام میں سے ایک ہے ۔ جس کا پھل موسمِ بہار کے مہینوں میں بکتا ہے ۔

۸ ۔ سفیدہ

پھل کا سائز درمیانہ اور قدرے لمبوترا ہوتا ہے ۔ چھلکے کا رنگ زردی مائل سبز صاف اور چمکدار ہوتا ہے ۔ پھل بہت شیریں رس دار ہوتا ہے ۔ گودہ نرم اور کم ترش ہوتا ہے ۔

ضرر رساں کیڑے اور بیماریاں

بیر کا درخت کسی مہلک بیماری سے متاثر نہیں ہوتا ۔ پھل کی بھونڈی اور مکھی نہایت اہم کیڑے ہیں ۔ جن سے بیر کو بہت نقصان پہنچتا ہے ۔

پھل کی مکھی سے متاثرہ پھل بدوضع اور ناقابلِ استعمال ہوتا ہے ۔ یہ مکھی پھل کے اندر انڈے دیتی ہے ۔ جن سے تین دن کے اندر بچے نکل آتے ہیں ۔ جو پھل کو ضائع کر دیتے ہیں ۔ ایسا پھل عام طور پر گر جاتا ہے اور کیڑے کے بچے کوئے کی شکل میں زمین میں داخل ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے ایسے گرنے والے پھل کو چن کر ضائع کر دینا چاہیئے ۔ موسم گرما میں ہل چلانا اور آبپاشی کرنا بھی ان کے بچوں کو تلف کرنے میں ممد ہیں ۔ بالغ مکھی کو انڈرین کی سپرے سے بھی ختم کیا جا سکتا ہے ۔

بیر کی بالغ بھونڈی رات کے وقت پتوں میں سوراخ کر دیتی ہے ۔ اس پر مٹی سے اگست کے مہینوں میں پھندوں کے ذریعے بھی کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے ۔ بی ایچ سی ۔ اور ڈی ۔ ڈی ۔ ٹی کے محلول (۰۲ ۔ ۰ تا ۵ ۔ ۰ ۔ پونڈ ۔ + ۳۵ ۔ ۰ ۔ پونڈ ۔ ۰۰ ۱ گیلن پانی میں ملا کر) کو انہی مہینوں میں چھڑکنے کی سفارش کی جاتی ہے ۔

بیر کے پھل سے مندرجہ ذیل مصنوعات بنائی جا سکتی ہیں

بیر کا خشک مربّہ

۱ ۔ پھل کا انتخاب :۔ اس مقصد کے لئے بڑے سائز کا بے داغ اور ایسا پھل لیں جو نہ

Marfat.com

زیادہ پکا ہوا ہو اور نہ زیادہ کچا ہو۔ یعنی پھل کا رنگ زردی مائل ہو۔ پھل کو اچھی طرح دھو لیں تاکہ گرد و غبار صاف ہو جائے۔

۲۔ لکڑی کے نوک دار خلال کے ذریعے پھل کو اچھی طرح چھید ڈالیں۔ پھل کو چھیدنے کے لئے پن اور سوئی بھی استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن لکڑی کے خلال کو ترجیح دینی چاہیئے۔

۳۔ پھل کو ململ کے کپڑے میں باندھ لیں اور دو سے تین منٹ تک ابلتے ہوئے پانی میں ڈبوئیں۔ یہ عمل اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ پھل تھوڑا سا نرم ہو جائے اور پھل میں چینی اچھی طرح جذب ہو جائے۔ اس کے بعد پھل کو مٹی کے روغنی برتنوں میں رکھ دیں۔

۴۔ ایک پیالی چینی اور تین پیالی پانی کی نسبت سے حسب ضرورت شربت تیار کر کے اُبال لیں اور شربت گرم گرم ہی پھل میں ڈال دیں اور مٹی کے جار میں بھر دیں۔ شربت اتنا ہونا چاہیئے کہ اس میں پھل اچھی طرح ڈوب جائے۔

۵۔ پھل کو شیرے میں ۲۴ گھنٹے تک ڈوبا رہنے دیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ پھل کو شیرے میں ڈبونے کے لئے اس پر کوئی وزن رکھ دیا جائے۔ ۲۴ گھنٹوں کے بعد شیرہ نکال لیں اور چوتھائی پیالی کھانڈ (یعنی پہلی مرتبہ استعمال شدہ کھانڈ کا چوتھائی حصہ) اور ملا دیں اور اس کو آگ پر رکھ کر جوش دیں اور اسے دوبارہ پھل پر ڈال دیں۔ یہی عمل (یعنی شربت نکال کر اور اس میں چوتھائی پیالی کھانڈ ملانا اور دوبارہ جوش دے کر پھل میں ڈالنا) ہر روز دوہراتے رہیں۔ یہاں تک کہ شیرا شہد کی مانند گاڑھا ہو جائے۔ شیرہ کے شہد کی مانند گاڑھا ہونے میں ۸ سے ۱۰ دن لگیں گے اور شربت میں کھانڈ کی مقدار ۷۰ سے ۷۵ فی صد ہو جائے گی۔ شربت گاڑھا ہو جانے کے بعد اسے پھل میں پڑا رہنے دیں تاکہ کھانڈ پھل میں اچھی طرح جذب ہو جائے۔ کھانڈ جذب ہونے میں تین سے پانچ دن تک لگ جائیں۔ اگر پھل کو زیادہ دنوں تک شیرے میں پڑا رہنے دیں تو بھی کوئی نقص واقع نہ ہو گا۔

Marfat.com

کھجور

تاریخ

کھجور پامیسی خاندان (PALMACEAE FAMILY) سے تعلق رکھتی ہے۔ اس خاندان کی تین اقسام اور پائی جاتی ہیں ۔

اس کو اردو میں کھجور۔ عربی میں نخیل ۔ پنجابی میں کھجی اور بعض جگہ پر خرما کہہ کر پکارتے ہیں ۔ اس کا مادری وطن خلیج فارس (PERSIAN GULF) کے نواحی علاقے ایران ۔ عراق ۔ عرب اور جنوبی افریقہ تصوّر کیا جاتا ہے ۔ بیرونی حملہ آور سکندر اعظم اور محمد بن قاسم کھجور کو اپنے ساتھ اہم جزو خوراک لائے ان کی گٹھلیوں سے اس کی کاشت برصغیر ہند و پاک میں پھیل گئی ۔ یہ پھل زیادہ تر پاکستان کے خیرپور ۔ قلات بہاول پور اور ملتان ڈویژن میں کاشت کیا جاتا ہے ۔ مکران میں کھجور خشک کرنے اور ڈبوں میں بند کرنے کا ایک کارخانہ قائم کیا گیا ہے۔ (DATE PROCESSING AND PACKING FACTORY)

غذائی اہمیت

ایک سو گرام پھل سے ۳۱۵ حرارتی اکائیاں حاصل ہوتی ہیں ۔ اس پھل میں مختلف دھاتیں مثلاً میگنیشیم

Marfat.com

لوہا۔ کیلشیم اور تھوڑی مقدار میں فاسفورس اور گندھک موجود ہے۔ پھل کا تجزیہ درج ذیل ہے۔

پروٹین (لحمی مادہ)	۲۶۰۰	فی صد
نشاستہ	۷۳۶۴۰	فی صد
چربی	۰۶۶۰	فی صد
پانی	۲۰۶۰۰	فی صد
معدنی اجزا		
نمکیات اور ASH	۱۶۸۰	فیصد
ریشے	۲۶۲۰	فی صد
میزان	۱۰۰۶۴۰	

رقبہ اور پیداوار

کھجور کے تحت رقبہ کے لحاظ سے ہم برصغیر پاکستان کو تین حصّوں (ZONES) میں تقسیم کرتے ہیں جن میں رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ڈویژن	رقبہ (ایکڑوں میں)	پیداوار (منوّں میں)
لاہور	—	—
سرگودھا	۱۱۶۳	۶۶۰۰۰
ملتان	۴۰۳۳	۴۰۶۵۰۴
بہاول پور	۱۸۳۵	۹۵۱۰۰
راولپنڈی	—	—
پشاور	—	—
حیدرآباد	۱۰۱	۵۵۰۰
خیرپور	۳۳۶۳	۸۲۷۲۲۰
ڈیرہ اسماعیل خاں	۹۰۰	۱۱۲۰۰۰
کوئٹہ	۷۵	۳۴۰

Marfat.com

قلات	۴۰۰۰	۵۶۰۰۰۰
کراچی	۲۸۹	—
قبائلی علاقہ	—	۱۰۲۱۵
میزان	۲۰۷۵۹ ایکڑ	۲۰۸۴۴۹۵ من

پھل دار پودوں میں اس پودے کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان میں ان کی تعداد قریباً ساڑھے سترہ لاکھ ہے۔ سالانہ پیداوار و قیمت قریباً بالترتیب ۲۱ لاکھ من اور تین کروڑ ترتالیس لاکھ روپیہ ہے۔

پاکستان میں کھجور کی پیداوار قریباً ۲۱ لاکھ من ہے جو دنیا کا ۹٫۵۸ فی صد ہے۔ عراق سالانہ ۷۰ سے ۸۰ لاکھ من کھجور پیدا کرتا ہے جو کہ دنیا کی پیداوار کا ۳۳ فی صد ہے۔ یہ بات قابلِ فخر ہے مسلم ممالک یعنی مشرق وسطیٰ میں قریباً دنیا کا ۹۸ فی صد کھجور پیدا ہوتی ہے۔

نظامِ جڑ

نظامِ جڑ (ROOT SYSTEM) کھجور کی جڑیں ریشے دار (FIBROUS) ہوتی ہیں۔ اس میں ٹیپ جڑ (TAP ROOT) اتنی لمبی نہیں ہوتی۔ جڑیں جو اس کے بعد میں ثانوی جڑیں (SECONDARY ROOTS) ہوتی ہیں قریباً $\frac{1}{4}$" سے $\frac{5}{8}$" قطر کی ہوتی ہیں۔ اس جڑ کو جب غور سے دیکھا جائے اور خوردبین سے مطالعہ کیا جائے تو اس کے دو حصے جو ایک سخت قسم کے سیل (SCLERENCHYMA CELL) ہوتے ہیں۔ نیز اس میں ہوا کے بڑے حصے ہیں۔ اندرونی حصہ جسے (STEL) کہتے ہیں جس میں خوراک کو اوپر سے لے جانے میں والے ریشے موجود ہوتے ہیں۔ جو مختلف عمل ادا کرتے ہیں۔ جڑیں گہرائی کے لحاظ سے ۶ فٹ سے ۱۰ فٹ تک جاتی ہیں۔ اور چوڑائی کے لحاظ سے دو فٹ سے چھ فٹ تک پھیلتی ہیں اس کی جڑیں اوپر کے حصے سے خوراک زیادہ لیتی ہیں۔

تنا

تنا موٹائی میں بہت زیادہ نہیں پھیلتا مگر اونچائی کے لحاظ سے بہت اونچا چلا جاتا ہے اور اس کے چوٹی (TERMINAL) والے حصے سے نازک پتے گاچھ نکلتا رہتا ہے۔ جو بعد میں پرانے

Marfat.com

پتّے بن جاتے ہیں یہ پتّے چھوٹی پتیوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں اور اس میں کانٹے دار پتیاں اور دوسری پتیاں ہوتی ہیں ۔ اس تنے کو اگر لمبائی کے رُخ کاٹ کر دیکھا جائے تو اس میں ریشوں کی طرح لمبے ریشے ہوتے ہیں ۔

پتّے

پتّے کھجور کے پتّے تنے کے اوپر والے حصے پر ہوتے ہیں ۔ گاچہ (CROWN) سے نئے پتّے نکلتے رہتے ہیں اور وہ پرانے پتّے نیچے جھک جاتے ہیں اور خشک ہوتے ہیں جو کاٹ چھانٹ دیئے جاتے ہیں ۔ یہ تقریباً ۷ سے ۹ فٹ تک ہوتے ہیں ۔ بڑا پتّہ چھوٹی پتیوں (LEAF LETS) میں تقسیم ہو جاتا ہے ۔ یہ چھوٹی پتیاں ایکسس (AXIS) کے شروع میں کانٹوں کی شکل اختیار کرتی ہیں ۔ اگر پتّے کو خوردبین میں دیکھا جائے تو اس میں سوراخ (STOMATE) ہوتے ہیں جن کے ذریعے سانس لینا اور زائد پانی کا خارج ہونے کا عمل (TRANPSIRATION) ہوتا رہتا ہے ۔

کونپل یا کلی

کلّی (BUD) اس پودا میں ایک اوپر کے حصے والی کلی ہوتی ہے ۔ (TERMINAL BUD) اور بڑھوتری میں امداد دیتی ہے ۔ اس کے ضائع ہونے سے پودا ضائع نہیں ہوتا ۔ کیونکہ ہر پتّہ کے ساتھ شروع میں ایک کلّی (BUD) ہوتی ہے ۔ جو کھجور کے زیر بچہ پیدا کرنے کے کام آتی ہے عام طور پر یہ خوابیدہ حالت میں ہوتی ہے ۔ جب یہ کلی (BUD) زمین کے ساتھ مناسب رطوبت اور خوراک حاصل کرتی ہے تو زیر بچہ بن جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ بعض اوقات چند بچے غیر مناسب اونچائی پر پیدا ہو جاتے ہیں ۔ جو کہ مٹی نہ ہونے کی وجہ سے جڑ پیدا نہیں کر سکتے ۔ یہ بچے بھی کلّی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ۔

کھجور

کھجور کے پودے کی نشوونما کے لئے خشک آب و ہوا درکار ہے ۔ اس پودے کو جب پھول نکلنے شروع ہوں تو مرطوب موسم نقصان دہ ثابت ہوتا ہے اور اگر رطوبت زیادہ ہو تو عملِ زیرگی صحیح نہیں ہوتا اور نہ ہی پھل صحیح بنتا ہے اس پودے کے لئے مثل مشہور ہے کہ اس کا سر آگ میں اور پاؤں پانی میں ہونے چاہئیں پھل پکتے وقت گرمی زیادہ درکار ہے نیز رطوبت کم ہونی چاہیئے، جولائی

Marfat.com

اگست میں بارش نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ اس ناگہانی بارش سے خاص طور پر ڈنگ اور پنڈ قسم کی کھجور زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ جراثیم (BACTERIA) اُلّی (FUNGUS) سے گل سڑ جاتی ہے۔ اور ڈوکا کھجور بھی کھٹی ہو جاتی ہے۔ راولپنڈی اور لاہور کے ڈویژنوں میں چونکہ جولائی؛ اگست میں نسبتاً بارش زیادہ ہوتی ہے اور پھل پکنے کے موسم میں ہوا تیز چلتی ہے۔ جس کی وجہ سے پھل پھٹ کر خراب ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے کھجور کی کاشت نے ان علاقوں میں ترقی نہیں کی، ریگستان میں کھجور کے جھنڈ چشموں اور کنوؤں کے گرد پائے جاتے ہیں۔ اگر زمین میں نمی مناسب موجود ہو تو بڑے پودے ۱۵° ف تک سردی برداشت کر سکتے ہیں مگر چھوٹے پودے کو گرمی کی شدت اور موسمِ سرما میں کورے سے بچانے کے لئے سرکنڈا سے ڈھانپنا پڑتا ہے۔

پاکستان میں اچھی کھجور پیدا کرنے والے اضلاع سطح سمندر سے ۴۰۰ فٹ سے ۶۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہیں۔ یہ اضلاع گرم خشک ہیں۔ سردی اور گرمی سے چھوٹے پودوں کو ڈھانپنا ضروری ہے کیونکہ یہ پودے موسمِ گرما میں عملِ تبخیر اور سانس کے ذریعہ مساموں (STOMATA) کے راستے پانی ضائع کر دیتے ہیں جو پودے کو خشک کر دیتی ہے۔

زمین

کھجور کا پودا عموماً ہر قسم کی زمین مثلاً ریتلی (SANDY) ہلکی میرا (SANDY LOAM) اور چکنی بھاری مٹی جو پانی کو نہ روکے میں ہو جاتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ پودا ہلکی میرا (SANDY LOAM) میں اچھی نشوونما پاتا ہے۔ یہ پودا کلر اور شور والی زمین میں بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اچھی فصل حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نمکیات اور کلر ۰٫۵ فی صد سے زیادہ نہ ہو۔ کالا کلر سفید کلر کی نسبت زیادہ نقصان دہ ہے۔ اس لئے ایسی زمینیں جن میں سفید کلر زیادہ ہو یا کالا کلر تھوڑا سا بھی موجود ہو کاشت کے لئے موزوں نہیں ہیں۔

اس پودا کو پانی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس کو سیم والی زمین میں کاشت نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے اس کی جڑوں میں ہوا کا گذر نہیں ہو سکتا اور جڑ ہیں مر جاتی ہیں۔

افزائش نسل

افزائشِ نسل دو طریقوں سے کی جاتی ہے۔

Marfat.com

(i) زیرِ بچہ سے ۔
(ii) گھٹلی سے ۔

زیرِ بچہ سے افزائشِ نسل گھٹلی کی افزائشِ نسل سے بہتر ہے جن کا مقابلہ درجِ ذیل ہے ۔

افزائشِ نسل زیرِ بچہ سے

۱ ۔ یہ زیرِ بچہ ۳ ۔ ۴ سال کا ہوتا ہے اور قریباً ۱۲ ۔ ۱۵ پونڈ کا ہوتا ہے ۔ لہٰذا اس کے لگانے سے پودا جلدی بارآور ہوتا ہے ۔

۲ ۔ زیرِ بچہ اگر نر پودے کا ہو تو نر ہوگا اگر مونث پودے سے علیحدہ کیا جائے گا تو مونث ہوگا ۔

۳ ۔ زیرِ بچہ جس قسم سے علیحدہ کیا جائے گا جس کی خواص رکھے گا ۔

۴ ۔ اس سے ہم نئی قسم نہیں نکال سکتے ۔

۵ ۔ یہ زیرِ بچہ کو اگر غور سے دیکھیں تو اس کے نیچے ایک طرف علیحدہ کرتے وقت سبّل سے زخم ہوگا اور یہ زیرِ بچے سیدھے نہیں ہوتے اور معمولی سا تنے میں خم ہوتا ہے کیونکہ مادری درخت کے ایک طرف لگے ہوتے ہیں ۔

افزائشِ نسل گھٹلی سے

۱ ۔ دیر سے بارآور ہوتا ہے ۔ زیرِ بچہ کا سائز بننے کے لئے عرصہ درکار ہے ۔

۲ ۔ اس گھٹلی سے ۵۰ فی صد نر پیدا ہونے کے امکانات ہوتے ہیں جس سے باغبان کی محنت رائیگاں جاتی ہے ۔

۳ ۔ یہ گھٹلی سے پیدا شدہ پودے اپنے والدین جیسی خاصیت نہیں رکھتے ۔

۴ ۔ ایک نئی قسم نکالی جاسکتی ہے ۔

۵ ۔ اس گھٹلی سے جو پودے پیدا ہوں گے وہ سیدھے ہوں گے ۔ اور ان کے نیچے زخم نہیں ہوتا مگر بعض اوقات دھوکا دینے کے لئے لوگ اس میں زخم کر دیتے ہیں ۔

زیرِ بچہ علیحدہ کرنا

افزائشِ نسل بذریعہ زیرِ بچہ بہتر ہے ۔ زیرِ بچے بذریعہ سبّل (SABBAL) علیحدہ کئے جاتے ہیں جو قریباً ۴½ یا ۵ فٹ ہوتا ہے اور ½۱ انچ موٹا ہوتا ہے اس کا ایک سرا تیز اور چوڑا کیا ہوا ہوتا ہے ۔ زیرِ بچہ

Marfat.com

نکالنے سے پہلے مادری پیڑ کے اردگرد کی مٹی ۱½ فٹ کھودی جاتی ہے اور بعد میں بڑے پودے کو رسّے سے باندھ لیا جاتا ہے۔ پھر سبل سے تجربہ کار آدمی پودے یعنی زیرِ بچے علیحدہ کرتا ہے۔ مادری پیڑ کے زخم کو بورڈو پیسٹ لگائی جائے۔ پودے نکالتے وقت زیرِ بچہ کا مرکز بچایا جائے اگر کوئی سبل وہاں لگ گیا تو زیرِ بچہ ضائع جائے گا۔ یہ زیرِ بچہ کم از کم چھ پونڈ وزن میں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے کم وزن والے زیرِ بچے عموماً بوجہ کم خوراک ہونے میں ہونی چاہیئے مرجاتے ہیں نیز دیگر ضروری عمل بھی ادا کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ زیرِ بچہ علیحدہ کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ زیرِ بچہ ۳۔۴ سال کی عمر کے ہونے چاہئیں۔ نیز بہتر ہے کہ اس کا وزن ۱۲ سے ۱۵ پونڈ ہو۔ اب ان زیرِ بچوں کے درمیان ایک دو پتے چھوڑ کر تمام پتے کاٹ دینے چاہئیں اور نرسری میں ۳ × ۳ کے فاصلہ پر نرم مٹی میں لگا دیئے جائیں اور ان کے تنے کے ساتھ مٹی چڑھا دی جائے تاکہ زیرِ بچہ کے اردگرد رطوبت رہنے اور آسانی سے جڑیں نکال سکے۔ نرسری میں لگانے کے بعد اس کو سرکنڈا سے ڈھانپ دینا چاہیئے تاکہ ان میں سے رطوبت ضائع نہ ہو۔ مادری پیڑ ۱۵ سے ۲۰ سال تک زیرِ بچے دیتا رہتا ہے اور اوسطاً ساری عمر میں بیس پودے دے دیتا ہے۔ ان پر سرکنڈا باندھتے وقت احتیاط کی جائے کہ سرکنڈا سطحِ زمین سے ذرا اونچا لگایا جائے۔ کیونکہ اس سے دیمک لگنے کا امکان ہوتا ہے نیز گاہے گاہے اس سرکنڈا کو جھاڑ دینا چاہیئے۔ نیز شدت کی گرمی اور کورے کا وقت گزرنے پر اس کو اتار دیا جائے۔

زیرِ بچے علیحدہ کرنے اور لگانے کے دو موسم ہیں۔

۱۔ بہار ۔ فروری ۔ مارچ ۔

۲۔ خزاں ۔ ستمبر ۔ اکتوبر ۔

پودے ان دونوں موسموں میں لگائے جاتے ہیں مگر تجربات سے ثابت ہوا کہ جو پودے ستمبر، اکتوبر میں لگائے جائیں ان میں کامیابی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ یہ پودے گرمی کی شدت سے محفوظ رہتے ہیں۔ کیونکہ مئی اور جون کی گرمی اس کی چوٹی (CROWN) کو جھلس کر رکھ دیتی ہے۔ ان زیرِ بچوں کو لگانے کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کو مدِ نظر رکھیں۔

۱۔ زیرِ بچہ ۱۲ سے پندرہ پونڈ وزن کا ہو تو اچھا ہے ورنہ چھ پونڈ وزن سے کم نہیں ہونا چاہیئے۔

۲۔ زیرِ بچہ مادہ سے نکالا جائے اگر نر کا زیرِ بچہ چاہیئے تو نر پیڑ سے نکالا جائے۔

Marfat.com

۳۔ زیرِ بچہ نکالتے وقت سبّل اس کے تنے سے بچانا چاہیئے ۔

۴۔ زیرِ بچہ کے ساتھ جڑیں ضرور ہونی چاہئیں ۔

۵ ۔ اس کو گرمی اور سردی سے بچانے کے لئے سرکنڈا ضرور باندھا جائے ۔ جو زمین پہ نہ لگے تاکہ دیمک اثر نہ کرے ۔

۶ ۔ زیرِ بچہ لگاتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ اس کی چوٹی (CROWN) میں آبپاشی کے وقت پانی داخل نہ ہو کیونکہ اگر پانی داخل ہو گیا تو وہاں مٹی جم کر پودے کو ضائع کر دے گی ۔

۷ ۔ زمین کو پھٹنے اور سوراخ بننے سے روکا جائے تاکہ پانی ضائع نہ ہو ۔ نیز اس میں ریت ۔ کوڑا کرکٹ یا گھاس پھینک دیا جائے جو اس کی نمی یا رطوبت ضائع نہیں ہونے دے گا ۔

۸ ۔ اگر کوئی سبزی لگانی درکار ہو تو پھلی دار اجناس لگائیں تاکہ زمین کو نائٹروجن مہیا کر کے زرخیز بنائے ۔

۹ ۔ زیرِ بچہ کو پہلے ماہ روزانہ اور اس کے بعد ایک دو روز کے وقفہ پر آبپاشی کرنی چاہیئے ۔ تین چار ماہ بعد حسبِ ضرورت پانی دینا چاہیئے ۔

۱۰ ۔ نیز کھجور کے پودا میں نر و مادہ علیحدہ ہوتے ہیں لہذا پودے خریدتے وقت یقین ہونا چاہیئے کہ یہ مادہ کا پودا ہے ۔ نہیں تو محنت ضائع جائے گی ۔

جب بڑے پودے سے زیرِ بچے نکالے جاتے ہیں تو یہ سب جڑ دار نہیں ہوتے ان میں بغیر جڑ کے بھی پودے ہوتے ہیں ۔ یہ نہ صرف پودے کے اُوپر ہوتے ہیں بلکہ نچلے حصے سے بھی نکلتے ہیں گورنمنٹ ڈیٹ پام ریسرچ سب اسٹیشن جھنگ پر بغیر جڑ کے پودوں کو جڑ دار بنانے کے لئے تجربات کئے جا رہے ہیں اور اس میں قسم شامران لی گئی اور چھ مختلف کیمیاوی ادویات اور ہارمون (HORMONE) استعمال کئے گئے جو کہ مندرجہ ذیل تھے ۔

۱ ۔ سرےڈکس اے (SERADIX . A)

۲ ۔ چینی (SUGAR)

۳ ۔ اسٹیک تیزاب (ACETIC ACID)

۴ ۔ لال دوائی (POT. PERMANGANATE)

Marfat.com

۵ - حاملہ گائے کا پیشاب (URINE OF PREGNANT COW)

۶ - انڈول بیوٹرک ایسڈ (INDOLE BUTYRIC ACID)

ان پودوں یا زیرِ بچہ کو ۲۳ مارچ ۱۹۶۴ء کو لگایا گیا تھا - اور ان کی ہر ہفتہ کے بعد فی صد کامیابی نوٹ کی جاتی ہے - اس تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ سیرا ڈگس اے اور پیشاب ۵۰ فی صد میں بھگو کر لگائے ہوئے زیرِ بچوں نے علی الترتیب ۱۰۰ اور ۹۵ فی صد کامیابی دی ہے -

پودے لگانا

پودوں کو دو موسموں میں لگایا جاتا ہے -

۱ - موسم بہار (فروری - مارچ)

۲ - موسم خزاں (ستمبر - اکتوبر)

داغ بیل مربعہ طریقہ سے کی جاتی ہے پودوں کا درمیانی فاصلہ بیس سے پچیس فٹ ہونا چاہیئے - داغ بیل کرنے کے بعد پودے والی جگہ گڑھے کھودنے چاہئیں - گڑھے تین فٹ چوڑے ہونے چاہئیں - ان گڑھوں کو کچھ عرصہ کھلا رہنا چاہیئے - بعد میں ان کو ایک فٹ اوپر والی مٹی برابر حصہ میں کھاد گوبر اور بھل ملا کر گڑھوں کو زمین کی سطح سے چھ انچ اونچا بھر دیا جائے اور اس زمین کی آبپاشی کی جائے جب زمین ذرا جائے تو نرسری سے پودا گاچی کی شکل میں نکال کر ان پودوں کو اصل جگہ پر لگا دینا چاہیئے ان پودوں کو لگا کر ان کے اِرد گرد کی مٹی کو اچھی طرح دبا دیا جائے تاکہ تمام ہوا خارج ہو جائے - لگانے کے بعد پودوں کو فوراً آبپاشی کرنی چاہیئے اس بات کا خاص خیال رہے کہ پودے کی چوٹی (CROWN) میں پانی داخل نہ ہو - نیز پودوں کے اِرد گرد مٹی بھی لگائی جائے - لگانے کے بعد پودوں کو سرکنڈا سے ڈھانپ دیا جائے تاکہ پودے گرمی اور کورے سے محفوظ رہیں - ان پودوں کو چھ ہفتے کے لئے دو سے تین دن بعد ہلکا پانی دیا جائے اور اس کے بعد ہفتہ میں ایک دفعہ پانی دیا جائے - مگر سخت گرمیوں میں جلدی پانی دیا جائے اگر کوئی فصل لگانی مطلوب ہو تو پھلی دار اجناس میں سے ہونی چاہیئے - ان پودوں کے پرانے پتے کاٹ دیئے جائیں اس پودے کی جڑیں ۷ سے ۱۰ فٹ تک گہری جاتی ہیں لہذا پانی کی سطح اس سے نیچے ہونی چاہیئے -

Marfat.com

آبپاشی

اس پودے کے لئے ضرب المثل مشہور ہے کہ اس کا سر آگ میں اور پاؤں پانی میں جائیں جب نوعمر پودا لگایا جائے تو اس کی آبپاشی اس طریقہ سے کی جائے ۔

۱۔ چالیس دن روزانہ ہلکی آبپاشی کی جائے ۔

۲۔ چالیس دن ایک دن چھوڑ کر پانی دیا جائے ۔

۳۔ پھر اس کے بعد چھ روز کے بعد پانی دیا جائے حتیٰ کہ موسمِ بہار شروع ہو جائے ۔ گرمی میں چار یا پانچ روز کے بعد پانی دیا جائے جب تک بارشیں نہ ہوں ۔ نیز موسمِ بہار میں سرکنڈا اتار دیا جاتا ہے ۔

بڑے پودوں کو موسمِ گرما میں ایک ہفتہ کے بعد پانی دیا جائے اور موسمِ سرما میں دو ہفتے کے بعد پانی درکار ہے ۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ریگستانی علاقہ کا پھل ہے اس لئے اس کی آبپاشی کم کرنی چاہیئے یہ بالکل غلط ہے ۔ حقیقتاً کھجور کو ترشاوہ پھلوں کے مقابلہ میں تین گنا پانی کی ضرورت ہے ۔ اس پودے کو پھول یا سیپ (SPATHE) نکلنے سے پہلے یعنی جنوری فروری میں پانی کثرت سے دینا چاہیئے مگر جب اس کے پھول نکل آئیں تو ضرورت کے مطابق پانی دیتے رہیں ۔ یکم مئی سے جولائی اگست کے مہینوں تک جب تک پھل کی بالیدگی رہے پانی بہتات سے دینا چاہیئے ۔ آبپاشی کا موزوں ترین وقفہ دریافت کرنے کے لئے تحقیقاتی باغ جھنگ میں تجربہ کیا گیا ۔ پیداوار اس صورت میں زیادہ ہوئی جبکہ آبپاشی پانچ یوم کے بعد کی گئی نسبتاً ۱۰ یوم اور پندرہ یوم ۔

کھاد دینا

یہ ایک غلط خیال رائج ہے کہ کھجور کے پودے کو کھاد کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ ہر پھل دار پودے سے مناسب پھل حاصل کرنے کے لئے اسے ہر سال کھاد دینی چاہیئے ۔ پودے کو صحت مند رکھنے کے لئے یہ عمل شروع سے ہی کرنا چاہیئے کھجور کے چھوٹے پودوں کو جن کی عمر ایک سے چار سال ہو ، دس سے بیس سیر گلی سڑی گوبر کی کھاد یا آدھ سے ایک پونڈ ایمونیم سلفیٹ سالانہ دینی چاہیئے جوان پودوں کو کم از کم ۲۰ - - ۳۰ سیر گوبر کی کھاد یا ۲ - ۲ ½ پونڈ ایمونیم سلفیٹ سالانہ دینا چاہیئے ۔

Marfat.com

گوبر کی کھاد ماہ دسمبر جنوری میں اور ایمونیم سلفیٹ فروری میں دینا چاہیئے ۔ کھاد دینے کا طریقہ یہ ہے کہ پودے کے تنے کے اردگرد ایک دو فٹ جگہ چھوڑ کر چار پانچ فٹ نصف قطر میں کھاد ڈال کر اچھی طرح گوڈی کر کے زمین میں ملا دینی چاہیئے اور فوراً آبپاشی کرنی چاہیئے ۔ عمر کے مطابق یہ دائرہ وسیع کر دینا چاہیئے ۔

باغ میں اگر فصلات کی کاشت کرنی ہو تو اس کے لئے باغ میں علیحدہ کھاد ڈالنی چاہیئے تاکہ فصلات کاشت کرنے سے پودوں کی خوراک پر کوئی بُرا اثر نہ ہو ۔

باغ میں فصلات کی کاشت

کھجور کے پودے دوسرے پودے مثلاً ترشاوہ ۔ آم وغیرہ کے مقابلہ میں بہت ہی کم زمین گھیرتے ہیں ۔ اس لئے اس زمین میں مناسب آمدنی حاصل کرنے کے لئے باغ میں فصلات کاشت کی جاسکتی ہیں ۔ فصلات عموماً ایسی کاشت کرنی چاہئیں ۔ جن سے پودوں پر کوئی برا اثر نہ پڑے اور زمین بھی کمزور نہ ہو ۔ اس مطلب کے لئے پھلی دار اجناس ۔ مونگ ماش ۔ گوارا ۔ برسیم ۔ سینجی ۔ چنے وغیرہ کاشت کرنے چاہئیں ۔ ان فصلات کے کاشت کرنے سے زمین میں زرخیزی قائم رہتی ہے ۔ باغ میں تمام سبزیات بھی کاشت کی جاسکتی ہیں بشرطیکہ زمین میں کھاد کافی ڈالی جائے ۔ تاکہ فصلات کی وجہ سے زمین کمزور نہ ہو جائے ۔

چھوٹے پودوں میں گندم، جو وغیرہ بھی کاشت کئے جاسکتے ہیں لیکن ان کے کاشت کرنے سے آبپاشی میں بڑی دقت ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ اپریل مئی میں پودوں کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے لیکن گندم وغیرہ کو اس وقت آبپاشی نہیں کرنی چاہیئے ۔ اس لئے اس وقت کھالیوں کے ذریعہ پودوں کی آبپاشی کرنی پڑتی ہے ۔

باغ میں چاولوں کی کاشت نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ پانی کھڑا رہنے سے پودوں کی جڑوں کو نقصان پہنچتا ہے ۔

باغ میں پھلدار پودوں کی نرسری بھی لگائی جاسکتی ہے ۔

کاٹ چھانٹ

کھجور کی کاٹ چھانٹ عموماً فصل اتارنے کے بعد کی جاتی ہے ۔ پرانے جھکے ہوئے خشک پتے

Marfat.com

جن کی ضرورت نہیں ہوتی کاٹ دیئے جاتے ہیں جب موسمِ سرما میں کورا پڑنے کا ڈر ہو تو زیادہ پتے نہیں کاٹنے چاہئیں ۔ چونکہ فالتو پتے نئے پیدا شدہ پتوں کی سردی سے حفاظت کرتے ہیں ۔ پتوں کی کاٹ چھانٹ کا پھل کے پکنے اس کی خاصیت اور پیداوار پر اثر کے سلسلہ میں شعبۂ اثمار جھنگ و لائل پور میں تجربات جاری ہیں ۔ جن سے ظاہر ہے کہ حلاوی قسم میں اچھی فصل حاصل کرنے کے لئے کم از کم ۴۰ - ۵۰ پتے رکھنے چاہئیں ۔

عملِ زیرگی

کھجور میں نر اور مادہ کے درخت علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں ۔ اس لئے اس کے نر اور مادہ پھول مختلف درختوں پر ہوتے ہیں ان کی شناخت مندرجہ ذیل طریقوں سے کی جاسکتی ہے ۔

نر

۱ ۔ نر پودا زیادہ پتے دار ہوتا ہے ۔ پتیاں سخت ہوتی ہیں اور تنا عموماً موٹا ہوتا ہے ۔

۲ ۔ اس کی سیپ (SPATHE) موٹی اور چوڑی ہوتی ہے ۔

۳ ۔ اس میں نر پھول کی شاخیں ۱۶ انچ لمبی ہوتی ہیں ۔

۴ ۔ پھولوں کی شاخیں (RACHIS) کے آخر پر زیادہ کثرت سے پھول ہوتے ہیں ۔

۵ ۔ پھول کی پتیوں کی تعداد چھ ہوتی ہے جو کہ قد و قامت میں بڑی نمایاں ہوتی ہیں ۔

۶ ۔ حاصلِ زر (STAMEN) کی تعداد چھ ہوتی ہے ان کو چھڑکنے سے زردانہ (POLLEN) جھڑتا ہے ۔

۷ ۔ پھول سے ایک خاص قسم کی خوشبو آتی ہے ۔

۸ ۔ نر پھول اوائل موسم میں نکلنا شروع ہو جاتے ہیں ۔

مادہ

۱ ۔ مادہ پودا پر کم اور نرم پتے ہوتے ہیں اور تنا عموماً درمیانہ جسامت کا ہوتا ہے ۔

۲ ۔ اس کی سیپ پتلی اور کم چوڑی ہوتی ہے ۔

۳ ۔ مادہ پھول کی شاخیں ۱۰" - ۱۲" لمبی ہوتی ہیں ۔

۴ ۔ شاخوں کے سروں پر کم پھول ہوتے ہیں ۔

۵ ۔ پھول کے پتیوں کی تعداد چھ جو کہ قدمیں چھوٹی رنگت میں زردی مائل ہوتی ہیں ۔

Marfat.com

۶۔ پھول میں تین مادہ ہوتی ہیں عموماً دو گر جاتی ہیں اور ایک سے پھل بنتا ہے۔

۷۔ خوشبو وغیرہ نہیں ہوتی ۔

۸۔ مادہ پھول عموماً دیر تک نکلتے رہتے ہیں ۔

کھجور میں عملِ زیرگی کسی حد تک قدرتی ذرائع مثلاً ہوا ۔ کیڑے ، پرندے وغیرہ کی مدد سے ہوتا ہے لیکن اچھی پیداوار حاصل کرنے کے لئے یہ عمل خود کرنا چاہیئے ۔ ایسا عمل کرنے کے لئے ہر مادہ پھول پر نر پھول کی دو تین لڑیاں یا شاخیں جھاڑنی یا اندر رکھ دینی چاہیئے ۔ یہ عمل مادہ پھول پر کم از کم دو تین مرتبہ کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ مادہ پھول ایک وقت پر نہیں کھلتے ۔ مناسب پیداوار حاصل کرنے کے لئے باغ میں کم از کم ۵ تا ۵ فی صد نر درخت ہونے چاہیئں ۔ مختلف تجربات سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ اگر زردانہ کو خشک آب و ہوا میں رکھا جائے ۔ یہ ایک سال تک زندہ رہ سکتا ہے اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کھجور کے زردانہ کو ایسے برتنوں میں جس میں سے رطوبت بالکل خارج کر لی گئی ہو محفوظ کر لینا چاہیئے ۔ رطوبت ختم کرنے کے لئے کیلشیم کلورائڈ (CALCIUM CHLORIDE) بہترین ثابت ہوا ہے عملِ زیرگی کیلئے محکمہ زراعت نے ایک آلہ بھی بنایا ہے جسکی مدد سے زمین پر سے بھی عمل زیرگی کیا جا سکتا ہے ۔

عملِ زیرگی کے بعد پھول کی تین مادہ میں سے دو گر جاتی ہیں اور ایک سے پھل بننا شروع ہو جاتا ہے ۔

اگر عملِ زیرگی نہ ہو سکے تو عام طور پر تینوں مادہ سے پھل بننا شروع ہو جاتا ہے ۔ ایسے پھل کی شکل خراب ۔ قدوقامت میں چھوٹا اور گٹھلی نہیں ہوتی ۔ اور ساتھ ہی یہ پھل بڑی دیر سے پکتا ہے اور خواص میں بھی گھٹیا ہوتا ہے ۔ ایسے پھل کو عموماً حشی پھل کہا جاتا ہے ۔

ہمارے علاقہ میں کھجور کے پودے چار مختلف خاندان انواع (SPECIES) سے تعلق رکھتے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں ۔

۱۔ P. DACTYLIFERA اس کے پودے کثرت سے کاشت ہو رہے ہیں ۔

۲۔ P. HUMILIS یہ قسم بہت کم کاشت کی جاتی ہے ۔

۳۔ P. CANARIANES SYLVESTIRIS بہت کم کاشت کی جاتی ہے ۔

جب پہلے خاندان کے مادہ پودوں پر اسی قسم کا نر استعمال کیا جائے ۔ تو پھل مناسب قدوقامت

Marfat.com

اور صحیح وقت پر پکتا ہے ۔ لیکن جب دوسری قسم کا نر استعمال کیا جائے تو پھل کی قد و قامت کم ہو جاتی ہے اور دس پندرہ روز پہلے پک جاتا ہے ۔ ہمارے علاقہ میں جب پھل پکنے کے ایام میں بارشیں ہو جاتی ہیں تو پھل خراب ہو جاتا ہے ۔ اس لئے دوسری قسم کا نر استعمال کرنے سے پھل کو موسم کی خرابی سے بچایا جا سکتا ہے ۔

پھل کی برداشت اور پیداوار

کھجور کا پیڑ عام طور پر چوتھے سال پھل دینا شروع کر دیتا ہے ۔ مگر تجارتی اعتبار سے پانچ یا چھ سال کے بعد اچھی فصل اترنی شروع ہو جاتی ہے ۔ مغربی پاکستان میں کھجور پکنے کا موسم آخر مئی سے شروع ہو کر دیر سے پکنے والی کھجور کے لئے ستمبر تک چلتا ہے ۔

چھوٹے پودوں سے عام طور پر پھل سیڑھی کے ذریعہ اتارا جاتا ہے ۔ لیکن بعض اوقات جب پودے بہت بلند ہوتے ہیں اس پر چڑھنے کے لئے آدمی ایک رسّہ کو جسے کمند کہتے ہیں کمر اور تنے

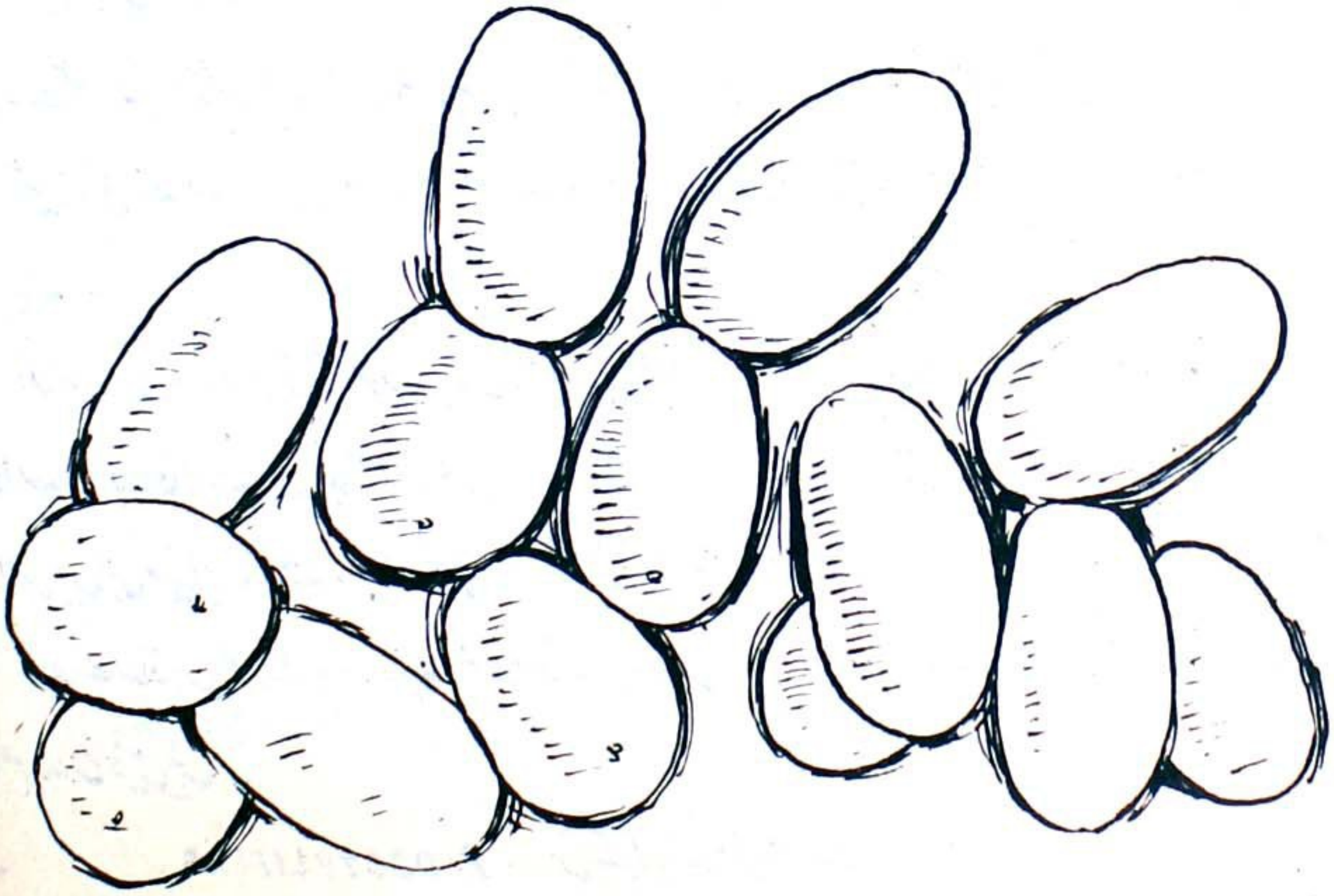

کے گرد باندھ دیتے ہیں، استعمال کرتے ہیں، رسّہ کو آہستہ آہستہ اوپر سرکاتے جاتے ہیں اور چڑھتے جاتے ہیں جب پھل پک جائے تو گچھے کو کاٹ لیا جاتا ہے ۔ بعض اقسام دیر تک پکتی رہتی ہیں ۔ اس لئے اس قسم

Marfat.com

کے پھل کو کئی دفعہ اتارنا پڑتا ہے۔

پھل کو بارش۔ مٹی اور کیڑوں وغیرہ کے حملہ سے بچانے کے لئے گچھوں پر عام طور پر تھیلیاں چڑھا دی جاتی ہیں۔ شروع میں اس مطلب کے لئے بوری وغیرہ استعمال کی جاتی تھی۔ جس سے بچاؤ نہیں ہو سکتا تھا لیکن اب پالی تھین استعمال ہو رہی ہے اس سے پھل بالکل خراب نہیں ہوتا۔

کھجور کے ایک پودے سے قریباً ایک من سے چار من تک تازہ کھجور حاصل ہوتی ہے لیکن اس قدر زیادہ پھل اسی حالت میں ملتا ہے جبکہ پودوں کی کافی نگہداشت کی گئی ہو۔

ایک من فی پودا اوسط پیداوار سے ایک ایکڑ میں اگر بیس فٹ کے فاصلہ پر پودے لگائے جائیں تو ۱۰۹ من پیداوار حاصل ہو گی اور ۱۵ روپے فی من کے حساب سے ۱۶۳۵ روپے فی ایکڑ آمدنی ہو گی۔

کھجور کی مختلف اشکال

ڈوکا

اس شکل کی کھجور کو پنجاب میں ڈوکا کہہ کر پکارتے ہیں اور عربی ممالک میں خلال کہتے ہیں۔ اس میں کھجور کا رنگ سبز سے پیلا ہو جاتا ہے۔ بعض قسموں کا رنگ سُرخ ہو جاتا ہے۔ پھل کھجور کی قسم کا ڈوکا حالت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پھل اسی حالت میں میٹھا اور رسدار ہو جاتا ہے۔ ڈیٹ فارم جھنگ میں حلاوی، شامران، سیب، اخروٹ، مکران کو اگر ڈوکا حالت میں استعمال کیا جائے تو بہت اچھی لگتی ہے۔

ڈنگ

عربی میں اس قسم کے پھل کو رطب کہتے ہیں۔ اس شکل کے پھل میں کھجور کی ایک طرف پک کر نرم ہو جاتی ہے اور رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور مٹھاس زیادہ ہو جاتی ہے جو پختگی کی علامت ہے۔ ایسے پھل پر کیڑے زیادہ حملہ کرتے ہیں اور پھل بارش سے زیادہ خراب ہوتا ہے۔ اس قسم کی کھجور کو لوگ زیادہ پسند کرتے ہیں۔ نیز اس پھل کو اگر دھوپ میں پانچ سات روز کے لئے خشک کیا جائے تو یہ کھجور ایک سال تک استعمال کی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

پنڈ

اس قسم کو عربی میں تامار (TAMAR) کہتے ہیں ۔ اس حالت میں کھجور مکمل پختہ ہو جاتی ہے ۔ جب ڈنگ حالت کی کھجور چند روز پیڑ پر رہے تو مکمل پک جاتی ہے ۔ سندھی زبان میں اسے وان پکیل یعنی "پیڑ کی پکی ہوئی" کہتے ہیں اس میں کھجور کا رنگ پیلا سے بھورا ہو جاتا ہے ۔ سرخ رنگ کی کھجور ہلکی سیاہ ہو جاتی ہے ۔

لُونی خارخوں

جب جولائی میں ڈوکا شکل تیار ہو جاتی ہے تو اس کھجور یعنی ڈوکا کو مٹی کے کورے گھڑوں میں مناسب مقدار نمک ڈال کر خوب ہلاتے ہیں ۔ یہ عمل قریباً ۲۰ ۔ ۳۰ منٹ تک کیا جاتا ہے ۔ اس سے ڈوکا کھجور کو پسینہ آجاتا ہے ۔ پھر اس کو رات دبا کر رکھا جاتا ہے تو لونی پنڈ بن جاتی ہے ۔ اس کو آسان کرنے اور یقینی کرنے کے لئے ایک چمچہ ایسٹک ایسڈ ایک چمچہ پانی اور اتنا ہی نمک ملا کر پانچ سیر ڈوکا پھل پر چھڑکا جاتا ہے ۔ چھڑکنے کا طریقہ یہ ہے کہ پھل کو ایک ٹاٹ میں لے کر اس پر یہ چیزیں ڈال دی جاتی ہیں اور پھل کو خوب ہلایا جاتا ہے پھر اس کو دبا کر رکھ کر دیتے ہیں ۔ ۸ گھنٹہ بعد ڈیٹ فارم جھنگ کی سب قسمیں اچھی نرم کھجور بن جاتی ہیں ۔ عام ڈوکا کھجور سے ایسی کھجور پانچ روپیہ فی من زیادہ بکتی ہے ۔

کھجوروں کا خشک کرنا

چٹائی پر خشک کرنے کا طریقہ

پکے ہوئے پھل کو توڑ کر کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی پر گرمی کے موسم میں دھوپ میں بکھیر دیں اور دھوپ کی شعاعوں سے خشک ہونے دیں ۔ لیکن یہ طریقہ مناسب نہیں چونکہ خشک پھل پر مٹی کے ذرات اور کیڑے مکوڑے لگ جاتے ہیں اور اس طرح پھل خراب ہو جاتا ہے لہذا اس عمل کو اور کارآمد بنانے کے لئے اگر پھل پر باریک ململ کا کپڑا ڈال دیا جائے تو مناسب ہوگا ۔

کاسٹک سوڈے کے عمل کا طریقہ

جب پھل پک جائے تو اسے چھیکوں میں ڈال کر ایک فی صد کاسٹک سوڈے کے اُبلتے ہوئے

Marfat.com

پانی میں ڈبو دیں ۔ یہ عمل صرف ایک منٹ تک کریں اور پھر پھل کو دھوپ میں خشک کرنے کے لئے پھیلا دیں جب پھل خشک ہو جائے تو ڈبوں میں بند کر لیں یا ویسے استعمال کریں ۔

چھوہارے بنانا

ڈوکا کھجور لے کر کسی لوہے کے برتن میں ڈال کر اس کو اُبالا جائے ۔ پانی اتنا ڈالیں کہ ان ڈوکا کھجور کو ڈھانپ لے ۔ جب پانی جوش میں آئے یا اُبلنا شروع ہو جائے ۔ تو اس کو اتار کر چٹائی پر بچھا دیں اور دھوپ میں ۳ ۔ ۴ روز کے لئے رکھیں ۔ نیز ان کو دو تین دفعہ پلٹا یا جائے ۔ دورانِ شب اس کو ڈھانپ کر رکھیں ۔ رات کو کھلا رہنے سے شبنم سے متاثر ہو گی ۔ نیز جراثیم اور اُلی سے خراب ہونے کے امکانات ہیں ۔

کھجور کو ڈبوں میں بند کرنا

اس مقصد کے لئے گورنمنٹ نے دوسرے پنج سالہ منصوبہ میں قلات ڈویژن میں جہاں کہ کھجور کے سے پائی جاتی ہے ۔ ایک کارخانہ قائم کیا ہے جس کا نام رکھا گیا ہے ۔ اس کارخانہ میں کھجوروں کو خشک اور صاف کیا جاتا ہے ۔ پھر پھل کی جسامت کے مطابق درجہ بندی کی جاتی ہے ۔ اس عمل کے بعد پھل کو مناسب ڈبوں میں جن کی جسامت ایک تا پانچ پونڈ ہوتی ہے بند کیا جاتا ہے ۔ اس کارخانہ میں ۸ گھنٹہ میں ۳۰۰۰ پونڈ پھل کو ڈبوں میں بند کیا جا سکتا ہے اور ایک پونڈ پھل کو صاف اور بند کرنے پر صرف پچیس پیسے خرچ آتے ہیں ۔ اس کارخانہ سے تیار شدہ پھل مغربی پاکستان میں بہت ہی مقبول ہوا ہے جس کی وجہ سے ہر جگہ دستیاب ہو سکتا ہے ۔

کھجور کی اقسام

تخمی کھجور کے پودے صحیح النسل نہیں ہوتے ان سے قریباً پچاس فی صد نر نکل آتے ہیں ۔ جب تک پودے پھل نہ دینے لگیں مادہ یا نر کی پہچان بڑی مشکل ہے ۔ صرف پھولی آنے پر ہی پودوں کی شناخت ہو سکتی ہے نیز تخمی کھجور میں پھل بھی قریباً چھ سات سال کے بعد لگتا ہے ۔

پاکستان میں زیرِ کاشت رقبہ میں زیادہ تر تخمی پودے ہیں ۔ ایسے پودوں کی بارآور ہونے کی طاقت اور پھل کی خصوصیات میں بھی بہت فرق ہے ۔

کھجور کی کاشت کو فروغ دینے کے لئے گاہے بگاہے عراق سے اعلیٰ اقسام درآمد کر کے ان

Marfat.com

کی ترویج کی جاتی رہی ہے۔ پہلی کوشش ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۲ء تک ہوئی اور پھر ۱۹۴۱ء میں اعلیٰ اقسام کی کھجور عراق سے درآمد کی گئیں۔

ان اقسام کی ترویج کی بدولت ملک میں حلاوی اور خودروی کی کاشت پھیلنی شروع ہوئی ۴۵-۱۹۴۴ء میں عراق سے قریباً ۱۶ اقسام منگا کر جھنگ میں مشاہدہ کے لئے لگائی گئیں۔ ان اقسام میں سے حلاوی، خودروی، زاہدی، زیری اور شامران اچھی ثابت ہوئی ہیں۔ ان کے علاوہ ڈیرہ اسماعیل خان میں ڈکی بہت مقبول ہے۔ موزاوتی مکران کی مایہ ناز قسم ہے۔ ان کی تفصیل درجِ ذیل ہے۔

حلاوی

یہ اعلیٰ مغربی کھجور ہے۔ یہ نہ صرف ڈوکا حالت میں بہتر ہوتی ہے بلکہ خشک ہونے کے بعد بھی بہتر رہتی ہے۔ اس کا رنگ سنہری، گودا میٹھا اور خوش ذائقہ ہوتا ہے اس کا پھل ڈنگ حالت میں بھی نہایت لذیذ ہوتا ہے۔ پکنے کا موسم جولائی کے آخر سے لے کر اگست تک ہے۔ اوسط پیداوار دو سے ڈھائی من فی پودا ہوتی ہے۔

خودروی

لمبائی میں اس کا پھل حلاوی سے چھوٹا لیکن موٹائی میں کچھ بڑا ہوتا ہے۔ ڈوکا حالت میں پھل کا رنگ سبزی مائل پیلا اور خشک کرنے پر اس کا ذائقہ اور خوشبو بہت عمدہ ہو جاتے ہیں۔ ڈوکا حالت میں اس کا پھل کھانے میں لذیذ نہیں ہوتا۔ پھل پکنے کا وقت اگست اور اوسط پیداوار فی پودا ڈیڑھ من ہوتی ہے۔

شامران

پھل کا سائز قریباً حلاوی کے برابر ہوتا ہے۔ رنگ ہلکا پیلا اور سروں پر کچھ سرخی مائل ہوتا ہے ڈوکا حالت میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ گودا خوش ذائقہ اور دوسری اقسام کی نسبت نرم ہوتا ہے۔ خشک کرنے کے بعد رنگ گہرا ہو جاتا ہے۔ پھل پکنے کا موسم اگست اور پیداوار ڈیڑھ من فی پودا ہے۔

زاہدی

سائز درمیانہ۔ پھل درمیان میں دونوں سروں سے نسبتاً موٹا اور بیرونی حصہ چمک دار ہوتا ہے۔ گودے کا رنگ پیلا ہوتا ہے۔ ڈوکا حالت میں کچھ کڑواہٹ ہوتی ہے جو خشک کرنے کے بعد مٹھاس

Marfat.com

میں تبدیل ہو جاتی ہے ۔ پھل پکنے کا موسم اگست اور پیداوار ڈیڑھ من فی پودا ہے ۔

زیری

پھل کا سائز حلاوی کے برابر رنگ سرخی مائل جامنی ہوتا ہے ۔ ٹہنی پر پھل تھوڑا لگتا ہے ۔ پھل ڈوکا حالت میں کڑوا لیکن خشک کرنے کے بعد قابلِ استعمال ہو جاتا ہے ۔ پھل پکنے کا موسم اگست اور اوسط پیداوار فی پودا ایک من ہوتی ہے ۔

اصیل

اس کا مطلب ہے اصلی ۔ یعنی عربی کی اصلی کھجور ۔ کھجور کی شکل بیضوی ، درمیانی جسامت ، ۲۳ یا ۲۴ ملی میٹر چوڑی ، رنگ ہلکا پیلا ، ایک گچھے میں بہت زیادہ کھجوریں نہیں لگتیں ۔ ایک پیڑ میں ۵ سے لے کر ۱۰ گچھے لگتے ہیں ۔ پھل میٹھا ہوتا ہے ۔ ڈوکا اسٹیج میں پھل بدمزا اور کڑوا ہوتا ہے ۔ عام طور ڈنگ یا وان پکیل اسٹیج میں کھائی جاتی ہے ۔ اس کھجور کو سکھا کر چھوہارے بناتے ہیں ۔ کنتل (آدھی سوکھی ہوئی) آدھیا (آدھ چھکے) اور چھلار (پورے چھلے) اقسام بھی اسی کھجور سے تیار کی جاتی ہیں ۔ یہ کھجور کافی دنوں تک بغیر خراب ہوئے ذخیرہ کی جا سکتی ہے ۔ کنتل ۔ ڈنگ اور وان پکیل اسٹیج سے تیار کی جاتی ہے ۔ کنتل تیار کرتے وقت کھجور کے منہ پر لگی ہوئی پیندی الگ نہیں کی جاتی ۔ ورنہ کھجور میں کیڑا لگ جاتا ہے ۔

اصیل کے پتے سخت ہوتے ہیں اس لئے چٹائی بننے کے کام نہیں آتے اور نہ رسّی ہی تیار ہو سکتی ہے یہاں تک کہ پھولوں والی ڈنڈیاں بھی جھاڑو بنانے کے کام میں نہیں آتیں ۔

اصیل کے پیڑ سے دس پندرہ زیرِ بچے نکلتے ہیں ۔ زیرِ بچے عموماً تین سال کے پرانے پیڑ میں نکلتے ہیں ۔ اور پانچ سال تک کے درمیانی زمانے میں مکمل طور سے نکل آتے ہیں ۔

ایک من اصولی کھجور سے ۲۵ سیر چھوہارے اور ۳۰ سیر تک کنتل حاصل ہو جاتے ہیں ۔

فصلی

یہ اصلی کی نقل ہے اور اس کا تلہ باہر سے برآمد کیا گیا تھا ۔ پھل ہلکا پیلا ۔ اصولی کے مقابلہ میں ذرا سا بڑا ہوتا ہے ۔ کچی کھجور کڑوی اور کسیلی ہوتی ہے ۔

فصلی کی ڈوکا اسٹیج اصولی کے مقابلے میں جلدی تیار ہو جاتی ہے ۔ ڈوکا ۔ ڈنگ اور وان پکیل

Marfat.com

اسٹیج تینوں شکلوں میں فصلی کھائی جاتی ہے ۔ چھوہارا ، آدھیا اور چھلا مزے میں اچھے نہیں ہوتے ۔ خارخون میں جلد ہی کیڑا لگ جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پھل کی پیندی کھجور کے اوپر سے علیحدہ ہو جاتی ہے ۔

اصولی کے مقابلے میں فصلی سوکھنے کے بعد بہت کم رہ جاتی ہے ۔ ایک من ڈوکا فصلی سے ۱۵ یا ۲۰ سیر چھوہارے اور ایک من وان پکیل سے ۲۰ یا ۲۲ سیر خارخون تیار ہوتی ہیں ۔ کھانے میں یہ تو بہت ملائم ہوتی ہیں اور نہ بہت سخت ۔

فصلی کے پھول دوسری اقسام سے بہت پہلے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں اور بہت دیر تک کھلتے رہتے ہیں ۔ بعض اوقات تبادلہ زرِ گل کے واسطے تازہ نر پھول دستیاب نہیں ہوتے اس لئے سوکھے ہوئے نر پھولوں سے کام لیا جاتا ہے ۔

کھجور کے پیڑ کے پتے معمولی قسم کی چٹائی بنانے کے کام میں آتے ہیں اس کا پیڑ بہت تیزی کے ساتھ پرورش پاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا تنا اصولی کے مقابلے میں پتلا ہوتا ہے

فصلی کے پیڑ میں تمام عمر میں دس بارہ کلّے پھوٹتے ہیں ۔ پھل جون کے آخر میں پک جاتا ہے ۔ اوسطاً پیداواری درخت تین سے لے کر ساڑھے تین من تک ہو جاتی ہے ۔ ایک پیڑ میں ۱۲ سے لے کر ۱۵ تک گچھے لگ جاتے ہیں ۔

بھید

یہ نام کھجور کی گھٹلی کے چھلکے کی مناسبت سے رکھا گیا ہے ۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ قسم گھٹلی سے لگائی گئی تھی ۔ سب سے پہلے یہ قسم خیرپور کے ایک گاؤں موری میں پائی گئی ۔ اس قسم کی کھجور کا سائز اصولی سے بڑا ہوتا ہے ۔ ڈوکا حالت میں بھی کھانے کے قابل ہوتی ہے اور مزہ میں میٹھی ہوتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس کھجور پر پرندے بری طرح سے حملے کرتے ہیں ۔ رنگ دودھیا ہوتا ہے ۔ ایک ساتھ پک کر آخر جون میں تیار ہو جاتی ہے اور بازار میں اچھے دام ملتے ہیں بآسانی دور دراز مقامات پر بغیر خراب ہوئے بھیجی جا سکتی ہے ۔ کھجور کی پیندی چھوٹی ہوتی ہے اور پکنے کے بعد بھی پھل سے علیحدہ نہیں ہوتی ۔ ڈنگ اور خارخون اسٹیج بہت اچھی ہوتی ہیں ۔ یہ قسم چھوہارے بنانے کے کام نہیں آتی ۔ اس کے چھوہارے اصولی کے مقابلے میں سفیدی مائل ہوتے ہیں ۔

Marfat.com

آدھیا بھی اس کھجور سے نہیں بنایا جاتا ۔ ایک من ڈوکا بھیدر کھجور سے ۲۰ - ۲۲ سیر چھوہارے اور خارخون تیار ہو جاتے ہیں ۔ کھانے میں زیادہ سخت نہیں ہے ۔

ایک پیڑ میں ۲۰ - ۲۵ زیر بچے پھوٹتے ہیں ۔ پھلوں کے ۲۰ - ۲۵ گچھے لگتے ہیں ۔ اِس کی پرورش کی رفتار بہت ہلکی ہوتی ہے ۔ اس لئے تنے کی موٹائی اصولی کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے ۔ پھل بارش سے جلد خراب ہو جاتا ہے ۔ اوسطاً پیداوار ۶ سے ۷ من تک ہوتی ہے ۔

تھوتھر

اس قسم کی کھجور کا پیڑ بہت سخت ہوتا ہے ۔ پھل دو دھیّا اور نوک دار ہوتا ہے ۔ کچا پھل اور ڈوکا کھانے کے قابل نہیں ہوتے اور کسیلی ہوتی ہیں ۔ پھل ایک ساتھ نہیں پکتا ۔ ڈنگ میں صرف پکا ہوا حصہ کھانے کے قابل ہوتا ہے ۔ پکا ہوا ڈوکا چھوہارے بنانے کے کام میں آتا ہے ۔ وان پکیل سے خارخون تیار کرتے ہیں ۔ پھل کا ذائقہ بہت میٹھا ہوتا ہے ۔ پیندی پھل سے علیٰحدہ نہیں ہوتی ایک من وان پکیل سے ۱۸ - ۱۹ سیر چھوہارے اور ۲۰ - ۲۲ سیر خارخون حاصل ہوتی ہیں ۔ کھانے میں سخت ہوتی ہیں ۔

تھوتھر کے پتّے کافی لمبے ہوتے ہیں ۔ پتوں سے چٹائی اور رسّی بنائی جاتی ہے ۔ کانٹے لمبے ہوتے ہیں ۔ پرورش کی رفتار معتدل ہوتی ہے ۔ تنا اصولی سے موٹا ہوتا ہے ۔

تھوتھر کے ایک پیڑ میں ۱۵ - ۲۰ زیر بچے نکلتے ہیں پھل جولائی کے پہلے ہفتے سے پکنا شروع ہو جاتا ہے اور جولائی کے آخر تک تیار ہوتا رہتا ہے ۔ بارش سے پھل کو نقصان پہنچتا ہے ۔ اوسطاً پیداوار فی درخت ۵ سے لے کر ۶ من تک ہوتی ہے ۔ لیکن ڈوکا بہت مقبول ہیں اور رغبت سے کھائی جاتی ہیں ۔

ایک پیڑ میں ۲۰ سے لے کر ۲۵ پھلوں کے گچھے لگتے ہیں ۔ پھولوں کی ڈنڈیاں بہت سخت ہوتی ہیں ۔ لہٰذا ان کی ڈنڈیوں میں اوپر کی طرف تھوڑا سا ٹک دیتے ہیں تاکہ پھل لٹکنے لگیں ۔

دگلت نور

دگلت نور کا پھل بیضوی شکل کا ہوتا ہے اور دوسری اقسام کی کھجوروں سے بڑا ہوتا ہے پھل کی لمبائی ۴۷٫۳۸ ملی میٹر ہوتی ہے اور موٹائی ۲۶٫۶۸ ملی میٹر، رنگ سنہری پیلا اور پھل ذرا سخت

Marfat.com

ہوتا ہے۔ ایک پیڑ میں ۶ سے لے کر ۱۱ پھولوں کے گچھے لگتے ہیں اور پیداوار ۸۰ سے لے کر ۱۲۵ پونڈ فی درخت تک ہو جاتی ہے۔ پھل جولائی کے آخر میں پک کر تیار ہو جاتا ہے۔

ڈھاڈی

اس کا پھل لمبا، سائز بڑا اور لمبائی ۹۲ر۷ ملی میٹر اور موٹائی ۹۴ر۲۱ ملی میٹر رنگ گلابی پھل ڈھیلا ہوتا ہے۔ ایک درخت میں ۷ سے لے کر ۱۰ پھلوں کے گچھے لگتے ہیں اوسطاً پیداوار فی درخت ۵۰ پونڈ ہوتی ہے۔ پھل جولائی کی ۱۵ تاریخ سے پکنا شروع ہو کر اگست کے پہلے ہفتے تک تیار ہو جاتا ہے۔

مذاوتی

پھل بیضوی سائز درمیانہ لمبائی ۹۴ر۳۵ ملی میٹر، چوڑائی ۲۴ر۲۳ ملی میٹر، رنگ سُرخ، پیداوار ۶۰ پونڈ فی درخت ہوتی ہے۔ پھل پندرہ جولائی سے شروع ہو کر اگست کے دوسرے ہفتے تک پک کر تیار ہو جاتا ہے

شاکری

پھل بیضوی، سائز درمیانہ، لمبائی ۱۴ر۳۶ ملی میٹر، موٹائی ۲۴ر۲۳ ملی میٹر۔ رنگ سبزی مائل سرخ۔ پھلوں کی تعداد ایک گچھے میں چھ پری ہوتی ہے۔ ایک درخت میں ۳ سے لے کر ۱۰ تک گچھے لگتے ہیں۔ پیداوار ۱۰ سے لے کر ۱۰۰ پونڈ تک ہوتی ہے۔ جولائی کے پہلے ہفتہ سے لے کر تیسرے ہفتے تک پھل توڑ لیا جاتا ہے۔

رُنّی

پھل ذرا لمبا اور نوکیلا ہوتا ہے۔ سائز بڑا۔ لمبائی ۳ر۱۴ ملی میٹر اور موٹائی ۶۴ر۱۹ ملی میٹر ہوتی ہے۔ پھل کا رنگ گلابی اور گچھے میں تعداد چھ پری ہوتی ہے ایک درخت میں قریباً ۱۲ گچھے اور پیداوار ۱۳۰ پونڈ سے لے کر ۱۵۰ پونڈ تک ہوتی ہے۔ پھل توڑنے کا وقت جولائی کے تیسرے ہفتے سے لے کر اگست کے پہلے ہفتے تک رہتا ہے

آب ہون

پھل لمبا، سائز بڑا۔ لمبائی ۱۸ر۲۴ ملی میٹر۔ موٹائی ۴۸ر۲۰ ملی میٹر۔ رنگ ہلکا پیلا اور

Marfat.com

پھل کافی گھنا لگتا ہے۔ ایک درخت میں قریباً ۱۲ گچھے لگتے ہیں اور پیداوار ۱۰۲ پونڈ تک ہو جاتی ہے پندرہ جولائی تک پھل توڑنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

پنجابی

پھل بیضوی۔ سائز درمیانہ۔ لمبائی ۱۶ر۳۳ ملی میٹر۔ چوڑائی ۷۹ر۲۰ ملی میٹر، رنگ سبزی مائل پیلا، پھل گھنا لگتا ہے۔ ایک درخت میں قریباً ۸ گچھے اور پیداوار ۴۷ پونڈ ہوتی ہے پھل جولائی میں تیار ہو جاتا ہے۔

گیلوکی

پھل بیضوی، سائز چھوٹا، لمبائی ۱ر۲۶ ملی میٹر اور چوڑائی ۴۴ر۲۰ ملی میٹر۔ رنگ سرخی مائل زرد۔ گچھے میں پھل کافی تعداد میں لگتے ہیں۔ ایک درخت میں ۵ گچھے اور پیداوار قریباً ۱۱۰ پونڈ ہوتی ہے۔ پھل اگست کے پہلے ہفتے میں تیار ہو جاتا ہے۔

پیلی چھوٹی

پھل بیضوی۔ سائز چھوٹا۔ لمبائی ۶ر۳۲ ملی میٹر۔ موٹائی ۹۸ر۱۷ ملی میٹر۔ رنگ پیلا۔ ایک گچھے میں پھل بہت زیادہ تعداد میں لگتے ہیں۔

پیلی بڑی

پھل بیضوی۔ سائز چھوٹا۔ لمبائی ۳ر۳۵ ملی میٹر۔ موٹائی ۵۴ر۲۲ ملی میٹر۔ رنگ ہلکا پیلا، ایک گچھے میں پھل بہت زیادہ تعداد میں لگتے ہیں۔ ایک درخت میں پھل کے گچھے ۴ سے لے کر ۱۵ تک ہو جاتے ہیں۔ پیداوار ۳۰ سے لے کر ۱۷۵ پونڈ تک ہوتی ہے۔ پھل جون سے لے کر اگست تک تیار ہوتا ہے۔

لال چھوٹی

پھل لمبا۔ سائز درمیانہ۔ لمبائی ۰ر۳۳ ملی میٹر، موٹائی ۱۴ر۲۱ ملی میٹر۔ رنگ گہرا سرخ۔ پھل چھریرا لگتا ہے۔

لال بڑی

پھل مڑا ہوا۔ لمبا۔ نوکیلا۔ سائز بڑا۔ لمبائی ۸۴ر۳۹ ملی میٹر۔ موٹائی ۰۸ر۲۰ ملی میٹر۔

Marfat.com

رنگ سرخ ۔ پھل کافی تعداد میں لگتا ہے ۔ ۳ سے لے کر ۱۲ گچھے تک ایک درخت میں لگتے ہیں پیداوار ۱۵ پونڈ سے لے کر ۱۴۰ پونڈ تک ہوتی ہے ۔ پھل جون کے آخر سے لے کر اگست کے پہلے ہفتے تک تیار ہو جاتا ہے ۔

ڈکی

ڈیرہ اسماعیل خاں کی یہ ایک مایۂ ناز قسم ہے ۔ اس کا پھل ماہ اگست ستمبر میں پکتا ہے ۔ پھل کا سائز نسبتاً بڑا ہوتا ہے ۔ گٹھلی چھوٹی ہوتی ہے اور اس میں مٹھاس بھی دوسری اقسام کی نسبت زیادہ ہوتی ہے ۔ پھل پکنے پر سیاہی مائل ہو جاتا ہے ۔ ایک درخت سے کم از کم دو من پیداوار ہوتی ہے ۔ اس کے پودے کا تنا دوسری اقسام سے موٹا ہوتا ہے ۔ پتے چوڑے ، جن پر کانٹے نسبتاً موٹے اور چھوٹے ہوتے ہیں ۔ یہ قسم محفوظ کرنے کے لئے بہترین ہے ۔

استعمال

کھجور بہت کارآمد پودا ہے ۔ پودے کے تمام حصے اور پھل کو استعمال میں لایا جاتا ہے ۔ تنے سے شہتیر اور گاؤں میں پانی کی نالیاں بنائی جاتی ہیں ۔

ریشے دار چھلکا اور بڑے پتے کے سٹاک پھلوں کے گچھوں وغیرہ سے رسے اور پنجرے وغیرہ بنائے جاتے ہیں ۔

ڈوکا پھل ڈنگ اور خشک کرنے کے بعد استعمال میں لایا جاتا ہے ۔ پھل سے درج ذیل اشیاء تیار کی جاتی ہیں ۔

کھجور کی ٹوڈی

کھجور کی جنگلی قسم سے ٹوڈی اور کھانڈ تیار کی جاتی ہے ۔ تنے پر نئے پتوں کے نیچے ایک ۷" تا ۸" شگاف دیا جاتا ہے اور اس طرح رس مٹی کے برتنوں میں اکٹھا کر لیا جاتا ہے ۔ تازہ رس بہت لذیذ ہوتا ہے اگر اس کو رکھ کر خمیر دیا جائے تو ایک قسم کی شراب جسے " ٹوڈی " کہتے ہیں تیار ہو جاتی ہے ۔

کھجور کی کھانڈ

مندرجہ بالا طریقہ سے رس حاصل کرنے کے بعد رس کو اُبال کر گاڑھا کر لیا جاتا ہے ۔ اور اس طرح ایک قسم کا گڑ بن جاتا ہے ۔ جسے مزید صاف کر کے کھانڈ تیار کر لی جاتی ہے ۔

Marfat.com

کھجور کا سرکہ

پکے پھل کو تول کر اس میں برابر مقدار میں پانی ملالیں اور اُبال لیں۔ اس طرح دو تین مرتبہ اس کا رس نکال کر اکٹھا کرلیں۔ اس میں کھانڈ کی مقدار ۱۵ - ۲۰ فی صد سے کم نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر کم ہو تو گرم کر کے ٹھیک کرلیں۔ اس رس کو موٹے کپڑے میں چھان کر لکڑی کی نالوں، مٹی کے برتن یا شیشے کے بڑے مرتبانوں میں بھر دیں۔ ½ ۱ گیلن رس کے لئے ۱۴ اونس خمیر استعمال کیا جاتا ہے پہلے یہ مقدار رس کی ½ ۱ مقدار میں ڈالیں اور ۸۰° - ۹۰° فارن ہیٹ پر ۲۴ گھنٹے پڑا رہنے دیں۔ جب یہ رس تیار ہو جائے تو اسے بقایا رس میں ڈال دیں اور ۸ - ۹ دن ۸۰° - ۹۰° ڈگری فارن ہیٹ درجہ حرارت پر رکھ دیں۔ اور اس طرح دو - تین مہینے پڑا رہنے دیں۔ جب تیزابیت ۴ فی صد ہو جائے تو سرکہ کو نتھار لیں، اور ۱۵۰° فارن ہیٹ پر ۱۵ منٹ کے لئے گرم کرنے کے بعد بوتلوں میں بند کر کے سر بمہر کر دیں۔

نقصان دہ کیڑے اور بیماریاں

(۱) کیڑے

سرخ بھونڈی

یہ کھجور کا نہایت خطرناک کیڑا ہے۔ سائز بڑا۔ رنگ گہرا سُرخ اور چپٹا کیڑا ہے۔ اس کا لاروا (LARVEA) پیلا نرم ہوتا ہے۔ انڈے چمکدار اور ہلکے پیلے رنگ کے ہوتے ہیں۔

پودے کو گرب (GRUB) زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں کیونکہ یہ پودے کے نرم چھلکے کو کھا جاتے ہیں اور اس طرح پودے کے تنے میں سرنگ سی بنا لیتے ہیں۔ حملہ شدہ پودے کے پتے خشک ہو جاتے ہیں۔ تنا ٹیڑھا ہو کر جھک جاتا ہے اور ایک قسم کا رس سا نکلنے لگتا ہے اور بعض حالتوں میں تو پودا فوراً مر جاتا ہے جو زخم کھلا ہو اس پر تارکول لگا دینا چاہیئے۔ اگر کسی جگہ اس کیڑے کے حملے کا شک بھی ہو تو تنے کو اس جگہ سے ننگا کر لینا چاہیئے تاکہ گرب کو ہلاک کر کے زخم پر تارکول لگایا جا سکے۔ فینائل یا دیگر جراثیم کش ادویات کا سپرے بھی مناسب ہوگا۔

Marfat.com

سیاہ بھونڈی

سیاہ بھونڈی زیادہ تر جنگلی کھجور پر حملہ کرتی ہے۔ کیڑے کا رنگ گہرا براؤن یا بالکل سیاہ ہوتا ہے۔ یہ کیڑا موسمِ برسات میں زیادہ نقصان نہیں پہنچاتا۔ یہ کیڑا تنے کے اوپر نرم جگہ سے داخل ہو کر حملہ کرتا ہے۔ اس کے حملے کا اثر چوٹی سے جڑ کے رُخ دیکھنے میں آیا ہے۔ اس طرح پیدا شدہ سوراخ میں بارش کا پانی بھر جاتا ہے اور پودا گلنے لگتا ہے۔ اس کے پروانے روشنی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ لہٰذا رات کے وقت روشنی کے پھندے لگا کر پکڑنے کے بعد بآسانی ختم کئے جا سکتے ہیں۔

سکیل

یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے عموماً چھوٹے پتوں ان کے زاویوں اور پتوں کی رگوں پر دکھائی دیتے ہیں۔ کیڑے کا سائز بہت چھوٹا ہوتا ہے اور اس پر ایک قسم کی ہلکی سلیٹی رنگ کی جھلی موجود ہوتی ہے۔ نوعمر کیڑے تیزی سے حرکت کرتے ہیں اور بیماری پھیلاتے ہیں۔ زیادہ تر نقصان مادہ کرتی ہے چونکہ یہ جہاں بیٹھ جائے اپنی لمبی باریک چونچ کے ذریعے پودے کا رس چوستی ہے۔ حملہ شدہ پتوں کو کاٹ کر آگ میں جلا دینا چاہیئے۔ اور کھجور کے پودوں پر وزن کمپاؤنڈ یا دیگر جراثیم کش دوا سپرے کرنی چاہیئے۔

ٹیٹرڈ مائٹ

یہ کیڑا نرم پھل کے گودے پر ایسی کھجوروں میں پایا جاتا ہے جو کہ سٹور میں محفوظ کی گئی ہوں اس کا رنگ مٹیالہ ہوتا ہے۔ یہ پھل پر ایک قسم کا لعاب چھوڑ دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے پھل کھانے کے قابل نہیں رہتا۔ لہٰذا منڈی میں کم قیمت پاتا ہے۔ کیڑے کا زیادہ اثر برسات کے بعد موسمِ سرما میں ہوتا ہے۔

سیگار بورنگ کیڑا

نانبئی رنگ کا یہ کیڑا کھجوروں کے گوداموں میں پایا جاتا ہے۔ کیڑا پھل میں سوراخ کر کے حملہ کرتا ہے۔ تمام پھل میں گندہ لعاب سا بھر جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے پھل کھانے کے قابل نہیں رہتا۔

(ب) بیماریاں

پتوں کی پھپھوئی والی بیماری

یہ ایک پھپھوئی والی بیماری ہے۔ نئے پتوں کی نسبت پرانے پتوں پر اس کا اثر نمایاں ہوتا ہے۔

Marfat.com

پتوں کی سطح پر سخت دانے سے پھیل جاتے ہیں ۔ ان دانوں میں دھاگے نما کیڑے پتوں سے رس چوستے رہتے ہیں ۔ ان دانوں میں باریک برادہ سا بھرا ہوتا ہے کچھ دھاگے نما (جن پر وہ برادہ سا لگا ہوتا ہے ظاہر ہو جاتے ہیں ۔ یہ برادہ ہوا اور کیڑوں کے ذریعے دوسرے پتوں اور درختوں پر بکھر جانے کی بنا پر بیماری پھیل جاتی ہے

بیمار پتوں کو کاٹ کر جلا دینا چاہیئے ۔ پوٹاشیم پرمگنیٹ یا بورڈو مکسچر کا سپرے بیماری کو روکنے میں مدد دیتا ہے ۔

ماہانہ پروگرام

جنوری

۱ ۔ پودوں کو گوبر کی کھاد دیں ۔

۲ ۔ موسمِ بہار میں لگائے جانے والے پودوں کے لئے زمین تیار کریں ۔ داغ بیل کرنے کے بعد گڑھے کھودنا شروع کر دیں ۔

فروری ، مارچ

۱ ۔ کھجور سے زیرِ بچے علیحدہ کریں ۔

۲ ۔ علیحدہ کئے ہوئے زیرِ بچوں کو نرسری میں لگا دیں ۔

۳ ۔ گڑھوں کو مٹی بھل اور کھاد سے بھر کر زیرِ بچے لگا دیں ۔

۴ ۔ مادہ کھجور میں عملِ زیرگی شروع کر دیں ۔

اپریل

۱ ۔ عملِ زیرگی جاری رکھیں ۔

۲ ۔ خالی جگہ میں پھلی دار اجناس اور چارہ جات بو دیں ۔

مئی ۔ جون

۱ ۔ آبپاشی اور گوڈی کا خاص خیال رکھیں ۔

۲ ۔ نئے پودوں کو گرمی سے بچاتے کے لئے انتظامات کریں ۔

Marfat.com

جولائی ۔ اگست

۱ ۔ داغ بیل کے بعد گڑھے کھودنا شروع کریں ۔

۲ ۔ حلاوی ۔ خودرو ی اقسام کے پھل کی برداشت کریں ۔

۳ ۔ پھل توڑنے کے بعد زائد پتوں کی کاٹ چھانٹ کریں ۔

ستمبر ۔ اکتوبر

۱ ۔ کھجور کے پودوں سے زیر بچے علیحدہ کریں ۔

۲ ۔ زیر بچوں کو نرسری میں لگائیں ۔

۳ ۔ گڑھوں کو مٹی ۔ بھل اور گوبر کی کھاد ملا کر بھریں ۔

۴ ۔ برسیم ۔ چارہ کاشت کریں ۔

نومبر ۔ دسمبر

۱ ۔ پھوئی والی بیماری کے خلاف بورڈیو مکسچر کا سپرے کریں ۔

۲ ۔ نوعمر پودوں کو کورے سے بچانے کے انتظامات کریں ۔

Marfat.com

فالسہ

فالسہ منطقہ حارہ کا ایک پھلدار پودا ہے جس کا تعلق اس خاندان سے ہے جسے علم نباتات میں ٹلیسی (TILLIACEAE) کہتے ہیں۔ اس پودے کا وطن برصغیر ہندو پاکستان ہے۔ اس کی صحیح تاریخ کا پتہ کسی معتبر ماخذ سے نہیں چلتا۔ البتہ ہندوستان کے قدیم ویدی ادب میں اس کے طبی خواص کا ذکر ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے۔ جس کی قدامت کے علاوہ اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ اس کا وطن بھی برصغیر ہے۔

اس پھل کی دو معروف قسمیں ہیں۔ ایک قسم اونچے پودوں والی ہے جو وسطی اور جنوبی ہندوستان میں خود رو پائی جاتی ہے۔ اس کا پھل ذائقہ دار نہ ہونے کی وجہ سے چنداں مقبول نہیں۔ دوسری قسم کے پودے قد میں چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس کا پھل گول اور چھوٹا ہوتا ہے ذائقہ دار ہونے کے باعث مرغوب ہوتا ہے یہ قسم طبی خصوصیات کی حامل ہوتی ہے۔

موجودہ حیثیت اور مستقبل

مغربی پاکستان میں فالسے کے زیر کاشت رقبہ کے اعداد و شمار کا صحیح علم نہیں ہے لیکن

Marfat.com

یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اس کی کاشت کو مناسب اہمیت نہیں دی گئی اور موجودہ زیر کاشت رقبہ قلیل ہے۔ یہ پھل جلد خراب ہو جانے کی وجہ سے شہروں اور قصبوں کے مضافات میں ہی لگایا جاتا ہے۔ فالسہ کی کاشت کے لئے معمولی زمین اور بہت کم پانی کی ضرورت ہے اس لئے شہر کے قرب وجوار میں ناکارہ زمین میں جہاں دوسری فصلیں کاشت نہیں کی جاسکتیں ایک ایکڑ رقبہ میں فالسہ لگا کر آسانی سے دو ہزار روپیہ سے کچھ زائد آمدنی حاصل کی جاسکتی ہے۔ چونکہ فالسہ کا شربت اور سکوئش بڑا مفرح ہوتا ہے اس لئے پھلوں کی مصنوعات بنانے والے کارخانوں میں اس کی بڑی مانگ ہے۔

آب و ہوا

فالسے کی کاشت سطح سمندر سے لے کر ۳۰۰۰ فٹ تک کی بلندی تک کی جاسکتی ہے مغربی پاکستان میں اس کی کاشت زیادہ تر سابق صوبہ جات پنجاب اور سندھ میں کی جارہی ہے۔ فالسے کے پتے موسم سرما میں جھڑ جاتے ہیں۔ کہر اور پالا پڑنے سے اس کے پودے کو نقصان نہیں پہنچتا۔

زمین

فالسہ ہر قسم کی زمین میں پیدا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے میرا قسم کی زمین سب سے موزوں ہے۔ ہلکی اور بھاری زمینوں پہ بھی کاشت کیا جاسکتا ہے حتہ کہ کم تھور اور معمولی سیم زدہ زمین میں بھی کاشت کیا جاسکتا ہے۔

افزائش

فالسے کی افزائش بالعموم بیج سے کی جاتی ہے۔ افزائش بذریعہ قلم قدرے مشکل ہے اور ہمارے ہاں اس کا رواج بھی نہیں۔ فلپائن میں فالسے کی افزائش بذریعہ پیوند آزمائی گئی ہے لیکن اس طریق سے افزائش مشکل ہے۔ اس طریقے کو کامیاب بنانے کی جانب زیادہ توجہ اس لئے نہیں دی گئی چونکہ اس کی خاص اقسام نہیں اور اس کی افزائش بذریعہ بیج آسان ہے۔

فالسے کا بیج فصل کی برداشت کے بعد جون یا جولائی میں کاشت کیا جاتا ہے بیج حاصل کرنے کے لئے موٹا۔ یکساں اور پوری طرح پکے ہوئے پھل کا بیج انتخاب کرنا چاہیئے۔ ان پھلوں

Marfat.com

سے رس نکال لیا جاتا ہے۔ بیج دھوکر سائے میں خشک کر لئے جاتے ہیں۔ اگر پنیری کم تعداد میں درکار ہو تو بیج گملوں میں بو دئے جاتے ہیں۔ ورنہ زمین پر چھٹا دے کر بوئے جاتے ہیں۔ لیکن بہتر طریقہ یہ ہے کہ پٹڑیاں بنا کر بیج کو قطاروں میں اس طرح بویا جائے کہ قطاروں کا درمیانی فاصلہ ۳" ہو اور بیج زمین میں ½" گہرائی میں ڈالے جائیں۔ بونے کے پندرہ دن بعد بیج اُگنے لگتا ہے۔ جنوری یا فروری تک پودا اس قابل ہو جاتا ہے کہ اُسے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکے۔

پودے لگانا

اگر مربع شکل میں آٹھ فٹ کے فاصلے پر پودے لگائے جائیں تو ایک ایکڑ میں ۶۸۰ پودے لگائے جا سکتے ہیں۔ بہتر نتائج حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ زمین احتیاط کے ساتھ تیار کی جائے اور گڑھے باقاعدگی کے ساتھ بنائے جائیں زمین ہموار کر کے اس پر خوب ہل چلانا چاہئے۔ گڑھے دو فٹ گہرے اور دو فٹ چوڑے کھودنے چاہئیں۔ کچھ دنوں تک کھلا رکھنے کے بعد بالائی سطح کی مٹی، گوبر کی کھاد اور پھل یکساں مقدار میں ملا کر انہیں بھر دینا چاہئے۔ پانی کاشت سے ایک ہفتہ قبل دینا چاہئے تاکہ گڑھوں کی مٹی زمین کے برابر ہموار ہو جائے۔ جب زمین تر میں ہو تو گڑھے کے درمیان ایک مناسب سوراخ کر کے پودے کو احتیاط سے اس میں نصب کر دینا چاہئے۔ جڑوں کو ان کی فطری حالت میں رکھ کر چاروں طرف مٹی سے دبا دینا چاہئے۔ پودے لگانے کے فوراً بعد پانی دینا ضروری ہے۔

فالسہ ایک پت جھڑ پودا ہے۔ اس لئے اس کی کاشت کے لئے ماہ فروری کا آخری حصہ جب کہ شگوفے نکلنے شروع نہیں ہوتے بہترین ہوتا ہے۔ اس دوران میں پودے کو زمین سے نکال کر اور اس کی جڑوں سے مٹی الگ کر کے دوسری جگہ لگا دینا چاہئے۔ پودے کو زمین سے نکالنے سے قبل اس کے کچھ بالائی حصہ کو کاٹ دینا چاہئے۔

شاخ تراشی

فالسہ کی کاشت میں شاخ تراشی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ اس طرح پودے میں شاخیں زیادہ نکلتی ہیں۔ چونکہ پھل نئی شاخوں کے پتوں سے گچھوں کی شکل میں نکلتے ہیں۔ اس

Marfat.com

لئے پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان پودوں میں بھی جن کی شاخ تراشی نہیں کی جاتی بہت شاخیں نکلتی ہیں۔ لیکن شاخ تراشی کرنا مناسب ہے۔ کیونکہ شاخ تراشی نہ کرنے کی صورت میں پودے اونچے ہو جاتے ہیں اور اُن کا پھل بغیر سیڑھی کے توڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ ایسے پودوں کی ٹہنیاں چھوٹی اور پتلی رہ جاتی ہیں اور ان میں کم پھول آتے ہیں جس کی وجہ سے پیداوار گھٹ جاتی ہے۔ شاخ تراشی کے متعدد فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ پودا پھیل جاتا ہے۔ اور اس میں شاخیں زیادہ نکلتی ہیں اور وہ خوب بارآور ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ پودے زمین کے برابر چھانٹ دئے جاتے ہیں۔ اس حد تک چھٹائی کرنا بھی مناسب نہیں۔ اس سلسلے میں شعبہ اثمار لائل پور میں جو تجربات ہوئے ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ½ ۱ فٹ یا ۲ فٹ پر یا زمین کے برابر۔ پودوں کو چھٹائی کرنے کی بجائے ۳ سے ۴ فٹ کی اونچائی پر چھٹائی کرنے سے شاخیں زیادہ نکلتی ہیں اور پیداوار بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس کے برعکس جن پودوں کی چھٹائی نہیں کی جاتی ان کی پیداوار کم ہو جاتی ہے اور بتدریج کمزور ہو جاتے ہیں ۱۹۵۳ء میں پھل کی پیداوار، عمدگی اور پودے کی طاقت پر چھٹائی اور پودوں کے درمیانی فاصلہ کا اثر معلوم کرنے کی غرض سے تجربات کئے گئے۔ ان تجربات میں پودے چار مختلف فاصلوں یعنی ۱۰ × ۱۰، ۸ × ۸، ۶ × ۱۶ اور ۴ × ۴ کے فاصلے پر لگائے گئے اور ان کی چھٹائی زمین کے برابر سے ½ ۱ - ۲ فٹ کی اونچائی پر اور ½ ۳ - ۴ فٹ کی اونچائی پر کی گئی۔ جن پودوں کو ۱۰ × ۱۰ فٹ کے فاصلے پر لگایا گیا ہے اور جن کی چھٹائی زمین کے برابر کی گئی تھی۔ ان کی چھٹی ہوئی شاخوں کا وزن اور لمبائی سب سے زیادہ تھی اور جن پودوں کو ۴ × ۴ فٹ کے فاصلے پر لگایا گیا تھا اور جن کی چھٹائی ½ ۳ - ۴ فٹ کی اونچائی پر کی گئی تھی۔ ان میں شاخیں سب سے زیادہ تھیں۔ ان پودوں میں پھل کی پیداوار بھی سب سے زیادہ تھی جو ½ ۳ - ۴ فٹ کی اونچائی پر چھانٹے گئے اور جن کا درمیانی فاصلہ ۴ × ۴ فٹ اور ۶ × ۶ فٹ رکھا گیا۔

چھٹائی اور فاصلے کا کوئی اثر پھل کے خواص پر نہیں پایا گیا۔ نتیجۃً فالسے کے پودوں کو ۶ × ۶ فٹ اور ۸ × ۸ فٹ کے فاصلے پر لگانا اور ½ ۳ - ۴ فٹ کی اونچائی پر چھانٹنا سب سے بہتر

Marfat.com

ہے۔ اس کی وجہ سے پھلوں کو توڑنے اور باغ کی نلائی کرنے میں بھی سہولت ہوتی ہے۔

کاٹ چھانٹ

فالسے کے پتے موسم سرما میں جھڑ جاتے ہیں۔ پت جھڑ ہونے کے باعث یہ کہر کا مقابلہ کر لیتا ہے۔ لیکن اگر اس کی چھٹائی موسم سرما میں کی جائے تو اس کی کونپلیں فوراً پھوٹنے لگتی ہیں۔ اس صورت میں پالے سے نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ چھٹائی وسط جنوری تک ملتوی رکھی جائے۔ جلد چھٹائی کرنے سے نہ تو پھل جلد آتا ہے اور نہ ہی جلد پکتا ہے۔

کھاد

اگرچہ فالسے کی کاشت کم زرخیز زمینوں میں بھی ہو سکتی ہے۔ زمین پر لگانے اور کھاد دینے سے خاطر خواہ پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ کھاد دینے کے سلسلے میں مندرجہ ذیل پروگرام پر عمل کرنے سے اچھی نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ ایک پودے کو تقریباً دس سیر گوبر کی کھاد دی جائے۔ کھاد کو پودے کے تنے کے گرد ۲ تا ۴ فٹ کے قطر میں ڈالا جائے کھاد دینے کے بعد گوڈی ضرور کرنی چاہیئے تاکہ کھاد مٹی میں اچھی طرح مل جائے اور اس کے فوراً بعد پانی دے دیا جائے۔ کھاد کاٹ چھانٹ کے بعد دی جائے۔

آبپاشی

فالسے میں خشک سالی کا مقابلہ کرنے کی بڑی صلاحیت ہے۔ اس لئے صوبہ کے اکثر علاقوں میں بارانی حالات کے تحت لگایا جا سکتا ہے۔ زراعتی فارم راولپنڈی میں آبپاشی کے بغیر ہی فالسے کی اچھی خاصی پیداوار ہو رہی ہے۔

موسم گرما میں کبھی کبھی جو ہلکی سی بارش ہو جاتی ہے وہی اس کے لئے کافی ہے۔ پھل کی بڑھوتری کے زمانے میں پانی دینے سے اس کی جسامت بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے پھل آنے کے دوران کئی بار پانی دینا چاہیئے۔ موسم بہار کے شروع ہونے کے ۱۵-۲۰ دن بعد ایک مرتبہ پانی دینا ضروری ہے۔ پھر برسات تک پانی دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ برسات کے بعد موسم سرما تک ۴ یا چھ ہفتوں کے وقفوں سے پانی دیا جا سکتا ہے۔

آب پاشی کے بعد گوڈی ضرور کرنی چاہیئے تاکہ مٹی میں رطوبت قائم رہے۔ گوڈی

Marfat.com

سے گھاس پھوس اور دیگر خودرو پودے تلف ہو جاتے ہیں۔

فصلات کی کاشت

فالسہ بالعموم آم وغیرہ کے درختوں کے درمیان جن کا درمیانی فاصلہ زیادہ ہوتا ہے کاشت کیا جاتا ہے۔ لیکن جب اس کی فصل کی کاشت باقاعدگی سے باغ کی صورت میں کی جائے تو اس کے درمیان دوسری فصلوں کی کاشت بھی ہو سکتی ہے۔ اگر دوسری فصل کاشت کی جائے تو ان کی ضرورت کے مطابق کھاد اور پانی کی مقداریں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

پھل توڑنا

فالسے کا پودا لگانے سے دو سال بعد پھل دینا شروع کر دیتا ہے لیکن ایک اچھی منافع بخش فصل تین سال بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔ پھل پکنے پر اس کا رنگ گہرا سرخ اور مزہ کھٹا میٹھا ہو جاتا ہے چونکہ پھل ایک ساتھ نہیں پکتے اس لئے دو تین روز کے وقفوں کے بعد توڑا جاتا ہے۔ چونکہ پھل خراب ہو جاتا ہے اس لئے اسے توڑنے کے بعد ایک ہی دن میں قریب ترین منڈی میں فروخت کر دینا چاہیئے۔

پیداوار

ایک پودے سے تقریباً دس بارہ سیر پھل اتر آتا ہے۔ سابق پنجاب میں ۴ سالہ پودوں سے دس سیر تک پھل حاصل کیا جا چکا ہے۔ اگر پھل ۵۰ پیسے سیر بھی فروخت کیا جائے تو ایک ایکڑ کی پیداوار کی قیمت تقریباً ۴۰۰ روپیہ ہوتی ہے جو ملک میں پیدا ہونے والے کسی اور پھل کی قیمت سے کم نہیں۔

نقصان دہ کیڑے اور بیماریاں

فالسے کا پودا بہت سخت جان ہوتا ہے اور دوسرے پھلدار درختوں کے مقابلے میں اس پر کیڑے اور بیماریاں کم حملہ کرتی ہیں۔ اگر پودوں کی چھٹائی سال بہ سال زمین کے برابر کی جاتی رہے تو وہ بیماریوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ بہر حال چھال کھانے والا کیڑا ایسا ہے جس سے پودے کو نقصان پہنچتا ہے۔ مونڈی جس کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے کے حملے سے بڑھتی ہوئی شاخوں کے سروں پر چھالے پڑ جاتے ہیں۔

Marfat.com

قسمیں

فالسے کی زیر کاشت اقسام میں سے کوئی بھی کسی خاص نام سے موسوم نہیں ہے۔ تاہم کاشت کے لئے ایسی قسم منتخب کرنی چاہیے جن کا پھل خوش ذائقہ اور جسامت میں بڑا ہو۔

مصنوعات

فالسہ کا تازہ پھل بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے۔ اس کا رس یا سکوئش موسم گرما میں بڑا مفرح ہوتا ہے۔ تجارتی لحاظ سے فالسہ کا شربت بنانے کا طریقہ جو کہ شعبہ اثمار لائل پور کی تجربہ گاہ میں معلوم کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ پکے ہوئے تازہ پھل لے کر انہیں دھولیں اور پھر تول لیں۔

۲۔ ان پھلوں کو ایک موٹے کپڑے میں باندھ کر لکڑی کی مشین کے ذریعے رس نکال لیں۔ اگر مشین مہیا نہ ہو سکے تو دبانے کا کام ہاتھ سے کیا جا سکتا ہے۔ پھوک میں پھلوں کے نصف وزن کے مطابق پانی ملا دیں۔ اس آمیزے کو ۱۴۰ درجے فارن ہیٹ پر گرم کریں اور اس کے بعد اس کو دوبارہ چھان لیں اور ٹھنڈا کر کے پہلے اس میں ملا دیں اور اس میں نصف کے برابر کھانڈ ملا دیں۔ کھانڈ ملانے کے بعد اسے دوبارہ ۱۴۵ درجے فارن ہیٹ تک گرم کریں۔ پھر اسے باریک ململ کے کپڑے میں سے چھان لیں اب اس میں ۰۰۱ ٪ (SODIUM BENZOATE) سوڈیم بنیزویٹ محفوظ کرنے والی دوا ڈال کر اچھی صاف کی ہوئی بوتلوں میں بھر کر سر بمہر کر دیں۔

گھریلو پیمانے پر فالسہ کا سکوئش تیار کرنا

گھریلو پیمانے پر فالسے کا اسکوئش تیار کرنے کے لئے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

۱۔ تازہ پھلوں کو دس بارہ گھنٹے کمرے کے درجہ حرارت پر رکھا جائے۔

۲۔ پھل کو قلعی دار برتن میں لکڑی کے چمچے سے خوب کچلا جائے اور رئیس ململ کے کپڑے سے چھان کر الگ کر لیا جائے۔

۳۔ صاف اور خشک بوتلوں میں جو کہ نصف گھنٹہ تک پانی میں اُبالی گئی ہوں گردن

Marfat.com

تک کھانڈ بھر لیں۔

۴۔ ان بوتلوں میں پھر آہستہ آہستہ رس ڈالنا شروع کر دیں حتٰکہ تمام کھانڈ حل ہو جائے۔

۵۔ رس میں بحساب ½ اونس فی پونڈ کیوڑہ ملا دیا جائے۔

۶۔ جب بوتلیں گردن تک رس سے بھر جائیں تو ان کو ہلا کر کارک لگا دیا جائے اور اوپر سے موم لگا کر کسی ٹھنڈی اور خشک جگہ پر رکھ دی جائیں۔

Marfat.com

جامن

کاشت کے علاقے

جامن مرٹیسی (MYRTACEAE) خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ برصغیر ہند و پاک یا جزائر شرق الہند میں سب سے پہلے پایا گیا اور ماضی قریب میں دنیا کے دیگر کم یا زیادہ گرم ممالک مثلاً جنوبی فلوریڈا، جنوبی کیلیفورنیا، الجزائر، انڈونیشیا، فلپائن، تھائی لینڈ اور برما وغیرہ میں پہنچا۔ پاکستان میں اس کے درخت عام طور پر سڑک کے کناروں یا کھنیوں کے اردگرد پائے جاتے ہیں۔

رقبہ اور پیداوار

جامن کی کہیں باقاعدہ طور پر چونکہ کاشت نہیں کی جاتی اس لئے اس کے زیر کاشت رقبہ اور پیداوار کے متعلق صحیح اعداد و شمار مہیا نہیں ہو سکے۔

آب و ہوا

چونکہ یہ نیم گرم اور گرم مرطوب آب و ہوا کا پھل ہے۔ اس لئے یہ گرم مرطوب آب و ہوا

Marfat.com

میں زیادہ کامیاب ہے۔ پھولوں کے موسم میں بارش کا ہونا نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے عمل زیرگی پہ برا اثر پڑتا ہے۔ جامن کے چھوٹے پودوں کے لئے کہر بھی نقصان دہ ہے۔ لیکن بڑے، تندرست اور توانا درختوں پہ کہر کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مغربی پاکستان کے تمام میدانی علاقوں میں جامن کے درخت لگائے جا سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ سطح سمندر سے تین ہزار فٹ کی بلندی پر بھی اس کے پودے پائے جاتے ہیں۔

زمین

جامن کو مختلف زمینوں میں لگایا جا سکتا ہے۔ بڑھوتری اور پیداوار کے لئے میرا، گہری اور اچھے نکاس والی زمین زیادہ موزوں ہے۔ ریتلی، سخت تہہ والی اور سیم والی زمینیں اس کی کاشت کے لئے غیر موزوں ہیں۔

افزائش نسل

جامن کی افزائش بذریعہ بیج اور نباتاتی طریقے سے بھی کی جا سکتی ہے۔ تخمی پودے کا پھل صحیح النسل نہیں ہوتا۔ تخمی درختوں کو اچھا خیال نہیں کیا جاتا اور اعلیٰ اقسام کو برقرار رکھنے کے لئے چشمہ اور بغل گیر پیوند استعمال کرنے چاہئیں۔

تخمی پودے تیار کرنا

تازہ بیج کی بیجائی سے شرح کامیابی زیادہ ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں تازہ بیج ماہ جولائی اگست میں اکٹھا کیا جاتا ہے۔ بیج کو اکٹھا کرنے کے بعد نوا پنج سے ایک فٹ فاصلے کی پٹڑیوں پر ۴" سے ۶" کے فاصلہ پر لگا کر پانی دے دیا جاتا ہے۔ اور بعد میں باقاعدہ وقفہ کے ساتھ دو تین ہفتوں میں بیج اگ آتے ہیں۔ ماہ نومبر میں بڑھوتری ختم ہو جاتی ہے۔ تخمی سٹاک ۴" سے ۹" کا ہوتا ہے۔ انہیں کہر سے بچانے کے لئے خشک بھوسہ کا چھپر استعمال میں لائیں۔

نباتاتی طریقے سے افزائش نسل

بغلگیر پیوند

گٹھلی سے پیدا شدہ پودا صحیح النسل نہیں ہوتا اس لئے اس کو ماہ فروری مارچ یا جولائی اگست میں گملوں میں تبدیل کر لیا جاتا ہے۔ دس پندرہ روز کے بعد ان گملوں کو اعلیٰ اقسام کے

Marfat.com

پودے کے پاس پیوند کرنے کے لئے لیجایا جاتا ہے۔ پیوند کے لئے قریباً سٹاک کے برابر شاخ تلاش کی جاتی ہے۔ اور پھر دونوں ٹہنیوں یعنی سٹاک اور سائن پر سے ۲ انچ لمبا اور ½ انچ گہرا چھلکا اتارا جاتا ہے۔ اور دونوں ٹہنیوں کو زخم والی جگہ پر سے اکٹھا کر کے اچھی طرح سن سے باندھ دیا جاتا ہے۔ اور پھر مٹی میں گوبر ملا کر اوپر لگادی جاتی ہے۔ تاکہ اس پر موسم کا کوئی برا اثر نہ ہو۔ دو تین ماہ کے بعد جب یہ جوڑ اچھی طرح جُڑ جائے تو سائن کو جوڑ کے نیچے سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور پھر دس پندرہ روز کے بعد سٹاک کو جوڑ سے اوپر کاٹ دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ طریقہ بڑا محنت طلب اور مہنگا ہوتا ہے۔ اس میں کامیابی بھی کم ہوتی ہے۔

پودے لگانا

ذخیرہ میں جب جامن کے پودوں کو ایک سال گذر جائے تو ان کو ۳۵ سے ۴۰ فُٹ کے فاصلہ پر سڑک اور کھلیتوں کے کناروں پر یا متفرق قسم کے باغ میں اپنی مستقل جگہوں پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں۔ ہوا توڑ باڑ لگانے کی صورت میں ان کو پندرہ سے بیس فٹ کے فاصلہ پر لگائیں تاکہ پودا زیادہ سے زیادہ بلند اور پھیل کر موسم گرما اور سرما کی تیز ہواؤں کو روک سکے۔

آبپاشی

ان علاقوں میں جہاں ماہ جولائی اگست میں بارش ہوتی ہو اور ساتھ ہی بجائی کرنے اور پودے لگانے کا موسم بھی ہو وہاں ماہ نومبر تک آبپاشی نہیں کی جاتی۔ اگر موسم سرما میں ماہ دسمبر سے فروری تک بارشیں نہ ہوں تو اچھی نشوونما کے لئے آبپاشی کرنی چاہیئے۔ جہاں بجائی کرنے اور پودے لگانے کے وقت بارشیں نہ ہوں بیج اگ آنے کے بعد ان کو کھلا پانی باقاعدگی سے دیں۔ جب جامن کے پودے ایک یا دو سال کے ہو جائیں تو موسم سرما میں ۱۵ دن اور موسم گرما میں ۷ دن کے وقفہ کے بعد آبپاشی کرنی چاہیئے۔ جامن کے بڑے درختوں کو عام طور پر باقاعدگی سے آبپاشی نہیں کی جاتی لیکن پھل پکنے کے دوران آبپاشی کرنے سے پھل کا سائز بڑا اور ذائقہ اچھا ہوتا ہے۔

گوڈی اور کھاد

پودا لگانے کے بعد عام طور پر کھاد نہیں دی جاتی۔ لیکن اگر ہر سال ماہ جنوری فروری میں گوبر کی گلی سڑی ایک سے چار سال کی عمر تک بشرح ۱۰-۲۵ سیر اور ۴-۸ سال کی عمر

Marfat.com

تک ۳۰۰-۴۰۰ سیر اور اس کے بعد ۱½ سے ۲ من کھادنی درخت دی جائے تو پودے کی بڑھوتری کافی ہوگی۔ پھل کی خاصیت اور پیداوار میں بھی اضافہ ہوگا۔

گوڈی

باغ کی صورت میں جہاں سال میں تین چار مرتبہ قلبہ رانی کی جاتی ہے پودے خوب نشوونما پاتے ہیں اور پھل کی خاصیت بھی اچھی ہو جاتی ہے۔ سڑک کے ساتھ لگائے ہوئے جامن کے پودوں کی سال بھر میں تین چار مرتبہ گوڈی کر دینی چاہیئے تاکہ سخت مٹی نرم ہو جائے۔ پانی زیادہ جذب ہو سکے اور ساتھ ہی جڑی بوٹیاں جو جامن کے پودے کی خوراک لیتی ہیں تلف ہو جائیں۔ اس طرح سے زمین میں ہوا کا گزر آسان ہو جاتا ہے۔

باغ میں فصل کی کاشت

معقول آمدنی حاصل کرنے کے لئے باغ میں پودوں کے درمیان والی خالی زمین میں سبزیات پھلی دار اجناس، پپیتا اور رس بھری کاشت کی جا سکتی ہے۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ دوسری فصلوں کی نسبت پھلی دار اجناس اپنی جڑوں میں نائٹروجن کی بدولت زیادہ سود مند ہوتی ہیں اور باغ کی مستقل آمدنی کا ذریعہ بننے سے قبل مالک کو آمدنی دیتی ہیں۔ وہ اجناس خوردنی جو زمین سے پودے کی خوراک حاصل کر لیتے ہیں ہرگز کاشت نہیں کرنی چاہئیں۔

بناوٹ اور شاخ تراشی

چھوٹے اور بڑے پودوں کی شاخ تراشی بہت کم کی جاتی ہے۔ پودے کی ابتدائی زندگی میں کاٹ چھانٹ اس لئے کی جاتی ہے۔ کہ ان کی شکل اچھی ہو اور ان کا ڈھانچہ مضبوط بن جائے۔ زمین سے تین چار فٹ تک صرف ایک ہی شاخ رکھنی چاہیئے۔ ہوا لوڑ باڑ کے لئے پودے کی شاخ تراشی نہ کریں۔ لیکن اگر باغبان زیادہ اونچائی والے پودے نہیں چاہتا تو ہر سال فروری مارچ میں شاخوں کو اوپر سے کاٹنا چاہیئے جہاں تک درختوں کا تعلق ہے شاخ تراشی کی بجائے صرف بیمار، مردہ اور کیڑوں سے حملہ شدہ شاخیں ہی کاٹی جائیں۔

پھول اور پھل

پاکستان میں جامن کو عام طور پر ماہ مارچ اپریل میں پھول آتے ہیں اور پھل جولائی،

Marfat.com

اگست میں پک جاتا ہے۔

زیرگی اور بار آوری

جامن کا پھول مکمل ہوتا ہے اور اختلاط اکثر کیڑوں مکوڑوں سے ہی ہوتا ہے۔ پھل گچھوں میں لگتا ہے۔ ہر گچھے میں تقریباً دس پندرہ پھل لگتے ہیں۔ اس لئے پکا ہوا پھل ہاتھوں سے ہی اتارا جاتا ہے جو خاصا مشکل کام ہے۔

پھل کا اتارنا

پھل کو اتارنے کے لئے بانس کی لمبی سیڑھیاں درخت کے باہر کی طرف لگائی جاتی ہیں۔ پھل توڑنے والے کپڑے کے بنے ہوئے ایک یا دو تھیلے اپنے کندھوں کے ساتھ لٹکا کر گچھوں سے پکے ہوئے جامن توڑ کر ان میں ڈالتے ہیں۔ تھیلے بھر لینے کے بعد نیچے اتر کر یا خشک اور صاف جگہ پر ڈھیر لگانے کے لئے اوپر سے ہی لٹکا دیتے ہیں۔ اس کے بعد ٹوکروں میں ڈال کر قریبی منڈی میں بھیج دیتے ہیں۔

پیداوار اور آمدنی

پاکستان میں یہ اتنا اہم پھل نہیں سمجھا جاتا۔ کھیتوں کے ارد گرد اور ہوا توڑ باڑ کے پودوں

اقسام

اس کے تمام تر پودے زمین سے ہی پیدا کئے جاتے ہیں۔ جامن کا درخت کافی اختلاط پذیر ہے۔ لیکن پھل صحیح النسل نہیں ہوتا۔ مغربی پاکستان میں کوئی خاص قسم نہیں پائی جاتی تاہم ساخت اور رنگ کے مطابق جامن کی دو اقسام ہیں۔

سفید گودے والی

جامنی گودے والی

نقصان دہ کیڑے اور ان کا علاج

جامن کے پودے جہاں بھی ہوں نقصان دہ کیڑے اس کے پتوں، شاخوں اور پھلوں

Marfat.com

کو نقصان پہنچاتے ہیں جن میں مندرجہ ذیل اہم ہیں۔

پتے کھانے والی سنڈی

یہ تازہ پتوں پر گذران کرتی ہے۔ اگر کافی تعداد میں ہوں تو تمام درخت کے پتوں کو چٹ کر جاتی ہیں۔ درختوں کے سائز کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ٹیلوڈرین۔ ایلڈرین ۱ اور فاسڈرین بشرح ۴ تا ۸ اونس فی ایکڑ سپرے کرنے سے ان سنڈیوں کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ ۲۰۰ سے ۲۵۰ گیلن پانی میں دوائی ملا کر پھل پکنے سے ½۱ سے ۲ ماہ قبل سپرے کریں۔ تاکہ دوائی کا اثر پھل کھانے سے قبل ضائع ہو جائے۔

بورر

یہ کیڑا جامن کے پودے کا چھلکا کھا کر شاخ کے اندر لمبائی کے رخ سوراخ کر دیتا ہے جس پر مندرجہ ذیل طریقوں سے قابو پایا جاسکتا ہے۔

(۱) تنے کی سنڈی کے انڈوں سے صاف رکھنے کے لئے ½۱۶ انچ خانوں والی تار کی جالی یا لک سے ڈھانپ دیں۔ سنڈی کے انڈے دینے کے موسم پر پودوں میں نیلا تھوتھا، سولیگنم اور پیرس گرین کی ملاوٹ سے پانچ مرتبہ سپرے کریں۔

(۲) سنڈی کے اثر انداز سوراخ کو لوہے کے تار سے صاف کریں اور پھر مٹی کے تیل یا کلورو فارم کریوزوٹ کی ملاوٹ ۲ : ۱ سرنج کے ذریعے اندر داخل کریں۔

(۳) سوراخ میں ایک دو دانے پوٹاشیم سائنائیڈ ڈال کر گیلی مٹی سے بند کر دیا جائے تاکہ کیڑا اندر ہی مر جائے۔

پھل کا استعمال

اس کا پھل زود ہضم ہوتا ہے۔ معدہ اور جگر کو مقوی اور ذیابطیس کے لئے سودمند ہے۔ جامن کی نئی کونپلوں کو ابال کر اس سے غرغرہ کرنا خناق اور حلق کی سوزش کے لئے مفید ہے۔ اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے۔ جامنوں کو کچل کر گنجے سر پر لیپ کرنے سے گنجہ پن دور ہو جاتا ہے۔ جامن کا سرکہ ہاضم طعام اور تلی کو مفید ہے۔ جامنی اور نیلے رنگ کے علاوہ کچھ نمکیات بھی حاصل کئے جاتے ہیں جو بعض امراض کے لئے مفید ہیں۔

Marfat.com

آملہ

مغربی پاکستان کے بہت سے خودرو پھلوں میں آملہ جو یوفوربی ایسی (EUPHORBIACEAE) خاندان سے تعلق رکھتا ہے تجارتی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں حیاتین " ج " کافی مقدار میں ہوتا ہے۔ یک صد پونڈ وزنی گودے میں زیادہ سے زیادہ ۷۴۷ ملی گرام حیاتین " ج " پایا جاتا ہے۔ پودے کی جڑیں طبی لحاظ سے قبض کشا ہیں اور اس کا رس سرکہ میں خوشبو کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

نباتاتی جائزہ

اس کا پودا مشترک صنفی (MONOECIOUS) ہوتا ہے اور درخت کی بلندی ۳۰ سے ۱۰۰ فٹ تک ہوتی ہے۔ کم گرم علاقوں میں اس کے پتے موسم سرما میں گر جاتے ہیں لیکن منطقہ حارہ میں سدا بہار درخت ہے۔

کاشت کے علاقے

آملہ اگرچہ گرم مرطوب علاقوں کا درخت ہے۔ تاہم نیم گرم علاقوں میں بھی اسے عام طور پر

Marfat.com

کاشت کیا جاتا ہے۔ یہ جنوب مشرقی ایشیا اور خاص طور پر ہندوستان، پاکستان، لنکا، ملایا اور چین میں کاشت کیا جاتا ہے۔ یہ فلوریڈا (امریکہ)، جزائر غرب الہند، لاطینی امریکہ اور کیوبا میں بھی کاشت کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں اس کے درخت ۴۵۰۰ فٹ کی بلندی پر بھی پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں آملہ کافی ہوتا ہے۔ اور برآمد بھی کیا جاتا ہے۔ مغربی پاکستان میں اس کی کاشت محدود پیمانے پر ہوتی ہے تاہم اس کی کاشت کی کافی گنجائش ہے۔

آب و ہوا

آب و ہوا کے لحاظ سے یہ گرم علاقوں میں جہاں کہر نہیں پڑتی بہت کامیاب ہے۔ گرم مرطوب موسم میں اس کی کاشت بہت ہی کامیاب رہتی ہے۔

زمین

اچھے نکاس والی ریتلی زمین جس میں نباتاتی کھاد کافی مقدار میں موجود ہو اس کی کاشت کے لئے موزوں ہے۔

افزائش نسل

بغل گیر پیوند

گٹھلی سے پیدا شدہ پودا صحیح النسل نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کو فروری مارچ یا جولائی اگست میں گملوں میں تبدیل کر لیا جاتا ہے۔ دس پندرہ روز کے بعد ان گملوں کو اعلیٰ قسم کے پودے کے پاس پیوند کرنے کے لئے لے جایا جاتا ہے۔ پیوند کے لئے قریباً سٹاک کے برابر شاخ تلاش کی جاتی ہے۔ اور پھر دونوں ٹہنیوں یعنی سٹاک اور سائن پر سے دو انچ لمبا اور $\frac{1}{8}$ انچ گہرا چھلکا اتارا جاتا ہے اور دونوں ٹہنیوں کو زخم والی جگہ پر سے اکٹھا کر کے اچھی طرح سن سے باندھ دیا جاتا ہے اور پھر دس پندرہ روز کے بعد سٹاک کو جوڑ کے اوپر سے کاٹ دیا جاتا ہے۔

طریقۂ کاشت

پاکستان میں تاحال اس کی کاشت تجارتی پیمانہ پر نہیں کی گئی۔ اس لئے اس کی آبپاشی، کھاد، کاٹ چھانٹ وغیرہ کے متعلق زیادہ تجربات نہیں کئے گئے۔

Marfat.com

پھل اتارنا

پاکستان میں آملہ کو ماہِ اپریل مئی میں پھول آتے ہیں اور پھل موسم گرما میں پک کر تیار ہو جاتا ہے۔ پھول آنے اور پھل اتارنے کا موسم مختلف جگہوں پر مختلف ہے۔ مدراس میں اس کو دو مرتبہ پھول آتے ہیں۔ ماہ جولائی میں زیادہ اور ماہ فروری میں پھول کم آتے ہیں۔

پیداوار

پاکستان میں آملہ کی پیداوار کے متعلق اب تک اعداد و شمار مہیا نہیں ہو سکے۔ تاہم دو تین من پھل فی درخت حاصل ہو جاتا ہے۔

پھلوں کو محفوظ کرنا

کچا پھل کھانے میں زیادہ ترش اور ذائقہ میں کچھ تلخ ہوتا ہے۔ پھل کو اچار، مربہ جات اور جیلی کے طور پر محفوظ کر لیا جاتا ہے۔

آملہ کا مُربہ ڈالنے کا طریقہ ذیل میں درج ہے۔

سب سے پہلے آملہ کے ہر پھل میں کانٹے کے ذریعے اچھی طرح سے چھید کریں اور پھر دو سے تین روز تک چونے کے پانی میں رکھیں۔ اس طرح سے اس کی کڑواہٹ دور ہو جائے گی۔ اب اسے دھو ڈالیں۔ اور پھر اس کو ابلتے پانی میں ڈالیں۔ حتیٰ کہ پھل نرم ہو جائے۔

آملہ کے پھل کے وزن کے برابر کھانڈ لیں اور اس میں کھانڈ کا ½ حصہ پانی ڈال کر پکائیں۔ اور ایک گرام سٹرک ایسڈ ایک پونڈ کھانڈ کے حساب سے قوام میں ڈالیں۔ جب قوام کا درجۂ حرارت ۲۲۴ ف، ۲۲۵ ف، درجہ فارن ہیٹ تک پہنچ جائے یا تین تار بن جائے تو اتار لیں۔

مربہ ٹھنڈا ہونے پر صاف اور خشک مرتبان میں ڈالیں۔

Marfat.com

Marfat.com

زیتون

اہمیّت

زیتون کا درخت نباتاتی ، اقتصادی اور مذہبی اعتبار سے نہایت اہم ہے نباتاتی لحاظ سے اس کی کاشت کوہستانی ، بارانی اور آبپاش علاقوں میں بڑی کامیابی سے کی جاسکتی ہے اقتصادی اعتبار سے یہ ایک کثیر زرعی آمدنی کا آسان ذریعہ ہے اور اس کے پھل سے نہایت کارآمد تیل اخذ کیا جاتا ہے ۔ جو تجارتی اہمیّت کا حامل ہے اس کی لکڑی سے متعدد کارآمد چیزیں بنائی جاتی ہیں ۔ مذہبی نقطہ نگاہ سے زیتون وہ مبارک درخت ہے جس کو اللہ جلّ شانہٗ نے قسم کھانے کے لئے منتخب فرمایا اس کے تیل کو نہایت پاکیزہ تصوّر کیا جاتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی روشنی کی پاکیزہ مثال میں اس کی تمثیل بیان فرمائی یقیناً اسی تبرّک کے باعث زیتون کا درخت اقوام عالم میں مقبول عام ہے ۔ زیتون کا تیل طبّی نقطۂ نگاہ سے ایسے اوصاف حمیدہ کا حامل ہے جس کے باعث اس کو متعدد امراض کے لئے اکسیر قرار دیا جاتا ہے ۔ زیتون کا تیل بہت سی دواؤں کا جزو لاینفک ہے اس تیل میں ایسے کیمیاوی عنصر پائے جاتے ہیں جو صرف معدہ کی جھلی کو طاقت ور اور مضبوط بناتے ہیں بلکہ تیزابی مادہ کی پیدائش کا سدِّ باب کرتے ہیں اور تیزابی

Marfat.com

مادہ کے مضر اثرات کو زائل کرنے میں تریاق کا اثر رکھتے ہیں ۔ رسولی کے مرض میں زیتون کا تیل زخم کے مندمل کرنے میں نہایت مفید اور کارگر ہے زیتون کے تیل میں روغنی اجزاء نہایت افراط سے پائے جاتے ہیں اور اس کو گھی اور چربی کے نعم البدل کے طور پر بآسانی استعمال کیا جاسکتا ہے ۔ زیتون کا تیل پرزوں کی چکناہٹ اور روغن سازی کی صنعت میں بھی استعمال کیا جاتا ہے زیتون کا تیل جگر کے امراض کا نہایت ارزاں اور مؤثر علاج ہے

گویا زیتون ایک کثیر المقاصد درخت ہے جس کی اہمیت اور افادیت روز افزوں ترقی پذیر ہے زیتون کے پھل سے نہایت لذیذ اچار بنایا جاتا ہے ۔

آب و ہوا

ثمر زیتون درحقیقت ایشیائے کوچک کا باشندہ ہے جہاں سے نقل مکانی کے باعث یہ بحیرہ روم کے خطے اور یورپی ممالک میں کاشت کیا گیا۔ ہسپانوی مبلغ اس کو لاطینی امریکہ میں فروغ دینے کے لئے لے گئے۔ آجکل اس کی کاشت اٹلی، یونان، اسپین، شام، لبنان، اردن اور بحیرہ روم کے خطے میں بکثرت کی جاتی ہے ۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اس کی کاشت کیلے فورنیا ہی میں محدود ہے ۔

برّصغیر پاک و ہند میں زیتون کی پیوندی اقسام ۱۸۴۶ء میں درآمد کی گئیں جب کہ مسٹر پینڈرسن نے ایک سو پیوندی زیتون کے بدیشی پودے یورپ سے منگوا کر راولپنڈی میں لگائے لیکن عدم توجہ کے باعث یہ پودے کامیاب ہوئے۔

۱۹۰۷-۱۰ء میں زیتون کی کاشت کو فروغ دینے کا کام دوبارہ شروع کیا گیا۔ اس دفعہ مسٹر فرینک مچل ایک اطالوی ماہر نباتات کو اس کام پر معمور کیا گیا۔ زیتون کے ذخیرے سرن، گڑھی اور چھتر میں لگائے گئے۔ کمشنر راولپنڈی ڈویژن کے احکام کی تعمیل میں میری مورت ضلع کیمبل پور میں زیتون کی کاشت کی گئی۔ اور سیکسر ضلع شاہ پور اور رکھ گندھالہ ضلع جہلم میں بھی زیتون کی کاشت ۱۹۱۱ء میں کی گئی۔ ان میں مانجہ ساری، ولائتی دنیا اور ولائتی پیوندی اقسام بہت اہم تھیں۔ ۱۹۱۰-۱۴ء میں خیری مورت ضلع کیمبل پور کے ذخیرہ میں ۱۴۰۰ جنگلی زیتون (کاہو) کے پودوں کو پیوند کیا گیا۔ ۱۹۱۲ء میں مسٹر میچل نے زیتون کے ایک سو پیوندی پودے مسٹر رابرٹسن کو مہیا کئے جو تاردواقع شمالی مغربی سرحدی صوبہ میں کاشت کئے گئے۔ جن پودوں نے تجارتی نکتہ نگاہ سے بہترین نتائج دیئے ۔ خیری مورت ضلع کیمبل پور کے ۱۴۰۰ زیتون کے پودوں سے ۱۹۱۶ء میں صرف ۲ من ۱۵ سیر پھل حاصل ہو سکا اور ان کی پیداوار ۲۲-۱۹۲۱ء میں برائے نام ہوئی اس لئے اس ذخیرہ کی مزید افزائش کا کام ترک کرنا پڑا۔

Marfat.com

محکمہ زراعت پنجاب نے ۱۹۲۷ء میں اس ذخیرہ میں کام شروع کیا مگر ۱۹۳۵ء میں یہ ذخیرہ محکمہ جنگلات کے زیر اہتمام دے دیا گیا۔ ماہر اثمار پنجاب کی زیر نگرانی جنگلی زیتون کے درختوں کو پیوند کرنیکا کام کچھ عرصہ تک سرانجام پایا مگر حوصلہ افزا نتائج برآمد ہونیکے باعث کوہستانی علاقوں کو زیتون کی کاشت کیلئے ناقابل قرار دینا پڑا۔

نہری آبپاش علاقوں میں زیتون کی کاشت کو فروغ دینے کا کام از سر نو شروع کرنا پڑا۔ زیتون کے پودے شام، مصر اور ترکی سے ۵۱-۱۹۵۰ء میں درآمد کئے گئے اور لائلپور میں کاشت کئے گئے مگر یہ پودے بار آور نہ ہو سکے

جنگلی زیتون کو پیوند کرنے کا کام ۵۹-۱۹۵۸ء میں ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت لاہور ریجن کی زیر نگرانی شروع کیا گیا مری کے زیریں کوہستانی علاقوں میں جنگلی زیتون کے پودوں کو پیوند کیا گیا اور ان کی شاخ تراشی کی گئی۔ نیز ان کو مصنوعی کھاد دینے کا بندوبست بھی کیا گیا۔ پودوں کے دور بنا کر ان کی جڑوں کے قریب بارش کے پانی کو اکٹھا کرنے اور زمین میں جذب کرنے کا بندوبست بھی کیا گیا لیکن ان تمام اقدامات کے باوجود موسم بہار میں درختوں پر پھول لگے اور پھل نہ بن سکا۔ اس حقیقت سے یہ انکشاف ہوا کہ پھولوں میں زیرگی کا عمل ناقص ہے اور اگر زیرگی کے عمل کو فروغ دیا جائے تو زیتون کی کاشت تجارتی نقطۂ نگاہ سے بہت سودمند ہو سکتی ہے۔ زیرگی کے عمل پر مشاہدات کئے گئے اور ساتھ ساتھ جنگلی زیتون کو پیوند کرنے کا کام بڑے پیمانہ پر جاری رکھا گیا۔ اس سکیم کو اعلیٰ ارباب اختیار و اقتدار کی دلی حمایت حاصل ہوئی اور روم کے پاکستانی سفارتخانہ کے زرعی مشیر کی وساطت سے زیتون کی اعلیٰ نسل کے پیوندی پودے درآمد کئے گئے۔ اٹلی سے زیتون کے پودے دو اقساط میں درآمد کئے گئے۔ پہلی کھیپ میں ۱۰۰۰ پودے تین اعلیٰ اقسام کے منگوائے گئے جنہیں وادیٔ سوات میں کاشت کیا گیا۔ اس کے علاوہ پشاور اور راولپنڈی کے علاقوں میں بھی کاشت کی گئی دوسری کھیپ فروری ۱۹۶۰ء میں درآمد کی گئی جو ۵۰۰۰ پودوں پر مشتمل تھی۔ اور اس میں سات اعلیٰ اقسام کے پودے تھے۔ ان میں سے ۳۳۰ پودے ترناب فارم پشاور پر کاشت کئے گئے۔ اور باقی مری کی پہاڑیوں میں لگائے گئے ان سات اقسام میں دو اقسام کو عمل زیرگی کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔

چونکہ پودوں کی یہ کھیپ آخیر فروری ۱۹۶۰ء میں موصول ہوئی تھی اس لئے ان کی کاشت راولپنڈی زرعی تجرباتی فارم اور کالا باغ اسٹیٹ میں ہو سکی۔ ان پر تجربات اور مشاہدات نے مندرجہ ذیل نقائص کی نشاندہی کی جو پہلے تجربات میں رونما ہوئے تھے۔

۱۔ زیتون کے سابقہ ذخیرے ترقی دادہ طریقہائے کاشت کے مطابق نہ لگائے گئے تھے۔

Marfat.com

۲۔ تمام ذخیرے بے قاعدگی کا شکار تھے۔

۳۔ زیرگی کے عمل کے لئے کوئی قسم منتخب نہ کی گئی تھی۔ اور یہ بہت بڑی غلطی تھی۔

۴۔ ان تجربات میں علاقائی موزونیت کا خاص لحاظ رکھنا اہم ضروری ہے۔ چونکہ زیتون کا درخت جب تک بیس یا چالیس روز ۷۰ درجہ فارن ہیٹ پر نہ رہے بارآور نہیں ہوتا۔ اس درجہ حرارت پر درخت کو سکون ملتا ہے۔ اور اسی درجہ حرارت پر زیتون کا پھل بنتا ہے۔

۵۔ زیتون کے پودوں کے لئے کھاد دینا اہم ضروری عمل ہے ان تجربات میں ان غلطیوں کا ازالہ کیا گیا۔

باوجود عدم توجہی کے زیتون کا ذخیرہ جو پیل میں کاشت کیا گیا تھا سات سال کے بعد بارآور ہوا، اور ۱۹۶۴ء میں پھل لانے لگا۔ جس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ بارانی کوہستانی علاقوں میں زیتون کی کاشت سے وہاں کے باشندوں کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوسکتا ہے۔ ایک محتاط تخمینہ کے مطابق ایک ایکڑ زیتون کی کاشت سے اڑھائی تین ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہوسکتی ہے۔ علاوہ ازیں شمالی مغربی علاقہ کی زمین کٹاؤ بہاؤ کا شکار ہوتی جارہی ہے۔ جس کا واحد علاج زیتون کی کاشت ہے۔ مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر ان علاقوں میں زیتون کی کاشت کو فروغ دینے کا کام بڑے پیمانہ پر شروع کردیا گیا ہے ... ۵ اعلیٰ النسل کے پودے اٹلی سے درآمد کئے جارہے ہیں جو نسلی افزائش کے باغیچوں میں کاشت کئے جائیں گے۔ اور زمینداران علاقہ میں تقسیم کئے جائیں گے ان علاقوں میں مختلف جگہوں پر ذخیرے قائم کرنے کی تجویز کو عملی جامہ پہنایا جارہا ہے اور آئندہ تین چار سال کے عرصہ میں قریباً ایک لاکھ پودے سالانہ زمینداروں کو مہیا کردیئے جائیں گے۔

عملِ کاشت

زیتون کی کاشت کے لئے موزوں زمین کا انتخاب اور علاقائی موزونیت کا لحاظ اہم ضروری ہے۔ آب و ہوا کا خاص خیال رکھنا چاہیئے چونکہ زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم درجۂ حرارت اور انتہائی گرمی و سردی کے اوقات کا زیتون کی افزائش پر براہِ راست اثر پڑتا ہے۔ زیتون ان علاقوں میں بارآور ہوتے ہیں۔ جہاں کم سے کم درجہ حرارت ۷۰ درجے فارن ہیٹ صرف ۲۰ تا ۴۰ یوم رہیں۔ بارش کے اوقات اور سالانہ اوسط بارش کو بھی مدِنظر رکھنا چاہیئے اور سرد گرم ہواؤں کی تندی اور تیزی اور عام رُخ کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

Marfat.com

زمین کی کیمیادی ساخت، سطحی زمین اور زمین کی گہرائی اور نچلی سطح کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ زمین کی قوتِ جاذبیّت، نکاس اور زرخیزی کو مدِّنظر رکھنا چاہیئے۔ کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ زیتون کا باغیچہ بڑی سڑک کے نزدیک ہو۔ زمین کے انتخاب میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور ضرر رساں کیڑوں اور بیماریوں کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔

زمین کی تیاری

زمین کی تیاری کے وقت پہاڑی علاقوں میں ڈھلوان کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ پانی کے نکاس کا خاص خیال ضروری ہے اگر پانی جڑوں کے نزدیک جمع ہو کر گل سڑ جائے تو زیتون کے پودوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال لاحق ہوتا ہے۔ اس کے برعکس پانی اتنی تیزی سے نہ بہے کہ زمین کی سطح کٹ کر بہہ جائے۔ زمین کو کئی بار ہل چلا کر نرم کر لینا چاہیئے۔ ہموار زمین پر زیتون کی کاشت کرنے سے قبل زمین میں گوبر کی گلی سڑی کھاد کی کافی مقدار ڈال کر ہل کے ذریعے خوب ملا دینی چاہیئے اور سہاگہ دے کر ہموار کر لینا چاہیئے تاکہ آبپاشی اور نشاندہی میں دقت واقع نہ ہو۔

کھاد دینا

زیتون کے پودوں کو کھیت میں منتقل کرتے وقت گڑھوں میں کھاد ڈالنی چاہیئے۔ تاکہ پودے جلد جڑ پکڑ لیں اور ان کی افزائش کے لئے کافی خوراک مہیّا ہو سکے۔ ہر ایک گڑھے میں ایک حصہ مٹی، ایک حصہ بھل اور مندرجہ ذیل ارزاں دیسی اور مصنوعی کھاد ڈالنی چاہیئے۔

دیسی کھاد	چھ تا دس سیر
سُپر فاسفیٹ	آدھ تا ڈیڑھ سیر
ایمونیم سلفیٹ	آدھ تا تین سیر

سُپر فاسفیٹ اور ایمونیم سلفیٹ پودا نصب کرتے وقت مٹی میں ملا کر گڑھے میں ڈال دینی چاہیئے اس کے اوپر باریک مٹی کی تہہ ڈالنی ضروری ہے۔ گوبر کی کھاد گڑھے میں ڈال کر پانی دینا چاہیئے تاکہ گل سڑ کر یکجان ہو جائے۔ اس کے بعد پودے لگانے چاہئیں۔

پودوں کا فاصلہ

پودوں کا درمیانی فاصلہ ۲۵ تا ۳۰ فٹ رکھنا چاہیئے اس طرح ایک ایکڑ رقبہ میں مربع طریقہ پر لگانے سے ۴۸، ۴۹ پودے لگائے جا سکتے ہیں

Marfat.com

اقسام کا انتخاب

زیتون کے باغیچہ میں مختلف اقسام کی کاشت کرنی چاہیئے۔ چونکہ مختلف اقسام کے لئے آب و ہوا دوران سال موزوں رہتی ہے اور بار آوری میں مدد ملتی ہے لہٰذا کئی اقسام اکٹھی کاشت کرنی چاہئیں، تاکہ زیر کی کا عمل یقینی ہو اور پیداوار میں اضافہ ہو جائے۔

طریقِ کاشت

پودے لگانے کے لئے رد یا تین فٹ چوڑے اور گہرے گڑھے کھودنے چاہئیں اور اوپر کی ایک فٹ مٹی کو علیحدہ رکھنا چاہیئے۔ باقی مٹی میں سے ایک تہائی مٹی میں دس سیر گوبر کی گلی سڑی کھاد اور مٹ ملا کر گڑھے کو بھرنا چاہیئے اور آبپاشی کرنی چاہیئے۔ جب مٹی اور کھاد یک جان ہو جائیں اور دتر ٹھیک ہو جائے تو مصنوعی کھاد سپر فاسفیٹ آدھ تا ڈیڑھ سیر ملا کر مٹی میں ملانی چاہیئے اور اس کے اوپر ۵ تا ۸ چھٹانک المونیم سلفیٹ ڈالنی چاہیئے۔ اور اوپر مٹی کی تہہ جمانی چاہیئے۔ گڑھے کو اتنی گہرائی تک بھرنا چاہیئے کہ پودے لگاتے وقت پیوند والی جگہ گڑھے سے باہر رہے پودے کو گڑھے کے عین وسط میں سیدھا لگانا چاہیئے۔ تاکہ قطاریں سیدھی نظر آئیں۔ پھر گڑھے کو مٹی سے بھرنا چاہیئے۔ اور مٹی کو دبا کر خوب مضبوط کر دینا چاہیئے تاکہ پودا سیدھا رہے اور مٹی کے نیچے بیٹھنے سے گر نہ پڑے۔ پودے کے تنے کے گرد تھوڑی مٹی چڑھا کر پودے کو دور کو گہرا کرنا چاہیئے پودا لگانے کے بعد پانی دینا چاہیئے تاکہ جڑ پکڑنے میں آسانی ہو۔ اوائل عمر میں نرم و نازک پودے کو آندھی، طوفان، بارش، ژالہ باری سے بچانے کے لئے اور تنے کو سیدھا رکھنے کے لئے ایک لکڑی کا سہارا دینا چاہیئے۔ اوائل عمر میں پودے کی نگہداشت پر خاص توجہ دینی چاہیئے۔ پانی، گوڈی، نلائی، جڑی بوٹیوں کی تلفی۔ کھاد اور شاخ تراشی باقاعدہ کرنی چاہیئے۔ پرورش اور احتیاط سے زیتون کے پودے ۱۰ سال کے بعد پھل لاتے ہیں۔ اور ۲۵ تا ۳۰ سیر پھل نی پودا حاصل ہوتا ہے

عملِ زیرگی

زیتون کے پھول نر اور مادہ علیحدہ علیحدہ اور اکٹھے بھی ہوتے ہیں لیکن بعض پھولوں کے زردانہ دیر سے تیار ہوتا ہے اس لئے زیرگی کے عمل کیلئے وہ دوسرے پھولوں کے زردانہ کے محتاج ہوتے ہیں زیتون کے باغیچہ میں مناسب جگہوں پر زیتون کی ایسی اقسام کاشت کرنی چاہئیں جن کے زردانہ وافر مقدار میں مہیا ہو سکے یہ زردانہ ہوا کے ذریعے مادہ پھولوں پر بکھرتا ہے اور عملِ زیرگی یقینی ہوتا ہے جس کے باعث پھول سے پھل بن جاتا ہے۔

Marfat.com

پھل اتارنا

۔زیتون کا پھل ماہ اگست ستمبر میں پک جاتا ہے جس وقت پھل کا رنگ جامنی ہو جائے اس پھل کو ایک ایک کر کے چننا چاہئے۔ چُنے ہوئے پھل کو پختہ فرش پر بکھیرنا چاہئے۔ اور سائے میں خشک کرنا چاہئے۔ دھوپ میں خشک کرنے سے تیل خشک ہو جاتا ہے اور کم نکلتا ہے۔ سائے میں خشک شدہ پھل سے تیل اخذ کیا جا سکتا ہے۔ زیتون کے پھل میں ۸ تا ۱۰ فیصد تیل ہوتا ہے جو صاف کر کے فروخت کرنے سے خاصا مہنگا بکتا ہے اور کافی آمدنی کا باعث ہوتا ہے۔

Marfat.com

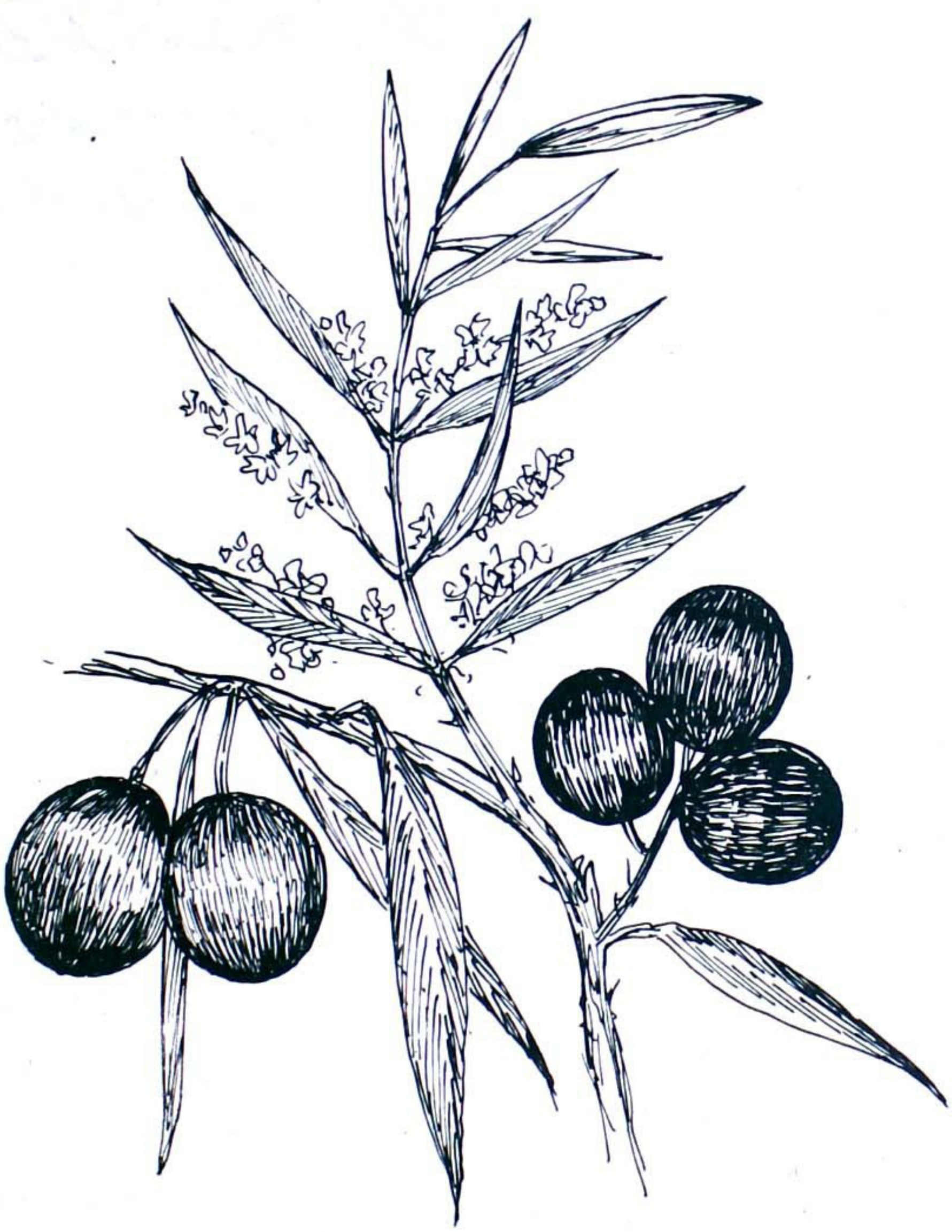

زیتون کا پھل اور پھول

Marfat.com

کٹھل

کٹھل کی ابتدائی کاشت برصغیر ہندو پاکستان میں شروع ہوئی اس کا استعمال تقریباً دو ہزار سال سے اس خطہ میں ہو رہا ہے۔ سترھویں صدی میں اس کی کاشت برازیل میں پرتگیزوں نے شروع کی۔ جمائیکا میں ۱۷۸۲ء میں اس کو کاشت کیا گیا۔ اب کٹھل کی کاشت برازیل، برما، ملایا، ہندوستان اور بنگلہ دیش میں ہوتی ہے۔

آب و ہوا

مرطوب علاقے جو سردی اور کہر سے محفوظ ہوں اس فصل کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ پانچ ہزار فٹ سے زیادہ بلندی پر اس کی کاشت مناسب نہیں ہے۔ ساحلی علاقوں کی مرطوب ہوائیں اس کی نشوونما کے لئے نہایت سازگار ہیں لیکن خشک آب و ہوا میں بھی اس کی کاشت ہو سکتی ہے جہاں آب پاشی کا مناسب انتظام ہو۔

زمین

ہر طرح کی زمین میں کٹھل کی کاشت ہو سکتی ہے۔ لیکن ریتلی زمین جس میں پانی کا نکاس

Marfat.com

تسلی بخش ہوتا ہے اس کے لئے زیادہ موزوں ہے ۔ اہم ضروری بات یہ ہے کہ زمین میں پانی کی جاذبیت کی طاقت اچھی ہو اور نمی کو کافی دیر تک قائم رکھ سکے کیونکہ ان درختوں کی جڑوں پر ریشے نہیں ہوتے جن کے ذریعہ خوراک اور پانی حاصل کیا جاتا ہے اس لئے نہایت ضروری ہے کہ جلد خشک ہو جانے والی زمین میں اس کی کاشت نہ کی جائے ۔

افزائشِ نسل

کٹھل کے پودے عام طور پر بیج سے اُگائے جاتے ہیں اس کی جڑوں کی قلمیں (CUTTINGS) جو ایک انچ موٹی ہوتی ہے اگر زمین میں لگائی جائیں تو تقریباً ۹۰ فی صد کامیابی ہوتی ہے ۔

جیک فروٹ کے پودے چشمے لگا کر بعد میں حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔ جاوا میں ماڈی فائڈ فارکرٹ (MODIFIED FERKERT) چشمہ لگانے کا طریقہ رائج ہے ۔

پاکستان میں جیک فروٹ کے پودے بیج سے لئے جاتے ہیں ۔ ایک پھل سے تقریباً ۸۰ تا ۱۲۰ بیج حاصل ہوتے ہیں ۔ تازہ ترین بیجوں کو لگانے کے بعد تین یا چھ ہفتہ میں بیج اگ آتے ہیں ۔ بیجوں کو ۲۴ گھنٹے پانی میں رکھنے سے وہ جلد اُگ آتے ہیں ۔ بڑے بیج زیادہ تعداد میں اُگتے ہیں اور پودوں کی افزائش بھی اچھی ہوتی ہے ۔ جیک فروٹ کے بڑے پودے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے وقت ضائع ہو جاتے ہیں اس لئے ہمیشہ چھوٹے پودوں کو استعمال میں لانا چاہیئے ۔ یہ پودے اتنے بڑے ہوں کہ ان پر تین یا چار پتیاں نکل آئیں ۔ پودوں کو اس طرح ضائع ہونے سے بچانے کے لئے سرکاری فروٹ فارم میں بیجوں کو کونڈوں میں لگایا جاتا ہے اس طرح سے فٹ یا ڈیڑھ فٹ والے پودے بھی بآسانی دور دراز جگہوں پر بھیجے جا سکتے ہیں ۔

پودوں کا لگانا

مناسب حالات میں پودے اچھی طرح اگتے ہیں اور ۲۵ تا ۳۰ فٹ پھیلتے ہیں اس لئے ۳۰ تا ۴۰ فٹ کے فاصلے پر لگانے چاہئیں ۔ پودے فروری، مارچ اور اگست ستمبر میں لگائے جاتے ہیں ان کے لگانے کے لئے ۲½ × ۲½ × ۲½ فٹ کے گڑھے کھودے جاتے ہیں اور من یا ڈیڑھ من گوبر کی کھاد مٹی میں ملا کر بھر دیئے جاتے ہیں ۔

Marfat.com

آبپاشی

پودے پانی سے تر زمینوں میں اچھے پھولتے اور پھلتے ہیں اس لئے ان پودوں کو بار بار پانی دینا چاہیئے لیکن پانی اتنا نہ دیا جائے کہ سیم کی سی حالت پیدا ہو جائے۔ نالیوں کے کنارے لگائے ہوئے پودے بڑی کیاریوں میں لگائے ہوئے پودوں سے زیادہ تیزی سے بڑھتے ہیں۔

کھاد

جیک فروٹ کی کھاد کی ضروریات بہت معمولی ہیں۔ بغیر کھاد کے بہت سے پودے اچھے پھولتے اور پھلتے ہیں مگر کھاد دینے سے پھل پر اچھا اثر ہوتا ہے اس لئے نومبر اور دسمبر کے مہینہ میں ایک تا دو من کھاد گوبر فی پودا دینا مناسب ہے

درمیانی فصلیں

درختوں کے درمیان زمین کے ٹکڑوں میں سبزیاں اور چارہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے پودے بہت آہستہ اگتے ہیں اس لئے سبزی و ترکاری کا لگانا بہت سہل اور سود مند ہے۔ اگر فصلیں نہ لگائی جائیں تو زمین کے حصوں کو بار بار ہل چلا کر صاف ستھرا رکھنا چاہیئے۔

شاخ تراشی

چونکہ پھل پرانی اور نئی شاخوں پر آتا ہے اس لئے ان کا تراشنا نامناسب ہے اس لئے صرف سوکھی شاخوں یا بیماریوں سے متاثر ٹہنیاں کاٹ دینی چاہئیں۔ پھل چونکہ بہت وزنی ہوتا ہے لہذا ایسی شاخیں جن کے جوڑ بہت کمزور ہوں انہیں کاٹ دیا جائے تاکہ پھل کے وزن سے ٹوٹ نہ جائیں۔

پھلنا اور پھولنا

بنگلہ دیش کی آب و ہوا میں پودے ۴ تا ۸ سال تک پھل لے آتے ہیں لیکن دریائے سندھ کے مغربی پاکستان کے میدانوں میں پودوں کو پھل آنے کے لئے ۸ تا ۱۲ سال لگ جاتے ہیں۔ پودا جنوری کے ابتدائی حصہ میں پھول دیتا ہے اور پھل جون یا جولائی میں فروخت ہو جاتا ہے۔ سنگاپوری قسم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۸ ماہ میں سیلون کے بارش علاقہ میں پھل لاتی ہے

Marfat.com

عمل زیر گی

نر پھولوں کا زردانہ مادہ پھولوں تک ہوا کے ذریعہ پہنچتا ہے ۔ یہ زردانے ہاتھوں کے ذریعہ مصنوعی طور پر مادہ پھولوں پر چھڑک دینے سے پھل دینے والی مادہ کے پھولوں کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے اور پھلوں کا وزن بھی بڑھ جاتا ہے ۔

پھل توڑنا

جب پھل مکمل طور پر بڑھ جاتے ہیں تو انہیں اتار لیا جاتا ہے اور پھل کی کھال کا رنگ ہلکے سبز سے تبدیل ہو کر سبز زرد ہو جاتا ہے اور پھل کے پکنے کی رفتار کے ساتھ ساتھ کھال کا رنگ سرخی مائل ہو جاتا ہے ۔

پیداوار

پھل دار درختوں کی پیداوار آب و ہوا اور زمین کی زرخیزی کے مطابق کم و بیش رہتی ہے ۔ یہ پھل کراچی کے عیسائی باشندوں اور غریب لوگوں میں زیادہ مقبول ہے ۔ کچے پھل کا استعمال سبزی کے طور پر کثرت سے کیا جاتا ہے ۔ کراچی میں فی من ۴۰ روپے بکتا ہے اور ایک درخت سے دو سو سے لے کر ۴۰۰ روپے تک کا پھل حاصل کیا جاتا ہے ۔

اقسام

مغربی پاکستان میں کوئی خاص اقسام نہیں ہیں ۔ میرپور خاص میں دو طرح کے پھل اگائے جاتے ہیں ایک بیضوی شکل کا جو پکنے پر گلابی لال ہو جاتا ہے ۔ لیکن دوسرے کی شکل گو بیضوی ہے لیکن بدشکل ہوتا ہے کیونکہ اپنی ساخت پر دو تین جگہ پر پھلا ہوا ہوتا ہے ۔ پکنے پر اس کی کھال سبز زرد رہتی ہے ۔

امراض

فی الحال پاکستان میں کھٹل موذی کیڑوں کے حملوں سے محفوظ ہے لیکن زیرِ کاشت رقبہ بڑھنے پر ضرر رساں کیڑوں کے بڑھنے کا اندیشہ ہے جو کیڑے یا بیماریاں اس فصل کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں ان کا مختصر سا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے ۔

Marfat.com

کیڑے یا بیماری کا نام	نقصان کی نوعیت	حفاظتی تدابیر
	نقصان رساں کیڑے	
۱۔ سٹیم بورر	یہ کیڑے نئی کونپلوں اور ابتدائی پھلوں پر حملہ آور ہوتے ہیں ۔	بی ایچ سی یا ڈی ڈی ٹی کی سپرے سے قابو پایا جا سکتا ہے ۔
۲۔ براؤن ویول	یہ پھول اور پھل کی کلیوں کو نقصان پہنچاتے ہیں ۔	کیڑوں کو اور ان کے بچوں کو اکٹھا کیجئے اور مار ڈالیے ۔
۳۔ بورر	〃 〃 〃 〃	ڈی ڈی ٹی یا بی ایچ سی سے سپرے کریں ۔
۴۔ تتلیاں	〃 〃 〃 〃	〃 〃 〃
	بیماریاں	
۱۔ سافٹ راٹ	پھل کا گودا نرم ہو جاتا ہے اور کھانے کے قابل نہیں رہتا ۔	ڈیوکس مکسچر کا سپرے ہر تیسرے ہفتہ کے بعد جنوری سے مارچ تک کریں ۔
۲۔ پتوں پر بھورے رنگ کا داغ پڑ جانا ۔	ان کا نقصان زیادہ نہیں ہوتا ہے ۔	〃 〃 〃

استعمال

کچا پھل سبزی کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور پکا ہوا پھل کھایا جاتا ہے ۔ بیج ۔ پھول اور چھوٹے پھل پکائے جاتے ہیں اور کھانے کے استعمال میں لائے جاتے ہیں ان کا شربت بھی بنایا جاتا ہے اور یہ مشروبات کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے ۔

Marfat.com

کٹھل کا پھل

Marfat.com

شریفہ

شریفہ کی ابتدائی کاشت جنوبی امریکہ میں شروع ہوئی۔ چونکہ شریفہ کا ذکر سنسکرت زبان میں کثرت سے کیا گیا ہے اور ایجنٹا کی تصاویر میں شریفہ کی شکل پتھروں پہ کھدی ہوئی پائی گئی۔ اکثر ماہرین کا خیال تھا کہ شریفہ کی کاشت ہندوستان میں شروع ہوئی لیکن ڈی کنڈول DE CONDOLE کی تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ شریفہ کا اصلی وطن جنوبی امریکہ ہے۔ اب شریفہ جنوبی ویتنام کے ممالک میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔

آب و ہوا

شریفہ سرد آب و ہوا میں پرورش نہیں پا سکتا۔ کورے سے شریفے کے پودوں کو کافی نقصان پہنچتا ہے۔ پھول آنے کے موسم میں خشک اور گرم ہوائیں اس کے لئے موزوں ہیں۔ جنوبی سندھ میں مئی اور جون کے مہینوں میں پھولوں سے پھل بننا شروع ہوتے ہیں۔ لنکا کے علاقوں میں اس کی کاشت خشک اور مرطوب آب و ہوا والے علاقوں میں کی جاتی ہے۔

زمین

شریفہ کی کاشت ہر طرح کی زمین میں ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس میں پانی کے نکاس کا اچھا انتظام

Marfat.com

ہو۔ پہاڑی علاقوں میں ہونے والے پودے اس بات کی دلیل ہیں کہ پانی کی نکاسی شریفہ کے لئے بہت ضروری ہیں۔ اس کی کاشت کے لئے بہت گہری زمین کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کی جڑیں صرف ۲½ فٹ گہرائی میں پھیلی ہوتی ہیں۔

پودوں کا تیار کرنا

شریفے کے پودے پاکستان میں بیج سے تیار کئے جاتے ہیں۔ پیوند کارواج ابھی تک پاکستان میں رائج نہیں ہوا ہے۔ بیجوں سے تیار کئے جانے والے پودوں میں پھل مختلف ساخت بیجوں کی تعداد اور ذائقہ بالکل مختلف ہوتا ہے۔ پودے لگانے کے لئے تازہ بیجوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ تین یا چار سال پرانے بیج بھی کامیابی سے اُگ آتے ہیں۔ بیج کے اوپر کا چھلکا سخت ہوتا ہے جس کی وجہ سے بیج کو اگنے میں تین سے چار ہفتے لگ جاتے ہیں۔ اگر بیج کو تین دن پانی میں رکھ کر بویا جائے تو جلد اُگ آتا ہے۔ تقریباً ایک سال کے پودے نرسری سے باغ میں لگانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

پھل کے بیج سے تیار کئے جانے والے پودے شریفہ کے چشمے لگانے کے کام میں آسکتے ہیں۔

پودوں کا لگانا

بیج سے تیار کئے جانے والے پودے فروری۔ مارچ یا اگست۔ ستمبر میں مغربی پاکستان میں لگائے جاتے ہیں۔ پودوں کا درمیانی فاصلہ ۱۵ فٹ رکھا جاتا ہے۔ گرم علاقوں میں قریب قریب پودے لگانے سے باغ کے اندرونی مرطوبیت میں اضافہ ہو سکتا ہے جس سے پھولنے پھلنے میں مدد ملتی ہے۔ ریتلی یا پتھریلی زمینوں میں گڑھے کھودنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن ذرخیز یا درمیانہ ذرخیز علاقوں میں ۲ × ۲ × ۲ فٹ کے گڑھے کھودے جاتے ہیں اور نصف من گوبر کی کھاد مٹی میں ملا کر ان میں بھر دی جاتی ہے۔ ان گڑھوں میں ایک یا ڈیڑھ ماہ کے بعد پودے لگائے جاتے ہیں۔

آب پاشی

پودوں کو مہینے میں دو مرتبہ پانی دینا چاہیئے۔ گورنمنٹ فروٹ ریسرچ اسٹیشن میرپور خاص

Marfat.com

پر کئے جانے والے تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ ہفتہ وار پانی دینے سے پیداوار پر اچھا اثر پڑتا ہے۔

کھاد دینا

کراچی کے کاشت کار تقریباً نصف من کھادفی پودا سردیوں میں دیتے ہیں۔ گورنمنٹ فروٹ ریسرچ اسٹیشن میرپور خاص پہ کئے جانے والے تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ فروری میں ڈھائی من گوبر کی کھاد اور اپریل میں ۵ پونڈ امونیا سلفیٹ (ایک پونڈ نائٹروجن) فی پودہ دینے سے پیداوار پر اچھا اثر پڑتا ہے۔

درمیانی کاشت

پودوں کی درمیانی جگہ کو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھنا لازمی ہے۔ ان زمین کے ٹکڑوں میں سبزی ترکاری کی کاشت کی جاسکتی ہے۔ گرمیوں میں گوار اور سردیوں میں برسیم بڑی آسانی سے کاشت کئے جاسکتے ہیں۔ گورنمنٹ فروٹ ریسرچ اسٹیشن میرپور خاص پہ کئے جانے والے تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ یہ پودوں کی نشوونما کے لئے نہایت مفید ہے۔ لیکن جب پودے بڑھکر پورے قدآور ہوجائیں اس وقت کسی طرح کی کاشت بھی ممکن نہیں ہے۔

شاخ تراشی

شریفے کے پودوں میں عموماً شاخ تراشی نہیں کی جاتی۔ صرف سوکھی ہوئی اور بیمار شاخیں چھانٹ دی جاتی ہیں۔

بارآوری

قلمی پودے دو سال میں پھل دے دیتے ہیں اور تخمی پودے تین چار سال میں پھل دیتے ہیں پودوں میں اپریل میں پھول آنا شروع ہوتے ہیں اور پھولوں کا سلسلہ جون جولائی تک جاری رہتا ہے۔ تقریباً جولائی تک ان پھولوں سے پھل حاصل نہیں ہوتے۔ پچھیتے پودے جو اگست میں پھل لاتے ہیں اچھے ثابت نہیں ہوتے۔ کیونکہ ان پھلوں کی پرورش سردیوں میں ہوتی ہے۔ گو شریفے کے پودے بیحد پھول دیتے ہیں۔ لیکن ان سے پھولوں کے لحاظ سے تسلی بخش پھل حاصل نہیں ہوتا۔ جس وقت پھول کے زنانہ حصے سے زردانے جھڑتے ہیں۔ پھول کا مادہ حصہ ان کے لئے تیار نہیں ہوتا

Marfat.com

موسم کے اوائل حصے میں آنے والے پھولوں سے نرینہ ذرات حاصل نہیں ہوتے۔ اس طرح پھولوں کا کثیر حصہ بغیر پھل دیئے جھڑ جاتا ہے۔ مصر میں ہاتھ سے نرینہ زردانوں کو اکٹھا کر کے برش کے ذریعے مادہ حصے پر چھڑکا جاتا ہے۔

پیداوار

شریفے کی پیداوار مختلف زمین اور آب و ہوا کے مطابق مختلف ہوتی ہے۔ حیدرآباد دکن کے شریفے کے باغات میں ایک پودے سے ۵ سے بیس ۲۰ پونڈ پھل حاصل ہوتا ہے جنوبی ہندوستان کے علاقوں میں فی پودہ ۶۰ تا ۷۰ پونڈ پھل دیتا ہے۔ آٹھ سالہ پودے حیدرآباد دکن میں ۲۸ تا ۳۱ پونڈ پھل دیتے ہیں۔ مصر میں پانچ سالہ پودے ۱۲۰ پھل دیتے ہیں۔ میرپور خاص فروٹ فارم پر فی پودہ ۱۹ سے ۱۰۶ پھل حاصل کئے جاتے ہیں۔ پھل کے درمیانی حصے جب پیلے پڑ جاتے ہیں تو ان کو درخت سے اتار لیا جاتا ہے۔ جس وقت اس کا گودا سخت ہوتا ہے دو یا تین روز سوکھے گھاس میں دبانے سے پھل پک جاتا ہے۔ اور بالکل نرم ہو جاتا ہے۔ پکنے کے بعد پھل کو دور دراز منڈیوں میں نہیں بھیجا جا سکتا۔

اقسام

پاکستان میں کوئی نامور قسم موجود نہیں۔ لیکن منتخب پودوں سے اچھی نسل کے پھل انتخاب کرنے سے نمایاں اقسام حاصل کئے جانے کے امکانات ہیں۔

امراض

پاکستان میں اس پھل کے باغات میں کسی شدید مرض کا حملہ دیکھنے میں نہیں آیا۔

استعمال

شریفے کا استعمال اکثر کھانے میں ہوتا ہے اس کا گودا آئس کریم بنانے میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ پھل کا تقریباً ۵ - ۶ فی صد حصہ کھانے کے قابل ہوتا ہے۔ باقی حصہ چھلکا اور بیج ہوتا ہے۔ گودے میں شکر کے اجزاء ۱۲ تا ۱۶ فی صد ہوتے ہیں۔ شریفے کے بیجوں سے ایسا تیل نکالا جا سکتا ہے جس کا استعمال صابن کے کارخانوں میں ہو سکتا ہے اور کھل کا استعمال بطور کھاد ہو سکتا ہے

Marfat.com

ناریل

تاریخ

ناریل کا پودا سب سے پہلے کس جگہ پایا گیا اور کس کس ملک میں پہنچا اس کے متعلق یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔ اغلباً ناریل کا پودا سب سے پہلے ایشیا کے ٹروپیکل (منطقہ حارہ) علاقوں میں ملایا کے آس پاس پایا گیا جہاں سے دوسرے ملکوں میں لے جایا گیا ۔

رقبہ اور پیداوار

تمام دنیا میں ناریل کا رقبہ تقریباً ۸۰ لاکھ ایکڑ ہے ۔ پیداوار کا تخمینہ ۴۰۰۰ الاکھ من ناریل کیا جاتا ہے ۔

پاکستان میں صرف چند ایکڑ میں ناریل لگا ہوا ہے جو کراچی میں واقع ہے ۔

آب و ہوا

ناریل ٹروپیکل علاقے میں آسانی سے ہو جاتا ہے لیکن تجارتی نقطۂ نظر سے ۱۵° جنوب میں واقع علاقے میں ناریل بخوبی پیدا ہوتا ہے ۔ یہ ۲۵۰۰ سے لے کر ۳۰۰۰ فٹ تک کی بلندی پر ہو سکتا ہے ۔ بلندی

Marfat.com

کا دارو مدار منطقہ سے تعلق رکھتا ہے ۔ منطقہ حارہ سے نزدیک ناریل زیادہ بلندی پر بھی ہو سکتا ہے۔

ناریل تھوڑا بہت پالا برداشت کر سکتا ہے لیکن درخت ایسی جگہ اچھی طرح پرورش پاتا ہے جہاں درجہ حرارت ۱۰۰ف سے کم رہے ۔ اور اوسطاً درجہ حرارت ۷۷ سے لے کر ۸۵ف رہے ۔ اس پودے کو بہت زیادہ رطوبت کی ضرورت ہوتی ہے ۔ پودے اور پھل کی نشوونما پر خشک سالی کا برا اثر پڑتا ہے ۔ تقریباً سالانہ ۱۳۰ انچ بارش جو بہت ضروری ہوتی ہے ۔ اگر پانی دینے کا مناسب انتظام سال کے تمام حصہ میں منتشم ہو تو تھوڑی بارش سے کامیابی حاصل ہو جاتی ہے ۔

کراچی میں چونکہ رطوبت اور درجہ حرارت ناریل کی ضرورت کے مطابق ہے اس لئے اگر مناسب پانی کا انتظام کیا جائے تو ناریل کی کاشت بخوبی کی جا سکتی ہے ۔

زمین

ناریل کے واسطے زرخیز ریتلی میرا زمین موزوں ہے جس میں کافی ریت ہو ۔ اسی وجہ سے سمندری علاقوں میں کناروں کا حصہ ناریل کے واسطے اچھا ہوتا ہے ناریل کے واسطے ہوادار اور ایسی زمین کا ہونا ضروری ہے جس میں پانی نہ ٹھہرنے پائے ۔

ناریل کا پودا تھوڑا بہت سمندری نمک برداشت کر لیتا ہے بشرطیکہ پانی میں ملے ہوئے نمک کو دھونے کے واسطے یا تو بارش ہوتی رہے یا دوسرے طریقوں سے پانی دینے کا مناسب انتظام ہو تاکہ نمک دھل کر دوبارہ سمندر میں چلا جائے ۔

پودے تیار کرنا

ناریل کا پودا بیج سے تیار کیا جاتا ہے ۔ ایسے درخت جن سے اچھے اور مسلسل پھل حاصل ہوتے ہیں بیج حاصل کرنے کے لئے ان کو چنا جاتا ہے ایسے درخت جن سے زیادہ پیداوار ہوتی ہے ان کو ترجیح دینی چاہیئے اور اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ ہر سال یکساں پیداوار دیتے ہیں ۔

کراچی میں ناریل لگانے کے لئے گوا اور لنکا سے ناریل کا بیج درآمد کیا گیا ۔ ناریل کا بیج اسی وقت بونے کے قابل ہوتا ہے جب وہ پک کر تیار ہو جاتا ہے ۔ اس وقت پھل بھاری ہو جاتا ہے ۔

ناریل ایک فٹ چوڑی اور ڈیڑھ فٹ لمبی کیاریوں میں بویا جاتا ہے ۔ ثابت ناریل کو زمین میں دبا دیا جاتا ہے اور ایک انچ کے قریب اس کو زمین سے اوپر رکھتے ہیں اور مٹی سے نہیں ڈھکتے ۔

Marfat.com

روزانہ اس میں پانی لگاتے ہیں۔ دو تین مہینے میں ناریل سے پودا پھوٹ آتا ہے۔ نو ماہ کے عرصے میں ناریل کا پودا تقریباً تین فٹ کا ہو جاتا ہے اور اس کو کیاری سے نکال کر باغ میں مستقل جگہ پر لگایا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات ناریل میں جب کلہ بیج پھوٹ آتا ہے تو کیاری میں لگاتے ہیں۔

پودا لگانا

اگر زمین میں پہلے سے کاشت ہوتی ہو تو کسی خاص تیاری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نئی زمین تین چار مرتبہ گہرا ہل چلا کر تیار کی جاتی ہے۔ زمین کو اچھی طرح صاف کر کے ہموار کر دینا چاہیئے پودے سے پودے کا فاصلہ ۲۵ سے ۳۰ فٹ رکھا جاتا ہے۔ گرم مقامات پر پودوں کا فاصلہ کم کر دیا جاتا ہے بہتر ہے کہ پودے لگانے سے پہلے گڑھے کھود لئے جائیں عام طور پر ۲ فٹ گہرا اور ۲ فٹ چوڑا گڑھا کھودا جاتا ہے۔ پودوں کو ایک فٹ گہرا زمین میں دبا دیا جاتا ہے تاکہ پودے اپنی شروع نشوونما کے زمانے میں دھوپ گرمی اور ہوا سے محفوظ رہیں۔

پہلے چند سالوں میں ناریل میں بلاناغہ پانی دینا چاہیئے۔ گرمیوں میں دھوپ اور گرم ہوا سے بچانا چاہیئے۔ پودوں کی جڑ میں پانی بالکل نہیں رکنا چاہیئے۔ اگر کوئی پودا مر جائے تو اتنا ہی بڑا پودا اس کی جگہ لگانا چاہیئے۔

آب پاشی

ناریل کے علاقوں میں مصنوعی ذرائع سے آبپاشی نہیں کی جاتی۔ لیکن پاکستان میں چونکہ بارش بہت کم ہوتی ہے لہذا ناریل کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے باقاعدہ آبپاشی ضروری ہے۔ چونکہ ناریل عام طور پر ... ایسے علاقوں میں ہوتا ہے جہاں بارش کثرت سے ہوتی ہے لہذا اس کی آب پاشی کی ضروریات کے بارے میں مکمل معلومات نہیں ہیں اس سلسلے میں تحقیقات کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔

کھاد دینا

کھاد کی مقدار کا فیصلہ زمین کی زرخیزی اور محل وقوع کے مطابق کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

ناریل کے پیڑ نائٹروجن کی کھاد سے کافی نشوونما پاتے ہیں۔ ان پر پوٹاش اور فاسفورس کا بھی خوش گوار اثر ہوتا ہے۔

ایک اور سفارش کے مطابق ۳ - ۴ پونڈ امونیم سلفیٹ - ۲ - ۳ پونڈ سپر فاسفیٹ اور ۲ - ۳ پونڈ میوریٹ آف پوٹاش فی پودے کے حساب سے سالانہ دینی چاہیئے ۷ ۱۰۰ پونڈ گوبر کی کھاد بھی دینی چاہیئے - لنکا میں نائٹروجن، فاسفورس اور پوٹاش کی کیمیاوی کھاد (۶۸ر۰ - ۴۵ر۰ - ۶۸ر۰ کیلوگرام فی پونڈ بہت فائدہ مند ثابت ہوئی اور ناریل کی پیداوار دوگنی ہوگئی۔

گوڈی اور پودوں میں درمیانہ کاشت

ہلکی اور ریتلی زمین میں زیادہ گوڈی کی ضرورت نہیں پڑتی - سالانہ دو تین بار ہل چلا کر باغ کو صاف رکھنے سے کام چل جاتا ہے جیسا کہ ہندوستان میں کیا جاتا ہے۔

بھاری چکنی زمینوں میں زیادہ گوڈی کرنی پڑتی ہے۔ ہندوستان اور دوسرے علاقوں میں سبز کھاد دینے کے لئے برسیم وغیرہ کاشت کی جاتی ہے۔ سبزیات بھی درمیانی جگہ میں لگائی جاسکتی ہیں مگر جب پیڑ بڑے ہو جاتے ہیں تو درمیان میں دوسری فصلیں نہیں لگانی چاہیئں۔ جن مقامات پر مزدوری بہت مہنگی ہو وہاں ناریل کے باغات کو چراگاہ کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

پیڑوں کا چھانٹنا اور سدھارنا

ناریل کے تنے میں شاخیں نہیں ہوتی ہیں - ۵۰ فٹ سے لے کر ۱۰۰ فٹ تک ناریل کا تنا بالکل سیدھا ہوتا ہے اس لئے کسی شاخ تراشی اور سدھارنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف بعض اوقات سوکھی ہوئی پتیاں صاف کر دی جاتی ہیں۔

پھل اور پھول

ناریل کے درخت پر سات یا دس سال کی عمر سے پھول آنا شروع ہوتے ہیں۔ تجارتی لحاظ سے بارہ سے لے کر پندرہ سال کے بعد پھل آتا ہے۔ پھول پتوں کی جڑ کے پاس نکلتا ہے

Marfat.com

اور پھولوں کے گچھے شاخ دار ہوتے ہیں ۔ ہر شاخ میں کئی نر پھول ہوتے ہیں اور شاخ کی جڑ میں ایک مادہ پھول ہوتا ہے ۔ بعض وقت شاخ کے اندر ایک اور شاخ نکلتی ہے اور اس میں صرف نر پھول پیدا ہوتے ہیں ۔

پھولوں کا گچھا ایک پتے میں لپٹا ہوا ہوتا ہے ۔ یہ پتا جب تھوڑا سا بڑا ہوتا ہے تو اس کے اندر سے پھولوں کا گچھا پتے کو پھاڑ کر باہر نکل آتا ہے ۔ یہ گچھا بڑا ہو کر کھل جاتا ہے ۔

نر پھول چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور گچھے میں بکھرے ہوئے ہوتے ہیں ۔ ان کا رنگ زردی مائل ہوتا ہے ان میں تین سیپل سبز پتیاں (SEPAL) تین پیٹل پھول کی پتیاں (PETAL) اور چھوٹا سا مادہ پھول ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ چھ نر حصے ہوتے ہیں جس میں بہت زیادہ زردانہ ہوتا ہے ۔

مادہ پھول نر پھولوں کے مقابلے میں کافی بڑے ہوتے ہیں ۔ جن میں تین سبز پتیاں (SEPAL) تین پھول والی پتیاں (PETAL) ہوتی ہیں اور بیضہ دانی (OVARY) کافی بڑی ہوتی ہے اس کی ڈنڈی چھوٹی اور سر (STIGMA) تین ہوتے ہیں ۔ اسٹگما تین دن تک اس قابل رہتی ہے کہ زردانہ اثر انداز ہو سکیں ۔

ہر ماہ میں پھولوں کا ایک گچھا نکل آتا ہے مگر صرف چند گچھے باقی رہتے ہیں باقی ماندہ ساقط ہو جاتے ہیں ۔ نر پھولوں سے زردانہ مادہ پھولوں کی اسٹگما کے تیار ہونے سے پہلے ہی جھڑنا شروع ہو جاتا ہے یا اسٹگما کے تیار ہونے کا عرصہ گزر چکا ہوتا ہے ۔ اس لئے ناریل میں زردانہ دوسرے پیڑوں سے آتا ہے ۔

ناریل کا پھل بیضوی شکل کا ہوتا ہے اوپر کا چھلکا ریشے دار اور اندر کا چھلکا بہت سخت ہوتا ہے اس سخت چھلکے کے اندر سفید گودا ہوتا ہے جو کافی موٹا ہوتا ہے اس کے اندر ناریل کا میٹھا پانی بھرا ہوتا ہے جو ناریل کا دودھ (COCONUT) کہلاتا ہے ۔

پیداوار

ناریل کی پیداوار مختلف علاقوں میں کم و بیش ہوتی ہے ۔ اس کا دارومدار آب و ہوا ،

Marfat.com

نگہداشت اور ناریل کی قسم پر منحصر ہے ۔ ایک اچھا درخت ایک سال میں تقریباً ۵۰ ناریل دیتا ہے ایک ایکڑ میں تقریباً ۷۰ درخت ہوتے ہیں اس طرح اوسطاً پیداوار ۳۵۰۰ ناریل سالانہ تک پہنچ جاتی ہے اگر ناریل کی نگہداشت اچھی طرح کی جائے تو ۱۰۰ ناریل تک فی درخت پیدا ہو جاتے ہیں ۔

پھل تیار ہونا

ناریل توڑنے کے وقت کا انحصار اس بات پر ہے کہ کس کام کے واسطے ناریل چاہیئے ۔ عام طور پر ناریل کا پھل پھول آنے کے ایک سال کے بعد تیار ہو جاتا ہے ۔ لیکن درمیان میں پانچ چھ ماہ کے ناریل بھی توڑ لئے جاتے ہیں ۔ ان کچے ناریلوں کو ان کا پانی پینے کے واسطے توڑا جاتا ہے ۔ لیکن سب سے زیادہ ناریل کھوپرا تیار کرنے کے واسطے توڑا جاتا ہے جو پھل کے پوری طرح پک جانے کے بعد توڑا جاتا ہے ۔ اس وقت ناریل کے اوپر کا ریشہ بھی تیار ہوتا ہے مگر ناریل کو اس وقت توڑا جاتا ہے جبکہ ناریل کے بالکل پک جانے میں ایک ماہ رہ جائے ۔ توڑنے کے واسطے یا تو ناریل خود پک کر گر جاتے ہیں یا پیڑ پر چڑھ کر توڑنے پڑتے ہیں ۔ اس کے واسطے کافی تجربے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ادھ کچے ناریل نہ توڑ لئے جائیں ۔

ناریل کی اقسام

ناریل کی تمام اقسام بیج سے لگائی جاتی ہیں جن میں سے بعض کی اپنی خصوصیات ہوتی ہیں ان اقسام میں خاص طور پر چھوٹی اور لمبی اقسام ہیں ۔ چھوٹی اقسام لمبی اقسام کے مقابلے میں جلد پھل دے دیتی ہیں لیکن ان اقسام کے ناریل کا گودا ملائم رہتا ہے اور تجارتی نقطۂ نظر سے اس کی اہمیت کم ہے ۔ لنکا کی ایک مشہور قسم کنگ کراچی میں پائی جاتی ہے ۔

مگر چھوٹی اقسام کے مقابلے میں لمبی اقسام کے باغات زیادہ پائے جاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ کچھ اقسام خاص خصوصیات کی حامل ہوتی ہیں جن میں ماکا بنو فیلیپین کی قسم مشہور ہے ۔ اس ناریل میں گودا بھرا ہوتا ہے مگر تیل بہت کم نکلتا ہے ۔

جس مقصد کا پھل درکار ہو ایسی اقسام کا انتخاب کر کے کاشت کرنی چاہیئں ۔

Marfat.com

اقسام کی تقسیم ناریل کے پتیوں کی چھتری کی شکل کے مطابق کی جاتی ہے ۔ کیونکہ خیال ہے چھتری کی شکل اور پیداوار میں ایک رشتہ ہوتا ہے ۔

۱ ۔ پتے چھری کی کمانیوں کی طرح پوری طرح کھلے ہوئے ان کی پیداوار سب سے زیادہ ہوتی ہے ۔

۲ ۔ پتے تنے کے ساتھ ۹۰ درجہ زاویے پر لگے ہوئے ہوں ۔ یہ بھی اچھی پیداوار کے حامل ہوتے ہیں ۔

۳ ۔ پتے تنے کے ساتھ ۹۰ درجہ سے کم کا زاویہ بناتے ہیں ۔ یہ درخت بہت کم پیداوار دیتے ہیں ۔

کیڑے اور بیماریاں

مشرقی پاکستان میں ایک مکھی جس کا نام (ORYCES) ہے ناریل کے پودوں کو بہت نقصان پہنچاتی ہے ۔ یہ نکلتے ہوئے چھوٹے پتوں کو کتر کر ضائع کر دیتی ہے ۔ اور یہ ناریل کے ہر عمر کے پودے پر حملہ آور ہوتی ہے ۔ یہ مکھی تقریباً ۱۲ انچ لمبی اور ایک انچ چوڑی ہوتی ہے ۔

اس ضرر رساں مکھی کے نقصان سے بچنے کے لئے ہر ایکڑ میں چھ یا زیادہ کھاد کے پنجرے (MANURE TRAPS) رکھے جاتے ہیں جہاں یہ مکھیاں انڈے دینے کے لئے آتی ہیں ۔ کھاد کو ہر وقت مرطوب رکھا جاتا ہے ۔ پھر اس کھاد کو باقاعدگی کے ساتھ ڈائی ایلڈرین (DIALDR-IN) کی سپرے کی جاتی ہے ۔

مکھی کے نقصان سے بچنے کے لئے یہ ایک بڑا عملی اور موثر طریقہ ثابت ہوا ہے ۔ چونکہ مغربی پاکستان میں ناریل حال ہی لگایا گیا ہے اس لئے کیڑے اور بیماریوں کی زیادہ شکایت نہیں ہے ۔ یہ بھی صحیح ہے کہ بہت سے کاشت کاروں کو ناریل کی بیماریوں کا پتہ نہیں ہے اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ماہرین ان کا بغور معائنہ کریں ۔

ناریل کا استعمال

ناریل کے پیڑ کا حصہ کسی نہ کسی شکل میں استعمال ہوتا ہے ۔ پھل کے خول کے ریشہ سے رسی

Marfat.com

بنائی جاتی ہیں اور ریشہ گدیوں میں بھی بھرا جاتا ہے۔ ناریل کا سخت چھلکا غریب آدمیوں کے حقے بنانے میں کام آتا ہے۔ ناریل کے گودے کو سکھا کر کھوپرا بنایا جاتا ہے۔ ناریل کا تیل مصنوعی گھی اور صابن سازی کی صنعت میں کام آتا ہے۔ کچا کھوپرا بھی گھروں میں مختلف کھانوں میں ڈالا جاتا ہے۔ ناریل سے تاڑی شراب بھی بنائی جاتی ہے۔ ناریل کے پتوں سے چٹائی بنائی جاتی ہیں۔ اور مکانوں میں چھت ڈالی جاتی ہے۔ تنے کو غریب آدمی کاٹ کر اپنے مکانوں میں استعمال کرتے ہیں۔

Marfat.com

ایواکیڈو

"ایواکیڈو" اگرچہ دنیا کے اس حصہ میں غیر معروف رہا ہے لیکن وسطی امریکہ اور اس کے ملحقہ علاقوں کے باشندے صدیوں سے اس کی غذائی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔ وسطی اور جنوبی امریکہ سے یہ پھل دنیا کے مختلف علاقوں میں متعارف ہوا۔

اس پھل کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں غذائی ذخیرہ کاروغن (FAT) ۷ سے ۲۳ فی صد مقدار میں پایا جاتا ہے جبکہ دوسرے تقریباً تمام پھلوں میں غذائیت شکر کی صورت میں پائی جاتی ہے مجموعی طور پر اس پھل میں گوشت سے زیادہ غذائیت ہے۔

آب و ہوا

یہ گرم اور نیم گرم علاقوں کا سدا بہار پودا ہے۔ سرد ہوائیں زیادہ گرمی اور آندھیاں پھول آنے کے وقت نہایت مضر ہیں اس پودے کو سخت گرمی سے بچانا نہایت ضروری ہے۔

زمین

ایواکیڈو کی افزائش کسی خاص زمین کی محتاج نہیں۔ لیکن پھر بھی اس کے لئے ایسی زمین درکار

Marfat.com

ہوتی ہے جہاں پانی کے نکاس کا اچھا اہتمام ہو ہمارے ملک میں یہ پھل ان علاقوں میں بخوبی پیدا کیا جا سکتا ہے جہاں آم اور ترشاوہ پھل پیدا ہوتے ہیں۔

افزائش

بیج سے لگائے جانے والے پودوں کی خصوصیات میں کافی اختلاف ہے۔ اس وجہ سے اس کی افزائش بذریعہ چشم یا پیوند کی جاتی ہے۔ عموماً ایواکیڈو کی افزائش پیوند کے ذریعہ ہی کی جاتی ہے۔

پیوند کے لئے سٹاک کے پودے تیار کرنے کے لئے پکے ہوئے پھل سے بیج نکال کر نومبر دسمبر میں زمین میں کاشت کیا جاتا ہے۔ بیج لگانے سے پہلے زمین میں کافی مقدار میں کھاد ڈالی جائے۔ جب سٹاک موٹائی میں انگلی کے برابر ہو جائے تو اسے کسی اچھی قسم سے بغلگیر پیوند میں منسلک کر دیا جائے

پودے لگانا

پودے لگانے کے لئے ۳ × ۳ × ۳ فٹ کے گڑھے کھودے جاتے ہیں۔ گڑھے کے اوپر کی مٹی الگ رکھ کر اس میں گوبر کی کھاد ملا کر گڑھوں کو بھر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد پودے نصب کر دیئے جاتے ہیں۔ پودے لگانے کے بعد پانی کا خاص خیال رکھا جائے۔ جن علاقوں میں آندھیاں زیادہ آتی ہوں ایواکیڈو کاشت نہ کئے جائیں۔

آبپاشی

سردیوں میں ۱۵۔ ۲۰ دن کے بعد اور گرمیوں میں ۸ - ۱۰ دن کے بعد آبپاشی کی جائے

کھاد دینا

اس کے نوجوان پودے کو گوبر کی ½ من کھاد ہر سال دسمبر، جنوری میں دی جائے گوبر کی کھاد کی کمی کو حسب ضرورت مصنوعی کھاد سے بھی پورا کیا جا سکتا ہے۔

کاٹ چھانٹ

صرف سوکھی اور بے موقع شاخیں کاٹ دی جائیں۔

پھل و پھول

سال میں دو مرتبہ موسم سرما اور بہار میں پھول لگتے ہیں اور پھل قسم اور علاقہ کی آب و ہو کے مطابق چھ سے اٹھارہ ماہ کے عرصہ میں پکتا ہے۔ پکے ہوئے پھلوں کو جو نسبتاً کم گرتے

Marfat.com

ہیں کئی ہفتوں تک درخت پہ چھوڑا جا سکتا ہے۔ جتنی دیر پھل درخت پر رہتا ہے۔ اتنی ہی اس کی خصوصیات بہتر ہو جاتی ہیں۔

اس پھل کی زیرگی بھی خاص قسم کی ہوتی ہے۔ اس کا ہر پھول مکمل زیرگی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور بڑھ کر پھل بن جاتا ہے۔ پھول دو مرتبہ کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ پہلی مرتبہ کھلنے پہ ہر پھول مادہ پن کا اظہار کرتا ہے۔ یعنی جس کی بار آوری ہو سکتی ہے مگر زیرہ نہیں گرا سکتا۔ پھر یہ پھول بارہ سے چوبیس گھنٹے کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ اور جب دوبارہ پھول کھلتا ہے تو نر پھول کی تمام خصوصیات اس میں نمایاں ہوتی ہیں۔ یعنی اس سے زیرہ گرتا ہے اور باہر سے زیرہ قبول نہیں کر سکتا۔ درخت کے تمام پھل ایک ہی وقت میں کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ اور ایک قسم کے تمام درختوں میں یکساں قسم کا عمل ہوتا ہے یعنی ایک وقت میں تمام پھول کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ اس خاصیت کی وجہ سے دو یا تین اقسام کے پودوں کو یک جا لگانا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر ایک قسم کے درخت کے پھول مادہ کی خصوصیت کا اظہار کریں تو دوسری قسم کے پھول نر کی خصوصیات اور زیرگی عمل میں آسکے۔

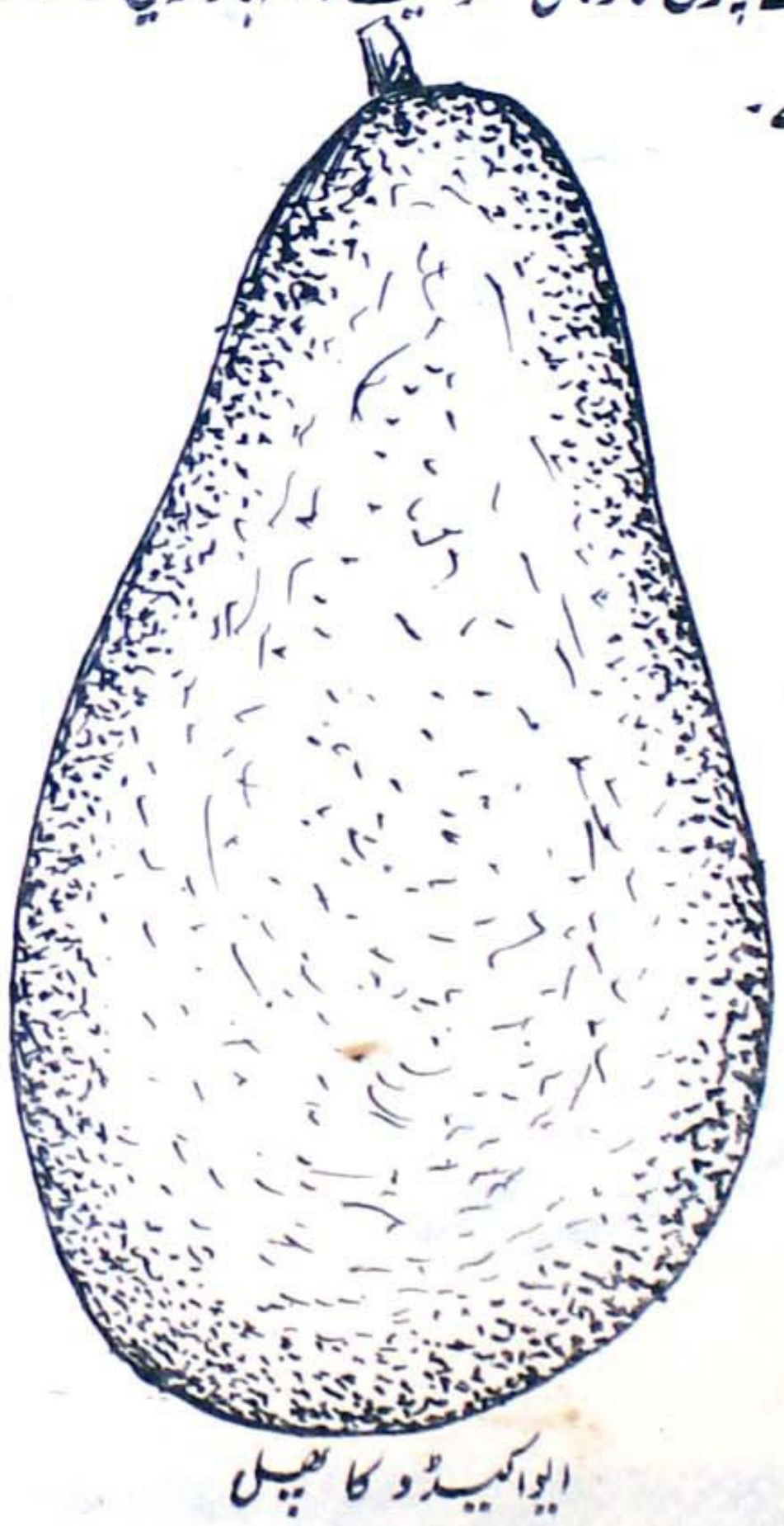

ایواکیڈو کا پھل

Marfat.com

پھل توڑنا

جب پھل سرخی مائل یا پیلا ہونے لگے تو فوراً توڑ لیا جائے ایسا پھل گو سخت ہوگا تاہم پک کر تمام ضروری اوصاف کا حامل ہوگا۔ اور دور دراز منڈیوں میں بھیجا جا سکے گا۔

اقسام

ایواکیڈو کی دو اقسام سیلون (CEYLON) اور کیلیفورنیا (CALIFORNIA) قابل ذکر ہیں جن کی کاشت پاکستان میں بہت حد تک ممکن ہے۔

استعمال

ایواکیڈو کا پھل کئی طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر پھلے ہوئے نصف حصہ پر لیموں کا رس یا صرف نمک لگا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ ہلکے موتیا رنگ کا گودا جس کے درمیان میں ایک بڑی سی گٹھلی ہوتی ہے۔ منہ میں جاتے ہی گھلنے لگتا ہے۔ ایواکیڈو کی چکنائی اتنی ہی زود ہضم ہوتی ہے جتنی کہ مکھن کی۔ ایواکیڈو میں حیاتین "ب" بھی کافی مقدار میں موجود ہوتی ہے۔ یہ پھل ذیابیطس کے مریضوں کے لئے خاص طور پر موزوں ہے۔

Marfat.com

حصّہ دوم (ب)

منطقہ معتدلہ کے پھل

Marfat.com

Marfat.com

سیب

تاریخ اور ابتدا

سیب کا درخت جنس (PYRUS) سے تعلق رکھتا ہے۔ جس میں تیس سے زیادہ قسمیں ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ مشہور اور اہم قسم P.MALUS ہے جس سے ہماری سیب کی مشہور اقسام کا تعلق ہے۔ ایک دوسری قسم (P. BACATE) بھی اہم ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق چھوٹے سیب (CRAB APPLE) سے ہے جس پر سیب کی اعلیٰ اقسام پیوند کی جاتی ہیں۔

سیب کی ابتدا غالباً ان پہاڑیوں پر ہوئی جو بحیرہ اسود اور کیسپین کے درمیان واقع ہیں۔ عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ (P. MAHUA) تاریخی لحاظ سے ایشیا اور یورپ کے سرد علاقوں میں جنگلی پودے کی حیثیت رکھتا تھا۔ سیب کی کاشت پاک و ہند، کشمیر اور شمالی چین میں زمانہ قدیم سے ہو رہی ہے اور موجودہ دور میں اس کی اہمیت سرد علاقوں کے پھلوں میں اہم ہے۔

زیر کاشت رقبہ اور پیداوار

پاکستان میں سیب کی کاشت کوئٹہ، قلات، پشاور، ڈیرہ اسماعیل خاں اور راولپنڈی،

Marfat.com

کے ڈویژنوں میں کی جاتی ہے۔ اور چھوٹے سیب (CRAB APPLE) کی کاشت پاکستان کے میدانی علاقوں میں بکثرت ہوتی ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں سیب کے باغات کا رقبہ چھ ہزار ایکڑ ہے جس سے پھل کی پیداوار کا اندازہ تقریباً چار لاکھ من سالانہ ہے۔ سیب کوئٹہ اور قلات ڈویژن کی سرد آب و ہوا کے باعث پت جھڑ کے پھلوں میں ایک اہم درجہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا اعداد و شمار سے ظاہر ہے۔ ہماری روز افزوں آبادی اور ضروریات کے پیش نظر سیب کی پیداوار فی الحال بہت کم ہے۔ تاہم سیب کی کاشت کو فروغ دینے کے لیے ہر ممکن ذریعے سے کوشش جاری ہے تاکہ عوام کو سیب کا پھل مناسب اور ارزاں قیمت پر دستیاب ہو سکے۔ ان مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے ملک کے کوہستانی علاقوں میں سیب کے ذخیروں کا ایک جال بچھایا جا رہا ہے تاکہ ترقی دادہ اقسام کے اعلیٰ سیب ہر کس و ناکس کو ارزاں مہیا کئے جائیں۔ اور عنقریب اعلیٰ اقسام کے صحت مند اور توانا پودے علاقائی موزونیت اور ضرورت کے مطابق مہیا ہو سکیں گے راولپنڈی ڈویژن میں کوہستانی باشندوں معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے اعلیٰ اقسام کے لاکھوں، پودے ہر سال مفت تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ انشاءاللہ چند سال کے بعد سیب کی پیداوار مراواں اور ارزاں ہو گی۔ سیب ۱۱/۲ سے ۱/۲ ۷ ہزار فٹ کی بلندی تک کامیابی سے پیدا کیا جا سکتا ہے جہاں موسم سرما میں شدید سردی اور موسم گرما میں کم گرمی پڑتی ہے دیکھا گیا ہے کہ جتنا زیادہ بلند مقام ہو گا۔ سیب کا رنگ اور پھل اتنا ہی بہتر ہو گا۔ مذکورہ بلندی سے کم بلندی کے مقامات پر سیب کا پھل اپنے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ امنی وجوہات کی بناء پر کوئٹہ قلات کے علاقوں۔ مری کی پہاڑیوں اور پشاور کے بلند مقامات پر پیدا ہونے والے سیب بہترین تصور کئے جاتے ہیں۔ سیب کی کامیاب کاشت کے لئے موسم سرما کی یخ بستگی ۱/۲ ۴ ہزار فٹ سے بلند تر مقامات پر سیب کی خفتگی ختم کرنے کے لئے کافی ہے ۸ ہزار فٹ سے بلند مقامات پر سیب کے چشموں اور پیڑوں کے مرجانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

سیب کی کاشت کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ موسم بہار کے آخر میں پھول اور پھل بننے کے بعد کہر اور ژالہ باری ہے۔ بسا اوقات تمام کے تمام پھول مر جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات نوزائیدہ پھل کہر سے مر جاتے ہیں۔ چونکہ اس خطرے کا سدباب ناممکن ہے اس لئے اکثر بہت نقصان برداشت

Marfat.com

کرنا پڑتا ہے۔ ملک کے پہاڑی مقامات پر کہر کا خطرہ ۱۵۔ اپریل تک رہتا ہے۔

زمین

یوں تو سیب کی کاشت ہر قسم کی زمین میں ہو سکتی ہے البتہ میرا زمین جس میں سے پانی کا نکاس بہ آسانی ہو سکے سیب کی کاشت کے لئے موزوں تصور کی جاتی ہے۔ عموماً سیب کی جڑیں کافی گہری ہوتی ہیں اس لئے سیم زمینیں اس کی کاشت کے لئے ناموزوں ہیں۔ چکنی زمین میں آبپاشی مشکل ہوتی ہے اور اس کی طبعی خصوصیات کا قائم رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ البتہ گہری کھائیوں اور کافی گہرائی تک ہل چلانے سے یہ مشکل حل ہو سکتی ہے۔ بھاری زمینوں سے پیداشدہ پھل کا رنگ تو ہلکا ہو گا۔ مگر ذائقے میں اعلےٰ ہو گا۔ اور کافی عرصے تک رکھا جا سکے گا۔ اس کے برعکس ریتلی زمینوں میں پیداشدہ پھل جلد پک جائے گا۔ اور اس کا رنگ گہرا ہو گا۔ اس طرح سیب مختلف اقسام کی زمینوں میں پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کے خواص زمین کے مطابق تبدیل کئے جا سکتے ہیں۔ مگر کسی جگہ کی آب و ہوا تبدیل نہیں کی جا سکتی اور اس کی کاشت کے لئے زمین کے مقابلہ میں آب و ہوا ہی حد فاصل ہے۔

افزائش اور باغ لگانا

ہمارے ہاں سیب کی نسلی افزائش نباتاتی طریقہ سے بذریعہ چشمہ اور گرافٹنگ کی جاتی ہے اور یہی عالمی طریقہ ہے۔ سیب کی افزائش میں عام طور پر جنگلی سیب یعنی P-BAC CATE بطور جڑوے استعمال ہوتا ہے۔ مختلف تحقیقاتی مراکز اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ایسٹ مالنگ روٹ سٹاک (EAST MALLING ROOT STOCK) پر پیوند کئے ہوئے درخت زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ فروٹ ایکسپیریمنٹ سٹیشن پر کی گئی تحقیقات کے مطابق یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ مالنگ نمبر ۷، اور مالنگ نمبر ۹ پر پیوند کئے گئے سیب کے درخت چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور مالنگ نمبر ۱۲، ۱۳ پر پیوند کئے گئے درخت سب سے زیادہ تنومند اور بڑے ہوتے ہیں۔ لوکل چھوٹا سیب (LOCAL CRAB APPLE) پر پیوند کئے گئے درخت بڑھوتری اور طاقت کے اعتبار سے درمیانہ درجے کے ہوتے ہیں۔ یہی نتائج دوسرے مراکز پر کی گئی تحقیقات کے عین مطابق ہیں۔ چونکہ مالنگ روٹ سٹاک ہمارے ہاں آسانی سے دستیاب نہیں ہو سکتا اس لئے یہاں پر مقامی چھوٹا سیب،

Marfat.com

(کریب ایپل) پر ہی سیب کی تمام قسمیں پیوند کی جاتی ہیں۔ کریب ایپل کے جڑوے قائم شدہ باغات سے بہت بڑی تعداد میں حاصل کر کے وسط دسمبر سے لے کر وسط فروری تک لگائے جاتے ہیں جہاں انہیں کھاد دی جاتی ہے زمین کی نلائی و صفائی کی جاتی ہے اور ۶" سے ۹" تک ان کی ضروری کاٹ چھانٹ کی جاتی ہے تاکہ ان پر پیوند آسانی سے کیا جاسکے اور ان کے تنے خوب مضبوط ہوں اور خوب پھلیں۔ ان جڑوں پر سیب کی اعلےٰ اقسام فروری مارچ میں یا وسط جون سے وسط جولائی تک پیوند کی جاتی ہیں۔ پھلدار درختوں کے مالک عام طور پر جون کے مہینے میں پیوند کرتے ہیں۔ لیکن حال ہی میں کی گئی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ مارچ میں کیا گیا پیوند ماہِ جون کے پیوند سے کئی گنا بہتر اور پیوند شدہ پودے کافی صحت مند اور قد میں بڑے ہوتے ہیں۔ اور پسندیدہ ہوتے ہیں۔ مارچ میں پیوند کردہ پودہ جات کی کامیابی بھی جون کے پیوند سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے اور یہ ایک قدرتی امر ہے کہ اس طرح پودے کو بڑھوتری کے لئے کافی وقت مل جاتا ہے جس سے درخت کے اوپر کا حصہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ مری کے علاقے میں پھانا نما پیوند ماہ فروری میں کیا جاتا ہے جو کہ بہت کامیاب ہے۔

پیوند کرتے وقت یہ احتیاط ضروری ہے کہ چشمہ ایسے درخت سے حاصل کیا جائے جو جملہ اوصاف کا مجموعہ ہو۔ مثلاً درخت، صحت مند ہو۔ بیماریوں اور کیڑوں مکوڑوں سے مبرا ہو اور اعلیٰ عمدہ اور بکثرت پھل دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اگر پیوند موسمِ گرما میں کیا جانا ہو تو چشمے کے انتخاب میں کافی احتیاط کی ضرورت ہے۔ چشمہ نہ تو زیادہ پختہ ہو اور نہ خام۔

پودے لگانا

پودوں اور قطاروں کے درمیان کا فاصلہ تیس تیس فٹ ہو۔ اس طرح عارضی پودے مثلاً آڑو اور آلوچہ کے لگانے کے لئے کافی جگہ رہ جاتی ہے۔ جو سیبوں کے درمیان پندرہ پندرہ فٹ پر لگائے جاتے ہیں۔ پہاڑی مقامات پر پودے لگانے کا وقت عام طور پر موسم سرما ہوتا ہے۔ زیادہ موزوں وقت فروری سے وسط مارچ تک ہے۔ نسبتاً گرم مقامات پر پودوں کے لگانے کے وقت میں ایک آدھ ہفتے کی زیادتی ہو سکتی ہے۔ اس کے برعکس ۷ ہزار فٹ سے بلند مقام پر پودے لگانے کے وقت میں ایک آدھ ہفتے کی کمی ہو سکتی ہے۔ جس کی وجہ درختوں کا

Marfat.com

خشکی سے دیر سے بیدار ہوتا ہے۔

آبپاشی

سیب کے باغوں میں آب پاشی کا انحصار سالانہ بارش اور اس کی تقسیم۔ سطح سمندر سے بلندی۔ گرمیوں اور سردیوں کے درجاتِ حرارت، ہوا کے چلنے کی رفتار، زمین کی سطح کی ساخت اور اس کی خصوصیات اور نلائی کھدائی وغیرہ پر مبنی ہے۔ ان تمام عوامل میں کمی بیشی کے اعتبار سے یہ ممکن نہیں ہے۔ کہ سیب کے باغات میں کسی خاص طریقۂ آبپاشی کی سفارش کی جا سکے۔ یہ امر اس حقیقت سے عیاں ہے کہ مری کی پہاڑیوں میں واقع سیب کے باغ کے لئے جہاں قدرتی بارش کافی ہوتی ہے۔ آب پاشی کا طریقہ مختلف ہوگا۔ سیب کے ان باغات کے لئے جو کہ کوئٹہ کی وادی میں واقع ہیں جہاں سالانہ بارش بمشکل ۱۰ء — ۸ء ہوتی ہے اور وہ بھی صرف موسمِ سرما میں جب کہ سیب کے درختوں کو آب پاشی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ باغبانوں کا انحصار بالواسطہ قدرتی بارش پر ہے۔ یا برفباری پر اور بلاواسطہ چشموں، کاریزوں اور بندوں پر ہے۔ مری کی پہاڑیوں اور ملک کے ملحقہ علاقوں میں جہاں سیب کی کاشت ہوتی ہے گرمیوں اور سردیوں میں کافی بارش ہوتی ہے جس کی وجہ سے مصنوعی آب پاشی کی شاذ و نادر ہی ضرورت محسوس ہوتی ہے البتہ موسمِ گرما میں جب بارش میں تاخیر ہو جائے تو پھل بچانے کے لئے باغوں کی آب پاشی کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام کرنا ہی پڑتا ہے۔

اس کے برعکس کوئٹہ اور قلات ڈویژنوں کی ہموار زمینوں پر لگائے ہوئے سیب کے لئے جہاں موسم گرما میں بارش نہیں ہوتی اور گرمیوں میں خشکی اور گرمی کافی ہوتی ہے آب پاشی کا کوئی مستقل انتظام یا طریقہ لازمی ہے۔ مذکورہ گرم اور خشک حالات میں سیب کے باغوں کی آبپاشی کے لئے خاص احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ کمیر زمینوں میں سیب کے چھوٹے پودوں کو عموماً دس دن کے وقفہ کے بعد پانی دیا جاتا ہے جبکہ بڑے پودوں کو ۱۵ دن یا بیس دن کے وقفہ کے بعد پانی دیا جاتا ہے۔ اگر باغیچہ نسبتاً ہلکی اور ریتلی زمین میں ہو تو ان وقفوں میں چار پانچ دن کی کمی کی جانی چاہئے۔ موسم سرما میں ان علاقوں میں ایک یا دو آبپاشیاں کافی ہیں۔ پھل کے بننے سے پیشتر پانی بند کرنے کی سفارش کی جاتی ہے اسی طرح پھل کے پکنے سے پہلے پانی بند کرنے

Marfat.com

ہیں احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر اس وقت پانی دیا گیا تو پھل دیر سے پکے گا اور پھل کے رنگ اور بناوٹ پر بھی بُرا اثر پڑے گا۔

ہلکی زمینوں کو کئی مرتبہ پانی دینا چاہیئے۔ جن باغات میں نلائی کھدائی زیادہ ہو آب پاشی کی کم ضرورت ہوتی ہے۔ بہ نسبت ان کے جن میں عام طور پر گڈائی کھدائی کم ہوتی ہے ریتلی زمینوں میں جن کا نکاس خاطر خواہ ہو۔ بھاری زمینوں کے مقابلے میں آبپاشی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ موسمِ خزاں کے آخر میں عمر رسیدہ باغات کیلئے ایک آبپاشی کافی ہوگی ہلکی برفباری کے علاقوں میں ان باغوں کو جنہیں گرمیوں کے آخر میں پانی نہ دیا گیا ہو موسمِ خزاں میں ضرور پانی دینا چاہیئے۔ یہ آب پاشی موسمِ سرما کے شروع ہوتے ہی کرنی چاہیئے۔ ہموار زمینوں میں سیب کے بڑے درختوں کو چھوٹے چھوٹے کیاروں میں کھلا پانی دیا جاتا ہے جبکہ چھوٹے پودوں کی نالیوں کے ذریعے آبپاشی کرنی چاہیئے۔

کھاد

کھاد دینے کے مسائل کا دارومدار کئی دوسرے عوامل پر ہے۔ اس لئے کسی گوشوارہ کی صورت میں کھاد دینے کے طریقے بیان کرنا ایک مشکل مسئلہ ہے۔ معمولی سفارشات کے ساتھ سیب کے باغوں کو کھاد دینے کے اصول بیان کئے جاتے ہیں۔

سیب کو کھاد دیتے وقت نائٹروجن اور پوٹاش کا تناسب ایک اہم معاملہ تصور کیا جاتا ہے۔ باغوں میں پوٹاش، پوٹاشیم سلفیٹ کی صورت میں اور نائٹروجن ان مصنوعی کھادوں کی صورت میں جن میں نائٹروجن ہو دیا جاتا ہے۔ اس کا دارومدار باغ کی ظاہراً کیفیت شاخ تراشی اور اہم نلائی کھدائی پر ہے۔ مثال کے طور پر جن درختوں کی سخت شاخ تراشی کی گئی ہو ان کو نائٹروجن کم درکار ہوگی۔ نسبتاً ان درختوں کے جن کی ہلکی شاخ تراشی کی گئی ہو۔ سیب کے ان باغوں کو جن کی گڈائی وغیرہ خاص کی گئی ہو۔ نائٹروجن کم مقداریں ضرورت ہوگی۔ بمقابلہ ان درختوں کے جو پتھریلی اور گھاس والی زمینوں میں لگائے گئے ہیں۔ گہرے سبز رنگ کے پتے اور بھرپور پھل اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ زمین میں نائٹروجن اور نمی کافی مقداریں موجود ہے۔ ان حالات میں درخت کافی تنومند اور طاقتور ہوں گے مگر ان پر پھل کم ہوگا اور شاخوں پر چشمے کم تعداد میں بنیں گے۔ اس کے برعکس اگر درختوں کے

Marfat.com

پتے پیلے ہوں اور پھل چھوٹا اور زردی مائل ہو تو یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ زمین میں نائٹروجن اور نمی کی کمی ہے اور درخت کم بڑھیں گے۔ اور پھل یکے بعد دیگرے لگے گا۔ اصولاً جن درختوں پر بھاری مقدار میں پھل لگے ان کو جنوری اور فروری کے مہینوں میں کافی مقدار میں نائٹروجن دینی چاہئے برفباری کے علاقہ جات میں برف پڑنے سے قبل کھاد ڈال دینی چاہئے۔ اس طرح درختوں پر اگلے موسم کے لئے کافی چشمے بنیں گے۔ جس کی وجہ سے ایک سال چھوڑ کر دوسرے سال پھل پیدا ہونے کے خطرے کا سدِباب ہو جائے گا۔ گھاس سے پُر (SOD) زمین میں کھاد دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں دینے سے گھاس پھونس کے گلنے سڑنے میں مدد ملتی ہے۔ عام خیال کے مطابق حیاتیاتی کھادیں (ORCANICMATTER) بجز کمزور زمینوں کے سیب کے لئے اہم تصور نہیں کی جاتی۔ اس کے برعکس بحیثیت مصنوعی کھاد پوٹاشیم سلفیٹ کی سفارش کی جاتی ہے تاہم اگر کسی سال کافی تعداد میں پھل پیدا ہونے کی امید ہو تو پھول اور پتے نکلنے کے ساتھ ہی ایمونیم سلفیٹ دیا جاتا ہے۔ فاسفورس کی مصنوعی کھادیں شاذ و نادر ہی سیب کے باغات کو دی جاتی ہیں۔

عام قاعدہ کے مطابق برکی کھاد اور نائٹروجن والی کھادیں ہماری شور زمینات کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوئی ہیں۔ زمین کی زرخیزی قائم رکھنے کے لئے گوبر کی کھاد عام طور پر بحساب ۷ یا ۸ ٹن فی ایکڑ دی جاتی ہے۔ پہاڑی علاقہ جات کے سیبوں کے لئے گوبر کی کھاد دینے کے لئے جنوری کا مہینہ نہایت موزوں تصور کیا جاتا ہے۔ زمین کی زرخیزی۔ درختوں کی طاقت اور باغ کی عمر کا لحاظ رکھتے ہوئے اگر آبپاشی کے لئے پانی وافر ہو تو ایمونیم سلفیٹ بحساب ۴۰۰ پونڈ تا ۵۰۰ پونڈ فی ایکڑ یا ۱/۲ ۲ پونڈ سے ۳ پونڈ فی درخت دیا جاتا ہے۔ ہمیشہ مصنوعی کھاد درختوں کو تنے سے ایک فٹ دور درخت کی ٹہنیوں کے محیط تک دینی چاہئے۔ مصنوعی کھاد اس حالت میں ہوتی ہے کہ درخت فوراً مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے درختوں کی کونپلیں نکلنے سے تقریباً ۱۵ دن قبل دے دینا چاہئے۔ جب پھل بن جائے تو مصنوعی کھاد کو باقاعدہ تقسیم کر کے درختوں کی بڑھوتری کے بقیہ موسم کے دوران آبپاشی سے پہلے دیا جا سکتا ہے۔

درمیانی فصلوں کی کاشت

اگر سیب کے باغات کی داغ بیل باقاعدگی سے کی گئی ہو تو پودوں کے قدآور ہونے

Marfat.com

ادران میں پھل لگنے کے وقت تک قطاروں کے درمیان دوسری فصلات کی کاشت کم از کم چار یا پانچ سال تک سود مندی سے کی جاسکتی ہے۔ کم عمر والے باغوں میں قطاروں کے درمیان پھلی دار فصلات مثلاً لوسن، شفتل وغیرہ کی کاشت ایک عام رواج ہے۔ اگر زمین کمزور ہو تو ان فصلوں کو موسم گرما کے اختتام پر ہل چلا کر بطور سبز کھاد کے دبایا جاسکتا ہے۔ زمیندار کھاد زمین میں دبانے سے پہلے ایک یا دو کٹایاں چارے کے لئے حاصل کر سکتا ہے تاہم یہ طریقہ ان باغات میں ممکن نہیں جو پہاڑوں کی ڈھلوانوں پر واقع ہوں اور جہاں زمین کو کٹاؤ بہاؤ سے بچانے کے لئے زمین کو فصل سے ڈھکنا ضروری ہے۔ میدانی علاقوں کے باغات میں پھلی دار فصلوں کے علاوہ پانی اور زمین سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی غرض سے چار یا پانچ سال تک مختلف سبزیاں مثلاً مرچیں، آلو، خربوزے اور پیاز وغیرہ اگائی جاسکتی ہیں۔ جن باغوں میں قطاروں کے درمیان دوسری فصلات اگائی جاتی ہیں۔ گوبر کی کھاد اور مصنوعی کھاد زیادہ مقدار میں دینی چاہئے تاکہ زمین کی زرخیزی قائم رہ سکے۔ اگر کافی مقدار میں کھاد دینے کے معاملہ کو نظر انداز کر دیا گیا تو یہ چھوٹی عمر کے باغات کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگا۔ گندم، جو اور مکئی جیسی فصلات چھوٹی عمر کے سیب کے باغات میں نہیں اگانی چاہئیں کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ فصلات زمین سے غذائی طاقت کو بدرجۂ اتم حاصل کر کے چھوٹے سیب کے درختوں کے لئے ضرر رساں ثابت ہوتی ہیں۔ ہاں البتہ بڑی عمر کے باغات میں سال میں ۲ یا ۳ دفعہ ہل چلا دینا یا گڈائی کرنا ایک عام طریقہ ہے۔ وہ جڑی بوٹیاں جو عام طور پر آب پاشی والے باغات میں اُگ آتی ہیں چارے کے لئے ہرگز استعمال نہیں کرنی چاہئیں جیسا کہ عام طور پر کیا جاتا ہے۔ ان جڑی بوٹیوں کی موجودگی کے باعث پھلدار درخت پوری غذا حاصل نہیں کر پاتے اور اس کے ساتھ ہی زمین کی نمی بھی متاثر ہوتی ہے اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ موسم گرما میں یہ جڑی بوٹیاں ایک دفعہ ہل یا گڈائی کے ذریعے تلف کر دی جائیں۔ دوسری یا تیسری دفعہ تلفی موسم گرما کے آخر میں یا موسم بہار کے شروع میں جب درخت اگنا شروع کریں۔ کرنی چاہیئے۔ موسم گرما کی گڈائی پہلے کرنی چاہئے۔ تاکہ سیب کے رنگ اور پکنے پر کوئی بُرا اثر نہ پڑے۔

Marfat.com

تربیت اور شاخ تراشی :-

درختوں کو مضبوط۔صحت مند اور خوبصورت بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سیب کے چھوٹے پودوں کو شروع کے ۴ یا ۵ سال تک تربیت دی جائے۔سیب کے پودوں کی شروع کے چار پانچ سال کی شاخ تراشی کو اس کی تربیت کہتے ہیں۔ اگر اس عمل کو احتیاط سے سرانجام دیا جائے تو۔ بعد کی شاخ تراشی کی مشکلات کم ہو جاتی ہیں۔ جب درخت پھل دینا شروع کر دیتے ہیں زیادہ شاخ تراشی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیوں کہ اس سے پھل کی پیداوار میں کمی واقع ہوتی ہے پس درخت کی تربیت کے لئے اس کی اوائل عمر میں پھل دینے کی عمر سے پہلے شدید شاخ تراشی کرنی چاہئے۔ سیب کے درختوں کو ہمارے ملک میں مندرجہ ذیل طریقوں سے تربیت دی جاتی ہے۔

۱۔ اوپن سنٹر سسٹم OPEN-CENTRE-SYSTEM کشادہ وسطی طریقہ۔

۲۔ سنٹرل لیڈر سسٹم CENTRAL-LEADER-SYSTEM وسطی زینہ نما طریقہ۔

۳۔ ماڈی فائڈ سنٹرل لیڈر سسٹم MODIFIED - CENTRAL- LEADER-SYSTEM ترقی دادہ وسطی زینہ نما طریقہ

تربیت کے ان طریقوں میں سے سب سے زیادہ عام طریقہ اوپن سنٹر سسٹم کا ہے۔

درخت کی بارآوری کے بعد شاخ تراشی کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ مُردہ اور بیمار شاخیں اور خرلو تمام کاٹ دینی چاہئیں۔ اسی دوران میں وہ ٹہنیاں جو اصل تنے کے خلاف جا رہی ہوں کاٹ دینی چاہئیں۔ ٹہنیاں متوازی حالت میں قطعاً نہیں بڑھنی چاہئیں کمزور ٹہنیوں کو کاٹ دینا چاہئے۔ غیر متعلقہ شاخوں کو کاٹ دینا چاہئے۔ کیونکہ اس وقت درخت کی بڑھوتری خاصی اچھی ہوتی ہے اور اس کی اس بڑھوتری کو گھٹانا قطعاً درکار نہیں۔ درختوں کی عمومی بڑھوتری کو دیگر طریقوں سے مثلاً کھاد دینے سے اور زمین کی مناسب نگہداشت وغیرہ سے برقرار رکھنا چاہئے۔

جہاں تک بڑی عمر کے پھل دینے والے درختوں کا تعلق ہے تجربات سے ثابت ہے کہ ہمارے ملک میں ان کی پھل دینے کی عادت کو مدِ نظر رکھ کر ان کی شاخ تراشی خفیف سے معتدل کرنی چاہئے۔ شدید شاخ تراشی پھلوں کی پیداوار پر بُرا اثر ڈالتی ہے اور وہ حاصل شدہ پھل جو مطلوبہ خاصیت رکھتے ہوں گے۔ کم شدہ پیداوار کا معاشی طور پر متبادل ثابت نہ ہوں گے۔ کوشش یہ ہونی

Marfat.com

چاہئے۔ کہ شاخ تراشی کا عمل پھل کی خاصیت اور پیداوار اور باغ سے اصل نفع کے متناسب ہو۔

سیب کے درخت کی شاخ تراشی کے وقت سیبوں کے مختلف درختوں کی اقسام کو بھی ان ان کے گرہوں کی بناوٹ (SPUR FORMATION) کے لحاظ سے جس پر کہ پھل پیدا ہوتا ہے مدنظر رکھنا چاہئے یہ گرہے عموماً ایک سال میں بڑھتے ہیں۔ اور دوسرے سال پھل دیتے ہیں۔ مناسب تعداد میں گرہوں (SPUR) کو برقرار رکھنے کے لئے تاکہ وہ ہر سال پھل دیں۔ شاخ تراشی کرتے وقت خاص احتیاط برتنی چاہئے۔ عام طور پر سیب کے گروہوں کی کچھ تعداد ایک سال پھل دیتی ہے۔ اور بقایا دوسرے سال۔ اس پھل دینے کی عادت میں قدرتی عناصر مثلاً کورا (FROST) سے پھولوں کی تباہی خارج ہوتے ہیں۔ نتیجتاً درخت اگلے سال بہت زیادہ مقدار میں پھل دے گا۔ اور اس سے اگلے سال یا تو پھل دے گا ہی نہیں اور اگر دے گا تو بہت کم مقدار میں۔ سیب کی کچھ قسمیں مثلاً گولڈن ڈلیشس (GOLDEN DEL) (1905ء) اور بالڈوان (BALDWIN) وغیرہ پھل دینے کی ایسی بے قاعدگی میں مشہور ہیں اور دوسری اقسام مثلاً مشہدی۔ جونتھن (GONTHAN) اور وائن سیپ (WINE-SAP) وغیرہ پچھلے سال کی ڈنٹھل پر پھل دیتے ہیں۔ جن میں ایسی بے قاعدگی کم ہوتی ہے۔

ان عادات کے پیش نظر اکثر یہ سفارش کی جاتی ہے کہ ان گرہوں کی تعداد کو بھی جو بہت زیادہ مقدار میں پھل دیتی ہیں کم کر دینا چاہئے۔ علاوہ ازیں درخت کی ہر سال، اس کی بڑھوتری اور نئے گرہوں کے اگاؤ کے لئے باقاعدہ شاخ تراشی کرنی چاہئے۔ ان درختوں کو اوپر سے نہیں کاٹنا چاہئے۔ کیونکہ یہ عمل شاخوں کے نچلے حصے پر گرہوں کے اگاؤ کو زیادہ کر دے گا جو ایک سال بڑھیں گے اور دوسرے سال پھل پیدا کرنا شروع کریں گے۔ اگر ان ٹہنیوں کو اوپر سے کاٹ دیا جائے تو گرہوں کی بجائے نچلے چشموں سے پتے نکل آئیں گے۔ اور یہ چیز مطلوب نہیں ہوتی۔ یہ شاخوں کے سروں پر گچھے (ROSETTA) کے اُگنے کا تدارک کرتا ہے۔ جنہیں شاخ تراشی کے وقت کاٹنا پڑتا ہے زیادہ عمر کے درختوں کو اسی لئے اوپر سے کاٹا جاتا ہے تاکہ وہ شاخ تراشی کے گھٹاؤ کے عمل سے نیچے ہی رہیں شاخوں کو ہمیشہ نچلی ٹہنیوں کے ظہور کے مقام پر سے کاٹنا چاہئے۔ سیب کی شاخ تراشی کے وقت یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ کام فنی مہارت کا ہے۔ اور ایسے آدمیوں پر اسے نہ چھوڑنا چاہئے جو ماہر نہ ہوں ورنہ فائدے کی بجائے نقصان کا خدشہ ہے۔ بہ الفاظ دیگر غلط قسم کی شاخ تراشی سے شاخ تراشی

Marfat.com

نہ کرنا بہتر ہے جیساکہ بہت سے باغات کے تجربات سے ثابت ہوا ہے

پھل پھول اور آبپاشی

سیب کا پھول عموماً، ۵ نچلی پتیاں، ۵ بالا پتیاں، ۵ مادہ اعضا (CARPELS) اور تقریباً ۲۰ نر اعضا (STAMENS) رکھتا ہے۔ ہر ایک مادہ عضو کے تین حصے ہوتے ہیں۔ جنہیں سٹگما، سٹائل اور اووری کہتے ہیں (STIGMA، STYLE، OVARY) ایک بیضہ دانی میں عموماً دو اویول (OVULE) ہوتے ہیں۔ سیب کی مختلف اقسام میں مادہ اعضا میں اویول مختلف تعداد میں ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مختلف قسم کے سیبوں میں مختلف تعداد میں بیج پائے جاتے ہیں۔

سیب کے پھل کی مناسب بناوٹ کے لئے زردانہ پاشی اور استقرار (FERTILIZATION) دونوں ضروری ہیں۔ ماسوائے کچھ اقسام کے مثلاً بالڈون (BALDWIN) بغیر کسی خاص استقرار کے پھل جس میں چند ہی بیج ہوتے ہیں، دیتی ہے۔ سیب کی کچھ اقسام داخلی زردانہ سے پھل دیتی ہیں

اور کچھ اقسام خارجی زردانہ پاشی (POLLINATION) والی ہیں۔ خوش قسمتی سے ہماری عمومی اقسام داخلی زرپاشی کی ہیں۔ مثلاً گولڈن دی لیشیس، قندھاری، مشہدی اور امری وغیرہ

ہاں البتہ کچھ درآمد شدہ اقسام مثلاً ریڈ ڈی لیشس (RED DELECIOUS) روم بیوٹی (ROME BEAUTY) وغیرہ دوسری اقسام کے زردانہ کی زردانہ پاشی سے اچھا پھل پیدا کرتی ہیں۔ ہمارے سیب اگانے والے باغبانوں کو چاہئے کہ وہ درآمد شدہ اقسام کی خارجی زرپاشی کی ضروریات کا خاص خیال رکھیں وگرنہ خارجی زرپاشی کے مسئلہ کا ہماری تجارتی اقسام میں کوئی وجود نہیں۔

ہاں البتہ چند (ECOLOGICAL FACTORS) محلے وقوعی عوامل سیب کے پھل لگنے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ درجۂ حرارت۔ نمی اور ہوائیں وغیرہ۔ بہت ہی کم درجۂ حرارت مثال کے طور پر پیدائش زردانہ POLLEN GERMINATON میں خارج ہوتے ہیں۔ پھول نکلنے کے وقت یا پھل کے لگنے کے شروع میں کہر (FROST) تمام فصل کو تباہ کر دیتا ہے بارش اور تند ہوائیں درخت کے عمل میں خارجی زردانہ پاشی کے وقت خصوصاً ان اقسام میں جن کے لئے خارجی زردانہ پاشی ضروری ہے حارج ہوتی ہے۔ بعض اوقات کچھ بیماریاں اور کیڑے مکوڑے پھل کے لگنے کی ناکامی کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ دوا پاشی سے ضرر ایک اور وجہ ہے جو پھلوں کے چشموں کو نقصان پہنچاتا ہے جس کی روک تھام، محتاط اور وقت

Marfat.com

پر دوا پاشی کرنے سے کی جا سکتی ہے۔ چند عوامل مثلاً نائٹروجن اور پانی کی کمی بھی غالباً کم مقدار میں پھل لگنے کے ذمہ دار ہیں۔ جیسے کہ پہلے کہا جا چکا ہے شاخ تراشی خاص طور پر کمزور درختوں پر زیادہ پھل لگنے کا ایک موثر ذریعہ ہو سکتی ہے۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ نائٹروجن اور نشاستے کا تناسب بھرپور پھل پر کافی اثر ڈالتا ہے درخت کی زیادہ سبز بڑھوتری نشاستے کے تناسب میں کمی کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

ہمارے پہاڑی علاقوں میں سیب کے درخت پر مارچ کے اختتام سے لے کر اپریل کے وسط تک پھول نکل آتے ہیں اور اس وقت تک مختلف سیب کی اقسام کے تحت پھل لگنا شروع ہو جاتے ہیں۔ مختلف وجوہات مثلاً درخت کی حالت، خوراک اور پانی کی دستیابی، زرپاشی، استقرار کھر سے نقصان، بیماریاں اور کیڑے مکوڑے وغیرہ کے تحت ایک ہی درخت پر ہزاروں پھولوں کے پھل نہیں پیدا ہوتے پھولوں کی کمی قدرتی طور پر ہو جاتی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو پھلوں کی خاصیت اور حجم کم ہو جاتا ہے۔ منڈی میں ان کو پسند نہیں کیا جاتا اور ان کی کھپت مشکل ہو جاتی ہے۔ پس یہ پھول اپنے عروج کے وقت گر جاتے ہیں اور بقیہ جون کے آخر یا جولائی کے شروع میں جن پر پھل نکلتے ہیں گر جاتے ہیں جن کو جون کے مہینے کی گرائی (JUNEDROP) کہتے ہیں۔ نتیجتاً درخت پر بقیہ پھل مناسب خاصیت اور رنگ کے لگتے ہیں جو کہ قابل فروخت ہوتے ہیں۔ سیب کے پھل کا حجم اور خاصیت بڑھانے کے لئے بعض اوقات کافی تعداد کے پھول والے درخت کے پھولوں کو کم کرنے کے لئے ہاتھ سے یا کیمیائی سپرے سے کام لیا جاتا ہے۔

سیب کے پھل دینے کی عادت ایک اہم مسئلہ ہے۔ جسے باغبان کو اچھی طرح سے سمجھنا چاہئے کیونکہ اسے باغ میں گڈائی، کھدائی، کھاد دینا، آبپاشی اور شاخ تراشی اس کے مطابق کرنی چاہئے تاکہ وہ سیب کی اچھی فصل برداشت کر سکے۔ سیب کے درخت میں چشمہ ہائے جانبین (LATERAL BUDS) ہمیشہ جاری سال میں پتوں کے درمیان اچھی اُگی ہوئی شاخ کے اطراف پر اگاڈ کے موسم کے خاتمہ پر اُگ آتے ہیں۔ اس شاخ کے اوپر والے کنارے کے قریب والے چشمے اس شاخ کی جڑ کے قریب والے چشموں سے اچھی حالت میں ہوتے ہیں۔ ان اچھی حالت والے چشموں سے اگلے سال چھوٹی ٹہنیاں بنتی ہیں۔ جو نیچے (SPURS) کہلاتے ہیں۔ یہ نیچے اپنے پہلے سال میں بڑھتے ہیں اور دوسرے سال پھل اُگاتے ہیں۔ ان نیچوں کے کناروں پر دو چشمے ہوتے ہیں ایک پھول لانے

Marfat.com

ہے اور نتیجتاً پھل دیتا ہے اور دوسرا جو تھوڑا سا جنب (SIDE) کی طرف ہوتا ہے۔ لمبائی میں بڑھتا ہے جو کہ سالانہ مشاہدے سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے۔ پس یہ نیچے (SPURS) بڑھتے ہیں۔ اور پھل دیتے ہیں۔ اسی لئے عام حالات میں درخت کو نیچے (SPURS) ہر سال دینے چاہئیں اور سالانہ پھل پیدا کرنے چاہئیں۔ لیکن بہت سی سیب کی اقسام میں پھل پیدا نہیں ہوتا مثلاً گولڈن ڈی لیشس کیونکہ کچھ چھوٹے نیچے (YOUNG SPURS) اپنے دوسرے سال پھل نہیں دیتے اور غالباً ایک سال بعد دوسرے بیجوں کے ساتھ پھل دیتے ہیں۔ درخت ہر دوسرے سال پھل دینے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ جب تک انہیں شاخ تراشی اور دیگر باغبانی کے طریقوں سے ٹھیک کر کے نئے نیچے نئی شاخوں سے پیدا نہ کئے جائیں اس سیب کے درخت کی ہمیشہ اس طرح حفاظت کی جائے کہ وہ زیادہ چشمہائے جانبین پیدا کرے اور نتیجتاً ہر سال بیں زیادہ تعداد بیں نیچے (SPURS) پیدا ہوں ہاں البتہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اغلباً شدید شاخ تراشی درخت کی بڑھوتری کو زیادہ کرے اور چشمہ ہائے جانبین ایسی شاخیں پیدا کریں جو بجائے نیچے (SPURS) دینے کے چشمہ ہائے جانبین پیدا کریں۔ ایسا عموماً چھوٹے اور بڑھوتری والے درختوں میں پایا جاتا ہے لیکن پھر بھی اس کی سفارش کی جاتی ہے۔ کیونکہ ایسی حالت بہت کم مواقع میں پائی جاتی ہے۔

پیداوار اور برداشت

گرچہ سیب کی مختلف اقسام میں پھل دینے کی عمر مختلف ہوتی ہے لیکن عام طور پر سیب کا درخت ۵ سے ۷ سال کی عمر میں پھل دینا شروع کر دیتا ہے۔ ہماری عام تجارتی اقسام مثلاً گولڈن ڈی لی شیس (GOLDEN_DELICIOUS) قلات سپیشل، امری، مشہدی اور قندھاری وغیرہ عموماً اسی عمر میں پھل دینا شروع کرتی ہیں۔ جبکہ کچھ درآمد شدہ قسمیں مثلاً روم بیوٹی (ROME_BEAUTY) جونے تھن (JONATHAN) ونٹر بینا (WINTER BANNANA) اور کئی دیگر اقسام ایک آدھ سال پہلے پھل دینا شروع کر دیتی ہیں۔ بعض دیگر درآمد شدہ اقسام مثلاً ریڈ ڈی لیشس (RED DELICIOUS) گرے وین سٹون (GRAVENSTAIN) رہوڈ آئی لینڈ گرین (RHODE_ISLAND GREEN) وغیرہ ایک آدھ سال بعد میں پھل دیتی ہیں۔ ہمارے حالات کے تحت سیب کا درخت جب تک ۱۰، ۱۲ سال کی عمر تک کا نہیں ہو جاتا تجارتی لحاظ سے خاص پیداوار

Marfat.com

نہیں دیتا۔ سیب کے درخت کی عمر کافی حد تک مختلف عوامل مثلاً زمین کی قسم، آب وہوا، آبپاشی شاخ تراشی، بیماریوں اور مکوڑوں کے حملہ کے تدارک پر منحصر ہے۔ اگر تمام حالات معتدل ہوں تو سیب کے درخت کی عمر ۵۰ سے ۶۰ سال تک اور اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

سیب کے درخت کی تجارتی اعتبار سے اچھی پیداوار بھی زمین کی قسم، سیب کے درخت کی قسم اور باغ کی نگہداشت پر مبنی ہے۔ اگر ان عناصر کو اچھی طرح بروئے کار لایا جائے تو اچھی خاصی پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے۔ اوسطاً سیب کے درخت اوائل عمر میں چند سیر پیداوار دیتے ہیں اور دو سے تین من تک پہنچتی ہے۔ اور غالباً جب درخت اپنی پوری طاقت پر پہنچتا ہے تو پیداوار اس سے بھی بڑھ جاتی ہے پیداوار اس لحاظ سے بھی زیادہ حاصل کی جاسکتی ہے، اگر درختوں کی خاص حفاظت جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کی جائے۔

عموماً سیب کے درخت ۳۰ فٹ کے فاصلے پر لگائے جاتے ہیں اور اس طرح ایک ایکڑ میں پچاس درخت لگائے جاسکتے ہیں اور اوسطاً ایک ایکڑ سے ۱۲۵ سے ۱۵۰ من تک پیداوار حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس سے کم مقدار کی پیداوار کا مطلب ہے کہ باغ کی اچھی طرح سے حفاظت نہیں کی گئی۔

جہاں تک پھل اتارنے کا تعلق ہے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ پھل اتارنے کے وقت پھل کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے اور پھل اتارنے کے بعد پنجے (SPURS) اپنی اصلی حالت پر قائم رہیں۔ باغبان کو پھل اتارنے کے وقت کا پابند ہونا چاہیئے۔ ہمارے بہت سے رنگدار سیب درخت پر اپنا رنگ تبدیل کرتے ہیں۔ اور ذخیرہ اندوزی کے وقت ان پر کوئی رنگ نہیں آتا۔ ہماری اقسام مثلاً امری، قلات، سپیشل مشہدی، کشمیری، ریڈ گرما وغیرہ تمام اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جبکہ گولڈن ڈی لیشس اور قندھاری اقسام کو ذرا پہلے اتار لینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ اپنا رنگ، ذائقہ، خوشبو وغیرہ ذخیرہ اندوزی کے بعد پکڑتے ہیں اگر باغوں کے درخت کو جھٹکا دیا جائے یا ایک ہی وقت میں مناسب مقدار میں زیادہ پھل اتارا جائے تو اس سے پھل کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور ایسا نہ ہو کہ ذرا سی بے پرواہی سے تمام سال کی محنت رائیگاں جائے۔

مختلف اقسام میں پھل اتارنے کا وقت مختلف ہے۔ سیب کی اگیتی اقسام جون کے آخر میں پھل دینا شروع کر دیتی ہیں۔ درمیانی موسم والی اقسام جولائی اور اگست میں پھل دیتی ہیں۔ جبکہ پچھیتی اقسام ستمبر اور اکتوبر میں پھل دیتی ہیں

Marfat.com

اقسام

ہماری سبیب کی مشہور اقسام جو کامیابی سے اس ملک میں کاشت ہو رہی ہیں مندرجہ ذیل ہیں ۔

چوٹا یا شکر سیب

یہ چھوٹے حجم کا سبزی اور سفیدی مائل رنگ کا سیب ہے یہ عموماً گرم علاقوں میں اگایا جاتا ہے اور اسے دوسرے سیب کی درآمد شدہ اقسام کے لیے بطور روٹ سٹاک (ROOT STOCK) استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا پھل جون کے مہینے میں منڈی میں آنے لگتا ہے یہ زیادہ مقدار میں پھل دیتا ہے۔

ایڈ گرما

یہ چھوٹے حجم کا اور گہرے سرخ رنگ کا سیب ہے۔ اسے عموماً پھل کی خوبصورتی اور پھل جلدی میسر آنے کی وجہ سے پسند کیا جاتا ہے۔ یہ پھل جون کے آخر میں منڈی میں آنے لگتا ہے۔ یہ کافی مقدار میں پھل دینے والا ہے۔

شکر پارہ

سفیدی مائل درمیانے حجم کا سیب ہے اور (کریب) چوٹا سیب سے ملتا جلتا ہے۔ بجز اس کے کہ یہ اس سے حجم میں بڑا ہوتا ہے۔ یہ منڈی میں ماہ جولائی کے وسط میں دستیاب ہوتا ہے۔ بہت بڑے پیمانے پر اس کی کوشت کی سفارش نہیں کی جاتی۔ یہ کافی مقدار میں پھل دیتا ہے۔

ریڈ اسٹرکان

یہ سبزی اور سرخی مائل بڑے حجم کا اور گھٹے ذائقے والا سیب ہے۔ اسے پکانے میں استعمال کیا جاتا ہے (COOKING APPLE) جولائی کے شروع میں دستیاب ہوتا ہے۔ کافی مقدار میں پھل دینے والا ہے۔

کشمیری

یہ سفیدی مائل سرخ رنگ کا درمیانے حجم کا خوشنما، ذائقہ دار اور کافی دیر تک اچھا رہنے والا سیب ہے۔ اس کی بڑے پیمانے پر کاشت کی سفارش کی جاتی ہے۔ یہ خشک پہاڑی علاقے میں خاصی کامیابی سے اگایا جاتا ہے۔ یہ جولائی کے وسط میں منڈی میں دستیاب ہوتا ہے کافی مقدار میں پھل دیتا ہے

Marfat.com

ونٹر بنانا

یہ سفید، سرخی مائل، پیلے رنگ کا رس والا ذائقہ دار اور بڑے حجم کا سیب ہے۔ یہ کوئٹہ اور قلات کی کمشنریوں میں اچھی خاصی کامیابی سے اگتا ہے۔ لیکن شدید حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کی بڑے پیمانے پر کاشت کی سفارش نہیں کی جاتی۔ جولائی کے اختتام پر منڈی میں دستیاب ہوتا ہے اگرچہ یہ زیادہ مقدار میں پھل دینے والا ہے۔ لیکن پکنے سے پہلے پھل گر جانے کی عام شکایت ہوتی ہے

مشہدی

سرخ جھال کے ساتھ سفید، ذائقے میں بہت میٹھا۔ حجم میں درمیانہ اور کوئٹہ میں خاصی کامیابی سے اگایا جاتا ہے۔ یہ ذخیرہ کیے جا سکنے کی درمیانہ اوصاف کا حامل ہے۔ اگست کے اختتام پر برداشت کرنے والی قسم ہے۔ درمیانہ مقدار میں پھل دینے والی ہے

قندھاری

اس قسم کا پھل سبز رنگ کا درمیانہ حجم کا بہت ہی میٹھا اور رس دار ہے۔ ہر جگہ اپنے ذائقے کے لیے پسند کیا جاتا ہے۔ اسے کافی عرصے تک ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔ اگست کے وسط میں قابل برداشت ہو جاتا ہے۔ کافی مقدار میں پھل دیتا ہے۔

ریڈ ڈی لی شیس

اس قسم کا پھل بڑے حجم کا، سرخ رنگت کا، کندھوں سے گول اور پیندے سے مخروطی ہوتا ہے۔ میٹھا اور رس دار ہوتا ہے۔ یہ پارا چنار اور مری کی پہاڑیوں میں وسیع رقبہ پر کاشت کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی بڑے پیمانے پر ترویج کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایک بہت اچھی قسم ہے اور مالک کو اچھی رقم دلاتا ہے

کشمیری لیٹ

اس کا پھل سبزی مائل گلابی رنگت کا اور درمیانے حجم کا ہوتا ہے۔ اسے وسیع پیمانے پر نہیں اگایا جاتا اکتوبر کے شروع میں دستیاب ہوتا ہے۔ درمیانی مقدار میں پھل دیتا ہے

امری

اس کا پھل گہرے سرخ رنگ کا، بڑے حجم کا اور بہت پرکشش اور شیریں ہوتا ہے۔ لیکن تھوڑا بہت ریشہ دار ہوتا ہے۔ اس میں ذخیرہ کرنے کی خاصیت بڑی اچھی ہے۔ اور اسے کوئٹہ اور قلات کی

Marfat.com

کشمیریوں میں وسیع پیمانے پر اگایا جاتا ہے۔ سیب کی دیگر اقسام سے مہنگا بکتا ہے۔ پھل کی مقدار اور تعداد درمیانہ ہوتی ہے۔

گولڈن ڈی لی شیس

یہ سبزی مائل زرد رنگ کا بڑے حجم کا سیب ہے۔ یہ سنہری رنگ کا ہو جاتا ہے اور خوش کن طور پر ذائقہ دار اور خوشبو دار ہوتا ہے۔ بہت ہی میٹھا، رس دار اور ذائقہ دار ہوتا ہے۔ اسے بہت ہی کامیابی سے ملک میں سیب پیدا کرنے والے علاقوں میں اگایا جاتا ہے۔ اس کے ذخیرہ کرنے کی خاصیت بہت ہی عمدہ ہے۔ اسے سرد درجہ حرارت اور برفانی گودام (COLD STORAGE) میں بہت ہی عرصے تک رکھا جا سکتا ہے۔ یہ اکتوبر کے وسط میں دستیاب ہوتا ہے۔ کافی مقدار میں پھل دینے والا ہے۔

قلات سپیشل

یہ گہرا سرخ اور بڑے حجم والا پھل ہوتا ہے۔ ذائقے میں اگرچہ بہت اچھا ہوتا ہے لیکن تھوڑا بہت تیزابی مادہ رکھتا ہے۔ کوئٹہ اور قلات کے حالات میں بہت ہی کامیابی سے اگایا جاتا ہے زیادہ بلندی پر اچھے رنگ والا اور اچھا ذائقہ دار پھل دیتا ہے۔ اس کے محفوظ رکھنے کی خاصیت کافی اچھی ہے اور کافی عرصہ تک رکھا جا سکتا ہے۔ اکتوبر کے شروع میں دستیاب ہوتا ہے۔ درمیانی مقدار میں پھل دیتا ہے۔

استعمال

سیب پہاڑی سرد علاقوں میں اور خاصی بلندی پر اگایا جاتا ہے سیب پیدا کرنے والے خاص علاقے مندرجہ ذیل ہیں۔

کوئٹہ، قلات ڈویژنوں، مری کی پہاڑیوں، پارا چنار، ایبٹ آباد اور ڈیرہ اسماعیل خاں ڈویژن ان علاقوں میں پیدا شدہ سیب مقامی طور پر کم مقدار میں کھپتا ہے۔ اس کی زیادہ تر کھپت میدانی علاقوں میں ہوتی ہے۔ یہاں یہ فوراً بک جاتا ہے۔ آمد و رفت کے تسلی بخش حالات ہیں۔ بڑے پیمانے پر پاکستان کے مشہور بڑے بڑے شہروں مثلاً کراچی، لاہور، راولپنڈی، ملتان، پشاور اور حیدرآباد وغیرہ میں آسانی سے تجارتی پیمانہ پر لایا جاتا ہے۔ عام طور پر پھل پہلے ریلوے سٹیشن یا منڈی میں لے جایا جاتا ہے اور اس کے بعد چھوٹے قصبوں میں بھیجا جاتا ہے۔ ہماری بہت

Marfat.com

سی تجارتی اقسام مثلاً گولڈن ڈیلی شیس (GOLDEN DELECIOUS) امری (AMRI) قلات سپیشل، ریڈ ڈی لی شیس (REDDELECIOUS) اور قندھاری وغیرہ چونکہ کافی عرصہ تک رکھی جاسکتی ہیں۔ اس لئے انہیں پھل اتارنے کے بعد کافی دیر تک رکھا جاتا ہے۔ ان کے ذخیرے عموماً بڑے لکڑی کے بکسوں (CRATES) یا ٹوکروں یا کھلے کمروں میں تھوڑی سی چاول کی پرالی سے ڈھانک کر کئے جاتے ہیں تاکہ پھل ذائقہ اور خوشبو اچھی طرح سے حاصل کرلے۔ اور منڈی میں بکنے کے لئے گلنے سڑنے نہ پائے۔ ذخیرہ شدہ سیب کے پھل کو کم از کم مہینے میں ایک دفعہ دیکھا جاتا ہے۔ تاکہ گلے سڑے پھلوں کو علیحدہ کیا جا سکے۔

پھل کی زیادہ مقدار جو کہ پہاڑی علاقوں میں اگائی جاتی ہے۔ عام طور پر میدانی علاقوں میں آکر فروخت ہوتی ہے۔ جس سے سیب کے باغبانوں کی اقتصادی حالت بہتر ہو رہی ہے۔ اگرچہ منافع کا بیشتر حصہ دلال لے جاتے ہیں تاہم شروع موسم میں سیب کا بھاؤ اچھا ہوتا ہے اور ۴۰ سے ۵۰ روپے من تک بکتا ہے۔ دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں بھاؤ اور بھی بڑھ جاتا ہے اور فی من نرخ ۲۷ سے ۸۰ روپے تک ہوتا ہے اکثر باغبان اچھے باغات سے ۳۰۰۰ روپے سے لے کر ۴۰۰۰ روپے تک فی ایکڑ آمدنی حاصل کرتے ہیں جو نہایت معقول آمدنی ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، ابھی تک ہمارے ملک میں سیب کی کل پیداوار اتنی زیادہ نہیں کہ عوام مناسب داموں پر اسے خرید سکیں۔ اس لئے ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ رقبہ سیب کے زیر کاشت لایا جائے اور مستقبل میں باغات طرز جدید پر لگائے جائیں تاکہ عمدہ اور زیادہ مقدار میں پھل حاصل کئے جا سکیں صرف اسی صورت میں ہم سیب کی وافر پیداوار بیرونی ممالک میں برآمد کر سکتے ہیں۔ اور زائد پھل کو دوسرے استعمال میں لا سکتے ہیں۔ سیب سے مربّہ، سیب کا رس، سیب کا جام یا سکھائے ہوئے سیب کے ٹکڑے، سیب کا شربت اور ایسی دیگر مصنوعات ملک میں تیار کی جا سکتی ہیں۔

دشمن کیڑے مکوڑے اور بیماریاں

سیب کے مشہور مضرت رساں کیڑے مکوڑے اور بیماریاں مندرجہ ذیل ہیں۔

Marfat.com

کاڈلنگ ماتھ

یہ سیب، ناشپاتی اور بہی کا خطرناک کیڑا ہے۔ بعض دفعہ یہ ۲۰ فیصد سے لیکر ۸۰ فیصد تک سیب کو نقصان پہنچاتا ہے۔ موسم سرما میں اس کے لاروے (LARVAE) سیب کے درختوں کی ٹہنی اور تنے کے خشک اور نرم چھلکوں میں چھپے رہتے ہیں۔ موسم بہار میں پر دانے ماتھ (MOTH) نکل آتے ہیں۔ پتوں کی اندرونی طرف پر انڈے دیتے ہیں۔ نئے نکلے ہوئے لاروے پھول کے پیالے (CALYX CUP) میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور پھل کے اندر پرورش پاتے رہتے ہیں۔ جون اور جولائی میں لاروے (LARVAE) پھل سے باہر نکل آتے ہیں۔ لاروؤں کی دوسری نسل پھر پھل پر حملہ آور ہوتی ہے۔

علاج

موسم سرما میں خشک چھلکوں (DRY BARKS) کو چھیل دینا چاہیئے اور چھپے ہوئے لاروؤں پیوپوں (PUPAE) کو جمع کر کے تلف کر دینا چاہیئے۔ درختوں پر ۷۵ فیصد ڈی ڈی ٹی (۱۰۰ گیلن پانی میں ۱½ پونڈ) یا ڈپٹریکس (DIPTREX) ۱۰۰ گیلن پانی میں ایک پونڈ کا چھڑکاؤ کرنا چاہیئے۔ پہلا چھڑکاؤ کالکس سٹیج (CALYX STAGE) کے وقت کرنا چاہیئے اور باقی تین چھڑکاؤ پتوں پر ہر پندرہ دن کے بعد کرنے چاہئیں۔

خاردار سنڈی

خاردار سنڈی کے لاروے (LARVAE) موسم بہار میں پتوں پر حملہ کرتے ہیں۔ یہ شاید حملے کے وقت سیب کے تمام پتے کھا جاتے ہیں۔ موسم سرما میں ان کے لاروے اکٹھے کر کے تلف کر دینے چاہئیں۔ موسم بہار اور موسم گرما میں ۷۵ فیصد ڈی ڈی ٹی کا چھڑکاؤ (۱۰۰ گیلن پانی میں ½۱ پونڈ) مفید ثابت ہوگا۔

پتے گرانے والا کیڑا

سیب کے پتے گرانے والا کیڑا، پتوں کے ریشی ریشوں کے اندر انہیں کھاتا ہوا پایا جاتا ہے۔ شدید حملے کے وقت درخت پتوں سے خالی نظر آتا ہے۔ ½۱ پونڈ ۷۵ فیصد ڈی ڈی ٹی کا چھڑکاؤ (۱۰۰ گیلن پانی میں) اسے تلف کرنے میں فائدہ مند ہے۔

Marfat.com

گرین ایفڈز

ایفڈز (APHIDS) پتوں پر حملہ کرتے ہیں اور پتوں کی اونچی سطح پر بیٹھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ حملہ شدہ پتے ٹیڑھے اور خشک ہو کر گر جاتے ہیں۔ ۱۰ اونس پیراتھیان (PARATHIAN) میلاتھیان (MALATHION) فولی ڈال (FOLIDOL) یا میٹاسس ٹاکس (MATASYSTOX) کا ۱۰۰ گیلن پانی میں محلول بنا کر چھڑکنا مفید ہے۔

کوئٹہ بورر

لاروے شاخوں اور تنوں میں سوراخ کرتے ہیں۔ حملہ شدہ شاخوں کی شاخ تراشی کرنی چاہیئے۔ کپاس کے پھوے (PLUGS) فولی ڈال میں بھگو کر سوراخ کے منہ پر رکھ دینے چاہئیں اور اوپر سے کیچڑ کے ساتھ پلستر کر دینا چاہیئے۔

مائٹس

مائٹس سیب کے اور دیگر اشجار کے پتوں پر حملہ کرتے ہیں اور پتوں کی نچلی سطح پر رہتے ہیں موسم سرما میں ونٹر آئل (سرمائی تیل) (۶ گیلن ۱۰۰ گیلن پانی میں ملا کر چھڑکنا انسداد کے لئے نہایت مؤثر ہے۔

بیماریاں

ڈائی بیک آف ایپل

یہ بیماری ڈنٹھلوں، شاخوں اور تنے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ بیماری کوئٹہ قلات ڈویژنوں کی اونچی زمینوں پر ہر جگہ پائی جاتی ہے اگرچہ تمام سال موجود رہتی ہے لیکن موسم گرما میں شدت پر ہوتی ہے۔ کمزور درخت فوراً اس بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایک بار چھال خور کیڑا (BARK BORER) بھی اس بیماری کے ساتھ حملہ آور ہوتا ہے۔ سوکھے ڈنٹھل موسم سرما میں علیحدہ کر دینے چاہئیں۔ تنے اور شاخوں کے دوسرے شگافوں پر لائیسول (LYSOL) کے ساتھ تیل ملا کر مل دینا چاہیئے جنوری کے مہینے میں درختوں کو دھو دینا نئے شگاف کی پیدائش کو روکنے میں مدد ثابت ہوتا ہے۔ اس بیماری کو روکنے کے لئے درخت کی صحت کو برقرار رکھنا چاہیئے۔

Marfat.com

ملڈیو آف اپیل

یہ بیماری نرسری کے پودوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ کشمیر اور قندھار کے سیب کے علاقے بعض اوقات اس بیماری سے شدت سے متاثر ہوتے ہیں۔ یہ بیماری عموماً مارچ اور اپریل کے موسم میں جبکہ درجہ حرارت معتدل اور نمی نسبتاً زیادہ ہو، نئی شاخوں پر پھیلتی ہے۔ سیلفران (SALFARAN) کا چھڑکاؤ کچھ حد تک اس بیماری کا تدارک کرتا ہے۔

پختہ سیب کا گلنا سڑنا

یہ بیماری سیب کے کاشت والے تمام علاقوں میں پائی جاتی ہے اور کافی نقصان پہنچاتی ہے۔ یہ بیماری جب پھل پکنے پر ہوتا ہے اور شکر کی مقدار پھل میں بڑھتی ہے۔ شدت اختیار کرتی ہے۔ یہ عموماً کیڑوں کے نقصانات کے برابر نقصان پہنچاتی ہے۔

ایک فیصد زرلیٹ (ZERLATE) یا فرمیٹ (FERMATE) کا چھڑکاؤ اس کے نقصانات کو کافی حد تک کم کر دیتا ہے۔

مصنوعات

سیب کے پھل سے مندرجہ ذیل مصنوعات تیار کی جا سکتی ہیں۔

(۱) مُربّہ جات

(۲) جیلی

(۳) کینڈی یا خشک مُربّہ

(۴) پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنا

(۵) خشک پھل

مُربّہ

سیب سے نہایت اعلیٰ قسم کا مربّہ تیار کیا جا سکتا ہے۔

پھل کا انتخاب

سیب پختہ ہونا چاہیئے تاکہ اس کا باریک چھلکا آسانی سے اُتر سکے نیز یکساں رنگ اور

Marfat.com

جسامت کا پھل ہو۔

دھونا اور چھلکا اتارنا

چھلکا اتارنے سے پہلے پھل کو صاف پانی سے دھولینا چاہیئے۔ اور ایک خاص قسم کے چاقو سے جس کو (PEELING KNIFE) کہتے ہیں، چھلکا اتار لیا جائے اور ساتھ ہی کسی نوک دار تنکے یا کانٹے سے پھل میں چھید کرنے چاہئیں اور پھل کی سطح ہموار کرنی چاہیئے۔ پھل چھیل کر دو فیصد نمکین پانی کے محلول میں ڈالنے چاہئیں تاکہ ہوا لگنے سے چھیلے ہوئے پھل کا رنگ خراب نہ ہو۔

کھانڈ کا قوام تیار کرنا

ایک سیر ---- سیب کے لئے ایک سیر چینی درکار ہوتی ہے اور ایک سیر چینی میں ۳- ۴ چھٹانک پانی ڈال کر پکائیں۔ یہاں تک کہ قوام تیار ہو جائے۔ درجہ حرارت ۲۲۴ درجہ فارن ہیٹ

پھل کا پکانا

قوام میں پھل ڈال کر اچھی طرح پکائیں۔ حتےٰ کہ درجہ حرارت دوبارہ ۲۲۴ درجہ فارن ہیٹ ہو جائے اور ان کے بعد رات بھر پڑا رہنے دیں۔ دوسرے روز شربت اور پھل دونوں کو پکائیں تاکہ شربت گاڑھا ہو جائے اب اس تیار شدہ مربہ کو کسی شیشے کے مرتبان یا کسی صاف برتن میں بھر کر رکھدیں۔

جیلی

پھل کا انتخاب

جیلی کے لئے پختہ اور مختلف جسامت کے پھل استعمال میں لائے جا سکتے ہیں۔

پھل کا کاٹنا

پیشتر اس کے کہ پھل کو کاٹا جائے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ جیلی کے لئے اعلیٰ قسم کے پھلوں کی ضرورت نہیں۔ بلکہ نرُش پھل بہتر ہیں۔ پھل کو خوب دھوئیں اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر پتیلے میں ڈال دیں پھل چھیلنا نہیں چاہیئے۔

پکٹن نکالنا

کنزے پھل میں اتنا پانی ڈال دیں کہ پھل کے ٹکڑے اس میں ڈوب جائیں اور ایک سیر

Marfat.com

میں لیموں کا رس ڈال دیں اور آگ پر رکھ کر گرم کریں حتیٰ کہ ابلنے لگے۔ جس وقت پھل کے ٹکڑے نرم ہو جائیں۔ تو کسی شیشے کی ٹیوب میں ایک چمچہ اس پانی کا لے کر ٹھنڈا کریں اور اس میں دوگنی مقدار میتھلیٹڈ سپرٹ ڈالیں۔ اگر اس میں سخت تودہ یا درمیانی قسم کا تودہ بنے تو اس کو آگ پر سے اتار لیں اور کسی ململ کے کپڑے میں ڈال کر نچوڑ لیں، ہاتھ سے نہ دبائیں۔ اگر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنیں تو اس کو اور گرم کریں۔

کھانڈ ملانا

چھانے ہوئے رس میں مندرجہ ذیل مقدار میں کھانڈ ملائیں۔

زیادہ پکیٹن	آدھ سیر رس	آدھ سیر کھانڈ
درمیانی پکیٹن	آدھ سیر رس	¼ چھٹانک کھانڈ

جیلی پکانا

پیکیٹن میں کھانڈ ملا کر اس کو پکنے دیں حتیٰ کہ باریک بلبلے نمودار ہونے شروع ہوں تو چمچہ میں ڈال کر شیٹنگ ٹسٹ کر لیں اور بڑے بڑے تودے گریں تو جیلی تیار ہے ورنہ اس کو اور زیادہ ابالنا چاہیئے۔ جس وقت جیلی تیار ہو جائے تو اسے شیشے کے صاف برتنوں میں ڈال کر رکھ لیں تاکہ وہ جم جائے۔

موم ڈالنا

عام موم پگھلا کر ½ انچ تہہ بوتل یا جار کے اوپر جمائیں ایسا کرنے سے جیلی عرصہ تک خراب نہ ہوگی۔

نوٹ:۔ لیموں کے رس کی بجائے اگر ٹارٹری ایک ماشہ فی آدھ سیر کے حساب سے ڈال لیں تو بہتر ہے۔

Marfat.com

ناشپاتی

ناشپاتی غذائیت سے بھرپور لذیذ پھل ہے اس میں شکر کا تناسب تقریباً ۱۲ فیصد ہوتا ہے۔ شکر کے علاوہ اس میں معدنی اجزاء کی مقدار مثلاً لوہا اور فاسفورس بھی کافی ہوتی ہے۔ ناشپاتی کی کاشت اگرچہ پاکستان کے اکثر علاقوں میں ہوتی ہے لیکن اس کے باغات پشاور اور کوئٹہ ریجن میں کثرت سے ملتے ہیں۔ وادیٔ پشاور میں ناشپاتی کے باغات بڑی تجارتی اہمیّت رکھتے ہیں۔ بیش قیمت زرعی املاک ہونے کے علاوہ یہ کثیر زرعی آمدنی کا آسان ذریعہ ہیں۔

زمین

ناشپاتی کے باغ مختلف قسم کی زمینوں مثلاً ہلکی، ریتلی اور چکنی مٹی وغیرہ میں کامیابی کے ساتھ لگائے جا سکتے ہیں۔ لیکن ایسی زمین جو نسبتاً بھاری ہو اور ان میں ریت کا تناسب درست ہو ناشپاتی کے باغات کے لئے موزوں سمجھا جاتا ہے۔ ناشپاتی کے درخت ایسی زمین میں بھی جس میں تیزابیت زیادہ ہو۔ یا جو کہ سیم زدہ ہو کسی حد تک کامیابی کے ساتھ لگائے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات دیگر پتھر جھڑ قسم کے پھلدار درختوں مثلاً آڑو، آلوچہ اور خرمانی میں نہیں پائی جاتی ۔پہاڑی علاقوں کی گہری زمینیں جن کی

Marfat.com

جڑوں کو مناسب نمی مل سکتی ہو۔ ناشپاتی کی کاشت کے لئے نہایت موزوں ثابت ہوتی ہیں۔

آب وہوا

ناشپاتی کے باغات سطح سمندر سے ایک ہزار تا سات ہزار فٹ بلندی تک لگائے جا سکتے ہیں۔ ناشپاتی کی قسم کیفر کا پھل میدانی علاقوں میں یکساں نہیں پکتا۔ سیب اور دیگر پت جھڑ قسم کے پھلوں کے مقابلے میں ناشپاتی کے درخت سخت سردی کا زیادہ مقابلہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ۲۸° ف پر بھی اس کے درختوں کو نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن موسم بہار کے دوران کہر پڑنے سے اس کے درختوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے اور اس پر ان دنوں پھوٹنے والے چشمے بری طرح متاثر ہو کر پھل کی پیداوار کو گھٹا دیتے ہیں۔ ناشپاتی کے درخت سخت سردی کے علاوہ سخت گرمی کا بھی مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ۱۱۲° ف پر اس کے درخت کامیابی سے پھل سکتے ہیں۔ ناشپاتی کے درختوں میں سخت سردی اور سخت گرمی کے علاوہ خشک حالات کے مقابلہ کرنے کی صلاحیت بھی موجود ہے لہٰذا ایسے مقامات جہاں سالانہ بارش کی اوسط ۱۲ انچ سے بھی کم ہو اس کے باغات پروان چڑھتے ہیں یہی چند وجوہ ہیں کہ ناشپاتی کے باغات پشاور کے میدانی اور پہاڑی علاقوں میں کثرت سے نظر آتے ہیں۔

افزائش

ناشپاتی کے قریباً تمام تجارتی اقسام کی افزائش چشمہ یا پیوند کے ذریعے کی جاتی ہے اس مقصد کے لئے جنگلی (بٹنگی)، ناشپاتی بطور روٹ سٹاک استعمال کی جاتی ہے۔ جنگلی بٹنگی کے نوعمر پودوں کا ذخیرہ اکتوبر، نومبر کے مہینوں میں جمع کر کے نرسری میں ½ ۲ فٹ چوڑی قطاروں میں لگا دیا جاتا ہے بعد ازاں ان پر اعلیٰ اقسام کے ناشپاتی کے پیوند یا چشمے لگائے جاتے ہیں۔ پھانا نما پیوند لگانے کا کام جنوری اور فروری کے مہینوں میں کیا جاتا ہے اور اگر کچھ پودے پیوند سے رہ جائیں یا ناکام رہیں تو ان پر ماہ جولائی، اور اگست میں ٹی نما چشمہ چڑھا دیا جاتا ہے اگر پیوند لگایا گیا ہو تو پودوں کو نشوونما کے لئے زیادہ وقت مل جاتا ہے جس کی وجہ سے پودے کافی بڑھ جاتے ہیں۔

باغ لگانا

نرسری سے پودے جنوری اور فروری کے مہینوں میں چشمے پھوٹنے سے پہلے باغ میں منتقل کئے جاتے ہیں۔ باغ عام طور پر صوبہ بھر میں مربعہ طریقہ سے لگایا جاتا ہے۔ چونکہ یہ باغ لگانے کا بہت سادہ

Marfat.com

اور آسان طریقہ ہے اس طریقہ سے ایک اور فائدہ یہ ہے کہ درختوں کی قطاروں کے درمیان صفائی اور کاشت بہ آسانی کی جاتی ہے۔ درخت سے درخت کا فاصلہ عام طور پر ۲۰ سے ۲۵ فٹ رکھا جاتا ہے لیکن چند ایک باغبانی بھی ہیں جو تقریباً ۱۶ ½ فٹ چوڑے قطاروں میں باغ لگاتے ہیں لیکن اس قدر تنگ فاصلہ سے اچھے نتائج حاصل نہیں ہوتے۔ چونکہ درخت نہ صرف گھنے ہو کر کاشتی عوامل میں دشواریاں پیدا کرتے ہیں بلکہ ان سے حاصل ہونے والے پھل بھی گھٹیا قسم کے ہوتے ہیں ناشپاتی کی ایسی اقسام جو لمبائی میں زیادہ سیدھی بڑھتی ہوں مثلاً "لیکانٹ" کے لئے پودے سے پودے کا فاصلہ اٹھارہ فٹ رکھنا موزوں ثابت ہوا ہے جب کہ زمین درمیانی قسم کی ہو۔ زمین اگر کمزور ہو تو فاصلہ نسبتاً زیادہ کر دینا چاہئے۔ دیگر ممالک میں جہاں ناشپاتی کے باغات لگائے جاتے ہیں فاصلہ ۲۴ × ۲۴ فٹ رکھا جاتا ہے لیکن مغربی پاکستان میں ناشپاتی کے باغات کے لئے اس قدر زیادہ فاصلہ موزوں نہیں سمجھا جاتا۔

باغ کی نگہداشت

پودوں کی تربیت اور شاخ تراشی

تربیت اور شاخ تراشی کے لحاظ سے ناشپاتی کا مقابلہ سیب کے درختوں کے ساتھ کیا جا سکتا ہے چونکہ ان کے درختوں پر پھل اسی انداز سے لگتا ہے۔ سیب کی طرح ناشپاتی کے دو سالہ درختوں پر بھی شاخوں پر پھل پیدا ہوتا ہے۔ پھل پیدا کرنے والی شاخ اپنی ہر ایک گرہ پر چار و دو سال تک پھل دیتی ہے۔ لہٰذا درخت کی شکل و نشوونما کو اچھی حالت میں برقرار رکھتی اور ان سے اچھی قسم کا پھل حاصل کرنے کیلئے شاخ تراشی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ پودوں کی اوائل عمر میں تربیت بہت ضروری ہے۔ چونکہ درخت کی مناسب تربیت سے ان کا ڈھانچہ تیار کیا جاتا ہے جو آگے چل کر باغ میں درختوں کی وضع قطع میں یکسانیت پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا پہلے چند سال تربیت کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس دوران میں کی ہوئی غلطیوں کا ازالہ بعد میں مشکل ہو جاتا ہے۔ ناشپاتی کے پودے سات سال کی عمر سے پھل دینا شروع کر دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی شاخ تراشی کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ناشپاتی کی شاخیں چونکہ سیدھی بڑھتی ہیں اس لئے ان کی تربیت وسطی زینہ نما طریقے (CENTRAL LEADER SYSTEM) ترقی دادہ وسطی زینہ نما ( ) سے کی جاتی ہے۔ کھلے مرکزی طریقے ، (OPEN CENTRE SYSTOM) سے ناشپاتی کے درختوں کی تربیت تقریباً ناممکن ہے

Marfat.com

یک سالہ سیدھے پودے کو تقریباً زمین سے ۳۰ انچ کی بلندی پر کاٹ دیا جاتا ہے تاکہ اس پر چار پانچ تنومند بنیادی شاخیں قائم کی جاسکیں۔ اگر دوسالہ پودا باغ میں لگایا جائے تو اس پر بنیادی شاخیں قائم کرنے کے لئے ان بنیادی شاخوں کا انتخاب کرتے وقت ان کے درمیان فاصلے کا بھی توازن قائم رکھنا ضروری ہے تاکہ درخت اچھی وضع قطع میں چاروں طرف یکسانیت سے پھیل سکیں اور ان کی صحت برقرار رہ سکے۔ ان بنیادی شاخوں کا فاصلہ عموماً ۴ — ۹ رکھا جاتا ہے۔ اگر اس فاصلے کو کم کر دیا جائے۔ تو شاخوں کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے پودوں کے لگانے کے دوسرے سال اگر بنیادی شاخیں کم ہوں تو مزید شاخوں کا یقین کر لیا جاتا ہے اس کے علاوہ غیر ضروری شاخیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ تاکہ پودے خوبصورت اور متناسب ہو جائیں۔ تربیت کا یہ سلسلہ پھل آنے تک جاری رہتا ہے۔ ثمر آور درختوں میں شاخ تراشی بالعموم اس طرح سے کی جاتی ہے کہ شاخوں پر پھل پڑنے والے گدے (SPUR) کافی مقدار میں پیدا ہوں اور درختوں کی ضرورت سے زیادہ لمبا ہونے سے روکا جا سکے تاکہ پھل اتارنے اور دواپاشی میں سہولت رہے اگر پودوں میں بیمار اور خشک شاخیں موجود ہوں تو شاخ تراشی کے دوران ان کو کاٹ کر تلف کر دیا جائے۔ اس سے کافی حد تک بیماری پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ شاخ تراشی کے لئے موزوں وقت وہ ہے جب پودے خوابیدہ حالت میں ہوں۔ قاعدہ کے طور پر ناشپاتی کی شاخ تراشی پتے جھڑنے کے ۱۵ روز بعد سے شگوفے نکلنے سے ۱۵ روز پیشتر تک کی جانی چاہیئے۔

کھاد اور آب پاشی

پودوں کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے زمین میں ان کے لئے مناسب خوراک موجود ہونی چاہیئے بالعموم خوراک کے تین عنصر پودوں کو زیادہ مقدار میں درکار ہوتے ہیں اور وہ نائٹروجن، فاسفورس اور پوٹاش ہیں۔ تجربات سے پتہ چلا ہے کہ ہماری زمینوں میں پھلدار پودوں کے لئے عام طور پر نائٹروجن کی کمی ہے۔ جس کو ایمونیم سلفیٹ دینے سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ فاسفورس اور پوٹاش کی تاحال چنداں ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ تاہم اگر کسی جگہ ان عناصر کی کمی ہو تو سپر فاسفیٹ اور پوٹاشیم سلفیٹ کی مناسب مقدار سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ ایمونیم سلفیٹ کی مقدار ۴ سے ۶ پونڈ فی درخت تین مرتبہ دی جانی چاہیئے۔ پہلی مرتبہ شگوفے نکلنے سے کم از کم دو ہفتے پیشتر اور دوسری مرتبہ اس وقت دیں جب کہ پھل

Marfat.com

بادام کی جسامت کا ہو جائے۔ اگر تیسری مرتبہ ضرورت ہو تو دوسری دفعہ سے ایک ماہ بعد میں دیجائے گوبر کی گلی سڑی کھاد باغات کے لئے سب سے اعلیٰ ہے کیونکہ اس سے نہ صرف پودوں کی خوراک کی ضروریات پوری ہوتی ہیں بلکہ یہ زمین کے طبعی حالت کو بھی سدھارتی ہے۔ اس میں کم و بیش سب عناصر موجود ہوتے ہیں۔ گوبر کی کھاد عام طور پر ۲ سے ۲½ من فی درخت کے حساب سے دیجاتی ہے اس کھاد کی ساری مقدار بیک وقت موسم سرما میں پھول نکلنے سے کم از کم ۶ ہفتے پہلے دیجاتی ہے پختہ عمر کے باغات میں یہ کھاد بکھیر کر بعد میں ہل چلا کر زمین کا حصہ بنا دینا چاہئے۔

البتہ نوعمر پودوں کو یہ کھاد ڈال کر کدالی سے زمین میں ملائی جاتی ہے۔ یہ خیال رہے کہ گوبر اور پتوں کی کھاد ٹھیک طور سے گلی سڑی حالت میں ہو تاکہ پودے اس سے کماحقہٗ فائدہ اٹھا سکیں۔ اگر گوبر کی کھاد مطلوبہ مقدار میں میسّر نہ ہو تو ایسی صورت میں سبز کھاد سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے باغ میں شفتل یا برسیم ماہ ستمبر میں کاشت کیا جاتا ہے۔ جوکہ پھول نکلنے سے ۲۰، ۲۵ روز قبل زمین میں مٹی پلٹنے والے ہل سے دبا دیا جاتا ہے سبز کھاد بھی پودوں کو خوراکی اجزا بہم پہنچانے کے علاوہ زمین کی حالت کو سدھارتی ہے بالخصوص ریتلی اور بہت چکنی زمینوں میں گوبر یا سبز کھاد کا استعمال باغ کی کامیابی کے لئے نہایت اہم ہے کیونکہ اس سے ریتلی زمین میں نمی برقرار رکھنے کی صلاحیت بڑھتی ہے اور چکنی زمین مسامدار اور نرم ہو جاتی ہے بلاشبہ ناشپاتی میں زیادہ نم برداشت کرنے کی صلاحیت ہے تاہم زمین کی حالت درست رکھنے اور باغات میں دیگر زرعی عوامل کے لئے پانی کے نکاس کا خاطر خواہ انتظام ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے باغ کی سطح ایسی بنانی چاہئے کہ فالتو پانی کا نکاس بخوبی ہو سکے۔ ناشپاتی کو موسم گرما میں ۵، ۶ دفعہ آبیاری کرنی چاہئے۔ آبیاری کی مقدار کا انحصار باغ میں کاشت شدہ فصل اور موسمی حالات پر ہے۔ پہلی آبیاری اس وقت کرنی چاہئے جب پھل بیر جتنا موٹا ہو جائے اس کے بعد ۱۰ روز بعد آبیاری کرتے جائیں آخری آبیاری جتنی بھی تاخیر سے ہو وہ پودوں کو بیماری سے بچانے میں مفید ثابت ہوگی۔

باغ کی نگہداشت

ناشپاتی کے درخت چھٹے یا ساتویں سال میں بار آور ہو جاتے ہیں۔ اس دوران میں جب کہ پودے چھوٹے ہوتے ہیں زمین کو خالی نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ اس میں مختلف قسم کی فصلیں کاشت کیجاتی

Marfat.com

ہیں۔اس سے ایک تو باغ کی صفائی برقرار رہتی ہے اور دوسرے باغ والی زمین سے کچھ نفع بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ پہاڑی علاقوں میں عموماً آلو کی فصل کاشت کرنی چاہیئے اور میدانی علاقوں میں سبزیاں، اور خصوصاً مرچ کی فصل کامیابی سے کاشت کی جا سکتی ہیں۔ بارآور باغ میں پھلی دار قسم کی فصلوں مثلاً برسیم، شفتل، لوبیا بطور چارہ اور آخر میں سبز کھاد کے لئے کاشت ہوتے ہیں۔ بعض حالات میں باغات میں کوئی بھی فصل کاشت نہیں کی جاتی۔ بلکہ زمین کو صرف خودرو پودوں سے صاف رکھا جاتا ہے تاہم موسم سرما کے دوران باغ میں دو تین دفعہ ہل خودرو پودوں اور جنگلی بٹنگی کو تلف کرنے کے لئے ہل چلانا چاہیئے۔ اور آبپاشی کے لئے زمین کو ہموار کر کے تیار کر لینا چاہیئے۔

پھل کی کاٹ چھانٹ اور چنائی

ناشپاتی کی سب اقسام پر بے انداز پھول اور پھل لگتے ہیں گو اس دوران میں موسم عموماً باد و باراں کی وجہ سے موزوں ہوتا ہے اور جون جولائی میں قدرتی طور پر کچا پھل بے تحاشہ گر جاتا ہے۔ اس کے باوجود درختوں پر اتنا پھل ہوتا ہے کہ شاخیں اس کے وزن سے جھک جاتی ہیں اور ان کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے اس کے علاوہ ایک سال پیداوار زیادہ دینے کی وجہ سے اگلے سال کے پھل پر برا اثر ہوتا ہے۔ نتیجتاً ناشپاتی کے درختوں کو ایک سال زیادہ اور دوسرے سال کم پھل پیدا کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ لہٰذا زائد پھلوں کی کاٹ چھانٹ سے پھل کی جسامت بڑھ جاتی ہے اور درخت ہر سال بے قاعدگی سے پھلتے ہیں۔ باغبانی میں اگرچہ یہ ایک اہم نقطہ ہے مگر پھر بھی اس حقیقت سے صرف چند ہی باغبان فائدہ اٹھاتے ہیں وہ شاخیں جو پھل کے بار جھک جاتی ہیں ان کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے لکڑی سے سہارا دیا جاتا ہے اس کے باوجود بھی زیادہ پھل ہونے کی وجہ سے درختوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے پھل کو کچی حالت میں کم کرنے سے درخت کے ٹوٹنے کا اندیشہ بھی دور ہو جاتا ہے درخت بھی ہر سال باقاعدگی سے پھلتے ہیں اور پھل کی جسامت اور نوعیت بھی بہتر ہوتی ہے پھل ہاتھ سے اتارا جاتا ہے۔ عام طریقہ یہ ہے کہ پھل کو ہاتھ میں لے کر ایک معمولی جھٹکے سے اتارا جاتا ہے۔ پھل توڑتے وقت پھل کو انگلیوں سے نہیں دبانا چاہیئے کیوں کہ ایسا کرنے سے پھل داغدار ہو جاتا ہے پھل سختی سے کھینچنے یا مروڑ کر اتارنے سے پھل کی ٹہنی قریب سے بری طرح ٹوٹ جاتی ہے اور پھل کی نوک زخمی ہو جاتی ہے اونچے پھل خاص قسم کی دوہری سیڑھیوں کی مدد سے اتارے جاتے ہیں اور ان کو

Marfat.com

احتیاط سے ٹوکری یا تھیلوں میں جو اتارنے والے کے کندھوں سے لٹکتے ہیں جمع کئے جاتے ہیں۔ اتارنے کے بعد پھل گوداموں میں جمع کیا جاتا ہے جہاں کریٹوں میں بند کرنے سے پیشتر ان کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ ناشپاتی کو سخت پھل سمجھ کر بوریوں میں مارکیٹ میں بھیجا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ بوریوں میں پھل زخمی ہوتا ہے اور اس طرح زیادہ دیر تک اچھی حالت میں نہیں رکھا جاسکتا، ناشپاتی کی اکثر اقسام ماہ ستمبر کے وسط میں تیار ہو جاتی ہیں مگر بعض باغبان پھل کو پکنے سے پہلے ہی اتار لیتے ہیں۔ تاکہ منڈی میں اچھے دام حاصل کر سکیں۔ ایسا کرنے سے صرف ایک ہی بار غلط فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ آئندہ ایسے پھل کی مارکیٹ میں قیمت گر جاتی ہے۔ کچا پھل مٹھاس اور لذت میں گھٹیا ہوتا ہے۔ ناشپاتی کو درخت سے نیم پختہ حالت میں اتارنا چاہئے جب کہ ان کا سطحی رنگ زردی مائل ہو جائے۔ پھل کو صحیح وقت پر اتارنے کا ایک دوسرا اندازہ یہ بھی ہے کہ وہ ٹہنی سے بآسانی توڑا جاسکے۔ وہ اقسام جو عموماً پکنے پر خود بخود گر جاتی ہیں ان کو گرنے سے پہلے اتار لینا چاہئے بڑے قد و قامت کے پھل باغ سے پہلے توڑنے چاہئیں اور چھوٹے پھل کچھ روز کے لئے چھوڑ دینے چاہئیں تاکہ جسامت میں بڑھ سکیں۔ پہلے توڑا ہوا پھل سائز میں چھوٹا اور ذائقہ اور خوشبو کے لحاظ سے بھی گھٹیا ہوتا ہے۔ پھل اتارنے، چھانٹنے اور کریٹوں میں بند کرتے وقت نہایت احتیاط سے کام لیں تاکہ پھل زخمی نہ ہوں۔ ناشپاتی کی اکثر اقسام دو تہائی پختگی پر اتار لی جاتی ہیں اور اگر اس کو فوراً ۳۵° - ۳۲° ف درجہ حرارت پر ستور کر دیا جائے تو تین مہینوں تک بخوبی رہ سکتے ہیں ناشپاتی کی اوسط پیداوار فی درخت ۲½ من ہے۔

اقسام

پشاور ریجن میں ناشپاتی زمانۂ قدیم سے کاشت کی جاتی ہے اور اب بھی کافی تعداد میں اس کی جنگلی اقسام ہزارہ، سوات اور مری میں موجود ہیں ناشپاتی کی ترقی دادہ اقسام رائج کرنے پر کام اس صدی کے اوائل میں شروع ہوا۔ محکمہ زراعت نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور دوسرے ممالک سے کئی اقسام برائے تجربہ درآمد کیں اور ان میں سے چند ایک جو اس آب و ہوا میں کامیابی سے پھلتی ہیں۔ ان کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

لیکانٹ (LECONTE)

یہ چینی اور یورپی ناشپاتیوں کی دوغلی قسم ہے جو امریکہ میں پیدا کی گئی ہے اس کا درخت میانہ قد ہوتا ہے شاخیں

Marfat.com

زرد اور سیدھی بڑھتی ہیں پھل کی جسامت درمیانہ ہے اور بٹلنگ اور کیفیر سے چھوٹا ہوتا ہے رنگ زردی مائل درجب اچھی طرح پک جاتے تو میٹھا، نرم اور خوشبودار ہوتا ہے۔ ماہ ستمبر کے شروع میں تیار ہوتا ہے خشک کرنے کے لئے موزوں ہے۔ اوسط پیداوار فی درخت اڑھائی من ہے میدانی علاقوں میں اچھی طرح پھلتا ہے۔ کیفیر قسم کے درخت کے لئے زیرگی (POLLINATION) کا کام دیتا ہے۔

بٹلنگ

درخت بڑا تنا ور اور بار آور ہوتا ہے۔ پھل گول اور زرد اور اس پر بھورے رنگ کے چھوٹے چھوٹے داغ ہوتے ہیں خشک کرنے اور دور دراز بھیجنے کے لئے موزوں ہے۔ ذائقہ میٹھا اور خوشبودار ہوتا ہے۔ ماہ ستمبر کے شروع میں پکتا ہے اوسط پیداوار فی درخت تین من ہے۔ میدانی علاقوں میں بھی کامیاب ہے۔

کیفیر

اس کی نسل کشی بارٹلٹ اور چینی اقسام سے ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں کی گئی ہے درخت طاقتور، زیادہ پھلدار اور سیدھا ہوتا ہے۔ پھل کا سائز بڑا مگر دونوں سروں سے تنگ، چھلکا زرد مگر اچھی طرح پکا ہو تو رنگ سرخ ہوتا ہے۔ پھل موٹا، سخت اور وزن دار ہوتا ہے۔ پھل جب تک اچھی طرح پکا نہ ہو ذائقہ مزیدار نہیں ہوتا۔ ڈبوں میں بند کرنے کے لئے بہتر قسم ہے یہ میدانی علاقوں میں پوری طرح نہیں پکتا۔ کوہستانی علاقوں میں یہ مکمل طور سے پک جاتا ہے۔ پھل کی خصوصیات بہترین اور پیداوار زیادہ دیتا ہے عام طور پر اکتوبر کے شروع میں پکتا ہے۔

بارٹلٹ

اس کی ابتدا ولایت میں تخمی اقسام سے ۱۷۷۰ء میں ہوئی اور وہاں سے دوسرے ملکوں میں رائج کی گئی۔ اس کا درخت سیدھا ہوتا ہے۔ پھل زردی مائل، سرخ اور گودا نرم اور سفید رس دار اور میٹھا ہوتا ہے۔ ڈبوں میں بند کرنے اور خشک کرنے کے لئے اچھی قسم ہے۔ میدانی علاقوں کی نسبت پہاڑی علاقوں میں خوبی سے پھلتی ہے۔ پھل اکتوبر کے آغاز میں تیار ہوتا ہے۔

ولیم

اس کا درخت بڑا، طاقت ور اور زیادہ پھلدار ہوتا ہے شاخیں سیاہی مائل، پھل کا سایہ بڑا، ذائقہ میٹھا

Marfat.com

اور رسدار ہوتا ہے اکتوبر کے شروع میں پکتا ہے سطح سمندر سے ۳۰۰۰ فٹ کی بلندی سے اوپر والے علاقوں میں کامیابی سے پھلتا ہے۔

خرد رسان کیڑے

ناشپاتی کے پتوں پر حملہ کرنے والا کیڑا

اس کیڑے کا رنگ خون کی طرح گہرا سرخ ہوتا ہے اوپر والے حصے پر چکناہٹ سی معلوم ہوتی ہے۔ یہ تیلہ پتوں سے ماہ مارچ اور اپریل میں رس چوس کر ان کو مروڑ لیتا ہے جب حملہ شدید ہو تو پھل گر جاتا ہے اس تیلہ کو مارنے کے لئے ڈائی مکران بحساب ۴ اونس سوگیلن پانی میں ملا کر چھڑکاؤ کریں۔ گرے ہوئے پھلوں کو اکٹھا کر کے گہرے گڑھوں میں دبا دینا چاہئے۔

ناشپاتی کا سلا (PEAR PSYLLA)

یہ رس چوسنے والا کیڑا عموماً کرم پار اچنار میں پایا جاتا ہے اسکے حملے کی شناخت یہ ہے کہ شہد کے مانند قطرے پتوں پر موجود ہوتے ہیں یہ باریک کیڑے شگوفوں کے نکلتے ہی حملہ آور ہوتے ہیں حملہ اکثر شاخ کی چوٹی سے شروع ہوتا ہے۔ پتوں سے رس چوس کر درخت کو کمزور کر دیتا ہے۔ اس کیڑے کی روک تھام کے لئے باغ کو صاف رکھیں اور سردیوں میں درخت کی اکھڑی ہوئی چھال اتار لیں مگر خیال رہے کہ لکڑی کو نقصان نہ پہنچنے پائے۔ ان کیڑوں کو تلف کرنے کے لئے ۱۰ اونس اینڈرین کو ۱۰۰ گیلن پانی میں ملا کر چھڑکاؤ کریں۔

پھلوں کی مکھی (FRUIT FLY)

مادہ مکھی ماہ جولائی میں پھل پر انڈے دے دیتی ہے اور جن سے کرم نکل کر پھل میں گھس جاتے ہیں پھل خراب ہو کر پکنے سے پہلے گر جاتے ہیں روک تھام کے لئے بیمار پھلوں کو باقاعدہ زمین سے اکٹھا کیا جائے اس کو یا تو جلا دیں اور یا گہرے گڑھے میں دبا دیا جائے اسکا حملہ روکنے کیلئے سوڈیم فلوسیکیٹ ڈسپرکس یا میلاتھان کی سپرے کرنی چاہئے

بالوں والا کترا (HAIRY CATTER PILLER)

سبز رنگ والی تتلی پتوں پر انڈے دیتی ہے ان انڈوں سے بھورے رنگ کے کرم نکل آتے ہیں اور نکلتے ہی پتوں سے سبز رنگ کا مادہ کھانا شروع کر دیتے ہیں حتیٰ کہ پتے چھلنی کی مانند ہو جاتے ہیں شدید حملے کی صورت میں پتے بالکل ضائع ہو جاتے ہیں۔ سبز رنگ کے پھل پر حملہ کر کے اوپر والے چھلکے کو نقصان پہنچاتے ہیں کیونکہ بعد میں پھل کی رنگت

Marfat.com

بکڑ جاتی ہے ان کیڑوں کو موسم سرما میں اکٹھا کر کے تلف کریں اور ماہ مئی کے شروع میں انڈوں کے ڈھیروں کو تباہ کریں۔ پھل پکنے سے ایک ماہ پہلے پیرس گرین کا چھڑکاؤ کریں۔ اور دوا پاشی کے ایک مہینے کے اندر پھل استعمال نہ کیا جائے کیوں کہ پیرس گرین سخت زہریلی دوا ہے۔

ناشپاتی کا سکیل (PEAR SCALE)

یہ چھوٹا اور باریک کیڑا مئی کے آخر سے اکتوبر تک شاخوں اور پھلوں سے رس چوستا ہے پھل پر گلابی رنگ کے داغ پیدا ہو جاتے ہیں۔ حملہ شدہ پھل اچھی طرح نشو نما بڑھنے پاتے۔ اور اکثر جسامت میں چھوٹے رہ جاتے ہیں۔ بیمار پودوں کی تراشیدہ شاخیں جلا دینی چاہئیں۔ اور جھاڑے کے موسم میں البولینم دو پینٹ سو گیلن پانی میں ملا کر سپرے کرنی چاہیے۔

بیماریاں

پتوں کا سیاہ ہو جانا (FIRE BLIGHT)

اس مرض کی پہچان سیاہ ہونے سے کی جاتی ہے یہ سیاہی دیکھنے میں ایسی لگتی ہے جیسی آگ سے جلنے کے بعد یہ بیماری جراثیم موسومہ (BACILLUS GMYLOVORUS) کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے یہ متعدی بیماری کلیوں اور دیگر رس چوسنے سے فوراً پھیلتی ہے اس لئے کیڑوں کا فوراً انسداد بھی اس کے روکنے کے لئے لازمی ہے۔ بیماری درختوں کی سخت شاخ تراشی کرنی چاہیئے۔ سوکھے ہوئے شاخ کو دو تین انچ نیچے صحت مند حصے میں کاٹا جائے تاکہ جراثیمی اثر باقی نہ رہ جائے۔ تراشیدہ شاخیں فوراً جلا دینی چاہئیں۔ بیمار درختوں پر استعمال شدہ اوزار صحت مند درختوں پر استعمال کرنے سے پہلے کسی جراثیم کش دوا سے صاف کرنا ضروری ہے۔ بیمار حصوں کو تلف کرنے کے بعد درخت پر ۸ حصے کیڈیم سلفیٹ گاڑھا محلول ایک حصہ نمک اور دو حصہ پانی یک حصہ طاقت ور نمک کا تیزاب، تین حصے گیلی سرین اور دس حصے الکوحل ملا کر بیمار درختوں پر چھڑکاؤ کریں۔ بناتے وقت کیڈیم سلفیٹ میں تیزاب ڈالیں۔ اس کے بعد گیلی سرین اور آخر میں الکوحل ملا دیں۔ یاد رہے کہ اس مرکب کو دھات کے تیزاب میں نہ تیار کریں۔ اور نہ سٹور کریں۔

ناشپاتی کا سکیب (PEAR SCAB)

یہ بیماری بھی پتوں، شاخوں اور پھلوں پر حملہ کرتی ہے حملہ پتوں کے نچلے حصے پر

Marfat.com

پہلے سرخ اور بعد میں سیاہ داغ کی شکل میں رُونما ہوتا ہے ہر سال موسم بہار میں اس کا حملہ نئے پتوں پر بھی پھیل جاتا ہے اس لئے موسم خزاں میں سب گرین پتوں کو جمع کر کے جلا دینا چاہیئے۔ اسی طرح پھلوں پر بھی سیاہ داغ پیدا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے پھلوں کی جسامت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اس بیماری کی مدافعت کے لئے کلیاں نکلنے سے پہلے اور گرنے کے فوراً بعد چُونے اور گندھک کی یا بورڈیو مکسچر ۴ : ۴ : ۵۰ کے نسبت میں چھڑکاؤ کرنی چاہیئے۔

لیف سپاٹ (LEAF SPOT)

یہ ایک فطری بیماری ہے جس کی وجہ سے پتوں پر کالے داغ پڑ جاتے ہیں اور بے موسم گرنے لگتے ہیں یہ بیماری گرے ہوئے پتوں پر بھی رہتی ہے اس لئے ان پتوں کو جلا دینا لازمی ہے اس بیماری کو نابو میں لانے کے لئے ۳ پونڈ پرنیاکس یا کاپر ۱۰۰ گیلن پانی میں ملا کر چھڑکاؤ کرنی چاہیئے۔

لیف بلائیٹ (LEAF BLIGHT)

اس بیماری کی وجہ سے شاخوں، پتوں اور پھلوں پر داغ پیدا ہو جاتے ہیں پھل پھٹ کر گر جاتا ہے اس کا علاج بھی بورڈیو مکسچر پرنیاکس سے کیا جاتا ہے۔

مصنوعات

ڈبوں میں محفوظ کرنا

اچھے سائیز کے پھلوں کی رنگت جب زرد ہو جائے تو انہیں اتار کر ۸ ، ۱۲ دن تک عام درجہ حرارت پر رکھ دیا جاتا ہے تاکہ رنگ اور ذائقہ بہتر ہو جائے۔ پھل کا چھلکا اتار کر دو حصّوں میں کاٹ دیا جاتا ہے اور پھر اس کے درمیان سے تخم والا حصّہ نکال دیا جاتا ہے۔ چھلکا دور کرتے ہی پھل کو فوراً پانی میں جس میں ۹۵ فیصد سٹرک ایسڈ اور ۹۵ فیصد نمک ملا ہوا ہو ڈالا جاتا ہے تاکہ اس کا رنگ بھورا نہ ہونے پائے۔ اس کو پھر تین چار منٹ کے لئے ۴۵ فیصد سٹرک ایسڈ میں رکھا جاتا ہے۔ ۲ چھٹانک کے حساب سے بڑے پاک صاف ڈبوں میں ڈال دیا جاتا ہے اور ہر ڈبے میں ۱۲ اونس ۳۰ فیصد کا ابالا ہوا چینی کا شیرا ملا دیا جاتا ہے پھر ڈبوں کو ۵ ، ۸ منٹ کے لئے اس وقت تک گرم کیا جاتا ہے کہ انکا اندرونی درجہ حرارت ۸۵° ف ہو جائے۔ اس کے فوراً بعد ڈھکن سے بند کر کے ۳۰ ، ۳۵ منٹ

Marfat.com

کے لئے ۲۱۲° ف تک گرم کیا جاتا ہے ناشپاتی کا چھلکا عموماً ہاتھ سے اتارا جاتا ہے۔ تاحال لیکانٹ قسم کی ناشپاتی بہتر پائی گئی ہے۔

خشک کرنا

خشک کرنے کے لئے پھل اسی حالت میں اتارا جاتا ہے جو تازہ استعمال کرنے کے لئے کافی سخت اور کچا ہو مگر اس کی سطحی رنگت میں زردی نمودار ہو چکی ہو۔ پھل کو دس بارہ دن کے لئے عام حرارت میں رکھا جاتا ہے تاکہ رنگ اور ذائقہ بہتر ہو جائے۔ پھل کو دھو کر ۲ برابر حصّوں میں کاٹ لیا جاتا ہے۔ اور درمیانی تخم والے حصّے کو نکالا جاتا ہے کٹے ہوئے پھل کو خوانچوں پر دو تین پونڈ فی مربع فٹ کے حساب سے رکھا جاتا ہے۔ اس کا کٹا ہوا حصّہ اوپر کی طرف ہونا چاہئے۔ خوانچوں کو گندھک والے کمروں میں لے جاتا ہے۔ اور چالیس گھنٹوں کے لئے گندھک کا دھواں لیا جاتا ہے ایک ٹن تازہ پھل کے لئے ۸ پونڈ گندھک درکار ہوتی ہے۔ اگر موسم موافق ہو تو پھل ۷، ۸ دن میں خشک ہو جاتا ہے۔ سوکھے ہوئے پھل میں نمی کی پختگی پر منحصر ہے خشک کرنے کے لئے لیکانٹ اچھی ثابت ہوتی ہے۔

جام

پختہ اور نرم پھل سے چھلکا اتار کر کاٹ لیا جاتا ہے۔ ۱۰۰ پونڈ پھل میں دس پونڈ پانی ملا کر ابال لیا جاتا ہے تاکہ نرم ہو جائے۔ اسے چھان کر برابر وزن کی چینی ملا کر گرم کر دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ درجہ حرارت ۲۲۱° ف تک پہنچ جائے۔ برکس (BRIX) کسی حالت میں ۶۸° سے کم نہ ہو۔ پھر فوراً پاک وصاف ٹین کے ڈبوں میں ڈال کر بند کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

بہی

بہی کے باقاعدہ باغات پشاور میں بہت کم ہیں۔ باغات میں اس کے درخت خال خال نظر آتے ہیں۔ اس کا پھل یا تو تازہ حالت میں استعمال ہوتا ہے یا اسے جام اور مربہ وغیرہ کی شکل میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ اس کے تخم کی یونانی طبی طریقۂ علاج میں بہت اہمیت ہے۔ کیونکہ یہ مختلف امراض کے لئے بطور دوا استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے بہی کا تخم اچھی خاصی آمدنی کا ذریعہ ہے۔ عام حالات میں ایک صحت مند درخت سے ۶٫۵ پونڈ خشک تخم حاصل کیا جاتا ہے۔ چونکہ بہی کی کاشت محدود ہوتی ہے اس لئے اس کے تخم سے کافی حد تک نفع حاصل کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں اس کا صحیح رقبہ کاشت معلوم نہیں۔ ۱۹۴۱ء کے اعداد و شمار کے مطابق پشاور، مردان، کوہاٹ اور ہزارہ کے اضلاع میں تقریباً ۲۳۰۰۰ درخت شمار کئے گئے ہیں۔

آب و ہوا اور زمین

بہی کے درخت سخت حالات کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ آڑو کے مقابلے میں بہی کے درخت زیادہ گرمی اور زیادہ سردی برداشت کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

ایسی زمینوں میں جس میں پانی کے نکاس کا اچھا انتظام ہو اور ان میں ریت اور چکنی مٹی کا توازن ٹھیک ہو۔ اس کے درخت خوب ترقی کرتے ہیں۔

ACID SOIL ترشی زمینوں میں اس کے درخت آڑو اور سیب کے مقابلہ میں بہت کامیابی سے اُگتے ہیں۔

افزائش

اس کی افزائش قلموں کی مدد سے کی جاتی ہے۔ قلمیں عام طور پر سخت یکسالہ شاخوں سے موسم سرما میں کاٹی جاتی ہیں جب یہ خوابیدہ حالت میں ہوتے ہیں۔ قلموں کو کٹائی کے بعد باندھ کر کسی سرد مقام پر زمین میں دبا دیا جاتا ہے۔

بہار کے شروع میں انہیں زمین سے نکال کر ۳ فٹ چوڑی قطاروں میں ایک دوسرے سے ۴ انچ کے فاصلے پر کاشت کر دیا جاتا ہے۔ قلموں کی لمبائی ۸ - ۱۰ انچ ہونی چاہیئے۔ ان قلموں کو اس طرح کاشت کرتے ہیں کہ ان کا صرف ایک چشمہ زمین کے اوپر رہے۔

باغ میں منتقلی

نرسری سے صحت مند ایک سالہ پودے باغ میں منتقلی کے لیئے چن لئے جاتے ہیں۔ پھر انہیں باغ میں ۱۶ - ۱۸ فٹ کے فاصلے پر مربع نما نقشے کے مطابق لگا دیا جاتا ہے۔ چونکہ بہی کے درخت سیدھے بڑھتے ہیں اور ان کا پھیلاؤ کم ہوتا ہے اس لئے انہیں مربع نما طریقے سے لگانا موزوں ہے۔ اس طرح باغ لگانے سے ان کے درختوں کے درمیان دیگر فصلوں کے کاشت کرنے میں بھی سہولت ہوتی ہے۔

درختوں کی تربیت اور شاخ تراشی

باغ لگانے کے بعد دو سال تک درختوں کی شاخوں کو مناسب طور پر تربیت دینا بہت ضروری ہے۔ موسم پر شاخوں کی اس طرح کٹائی کی جاتی ہے سنٹرل لیڈر سسٹم (CENTRAL LEADER SYSTEM) شکل میں ترتیب پا جائیں۔ اسی اثنا میں بیمار اور خشک شاخوں کو کاٹ کر تلف کر دیا جاتا ہے۔ بہی کے درختوں کی شاخ تراشی پر اگرچہ تجربات نہیں کئے گئے لیکن یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اس کا پھل یکسالہ شاخوں پر آتا ہے۔ اس لئے اس کی شاخ تراشی میں اس بات

Marfat.com

کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس کی ایک سالہ شاخیں زیادہ سختی سے نہ کاٹی جائیں۔ اس مقصد کے لئے جاڑے کے موسم میں پھل دینے والی شاخ کا صرف ایک تہائی حصہ کاٹا جاتا ہے۔ تراشی ہوئی شاخوں پر اگلے سال کے لئے پھلدار شاخیں کافی تعداد میں نکل آتی ہیں۔ شاخ ایک تہائی حصہ کاٹنے سے اگرچہ پھل کی پیداوار کا تیسرا حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ لیکن پھل کی جسامت اور خوبی بڑھ جاتی ہے۔

باغ کی نگہداشت

بہی کے درختوں کی نگہداشت آڑو اور دوسرے پت جھڑ قسم کے درختوں کی مانند کی جاتی ہے۔ ان کو باقاعدہ طور پر کھاد اور پانی مہیا کیا جاتا ہے۔

پھل کی چنائی

پھل پکنے پر اس کا رنگ زردی مائل ہو جاتا ہے پکے ہوئے پھلوں کی چنائی ہاتھ سے چُن چُن کر کی جاتی ہے اور ٹوکریوں میں بغیر کسی احتیاط کے اکٹھا کر لیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا پھل کافی سخت ہوتا ہے۔

پیداوار

بہی کے ایک صحت مند درخت سے ۸۰ سے ۱۰۰ پونڈ تک اور ۵ سے ۶ پونڈ تک تخم حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مصنوعات

بہی کا جام عموماً استعمال ہوتا ہے۔ جیم بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پھل سے چھلکا اتار کر اس کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ دیا جاتا ہے اس مقصد کے لئے پکے ہوئے نرم پھل منتخب کئے جاتے ہیں۔ پھل کے ٹکڑوں کو پانی میں ڈال کر اتنا ابالا جاتا ہے کہ وہ بہت نرم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس سے ان کا گودا کسی چھلنی یا ململ کے کپڑے کی مدد سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ اس کے گودے میں چینی ملا دی جاتی ہے۔ اس کے بعد اس مرکب کو ۲۳۱ فارن ہیٹ تک گرم کر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھیں کہ چینی کا تناسب ۶۸ فی صد سے زیادہ نہ ہونے پائے تیار شدہ جیم کو جراثیم سے پاک صاف برتنوں میں ۱۸۰° - ۹۰° ف کی تپش میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ اور پھر تیار شدہ جیم کے ڈبوں کو کسی سرد جگہ میں رکھ دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

نقصان دہ کیڑے اور بیماریاں

CODLING MOTH ایک نقصان رساں کیڑا ہے جو سیب کے علاوہ بہی کے پھلوں پر بھی حملہ کرتا ہے۔ اس کے سدباب کے لئے اس پر چھڑکاؤ کا پروگرام سیب کی طرح ہونا چاہئے

سنڈیاں :۔ بعض ایسی سنڈیاں ہیں جو اس کے تنوں اور موٹی شاخوں کے اندر سوراخ کر دیتی ہیں۔ یا تو ان سوراخوں میں کوئی تار لے کر سنڈیاں کو تلف کر دینا چاہئے یا دھونی دار دواؤں سے ان کا سدِباب کرنا چاہئے۔ پیراڈائی کلورو بنزین کو متاثرہ شاخوں کے سوراخوں میں ڈال کر سوراخ بند کر دینے سے بھی سونڈیاں مرجاتی ہیں۔

بیماریاں

سڑن اور کوڑکی بیماریاں بھی بہی کے درختوں پر حملہ کرتی ہیں۔ ان ساری بیماریوں کا آسان طریقۂ علاج یہ ہے کہ پھول نکلنے سے پہلے بورڈیو مکسچر ۴ ، ۴ ، ۵۰ کے تناسب میں تیار کر کے چھڑک دیا جائے۔ گندھک کا ہلکا ہلکا چھڑکاؤ بھی بیماریوں کی کسی حد تک روک تھام کر دیتا ہے لیکن گندھک کا استعمال پھل جانے کے بعد کرنا بہتر ہوتا ہے۔ بورڈیو مکسچر موسم سرما میں لیڈ آرسی نیٹ کے ساتھ ملا کر چھڑکاؤ کرنے سے بھی اچھے نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

بہی کا مربہ

بہی کا مربہ بہت پسند کیا جاتا ہے۔ مربہ بنانے کے لئے درخت پر پکے ہوئے سخت پھل چُن لئے جاتے ہیں۔ ان چنے ہوئے پھلوں کا چھلکا اتارنے کے بعد انہیں خواہش کے مطابق ٹکڑوں میں کاٹ لیا جاتا ہے۔ ایک پونڈ پھل کے لئے ایک پونڈ چینی درکار ہوتی ہے۔ چینی کا تیس فی صد طاقت کا شیرا بنا لیا جاتا ہے اور اس شیرے کو ۲۰ - ۳۰ منٹ تک گرم حالت میں رکھ کر بہی کے کاٹے ہوئے ٹکڑوں کو اس میں رکھ لیا جاتا ہے۔

باقی چینی کو آہستہ آہستہ مربے میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ تمام عمل گرم حالت میں کیا جاتا ہے۔ جب تپش ۲۲۱ ف پر پہنچ جائے تو یہ سارا کام ختم ہو جانا چاہئے۔ حتیٰ کہ تناسب ۶۸ ، فیصد سے زیادہ شیرے میں نہیں ہونا چاہئے۔ مربہ تیار ہو جانے کے بعد اسے گرم حالت میں ٹین کے صاف ڈبوں میں بند کر کے سرد مقام پر محفوظ کر لیا جاتا ہے۔

Marfat.com

آڑو

آڑو پت جھڑ درختوں کے گروہ میں سے ہے۔ اس کا پھل لذت، شیرینی اور خوشبو کی وجہ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ پھل کے کیمیائی تجزیہ سے پتہ چلا ہے کہ آڑو میں ۶ء۴ فیصد شکر اور ۱۲ء۱ فیصد لحمی مادہ (PROTEIN) کے علاوہ چند اہم مادنی اجزاء مثلاً لوہا، فاسفورس بھی موجود ہیں۔ آڑو کے تخم اور پھولوں کی بھی اہمیت ہے۔ چونکہ ان سے ایک قسم کی شراب بنائی جاتی ہے، پھولوں کو یونانی طب میں کالی کھانسی کے علاج کے لئے دنیا بھر میں استعمال کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں بعض اطبّاء اس کے پھولوں کو بطور کرم کُش دوا استعمال کرتے ہیں۔ چند ایک طفلی بیماریوں کے علاج کے لئے اس کے پھل کا شیرہ استعمال ہوتا ہے۔ اس کے تخم سے جو تیل نکلتا ہے بہت اہمیت رکھتا ہے اس تیل سے بالوں کی زیبائش میں مدد لی جاتی ہے۔ اور اسے بطور خوراک بھی کام میں لایا جاتا ہے۔ پچھلے زمانے میں جب بجلی عام نہیں تھی، اس کے تیل سے دیئے روشن کئے جاتے تھے۔

آڑو کے وطن کا ٹھیک ٹھیک علم نہیں، لیکن بعض ماہرین کا خیال ہے کہ اس کا اصلی وطن ایران تھا۔ اور ایران سے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کی ابتدائی صدیوں میں یہ پھل یونان میں لایا گیا۔ کئی ایک نامور ماہرِ

Marfat.com

نباتات اس کا آبائی وطن چین بتاتے ہیں۔ بہرحال اس کے اصلی وطن سے متعلق ابھی تک بہت افسانے مشہور ہیں اور حقیقت کا پتہ نہیں۔ چاہے اس کا وطن ایران ہو یونان یا چین اس پھل کی بڑی اہمیت ہے۔

وادئ پشاور آڑو کی کاشت کے لئے آب و ہوا اور زمین کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتی ہے اس کے علاوہ مالاکنڈ، کرم وزیرستان کے قبائلی علاقوں اور بلوچستان کے پہاڑی علاقوں میں بھی آڑو کی کاشت ہوتی ہے۔ وادئ پشاور میں مردان اور ضلع پشاور کا آڑو بہت ہی اچھا تصور کیا جاتا ہے اور یہی چند مقامات ہیں جو آڑو کی کاشت کے لحاظ سے پاکستان میں بہت اہمیت رکھتے ہیں اور شہرت یافتہ ہیں۔ آڑو مری کی پہاڑیوں اور سابق پنجاب کے چند ایک علاقوں میں بھی کاشت ہوتا ہے، لیکن یہاں اس کا زیر کاشت رقبہ بہت محدود ہے۔ اعداد و شمار کے لحاظ سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ پشاور کا تقریباً تین ہزار ایکڑ رقبہ آڑو کے زیر کاشت ہے جو مغربی پاکستان کے کل آڑو کے رقبے کا تقریباً نصف حصّہ ہے۔

زمین اور آب و ہوا

آڑو مختلف قسم کی زمینوں میں کاشت ہو سکتا ہے۔ لیکن حتوی یا شور والی (ALKALINE) زمینوں میں اس کی کاشت مشکل ہے۔ بھاری اور ہلکی زمینوں میں اگر پانی کی نکاسی کا اچھا بندوبست ہو تو اس کی کاشت کامیابی سے کی جا سکتی ہے لیکن ایسی زمین جس میں چکنی مٹی کا تناسب بہت زیادہ ہوگا اور ریت معمولی تناسب میں موجود ہو، پانی کا نکاس کمزور ہونے سے آڑو کی کاشت زیادہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔

آڑو ایشیاء افریقہ، یورپ اور امریکہ میں ۳۰۔۴۰ عرض البلد پر کاشت کیا جاتا ہے اور حالات مناسب ہوں تو اس سے زیادہ عرض بلد پر بھی اس کی کاشت کی جا سکتی ہے۔

آڑو کے درخت پت جھڑ خاندان سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سردیوں میں ضرور خوابیدہ ہو جاتے ہیں۔ اس خوابیدگی سے ان کو جگانے کے لئے طویل موسم سرما اشد ضروری ہے۔ جہاں ایسے حالات نہیں ہیں وہاں اس کی کاشت نہیں کی جا سکتی۔ ایسے علاقوں میں جو ۳۰ عرض بلد سے کم درجہ پر واقع ہوں، آڑو کی کاشت مشکل ہے، لیکن اگر سرما کی شدت تپش کسی وجہ سے کم ہو جائے یا پھر یہ مقام زیادہ طول بلد پر واقع ہو تو اس کی کاشت کسی حد تک کامیاب ہو سکتی ہے۔ یہی چند اسباب ہیں کہ آڑو کی مشہور قسمیں سابقہ پنجاب کے میدانی علاقوں میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ آڑو کی کاشت کے لئے گرمائی تپش بہت کم

Marfat.com

بھی ہو جائے تب بھی اس کا پھل اچھی طرح نہیں پکتا۔ خوش قسمتی سے پشاور ریجن کی آب و ہوا آڑو کے لئے بہت موزوں ہے۔

پشاور ریجن ۳۲ سے ۳۶ درجے تک شمال عرض بلد پر واقع ہے۔ متحدہ امریکہ میں آڑو کی کاشت کے علاقے بھی تقریباً اسی عرض بلد پر واقع ہیں۔ مثلاً کیلے فورنیا، واشنگٹن، اوٹا، کلیریڈو وغیرہ اس لحاظ سے پشاور ریجن کو آڑو کی کاشت کے لحاظ سے اگر مغربی پاکستان کا کیلیفورنیا کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ پشاور ریجن کی سطح سمندر سے زیادہ بلندی آڑو کی کاشت کے لئے درکار عرض بلد کی کمی کی تلافی کر دیتی ہے۔ ترناب کے زرعی تحقیقاتی مرکز پر جہاں آڑو بڑی کامیابی سے کاشت ہوتا ہے، اوسط درجۂ حرارت ۹۷° فارن ہیٹ ماہ مئی میں ۱۰۵° فارن ہیٹ۔ جون میں ۱۰۲° فارن ہیٹ، جولائی میں مشاہدہ کی گئی ہے۔ اسی طرح کم سے کم درجہ حرارت ۶۹ ۸۴° فارن ہیٹ، ۶۵ ۰۴° فارن ہیٹ، ۸ر ۴۰° فارن ہیٹ، ۱۰ ۵۲° فارن ہیٹ اور ۶۴ ۶۰° فارن ہیٹ ماہ نومبر، جنوری، فروری، مارچ اور اپریل میں علی الترتیب مشاہدہ کئے گئے۔

آڑو کے لئے موسم سرما اور کم شدید گرم موسم موزوں ہے۔

افزائش

آڑو کے اعلےٰ اقسام کی افزائش تخم کے ذریعے سے ناموزوں ہے چونکہ تخم سے حاصل کردہ درختوں میں یکسانیت نہیں ہوتی۔ لہذا آڑو کی افزائش نباتاتی طریقہ (ASEXUAL) سے کی جاتی ہے۔ یہ نباتاتی طریقہ افزائش میں پیوند اور چشمہ لگانے کا عمل کسی موزوں روٹ سٹاک پر کیا جاتا ہے۔ اس طرح حاصل شدہ درختوں میں پھل کی یکسانیت قائم رہتی ہے۔ پیوند کے مقابلے میں چشمے کے ذریعے حاصل شدہ درخت زیادہ دیرپا ہوتے ہیں۔ زرعی تحقیقاتی مرکز ترناب کے قائم ہونے سے قبل پشاور ریجن میں گھٹیا اقسام کے دیسی آڑو کاشت ہوا کرتے تھے۔ جن کا موسم مختصر ہوا کرتا تھا۔ لیکن ۱۹۴۸ء میں آڑو کے لئے موزوں روٹ سٹاک پر کام شروع کیا گیا اور موزوں روٹ سٹاک کے دریافت کے لئے سفید اور زرد دیسی آڑو اور بادام پر تجربات کئے گئے۔ ان تجربات کی روشنی میں پتہ چلا کہ زرد دیسی آڑو کا روٹ سٹاک پشاور ریجن کی زمینوں کے لئے موزوں ہے۔ چنانچہ آڑو کی مشہور قسمیں اسی روٹ سٹاک پر بہت خوبی سے کامیاب رہیں۔ ۶ الف کے علاوہ آڑو کی دیگر اقسام کے چشمے بھی زرد دیسی آڑو کے روٹ سٹاک پر لگائے جاتے ہیں۔ اسی نوعیت کا کام کوئٹہ اور صوبے کے دوسرے

Marfat.com

مقامات پر کیا گیا ہے اور اِن تجربات کی روشنی میں کوئٹہ بلوچستان کے علاقوں میں کڑوے بادام کا روٹ سٹاک موزوں ثابت ہوا ہے۔ اِس ضمن میں مزید کام خرمانی، شفالو، کڑوا بادام اور آلوچہ (تور آلو) کے روٹ سٹاک زرعی تحقیقاتی مرکز ترناب میں جاری ہے۔

روٹ سٹاک حاصل کرنے کے لئے زرد آڑو کی گٹھلیوں کو نومبر اور دسمبر میں تیار شدہ زمین میں ۲-۳ فٹ چوڑی قطاروں کی صورت ۳-۴ انچ کے فاصلے پر کاشت کر دیا جاتا ہے۔ دوسرے ڈھائی مہینوں تک آڑو کی گٹھلیاں پھوٹ پڑتی ہیں اور مارچ کے آخری مہینے میں تقریباً سارے پودے نکل آتے ہیں اور اُگاؤ (GERMINATION) مکمل ہو جاتا ہے۔ پودوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جائے تو نومبر اور دسمبر میں کاشت کئے ہوئے آڑو کی گٹھلیوں سے جولائی اور اگست کے مہینوں میں پودے چشمہ لگانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ عموماً شیلڈ نما چشمہ آڑو کے پودوں پر لگایا جاتا ہے۔ چشمہ لگاتے وقت پودوں کی مناسب دیکھ بھال کی جائے تو دوسرے سال دسمبر جنوری میں وہ تقریباً ۳-۴ فٹ قد کے ہو جاتے ہیں۔ اِس حالت میں انہیں نرسری سے نکال کر باغ میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔

گٹھلیوں کو کھیت میں سیدھا لگانے کی بجائے ان کو ایک بکس میں تہہ بہ تہہ اس طرح رکھا جاتا ہے کہ سب سے پہلے ریت کی چار انچ تہہ بچھا دی جاتی ہے اور اس کے اوپر آڑو کی دو تہیں جما دی جاتی ہیں۔ اس پر پھر ۲ ریت کی تہہ اور اسی طرح آڑو کی تہیں۔ حتیٰ کہ بکس بھر جائے۔ بکس کی اونچائی دو فٹ سے زیادہ نہ ہو اس کو ٹھنڈی جگہ میں رکھا جائے اور گاہے بگاہے پانی دیتے رہنا چاہیے۔ اس عمل کو (STRATIFICATION) کہتے ہیں۔ جنوری کے مہینے میں اُن کو نکال لیا جائے اور جو گٹھلیاں پھوٹ آئی ہوں یا جو تڑخ گئی ہوں ان کو نکال کر چھ چھ انچ کے فاصلہ پر لائنوں پر اور قطاروں میں دو دو فٹ کے فاصلے پر لگا دیا جائے۔ اچھی حالت میں چھ مہینے کے بعد سٹاک پیوند کے قابل ہو جائے گا۔ اس طریقے سے کافی عرصے کے لئے زمین اور اس کی نگہداشت وغیرہ پر خرچ بچ جاتا ہے۔ اور ترقی دادہ ممالک میں یہی طریقہ استعمال ہوتا ہے۔

باغ لگانا

آڑو کے باغ لگانے کا موزوں موسم اوائل بہار ہے۔ جب پودوں کے چشمے پھوٹنے

Marfat.com

شروع ہوتے ہیں۔ پشاور ریجن کے میدانی علاقوں میں آڑو کا باغ لگانے کا کام جنوری سے شروع ہو جاتا ہے اور ۱۵ فروری تک جاری رہتا ہے۔ لیکن بلند مقامات پر مثلاً مری اور کوئٹہ وغیرہ میں باغ لگانے کا کام مارچ تک بھی کیا جا سکتا ہے۔ آڑو کے پودے باغ میں لگانے سے پہلے ان کی جڑوں کو ہلکا ہلکا تراش لیا جاتا ہے اور ان کے سر کو قلم کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ پودے کا غذائی تناسب فعلیاتی طور پر متوازن ہو جائے۔ پودوں کو مربع نما نقشے کے مطابق ۲۴ فٹ چوڑی قطاروں میں لگا دیا جاتا ہے۔ اگر زمین زرخیز اور بھاری ہو اور پودے پست قد اقسام کے ہوں تو فاصلے کو گھٹا کر ۲۰ فٹ کر دیا جاتا ہے۔ چونکہ اس صورت میں پودے کا پھیلاؤ کم ہوتا ہے۔ پودے لگانے سے پہلے گڑھوں کی اچھی طرح کھدائی کرنی چاہیے اور ان میں پودوں کو مضبوطی سے لگانے کے فوری بعد پانی دے دینا ضروری ہے۔

شاخ تراشی

باغ کی نگہداشت کے سلسلے میں شاخ تراشی کی بڑی اہمیت ہے۔ چونکہ اس سے باغ کی خوبصورتی، عمر اور پھل کی پیداوار کا براہ راست تعلق ہوتا ہے۔ اگر پودے کی صحیح طور پر شاخ تراشی کی جائے تو کمزور پودوں کی صحت کو اور ان کی شکل کو بڑی حد تک ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ شاخ تراشی کا کام پودوں کے لگانے کے بعد سے لے کر باغ کے ختم ہوتے تک جاری رہتا ہے۔ اور یہ ہر سال کرنا بہت ضروری ہے۔ آڑو کے درختوں کی شاخ تراسی شروع شروع میں اس طرح کی جاتی ہے کہ اُس کے درخت کی شاخیں کھلے مرکزی شکل میں (OPEN CENTRE) یا موڈی فائیڈ سنٹرل لیڈر (MODIFIED CENTRAL LEADER) شکل میں ترتیب پا جائیں۔ باغ میں درختوں کی مناسب ترتیب درختوں کے اوائل عمر میں کرنا بہت ضروری ہے۔ چونکہ ان دنوں اپنی مرضی کے مطابق درختوں کی شکل و صورت بنائی جا سکتی ہے۔ کھلے مرکزی شکل میں یا موڈی فائیڈ سنٹر میں شاخ تراشی کر کے شاخوں کو ترتیب دینا اس لئے ضروری ہے کہ اس صورت میں درختوں کے قطاروں کے درمیان آسانی کے ساتھ ہل چلایا جا سکتا ہے اور پودوں پر امراض اور کیڑوں کے حملے کے خلاف دوائیں آسانی سے چھڑکائی جا سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ درختوں کی قطاروں کے درمیان آسانی سے

Marfat.com

چلا پھرا جا سکتا ہے جس سے پھل اتارنے میں سہولت ہوتی ہے۔ پودوں کی کھلے مرکزی شکل میں ترتیب دینے سے پتوں کا رنگ کافی حد تک سبز ہو جاتا ہے اور پھل بھی اچھے سائز اور رنگ کے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ اس صورت میں درختوں میں کاربن ہضمیت پورے (PHOTO SYNTHESIS) پورے طور پر عمل پذیر ہوتی ہے۔ چونکہ درختوں کی کشادگی کی وجہ سے سورج کی روشنی انہیں مکمل طور پر دستیاب ہوتی ہے۔ شاخ تراشی کا عمل ہر سال بدل جاتا ہے۔ پہلے سال کی شاخ تراشی دوسرے تیسرے سال کی شاخ تراشی سے مختلف ہوتی ہے۔ ذیل میں ان کی تفصیلی وضاحت کی جاتی ہے۔

پہلے سال کی شاخ تراشی

باغ میں پودے لگانے کے بعد ان کے سروں کو سطح زمین سے ۲۴-۳۰ انچ کی بلندی پر کاٹ دیا جاتا ہے حتیٰ کہ ان کی سیدھی شاخ پر ۳-۴ صحت مند چشمے باقی رہ جاتے ہیں۔ انہی

Marfat.com

چشموں سے آنے والے سالوں میں پودے کی بنیادی شاخیں نکلتی ہیں۔ اور پہلے سال کی چھوڑی ہوئی شاخ تنے کے طور پر کام کرتی ہے اور اسی تنے پر آنے والے سال میں شاخیں تربیت پاتی ہیں۔ یہ شاخیں تنے کے چاروں طرف متوازن فاصلوں پر چھوڑی جانی چاہئیں۔ سب سے نچلی شاخ کو سطح زمین سے کم از کم ۹ انچ پر اور باقی ایک دوسرے سے تقریباً چھ چھ انچ کے فاصلے پر ترتیب دینا چاہیے۔ ان شاخوں سے نکلنے والی بغلی شاخوں کی نشوونما کے لئے ضروری ہے کہ ہر شاخ کو تنے کے جوڑ سے چار سے چھ انچ تک کے فاصلے پر قلم کر دیا جائے تاکہ باغ میں یکساں شکل میں درخت نشوونما پا سکیں۔ اگر تنے پر مناسب شاخیں نہ ہوں تو متذکرہ بالا شاخوں کا انتخاب دوسرے سال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

دوسرے سال کی شاخ تراشی

پہلے سال شاخ تراشی کے ذریعے ترتیب شدہ شاخیں اگر غلط وضع قطع میں بڑھ رہی ہوں تو ان کی اصلاح کے لئے شاخ تراشی کیجئے تاکہ صرف صحیح اور منتخب شاخیں تنے پر نشوونما پا سکیں۔ اس طرح شاخ تراشی کھلے مرکزی شکل میں دوسرے سال بھی جاری رہتی ہے

تیسرے سال کی شاخ تراشی

پچھلے دو سال اگر شاخ تراشی میں غلطی ہو گئی ہو تو تیسرے سال انہیں ٹھیک کر دیا جاتا ہے اور تنے پر شاخوں کے ناغے رہ گئے ہوں تو انہیں حسب منشا ترتیب دیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں درخت کے راسی شاخوں کو (TERMINAL SHOOTS) مناسب لمبائی میں قلم کر کے درخت کی بلندی یکساں حالت میں قائم رکھی جاتی ہے۔

پختہ عمر کے درختوں کی شاخ تراشی

آڑو کے درخت جب تین چار سال کے ہو جائیں تو یہ پھل دینا شروع کر دیتے ہیں پھل صرف یکساں ٹہنیوں پر پیدا ہوتے ہیں جو دو یا تین سال والی شاخوں پر چھوڑے جاتے ہیں۔ لہذا پھلدار پختہ عمر کے درختوں کی شاخ تراشی کرتے وقت ان میں پائی جانے والی شاخوں کی شاخ تراشی کر کے پھل کی پیداوار کا توازن برقرار رکھا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں شاخوں کی کٹائی کا سادہ اور آسان اصول یہ ہے کہ کمزور اور ناکارہ شاخوں کو بالکل کاٹ کر ختم کر دیا

Marfat.com

جاتا ہے۔ صحت مند اور توانا شاخوں کی ہلکی ہلکی شاخ تراشی کی جائے۔ سال گذشتہ کے نمو شدہ شاخوں کے تقریباً ایک تہائی حصّے کو قلم کر دینا ضروری ہوتا ہے چونکہ اس طرح کرنے سے نئی نئی شاخیں آنے والے سال کے لئے نکلتی رہتی ہیں۔ جو اگلے سال میں پھل دیتی ہیں۔ آڑو کی چند ایسی اقسام ہیں جن کا پھل یک سالہ شاخ کے نچلے حصّے پر ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں (ALBERTA) اور آڑو ۶ الف قابل ذکر ہیں اس لئے جس وقت اِن اقسام کے درختوں کی شاخ تراشی کی جائے تو اِن کی امتیازی خصوصیات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ اس کے برعکس بعض اقسام میں پھل ٹہنی کے اوپر والے حصّے میں پیدا ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں صرف توانا شاخوں کو بغیر شاخ تراشی کے چھوڑ دینا چاہیے اور کمزور شاخ کو مکمل طور پر تراش دینا چاہیئے۔

شاخ تراشی کے متعلق مشاہدات

شاخ تراشی کے مختلف طریقوں پر ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۴ء تک ترناب میں تجربات کئے گئے۔ شاخ تراشی کے مختلف طریقے جو زیر تجربہ رہے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

- ★ شاخوں کی ہلکی شاخ تراشی اور ان کی کاٹ چھانٹ۔
- ★ ہر شاخ کی ہلکی شاخ تراشی۔
- ★ ہر شاخ کی سخت شاخ تراشی اور ہلکی کاٹ چھانٹ۔
- ★ شاخ تراشی کے بغیر۔

مذکورہ بالا تجربے سے جو مفید معلومات حاصل ہوئی ہیں، اُن کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ اگر شاخ تراشی بالکل نہ کی جائے تو شاخوں کی نباتاتی نشوونما بہت ہو جاتی ہے اور پھل کی پیداوار تو زیادہ ہوتی ہے۔ مگر حاصل ہونے والا پھل گھٹیا قسم کا ہوتا ہے۔

۲۔ غیر شاخ تراش شدہ درخت عمر میں کم اور صحت میں کمزور ہوتے ہیں۔

۳۔ غیر شاخ تراش شدہ درختوں پر خرچ بہت زیادہ آتا ہے اور ساتھ ہی پھل کی پیداوار کم اور گھٹیا ہونے کی وجہ سے منافع بھی کم حاصل ہوتا ہے۔

Marfat.com

★ ۔ شاخوں کی اگر ہلکی شاخ تراشی اور ہلکی کاٹ چھانٹ کی جائے تو ایسے درخت سب سے زیادہ پیداوار اور منافع دیتے ہیں۔

★ اگر ہر شاخ کی ہلکی شاخ تراشی کی جائے تو درخت کے تنے کا پھیلاؤ بڑھ جاتا ہے۔

★ شاخوں کی اگر سخت کٹائی کی جائے تو حاصل ہونے والا پھل نہ صرف اچھی قسم کا حاصل ہوتا ہے بلکہ سائز میں بھی بڑا ہوتا ہے۔

تجربات شاہد ہیں کہ نوعمر آڑو کے درختوں کی شاخ تراشی اور کاٹ چھانٹ ہلکی کرنا فائدہ مند ہے۔ لیکن جوں جوں درخت کی عمر بڑھتی جائے شاخ تراشی نسبتاً سخت کرنی چاہیے شاخ تراشی کا کام سطحی نظر سے اگرچہ آسان معلوم ہوتا ہے لیکن جب تک اِس میں عملی مہارت نہ ہو اسے بخوبی سرانجام دینا مشکل ہے۔

کھاد اور پانی

ترناب میں کھاد اور پانی سے متعلق جو تجربات کئے گئے ہیں اُن کے مشاہدات سے پتہ چلتا ہے کہ کھاد اور پانی، پھل کی پیداوار، باغ کی عمر اور درختوں کے پھیلاؤ سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں۔ نائٹروجن مہیا کرنے والی کھاد درخت کے پھیلاؤ میں اضافہ کرتی ہے اور اس میں درخت کی نباتاتی نشوونما بڑھ جاتی ہے۔ گوبر کی کھاد اور فاسفورس مہیا کرنے والی کھاد سے پھل کی پیداوار بڑی حد تک بڑھ جاتی ہے اور درخت کی نشوونما بھی برقرار رہتی ہے۔ مختصر یہ کہ آڑو کے درختوں پر نامیاتی اور غیر نامیاتی کھادوں کا اچھا اثر ہوتا ہے۔ اِن کھادوں کے استعمال کا انحصار مقام اور آب و ہوا کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے۔ بہرحال عام حالات میں ۴ سے ۶ پونڈ ایمونیم سلفیٹ فی درخت اوسط درجے کے درختوں کے لئے اچھے نتائج پیدا کرتا ہے۔ آڑو کے درخت کے لئے ایمونیم سلفیٹ کی یہ شرح ۳ سے ۴ خوراک میں دی جائے تو پیداوار اچھی اور پھل بڑے سائز کا حاصل ہوتا ہے۔ ایمونیم سلفیٹ کی پہلی خوراک پھول نکلنے سے پہلے، دوسری خوراک پھل بننے کے بعد جب یہ بادام کے پھل کے سائز کے برابر ہو جائے دینی چاہیے۔ باقی خوراک

Marfat.com

کو آبپاشی کے ساتھ دیا جائے ۔ دیسی کھاد دینا ہو تو پندرہ سے بیس ۲۰ سیر دیسی کھاد ایک کم عمر درخت کے لئے اور ۲ سے ۲½ من دیسی کھاد پختہ درخت کے لئے جڑوں کے اطراف میں کھدائی کر کے موسم سرما میں پھول نکلنے سے ۲۰ یا ۲۵ دن پہلے دینا چاہیے۔ اس طرح کھاد دینے سے اچھے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

آڑو کے درختوں کو کیمیائی اور ڈیرانی کھاد کے علاوہ سبز کھاد بھی دی جا سکتی ہے۔ اس مقصد کے لئے سبز کھاد والی فصلیں مثلاً برسیم، شفتل وغیرہ کو درختوں کی قطاروں کے درمیان اُگا لیا جاتا ہے اور جب آڑو کے پھول نکلنے شروع ہو جاتے ہیں تو تقریباً بیس دن پہلے سبز کھاد والی فصل کو مٹی پلٹنے والے ہل کو چلا کر زمین کے اندر دبا دیا جاتا ہے۔ دوسرے پھلدار درختوں کیطرح آڑو کے درختوں کی پانی کی ضروریات بھی محدود ہوتی ہیں پانی کی مناسب فراہمی پیداوار سے براہ راست تعلق رکھتی ہے۔ ایسے وقت جبکہ پودے میں نشو و نما تیزی سے ہو رہی ہو، پانی کا اثر بہت واضح طور پر نظر آتا ہے۔ درخت کی عمر اور اسکی زندگی کا بہت کچھ اثر پڑتا ہے۔ مختلف ملکوں میں آڑو کے باغات کی پانی کی ضروریات پر جو کام ہوا ہے اُس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر پانی کم فراہم کیا جائے تو درخت سے پتے اور پھل جھڑنے اور گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھل کی نوعیت اور پیداوار بھی اثر انداز ہو جاتی ہے۔ زمین کے اندر مناسب رطوبت موجود نہ ہو تو بھی درخت کی نشو و نما رک جاتی ہے۔ اس طرح پانی کی افراط بھی درخت کی زندگی کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے۔ کیونکہ پانی کی افراط کے سبب پھول تیزی سے جھڑنے لگتے ہیں اور ان کی نشو و نما بھی اچھی نہیں ہوتی۔ آڑو ۶ الف پر پانی کی ضروریات کے متعلق ترناب میں تجربات کئے گئے ہیں۔ ان تجربات سے جو اعداد و شمار ملے ہیں اُن سے پتہ چلا ہے کہ ۱۰ مئی سے ۱۰ جولائی کے درمیان تین آبپاشیاں بہت ضروری ہیں کیونکہ یہ درخت کی نشو و نما کا بہت اہم وقت ہوتا ہے۔ مناسب اور ٹھیک طریقہ نہ صرف پھل کی پیداوار میں حاصل ہوتا ہے بلکہ درخت کی صحّت بھی برقرار رہتی ہے۔ عام حالات میں آڑو کے باغ کو تین سے پانچ مرتبہ آبپاشی کرنا ضروری ہے۔ آبپاشی کا پروگرام بناتے وقت درختوں کی کھاد کا پروگرام بھی بنانا اچھا ہوتا ہے کیونکہ کھاد آبپاشی سے قبل دی جاتی ہے۔

Marfat.com

باغ کی نگہداشت

آڑو کے باغ کی اوائل عمر میں نگہداشت خاطر خواہ کرنا بہت اہم کام ہے۔ اِس دوران میں درختوں کی قطاروں کے درمیان آسانی کے ساتھ صفائی رکھی جا سکتی ہے۔ چونکہ اس عمر میں درختوں کا پھیلاؤ کم ہوتا ہے۔ لیکن جوں جوں درختوں کی عمر بڑھتی جاتی ہے۔ درختوں کا پھیلاؤ بھی بڑھ جاتا ہے۔ اسی تناسب سے روزانہ درختوں کا درمیانی فاصلہ گھٹتا جاتا ہے۔ باغات میں درختوں کی قطاروں کے درمیان جو کھلی جگہ ہوتی ہے اس میں مختلف قسم کے ربیع اور خریف کے موسم کے فصل اُگائے جاتے ہیں اِن فصلوں میں برسیم، مرچ، آلو اور دیگر سبزیوں کی فصلیں شامل ہیں۔ یہ فصلیں باغ لگانے سے پہلے چند سال اُگائی جا سکتی ہیں۔ لیکن جب باغ عمر میں بڑھ جاتا ہے تو اِن فصلوں کا درختوں کی قطاروں کے درمیان کاشتکار زیادہ سودمند نہیں ہوتا۔ البتہ نچتہ عمر کے باغ میں درختوں کے درمیان برسیم یا شفتل بطور چارہ اور سبز کھاد اُگائے جاتے ہیں۔ باغ میں اگر کوئی فصل کاشت نہ کی گئی ہو تو درختوں کے درمیان ۲-۳ مرتبہ ہل چلا کر جڑی بوٹیوں کی تلفی کی جاتی ہے اور زمین کی حالت سدھاری جاتی ہے۔

پھل کی کاٹ چھانٹ اور چنائی

بارش۔ ہوا۔ آندھیوں جیسے قدرتی عوامل سے پھل کی چھدرائی اکثر ہوتی رہتی ہے لیکن اس کے باوجود مناسب طریقے سے پھلوں کی کاٹ چھانٹ کر کے پھلوں کی تعداد کو درخت کی صحت کے اعتبار سے متوازن کر دیا جائے تو اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں اس لئے باغبانی میں پھلوں کی چھدرائی (THINNING) بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ بعض زمیندار اس عمل کو اپنا نقصان سمجھتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اگر پھلوں کو چھدرا نہ کیا جائے تو پھل کی جسامت یکساں طور پر قائم نہیں رہتی۔ نمبر ۶ الف آڑو کی کاٹ چھانٹ کرتے وقت اِس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ایک درخت پر ایک ہزار سے زیادہ پھل نہ چھوڑے جائیں۔ اور ثمر دار شاخوں پر ان کی ترتیب ۴ سے ۶ انچ کے فاصلے پر ہونی چاہیے۔ پھل بننے کے بعد درخت کی زندگی میں ایک ایسا وقت آتا ہے۔ جب اِس کے زائد پھل قدرتی طور پر خود بخود جھڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھلوں کے اس خود بخود جھڑنے کو (JUNE DROP) کہتے ہیں۔ جب تک پھلوں کا یہ خود بخود جھڑنا ختم نہ ہو، پھلوں کو چھدرا نہیں

Marfat.com

کرنا چاہیے۔

آڑو کا باغ ۳۔۴ سال کی عمر میں پھل دینے کے قابل ہو جاتا ہے۔ پھل کی چنائی مناسب اور ٹھیک حالت میں کرنی چاہیئے تاکہ منڈی میں اچھے داموں فروخت ہو سکیں۔ ضرورت سے زیادہ یا کم پختہ پھل منڈیوں میں اکثر اپنی شہرت کھو بیٹھتے ہیں۔ تجربات شاہد ہیں کہ آڑو کے پھل ایسی حالت میں چنے جائیں کہ یہ منڈی پہنچنے تک صحیح طور پر پختہ ہو جائیں۔ اگر پھل کو لمبی مسافت طے کرنا ہو۔ تو اسے ایسی حالت میں چنا جائے جب کہ اس کا سبز رنگ زردی مائل یا لیموں کے رنگ کی مانند ہونا شروع ہو جائے۔ ڈبوں میں محفوظ کرنے کے لئے اور سرد خانے میں رکھنے کے لئے آڑو کو تقریباً دو تہائی پختگی کی حالت میں چنائی کرنا چاہیے۔ تجربات سے پتہ چلا ہے کہ اگر پھل کو دو تہائی پختگی کی حالت میں چن کر سرد خانوں میں ۳۲ درجۂ حرارت میں محفوظ کر لیا جائے تو آڑو زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ تک بحفاظت رکھا جا سکتا ہے۔

آڑو کی اقسام

رابن ۔ اس کا رنگ ہلکا سرخ۔ جسامت درمیانی۔ راس نوک دار گٹھلی چپٹی ہوتی ہے۔ گودا سفید سبزی مائل۔ گٹھلی سفید رنگ کی۔ ذائقہ درمیانے درجے کا خوشبودار ہوتا ہے۔ مٹھاس اچھی ہوتی ہے۔ اس کا پھل مئی کے دوسرے ہفتے میں پک کر تیار ہو جاتا ہے۔

ریڈ فرنچ کلنگ

اس کا پھل قدرے بے قاعدہ شکل کا نوک دار ہوتا ہے اور نچلا حصہ گڑھے دار ہوتا ہے۔ پھل کا رنگ گہرا سرخی مائل ہوتا ہے۔ گودا سفید میٹھا خوشبودار اور رس دار ہوتا ہے۔ اس کی گٹھلیاں گودے سے قدرے آزاد رہتی ہیں۔ پھل مئی کے آخر میں پکتا ہے۔

رائمف

پھل بیضوی رنگ پھیکا زرد ہوتا ہے۔ پھل پکنے پر زرد رنگ کے ساتھ ساتھ گہرا سرخ رنگ بھی نکل آتا ہے۔ گودا زردی مائل۔ رس دار اور خوشبودار ہوتا ہے۔ مٹھاس اچھی ہوتی ہے۔ پھل یکساں حالت میں نہیں پکتا جون کے پہلے ہفتے سے پھل پکنا شروع ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

گولڈن جوبلی

پھل لمبا اور نوکدار ہوتا ہے پوست زردی مائل سرخ ہوتا ہے چھلکے کو آسانی سے اتارا جاسکتا ہے۔ گودا زرد، ٹھوس، میٹھا مارس دار اور ذائقہ دار ہوتا ہے۔ پھل کو محفوظ رکھنے کی صلاحیت اچھی ہوتی ہے گٹھلی گودے سے آزاد رہتی ہے۔ اس کے درخت بہت بار آور ہوتے ہیں۔ پھل جون کے وسط سے پکنا شروع ہوجاتا ہے۔

بلیکاک

درخت بڑا پھیلا ہوا اور صحت مند ہوتا ہے۔ پھل جون کے تیسرے ہفتے میں پکتا ہے۔ پھل گول سائز درمیانہ رنگ شوخ سرخ، گودا سفید، ذائقہ اور مٹھاس وافر ہوتی ہے۔ یہ قسم کافی زیادہ پھلتی ہے۔ اگر پھلوں کی وقت پر کاٹ چھانٹ کی جائے تو سائز بڑھ جاتا ہے۔

ولکن

پھل گول مگر نوک تکونی ہوتی ہے۔ رنگ زردی مائل سبز ہوتا ہے، گودا سبزی مائل سفید مگر جب بہت پک جائے تو بادامی ہوتا ہے۔ ذائقہ میٹھا اور خوشبودار ہوتا ہے پھل ماہ جون کے تیسرے ہفتے میں تیار ہوتا ہے۔

ارلی البرٹا

درخت تناور پیداوار متوسط، پھل بڑا اور گول، رنگ گہرا نارنجی اور زردی مائل، پوست نازک اور رواں دار، گودا نارنجی، مزا خوشبودار میٹھا۔ گٹھلی گودے سے علیحدہ ہوتی ہے۔ پھل جون کے آخری ہفتے میں پکنا شروع ہوتا ہے۔

۴ الف

یہ قسم آڑوں کی اقسام میں بہترین اور مشہور ترین ہے۔ پھل گول، پیندا پھیلا ہوا۔ راس نوکدار، رنگ ہلکا زردی مائل سرخ، گودا مضبوط خوشرنگ، اور رسدار، ذائقہ خوشبودار ہوتا ہے۔ جولائی کے دوسرے ہفتے سے پھل پکنا شروع ہوجاتا ہے۔

البرٹا

یہ پھل قدرے گول ہوتا ہے۔ گودا زرد، پھل پیندے کے نزدیک، سرخ، پوست گودے

Marfat.com

سے جدا ہو سکتا ہے۔ پھل رسدار اور میٹھا ہوتا ہے۔ البرٹا اور ۴-لا تقریباً ایک سائز کے ہوتے ہیں ان دونوں میں بڑا فرق یہ ہے کہ البرٹا کے صورت میں پھول بڑے اور خوشنما ہوتے ہیں۔ پھل جولائی کے آخر میں پکتا ہے۔

گولڈن بلش

پھل درمیانہ سائز کا ہوتا ہے۔ گودا سرخی مائل زرد، مزا اور ذائقہ درمیانہ، درخت مضبوط اور پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ پیداوار اچھی خاصی ہوتی ہے۔

آڑو کی مصنوعات

ڈبوں میں بند کرنا

درخت پر پکے ہوئے خوش رنگ، خوش ذائقہ پھلوں کو دو حصوں میں کاٹ کر اور گٹھلی نکال کر چھلکا اتار دیا جاتا ہے۔ چھلکا اتارنے کے لئے پھلوں کو ۱۶۵-۲۶۰ فیصد طاقت کے کاسٹک سوڈا میں ۳۵-۴۰ سیکنڈ تک گرم کیا جاتا ہے اس کے بعد پھل کو سرد پانی میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس عمل سے پھل کا چھلکا آسانی سے اتر جاتا ہے۔ چھلکا اترے ہوئے پھلوں کو ۶۵۰ طاقت کے سٹرک کے تیزاب میں اور ۶۵۰ طاقت میں معمولی پانی میں رکھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ اس کے گودے کا رنگ برقرار رہے۔ اس کے بعد پھلوں ۴۰ فیصد طاقت کے شیرے میں ملا کر جراثیم سے پاک ڈبوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ڈبوں کو ۵-۸ منٹ تک اتنے گرم پانی میں رکھا جاتا ہے۔ کہ ڈبوں کی اندرونی گرمی ۱۸۵ درجہ ہو جائے۔ اس عمل سے پھل اور شیرے میں سے موجود ہوا نکل جاتی ہے۔ اس کے بعد ڈبوں پر ڈھکن لگا کر فوراً ۲۱۲ درجہ حرارت پر ۲۵ منٹ کے لئے گرم کیجئے اور پھر ۰۰ درجہ حرارت تک ٹھنڈا کر کے گوداموں میں رکھ دیجئے۔ ڈبوں میں محفوظ کرنے کے لئے آڑو کی ۴-الف قسم بہترین ہے۔

جیم

پھلوں سے گودا نکال کر اچھ، خوبانی کی طرح اس کا جیم بھی تیار کیا جاتا ہے۔ آڑو کا بلا جلا جیم آلوچہ اور خوبانی کے ساتھ بھی تیار کیا جاتا ہے جو بہت پسند کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

آڑو کا خشک کرنا

درخت پر پکے ہوتے اچھے پھل چُن لئے جاتے ہیں۔ چنے ہوئے پھلوں کو دھو کر صاف کر کے درمیان سے کاٹ کر گٹھلی نکال دی جاتی ہے۔ آڑو کو خشک کرنے کے لئے اس کا چھلکا عموماً نکالا نہیں جاتا۔ کٹے ہوئے پھلوں کو ۲۶۵-۳۶۰ پونڈ فی مربع فٹ کے حساب سے کشتیوں میں پھیلا دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد پھلوں کو ۶-۸ گھنٹے تک گندھک کے دھوئیں میں رکھ لیا جاتا ہے۔ ایک ٹن تازہ پھل کے لئے قریباً ۹ پونڈ گندھک درکار ہے۔ عام حالات میں پانچ چھ دن کے اندر پھل خشک کر لیے جاتے ہیں۔ خشک کئے ہوئے پھلوں میں ۱۲۔۱۷ فیصد رطوبت ہونی چاہیئے۔ ایک پونڈ خشک آڑو حاصل کرنے کے لئے قریباً ۵ سے ۷ پونڈ تازہ پھل درکار ہوتا ہے۔

بیماریاں

لِٹل پیچ یا آڑو کا سکڑاؤ

اس بیماری میں پھل سکڑ کر سائز میں چھوٹا اور ناقص ہو جاتا ہے درخت کمزور ہو کر مر جاتے ہیں۔ بیماری کا علاج ابھی دریافت نہیں ہو سکا۔ اس بیماری کے انسداد کے لئے بیمار درختوں کو اکھاڑ کر تلف کر دینا چاہیئے۔

بگ پیچ یا آڑو کا پھیلاؤ

اس بیماری میں پھل پھیل کر دوگنا یا تین گنا سائز کا ہوتا ہے۔ اس بیماری کا علاج بھی ابھی مشکل ہے۔ متاثرہ درختوں کو اکھاڑ کر تلف کر دینا چاہیئے۔

سٹرن کی بیماری یا براؤن راٹ

یہ بیماری پتوں، پھلوں اور پھولوں پر حملہ کرتی ہے۔ متاثرہ حصے سڑ کر داغدار ہو جاتے ہیں۔ جو بیمار پھل موسم خزاں میں درختوں پر رہ جاتے ہیں۔ سردی کے سارے موسم میں درختوں پر مردہ شکل میں لٹکتے رہتے ہیں۔ ان متاثرہ پھلوں کو تلف کرنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ بیماری پھیل جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ چھوٹی کم عمر شاخیں بیماری سے جلد متاثر ہوتی ہیں۔ چونے اور گندھک

Marfat.com

کے مرکب سے درختوں پر خوابیدہ حالت میں چھڑکاؤ کرنے سے روک تھام ہو جاتی ہے

کوڑیا سکیب

یہ بہت ہی تباہ کن بیماری ہے۔ پتے اور پھل داغدار، بدنما ہو جاتے ہیں۔ پھلوں کی نشو ونما رُک جاتی ہے۔ متاثرہ پھل بدذائقہ ہو جاتے ہیں۔ گندھک اور چونے کے مرکب یا پیر بناکس سے چھڑکاؤ سے تدارک ہو جاتا ہے۔

پوڈری ملڈیو

سفید سفوف والی بیماری ہے۔ یہ بیماری آڑو کے پتوں پر مشاہدہ کی گئی ہے۔ بیماری کا قطر پتوں کی اوپر کی سطح پر سفید سفوف نما پرت تیار کرتا ہے۔ پتے اپنا سبز رنگ کھو دیتے ہیں۔ اور سوکھ جاتے ہیں۔ اگر حملہ شدید ہو تو پیداوار میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور پھل جسامت میں چھوٹا ہو جاتا ہے۔ تدارک کے لئے گندھک والی دوا سے چھڑکاؤ کیا جائے۔

آڑو کی پتہ لپیٹ بیماری

بیماری کا سبب چند ایک خاص قسم کے جراثیم ہیں جو کونپلوں پر حملہ کرتے ہیں۔ جراثیم جاڑے کا موسم ان کونپلوں پر گذارتے ہیں۔ چشمے پھوٹنے کے بعد جراثیم ان پر حملہ کر دیتے ہیں۔ بورڈو مکسچر یا پیر بناکس کے چھڑکاؤ سے رک جاتی ہے۔

ضرر رساں کیڑے

پتہ لپیٹ تیلیا

پشاور میں عام طور پر ان کیڑوں کو اُڈہ بولتے ہیں۔ یہ چھوٹے نازک کیڑے ہوتے ہیں جن کا رنگ سبز ہوتا ہے۔ جو پتوں کا رس چوس لیتے ہیں۔ کیڑے ماہ مارچ اور اپریل میں زیادہ حملہ کرتے ہیں۔ متاثرہ شاخوں سے پھل گرنے لگتے ہیں۔ مارچ کے تیسرے ہفتے سے اپریل کے دوسرے ہفتے تک ڈائی مکران کی سپرے کرتے ہیں۔ مقدار ۱۰۰ گیلن پانی میں ۱۴۔ اونس ہونی چاہیئے۔

Marfat.com

کالا تیلیا

کالے تیلیے بھی آڑو کے درخت کو سخت نقصان پہنچاتے ہیں ۔ یہ مارچ سے مئی تک پتوں اور چھالوں سے رس چوستے ہیں۔ ان کیڑوں سے شہد کی مانند فضلا نکلتا ہے ۔ جو شاخوں کو ڈھک لیتا ہے۔ ان کیڑوں پر قابو پانے کے لئے ماہِ مارچ سے مئی تک ڈائی تھان کی سپرے کرنی چاہیئے۔

پھل میں سوراخ کرنے والی مکھی

یہ سبز رنگ کی مکھی ہوتی ہے ۔ جس کا سر سیاہ ہوتا ہے ۔ مکھی پھلوں پر ماہ جون اور جولائی میں انڈے دیتی ہے ۔ جن سے کرم نکل کر پھل میں گھس جاتے ہیں ۔ پھل خراب ہو کر پکنے سے پہلے گر جاتا ہے ۔ مدافعت کے لئے گرے ہوئے پھلوں کو اکٹھا کر کے یا تو جلا دیجیئے یا گڑھے میں دبا دیجئے ۔ سوڈیم فلوسلیکیٹ ، ڈیپٹرکس یا مالا تھان کی سپرے کرنی چاہیئے ۔

تنے اور شاخوں میں سوراخ کرنے والا کیڑا۔

یہ ایک انتہائی نقصان رساں کیڑا ہے ۔ اس کی سنڈیاں تنوں اور شاخوں کے اندر سرنگ بناتی ہیں جس سے گوند جیسے مادے کا اخراج عمل میں آتا ہے ۔ شدید حملے کی صورت میں متاثرہ درخت کمزور ہو کر سوکھ جاتے ہیں۔ اس کے تدارک کے لئے فی الحال ڈائی تھان کا ماہانہ سپرے بہت حد تک مفید ثابت ہوا ہے ۔

Marfat.com

Marfat.com

آلوچہ

آلوچہ کے باغات

پاکستان میں زمانۂ قدیم سے لگاتے جاتے ہیں۔ آلوچہ کو پنجاب میں عوام آلو بخارا کے نام سے جانتے ہیں۔ لیکن صوبہ سرحد اور بلوچستان کے لوگ آلوچہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ پاکستان کے پھلوں میں آلوچہ ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ یہ بہت ہی مزیدار اور غذائیت بخش پھل ہے۔ غذائی اعتبار سے اس کا شمار پت جھڑ قسم کے پھلوں میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ اس میں ۵ ر۶ فی صد شکر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں حیاتین سی بھی اس میں کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ جو ہماری صحت کے لئے اور خاص طور پر جلد کی صحت و تندرستی برقرار رکھنے کے لئے بہت ضروری ہے۔ معدنی اجزاء مثلاً لوہا اور فاسفورس بھی اس میں کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔ مغربی پاکستان میں آلوچہ کی جو اقسام پائی جاتی ہیں۔ اس کا شمار ڈاسٹیسیکا، چیری اور جاپانی گروپوں میں ہوتا ہے۔ اخیری دو گروپوں سے تعلق رکھنے والے آلوچے محکمہ زراعت نے حال ہی میں رائج کئے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ پشاور ریجن کے تقریباً دس ہزار ایکڑ رقبہ میں آلوچہ کے باغات ہیں۔ علاوہ ازیں کوئٹہ کے پہاڑی اور دامنی علاقوں اور پنجاب کے

Marfat.com

دامن کوہ کے علاقوں میں بھی آلوچہ کے باغات کثرت سے ہوتے ہیں۔

زمین

یہ پھل مختلف قسم کی زمینوں میں کامیابی سے پیدا کیا جا سکتا ہے۔ تاہم اس کے لئے گہری میرا زمین جس میں پانی کا نکاس خاطر خواہ ہو موزوں ترین ہے۔ پست قد اقسام کمزور زمین پر بھی پھل دیتی ہیں۔ آلوچہ میں آڑو اور خرمانی کی نسبت زمین میں مکمل رطوبت کو برداشت کرنے کی صلاحیت زیادہ ہے۔ لیکن ناشپاتی کے مقابلہ میں اس پھل میں یہ صلاحیت قدرے کم پائی جاتی ہے۔ سیم والی زمین اس پھل کی کاشت کے لئے موزوں نہیں ہے۔

آب و ہوا

آلوچہ کے لئے سرد آب و ہوا درکار ہے۔ بالخصوص طویل موسم سرما اور کم درجۂ حرارت اس کی مناسب عرصہ کے لئے خوابیدگی کے لئے بہت اہم ہے۔ موسم سرما اتنا بھی شدید نہ ہو کہ وہ اس کے شگوفوں اور جڑوں کو نقصان پہنچائے۔ تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ موسم سرما میں ۴۰ ف درجہ سے ۳ کم درجۂ حرارت ۸۰۰ سے ۹۰۰ گھنٹوں کے لئے اس کی صحیح خوابیدگی کے لئے ضروری ہے۔ تاکہ یہ پھولے پھلے ورنہ پھول و پھل گر جائیں گے۔ موسم بہار میں خاص طور پر جب درخت پھوٹ جائیں تو کہر سخت نقصان دہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت بلندی پر جہاں کہ کہر موسم بہار میں عام طور سے پڑتی ہے۔ آلوچہ کامیاب نہیں۔ اسی طرح وہ علاقے جہاں موسم گرما طویل اور شدید ہو اس کا پھل گرمی سے جھلس کر بیمار ہو جاتا ہے۔

افزائش

آلوچے کی افزائش پیوند سے کی جاتی ہے۔ اس کے لئے عموماً دیسی آڑو کا روٹ سٹاک استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دیسی آلوچہ، خرمانی اور کڑوا بادام بھی مستعمل ہیں۔ پشاور ریجن میں دیسی زرد آڑو بحیثیت روٹ سٹاک جاپانی آلوچوں کی اقسام کے لئے کامیاب ترین ثابت ہوا ہے۔ اور تقریباً ۹۹ فی صد افزائش اسی روٹ سٹاک سے کی جاتی ہے۔ کوئٹہ و بلوچستان، میں دیسی آڑو اور جنگلی خرمانی استعمال ہوتے ہیں۔ بعض اقسام کی افزائش قلموں سے کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس سے درخت پست قد اور کوتاہ عمر ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

آلوچے کی افزائش کا عام طریقہ ڈھال نما چشمے سے ہے۔ گٹھلیاں ماہ دسمبر میں ۳-۲ فُٹ چوڑی قطاروں میں ایک دوسرے سے دو انچ کے فاصلے پر لگادی جاتی ہیں۔ گٹھلیاں ماہ مارچ کے اوائل میں پھوٹ آتی ہیں۔ اور جون جولائی میں یہ تخمی پودے پیوند کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اور پیوندی پودے ۴-۵ مہینوں میں ۳-۴ فٹ تک بڑھ جاتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کی آبپاشی غذائی ضروریات اور متواتر غیر ضروری شاخوں کی کانٹ چھانٹ ہوتی رہے۔ دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں قلمی پودے ذخیرہ سے اکھاڑ کر باغ میں لگانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے ایک یا دو سالہ پودے منتخب کئے جاتے ہیں۔ قاعدے کے طور پر پودے پھوٹنے سے پہلے لگائے جائیں۔ ذخیرہ سے نکالے ہوئے پودے ڈھلوان خندقوں میں سایہ دار جگہ پر رکھے جائیں۔ اور ان کی جڑوں پر پانی چھڑکتے رہیں تاکہ نمدار رہے۔ پت جھڑ قسم کے عام پھلوں کی طرح آلوچہ بھی باغ میں مربع شکل میں لگایا جاتا ہے۔ مقامی آلوچہ کے پودے ۲۰-۲۵ فٹ کے فاصلوں پر قطاروں میں لگائے جاتے ہیں۔

شاختراشی

آلُوچہ کے پودوں کی شاختراشی اور تربیت آڑو کے مشابہ ہے۔ دیگر الفاظ میں ان کی تربیت بھی کھلے مرکزی شکل میں کی جاتی ہے۔ پودا لگانے کے بعد اس کا سر زمین سے ۲۴ سے ۳۵ انچ اونچائی پر قلم کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ جڑوں کے ساتھ توازن برقرار رہ سکے اور اس تنے پر متوازن اور صحت مند شاخیں پیدا ہو سکیں۔ عموماً ۳-۴ شاخیں برابر فاصلہ پر تنے کے اوپر چھوڑی جاتی ہیں۔ ان شاخوں کو قلم کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ ان سے بھی مزید شاخیں پیدا ہوں۔ اوائل میں شاختراشی سے بیکار، بیمار اور خشک شاخیں کاٹ لی جاتی ہیں۔ تاکہ درخت کی کارآمد شاخوں پر بے جا اثر انداز نہ ہوں۔ کوشش ہونی چاہیئے کہ درخت کا بالائی حصہ بھرپور ہو جائے اور درخت ضرورت سے زیادہ لمبا نہ ہو۔ بارآور درختوں کی شاختراشی درخت کی قسم اس کی نشوونما۔ خواص اور اس کے پھلنے کی عادات پر منحصر ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ یورپی آلوچے دو سال یا اس سے بڑی عمر والی شاخوں کی گرہوں (SPURS) پر آتے ہیں جب کہ جاپانی اقسام آڑو کی طرح یکسالہ شاخوں پر پھیلتے ہیں۔ اس لئے جاپانی اقسام کی شاختراشی یورپی اقسام کے مقابلہ میں سخت ہونی چاہیئے۔

Marfat.com

تاکہ گرہوں اور نئی شاخوں کی بالیدگی قائم رہے۔ مختصر یہ کہ بارآور درختوں کی شاخ تراشی اس طرح کی جاتے کہ پسندیدہ شاخیں نکل آئیں۔ گرہوں کی افزائش قائم رہے اور درخت خوبصورت اور متوازن شکل اختیار کر جاتے۔ اچھی طرح تراشیدہ باغات میں دوائی ڈالنے، آبپاشی اور کھاد ڈالنے پر پھل اتارنے کی بھی سہولتیں ہوتی ہیں۔

کھاد اور آبپاشی

آلوچہ کی غذائی ضروریات تقریباً آڑو جیسی ہیں۔ بارآور پودوں کے لئے ۲۰۰ سے ۳۰۰ من گلی سڑی ڈھیرانی یعنی گوبر کی کھاد فی ایکڑ موسم سرما میں اس طریقہ سے ڈالی جاتے کہ کھاد یکساں تقسیم ہو جائے۔ اور بعد میں ہل چلا کر زمین میں پھیلا دی جاتے۔ بعد ازاں آبپاشی کر دی جاتے تاکہ پودے کھاد کے غذائی عناصر سے استفادہ کر سکیں۔ اگر ڈھیرانی کھاد مہیا نہ ہو تو چار پانچ پونڈ ایمونیم سلفیٹ فی درخت کے حساب سے ۳۔۴ مرتبہ اس طرح ڈالا جاتے جیسے آڑو کے باغ میں مذکور ہے۔ کھاد کی مقدار کا انحصار درخت کی عمر اور اس کی عام صحت پر ہے۔ کھاد دینے سے فوراً بعد آبپاشی کریں۔ سبز کھاد کی خاطر باغات میں پھلی دار فصلیں لگائی جا سکتی ہیں جنہیں پھول نکلنے سے ایک مہینہ قبل مٹی پلٹنے والے ہل سے دبا دینا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے عام طور پر شفتل اور برسیم لگائے جاتے ہیں۔ آلوچے کے لئے پھل اتارنے تک ۳۔۴ دفعہ آبپاشی درکار ہے۔ اگر کھاد پھوٹنے سے پہلے نہ دی گئی ہو تو پہلی آبپاشی اپریل کے پہلے ہفتے میں ہو گی۔ اس کے بعد ہر پندرہ یا بیس روز بعد پانی دیا جاتا ہے۔ پھل کو زیادہ دیر تک درختوں پر نہ رکھنے کے لئے آخری آبپاشی میں تاخیر کرنی چاہئے۔

کاشتی عمل

پت جھڑ قسم کے دوسرے پھل دار باغات کی طرح آلوچے کے باغ کے ابتدائی سالوں میں بھی سبزیوں کی کاشت کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح برسیم اور شفتل بطور چارہ، سبز کھاد کاشت ہو سکتے ہیں۔ بارآور باغات میں عام طور پر کوئی فصلیں کاشت نہیں کی جا سکتیں۔ بلکہ کبھی کبھی ہل چلایا جاتا ہے۔ تاکہ خودرو پودے تلف ہو جائیں اور زمین کی حالت درست رہے۔

Marfat.com

پھل کو چھدرا کرنا

آلوچے کا پودا نہایت فراوانی سے بارآور ہوتا ہے۔ اگر یہ پھل مناسب مقدار میں ہلکا نہ کیا جائے تو ظاہر ہے کہ پھل کی خوبی اور رنگت وجسامت ادنیٰ ہو گی۔ اس مقصد کے لئے زائد پھل کو دور کر دیا جاتا ہے۔ یہ عمل اس وقت کیا جائے جب پھل دوسری بار قدرتی انداز سے گر چکا ہو۔ پھل کو اس قدر ہلکا کریں کہ دو پھلوں کے درمیان دو انچ فاصلہ رہ جائے۔ ہلکا کرتے وقت موسمی آندھیوں اور طوفانوں کے نقصان کو بھی مدِ نظر رکھا جائے۔

پھل کی چنائی

پھل کی چنائی کا آغاز شروع مئی سے لے کر آخر جون تک رہتا ہے۔ عام طور پر پھل کی چنائی اس وقت کی جاتی ہے۔ جب کہ پھل پختگی کی طرف مائل ہو لیکن نرم نہ ہوا ہو۔ کیونکہ مکمل پکا ہوا نرم پھل دور دراز منڈیوں تک اچھی حالت میں نہیں پہنچایا جا سکتا۔ نیز درختوں پر پکا ہوا پھل دیر تک رکھنے سے بھوری سڑن (BROWN ROT) کی بیماری لگ جاتی ہے۔ خصوصاً مرطوب علاقوں میں اس بیماری کا عام خطرہ ہے۔ اس کے برعکس اگر پھل کو کچی حالت میں توڑا جائے تو بھی نفع بخش ثابت نہیں ہوتا۔ چنائی کا صحیح وقت وہ ہے جب کہ پھل میں آلوچے کی مخصوص خوشبو اور رنگت نمودار ہو جائے۔ پورا پختہ پھل جیم اور جیلی بنانے کے لئے موزوں نہیں ہے۔ اس مقصد کے لئے پھل دو تہائی پکا ہوا ہونا چاہئے۔ ڈبوں میں محفوظ کرنے کے لئے پھل کی مٹھاس کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔ آلوچے کو سرد خانوں میں ۶ سے ۸ ہفتوں تک ۳۲° ف حرارت پر بخوبی ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ پھل بیماریوں سے صاف ہو اور صحیح پختگی پر توڑا گیا ہو۔ آلوچے کی اوسط پیداوار ۱۵۰ پونڈ فی درخت ہو جاتی ہے۔

آلوچے کی اقسام

آلوچہ نمبر ۱

درخت تنومند، بارآور، قد بڑا، پھل کا سائز بڑا، گول، نوکدار اور خوشبودار اور

Marfat.com

رسدار ہوتا ہے۔ پھل کا رنگ زردی مائل ہوتا ہے جو ماہ جولائی کے وسط میں پکتا ہے۔

آلوچہ نمبر ۲

ذائقہ اور لذت کے اعتبار سے بہترین۔ درخت مضبوط اور پھیلا ہوتا ہے۔ نوکدار سرخی مائل۔ بعض علاقوں میں کم پھلتا ہے کیونکہ زیرگی کے لئے اور اقسام درکار ہوتی ہیں۔ پھل بڑا، رنگ زرد مگر پکنے پر ہلکا گلابی ہو جاتا ہے۔ ذائقہ میٹھا، رس دار اور خوشبودار ہوتا ہے۔ ماہ مئی کے آخر میں پکتا ہے۔

آلوچہ نمبر ۳

درخت نہایت مضبوط اور بہت زیادہ پھل دیتا ہے۔ پھل کا سائز بہت بڑا اور لونک دار ہوتا ہے۔ رنگ زرد، سرخی مائل۔ کم رسدار، سوکھنے، دور دراز بھیجنے کے لئے نہایت موزوں قسم ہے۔ یہ جون کے اوائل میں تیار ہوتا ہے۔

آلوچہ نمبر ۴

درخت بلند قامت اور سیدھا پھیلاؤ اوسط درجے کا پھل کا رنگ خوبصورت ارغوانی پھل کا سائز خاصا بڑا، میٹھا اور خوشبودار، قسم پھل نہایت ہی اعلیٰ، ماہ جون کے وسط میں تیار ہوتا ہے

آلوچہ نمبر ۵

درخت اوسط درجے کا سیدھا اور بلند، پھل کا سائز درمیانہ، رنگ ارغوانی جو پہلے سبزی مائل سفید ہوتا ہے۔ اعلیٰ قسم ہے۔ تقریباً وسط جون تک نمبر ۴ کے فوراً بعد تیار ہو جاتی ہے۔

میتھلے

درخت متوسط اور پھل اوسط درجے کا۔ اگر پھل بہ قدرتی یا مصنوعی طریقے سے کم نہ ہو جائے تو پھل کا سائز چھوٹا ہوتا ہے۔ کیونکہ بہت زیادہ پھل آتا ہے۔ پھل بیضوی، پوست گہرا سرخ اور نیلا، گودا سرخ، رسدار اور میٹھا۔ ماہ مئی کے تیسرے ہفتے میں پکتا ہے۔

بیوٹی

درخت اوسط درجے کا، پھل بڑا، گول و نوکدار، پوست گہرا ارغوانی، رس دار حصہ

Marfat.com

سفید اور ارغوانی مائل، میٹھا اور رسدار، ماہ جون کے پہلے ہفتے میں پکتا ہے۔

فارموسا

درخت اوسط درجے کا، پھل کا سائز بڑا، رنگ ارغوانی، گودا ہلکا زرد، رس دار اور کافی میٹھا۔ ماہ جون کے وسط میں تیار ہوتا ہے۔

لال خون

درخت تن آور، خوب پھیلنے والا، پھل کا سائز بڑا، پوست کا رنگ سرخی مائل سبز، گودا گہرا سرخ، کم رسدار، درمیانہ کوالٹی کا، ترشی مائل۔ وسط جون میں پکتا ہے۔

فضل منانی

درخت اوسط درجے کا، صحت مند اور کافی بار آور، پھل درمیانے سے بڑے سائز کا، رنگ کالا سرخ، گودا زردی نما، رسدار، میٹھا، خوشبودار، ذائقہ بہترین۔ وسط جون میں پکتا ہے۔ خوبی اور مضبوطی کی وجہ سے وادی پشاور کی تجارتی قسم ہے۔

آلوچہ نمبر ۷

درخت درمیانہ قد، بہت پھلدار، پھل کا سائز بڑا، رنگ سرخی مائل، گودا سخت، کم رسدار قسم درمیانہ۔ خشک کرنے اور محفوظ کرنے کے لئے بہترین۔ ماہ جون کے آخر میں تیار ہوتا ہے۔

گینز بلیس

درخت اوسط قد کا، زیادہ پھل اور پوست اور گودا سرخ، قسم خوبی میں اچھی، ذائقہ تیز۔ جون کے آخر میں پکتا ہے۔

فیڈریشن

درخت میانہ قد، پیداوار درمیانہ، پھل کا سائز بڑا، پوست کا رنگ سبز، گودا سخت اور کم رس دار، اچھی قسم ہے۔ سب سے آخر ماہ جولائی میں تیار ہوتا ہے۔

Marfat.com

آلوچہ کی مصنوعات

ڈبوں میں بند کرنا

درختوں پر پکا ہوا پھل جو ابھی سخت ہو اتار کر دھو لیا جاتا ہے۔ نرم دانے چن کر دور کر لئے جاتے ہیں۔ اگر ثابت پھل محفوظ کرنا ہو تو پھل کو ایک طرف ہلکا نشتر لگا دیا جاتا ہے تاکہ شیرے کے جذب ہونے میں سہولت ہو۔ گٹھلی اس حالت میں دور کی جاتی ہے۔ جب پھل آدھے ٹکڑوں میں بند کرنا مقصود ہو۔ بیس اونس پھل پاک صاف ڈبوں میں ڈال کر گاڑھا شیرہ ڈال دیا جاتا ہے اور ۵ تا ۸ منٹ تک گرم کیا جاتا ہے۔ جب کہ اندرونی درجہ حرارت ۸۵° ف تک پہنچ جائے۔ ڈبوں پر ڈھکن چڑھا کر ۲۱۲° ف پر ۲۰ منٹ کے لئے گرم کر لئے جاتے ہیں۔ ڈبوں کو فوراً بعد ۰۰° ف درجہ تک ٹھنڈا کر کے گوداموں میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اگر پھلوں سے چھلکا دور کرنا ہو تو پھل کو دو منٹ کے لئے ابلتے ہوئے پانی میں رکھ کر ٹھنڈے پانی میں ڈال کر چھلکا اتاریں۔

آلوچہ کی اقسام فضل منانی ۳ فی صد۔ ویکسن، فیڈریشن ڈبوں میں بند کرنے کے لئے بہت موزوں ثابت ہوئی ہیں۔

جیم

(ا) پکا ہوا نرم پھل دھو کر ۱۰ فی صد پانی ملا کر ابال لیا جاتا ہے۔ چانی یا مشین سے گودا نکال کر برابر مقدار میں چینی ملا دی جاتی ہے۔ پہلے اس کو ۲۱۲° ف تک گرم کر دیا جاتا ہے۔ تیار شدہ جیم کا بریکس نمبر ۶۸ ہونا چاہئے۔ اس کو پھر ۱۸۰° ف حرارت پر پاک صاف ڈبوں میں ڈال کر بند کر دیں۔ اگر شیشے کے جار میں جیم محفوظ کرنا ہو تو جاروں میں ڈالتے وقت درجہ حرارت ۱۵۰° ف سے ۱۶۰° ف ہو۔

(ب) ملے جلے پھلوں کا جیم

عموماً آلوچہ آڑو یا آلوچہ خرمانی کا ملا جلا جیم تیار کیا جاتا ہے۔ گودے کی تیاری و دیگر عملیات ہو بہو وہی ہیں جو آلوچہ کے جیم کے لئے اوپر بیان کی گئی ہیں۔ ان میں بھی چینی برابر مقدار میں ملائی جاتی ہے۔ اور پھر ان کو ۲۱۲° ف پر گرم کر کے پاک صاف ڈبوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

خشک کرنا

درخت پر سے رنگ دار اور پختہ پھل اتار کر دھولیا جاتا ہے اور اسے جالی دار ٹوکریوں میں ڈال کر ۵ر۰ فی صد سے ۰ر۱ فی صد کاسٹک کے گرم پانی میں ½ سے ۲ منٹ تک ڈبو دیا جاتا ہے۔ نکالنے کے فوراً بعد ٹھنڈے پانی میں دھولیں۔ اس عمل سے پھل کے چھلکے میں باریک باریک درازیں بن جاتی ہیں۔ اس کے بعد میوہ کو گندھک کا دھواں دیا جاتا ہے۔ گندھک کی مقدار ایک من پھل کے لئے ۸ پونڈ ہے۔ یہ پھل گندھک کے دھوئیں میں ۸ سے ۱۲ گھنٹے کے لئے رکھا جاتا ہے۔ اس کو گندھک کے کمروں سے نکالنے کے بعد دو دن تک براہِ راست دھوپ دے کر پھل کو دوسرے رخ پلٹ دیا جاتا ہے۔ اور پھر تین دن کے لئے دھوپ میں رکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد پھل کو سکھانے کے لئے سایہ میں رکھیں۔ تاکہ اس کا رنگ زیادہ دھوپ کی وجہ سے سیاہ نہ ہو۔ خشک پھل کو اکٹھا کر کے گودام میں رکھیں۔ تاکہ سخت پھلوں کی نمی برابر ہو جائے۔ ڈبوں میں بند کرنے سے پیشتر اگر پھل کو دھو کر بھاپ دی جائے اور دو تین گھنٹوں کے لئے دوبارہ گندھک کا دھواں دے کر مشین میں خشک کیا جائے۔ تو پھل صاف ہو جاتا ہے۔ اور پھر ڈبوں میں بند کیا جاتا ہے۔ آلوچہ کی بعض اقسام دوسری قسموں سے اچھی طرح خشک ہو جاتی ہیں۔ وہ اقسام جو زیادہ رسدار نہ ہوں اچھے نتائج دیتی ہیں۔ خشک کرنے کے لحاظ سے میرانشاہ کا آلو بالو، آلوچہ نمبر ۳، ۷، ۹ اور فیڈریشن قابل ذکر ہیں۔

خشک شدہ آلوچہ میں نم کی مقدار ۱۲ سے ۱۸ فی صد ہونی چاہیئے۔ خشک پھل میں لچکدار گودا ہونا چاہیئے۔ اگر آلوچے زیادہ پکے ہوئے ہوں تو گٹھلی پر صرف چھلکا ہی رہ جاتا ہے۔ اور رنگ بھی عموماً سیاہ ہو جاتا ہے۔ دو تین پونڈ تازہ آلوچوں سے ایک پونڈ خشک پھل حاصل ہوتا ہے یہ نسبت آلوچہ کی قسم اور اس کی پختگی پر منحصر ہے۔

نقصان دہ کیڑے

۱۔ کالا تیلہ (BLACK APHID) آڑو کے باب میں اس پر بحث ہو چکی ہے۔

Marfat.com

۲ - لی کینیم سکیل (LECANIUM SCALE) خرمانی کے باب میں اس پر بحث ہو چکی ہے۔

۳- فروٹ فلائی

۴- ہیری کیٹر پلر (HAIRY CATTER PILLER) آڑو کے باب میں اس پر بحث ہو چکی ہے۔

۵- لیف رولر (LEAF ROLLER)

اس کے پہلے روپ کا رنگ سبز اور سر کالا ہوتا ہے۔ یہ پھولوں کو ماہ فروری اور مارچ میں نقصان پہنچاتا ہے اور جو ماہ مئی اور جون میں پھلوں میں سوراخ کرتا ہے۔ یہ پھولوں کو نپلوں اور نازک پتوں میں جھلی دار مادہ پیدا کرتا ہے اور پتوں کو موڑ دیتا ہے۔ مڑے ہوئے پتوں کو اگر کم تعداد میں ہوں۔ ہاتھ سے اکٹھا کر کے مٹی کے تیل والے پانی میں ڈال دینا چاہئے۔ اس کیڑے سے موثرہ پھلوں کو اکٹھا کر کے زمین میں گہرا دبا دینا چاہئے۔ تنہ کی سنڈی (SHOOT BORER) خرمانی کا مضمون ملاحظہ ہو۔

بلیک ناٹ

اس کی موجودگی کے آثار درخت کی نئی شاخوں پر کالے کالے داغوں سے معلوم ہوتے ہیں داغدار شاخوں کو کاٹ دینا چاہئے۔ اور بعد میں پیرینا کس تین چار پونڈ ۱۰۰ گیلن پانی میں ملا کر چھڑکنا چاہئے۔

براؤن ناٹ

خرمانی کا مضمون ملاحظہ ہو

لیف برائٹ یا شاٹ لیول

خرمانی کا مضمون ملاحظہ ہو۔

سلور لیف

اس بیماری سے پتوں کا اوپر والا حصہ چاندی کی طرح سفید ہوتا ہے۔ اس کا تدارک دواؤں کے استعمال سے خاطر خواہ طور پر نہیں ہوتا۔ مگر باغات میں صفائی رکھنے سے اس کی روک تھام ہو جاتی ہے

Marfat.com

خوبانی

خوبانی کے اصلی وطن کا صحیح علم نہیں لیکن عام خیال یہ ہے کہ شاید چین اس کا وطن ہے اٹلی میں خوبانی کی کاشت تقریباً ایک سو سال قبل از مسیح میں اور یونان میں اس سے کچھ پہلے شروع ہوئی انگلستان میں اس کی کاشت تیرھویں صدی میں شروع ہوئی۔ خوبانی کی عام طور پر تین انواع پائی جاتی ہیں ان میں سے پرونس ارمینکا (PRUNUS ARMENIACA) بہت مقبول ہے۔ پاکستان میں اس کے باغات بلند مقامات پر پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ عموماً گھٹیا قسم کے ہیں۔ چترال گلگت اور ہنزہ ریاستوں میں خوبانی کے باغات عام نظر آتے ہیں۔ یہاں اس کے پھلوں کی گری سے نہ صرف تیل نکالا جاتا ہے بلکہ ان کو کھانے کے لئے خشک بھی کیا جاتا ہے۔ سنہ ۱۹۴۱ء کے اعداد و شمار کے مطابق پشاور، مردان، ہزارہ اور کوہاٹ کے اضلاع میں تقریباً ساٹھ ہزار سے زیادہ خوبانی کے درخت شمار کئے گئے۔ وادیٔ کرم، شمالی و جنوبی وزیرستان مالاکنڈ ایجنسی اور اس کی ملحقہ ریاستوں میں جو خوبانی کے درخت ہیں ان کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکا۔ تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان علاقوں میں خوبانی کی جنگلی اور مقامی اقسام کثرت سے موجود ہیں۔ خوبانی کے درخت کشمیر، بلوچستان اور دامن کوہ اور پنجاب کے چند ایک علاقوں میں ملتے ہیں۔ ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوبانی

Marfat.com

کے درخت مختلف قسم کی آب وہوا میں یعنی سطح سمندر سے ۱۲۰۰ فٹ سے ۶۰۰۰ فٹ کی بلندی تک کامیابی سے اگائے جاسکتے ہیں۔ لیکن ۲۰۰۰ سے ۳۵۰۰ فٹ بلندی والے مقامات خوبانی کے باغات کے لئے بہت موزوں ہیں۔

آب وہوا۔

آب وہوا کے نقطۂ نظر سے خوبانی کی کاشت پر درجہ حرارت کا براہ راست اثر پڑتا ہے سیب اور ناشپاتی کی طرح خوبانی کے لئے بھی طویل موسم سرما درکار ہے۔ خوبانی کی بعض تجارتی اقسام ایسی ہیں جن کے لئے سرمائی درجہ حرارت کافی حد تک کم اور طویل مدت تک درکار ہے عموماً ۵ ۴ف درجہ حرارت ۶۰۰ سے ۱۰۰۰ گھنٹوں کے لئے خوبانی کی خوابیدہ حالت کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے لیکن اس کا انحصار خوبانی کی اقسام پر ہے۔ مثال کے طور پر خوبانی کی قسم ریڈ فرینچ اور اولڈ کیپ، ایسے میدانی علاقے جو سطح سمندر سے ۱۲۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہوں اچھی طرح پھلتی پھولتی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس دوسری اقسام مثلاً سفیدہ بوئی، کے لئے ۲۰۰۰ ہزار فٹ کی بلندی درکار ہے۔ خوبانی کی بعض ایسی اقسام بھی ہیں جن کے لیے ۲۰۰۰ فٹ سے بھی زیادہ بلندی درکار ہے۔ مثلاً چارمغز اور شکرپارہ کے لئے عرض بلد کے لحاظ سے ۳۳۶۵۰ شمالاً سے ۳۴۶۵۰ شمالاً عرض بلد تک کے مقامات کاشت کے لئے موزوں ہیں۔ موسم بہار میں اگر پالا پڑ جائے تو خوبانی کے باغات پر نقصان دہ اثر پڑتا ہے۔ اگر اس موسم میں پالا نہ پڑے تو خوبانی ۲۰ف درجہ حرارت کو بھی برداشت کر سکتی ہے۔ خوبانی کے درخت آڑو کے درختوں کے مقابلے میں سردی کا بہت سختی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اس کے شگوفے جس وقت مکمل خوابیدہ حالت میں ہوں، آڑو کے شگوفوں کے مقابلے میں سردی کی بہت زیادہ مدافعت کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر موسم سرما کے درجہ حرارت میں یکایک زیادتی ہو جائے تو اس کے شگوفے بہت تیزی سے پھوٹنے شروع ہو جاتے ہیں اور جب سرمائی درجہ حرارت معمول پر آجاتا ہے یعنی گھٹ جاتا ہے تو اس کی تبدیلی سے یہ بیدار نازک شگوفے مرجاتے ہیں۔

زمین

آڑو اور آلوچہ کی طرح خوبانی کو بھی گہری میرا زمین درکار ہے۔ پتھریلی زمینوں میں بھی اس کی

Marfat.com

کاشت ہوسکتی ہے۔ خوبانی کے درختوں کی جڑیں زمین کے اندر زیادہ گہرائی تک نہیں جاتیں، اس لئے پانی کی کمی کو خوبانی کے درخت برداشت نہیں کر سکتے اور نہ یہ جڑی بوٹیوں کا مقابلہ کر سکتی ہے۔

افزائش کے لئے مناسب روٹ سٹاک

خوبانی کی افزائش کے لئے آڑو اور ہاڑی (جنگلی خوبانی) بطور روٹ سٹاک استعمال ہوتے ہیں۔ کڑوے بادام کا روٹ سٹاک خشکی کا مقابلہ کرنے کے لئے بعض اوقات استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اس صورت میں اس کا پیوند کمزور ہوتا ہے۔ ہلکی، ریتلی اور پتھریلی زمین میں خوبانی کے لئے خوبانی کا روٹ سٹاک استعمال کرنا مناسب ہے۔ کیونکہ اس میں نماٹوڈ (NEMATODE) کی مدافعت کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اگر زمین کے اندر پانی کے نکاس کا اچھا انتظام ہو تو ہاڑی پر پیوند کئے ہوئے خوبانی کے درخت آڑو کے روٹ سٹاک کے مقابلے میں طویل العمر ہوتے ہیں۔ آلوچہ بھی روٹ سٹاک کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اس کا استعمال صرف بھاری اور سیم زدہ زمینوں میں ہوتا ہے لیکن ان تمام روٹ سٹاک میں آڑو کے روٹ سٹاک کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ اس پر خوبانی کا پیوند نہایت آسانی سے کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور بہت کم مدت میں پیوندی پودے باغ میں لگانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

ہاڑی اور آڑو کے روٹ سٹاک کا ذخیرہ

ہاڑی کا روٹ سٹاک تخم لگانے کے دوسرے سال موسم بہار میں پیوند کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور اگر چشمہ لگانا ہو تو یہ عمل جون کے اوائل میں کیا جاتا ہے۔ خوبانی کے چشمہ لگانے کا کام جولائی سے قبل ختم کر دینا چاہیئے۔ ورنہ چشمے اگلے موسم بہار تک نہیں پھوٹتے۔

شاخ تراشی

خوبانی کے پھل پیدا کرنے والے شگوفوں کی حالت کے اعتبار سے اس کی شاخ تراشی کچھ مختلف ہوتی ہے۔ لیکن شاخ تراشی کا یہ طریقہ جاپانی آلوچہ کے درختوں کی شاخ تراشی سے ملتا جلتا ہے۔ اس کا پھل عموماً معمر شاخوں کے گڑھوں (SPURS) پر پیدا ہوتا ہے اور بعض اوقات ایک سالہ شاخیں بھی پھل دیتی ہیں۔ نوعمر درختوں کی مناسب تربیت بہت ضروری ہوتی ہے یعنی اس کی شاخوں کو مادی فائیڈ

Marfat.com

لیڈر سسٹم (MODIFIED LEADER SYSTEM) پر ترتیب دیا جاتا ہے۔ جس وقت اس کے درخت پھل دینا شروع کر دیتے ہیں ان کی شاخوں کی تربیت کا دور ختم ہو جاتا ہے اور یہیں سے شاخ تراشی کا دور شروع ہو جاتا۔ چونکہ یہ گڑھے کم مدت تک پھل دینے کے بعد ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کی کٹائی بہت ضروری ہے۔ خوبانی کے درخت جب معمر ہو جاتے ہیں۔ تو ان میں نشوونما کی رفتار کو بڑھانے کے لئے شاخ تراشی سخت کرنی پڑتی ہے تاکہ نئی بارآور شاخیں پیدا ہو سکیں۔

باغ کی نگہداشت

خوبانی کی اچھی اور منافع بخش فصل حاصل کرنے کے لئے باغ کی صحیح نگہداشت ضروری ہے۔ پودے لگانے کے بعد چند سال تک جب درخت پوری طرح بار آور نہ ہوئے ہوں پودوں کے درمیان فصلیں اگانی چاہئیں جنہیں عموماً کھاد دی جاتی ہے۔ جب پھل آنا شروع ہو جائے تو قطاروں کے درمیان پھلی دار قسم کی فصلیں مثلاً شفتل، برسیم، موٹھ، لوبیا وغیرہ بطور سبز چارہ اور سبز کھاد کاشت کی جائیں۔ یاد رہے کہ ایسی فصلیں لگائی جائیں جن کو پانی کی ضرورت کم ہو کیونکہ زیادہ آبپاشی کرنے سے خوبانی کے درختوں کو نقصان پہنچتا ہے بہتر ہے کہ قطاروں کے ساتھ ۸۔۱۰ فٹ جگہ خالی جگہ چھوڑ دی جائے۔ اور خوبانی کے درختوں کو حسب ضرورت پانی دیا جائے۔

سبز کھاد

سبز کھاد کی فصل کو موسم بہار سے پیشتر جب پھلی ابھی بہت نرم ہو تو زمین میں دبانا بہتر ہوتا ہے۔ کیونکہ موسم گرما میں فصل کا درختوں کے ساتھ غذائی ضروریات اور پانی کے لئے مقابلہ ختم ہو جاتا ہے۔ پھلی دار فصلیں عموماً موسم خزاں کے اوائل یعنی ماہ ستمبر میں کاشت کی جاتی ہیں۔ اس سے ایک تو موسم سرما میں زمین کی حالت اچھی رہتی ہے۔ اور دوسرے بارشوں کی وجہ سے زمین کے بہہ جانے کا اندیشہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس طریقہ سے زمین کی حالت اور درختوں کی صحت برقرار رہ سکتی ہے اور یہ طریقہ باغ میں فصل نہ لگانے سے بہتر ہے۔

Marfat.com

آبپاشی

پہلی آبپاشی پھل کے بادام جتنا بڑا ہونے پر کرنی چاہیئے موسم گرما کے دوران ۵ سے ۶ بار آبپاشی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس رقبہ میں درخت کی جڑیں پھیلی ہوئی ہوں اسے خودرو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھنا ضروری ہیں۔

کھاد

گوبر کی کھاد بحساب ایک من فی درخت موسم سرما میں ڈال کر ہل کے ذریعے زمین میں ملانا چاہیئے اگر گوبر کی کھاد دستیاب نہ ہو تو دو سالہ عمر کے درختوں کو ۴ اونس امونیم سلفیٹ فی درخت ڈالا جائے اس طرح معمر درختوں کو ۳۔ ۵ پونڈ امونیم سلفیٹ ڈالنا چاہیئے۔ امونیم سلفیٹ ڈالنے کے فوری بعد آبپاشی کرنا ضروری ہے۔ تاکہ درخت جلنے سے بچ جائیں۔ امونیم سلفیٹ درختوں کو ایک یا دو مرتبہ دینی چاہیئے۔ اگر دو دفعہ دینا مقصود ہوں تو پھول نکلنے سے بیس دن پہلے آبپاشی کے ساتھ مناسب ہے اور دوسری مرتبہ پھل بن جانے کے بعد۔ ایسے علاقوں میں جہاں زمین میں نائٹروجن کے علاوہ دوسرے اجزاء کی کمی ہو۔ مکمل کیمیائی کھادیں ان کی کمی کے اعتبار سے ملا جلا کر دینی چاہئیں۔

پھلوں کی چنائی

پھل کو اگر دور دراز منڈیوں میں بھیجنا مقصود ہو تو نسبتاً کچے پھلوں کی چنائی کرنی چاہیئے تاکہ وہ منڈیوں میں پہنچنے تک ٹھیک طور پر پک جائے۔ اس کے برخلاف اگر نزدیک منڈیوں میں فروخت کرنا ہو تو ان کی چنائی ایسی حالت میں کی جائے کہ پھل کا اصلی رنگ نکھر جائے۔ اگر مناسب وقت پر پھلوں کی چنائی کی جائے تو ان کے ذائقے اور خوشبو میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔ کچے چنے ہوئے پھل خوشبو دار ذائقے میں گھٹیا ہوتے ہیں۔ ایک ایک پھل کو چن چن کر ہاتھ سے احتیاط کے ساتھ ایسا توڑا جائے کہ اس کا چھلکا زخمی نہ ہو۔ چنے ہوئے پھلوں کو چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں صرف ایک تہہ میں جمع کیا جائے جن پھلوں کو ڈبوں میں محفوظ کرنا ہو، یا خشک کرنا ہو۔ انہیں درختوں پر اچھی طرح پکنے دینا چاہیئے۔ تاکہ ان کے ذائقے اور خوشبو میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکے۔

Marfat.com

پیداوار

اوسط حالات میں خوبانی کی پیداوار فی درخت ۲۰۰ سے ۳۰۰ پونڈ ہوتی ہے لیکن یہ شرح پیداوار آب وہوا اور زمین کے اعتبار سے بدلتی ہے۔ خوبانی کی جسامت کا انحصار اس کے روٹ سٹاک آب وہوا اور زمین پر ہوتا ہے۔ وہ درخت جن کا روٹ سٹاک ہارڈی ہوتا ہے، اچھی جسامت کے پھل دیتے ہیں۔

خوبانی کی اقسام

ریڈ فرنچ

درخت درمیانہ قد، پھل دار اور مضبوط ہوتا ہے۔ پھل کا سائز درمیانہ، رنگ نارنجی، گودا رنگ میں تیز پیلا سخت مگر رس دار، میٹھا مگر ترشی مائل۔ گٹھلی گودے سے بآسانی الگ ہوسکتی ہے۔ ماہِ جون کے شروع میں پکتا ہے۔ پشاور کے میدانی علاقوں میں بخوبی پھلتا ہے۔

نیوکیپ

درخت متوسط درجے کا، زیادہ پھل دار، پھل کا سائز درمیانہ، رنگ زرد سفیدی مائل، مگر جب پک جائے تو قدرے سرخ ہوجاتا ہے۔ گٹھلی گودے کے ساتھ قدرے چمٹی رہتی ہے۔ گٹھلی کے قریب گودا قدرے کڑوا ہوتا ہے۔ گری کڑوی ہوتی ہے۔ مئی کے آخری ہفتے میں پکتا ہے۔ پشاور کے میدانی علاقوں میں درمیانہ پھلتا ہے۔

اولڈ کیپ

نیوکیپ سے کافی مشابہت رکھتا ہے۔ مگر اس سے ایک ہفتہ بعد پکتا ہے اور گٹھلی کے قریب گودا کڑوا نہیں ہوتا۔ پشاور کے میدانی علاقوں میں درمیانہ پھلتا ہے۔

سفیدہ

درخت درمیانہ قد اور پیداوار متوسط درجے کی ہوتی ہے پھل سائز میں چھوٹا، گول، سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ گری میٹھی ہوتی ہے۔ پھل جلد پکتا ہے اور جون کے پہلے ہفتے میں تیار ہوجاتا ہے۔ سطح سمندر سے دو ہزار فٹ کی بلندی کے علاقوں میں پھلتا ہے۔

Marfat.com

بوئی

سفیدہ قسم سے قدرے بڑی ہوتی ہے۔ پھل پر روئیں دار مادہ ہوتا ہے۔ سفیدہ سے چند دن بعد میں تیار ہوتی ہے۔ یہ دو ہزار فٹ سے کم فٹ کی بلندی کے علاقوں میں کم پھلتا ہے۔

بلنہم

اس کا درخت طاقتور اور یکبارگی سے پھلتا ہے، پھل گول، لمبوترہ یا گول بیضوی ہوتا ہے پھل دو نکروں پر کچھ دبا سا ہوتا ہے۔ درمیانی لکیر کافی نمایاں ہوتی ہے۔ رنگ سبز اور سرخ، رسدار اور میٹھا، گوداناریخی، گٹھلی گودے سے قدرے چپکی ہوئی، گری کڑوی۔ جون کے پہلے ہفتے میں پکتی ہے۔ پھل کے لئے موزوں علاقے دو ہزار فٹ بلندی کے قریب ہوتے ہیں۔

مور پارک

اس کا درخت بہت بڑا اور طاقتور ہوتا ہے۔ پھل کا سائز بڑا اور خوبی میں عمدہ، تشکل ناہموار، یعنی دو برابر ٹکڑوں میں تقسیم نہیں ہوتا۔ رنگ زرد سے گہرا نارنجی، گودا سخت ورسدار اور میٹھا، گٹھلی بڑی اور گودے سے علیحدہ ہونے والی، گری قدرے کڑوی، وسط جون میں تیار ہوتی ہے۔

چار مغز

درخت لمبا چوڑا لیکن میدانی علاقوں میں نہیں پھلتا۔ پھلنے کے لئے زیادہ سردی درکار ہوتی ہے پتے چوڑے، پھل کا سائز بڑا اور گول، رنگ سفیدی مائل زرد اور کہیں کہیں سرخ۔ ذائقہ میٹھا ورس دار اور خوشبو دار ہوتا ہے۔ دیر سے پکتا ہے۔ گری میٹھی ہوتی ہے۔

شکر پارہ

درخت درمیانہ قد کا، پھل درمیانہ سفید وگول، گودہ سفید، شکر کی طرح میٹھا، دیر سے پکنے والا، گری میٹھی خشک کرنے کے لئے موزوں۔ یہ قسم سرد علاقوں میں اچھی پھلتی ہے۔

مصنوعات

ڈبوں میں بند کرنا

اچھی طرح پکے ہوئے پھلوں کو انتخاب کر کے اور انہیں دھو کر بھاپ کے ذریعہ گرم کیا جاتا

Marfat.com

ہے۔ خوبانی کے پھلوں کو ثابت حالت میں یا ان کے ٹکڑے کر کے ڈبوں میں بند کیا جا سکتا ہے۔ اگر پھل کو ثابت حالت میں بند کرنا مقصود ہو تو اس کے ایک جانب ہلکا سا نشتر لگا دیا جاتا ہے تاکہ اس کے اندر شیرہ آسانی سے داخل ہو سکے۔ اگر ٹکڑے کر کے محفوظ کرنا ہو تو اس کے اندر سے گٹھلی نکال لی جاتی ہے۔ ایک ڈبے میں کم از کم ۲۰ - اونس، انہیں ۵ منٹ تک ۱۸۵° درجہ حرارت فارن ہیٹ پر گرم کر کے ان کے اندر خلا کر لیا جاتا ہے پھلوں کو ۴۰ فیصد طاقت کے شیرہ میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ اور بعد ازاں جراثیم سے پاک صاف ڈبوں میں بند کرنے کے بعد ان کو دوبارہ ۱۲ سے ۱۵ منٹ تک ۲۱۲ درجہ حرارت فارن ہیٹ پر گرم کر کے جراثیم سے پاک صاف کر لیا جاتا ہے ڈبوں میں محفوظ کرنے کے لئے بلنہم (BLENHEIM) اولڈ کیپ (OLD CAP) اور شکر پارہ قسم موزوں ثابت ہوئی ہیں۔

خوبانی کا جیم

خوبانی کا جیم بہت پسند کیا جاتا ہے۔ خوبانی اور آلوچہ کا ملا جلا جیم بھی بنایا جا سکتا ہے۔ جیم بنانے کے لئے خوبانی کا گودا نکالنے کا طریقہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح کہ آڑو اور آلوچہ کے بیان میں آ چکا ہے۔

خوبانی کا خشک کرنا

خوبانی کو خشک کرنے کے لئے نسبتاً زیادہ پکے ہوئے پھل منتخب کئے جاتے ہیں۔ منتخب پھلوں کو پاک صاف کر کے اور کاٹ کر گٹھلی نکال لی جاتی ہے۔ بعد ازاں ان کو کشتیوں میں بحساب ۲ پونڈ فی مربع فٹ رقبہ پر جما لیا جاتا ہے اس کے بعد انہیں ۴ سے ۶ پونڈ تک گندھک کے دھوئیں میں ۴ سے ۶ گھنٹوں کے لئے رکھا جاتا ہے۔ جب پھل کا دو تہائی حصہ سوکھ جائے تو کشتیوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ دیا جاتا ہے تاکہ براہِ راست دھوپ نہ لگے کیونکہ بہت دھوپ لگنے سے رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ رہی سہی نمی مزید ہوا کی مدد سے دور ہو جاتی ہے۔ خشک خوبانی میں ۱۸ فیصد تک رطوبت ہونی ضروری ہے ورنہ خوبانی خراب ہو جاتی ہے۔ عام طور پر قریباً ۶ پونڈ تازہ پھل سے ایک پونڈ خشک خوبانی حاصل ہوتی ہے۔ اسے خشک کرنے کے لئے ریڈ فریخ، بوئی، سیفدہ اور بلنہم اقسام اچھی ثابت ہوئی ہیں۔

Marfat.com

کیڑے اور بیماریاں

اپریکاٹ چلسڈ

یہ کیڑا پھل کی گٹھلی میں رہتا ہے۔ گری میں انڈے دیتا ہے۔ جب پکنے لگتا ہے تو انڈوں سے بچے نکل کر گری کو کھاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے پھل پوری طرح پکنے سے پہلے درخت سے گر جاتا ہے۔ بیمار پھل کی گٹھلیوں کو اگر پانی میں ڈالا جائے تو ہلکا ہونے کی وجہ سے سطح پر آجاتی ہیں۔ اس کی روک تھام گرے ہوئے پھلوں کو اکٹھا کر کے تلف کرنے سے کی جاسکتی ہے۔ دبانے سے ان کا جلا دینا بہت مفید ہے۔ جب انڈوں سے بچے نکل آئیں تو ۳ پونڈ اگرو سائڈ ۶۵ ۶ فیصد والی سوگیلن پانی میں ملا کر چھڑکاؤ کرنا چاہیئے۔

فروٹ فلائی

یہ مکھی نیم پختہ پھل کے اوپر انڈے دیتی ہے۔ انڈوں سے کرم نکل کر پودوں میں سوراخ کر لیتے ہیں اور پھل پختگی سے قبل گر جاتے ہیں ان پر قابو پانے کے لئے مندرجہ ذیل طریقے ہیں۔

(ا) گرے ہوئے پھلوں کو اکٹھا کر کے گہرے گڑھوں میں دبانا۔

(ب) باغات میں ہل چلانا۔

(ج) باغات میں مرغیاں پالنا تاکہ کیڑوں کو کھا لیا کریں۔

(د) کلنزل تیل کی بوتل لٹکانے سے مکھیوں کو پکڑنا۔

(ص) مکھیوں کو جاڑے میں ڈیزل آئل سے چھڑکاؤ کر کے مارنا یا پھل کی پختگی سے قدرے پہلے ڈپٹرکس کا سپرے کرنا۔ دوا کی مقدار سوگیلن پانی کے لئے ۶ اونس ہے۔

لیکنیم کیرلی

یہ ایک رس چوسنے والا کیڑا ہے جس کی مادہ ارہر کی تخم کے مشابہ ہوتی ہے۔ ماہِ اپریل میں ۰۰ بہ تک انڈے دیتی ہے۔ ماہ مئی میں بچے نکل کر پتوں کے نچلے حصے پر جمع ہو کر پتوں سے رس چوستے ہیں۔ ان پر الیوکینم کی سپرے سے کافی فائدہ ہوتا ہے۔ جاڑوں میں ۶ فیصد وِنٹر آئل یا ڈیزل آئل بورڈو مکسچر کے ساتھ ملا کر چھڑکنا بھی کافی مفید ثابت ہوا ہے۔

Marfat.com

پیچ شوٹ بورر

گہرے نیلے رنگ کے چمکدار کیڑے درخت کی چھال پر اپریل اور مئی کے مہینوں میں انڈے دیتے ہیں۔ انڈوں سے بچے نکل کر تنے میں سرنگ بنا کر گھس جاتے ہیں۔ حملہ شدہ درختوں پر گول سوراخوں سے رس نکل کر گوند کی شکل میں جم جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے درخت کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور شدید حملے کی صورت میں درخت اور شاخیں خشک ہو جاتی ہیں۔

علاج

جس وقت کیڑے انڈے دیں، ڈائی کران بشرح ۳۶۵ اونس .. گیلن پانی میں ملا کر چھڑکاؤ کیجئے۔ یہ چھڑکاؤ ہر مہینے ایک مرتبہ ستمبر کے مہینے تک جاری رکھنا چاہیئے۔

ہیری کیٹر پلر

سبز رنگ کی تتلی پتوں پر انڈے دیتی ہے۔ ان انڈوں سے ماہِ مئی میں بھورے رنگ کے کیڑے نکل آتے ہیں۔ اور پتوں سے سبز رنگ کا مادہ کھاتے ہیں۔ جس سے پتے چھلنی کے مانند ہو جاتے ہیں۔ شدید حملہ کی صورت میں پتے بالکل خشک ہو جاتے ہیں اور درخت کمزور ہو جاتا ہے۔ سبز رنگ کے کچے پھل بھی اس کے حملے کا شکار ہوتے ہیں۔ ان کیڑوں پر مندرجہ ذیل طریقوں سے قابو پایا جا سکتا ہے۔

(ا) بالوں والے کیڑوں کو موسم سرما میں اکٹھا کر کے تباہ کرنا۔

(ب) یکم مئی سے ۱۵ مئی تک انڈوں کے ڈھیروں کو اکٹھا کر کے تباہ کرنا۔

(ج) اینڈرین کا چھڑکاؤ اس وقت کرنا جب انڈوں سے کیڑے نکل آئیں۔ دس اونس انڈرین سو گیلن پانی میں استعمال کیجئے۔

کالا تیلیا

اس کا رنگ گہرا سرخ ہوتا ہے یہ درخت کی چھال سے ماہِ مارچ سے مئی تک اور پھر موسم سرما میں رس چوستا ہے۔ اس سے شہد کے قطرے شبنم کی طرح ٹپکتے ہیں۔ جو درخت یا زمین پر گر کر تیل کی طرح داغ پیدا کرتے ہیں۔ اس پر قابو پانے کے لئے سردیوں میں اس پر ونٹر آئل سپرے کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد دس اونس انڈرین سو گیلن پانی میں ملا کر متاثرہ درختوں پر سپرے کیا جائے

Marfat.com

سبز تیلیا

یہ سبز نما چھوٹا کیڑا ہوتا ہے جو پتے نکلتے ہی حملہ آور ہوتا ہے۔ حملے کی وجہ سے پتوں میں مروڑ آجاتا ہے اور درخت کی نشو ونما پر بُرا اثر پڑتا ہے اگر شروع شروع میں اس کے حملے کا تدارک نہ کیا جائے تو بعد میں بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مروڑے ہوئے پتوں میں ان کا مارنا آسان نہیں ہوتا۔ اس کے حملہ کی وجہ سے پھل گر جاتے ہیں۔ اور اگلے سال کے لئے بھی پھل کی مقدار پر نشو ونما کی کمزوری کی وجہ سے اثر پڑتا ہے۔ اس کے انسداد کے لئے ۵ ۶ ۳ اونس ڈائی کران سو گیلن پانی میں ملا کر سپرے کرنا چاہیئے۔

بیماریاں

براؤن راٹ

اگرچہ ہمارے ملک میں یہ بیماری کم ہے۔ مگر یہ ایک خطرناک اور مہلک بیماری ہے۔ یہ پھل اور شاخوں تک کو متاثر کر دیتی ہے۔ بیمار پھلوں کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ جو اس روگ کی آسان نشاندہی ہے۔ اس بیماری کی ابتدا میں پھلوں پر چھوٹے چھوٹے داغ پیدا ہوتے ہیں۔ اس بیماری کی روک تھام کے لئے ضروری ہے کہ تمام متاثرہ حصّے کاٹ کر جلا دیئے جائیں۔ پھول آنے سے پہلے اور پھل پکڑنے کے بعد پیری ناکس چار پونڈ سو گیلن پانی میں ڈال کر چھڑکاؤ کیجئے۔ اگر کسی جگہ حملہ شدید ہو تو ماہِ فروری سے جولائی تک کم از کم سات بار سپرے کرنا ضروری ہے۔

ڈائی بیک

یہ بیماری پھلوں، پتوں اور شاخوں پر حملہ کرتی ہے۔ اس سے پھلوں پر ارغوانی رنگ کے چھوٹے چھوٹے داغ نمودار ہوتے ہیں۔ اسی طرح شاخوں پر بھی داغ پڑ جاتے ہیں اور شاخوں کے ارد گرد حلقے پڑ جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نشو ونما بند ہو کر شاخیں خشک ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اور درخت مر جاتے ہیں۔ اِس مرض پر قابو پانے کے لئے تمام حملہ شدہ حصوں کو کاٹ کر جلا دینا چاہیئے۔ درختوں کی پرداخت صحیح طریقے سے کی جائے۔ تاکہ درخت صحت مند ہو کر بیماری کا مقابلہ کر سکیں۔ ۴ پونڈ پیری ناکس سو پونڈ پانی میں ملا کر چھڑکاؤ کرنے سے بیماری دور ہو جاتی ہے۔ اگر

Marfat.com

بیماری شدید صورت اختیار کر گئی ہو تو متعدد بار چھڑکاؤ کرنے سے فائدہ ہوگا۔

پتوں کا رسٹ

یہ بیماری پتوں کے نچلے حصے پر بھورے اور ابھرے ہوئے داغوں کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ موسم گرما میں متاثرہ پتے گر جاتے ہیں۔ ان پتوں کو اکٹھا کر کے جلا دیا جائے۔ درختوں کی صحت اچھی نگہداشت سے برقرار رکھی جائے تاکہ بیماری کی مدافعت ہو سکے اس کا علاج بھی بورڈو مکسچر ۴:۴:۵ یا پیری ناکس سوگیلن پانی میں چھڑکاؤ کرنے سے ہو سکتا ہے۔

شاخوں کے مرجھانے کی بیماری

شاخوں کے مرجھانے سے اس بیماری کا حملہ ظاہر ہوتا ہے۔ جب بظاہر ان پر اور کسی بیماری یا کیڑے کے اثرات نہ ہوں۔ متاثرہ شاخوں پر پتے سرخ ہو کر گر جاتے ہیں۔ اس مرض کا حملہ آڑو پر بہت ہوتا ہے اور ناشپاتی پر کم، مگر خوبانی پر سب سے کم ہوتا ہے۔ اس پر قابو پانے کا واحد علاج یہ ہے کہ بیمار حصوں کو کاٹ کر جلا دیا جائے اور کٹی ہوئی جگہ پر تارکول لگا دیا جائے۔ تاکہ مزید بیماریوں سے زخم محفوظ رہے۔ گاہے گاہے اس بیماری کی روک تھام کے لئے باغ کا معائنہ کرنا ضروری ہے اور جہاں بھی حملہ شدہ شاخ نظر آئے، فوراً کاٹ ڈالنا چاہیئے۔ تاکہ بیماری پھیلنے نہ پائے۔ صحت مند پودوں پر اس کا حملہ بہت کم ہوتا ہے۔ اس لئے کاشت کے ایسے طریقے اختیار کرنے چاہئیں جن سے درختوں کی صحت اچھی رہے۔

Marfat.com

سٹرابیری

سٹرابیری ایک دیدہ زیب اور خوشبودار پھل ہے۔ جو غذائی اور دافع الامراض خصوصیات کی بنا پر بہت مشہور ہے جن ملکوں میں باغبانی کی صنعت عروج پر ہے وہاں یہ پھل بہت مقبول ہے۔ اس پھل کو جام، جیلی، مربّہ اور کیک بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے تازہ پھل کے طور پر اسے کاٹ کر چینی اور کریم کے ساتھ ملا کر کھایا جاتا ہے۔ اس پھل میں حیاتین ج کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

ہمارے صوبے میں عوام اس پھل سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس کی جنگلی خودرو اقسام مری کی پہاڑیوں میں پائی جاتی ہیں جو کوئی اقتصادی اہمیت نہیں رکھتیں۔ تقسیم ملک سے پہلے سٹرابیری جالندھر اور گورداسپور کے اضلاع میں کاشت کی جاتی تھی۔ یہ پھل یہاں پر دامن کوہ کے علاقوں یعنی لاہور، سیالکوٹ، گجرات، جہلم، راولپنڈی، کیمبلپور، ہزارہ اور پشاور کے علاقوں میں کاشت کیا جاسکتا ہے۔ ضلع سرگودھا میں خوشاب تحصیل کا علاقہ وادیٔ سون اس کی کاشت کے لئے بہت موزوں ثابت ہوسکتی ہیں۔

پچھلے چند ایک سالوں سے پھلوں کو محفوظ رکھنے کی صنعت کے سلسلے میں اس پھل کی مانگ کافی بڑھ گئی ہے لہٰذا اس پھل کی کاشت کے فروغ کے وسیع امکانات ہیں۔

Marfat.com

آب وہوا

سٹرابیری کے لئے ٹھنڈی اور مرطوب آب وہوا کی ضرورت ہے بہت سی اقسام کو کورے اور سخت گرمی کے نقصان سے بچانے کے لئے حفاظت درکار ہے۔ موسم بہار کی دیر سے پڑنے والی کہر سے اس کی کونپلوں کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے کہر جو کہ دوسرے پھلوں کے پھولوں کو نقصان نہیں پہنچاتا سٹرابیری کے لئے نقصان دہ ہے اس کی بڑی وجہ سٹرابیری کا زمین کے زیادہ قریب ہونا ہے جہاں کہر کا اثر سب سے زیادہ ہوتا ہے اس لئے بہتر ہوگا کہ سٹرابیری پھلدار پودوں کے درمیان لگائی جائے تاکہ کہر سے متاثر نہ ہو۔

زمین

سٹرابیری پھل کی پیداوار اور خاصیت زمین کی زرخیزی۔ اس کی گہرائی اور پانی کے نکاس پر منحصر ہے اس کے پودوں کی جڑیں چونکہ زیادہ گہری نہیں جاتیں اس لئے اسے اچھی زرخیز زمین میں لگانا چاہئے زمین میں نباتاتی مادے کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ایسی زمین میں پانی جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ سب سے عمدہ زمین وہ ہے جو گہری اور میرا قسم کی ہو لیکن جو زمین دوسری فصلوں اور سبزیوں کی کاشت کے لئے اچھی شمار ہوتی ہو سٹرابیری کی کاشت کے لئے بھی موزوں ہے اگر زمین چکنی مٹی کی ہو تو پانی کے نکاس کا بندوبست کر لینا چاہئے تاکہ پانی کھڑا ہو کر پودوں کے لئے نقصان دہ ثابت نہ ہو۔

سٹرابیری کی ۹۰ فیصد جڑیں زمین کی تہہ پر ۶ انچ کے اندر اندر پھیلی ہوتی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ زمین زرخیز ہو اور جاذبیت کی قوت زیادہ ہو تاکہ جڑیں خوب نشوونما پائیں اور پودا تندرست ہو۔

سٹرابیری کے لئے تیزابی اثر رکھنے والی زمین زیادہ موزوں ہوگی۔ سیم زمینوں میں اس کی کاشت یقینی طور پر ناکام رہتی ہے اس لئے ایمونیم سلفیٹ جیسی کھاد جس کا اثر تیزابی ہوتا ہے۔ اس کے لئے اچھی ہے لیکن ایسی کھاد دیتے وقت اس چیز کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ وہ پودوں کے پتوں پر نہ پڑے۔ ورنہ پتے جھلس جائیں گے۔

زمین کی تیاری

زمین کی تیاری صحیح طور پر نہ ہونے کی وجہ سے پودے اکثر مرجاتے ہیں۔ یا ان کی نشوونما اچھی طرح نہیں ہوتی۔ جس زمین میں سٹرابیری لگانا مقصود ہو اسے دوسری فصلوں کی بیجائی کی طرح بہترین طریقہ

Marfat.com

سے تیار کرنا چاہیئے۔ زمین کو اچھی طرح ہل چلاکر تیار کریں اور اس میں سے ہر قسم کی گھاس پھونس اور جڑی بوٹیاں نکال دینی چاہئیں۔ اس کے بعد نمی قائم رکھنے کے لئے ہیرو چلاکر سہاگہ دے دیں۔ موسم خزاں میں کم از کم ۲۵ گڈے گلی سڑی گوبر کی کھاد فی ایکڑ کے حساب سے ڈال کر اسے اچھی طرح زمین میں ملا دیں۔

زمین اگر گیلی ہو یا زیادہ خشک ہو تو اس میں ہل نہیں چلانا چاہیئے ورنہ زمین میں ڈھیلے بندھ جائیں گے۔ ایسی زمین میں پودوں کی جڑیں نشوونما نہیں پاتیں اور خشک ہو جاتی ہیں۔

جہاں اچھی گوبر کی کھاد میسّر نہ آسکے وہاں زمین میں فصل کاشت کرنے سے پہلے سبز کھاد دبا دیں تاکہ زمین کی خاصیت بدل جائے۔

کاشت کے لئے موزوں جگہ

سٹرابیری کی کاشت کے لئے ایسی زمین تلاش کرنی چاہیئے جو شہر کے نزدیک ہو یا سڑک، یا ریل کے ذریعے بڑی منڈی سے ملی ہوئی ہو چونکہ سٹرابیری کا پھل بہت نازک اور جلد خراب ہو جانے والا ہوتا ہے اس لئے زیادہ عرصہ رکھنے اور لمبے سفر میں اس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے اگر کاشت کی جگہ منڈی سے دور ہو تو پھل کو کسی طریقہ سے محفوظ کرنے کا بندوبست موقع پر ہی کر لینا زیادہ مناسب ہوگا

گھنے پودے لگانا کسی حد تک موزوں بھی ہے لیکن اس سے نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ بعض اوقات گھنے پودے لگانے سے اس میں بیماریاں اور کیڑے زیادہ ہو جاتے ہیں اس لئے پودوں کو کچھ فاصلہ پر لگانے سے یہ نقصان کم ہو سکتا ہے۔

اگر زمین اور زیریں زمین پانی کو اچھی طرح جذب کر سکے اور ہموار ہو تو کاشت کے لئے زیادہ موزوں ہوگی۔ ۲ سے ۳ فیصد ڈھلوان زیادہ بہتر ہوگا تاکہ پانی کھڑا نہ ہونے پائے۔ اگر ڈھلوان بہت ہی زیادہ ہو گا تو زمین کے بہہ جانے کا اندیشہ ہے کیوں کہ پہلے سال قلبہ رانی زیادہ کی جاتی ہے۔

افزائش نسل

سٹرابیری کی افزائش نسل بذریعہ ساق رواں (RUNNERS) ہوتی ہے یہ طریقہ آسان، سستا اور قدرتی ہے ساق رواں ایک قسم کی لمبی پتلی شاخ ہوتی ہے جو مادری پودے سے نکلتی ہے۔ اور ہر جوڑ (NODE) کی جگہ پر چھوٹے چھوٹے پودے بنا دیتی ہے ایسے چھوٹے پودے جڑیں پیدا کر دیتے ہیں

Marfat.com

ساقِ رواں زمین کے اوپر پیدا ہوتے ہیں۔ سٹرابیری کی بعض اقسام زیادہ ساقِ رواں پیدا کرتی ہیں اور بعض کم۔

ساق رواں کا چناؤ کرتے وقت خاص توجہ سے کام لینا چاہئے کیونکہ اچھی پیداوار کا انحصار اسی پر ہے ساق رواں ایسے پودوں سے لینے چاہئیں جو صحت مند اور زیادہ پھل دینے والے ہوں۔ ایک سال پرانا پودا تقریباً ۱۵ سے ۲۰ ساقِ رواں دیتا ہے۔ اچھے پودے حاصل کرنے کے لئے صرف اچھے، مضبوط اور صحت مند ساقِ رواں کا انتخاب کرنا چاہئے۔ مادری پودے کے نزدیک عام طور پر زیادہ اچھے ساقِ رواں ہوتے ہیں۔ اور ان کی جڑیں بھی خاصی ہوتی ہیں ریتلی زمین میں ساق رواں زیادہ بنتے ہیں کیوں کہ ایسی زمین میں جڑیں بہت آسانی سے بڑھتی ہیں اس کے علاوہ ایسی زمین سے ساقِ رواں کسی موسم میں بھی آسانی سے نکالے جا سکتے ہیں۔

جن موسموں میں ساقِ رواں کم بنتے ہیں یا جن اقسام میں ساقِ رواں بنانے کی قوت کم ہوتی ہے۔ ساقِ رواں کو لمبائی کے رُخ درمیان سے کاٹ کر الگ الگ لگا دینا چاہئے۔

سٹرابیری کو بیج کے ذریعے بھی لگایا جا سکتا لیکن اس طریقے کو تجارتی پیمانے پر استعمال نہیں کیا جاتا کیونکہ پودے صحیح النسل نہیں نکلتے۔ یہ طریقہ نئی اقسام پیدا کرنے کے لئے عمل میں لایا جاتا ہے۔

پودے لگانا

امریکہ اور دوسرے ممالک میں جہاں سٹرابیری کی کاشت بڑے پیمانہ پر کی جاتی ہے اسے مختلف طریقوں سے لگایا جاتا ہے۔ جو طریقے عام طور پر استعمال کئے جاتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں:-

انفرادی پہاڑی طریقہ (INDIVIDUAL HILL SYSTEM)

اس طریقہ سے پودے قطاروں میں لگائے جاتے ہیں پودے ۱۵ انچ سے ۲۴ انچ کے فاصلے پر قطاروں میں بوئے جاتے ہیں جن کا درمیانی فاصلہ ۳ سے ۴ فٹ ہوتا ہے ساق رواں نکال دیئے جاتے ہیں اور انفرادی مادری پودے رہنے دیئے جاتے ہیں۔ اس طریقہ میں پودوں کے درمیانی فاصلے کے مطابق ایک ایکڑ کیلئے ۶۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ پودے درکار ہوتے ہیں تجارتی لحاظ سے یہ طریقہ اس پھل کی پیداوار کے لئے کافی مقبول ہو گیا ہے اس طریقہ سے جو پھل حاصل ہوتا ہے وہ یکساں اور بڑے سائز کا ہوتا ہے۔ پہلے موسم میں ساق رواں کو روکنے کے لئے کافی حفاظت کرنا پڑتی ہے۔ اگر مادری پودا مر جائے تو قطاروں میں

Marfat.com

خالی جگہ رہ جاتی ہے۔ اس طریقہ سے خالی جگہیں کافی رہ جاتی ہیں۔ جہاں نمی کم ہو اور زمین بھی زیادہ زرخیز نہ ہو وہاں یہ طریقہ کامیاب ہو سکتا ہے تاہم زیادہ پیداوار کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔

(۲) مربع پہاڑی طریقہ (SQUARE HILL SYSTEM)

یہ بھی انفرادی پہاڑی طریقہ کی ایک قسم ہے پودے مربع کی شکل میں ۳ سے ۳½ فٹ کے فاصلے پر لگائے جاتے ہیں اور تمام ساقِ رواں نکال دیئے جاتے ہیں۔ جو اقسام بہت زیادہ پھیلنے والی ہیں یا ان اقسام کے لئے جن کے کافی پھیلنے کی امید ہو۔ یہ طریقہ خاص طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس طریقہ سے کاشت دو اطراف میں ہو جاتی ہے۔ اس لئے گوڈی کم کرنی پڑتی ہے۔ اگر تمام پودے پھل نہ دیں تو پیداوار کم ہو سکتی ہے۔ اس طریقہ سے ۴۰۰۰ سے ۵۰۰۰ پودے فی ایکڑ درکار ہیں۔

(۳) MATTED ROW SYSTEM

تجارتی لحاظ سے یہ طریقہ عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس میں گوڈی کی ضرورت کم سے کم پڑتی ہے۔ ساق رواں کو مادری پودے کے ساتھ آزادی سے بڑھنے دیا جاتا ہے تاکہ موسم کے آخیر تک ایک سے دو فٹ چوڑی کھیلی اچھی طرح سے بھر جائے قطاروں کا درمیانی فاصلہ ۴ فٹ کا ہوتا ہے اور پودوں کا درمیانی فاصلہ ۱۵ سے ۲۴ انچ کا یہ فاصلہ مقامی حالات اور اقسام کے مطابق کم و بیش ہو سکتا ہے زیادہ ساق رواں دینے والی اقسام کے پودوں کا درمیانی فاصلہ ۴ فٹ ہونا چاہئے تاکہ پھل توڑنے میں آسانی رہے تھوڑے پودے لگانے کے لئے یہ طریقہ بہتر رہتا ہے اس طریقہ سے ۳۶۳۰ پودے فی ایکڑ درکار ہیں۔ اس طریقہ سے پھل دوسرے طریقوں سے لگائے ہوئے پودوں کی نسبت چھوٹا ہوتا ہے اور گوڈی اور جڑی بوٹیوں کی تلفی زیادہ کرنی پڑتی ہے جہاں بارش زیادہ ہو یا پانی کافی مقدار میں ملے وہاں یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ زیادہ نمی اور زرخیز زمین میں اس طریقہ سے کافی زیادہ پیداوار ہو سکتی ہے۔

۴- SPACED ROW SYSTEM

جہاں نمی کافی مقدار میں موجود ہو یہ طریقہ کامیاب ثابت ہو سکتا ہے یہ (MATTED ROW SYSTEM) کی ترمیم شدہ قسم ہے۔ قطاروں کا درمیانی فاصلہ ۴ سے ۵ فٹ اور پودوں کا ۲ سے ۳ فٹ یا اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ مادری پودے کے اردگرد ساق رواں والے پودوں کو بڑھنے دیا جاتا ہے آخر میں پودوں کا درمیانی فاصلہ ۷ سے ۱۰ انچ تک رہ جاتا ہے۔ اس فاصلے کے بعد کے تمام فالتو ساق رواں کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ قطاروں میں لگائے ہوئے

Marfat.com

پودوں کا درمیانی فاصلہ ۲۰ سے ۳۰ انچ تک ہونے دیا جا سکتا ہے درمیانہ سائز کے پودے جو کہ پھل اور پھول بہت زیادہ مقدار میں پیدا کرتے ہیں اس طریقہ سے اچھی نشوونما پاتے ہیں بعض جگہ زیادہ سے زیادہ پیداوار اس طریقہ سے کاشت کئے ہوئے پودوں سے حاصل کی گئی ہے۔ اس طریقہ میں بڑی تکلیف یہ ہے کہ گوڈی اور جڑی بوٹیوں کی تلفی بہت زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ اور ساقِ رواں کو کاٹنا پڑتا ہے پودوں اور قطاروں کے درمیانی فاصلہ کے مطابق ایک ایکڑ کے لئے ۲۵۰۰ سے ۵۰۰۰ پودے درکار ہیں۔

(۵) دوہری قطاروں کا پہاڑنی طریقہ (DOUBLE HILL SYSTEM)

پودوں کو ۱۲ سے ۱۵ انچ کے فاصلے پر قطاروں میں لگایا جاتا ہے جن کا فاصلہ بھی ۱۲ سے ۱۵ انچ ہی ہوتا ہے اس طریقہ میں ۲۰۰۰۰ سے ۲۵۰۰۰ پودے فی ایکڑ درکار ہیں۔ میٹڈ روسسٹم میں ساق رواں کی کٹائی کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اگر پودے موسمِ بہار کے شروع میں لگائے جائیں تو زیادہ سے زیادہ بڑھوتری ہوتی ہے اس طریقہ سے کافی پیداوار حاصل ہو سکتی ہے اور بڑے پودے بڑی تیزی سے بڑھتے ہیں اور جگہ گھیرتے ہیں۔ پتے زمین کو ڈھانپ لیتے ہیں اس لئے پہلی گرمی کے بعد جڑی بوٹیوں کی تلفی کا مسئلہ حل نہیں کرنا پڑتا۔ ساق رواں کی تلفی یا کٹائی پڑتا ہم کافی خرچ ہو سکتا ہے لیکن زیادہ پیداوار اس کا خرچ پورا کر دیتی ہے۔

عام طریقہ جو ہمارے ملک میں رائج ہے وہ ۲½ سے ۳ فٹ کی کھیلیوں پر سیدھی لائنوں میں لگانے کا ہے ان کھیلیوں کی اونچائی ۶ سے ۹ انچ ہونی چاہیئے پودے ایک دوسرے سے ایک فٹ کے فاصلے پر لگانے چاہئیں۔ پودے کھیلیوں کے درمیان ہوں تاکہ وہ دونوں طرف سے پانی حاصل کر سکیں۔ ان کو لگانے کے وقت کھیلیوں کا سائز چھوٹا ہونا چاہیئے جس وقت پودے جڑ پکڑ جائیں اور بڑھنا شروع کر دیں تو کھیلیوں پر مٹی چڑھا کر آہستہ آہستہ ایک فٹ تک بڑھاتے جائیں اب تک جو تجربات کئے گئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہموار زمین پر لگانے کی نسبت کھیلیوں پر لگانا زیادہ اچھا ہے۔

ساق رواں کو دونوں موسموں یعنی خزاں اور بہار میں لگایا جا سکتا ہے میدانی علاقوں میں پودے، جنوری، فروری اور ستمبر، اکتوبر کے مہینوں میں تبدیل کئے جاتے ہیں لیکن پہاڑی علاقوں میں شروع بہار میں لگائے جاتے ہیں۔

اس طریقہ سے لگانے کے لئے ۱۵ ہزار سے ۱۹ ہزار ساق رواں فی ایکڑ کی ضرورت ہو گی ساقِ

Marfat.com

رواں قابلِ اعتبار جگہ سے حاصل کرنے چاہئیں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے ۱۲ سے ۱۵ ساقِ رواں کے بنڈل باندھ کر لے جانے چاہئیں۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ بنڈل کا سائز زیادہ بڑا نہ ہو۔ اگر پودوں کو کچھ عرصہ رکھنا درکار ہو تو ایک نالی نکال کر اس میں ہر ایک ساقِ رواں علیحدہ علیحدہ رکھ کر جڑوں پر مٹی ڈال کر دبا دینا چاہئے۔ اس پر پانی ڈالتے رہیں تاکہ نمی قائم رہے۔

پودے اچھے، طاقتور اور نئے لئے جائیں۔ پرانے پودوں کی جڑیں سیاہ پڑ جاتی ہیں۔ ایسے پودے استعمال میں نہ لائیں کیوں کہ یہ کمزور ہوتے ہیں پودوں کے تمام پرانے پتے کاٹ دیں اور صرف چھوٹے چند پتے ہی رہنے دیں۔ بعض کاشت کار ایک تہائی جڑیں کاٹ دیتے ہیں۔ لیکن ایسی جڑیں کاٹنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ تھوڑی سی لمبی جڑوں کاٹ دینا اس لئے بہتر ہوتا ہے کہ پودا لگاتے وقت جڑیں ٹیڑھی نہ ہو جائیں۔ اگر پودا لگاتے وقت خشک ہو جائے تو اس کی بہت سی باریک جڑیں بھی مرجاتی ہیں اس لئے مرطوب اور ٹھنڈے موسم میں پودے لگانے چاہئیں۔ گرم اور خشک موسم میں یا خشک زمین میں پودے عام طور پر بہت کمزور رہتے ہیں۔ اور ان کے مرجانے کا اندیشہ ہے۔ پودے شام کے وقت لگانے چاہئیں اور لگانے کا کام جلد از جلد ختم کر دینا چاہئے۔ پودے کی گہرائی اتنی ہونی چاہئے کہ زمین کے اچھی طرح بیٹھ جانے کے بعد پودے کی چوٹی بالکل زمین کی سطح پر آجائے۔ زمین کو پودے کی جڑوں کے ساتھ ساتھ اچھی طرح سے دبا دینا چاہئے۔ نہ تو جڑیں زمین سے باہر رہنی چاہئیں اور نہ زیادہ گہری دبائی جائیں۔ زیادہ گہری لگانے سے ان کے پھوٹنے والا حصہ زمین میں دب جاتا ہے۔ اس طرح پودے پھوٹتے نہیں۔ اگر پودے زیادہ اونچے لگائے جائیں تو سوکھ جاتے ہیں۔

آب پاشی

پودے لگانے کے فوراً بعد پانی دے دیں اس کے بعد حسبِ ضرورت پانی دینا چاہئے۔ اچھی فصل کے لئے پودوں کو باقاعدگی سے پانی دینے کا بندوبست نہایت ضروری ہے۔ پودے لگانے کے فوراً بعد اگر موسم خشک ہو جائے تو پودے مرجاتے ہیں۔ اور فصل میں بہت سے ناغے ہو جاتے ہیں۔ پودوں کی بالیدگی کے لئے ضروری ہے کہ ۷ یا ۱۰ دن کے بعد پانی دیا جائے پانی دینے کا وقفہ موسم اور زمین کی نوعیت پر منحصر ہے۔ چھوٹے پودوں کی بڑھوتری کے لئے گوڈی کے بعد پانی دینا نہائت ضروری اور فائدہ مند ہے پھل آنے پر ہر ۳ سے ۵ روز بعد آب پاشی کرنی چاہئے تاکہ پھل کا سائز اور

Marfat.com

رنگ اچھا بنے۔

کھاد دینا

سٹرابیری کا پودا چونکہ زمین کے اوپر والے حصّے سے خوراک حاصل کرتا ہے اس لئے اگر اچھی گلی سڑی گوبر کی کھاد دی جائے تو اس کا نمایاں اثر ہوتا ہے گوبر کی کھاد میں فاسفورس کی کمی تو ہوتی ہے لیکن دوسرے ضروری اجزا اس میں موجود ہوتے ہیں جو پودے کی نشوونما کے لئے ضروری ہیں۔ گوبر کی کھاد سے زمین کی زرخیزی ہی نہیں بلکہ بناتی مادے کی وجہ سے زمین کی نوعیت بھی بدل جاتی ہے۔ سخت قسم کی زمین اس سے نرم ہوجاتی ہے اور ریتلی زمین کو جس میں نمی جلد ضائع ہو جاتی ہے۔ نمی پکڑنے کی قوت پیدا کر لیتی ہے۔ زمین کی زرخیزی کو قائم رکھنے کے لئے برسات کے بعد قریباً ۱۵ سے ۲۰ گڈّے فی ایکڑ کے حساب سے گوبر کی کھاد ڈالنی چاہئے۔

اگر سٹرابیری کے پودے موسم بہار میں لگانے ہوں تو بھی کھاد موسم خزاں میں دینا زیادہ سودمند ہوگا۔ کھاد ڈالنے کے بعد عام طور پر سبز کھاد کے طور پر فصل بودی جاتی ہے اور زمین میں دبا دی جاتی ہے۔

مصنوعی کھاد کے بھی اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ خاص طور پر ایسے پودوں کے لئے جو بہت کم پھل دیتے ہیں فاسفورس رکھنے والی مصنوعی کھاد کا سٹرابیری پر نمایاں اثر ہوتا ہے اس لئے گوبر کی کھاد کے ساتھ سپر فاسفیٹ بھی ۳ سے ۴ من فی ایکڑ کے حساب سے دے دیں دوسرے ممالک کا لٹریچر پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر امونیم سلفیٹ، سپر فاسفیٹ اور پوٹاشیم سلفیٹ کو ۳ : ۳ : ۱ کی نسبت سے ملا کر دیا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا بجائے اس کے کہ ان میں سے کوئی ایک کھاد اکیلی ڈالی جائے مذکورہ بالا کھادوں کو پودوں کی بڑھوتری شروع ہونے سے دو تین ہفتے پہلے موسم بہار کے شروع میں ۸ تا ۱۴ من فی ایکڑ کے حساب سے ملا کر دیں۔

فصل کی نگہداشت

پہلے سال ساق رواں کو باقاعدگی کے ساتھ کاٹتے رہنا چاہئے۔ اس کے علاوہ جڑی بوٹیاں نکال کر ہفتے میں ایک دفعہ گوڈی کرتے رہیں زمین کا صاف رہنا پودوں کی مناسب بالیدگی کے لئے بڑا ضروری ہے۔ اچھی نگہداشت کرنے سے پودے ۴ سے ۵ سال تک رہتے ہیں۔ اور تین چار اچھی پیداوار حاصل کی جاسکتی ہیں۔ عام طور پر کیڑوں کے حملے اور دیگر بیماریوں اور زمین کی زرخیزی کم ہو جانے کی وجہ سے دو ہی اچھی

Marfat.com

فصلیں نکلتی ہیں۔

چونکہ سٹرابیری کم گہری جڑ والا پودا ہے۔ اس لیے اس کی جڑوں کو گہری گوڈی سے نقصان پہنچتا ہے۔ گوڈی کا بڑا مقصد زمین کو نرم کرنا اور ایسی جڑی بوٹیوں کو تلف کرنا ہے جو زمین کی نمی اور خوراک لیتی ہیں۔ ہر بارش اور ہر پانی کے بعد گوڈی نہایت ضروری ہے تاکہ زمین جو سخت ہو جاتی ہے نرم کر دی جائے گہری گوڈی سے پودوں کی خوراک حاصل کرنے والی جڑیں زخمی ہو جاتی ہیں اور پودے نمی اور خوراک کی کمی کی وجہ سے کمزور پڑ جاتے ہیں۔

جب پودے اچھی طرح سے جڑ پکڑ جائیں تو ان میں سے ساقِ رواں نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ان کو فوراً کاٹ دینا چاہیئے۔ تاکہ پہلے سال پودے اچھے تندرست اور صحت مند ہو جائیں۔ اس طرح پہلی سردیوں میں پھول بھی توڑ دینے چاہئیں۔ تاکہ پودوں کی نباتاتی بڑھوتری اچھی طرح ہو جائے اور آئندہ سالوں میں فصل اچھی دے سکیں۔ عمدہ پھل عام طور پر دوسرے سال لگتا ہے۔

موسم سرما اور برسات کے قریب خشک گھاس پھوس یا پوالی کا بندوبست کر کے پودوں کے نیچے بچھا دیں۔ یہ کام جب پھل ابھی چھوٹا ہو مکمل کر دینا چاہیئے تاکہ پھل محفوظ ہو جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو برسات میں پھل مٹی کے ساتھ لگ کر خراب ہو جاتا ہے ایسا پھل منڈی میں بھیجنے کے قابل نہیں رہتا۔ پانی میں پھل کو دھونے سے مٹی وغیرہ صاف ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کی خوبصورتی ضائع ہو جاتی ہے اس لئے کم قیمت ملتی ہے۔

اقسام

صحیح اقسام کا انتخاب سٹرابیری کی کامیاب کاشت کاری کے لئے نہایت ضروری ہے۔ تمام اقسام ہر قسم کی آب و ہوا میں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ بعض اقسام مکمل پھول والی اور بعض نامکمل پھول والی ہوتی ہیں۔ مکمل پھول والی خود خیز ہوتی ہیں اس لئے ایک ہی جگہ لگائی جا سکتی ہیں نامکمل پھول والی اقسام کا اپنا زیرہ نہیں ہوتا اس لئے مکمل پھول والی قسم ان کے ساتھ لگانا ضروری ہے۔

قیامِ پاکستان سے پہلے ہمارے پاس صرف دو ہی اقسام یعنی سالی اور پشاوری تھیں جو مری کی پہاڑیوں میں کاشت کی جاتی تھیں۔ ۱۹۵۱ء میں ۵ نئی اقسام امریکہ سے منگوائی گئیں۔ ان اقسام کے نام

مشنری (MISSIONARY) کلنڈائیک (KLONDYKE) بلیک مور (BLAKE MORE)

Marfat.com

سپر فیکشن (SUPERFECTION) اور ہاورڈ (HOWARD) ہیں ان کی کاشت کے تجربات سیالکوٹ اور چھمبر پانی میں کئے گئے۔ راولپنڈی، لاہور اور کھیوڑہ میں بھی ان پر تجربات کئے جا رہے ہیں۔ کلنڈ ائیک سیالکوٹ اور مشنری چھمبر پانی میں سب سے اچھی قسم ثابت ہوئی ہیں۔ ان اقسام کے علاوہ دو نئی اقسام میسٹوڈن (MESTODON) اور جیم (JAM) حال ہی میں امریکہ سے منگوائی گئی ہیں۔ یہ اقسام سال بھر پھل دینے والی ہیں جب ان اقسام کے ساق رواں زیادہ تعداد میں ہو جائیں گے تو ان کا مقابلہ دوسری اقسام سے کرنے کے لئے تجربات کئے جائیں گے جو اقسام ہمارے ملک میں کامیاب ہوئی ہیں ان کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

کلنڈائیک (KLONDYKE)

اس کے پودے پھیلاؤ دار اور پتے بڑے جن کا رنگ درمیانہ، سطح سبز کھردری، ڈنٹھل درمیانہ، پھل اور گودے کا رنگ سرخ، ذائقہ ذرا ترش لیکن خوشبو عمدہ ہوتی ہے۔ یہ اگیتی قسم ہے۔

کیڑے اور بیماریاں

چونکہ اس وقت سٹرابیری بہت کم رقبے میں کاشت کی جاتی ہے اس لئے ابھی تک کوئی ایسی بیماری اور کیڑے مکوڑے دیکھنے میں نہیں آئے جن سے سٹرابیری کی فصل کو نقصان پہنچے۔

مصنوعات

ہمارے ملک میں عام طور پر اس پھل کا جیم بنایا جاتا ہے جیم بنانے کا طریقہ حسب ذیل ہے۔

سٹرابیری جیم

پھل کو دھو کر کچل لیں اور پھل کے مساوی کھانڈ ڈال کر نصف گھنٹے تک پڑا رہنے دیں۔ اس کے بعد آگ پر رکھ کر پکائیں۔ جب محلول کا درجہ حرارت ۲۲۱ درجہ ف سے ۲۲۲ درجہ ف ہو جائے اس وقت اس کو آگ پر سے اتار کر گرم گرم بوتلوں میں بھر لیں۔

Marfat.com

پرسیمن

برصغیر پاک و ہند میں پہلے پہل پرسیمن ۱۹۲۰ء میں درآمد کر کے وادیٔ کلّو میں کاشت کیا گیا۔ پرسیمن کی کاشت تین ہزار سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی تک ہوسکتی ہے پاکستان میں اس کا رقبہ تقریباً ۷۰ ایکڑ ہے۔ جس سے کہ تقریباً چار ہزار من پھل سالانہ دستیاب ہوتا ہے۔ پاکستان کے علاوہ پرسیمن کی کاشت منطقہ معتدلہ کے ممالک میں کی جاتی ہے۔ جاپان پرسیمن کی کاشت میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے اس کے باعث پرسیمن کو جاپانی پھل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

آب و ہوا

یہ معتدل علاقہ کا پھل ہے لیکن اسے دامنِ کوہ اور نہری علاقہ میں کاشت کیا جا سکتا ہے۔ زیادہ سخت سرد اور مرطوب علاقوں میں اس کی کامیابی کے بہت تھوڑے امکانات ہیں۔

زمین

اس کے لئے گہری زرخیز اور پانی کے اچھے نکاس والی زمین درکار ہے زیادہ چکنی زمین اس کے لئے موزوں نہیں ہے۔ کلر شور اور سیم زمینوں میں اس کی کاشت نہیں ہوسکتی۔ ہلکی ریتلی

Marfat.com

زمین بھی کمزور ہونے کے باعث اس کی کاشت کے لئے موزوں نہیں ہوتی ۔

افزائش نسل

اس کی افزائش نسل بذریعہ بیج بآسانی ہوسکتی ہے ۔ افزائش نباتاتی طریقے سے بھی کرنی چاہیے اس کے لئے املوک کا بیج جنوری میں کاشت کیا جاتا ہے جس پر ایک سال بعد "پھانا نما" پیوند سے اچھی اقسام پیوند کر دی جاتی ہیں اس کی افزائش ٹی ناچشمہ سے بھی کی جاسکتی ہے ۔ جس کے لئے جولائی اگست کا موسم موزوں ہے ۔

پودے لگانا

یہ پت جھڑ پودا ہے ۔ پودے لگانے کا وقت جنوری فروری ہے پودے ۲۲ تا ۲۵ فٹ کے فاصلے پر لگائے جاتے ہیں پرسمین کے پودوں کو کافی نمی کی ضرورت ہوتی ہے ۔

کھاد دینا

گوبر کی گلی سڑی کھاد بحساب ایک من فی پودا فروری میں دینی چاہیئے ۔ جن علاقوں میں بارش زیادہ ہوتی ہے برسات کے بعد مزید کھاد دینا ضروری ہے اگر گوبر کی کھاد میسّر نہ آئے تو مصنوعی کھاد کا متوازن استعمال لازمی ہے ۔

کاٹ چھانٹ

اوائل عمر میں پودے کو کاٹ چھانٹ کی ضرورت پڑتی ہے پودے لگاتے ہی انہیں چوٹی سے کاٹ دینا چاہیئے تاکہ پودا صرف ۱½ فٹ رہ جائے اگلے سال اس میں تین چار اچھی شاخیں رکھی جائیں تاکہ ایک گول مضبوط پودا بن جائے ۔

پھل توڑنا

پھل اکتوبر میں پک جاتا ہے اس کو پکنے سے کچھ پہلے توڑ لینا چاہیئے ۔ برداشت کے وقت پھل کا رنگ پیلا ہونا چاہیئے اور پھل سخت ہونا چاہیئے ۔ اس کے بعد اسے کاغذ میں لپیٹ کر بکس میں تہوں میں لگا کر رکھ دینا چاہیئے ۔ جب نرم ہونے پر پھل خوش ذائقہ ہوجاتا ہے ۔ پھل کا ذائقہ اچھا نہیں ہوتا اس سے ایک ناخوش گوار قسم کی بو آتی ہے ۔

Marfat.com

پیداوار

پاکستان میں ایک ایکڑ سے اوسطاً پچاس ساٹھ من پھل دستیاب ہو جاتا ہے۔

اقسام

پرسیمن کی سات مختلف اقسام زیرِ تجربہ ہیں جن میں سے بے دانہ مردان کامیابی سے کاشت کی جا رہی ہے۔

استعمال

پرسیمن یا جاپانی پھل آہستہ آہستہ مقبول ہوتا جا رہا ہے۔ کیمیاوی تجزیہ کے مطابق پرسیمن کے پھل میں ۶۴ء لحمیہ مادہ، ۴۹ء راکھ اور ۱۷ر۱ نشاستہ موجود ہوتے ہیں لہٰذا اس کی اہمیت روز افزوں ترقی پذیر ہے۔ چونکہ یہ ایک نشاستہ سے بھرپور اور زود ہضم پھل ہے جس میں حیاتین کی مقدار کافی موجود ہوتی ہے۔

Marfat.com

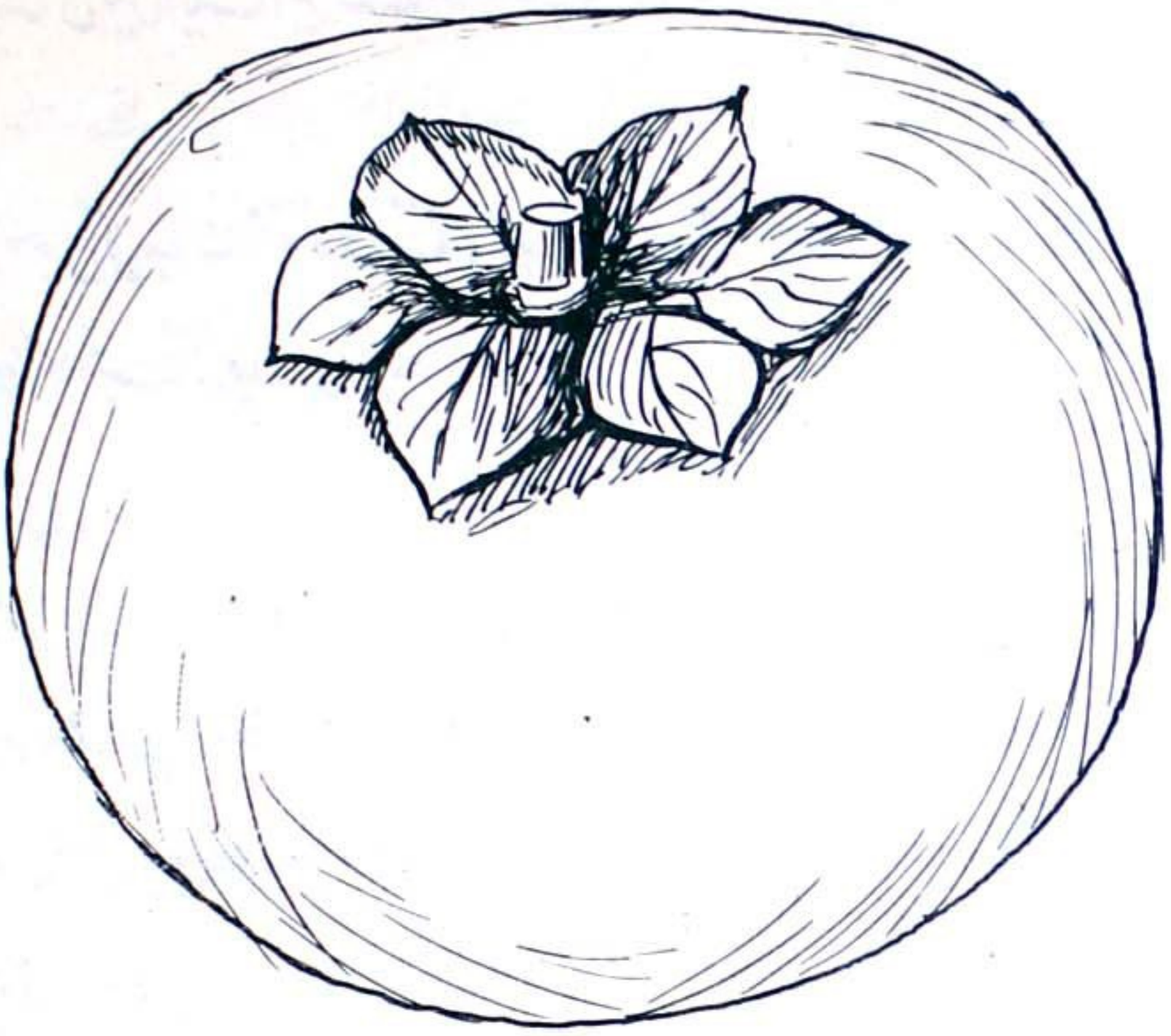

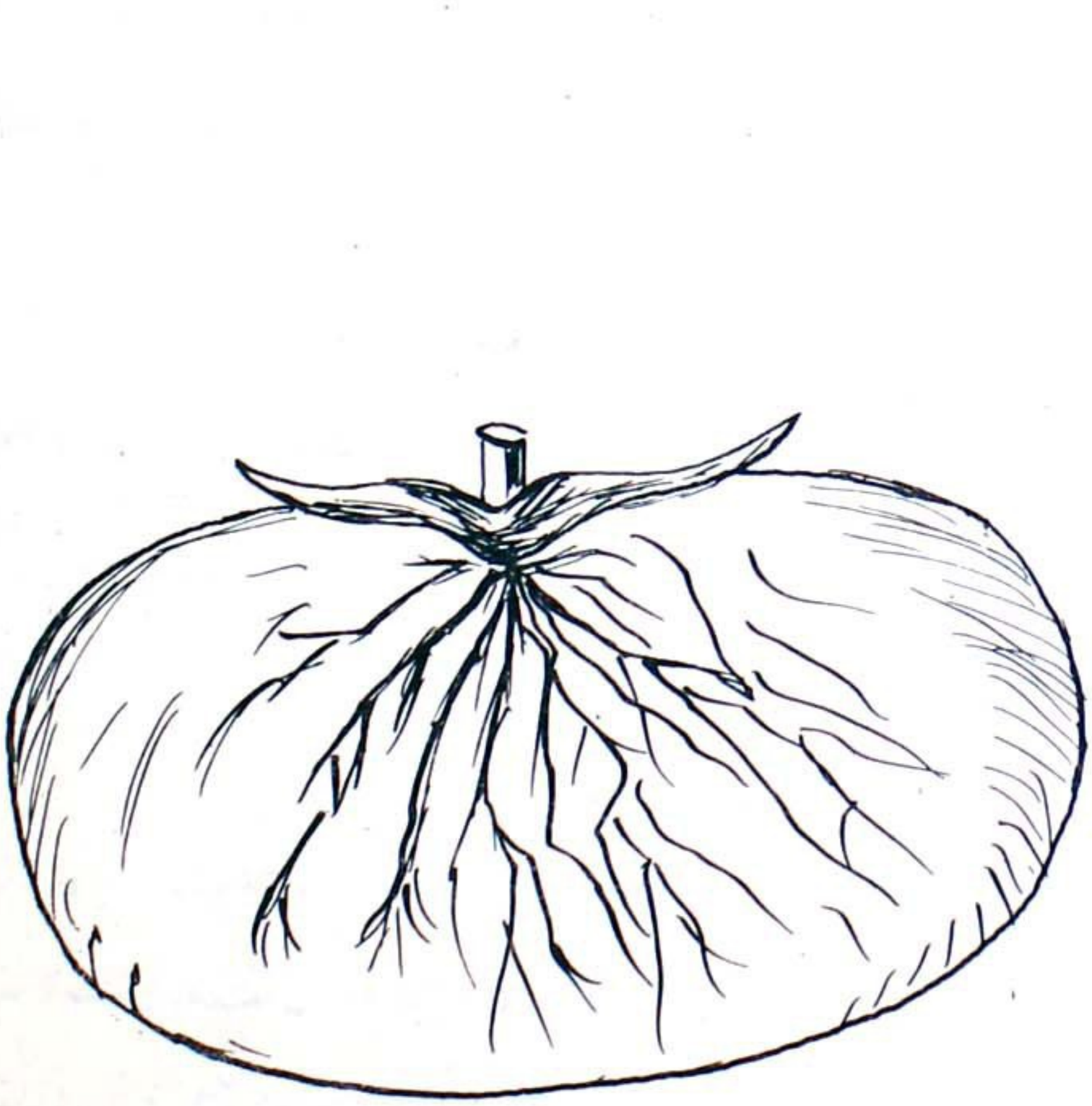

Marfat.com

حصّہ دوم (ج)

گری دار پھل

Marfat.com

Marfat.com

بادام

تاریخ اور پیداوار

بادام زمانۂ قدیم سے کاشت کیا جا رہا ہے۔ یہ بحیرہ روم کے خطے یا مغربی ایشیا کے ان علاقوں کا پھل سمجھا جاتا ہے جہاں یہ جنگلی حالت میں پایا جاتا ہے۔ بادام اگانے والے خاص ممالک اٹلی، فرانس، اسپین، شام، فلسطین، ریاستہائے متحدہ امریکہ، افغانستان، ایران اور پاکستان ہیں۔ پاکستان میں اس کی کاشت کوئٹہ اور قلات ڈویژنوں تک محدود ہے۔ جہاں کی آب و ہوا اس کی کاشت کے لئے موزوں ہے۔ کوئٹہ ڈویژن میں اس کی کاشت وسیع پیمانے پر ضلع لورالائی اور محدود پیمانے پر کوئٹہ اور فورٹ سنڈیمن کے اضلاع میں ہوتی ہے۔ قلات ڈویژن میں اس کی کاشت بہت حد تک باغبانہ اور مستونگ کے علاقوں میں کی جاتی ہے۔ سابق پنجاب میں اس کی کاشت وادی سون اور نمک کی پہاڑیوں کے علاقہ میں کامیابی سے کی جا سکتی ہے۔ کہیں کہیں بادام کی کاشت ریاست سوات اور سابق سرحد کے ملحقہ قبائلی علاقوں میں بھی کی جاتی ہے۔ کوئٹہ ڈویژن میں اس کی کاشت تجارتی نقطۂ نظر سے ہوتی ہے ان علاقوں میں پھل کا زیر

Marfat.com

کاشت رقبہ قریباً ۱۴۰۰ ایکڑ ہے جو سالانہ ایک لاکھ ٹن سے زیادہ پیداوار دیتا ہے۔ اس کی بڑھتی ہوئی مانگ کے پیشِ نظر اس کی کاشت کا رقبہ ان علاقوں میں روز بروز بڑھ رہا ہے جہاں اس کی کاشت کے لئے مناسب آب و ہوا اور آبپاشی کے وسائل موجود نہیں ہیں۔

آب و ہوا

بادام معتدل علاقوں سے لے کر سرد علاقوں تک میں کاشت کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اس کی خصوصی کاشت ان علاقوں تک محدود ہے جن کی بلندی ۲۵۰۰ فٹ سے ۵۰۰۴ فٹ تک مخصوص ہے۔ اور جہاں کی آب و ہوا سرد علاقوں سے نسبتاً کم شدید ہے۔ بادام ۵۰۰۴ فٹ سے بھی زیادہ بلند علاقوں میں اگایا جا سکتا ہے۔ لیکن موسم بہار میں اس کے پھولوں کو کہر سے زیادہ نقصان کا خطرہ ہے۔ بادام پت جھڑ والے درختوں میں سے پہلا درخت ہے جو عموماً فروری کے وسط یا اس سے بھی پہلے (اگر سردی کا موسم جلد ختم ہو جائے) پھول نکالتا ہے لیکن ۵۰۰۴ فٹ سے بلند مقامات پر جہاں کہر کا شدید خطرہ ہوتا ہے، عموماً دو ماہ بعد یعنی اپریل کے وسط میں پھول نکلتے ہیں۔ کوئٹہ ڈویژن کے بلند مقامات پر کہر کی وجہ سے ۲۳ مارچ ۱۹۶۰ء میں دیگر پت جھڑ والے پھلدار درختوں کے ساتھ بادام کی تمام فصل، جبکہ بادام کا پھل خاصی جسامت اختیار کر چکا تھا، تباہ ہو گئی تھی۔ اس لیے یہ ان علاقوں میں کامیابی سے کاشت کیا جاتا ہے۔ جہاں سردی کا عرصہ اور سردی کی شدت دونوں کم ہوں۔ پھل کی مناسب بناوٹ کے لئے معتدل خشک آب و ہوا نہایت موزوں ہے۔ ۱۰۰ ڈگری فارن ہیٹ سے زیادہ درجہ حرارت اور مرطوب ماحول بادام کیلئے نقصان دہ ہیں۔ اس کی انہی آب و ہوا کی خصوصی ضروریات کی وجہ سے بادام کی کاشت بہت ہی محدود علاقوں میں ہوتی ہے۔

زمین

بادام کی جڑیں چونکہ کافی گہرائی تک جاتی ہیں اسی لئے بادام اچھی نکاسی والی، گہری اور ہلکی ریت اور چکنی مٹی کے تناسب والی زمینوں میں بہتر طریقے پر اگتا ہے۔ یہ اپنی اچھی پروان شدہ جڑوں کی بدولت پانی کی کمی کو دوسرے پت جھڑ والے درختوں کی نسبت زیادہ برداشت کر لیتا ہے۔ گیلی اور ناقص نکاس والی زمینیں بادام کیلئے نقصان دہ تصور کی جاتی ہیں۔

Marfat.com

بادام کی اسی خاصیت کی وجہ سے خشک حالات میں بادام کو دوسرے گٹھلی دار پھلوں مثلاً شفتالو۔ پلم، زردآلو وغیرہ کے لئے بطور روٹ سٹاک استعمال کیا جاتا ہے۔ پھر بھی اس کی کاشت دوسری قسم کی زمینوں مثلاً ریتلی یا بھاری چکنی زمینوں میں کی جاسکتی ہے۔ لیکن ایسی زمینوں پر اُگے ہوئے درخت کم صحت مند، کم عمر اور کم پھل دینے والے ہوتے ہیں۔ بادام کی اچھی پیداوار کے لئے بہتر نکاس والی زمینیں ضروری ہیں۔

باغ لگانا

بادام وسیع پیمانے پر تخم سے کاشت کیا جاتا ہے۔ مگر ایسے درخت اپنی اصلی قسم اور خاصیت سے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے تخم کے ذریعے اس کی افزائش کی سفارش نہیں کی جاتی۔ اس کی افزائش عام طور پر آسانی سے چشمہ لگانے سے کی جاتی ہے ہمارے حالات کے تحت کڑوے بادام (روٹ سٹاک) جڑ توے کے لئے کامیاب نتائج دیتے ہیں۔ جنوری اور فروری کے مہینے میں تخم کو ۲۴ گھنٹے پانی میں رکھ کر نرسری میں کاشت کیا جاتا ہے۔ پودوں کو نرسری میں ایک سال سے زیادہ عرصہ تک رکھا جاتا ہے اور اگلے سال جون سے اگست تک ان پر چشمہ چڑھایا جاتا ہے۔ نمایاں کامیابی کے لئے چشمہ چڑھاتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ چشمہ صحت مند اور حسب منشا خاصیت والے درخت سے حاصل کیا جائے اور چشمہ نہ تو زیادہ پختہ ہو اور نہ ہی خام۔ نرسری میں چھوٹے پودوں پر جون میں پیوند لگانے سے کامیابی زیادہ ہوتی ہے اور پودے بڑھوتری کے دوران اچھا حجم حاصل کر لیتے ہیں اور آئندہ خفتگی کے مہینوں میں منتقلی کے قابل ہو جاتے ہیں۔ پیوند شدہ پودوں کو عموماً جنوری یا فروری کے مہینے میں اپنی دائمی جگہ پر منتقل کر دیا جاتا ہے اور ان کے مابین ۲۵ فٹ کا فاصلہ رکھا جاتا ہے۔ ان کا فاصلہ اگر عارضی پودے لگائے ہوں تو شجر از شجر اور قطار از قطار ۳۰ فٹ تک بڑھایا جاسکتا ہے۔

آبپاشی

اگرچہ بادام اپنی خاصیت میں پانی کی کمی کو کافی حد تک برداشت کرنے والا ہے لیکن صحت برقرار رکھنے اور پھل کی خصوصیات کی صحیح نشوونما کے لئے اسے مناسب وقفوں پر آبپاشی کی

Marfat.com

ضرورت ہے۔ پودوں کا نرسری کی حالت میں، جبکہ وہ باغ میں چھوٹی عمر کے ہوں، آبپاشی کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ موسم گرما میں چھوٹی عمر کے پودوں کے ۸ یا ۱۰ دن کے بعد آب پاشی کی سفارش کی جاتی ہے۔ بڑی عمر کے درختوں کا آب پاشی کا وقفہ ۱۲ سے ۱۵ دن تک موسم گرما میں زمین کی حالت کے مطابق بڑھایا جا سکتا ہے۔ موسم سرما میں خشک آب وہوا کے تحت ایک یا دو دفعہ آب پاشی کافی ہے۔ بصورت دیگر بارش اور برف کی نمی اس کے لئے کافی ہے۔ موسم بہار اور موسم خزاں میں مہینے میں ایک یا دو دفعہ کی آبپاشی کافی ہے۔ آب پاشی کی بہتات یاسیم کی نوعیت بادام کے لئے نقصان دہ ہے۔

کھاد دینا

بادام کا درخت اپنی فطرت میں لمبا، پھلدار اور بہت سخت ہے۔ بہت سے باغبان اسے کھاد دینے کی خاص ضرورت محسوس نہیں کرتے لیکن کسی بھی دوسرے پت جھڑ والے درخت کی طرح زمینوں کی مناسب خصوصیات کے ساتھ ساتھ مناسب کھاد ہمیشہ درخت کی صحت مند بڑھوتری اور اچھے حجم کا پھل حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ صحت مند درخت ہمیشہ کمزور اور چھوٹے درختوں کی نسبت زیادہ مقدار میں پھل دیتے دیکھے گئے ہیں۔ درخت کی صحت اور پھل دینے کی طاقت کے لئے ۱۵۰ من سے ۲۰۰ من تک فی ایکڑ اچھی گلی سڑی کھاد کافی ہے۔ کھاد عموماً دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں دی جاتی ہے۔ کھاد دینے کے بعد زمین پر اچھی طرح ہل یا گوڈی کر دینی چاہیئے۔

پودوں کی کھیتوں میں منتقلی اور درمیانی کاشت

کاشت کا مناسب طریقہ اختیار کرنے پر مابینی فصلوں کی کاشت کے لئے خصوصاً باغ لگانے سے پہلے تین چار سالی میں کافی جگہ ہوتی ہے۔ مابینی فصلیں مثلاً مرچیں۔ آلو۔ تمباکو اور دوسری چھوٹی سبزیاں کامیابی سے اگائی جا سکتی ہیں بشرطیکہ ان پر درختوں کا سایہ نہ آجائے۔ اگر مابینی فصلیں کاشت کرنی ہوں تو ہر سال کافی مقدار میں زمین میں کھاد دینی چاہیئے تاکہ اس کی زرخیزی قائم رہے۔ پھلی دار فصلوں لوسن، برسیم اور شفتل کامیابی سے درمیانی فصلوں کے طور پر اگائی جا سکتی ہیں۔ اور ایک یا دو دفعہ کی کٹائی کے بعد انہیں بطور سبز کھاد ہل یا گوڈائی کے ذریعے زمین میں دبا دینا چاہیئے۔ چونکہ بادام کا درخت باغ میں بہترین نظامِ نکاس چاہتا ہے اسی لئے لوسن کی فصل اپنی گہری جڑوں کی وجہ سے

Marfat.com

زمین کو اس مطلوبہ حالت میں برقرار رکھنے میں مدد دیتی ہے۔ دوسری صورت میں صاف کاشت خصوصاً ان علاقوں میں جہاں آبپاشی کے لئے پانی کی قلت ہے بادام کے باغات میں استعمال کی جاتی ہے۔ اِن حالات میں غیر ضروری پودوں کو نمی برقرار رکھنے اور درختوں کے لئے خوراک قائم رکھنے کے لئے تلف کر دینا چاہیئے۔ اسے بڑی کامیابی سے سال میں دو دفعہ، ایک بار موسم سرما میں کھاد دینے کے وقت اور دوسری بار موسم گرما میں جبکہ غیر ضروری پودے باغ میں دکھائی دیں۔ ہل چلا کر یا گوڈائی کے ذریعہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

تربیت اور شاخ تراشی

بادام میں عموماً ایک یا دو سالہ پیوندی پودے منتقلی کے وقت استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ درخت اپنی صحت مندانہ فطرت کی وجہ سے پہلے چند سالوں میں کافی تناور ہو جاتے ہیں۔ بیرونی ممالک میں جہاں شاخ تراشی، پھل توڑنا اور دواپاشی پر زیادہ خرچ آتا ہے ہمیشہ کم اونچائی کے درخت تیار کئے جاتے ہیں۔ تاکہ اس خرچ کو کم تر کیا جا سکے۔ اسی وجہ سے منتقلی کے وقت درخت کو زمین سے ۱۲ انچ سے لے کر ۱۸ انچ تک کی اونچائی پر کاٹ دیا جاتا ہے اور اگلے بڑھوتری کے موسم میں اس پر شاخیں نکلنے دی جاتی ہیں۔ اگلی سردیوں میں دوبارہ کچھ کونپلوں کے علاوہ جو ایک دوسرے سے مناسب فاصلے اور اچھے زاویے پر واقع ہوتی ہے، باقی تمام شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ پودا اگر زیادہ اونچا جا رہا ہو تو اسے دوبارہ کاٹ دیا جاتا ہے۔ یہ کاروائی دوسرے چند سالوں تک دہرائی جاتی ہے تاکہ ۴ یا ۵ اچھی حالت اچھے فاصلے اور اچھے زاویے پر قائم شاخوں کا چناؤ کیا جا سکے اور درخت کو گلدستہ نما شکل دی جا سکے تاکہ ہوا اور سورج کی کرنیں اس میں اچھی طرح سے جذب ہو سکیں۔ تیسرے سال کے بعد، جبکہ درخت کی مناسب شکل و صورت حاصل کی جا چکی ہو بہت ہی خفیف شاخ تراشی شاخوں کو کم کرنے اور شاخوں کے گھنے پن کو گھٹانے کے لئے کی جاتی ہے۔ ہمارے حالات کے تحت بادام کی تربیت اس طریقہ سے کی جاتی ہے۔ حالانکہ اس درخت کی شدید کٹائی ضروری نہیں سمجھی جاتی۔ بادام کا مضبوط درخت، مضبوط شاخوں کے ساتھ درکار ہے۔ بادام کے درخت کی تربیت چیل نما جھاڑی کی صورت میں بہ آسانی کی جا سکتی ہے۔ بادام کی تربیت کے بعد اس کی شدید شاخ تراشی نہیں کرنی چاہیئے

Marfat.com

کیونکہ زیادہ تعداد میں شاخ تراشی پھل نہ دے گی بلکہ پھل حجم میں چھوٹا اور کمتر درجے کا ہوگا۔ البتہ دو یا تین سال کے بعد بادام کی شاخ تراشی کرنی چاہیئے اور وہ بھی اس حد تک کہ خشک یا بیمار شاخیں اور ایک دوسرے پر چڑھی ہوئی شاخیں کاٹ دینی چاہئیں۔ یا چند اوپر والی شاخوں کو چھوٹا کر دیا جاتا ہے تاکہ پھل کی ٹہنیاں اطراف سے نیچے کی نسبت اوپر کو زیادہ ہوں۔

پھول پھل اور زیرگی

بادام کا درخت تناور، اونچا اور صحت مند ہوتا ہے۔ عموماً ۲۰ فٹ سے ۲۵ فٹ تک اور موزوں حالات میں اس سے بھی زیادہ اونچائی تک جاتا ہے۔ پتے اوپر سے چوڑے اور پیندے سے تنگ اور گنجان دندانے دار ہوتے ہیں۔ چشمے خالص ہوتے ہیں اور مکمل پھول سفید سے گلابی رنگ کے ہوتے ہیں۔ تجارتی پھل دراصل گٹھلی (ENDO CARP) ہوتی ہے (EXO CARP) یا چھلکے (MESO CARP) ہوتے ہیں۔ جو گٹھلی کو ڈھانپتے ہیں اور جو کھانے کے قابل نہیں ہوتے اور پک جانے پر آسانی سے پھٹ جاتے ہیں اور گٹھلی آسانی سے نکالی جاتی ہے۔

بادام میں جولائی کے آخر اور اگست کے شروع میں چشموں کی تفریق شروع ہو جاتی ہے۔ یہ چشمے اطرافی ہوتے ہیں اور پچھلے سال کی بڑھوتری پر یا چھوٹے گرڈسوں (SPURS) دو یا تین سال کی ٹہنیوں پر ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ۳ یا ۴ چشمے گروہ کی صورت میں، پچھلے سال کی بڑھوتری والی ٹہنی کے اوپر والے کنارے کے پتوں کی بنیاد پر واقع ہوتے ہیں۔ بڑے چشمے پھولوں کو گچھے کی صورت میں پیدا کرتے ہیں اور چھوٹے چشمے نباتاتی بڑھوتری کا باعث بنتے ہیں۔ چھوٹے چشمے دو یا تین سال کی ٹہنی پر واقع ہوتے ہیں۔ جس کے اختتام پر دوسرے تین یا چار چشمے پائے جاتے ہیں۔ درمیانی اور چھوٹے چشمے پتے نکالتے ہیں اور موٹے چشمے پھول نکالتے ہیں۔ بادام پر شروع بہار میں عموماً فروری کے وسط میں اور شروع مارچ تک قسم کے لحاظ سے پھول آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ہماری بہت سی اقسام میں جو داخلی زرپاشی والی اقسام ہیں زرپاشی اور استقرار آسانی سے ہو جاتا ہے۔ البتہ بیرونی ممالک میں کچھ اقسام داخلی اسقاط والی یعنی خارجی زرپاشی والی پائی جاتی ہیں اور ایسی اقسام کے ساتھ دیگر اقسام کی کاشت کرنی چاہیئے تاکہ خارجی زرپاشی ممکن ہو سکے۔ ہمارے ملک میں بھی مقابلتاً داخلی زرپاشی والی کچھ اقسام جبکہ وہ اکیلی

Marfat.com

بوئی جائیں کم پیداوار دینے کا مشاہدہ کیا جا چکا ہے۔ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ایسی اقسام کے ساتھ دوسری اقسام خصوصاً وہ اقسام جن کا پھول دینے کا وقت درخت کی عمر کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہے۔ چھوٹی عمر کے درخت بڑی عمر کے درختوں کی نسبت بعد میں پھول نکالتے ہیں۔ زرپاشی کے نقصان سے بچاؤ کے لئے باغ میں مختلف اقسام لگائی جاتی ہیں تاکہ زیادہ مقدار میں فصل برداشت کی جا سکے۔

پیداوار

موسم بہار میں بادام کے پھولوں کو کہر سے نقصان ایک ایسا سبب ہے جو پیداوار پر کافی اثرانداز ہوتا ہے۔ زیادہ بلند مقامات پر کہر کا خطرہ بادام کی کاشت محدود تر کرنے کا باعث ہے کہر سے مکمل یا جزوی نقصان پہنچتا ہے۔ بادام ان سالوں میں کافی پھل اور باغبانی کو اچھا نفع دے گا جب وہ کہر سے بچ گیا ہو۔ اوسطاً موٹے چھلکے والے بادام کی فی درخت پیداوار ۲۵ سے ۳۰ سیر اور پتلے چھلکے والے بادام کے باغ کی فی ایکڑ اوسط پیداوار ۴۰ سے ۵۰ من ہے۔ موٹے چھلکے والے بادام کا اوسط بھاؤ ۶۰ روپے من اور پتلے چھلکے والے بادام کا اوسط بھاؤ ۱۲۰/- روپے من ہے اور اس طرح عام حالت میں فی ایکڑ ۸۰۰ سے ۶۰۰۰ روپے تک کی سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔ یہ پیداوار اور آمدنی باغ کی اچھی نگہداشت کرنے سے بڑھائی جا سکتی ہے۔

کٹائی

بادام کی فصل پہاڑی علاقوں میں اگست کے وسط میں اور نسبتاً گرم علاقوں میں کچھ جلد پک جاتی ہے۔ پھل پکنے کے وقت بارش پھل کی خصوصیات کو کم کر دیتی ہے۔ مگر خشک علاقوں میں جہاں بادام کی کاشت کی جاتی ہے ایسا شاید ہی ہوتا ہے۔ بادام کی کٹائی کا وقت بادام کے اوپر والے خول کے جدا ہونے اور سکڑ جانے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ گھٹلی سخت ہو جاتی ہے اور مناسب رنگ بلحاظ قسم پیدا ہو جاتا ہے۔ پھل یا تو ہاتھ سے چنا جاتا ہے یا درخت کو ہلانے سے پھل زمین پر گر جاتا اور پھر زمین سے چُن لیا جاتا ہے۔ اوپر والا چھلکا آسانی سے ہاتھ سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

اقسام اور استعمال

تجارتی بادام گھٹلی والا ہے جس کا مغز کھانے کے قابل ہوتا ہے۔ بادام کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک کڑوا بادام اور دوسرا میٹھا بادام اور یہ ہر دو اپنی اصلی حالت میں اپنے ابتدائی مقامات پہ جنگلی صورت میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں ہر ایک قسم پھر دو اقسام میں تقسیم کی جاتی ہے۔ یعنی کڑوا موٹے چھلکے والا بادام، کڑوا پتلے چھلکے والا بادام یا میٹھا موٹے چھلکے والا بادام اور میٹھا پتلے چھلکے والا بادام۔ گھٹلی سے کاشت شدہ بادام کی کئی اقسام مختلف اشکال، حجم اور چھلکے کی موٹائی دونوں موٹے اور پتلے چھلکے والے میٹھے بادام میں دیکھی جاتی ہیں۔ اقسام کے اختلاف میں، چھلکے میں ایک یا دو مغز، ایک اور وجہ ہے چھلکے میں دو مغز عموماً ایک مغز سے زیادہ گودہ رکھتے ہیں اور یہ خاصیت اسی لئے ہمارے ملک میں گاہکوں کو پسند آتی ہے بصورت دیگر بیرونی ممالک میں اس خاصیت کو پسند نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کے مطابق مغز کی شکل بگڑی ہوتی ہے اور وہ مٹھائیاں بنانے کے کام نہیں آتا میٹھے بادام میں یہ بات عالمی طور پر مانی جاتی ہے کہ موٹے چھلکے والے بادام بہ نسبت پتلے چھلکے والے بادام کے زیادہ پھل دیتے ہیں۔ پیداوار میں اختلاف کا درجہ مختلف اقسام میں مختلف ہوتا ہے، لیکن پتلے چھلکے والے بادام کا زیادہ بھاؤ اس کی کم پیداوار کا خمیازہ پورا کر دیتا ہے۔ بھاؤ میں اختلاف دگنی قیمت سے کم نہیں ہوتا۔ پتلے چھلکے والا بادام اس کے جلد ٹوٹ جانے کی وجہ سے اور کم عرصہ تک ذخیرہ اندوزی کی خاصیت کی بنا پر وسیع پیمانے پہ کاشت نہیں کیا جاتا۔ یہ باغبان کے انتخاب پر مبنی ہے کہ وہ کونسے بادام کی کاشت کا انتخاب کرتا ہے یا وہ دونوں اقسام توازن کے لئے اگاتا ہے۔

کاشت کے لئے اقسام کے چناؤ کے لئے چھلکے اور مغز کے تناسب پر غور کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ تناسب مختلف اقسام میں مختلف ہوتا ہے۔ اسی طرح شکر اور تیل کا تناسب بھی مختلف اقسام میں مختلف ہوتا ہے۔ کچھ اقسام زیادہ میٹھی اور تیل کی مقدار میں کم ہوتی ہیں۔ موٹے چھلکے والا بادام بہ نسبت پتلے چھلکے والے بادام کے ذائقہ اور خاصیت میں اعلیٰ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اور اس کی کم قیمت کی وجہ سے یہ حلوائیوں کو زیادہ پسند آتا ہے پتلے چھلکے والا بادام اپنے نرم چھلکے اور آسانی سے ٹوٹ جانے کی وجہ سے کھانے کی میز کے لئے زیادہ داموں پہ بکتا ہے میٹھا

Marfat.com

بادام مٹھائیاں وغیرہ بنانے کے لئے زیادہ کھپ جاتا ہے اور ملک کی تمام آبادی میں ہر دلعزیز ہے۔

کڑوا بادام، اپنی ابتدائی شکل سے زیادہ مشابہ ہونے کی وجہ سے سخت فطرت اور پانی کو زیادہ برداشت کرنے والا ہے اور اسے عموماً میٹھے بادام اور دیگر گٹھلی دار پودوں کے لئے بطور جڑوں (ROOT STOCK) استعمال کیا جاتا ہے۔ کڑوے بادام کا مغز تیل نکالنے اور خوشبو دینے والی کشیدگی اور پروسک ایسڈ (PRUSSIC ACID) بنانے میں وسیع پیمانے پر استعمال ہوتا ہے۔

بادام کی کاشت کے کم رہنے، تھوڑی پیداوار اور زیادہ مانگ کی وجہ سے اس کی قیمت بڑھ رہی ہے جو ایک عام آدمی کی خرید سے باہر ہے۔ اسی لئے کوشش اس بات پر مرکوز کرنی چاہئے کہ مناسب آب وہوا کے علاقوں میں جہاں اس کی کاشت کی جاسکتی ہے زیادہ سے زیادہ رقبہ پر اس کی کاشت کرنی چاہئے۔ ہمارے ملک میں بادام کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور جب تک ہم خود کفیل نہیں ہو جاتے ہم کئی سالوں تک اپنے ہمسایہ ممالک سے، جہاں یہ پھل زیادہ مقدار میں اگایا جاتا ہے درآمد کرتے رہیں گے۔

کیڑے اور بیماریاں

بادام کے کیڑے اور بیماریوں کا مختصراً حال اور ان کے تدارک کا طریقہ حسب ذیل ہے۔

کیڑے

بادام کا اسکیل

یہ کیڑا ضلع لورالائی میں بہت نقصان دہ ہے۔ اس کا شاخوں پر چھوٹی چھوٹی گول شکلوں کی موجودگی سے پتہ چل جاتا ہے۔ اس کے بچے ان چھوٹی گول اشکال سے نکل آتے ہیں اور ٹہنیوں پر حملہ کر دیتے ہیں اور درخت کی توانائی کو کافی حد تک کم کر دیتے ہیں اور اس طرح پیداوار میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ ان کا شدید حملہ اپریل کے مہینے میں ہوتا ہے۔ فولی ڈول (FOLI DOL) کا چھڑکاؤ بحساب ۱۲ یا ۱۴ اونس ۱۰۰ گیلن پانی میں ان کو مکمل طور پر تلف کر دے گا۔

Marfat.com

سیاہ تیلہ

یہ بادام کا ایک اور خطرناک کیڑا ہے جو درختوں کو کوئٹہ اور قلات ڈویژنوں میں ہر جگہ نقصان پہنچاتا ہے۔ سیاہ تیلے اجتماع کی صورت میں تنے، شاخوں اور پتوں کی نچلی سطح پر بیٹھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ حملہ شدہ درخت کمزور اور پست قد ہو جاتا ہے اور پیداوار کافی حد تک کم ہو جاتی ہے۔ سیلاتھیان کا چھڑکاؤ بحساب ۱۰ اونس ۱۰۰ گیلن پانی میں اس کے تدارک کا کافی حد تک سامان پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن حملے کی شدت میں موسم گرما میں دو دفعہ سپرے کرنا چاہیے۔

بیماریاں

پتوں کے چھوٹے سوراخ (SHORT HOLES OF LEAVES)

یہ بیماری عموماً موسم گرما کے آخر میں ظاہر ہوتی ہے۔ پتوں پہ چھوٹے سبزی مائل سیاہ نکتے پیدا ہو جاتے ہیں اور ایسے نکتوں پہ پتوں کے حصے گر جاتے ہیں اور سوراخ پیدا کر دیتے ہیں۔ فرمیٹ (FERMATE) اور (HELATE) کا ۲ء۵ فی صد چھڑکاؤ اس بیماری کو روک دیتا ہے۔

شاخوں کے سروں کا خشک ہونا (DIE BACK)

اس بیمار کا ظہور چھوٹی شاخوں اور ٹہنیوں کے اوپر والے سروں کے خشک ہونے سے شروع ہوتا ہے۔ بادام پر اس بیماری کے حملے کی اطلاع کوئٹہ قلات ڈویژن کے تمام علاقوں سے آتی ہے۔

بیمار شاخوں کو خفتگی کے دوران کاٹ کر جلا دینا چاہیے۔ سردی کے موسم میں بورڈو مکسچر کا ۵۰-۵-۵ کا یا پیری ناکس (PERE NOX) ۶ء۵ فی صد چھڑکاؤ جنوری اور فروری کے مہینے میں اس بیماری کے تدارک کیلئے مفید ثابت ہوتا ہے۔

Marfat.com

پستہ

تاریخ اور پیداوار

خیال ہے کہ لفظ (PISTACHIO) فارسی کے لفظ پستہ سے نکلا ہے۔ دنیا بھر میں جو پستہ سب سے عام ہے اور زیادہ کاشت کیا جاتا ہے وہ (PISTACHIO VERA) ہے اور یہ خاندان (ANACARDIACEAE) سے تعلق رکھتا ہے۔ اس خاندان کی دوسری جنس کوزیبالتش یا (PISTACHIOVERA) کے لئے جڑواں استعمال کرتے ہیں۔ ان میں زیادہ اہم مندرجہ ذیل ہیں۔ (P-TERELINTHUS, P-ATLANTIA, P-MUTICA, P-CHINENSIS) یہ دراصل چین ایشیائے کوچک، الجزائر اور بحیرہ روم کے خطہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ زیادہ تر سسلی (اٹلی)، سپین، جنوبی فرانس، فلسطین، ترکی، شام، ایران، افغانستان، امریکہ اور پاکستان کے بعض حصوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں اس کی کاشت زیادہ تر کوہ ٹہ قلات کے خشک سرد علاقے، بلتستان میں سکردو کے مقام اور پشاور اور ڈیرہ اسماعیل خان ڈویژن تک کے علاقوں میں ہوتی ہے۔ ملک میں اس کی پیداوار نہ ہونے کے برابر ہے۔ سوائے اس کاشت کے جو سرد علاقوں میں ہوتی ہے اور اس کی

Marfat.com

آمدنی معاشی لحاظ سے زیادہ اہم نہیں ہے۔

اس کو ملک میں تجارتی میوے کے لحاظ سے باغبان کیوں کاشت نہیں کرتے؟ اس سوال کا جواب دینا بہت مشکل ہے۔ شاید اس کا دیر میں پھل دینا، بے قاعدہ زرپاشی اور استقرار جو بغیر مغز کے خول پیدا کرتے اور غیر یکساں میوہ دیتے ہیں۔ مصنوعی زرپاشی کی لہر دوسرے سال پھل دینے کی عادت حقیقتاً اس کی ذمہ دار ہے۔ ان حقائق کے باوجود اس کا رقبہ بڑھانے کا مسئلہ معاشی اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے زیادہ توجہ درکار ہے۔

آب و ہوا

پستہ کی پیداوار خاص آب و ہوا کی ضرورت کی وجہ سے بہت محدود ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ پستہ ان علاقوں میں پیدا نہیں کیا جا سکتا ہے جہاں اخروٹ پیدا ہوتا ہے۔ اس کی صرف وجہ یہ ہے کہ پستہ گرم خشک موسم گرما اور سرد موسم سرما میں بڑھتا اور پھل دیتا ہے۔ برعکس اس کے زیتون اور اخروٹ تر اور سرد آب و ہوا پسند کرتے ہیں۔

موسم کا خشک ہونا پھول دیتے وقت اور استقرار کے وقت نہایت ضروری ہے۔ یہ پھل خشک موسم گرما کو جس میں کبھی کبھار درجہ حرارت ۱۰۰° فارن ہیٹ تک بڑھ جاتا ہے ترجیح دیتا ہے۔ اس خصوصی آب و ہوا کی ضرورت کی وجہ سے یہ خشک اور زیادہ سرد علاقوں میں اچھا نہیں اگتا۔

زمین

پستہ خشک آب و ہوا کا درخت ہے۔ انجیر اور زیتون سے زیادہ سخت جان اور خشکی کو برداشت کرنے والا ہے لیکن یہ معتدل چکنی زمینوں میں بھی اگایا جا سکتا ہے۔ اچھی خشک زمین اور گہری لومی (LOAMY) زمین اس کی پیداوار کے لئے موزوں ہے۔ یہ ریتلی زمین پر اگایا جا سکتا ہے۔ لیکن اچھے نتائج نہیں دیتا۔

افزائش اور باغ لگانا

پستہ کے درختوں کی افزائش تخم اور غیر جنسی افزائش بھی پیوند اور گرافٹ دونوں سے ہو سکتی ہے۔ باوجود پھل میں بہت تفریق کے پستہ زیادہ تر تخم سے اگایا جاتا ہے۔ غیر جنسی افزائش اقسام کو برقرار رکھنے کے لئے اور پھل کے پسندیدہ خواص کو حاصل کرنے کے لئے بہت مفید ہے۔

Marfat.com

اور سفارش کردہ ہے۔ تخم سے اگائے جانے سے ایک اور مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ یہ کہ تخم سے اگائے ہوئے پودوں میں اکثریت نر پودوں کی ہوتی ہے۔ جو ناپسندیدہ ہے اور بعد میں اس کو تنے سے اوپر مادہ پودے کا پیوند لگانا ضروری ہو جاتا ہے۔ غیر جنسی افزائش میں (PISTACH IO VERA) یا کسی اور قسم کے جنس کے تخم کو ۲۴ گھنٹوں کے لئے پانی میں ڈالا جاتا ہے۔ پھر ذخیرہ کے اندر دو دو فٹ کے فاصلے پر قطاروں میں اور بیج سے دوسرے بیج کا فاصلہ ۴ سے ۶ انچ رکھ کر ماہ جنوری میں بویا جاتا ہے۔ جڑ دے ذخیرہ میں ایک سال کے بعد پسندیدہ قسم کے خفتہ چشموں سے ماہ مارچ میں پیوند کرنے چاہئیں۔ جب جڑ دے آسانی سے چھال دے سکتے ہوں جو چشمے مادہ پودے سے لئے گئے ہوں وہ مادہ درخت دیں گے اور جو نر پودے سے لئے گئے ہوں وہ نر درخت دیں گے۔ پیوند شدہ پودے اگلے موسم خزاں میں پختہ جگہوں پر منتقلی کے لئے تیار ہوں گے جنوری اور فروری موزوں تر ہیں۔ اپنی لمبی جڑ اور دوسری اطراف کی جڑوں کی وجہ سے پودے منتقل کرنے میں بہت احتیاط برتنی چاہیئے۔ نکالے ہوئے پودے فوراً لگا دینے چاہئیں۔ کیونکہ اگر یہ زیادہ وقت کے لئے ہوا میں رکھے جائیں تو یہ نہیں لگ سکتے۔ پودوں کو پھر باغ میں پختہ جگہوں پر ۲۰ فٹ کے فاصلے پر قطاروں میں لگا دینا چاہیئے۔ ہر چھ یا سات درختوں پر زرپاشی کے لئے ایک نر درخت کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

آبپاشی

پستہ کا درخت بہت ہی خشکی کو برداشت کرنے والا ہے۔ اور جب یہ ایک دفعہ مستقل طور پر لگ جائے۔ تو پھر قدرتی بارش پر بغیر آب پاشی کے ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ کوئٹہ کے موسمی حالات میں باقاعدہ آبپاشی مناسب بڑھوتری اور پھل کے لئے ضروری ہے۔ مہینے میں ایک سے دو بار آبپاشی موسم گرما میں اچھے نتائج دے گی۔ موسم سرما یا ٹھنڈے موسم بہار اور موسم خزاں میں آبپاشی کی ضرورت نہیں ہے۔ اچھی زمینوں میں بعض درخت بغیر آبپاشی کے اچھی پیداوار دیتے ہیں۔ لیکن عام زمینوں میں آبپاشی کرنی چاہیئے۔

کھاد دینا

پستے کا درخت دوسرے پت جھڑ والے درختوں کی طرح کھاد کا اچھا اثر لیتا ہے۔ گوبر کی کھاد

Marfat.com

اچھے نتائج دیتی ہے۔صحت مند درخت اور اچھا پھل دیتی ہے۔گوبر کی کھاد ۱۵۰ سے ۲۰۰ من تک اچھے نتائج پیدا کرتی ہے۔

کاشت اور گوڈی

موسم گرما میں کبھی کبھار گوڈی کرنی چاہیئے تاکہ گھاس صاف ہو جائے۔مہینے میں ایک دفعہ صاف کاشت کاری کو برقرار رکھنا چاہیئے۔ پستے کے باغ میں سال کے دوران کم از کم دو دفعہ ہل چلانا چاہیئے۔ یا گوڈی کرنی چاہیئے۔ موسم سرما میں کھاد دینے کے بعد اور پھر موسم گرما میں شروع کے چار پانچ سال مونج، آلو اور دوسری چھوٹی چھوٹی سبز یاتی کور کراپ (COVER CROP) کے طور پر استعمال کی جا سکتی ہے۔

پھل دار فصلیں مثلاً لوسن، برسیم اور شفتیل نباتاتی کھاد کے طور پر بہتر نتائج دیتی ہیں۔

شاخ تراشی اور تربیت

پستے کے درخت کو عموماً ایک تنے پر تربیت دی جاتی ہے۔جس پر اطراف کی پہلی شاخ زمین سے ۱۲ سے ۱۸ انچ تک کے فاصلے پر چھوڑ دی جاتی ہے۔ درخت کی قدرتی نشوونما اوپر کی طرف ہوتی ہے۔اس لئے اس کو اوپن سنٹر کے طریقہ پر تربیت دی جاتی ہے اور اطراف میں ۳ سے ۴ شاخیں مناسب فاصلے پر ایک دوسرے کے اوپر چھوڑ دی جاتی ہیں۔ اطراف کی شاخوں کے انتخاب میں آسانی پیدا کرنے کے لئے پودوں کے سروں کو اپنی جگہوں پر لگانے کے بعد کاٹا جاتا ہے۔اس کے بعد ماسوائے خشک یا ایک دوسرے پر پڑی ہوئی شاخوں کو کاٹنے کے، شاخ تراشی کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ قدرتی طور پر درخت پھیلا ہوا ہوتا ہے اور اندر کا حصہ کھلا ہوتا ہے۔اسی لئے شاخوں کو مختصر کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ دو وجوہ کی بنا پر درخت کا سرا کاٹنا چھوڑ دینا چاہیئے۔ پہلی یہ کہ پھل دار چشمے صانع ہوتے ہوں جو شاخوں کے سرے پر اور ایک سال پرانی شاخوں پر ہوتے ہیں۔ دوسری یہ کہ پستے کا پودا مقامی اثر بہت قبول کرتا ہے اور جہاں سے کاٹا جاتا ہے اس کے نیچے بہت سی نئی شاخیں پھوٹ پڑتی ہیں۔ نئی شاخیں دینے کی عادت پیوند اور گرافٹ میں مدد دے سکتی ہے۔ تخم سے لگائے ہوئے باغ میں اگر ناپسندیدہ پودے زیادہ ہوں تو ان کی جنس اسی طریقہ سے تبدیل کی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

پھول، زیرگی اور پھل لانا

پستہ کے درخت اونچے اور پھیلے ہوتے ہیں۔ عموماً ۲۰ سے ۳۰ فٹ اونچے اور پت جھڑ کی فطرت کے ہوتے ہیں۔ ایرانی پستے عموماً اونچے صحت مند ہوتے ہیں۔ افغانی پستے کے درخت کے پتے مخالف بے ترتیب اور پینٹ ہوتے ہیں۔ نسبتاً چمکیلے سبز رنگ کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں۔ ڈایوسس (DIOECIOUS) پھولوں کے ساتھ انفلوریسینس (INFLORESCENCE) ریسیموسس (RECEMOSIS) ہوتے ہیں اور بغیر پتیوں کے زپھول پانچ پتیوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ اور پانچ نر اعضار رکھتے ہیں۔ مادہ پھول ۳ سے ۴ پتیاں رکھتے ہیں اور ایک خلیے کی بچہ دانی۔ پھل خشک ہوتا ہے اور اس کی دو تہیں ہوتی ہیں۔ ایک اوپر کی تہہ دوسری پچلی تہہ۔ جلد بہت نازک اور گلابی رنگ کی ہوتی ہے۔ اور جب پک جاتی ہے۔ تو خشک اور سخت ہو جاتی ہے اور آسانی سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔ اندرونی تہہ خول ہوتا ہے جس کے درمیان پھل ہوتا ہے جب پودا پک جاتا ہے تو خول سفید اور زردی مائل سفید رنگ کا ہوتا ہے اور بہت سی اقسام میں پھٹ جاتا ہے اور اندر کا مغز یعنی گودا سبزی مائل یا گلابی سبزی مائل ہوتا ہے۔ جس میں شکر کی مقدار اور چکنائی مختلف اقسام میں مختلف ہوتی ہے۔ اور ساتھ ہی ایک خاص قسم کا ذائقہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ پسند کیا جاتا ہے۔

چشمے سادہ اور صاف ہوتے ہیں اور پچھلے سال کی ٹہنیوں کے سروں پر یا اطراف پر ہوتے ہیں اوپر والے چشمے بڑھتے ہیں اور نیچے کے چشمے نر اور مادہ پھول مختلف درختوں پر پیدا کرتے ہیں۔ پستہ کے درخت میں اپریل کے شروع میں پھول آتے ہیں اور استقرار اپریل کے آخر تک مکمل ہو جاتا ہے۔ نر پھول مادہ سے پہلے آجاتے ہیں جس کے نتیجہ کے طور پر نامکمل استقرار ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے بعض خول اچھے بن جاتے ہیں۔ مگر ان میں گودا نہیں ہوتا۔ پستہ میں یہ طریقہ ناپسندیدہ ہے۔ اور اس لئے بہت سے ملکوں میں مصنوعی زیرگی کی جاتی ہے۔ اگر نر پھول پہلے ہوں تو ان کو جمع کیا جاتا ہے اور مادہ پھولوں پر ان کا سفوف چھڑک دیا جاتا ہے تاکہ مناسب زرپاشی اور استقرار حاصل کیا جائے۔ یہ طریقہ اس ملک میں بھی عام ہے اور اسی لئے مصنوعی زیرگی کی سفارش کی جاتی ہے۔ چھ یا سات مادہ درختوں پر ایک نر درخت تسلی بخش ہوتا ہے لیکن پھر

Marfat.com

بھی بیکار خول بغیر مغز کے پیدا ہوتے ہیں۔ اس مسئلے پر زیادہ تحقیق کی ضرورت ہے۔

پیداوار

پستہ کا درخت عموماً ۵ - ۶ سال کے بعد پھل دیتا ہے مگر منڈی کے قابل پھل قریباً دس بارہ سال کے بعد دیتا ہے۔ لیکن یہ اس کی صحت اور بڑھوتری پر منحصر ہے۔ اگر اچھی زرپاشی ہو تو پستہ کا ایک درخت ۲۵ سے تقریباً ۴۰ سیر تک پھل دیتا ہے۔ درخت اگر اچھی حالت میں ہو تو ایک من پھل بھی دے سکتا ہے۔ اوسطاً اگر ۲۰ سیر استقرار شدہ پھل ایک درخت سے حاصل کیا جائے تو پستہ کا ایک ایکڑ باغ قریباً ۴۰ سے ۵۰ من پھل دے گا۔ قریباً دو سو روپیہ من کے حساب سے "اگرچہ اس سے زیادہ ہوتا ہے" پستہ کا ایک ایکڑ کا باغ ایک سال میں آٹھ ہزار سے دس ہزار روپیہ تک آمدنی دے سکتا ہے۔ مگر دوسرے سال بہت کم یا بالکل نہیں ہوتی۔ کیونکہ پستہ کی عادت ہے کہ ہر دوسرے سال کے بعد پھل دیتا ہے۔

اگست کے آخر اور ستمبر کے شروع میں پستہ کی فصل اتارنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ پستہ کو ہاتھوں سے اتار کر احتیاط سے اس کا چھلکا علیحدہ کیا جاتا ہے۔ پستہ کو ایک خشک چیز یا بوری میں اکٹھا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ نمی کی حالت میں ان پر پھپھوندی حملہ کر دیتی ہے۔ خاص کر ان اقسام پر جن کے سرے پکنے پر نصف کھلے ہوتے ہیں۔

اقسام اور استعمال

بہت سی اقسام میں پستہ ویرا سب سے زیادہ عام ہے اور پھل کے لئے بہت بڑے پیمانے پر بویا جاتا ہے۔ باقی اقسام یا تو اپنی آرائش کے لئے یا پستہ ویرا کے جڑواں کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ پستہ ویرا میں بہت سی اقسام اچھی طرح لگ جاتی ہیں۔ جن میں مندرجہ ذیل دو بہت اہم ہیں۔

Marfat.com

اخروٹ

اخروٹ شمال مغربی ہمالیہ کے پہاڑی علاقوں سے تعلق رکھتا ہے اور کوہ ہمالیہ کے ان تمام علاقوں میں جن کی اونچائی سطح سمندر سے ۷۰۰ تا چار ہزار فٹ ہے کاشت کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر اخروٹ فرانس، اٹلی، رومانیہ، کیلیفورنیا اور چین میں کاشت ہوتا ہے۔ پاکستان میں اس کی کاشت آزاد کشمیر اور مری کی پہاڑی میں محدود پیمانے پر کی جاتی ہے۔

آب و ہوا

اخروٹ کے لئے ایسی آب و ہوا درکار ہے جہاں گرمی سردی سخت نہ ہوتی ہو اور کہر نہ پڑتی ہو پھول آنے کے وقت اگر درجہ حرارت نقطہ انجماد سے دو تین درجے فارن ہیٹ نیچے ہو جائے تو اخروٹ کے تمام پھول مر جاتے ہیں۔

اگر گرمیوں میں سایہ میں درجہ حرارت ۱۰۰ درجہ فارن ہیٹ سے زیادہ ہو جائے اور نمی کم ہو تو اخروٹ خالی رہ جاتے ہیں اور انہیں (SUN BURN) یعنی جھلساؤ کی بیماری لگ جاتی ہے۔

اخروٹ عموماً مری اور کشمیر کی پہاڑیوں کے درمیانی علاقہ میں کاشت کیا جاتا ہے۔ یہاں بارشیں

Marfat.com

عموماً ۳۰ انچ سالانہ سے زیادہ ہوتی ہے اگر دوسرے حالات سازگار ہوں تو بارش کی قلت کو آبپاشی سے پورا کیا جاتا ہے ۔

زمین

گہری میرا زمین جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو اخروٹ کی کاشت کے لئے بہتر خیال کی جاتی ہے بشرطیکہ اس میں کافی حیاتینی مادہ موجود ہو۔ جن زمینوں کے نیچے سخت تہہ ریت یا پانی کی سطح برابر نہ رہتی ہو اس کی کاشت کے لئے موزوں خیال نہیں کی جاتیں چونکہ اخروٹ کی جڑیں ۱۰ فٹ تک چلی جاتی ہیں اس لئے ایسی زمین جس کی گہرائی ۸ سے ۱۰ فٹ ہو اس کی کاشت کے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ کم گہری اور کم نمی والی زمینوں پر اُگے ہوئے درختوں پر (SUN BURN) جھلاؤ کے حملے کا زیادہ احتمال رہتا ہے ۔

اخروٹ کا درخت کافی بڑا ہو جاتا ہے اور پھیل کر بہت جگہ گھیرتا ہے اس لئے کاشت کار اس کو قابل کاشت زمینوں پر لگانا پسند نہیں کرتے بلکہ اس کے درخت عموماً ناقابلِ کاشت اور کمزور زمینوں میں پائے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود اس کے درخت کافی اچھی طرح اُگتے ہیں اور پیداوار بھی خاصی ہوتی ہے جب کہ اچھی زمین دوسری فصلوں یا اچھی قسم کے پھلوں مثلاً سیب یا آڑو وغیرہ کے لئے مختص ہوتی ہے ۔

پودوں کا لگانا

اچھی پیداوار اور اچھی بڑھوتری والے پودوں سے اخروٹ اکٹھے کر لیں ۔ اخروٹ کے چناؤ میں اچھا سائز چمکیلا براؤن رنگ اور گرمی کا اچھا ذائقہ چمکیلا زرد رنگ اور اچھی خوشبو کا خیال رکھنا چاہیئے اچھی طرح چنے ہوئے اخروٹ ٹھنڈی جگہ پر جمع کر لئے جاتے ہیں یا (STRATIFICATION) سٹریفیکیشن کے لئے ڈال دئے جاتے ہیں اگر زمین اچھی طرح تیار ہو تو ان کو سیدھا کھیت میں بھی ایک ایک فٹ کے فاصلے ۳ یا ۴ انچ گہرائی پر لگا دیا جاتا ہے ۔ ماہ مارچ میں اس کا پھٹاؤ شروع ہوتا ہے ۔ پودے عموماً دو سال کے بعد تبدیل کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ۔ کیونکہ پہلے سال پودا عموماً اپنی جڑوں کا نظام پھیلاتا ہے اور اوپر کی بڑھوتری قدرے کم ہوتی ہے ۔ دوسرے سال پودا اچھے خاصے قد اور پھیلاؤ کا ہو جاتا ہے اخروٹ کے پودے عموماً خشکی (DORIAMD) کی حالت

Marfat.com

کی حالت میں تبدیل کئے جاتے ہیں ۔

بیج سے لگایا ہوا پودا عموماً اپنی قسم سے الگ ہوتا ہے اس لئے اس کی کاشت بناتاتی طریقہ سے کرنی چاہیئے صرف کیلیفورنیا کی ایک قسم پلیسینا (PLACENA) جو کہ کاغذی گروپ سے تعلق رکھتی ہے کو اپنی قسم کا مشابہہ بنایا گیا جبکہ اس کو بیج سے لگایا گیا ہو لیکن دوسری قسموں میں یہ درست نہیں لہذا بناتاتی طریقہ زیادہ سفارش کردہ اور موزوں ہے ۔ اخروٹ کی بناتاتی کاشت کے لئے جو طریقے استعمال کئے جاتے ہیں ان میں زبان نما پیوند، پھاناما پیوند اور مستطیل نما پیوند قابلِ ذکر ہیں ۔ مری کی پہاڑیوں کے کئے ہوئے تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ اخروٹ کو بناتاتی طریقہ پر اگانے کے لئے مستطیل نما پیوند نے بہتر نتائج دیئے ہیں ۔ لیکن ابھی تک ان طریقوں کو وسیع پیمانے پر نہیں آزمایا گیا دوسرے ملکوں میں کئے ہوئے تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس طریقہ پیوند نے "چشم کاری" کی نسبت زیادہ بہتر نتائج دیئے ہیں ۔

قابلِ کاشت زمین

جن علاقوں میں اخروٹ کی کاشت ہوتی ہے اچھی قابلِ کاشت زمین بہت کم دستیاب ہوتی ہیں اور پھر لوگوں کی اراضی بھی تھوڑی ہوتی ہے اس لئے کاشت کار اخروٹ کے باقاعدہ باغات لگانا پسند نہیں کرتے اور اس کو بے موقع کونوں کھدروں اور ناکارہ جگہوں میں لگاتے ہیں اگر اخروٹ کا باغ لگایا جائے تو پودوں کا درمیانی فاصلہ کم از کم ۴۰ فٹ ہونا چاہیئے ۔

آب پاشی

اخروٹ کے درخت اکثر بارانی کاشت کئے جاتے ہیں اور ان کا انحصار صرف بارش پر ہوتا ہے درخت لگانے کے بعد پہلے خشک موسم میں صرف چند کاشت کار پانی مہیا کرتے ہیں ۔ اگر آب پاشی کا پانی دستیاب ہو تو کبھی کبھار آب پاشی کرنا بھی اچھا ہے جس سے پودے خوب صحت مند رہتے ہیں اور جلد بار آور ہوتے ہیں بار آوری کے بعد پھل بننے سے پکنے تک پانی دیتے رہیں تو گیرا کم ہو جاتا ہے اور مغز اچھا بھر جاتا ہے اگر پھل توڑنے سے ایک دو ہفتے پہلے پانی دے دیا جائے تو اوپر کا چھلکا پھٹ جاتا ہے اور صرف اخروٹ زمین پر گر پڑتے ہیں اس طرح پھل کی برداشت آسان ہو جاتی ہے ۔

Marfat.com

کھاد

اخروٹ کے درختوں کو کم ہی کھاد دی جاتی ہے کیونکہ اس کی جڑوں کا نظام کافی گہرا ہوتا ہے اور یہ کافی رقبے سے خوراک حاصل کرتا ہے اور پودا ایک سال کم اور ایک سال زیادہ پھل دیتا ہے۔ برعکس اس کے اگر درختوں کو باقاعدہ کھاد دی جائے تو ایک تو پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے دوسرے پودے پھل بھی باقاعدہ دیتے ہیں اس لئے ہر سال کچھ فاسفورس اور نائٹروجن دینا مفید ہے۔ کھاد کا انحصار پودوں کی صحت، عمر اور زمین کی زرخیزی پر منحصر ہے۔

شاخ تراشی

اخروٹ کے درختوں کی عموماً شاخ تراشی نہیں کی جاتی اور آپس میں پھیلنے والی شاخیں ہر سال کاٹ دی جاتی ہیں۔

پھلنا اور پھولنا

اخروٹ کے نر اور مادہ پھول الگ الگ ایک ہی درخت پر مختلف جگہوں پر پائے جاتے ہیں۔ اخروٹ سیلف فرٹائل (SELF FERTILE) پودا ہے لیکن اس کی زیرگی بعض اقسام میں تسلی بخش نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اقسام اپنے نر پھول اس وقت تیار نہیں کر سکتیں جبکہ مادہ پھول تیار ہوتے ہیں۔

پیداوار

اخروٹ ایک اور چھلکے میں لپٹا ہوتا ہے جو پختگی کے وقت پھوٹ جاتا ہے اور اخروٹ نیچے گر جاتے ہیں یا بانس کی مدد سے گرا لئے جاتے ہیں تمام فصل اکٹھی کرنے کے لئے یہ عمل دو تین دفعہ کرنا پڑتا ہے پھلوں کو فروخت سے پہلے قسم سائز اور رنگ کے لحاظ سے ترتیب دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس طرح پھلوں کو اکٹھا ایک ہی جگہ فروخت کرنے سے زیادہ آمدنی ہوتی ہے۔ بعض علاقوں میں اس کو فروخت کرنے سے پہلے کیمیائی طریقہ سے صاف کیا جاتا ہے تاکہ اس کا رنگ زیادہ خوبصورت ہو جائے۔ صاف کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ۱۸ پونڈ سوڈا ۲۵ پونڈ چونے کے کلورائڈ کو ۵ گیلن پانی میں حل کر کے پھل کو ۵ تا ۱۰ سیکنڈ اس میں ڈبویا جاتا ہے اسی محلول میں ۴۲۵ گیلن پانی کے حساب سے ۴ اونس گندھک کا تیزاب بھی ڈال دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

کل پیداوار درخت کی عمر سائز اور قسم پر منحصر ہے۔ پورا اگا ہوا درخت ۴ تا ۵ من تک اخروٹ پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن عام طور پر ایک من پھل فی درخت اوسط پیداوار ہے اور اسی طرح فی درخت اوسط آمدنی ۲۵ تا ۳۰ روپے ہے۔ اخروٹ کا درخت ایک سو سال تک پھل دیتا رہتا ہے اور آٹھ دس سال کی عمر میں پھل پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے اخروٹ کو نمی سے پاک ٹھنڈے ہوا دار کمرے میں بوریوں میں بھر کر رکھا جاتا ہے اور باہر جانے کے لئے دوسری بوریوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ لکڑی کے بند بکسوں میں کاغذ لگا کر بند کر کے اس کو دوسری منڈیوں اور دوسرے ملکوں کو بھیجا جاتا ہے۔

اقسام

موجودہ تمام پودے بیج سے حاصل کردہ ہیں اس لئے کسی خاص قسم کا تعین مشکل ہے کچھ پودے کاغذی اخروٹ اور نرم چھلکے والے ہیں۔ کچھ کاٹھے یعنی سخت چھلکے والے ہیں۔ کاغذی اخروٹ کا چھلکا مغز سے آسانی کے ساتھ علیحدہ ہو جاتا ہے اور اس کا مغز نہایت خوشبودار اور اچھے ذائقے کا حامل ہے۔ اگر بہترین درختوں کا انتخاب کر کے ان کی نباتاتی افزائش کی جائے تو اعلیٰ اقسام فروغ پا سکتی ہیں۔

بیماریاں اور کیڑے

اخروٹ پر ابتدائی عمر میں سنجوز سکیل (SANGOSE SCALE) کا حملہ ہوتا ہے جس کو ڈیزل آئل ایملشن کی سپرے سے کنٹرول کیا جاتا ہے بعد میں جوں جوں درخت کا چھلکا سخت ہوتا جاتا ہے۔ کیڑے اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

دوسرے کیڑوں میں ویول، بگ اور افیڈ زیادہ قابلِ ذکر ہیں اور ان کو بھی سپرے سے مارا جا سکتا ہے۔ ان میں سے ویول خاص طور پر نقصان دہ ہے۔ نقصان کا زیادہ حصہ اس کے ننھے کیڑے کرتے ہیں۔ جو اخروٹ کے اندر مغز کو خراب کر دیتے ہیں اس پر قابو پانے کے لئے بورڈو سکہ ۵۰:۱۸:۶ بطور تعفن استعمال کی جاتی ہے۔ اخروٹ جو کچے گر گئے ہوں یا برداشت کے وقت جو پھل داغی ہو گیا ہو اس کو دبا دینا چاہیئے۔

Marfat.com

استعمال

اخروٹ عموماً خشک میوے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا مغز ٹانی اور گولیاں وغیرہ بنانے کے کام آتا ہے۔ اخروٹ کی لکڑی فرنیچر اور بندوقوں کے دستے بنانے کے کام آتی ہے۔

Marfat.com

حصّہ سوم

پھلوں کو محفوظ کرنا

Marfat.com

Marfat.com

پھلوں کو محفوظ کرنا

اہمیت اور تاریخی پس منظر:۔

بلحاظ زمین اور آب و ہوا پاکستان پھلوں کی پیداوار میں ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اس وقت ہمارے ملک میں درختوں کا زیر کاشت رقبہ تقریباً ۶ لاکھ ایکڑ ہے۔ جس میں سے قریباً تین لاکھ ایکڑ مغربی پاکستان اور دو لاکھ سے کچھ زائد رقبہ مشرقی پاکستان میں ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس رقبہ سے ۲۵ کروڑ روپے کی مالیت کا پھل ہر سال پیدا ہوتا ہے۔ جس میں سے دس سے پچیس فیصد پھل محفوظ کرنے میں استعمال ہوتا ہے اور اگر یہ زائد پھل پوری طرح استعمال میں لایا جائے تو ہمارے ملک میں چھ سات کروڑ روپے کی مصنوعات اثمار تیار کی جا سکتی ہیں۔ اس صنعت سے یہ بھی ایک فائدہ ہے کہ پھل کا ایک کثیر حصّہ ایک موسم میں استعمال نہیں ہو سکتا دوسرے موسم میں کھانے کے کام آسکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ایک باعزت اور منافع بخش گھریلو اور وسیع پیمانے پر صنعت ہے جو دنیا میں لاکھوں انسانوں کا ذریعہ معاش ہے۔ مزید براں پھلوں سے بنی ہوئی اشیاء بلحاظ خوراک نہایت اہم اور بیماروں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتی ہیں۔ مثلاً مختلف پھلوں کے شربت مفرّح اور کئی

Marfat.com

ایک جلدی بیماریوں کا علاج ہیں۔ اس کے علاوہ پھلوں کے مُربّہ جات کمزور مریضوں کے لئے ایک اعلےٰ خوراک ہیں اگر ہم اس صنعت کی طرف پوری توجہ دیں تو ہمارے ملک کا بیشتر سرمایہ جو غیر ملکی درآمد پر صرف ہو رہا ہے نہ صرف بچایا جاسکتا ہے بلکہ ہم اپنے ملک کے پھلوں کی مصنوعات برآمد کر کے اعلےٰ پیمانے کی تجارت اور ملک و قوم کی خدمت سرانجام دے سکتے ہیں۔

پھلوں کو محفوظ کرنے کی صنعت کا تاریخی پہلو اتنا پرانا نہیں جتنا کہ پھلدار درختوں کے معرضِ وجود میں آنے کا ہے۔ بلکہ اس کا وجود اٹھارویں صدی میں سب سے پہلے نکولس اپرٹ نے مختلف خوراک کو محفوظ کرنے کا عملی جامہ پہنایا اس کے بعد ایک دوسرے شخص ڈاکٹر پاسچر نے ۱۸۶۰ء میں اُن اصولوں کی وضاحت کی جو محفوظ کرنے کے طریقوں کی بنیاد تھے۔ اس صنعت کو عملی جامعہ پہنانے کے لئے زراعتی کالج لائل پور میں ۱۹۲۶ء میں کام شروع کیا گیا اور آہستہ آہستہ محکمہ زراعت کی کوششوں سے اس صنعت کو نہایت فروغ حاصل ہوا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس وقت پاکستان میں پھلوں کو محفوظ کرنے کے کئی کارخانے قائم ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی مزید ترقی کے وسیع امکانات ہیں۔

پھل محفوظ کرنے کے اصول:۔

پھلوں اور سبزیوں کو محفوظ کرنا دوسرے لفظوں میں چھوٹے چھوٹے جراثیم مثلاً خمیر۔ بیکٹیریا اور اُلی وغیرہ پر قابو پانا ہے اور اگر ان جراثیم کا سدّباب کیا جائے یا ان کی بڑھوتری کو روک دیا جائے تو پھلوں کی مصنوعات کافی عرصہ تک محفوظ رکھی جاسکتی ہیں۔ ان جراثیم پر غلبہ پانے کے لئے مندرجہ ذیل اصول بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ عارضی طور پر محفوظ کرنا (۲) مستقل طور پر محفوظ کرنا۔

عارضی طور پر محفوظ کرنا:۔

کم درجہ حرارت پر جراثیم وغیرہ بہت ہی مردہ پڑ جاتے ہیں۔ اگر پھلوں کو ۳۶ سے ۳۹ درجہ فارن ہیٹ پر رکھا جائے تو وہ کسی مخصوص عرصہ تک محفوظ رہ سکتے ہیں اور اس کے لئے یہی مناسب ہے کہ ٹھنڈے گوداموں میں پھل کو رکھا جائے۔

(ب) ہوا خارج کرنا:۔

جن برتنوں میں پھلوں کی مصنوعات بند کرنا مقصود ہوں اُن میں ہوا خارج کر دی جائے اور

Marfat.com

ان کو سربمہر کر دیا جائے تو وہ اشیاء کافی عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہیں۔

(ج) نمی کا خارج کرنا:۔

اگر پھلوں اور سبزیوں سے نمی کو خارج کر کے خشک کر لیا جائے تو وہ بھی کافی عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہیں۔

مستقل طور پر محفوظ کرنا:۔

جوش دینا (PASTEURISATION) اگر ان تمام جراثیم کو جو پھلوں کی مصنوعات کو خراب کرتے ہیں تباہ کرنا مقصود ہو تو مرتبانوں کو ابلتے ہوئے پانی میں ڈال کر ہوا خارج کر کے سربمہر کر لیا جائے اور خوب پکایا جائے تاکہ تمام جراثیم اچھی طرح تلف ہو جائیں۔ اس طرح اس میں بھری ہوئی چیزیں کافی عرصہ تک محفوظ اور کھانے کے قابل رہ سکتی ہیں۔ پھلوں اور ڈبوں میں بند کرتے وقت یہی طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔

پاسچری عمل:۔

۱۸۰ درجہ ف تک اُبالنے سے چند چھوٹے چھوٹے جراثیم تباہ ہو جاتے ہیں اور اس طرح پھلوں کے رس دیر تک محفوظ رکھے جا سکتے ہیں۔

دوائیوں سے محفوظ کرنا:۔

ا:۔ بے ضرر اشیاء ہے۔ ضرر رساں دوا۔

چینی:۔ اگر پھل کی مصنوعات میں ۶۰ سے ۷۵ فیصد چینی استعمال کی جائے اور انہیں مناسب درجہ حرارت تک پکایا جائے۔ تو اس طرح سے بنی ہوئی اشیاء کافی عرصہ تک محفوظ رکھی جا سکتی ہیں مثلاً مربّہ جات، جام اور جیلیز وغیرہ۔

نمک:۔ عام طور پر اچاروں کو محفوظ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی مقدار اگر ۱۵ سے ۲۰ فیصد کر دی جائے تو وہ چیز کافی عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہے۔

سرکہ:۔ ایسا سرکہ جس کی تیزابی خاصیت چار فیصد ہو تو اس کے استعمال سے اچار وغیرہ محفوظ رہ سکتا ہے۔

پوٹاشیم میٹا بائی سلفائٹ:۔ یہ محفوظ کرنے والی دوائی مختلف قسم کے سکوئش مثلاً مالٹا۔ لیمن

Marfat.com

گریپ فروٹ لیموں اور آم وغیرہ میں استعمال کی جاتی ہے اس کی مقدار ۰۰ اپونڈ تیار شدہ سکویش میں ایک اونس کے حساب سے استعمال کی جاتی ہے یا ایک پونڈ میں ۲۸۳ ۲ گرام۔

سوڈیم بنیزوایٹ: یہ دوائی اُن پھلوں کے سکویش میں استعمال کی جاتی ہے۔ جو گہرے رنگ کے ہوتے ہیں۔ مثلاً فالسہ۔ جامن۔ انار وغیرہ۔ اس کی مقدار ۰۰ اپونڈ میں ایک پونڈ یا ایک پونڈ میں ۴۵۰ گرام کے حساب سے استعمال کی جاتی ہے۔

خشک کرنا:۔

اگر پھلوں کو خشک کرلیا جائے اور اُن کا کل حل شدہ مٹھاس والا مادہ ۷۰ فیصدی تک پہنچا دیا جائے تو وہ چیز غیر محدود عرصہ تک صحیح حالت میں رکھی جاسکتی ہے۔ مثلاً فروٹ کینڈی۔

خمیر کرنا:۔

عام طور پر زیادہ مٹھاس والے پھلوں سے سرکہ تیار کیا جاتا ہے اور یہ اُسی صورت میں ہوتا ہے کہ رس میں کسی نہ کسی طریقہ سے خمیر پیدا کیا جائے۔

سرد کرنا:۔

درجہ انجماد کے نیچے مختلف قسم کے چھوٹے چھوٹے جراثیم ختم ہوجاتے ہیں۔ اس حالت میں محفوظ شدہ مصنوعات کافی عرصہ تک اپنی اصلی حالت میں ذخیرہ کی جاسکتی ہیں۔

پھلوں کو ڈبوں اور بوتلوں میں بند کرنا:۔

ناقص پھل نکال دیں اچھے پکے ہوئے پھل چن کر علیحدہ کرلیں اور انہیں اچھی طرح دھو کر گرد و غبار دور کریں۔

جسامت رنگ اور پختگی کے اعتبار سے درجہ وار کرلیں۔

سیب اور آم کا چاقو سے چھلکا اُتار لیں اور آڑو کو سوڈا کاسٹک کے ½ یا ۲ فیصد اُبلتے ہوئے پانی میں ½ منٹ یا ½ منٹ تک ڈبو کر تازے پانی سے اچھی طرح دھولیں اور ہاتھوں سے مل کر چھلکا اُتار لیں۔ آلوچہ خرمانی، انگور وغیرہ کو چھلکوں سمیت بند کیا جاتا ہے۔

سیب کو چار چار حصوں میں ناشپاتی اور آڑو کو دو حصوں میں اور آم کی قاشیں کاٹ لیں۔

تیار شدہ پھل کو جراثیم سے پاک ڈبوں یا بوتلوں میں خوبصورت طریقہ سے بھر لیں۔

Marfat.com

کھانڈ کا ابلتا ہوا شیرہ ۲۵ سے ۴۰ فیصد تک ہو بوتلوں اور ڈبوں میں بھر دیں۔ حتیٰ کہ ڈبے کی اوپر ۱ انچ سطح خالی رہے۔

پھلوں کے ڈبوں اور بوتلوں کو اُبلتے ہوئے پانی میں پانچ منٹ تک رکھ کر ہوا خارج کر کے فوراً سر بمہر (SEAL) کر دیویں۔ سر بمہر کرنے کے بعد ڈبوں اور بوتلوں کو اُبلتے پانی میں ۳۵ منٹ تک جوش دیں تاکہ جراثیم تلف ہو جائیں۔ اس کے بعد صرف ڈبوں کو ٹھنڈے پانی میں ڈال کر ٹھنڈا کر دیں اور بوتلوں کو ٹھنڈا ہونے پر پانی سے نکال کر خشک کر لیں۔ اور ٹھنڈی جگہ پر ذخیرہ کریں۔

پھلوں کے رس اور سکوئش:۔

مالٹا، سنگترہ، لیمن۔ گریپ فروٹ۔ گل گل۔ آم۔ جامن۔ فالسہ، انار۔ انناس اور انگور وغیرہ کے پھلوں کے رس اور سکوئش تیار کئے جاتے ہیں۔ ان پھلوں میں سے جامن، فالسہ، انار کا رس، تیار کرنے کے لئے محفوظ کرنے والی سوڈیم بینزوایٹ، اپنی اصلی مقدار سے دوگنی مقدار میں استعمال کی جاتی ہے مگر دوسرے پھلوں کے رس تیار کرنے کے لئے محفوظ کرنے والی پوٹاشیم میٹا بائی سلفائٹ بھی اپنی اصلی مقدار سے دوگنی استعمال کی جاتی ہے مثلاً ۱۰۰ پونڈ رس میں دو اونس استعمال کرنی چاہیے۔ انگور اور انناس کے رسوں کو ڈبوں میں بھی محفوظ کیا جاتا ہے۔ رس کو محفوظ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بوتلوں کو اچھی طرح صاف کر کے ابلتے ہوئے پانی میں گذار لیں اور محفوظ کرنے والی دوائی اچھی طرح سے ملا کر بوتلوں میں ڈال کر مضبوطی کے ساتھ کارک لگا کر موم سے سر بمہر کر دیں۔ ٹھنڈی جگہ پر ذخیرہ کریں۔

اس طرح جامن، فالسہ، انار۔ انناس اور انگور وغیرہ کے پھلوں کے رس سے سکوئش بنانے کے لئے سوڈیم بینزوایٹ ہی محفوظ کرنے والی دوائی جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے استعمال کی جاتی ہے۔ دوسرے پھلوں مثلاً مالٹا۔ سنگترہ۔ لیمن۔ گریپ فروٹ، گلگل۔ لیموں اور آم کے رس سے سکوئش تیار کرنے کے لئے پوٹاشیم میٹا بائی سلفائٹ ایک اونس فی صد پونڈ میں استعمال کی جاتی ہے۔

دوائی کو استعمال کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مجوزہ مقدار صاف بوتل میں تھوڑا سا پانی ڈال

Marfat.com

کر حل کر لی جائے اور پھر تیار شدہ سکوئش میں ڈال کر اچھی طرح ملا دیا جائے اور بوتلوں میں ڈال کر ڈھکنے مضبوطی سے لگائیں تاکہ ہوا کا اخراج ہو سکے اس کے بعد موم کی تہہ جما دیں۔

مختلف پھلوں سے سکوئش اور رس وغیرہ تیار کرنے کے طریقے مفصل طور پر پھل کے عنوان کے تحت بیان کئے جا چکے ہیں۔

جیم اور مارملیڈ تیار کرنا:۔

جیم:۔ جیم تیار کرنے کے لئے پھل کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر چینی ملا کر اس حد تک پکائیں کہ دونوں اچھی طرح گھل جائیں۔ جیم آم۔ ناشپاتی۔ آڑو۔ خرمانی۔ انجیر۔ سٹرابری اور آلو بخارے کے پھلوں سے تیار کیا جاتا ہے۔

بنانے کا طریقہ: پکے ہوئے پھل کو اچھی طرح سے دھو کر چاقو سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیا جاتا ہے۔ کھٹے پھل میں پھل کے وزن کے برابر کھانڈ اور میٹھے پھل میں ¾ حصہ کھانڈ ڈالی جاتی ہے اور پھر چمچہ یا ڈوئی کی مدد سے مالیدہ کر کے آدھے گھنٹے کے لئے برتن میں رکھا جاتا ہے تاکہ پھل کا پانی باہر نکل آئے اور پھل اور کھانڈ ایک جان ہو جائیں اگر پھل سخت ہو تو ٹکڑوں کو کچھ دیر کے لئے گرم کر کے اُبال لیا جاتا ہے تاکہ وہ نرم ہو جائیں۔ آگ پر رکھ کر اس حد تک پکائیں کہ درجہ حرارت ۲۲۲ف ہیٹ ہو جائے پھر آگ پر سے اتار کر کچھ دیر کے لئے پڑا رہنے دیں حتیٰ کہ اُس کا درجہ حرارت ۲۲۲ف سے ۱۸۰ف پر آجائے۔ اب جراثیم سے پاک مرتبانوں میں گرم گرم بھر لیں اور ڈھکنے لگا کر تھوڑی دیر کے لئے الٹا رکھیں تاکہ ڈھکنے بھی جراثیم سے پاک ہو جائیں اور پھر خشک ٹھنڈی جگہ پر رکھیں۔

جیلی:۔ جیلی تیار کرنے کے لئے پھل کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر اس حد تک پکایا جاتا ہے کہ اس میں پیکٹن (PECTIN) پوری طرح آجائے۔ پھر پیکٹن کے حساب کے مطابق چینی ڈال کر مناسب درجہ حرارت تک پکایا جاتا ہے۔ جیلی بنانے کے لئے انگور۔ آلو بخارا۔ گریپ فروٹ، سیب اور امرود جیسے پھل استعمال کرنے چاہئیں۔

بنانے کا طریقہ:۔ پھل کو اچھی طرح دھو کر چاقو یا چھری سے ٹکڑوں میں کاٹ لیا جاتا ہے۔ ٹکڑوں کو کھلے منہ والے برتن میں ڈال کر اتنا پانی ڈالیں کہ پھل کے ٹکڑے اچھی طرح ڈوب جائیں۔

Marfat.com

ایک گرام فی پونڈ پھل کے حساب سَت لیموں (CITRIC ACID) ملادیں۔ برتن کو آگ پر رکھ کر آدھ گھنٹہ پکنے کے بعد برتن کو آنچ سے اتار کر موٹے کپڑے یا جیلی بیگ سے گذاریں اور اس دوران یہ احتیاط رکھیں کہ پھل کو دبایا جائے بلکہ قوام کو خود بخود نکلنے دیں۔ اس نچوڑ کو رات بھر پڑا رہنے دیں تاکہ گدلا مادہ نیچے بیٹھ جائے۔ دوسرے دن صاف رس علیحدہ کر کے پیکٹن کا ٹیسٹ کریں۔ ٹیسٹ کے لئے ایک ٹیسٹ ٹیوب یا شیشے کے گلاس میں ایک حصّہ پیکٹن والا مادہ اور تین حصّے میتھیلیٹڈ سپرٹ ڈالیں اگر اس میں ایک تودہ بنے تو پیکٹن کی مقدار پوری ہوگی اور اگر چھوٹے چھوٹے ڈھیلوں کی صورت میں ہو تو اس میں پیکٹن کی مقدار آدھی ہوگی۔ اب پوری پیکٹن والے قوام کے ایک کپ میں ایک کپ کھانڈ ملادیں اور درمیانی پیکٹن والے قوام میں ۳/۴ حصّہ کھانڈ ملادیں۔ اس قوام کو اس حد تک پکائیں کہ وہ پوری طرح سیٹ یا اس کا درجۂ حرارت ۲۲۲ درجے ف تک پہنچ جائے تو برتن کو آگ سے اُتار کر اتنا ٹھنڈا کریں کہ درجہ حرارت ۱۸۰ کے قریب آجائے پھر گرم گرم صاف اور جراثیم سے پاک مرتبانوں میں ڈال کر ٹھنڈا ہونے پر موم کی تہہ جمادیں اور ڈھکنے لگا کر خشک اور ٹھنڈی جگہ رکھ لیں۔

مارملیڈ:۔ مارملیڈ عام طور پر مالٹے اور کھٹے کے پھل سے باریک باریک چھلکا اتار دیا جاتا ہے اور چھلے ہوئے پھل ٹکڑوں میں کاٹ کر جس طرح کہ جیلی بنانے کا عمل تیار کیا جاتا ہے مگر اس میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ تیار ہونے پر مالٹے کے باریک چھلکے کی لمبی اور باریک کاشیں بنا کر ڈالی جاتی ہیں۔

کیچپ چٹنی اور سرکہ تیار کرنا

کیچپ:۔ تیار کرنے کے لئے پھل کو ٹکڑوں میں کاٹ کر اُبالا جاتا ہے اور پھر اس قوام کو چھاننی سے چھان کر گودے اور رس کو علیحدہ کر کے اس میں مصالحہ جات کھانڈ اور سرکہ ڈال کر تیار کی جاتی ہے۔ اور تیار شدہ چیز کو تنگ مُنہ والی بوتلوں میں ڈال کر کراؤن کارکنگ کر کے بوتلوں کو ابلتے ہوئے پانی میں آدھے گھنٹے کے لئے رکھیں پانی کو ٹھنڈا ہونے پر بوتلیں نکال کر ذخیرہ کی جاتی ہیں۔ عام طور پر یہی مشاہدہ میں آیا ہے کہ اس طرح سے جو بوتلیں تیار کی جاتی ہیں انہیں ٹماٹر کیچپ (TOMATOKETCHUP) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

Marfat.com

چٹنی۔ چٹنی بہت سے پھلوں مثلاً آم، سیب، ناشپاتی، آلو بخارا، آلوچہ وغیرہ کے پھلوں سے تیار کی جاتی ہے۔ مختصر طور پر چٹنی بنانے کے لئے آم جیسے پھل کو چھیل کر کدوکش کر لیا جاتا ہے مگر دوسرے پھل، سیب، ناشپاتی وغیرہ کے پھل کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر کھانڈ اور مصالحہ جات وغیرہ میں پکایا جاتا ہے۔ جب پکتے پکتے قوام کا ۱/۴ حصہ باقی رہ جائے تو سمجھ لیں کہ اب پکنے کا آخری درجہ آگیا ہے۔ اس وقت فارمولے کے مطابق جو کہ پھل کی تفصیل کے بعد پہلے بیان ہو چکا ہے سرکہ ڈال کر اتنا پکایا جاتا ہے کہ پہلی سطح پر آجائے یا مناسب گاڑھا ہو جائے۔ گرم گرم چوڑے منہ والی بوتلوں یا شیشے کے جاروں میں ڈال کر ٹھنڈا ہونے پر مضبوطی سے کارک لگا کر ڈھکنے لگائے جاتے ہیں۔

سرکہ:۔ سرکہ میٹھے اور زیادہ پکے ہوئے پھلوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ عام طور پر سیب، انگور اور کھجور جیسے پھل اس کے بنانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ وہی سرکہ زیادہ اچھا اور معیاری خیال کیا جاتا ہے جس میں کم از کم ۴ فیصد تیزابی خاصیت ہو۔

پھلوں کے رس سے سرکہ بنانے کے لئے کم از کم ۱۲ سے ۱۵ فیصد مٹھاس ہونی چاہیے اس رس کو اتنا گرم کریں کہ اُبلنا شروع ہو جائے اور پھر شیشے کے بڑے برتن میں جس کو کہ ابلتے ہوئے پانی میں سے گذارا ہو ڈالیں اور یہ احتیاط رہے کہ اس کا ۳/۴ حصہ بھرا ہو۔ پھر اُسے خمیر سے جاگ لگا کر برتن کے منہ کو اچھی طرح ہوا بند کر دیں۔ وقتاً فوقتاً رس کو ہلاتے رہیں اور یہ بھی خاص خیال رہے کہ درجہ حرارت ۷۷ سے ۸۰ سے بڑھنے نہ پائے اور یہ درجہ حرارت ۲۴ گھنٹہ تک رکھیں۔ اس میں کو نتھار کر دوسرے صاف شیشے کے برتن یا ڈرم وغیرہ میں ڈال دیں اب ایک سیر سرکہ کا جاگ ۱۰ سیر رس کے حساب سے ڈال کر دو تین ماہ تک ۸۰، ۹۰ درجہ حرارت پر رکھیں اور ململ کے کپڑے سے مُنہ ڈھانپ دیں اور کبھی کبھی ہلاتے رہتے ہیں۔ سرکہ کو نتھار کر ۱۵۰ ف تک گرم کر کے چھ ماہ تک پڑا رہنے دیں پھر بوتلوں میں بھر کر ذخیرہ کریں اور استعمال میں لائیں۔

پھلوں کا خشک کرنا

پھلوں کا خشک مربہ بنانے کے لئے پختہ پکا ہوا اور اچھی قسم کا پھل لیا جاتا ہے۔ آم بیر، سنگترہ، مالٹے کا چھلکا، آڑو، خوبانی، آلوچہ، سیب، انجیر اور ناشپاتی کا خشک مربہ تیار کیا جاتا

Marfat.com

ہے۔ اس کے بنانے کے لئے آم۔ سیب، ناشپاتی اور آڑو کا چھلکا اتار لیا جائے۔ سنگترہ اور مالٹے کا مربہ بناتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اس کے چھلکے کے اندر سفید ریشے نہ لگے ہوں باقی پھلوں میں لکڑی یا سلو لائیڈ کی بنی ہوئی نوک دار تیلیوں سے سوراخ کر لیں۔ چھیدے ہوئے پھل کو کپڑے کے ایک ٹکڑے میں باندھ کر ابلتے ہوئے پانی میں ڈبو کر باہر نکال لیں تاکہ پھل نرم ہو جائے۔ سنگترہ اور مالٹے کے چھلکے کو نرم کرنے کے لئے آدھ گھنٹہ تک اُبالیں بلکہ چونے کے ٹھنڈے ہوئے پانی سے بھی گذار لیں تاکہ اس کی کڑواہٹ کسی حد تک زائل ہو جائے۔ ۳۵ فیصد کھانڈ کا شیرہ تیار کر کے گرم گرم تیار شدہ پھل پر ڈالیں حتیٰ کہ تمام پھل اُس میں ڈوب جائے۔ تمام پھل کا پوری طرح شیرے میں ڈوبے رہنا ضروری ہے۔ دوسرے روز شیرہ میں سے پھل کو نکال کر دوسرے برتن میں رکھ دیا جائے۔ اب شیرے سے پھل کو نکال کر دوسرے برتن میں رکھ دیا جائے اب شیرے میں ۱/۴ حصہ کھانڈ جو کہ پہلے استعمال کی گئی تھی ڈال کر اُبالیں اور یہ گرم گرم شیرہ پھل پر ڈالیں اور اس طرح یہ عمل روزانہ جاری رکھیں جب تک کہ شیرہ شہد کی مانند گاڑھا نہ ہو جائے۔ اس وقت چینی کی مقدار ۷۰ سے ۷۵ فیصد ہوئی ہے۔ اس کے بعد شیرے کو مزید ۴، ۵ دن پڑا رہنے دیں تاکہ کھانڈ مربہ میں اچھی طرح جذب ہو جائے۔ اب تیار شدہ پھل کو نکال کر مناسب ٹکڑے کر کے صاف سنھری کھانڈ میں ٹکڑوں کو خشک کر لیا جائے۔ شیشے کے کھلے منہ والے برتنوں میں بھر کر استعمال میں لائیں۔

پھلوں کو خشک کرنا

پھلوں کو خشک کر کے استعمال میں لانا نہایت سستا غذائیت سے بھرپور اور آسان طریقہ ہے، سیب، خوبانی، کیلا، رسبھری، سٹرابری۔ چیری۔ کھجور۔ انجیر۔ انگور۔ آڑو۔ ناشپاتی آلوچہ اور آلو بخارا جیسے پھلوں کو خشک کیا جا سکتا ہے۔ پھلوں کو سکھانے کے متعلق ہدایات مندرجہ ذیل ہیں:۔

Marfat.com

نام پھل	مربے کیلئے تیاری	وزن فی مربع فٹ	ٹرے میں رکھتے وقت	ٹرے میں رکھے ہوئے پھلوں کو محفوظ کرنے کا عمل	موزوں درجۂ حرارت
سیب۔ چھلکا اتار کر سخت اور بیج والا حصہ نکال کر چوکور یا مربعہ ٹکڑے بنالیں		۲ پونڈ	۳۰ منٹ	گندھک کی دھونی دیں	۱۶۵ ف
خوبانی۔ دو حصوں میں کاٹ کر گٹھلی نکال دیں		۲ پونڈ	۶۰ "	"	۱۶۰ "
کیلا۔ چھلکا اتار کر لمبائی کے یا موٹائی کے رخ کاٹ دیں۔		۲ پونڈ	۳۰ "	"	۱۶۵ "
رسبھری اور سٹرابری وغیرہ	پھل کو اچھی طرح سے چھانٹ لیں۔	۱ سے ۳ پونڈ	۱۵ سے ۳۰ "	"	۱۶۰ "
چیری۔ ½ فیصد سوڈے کے محلول میں ڈبو کر پھر ٹھنڈے پانی میں دھولیں۔		۲ پونڈ	۲۰ "	"	۱۷۰ "
کھجور۔ اچھی طرح دھو کر خشک کر لیں		۲ پونڈ	-		۱۴۰ "
انجیر:۔ اچھی طرح دھولیں		۲ سے ۲ "	۱ گھنٹہ		۱۵۰ ف
انگور:۔ ½ سے ½ ۲ کاسٹک سوڈے کے اُبلتے ہوئے پانی میں ڈبو کر تازہ پانی سے دھولیں۔		۳ "	۶۰ "	"	۱۶۰ "
آڑو:۔ دو ٹکڑے کر کے گٹھلی نکال لیں		۳ "	۶۰ "	"	۱۵۰ "
ناشپاتی:۔ چھیل کر دو حصّوں میں کاٹ لیں سخت اور بیج والا حصّہ نکال لیں		۲ سے ۳ "	۳۰ "	"	۱۴۵ "
آلوچہ:۔ دو حصوں میں کاٹ کر گٹھلی نکال لیں		۲ سے ۳ "	۶۰ "	"	۱۶۰ "

Marfat.com

ہدایت:۔ ۱:۔ زیادہ گرم کرنے سے پھل کی رنگت اور خوشبو ضائع ہو جاتی ہے۔
۲:۔ گندھک کی دھونی پھل کی رنگت اور پھل کو بھی محفوظ رکھتی ہے۔
۳:۔ اگر گندھک کی دھونی ٹھیک طریقہ سے نہ دی جائے تو سکھایا ہوا پھل گودام میں خراب ہو جائے گا۔

Marfat.com

پھلوں کی غذائی طاقت (۱۰۰ گرام کھانے والے حصّے میں)

نام پھل	حرارتی اکائیاں	پانی	پروٹین	روغنی اجزا	راکھ	نشاستہ	ریشے	چونا	فاسفورس
بادام	۶۴۰	۷ر۴	۱۸ر۶	۵۴ر۱	۳ر۰	۱۹ر۶	۲ر۷	۲۵۴	۴۷۵
سیب	۶۴	۸۴ر۱	۳ر۰	۴ر۰	۲۹ر۰	۱۴ر۹	۱ر۰	۶	۱۰
خوبانی خشک	۲۹۲	۲۴ر۰	۵ر۲	۴ر۰	۳ر۵۰	۶۶ر۹	۳ر۲	۸۶	۱۱۹
خوبانی تازہ	۵۶	۸۵ر۴	۱ر۰	۱ر۰	۵۹ر۰	۱۲ر۹	۶ر۰	۱۶	۲۳
ایواکیڈو	۲۶۵	۶۵ر۴	۱ر۷	۲۶ر۴	۱۴۲ر۱	۵ر۱	۱ر۸	۱۰	۳۸
کیلا	۹۹	۷۴ر۸	۱ر۲	۲ر۰	۸۴ر۰	۲۳ر۰	۶ر۰	۸	۲۸
بیر	۰	۶۵ر۳۶	۱ر۴۴	۲۱ر۰	۷۲ر۰	۲۱ر۶۶	۱ر۲۸	۰	۰
بلیک بیری	۶۲	۸۵ر۳	۱ر۲	۱ر۱	۴۷ر۰	۱۱ر۹	۴ر۱	۱۷	۳۴
بلیبو بیری	۶۸	۸۳ر۴	۶ر۰	۶ر۰	۲۸ر۰	۱۵ر۱	۱ر۲	۱۶	۱۳
کیپ گوزبیری	۰	۸۲ر۶۱	۲ر۶۸	۱ر۲۳	۸۲ر۰	۹ر۵۹	۲ر۴	۰	۰
کیشبونٹ	۶۰۹	۴ر۱	۱۹ر۶	۴۲ر۲	۲ر۷	۲۶ر۴	۱ر۰	۴۸	۴۸۰
چیری	۸۰	۸۰ر۰	۱ر۱	۵ر۰	۶۰ر۰	۱۷ر۸	۱ر۴	۱۸	۳۱
چسٹ نٹ	۱۹۱	۵۳ر۲	۲ر۸	۱ر۵	۱ر۰	۴۱ر۵	۱ر۱	۴۸	۴۸
ناریل	۵۷۹	۳ر۳	۳ر۶	۳۹ر۱	۸ر۰	۵۳ر۲	۴ر۱	۴۳	۱۹۱
کرین بیری	۵۳	۸۷ر۴	۰ر۴	۷ر۰	۲۰ر۰	۱۱ر۳	۱ر۴	۱۲	۱۰
منقیٰ	۶۱	۸۴ر۷	۱ر۶	۴ر۰	۶۱ر۰	۱۲ر۷	۳ر۲	۲۶	۳۸
کھجور خشک	۳۱۶	۲۰ر۰	۲ر۲	۶ر۰	۱ر۸۰	۷۵ر۴	۲۴	۷۲	۶۰
انجیر (ڈبہ میں بند)	۱۲۵	۶۸ر۵	۸ر۰	۳ر۰	۴۰ر۰	۳۰ر۰	۹ر۰	۳۵	۲۱
انجیر (خشک)	۳۰۰	۲۴ر۰	۴ر۰	۱ر۲	۲ر۴۰	۶۸ر۴	۵ر۸	۲۲۳	۱۰۴
گوزبیری	۴۷	۸۸ر۳	۸ر۰	۴ر۰	۳۹ر۰	۱۰ر۱	۲ر۵	۱۹	۱۹

Marfat.com

	حیاتین						تیزاب			
	لوہا	تانبا	کلورین	الف	ب ۱	ب ۲	نکوٹینک ایسڈ	سی	سٹرک ایسڈ	
بادام	۴ر۴	۱ر۱۲	-	-	۰ر۲۵	۰ر۶۷	۴ر۶	برائے نام	۰	۰
سیب	۰ر۳	۰ر۱	-	-	۰ر۰۴	۰ر۰۲	۰ر۲	۵	-	۰ر۶۱
خوبانی خشک	۴ر۹	۰ر۳۷	-	۴۷۳۰	۰ر۱	۰ر۱۶	۳ر۳	۱۲	۰	۰
خوبانی تازہ	۰ر۵	۰ر۱۴	-	۲۷۹۰	۰ر۰۳	۰ر۰۴	۰ر۷	۴	-	۱ر۵۵
ایواکیڈو	۰ر۴۱	۰ر۲۱	-	۳۹۰	۰ر۱۲	۰ر۱۵	۱ر۱	۱۶	-	۰
کیلا	۰ر۶	۰ر۲۱	-	۴۳۰	۰ر۰۹	۰ر۰۶	۰ر۶	۱۰	-	۰ر۴۱
بیر	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰ر۴۳	-
بلیک بیری	۱ر۰	۰ر۱۶	۰	۹۰	۰ر۰۳	۰ر۰۴	۰ر۳	۳	۰ر۹۱	-
بلیو بیری	۰ر۸	۰ر۱۱	۰	۲۸۰	۰ر۰۳	۰ر۰۷	۰ر۳	۱۶	۰	۰
گیپ گوز بیری	۰	-	-	۰	۰	۰	۰	۰	۱ر۶۹	-
کیشیونٹ	-	-	-	-	۰ر۶۶	۰ر۱۹	-	-	۰	۰
چیری	۰ر۴	۰ر۱۴	-	۱۹۰	۰ر۰۵	-	-	۹	-	۰ر۷۳
چسٹ نٹ	۱ر۴	۰ر۰۶	-	-	۰ر۰۸	۰ر۲۴	۱ر۰	-	۰	۰
ناریل خشک	۳ر۶	-	۲۲۵	-	برائے نام	برائے نام	برائے نام	-	۰	۰
کرین بیری	۰ر۵	۰ر۰۹	-	۴۰	-	۰ر۰۲	۰ر۱	۱۴	۲ر۳۲	-
منقیٰ	۰ر۶	-	-	۳۸۰	۰ر۰۴	-	-	۴۰	-	۲ر۱۰
کھجور خشک	۲ر۱	-	۲۸۳	۱۸۰	۰ر۰۸	۰ر۰۴	۲ر۲	-	۰	۰
انجیر	۰ر۴	-	-	۷۵	۰ر۰۹	۰ر۰۸	-	-	۰ر۳۵	-
انجیر خشک	۳ر۱	۰ر۳۵	-	۷۰	۰ر۱۳	۰ر۱۰	۱ر۷	-	۰	۰
گوز بیری	۰ر۶	۰ر۱۵	-	۱۲۰	-	-	-	۱۶	۱ر۷۵	۰ر۹ (۷)

Marfat.com

انگور (امریکہ)	۷۴	۸۱٫۶	۰٫۸	۰٫۴	۰٫۴۶	۱۶٫۷	۰٫۵	۱۷	۲۱
انگور (یورپ)	۰	۰	۰	۰٫۳۷	۰	۲۲٫۴۷	۰	۰	۰
گریپ فروٹ	۴۴	۸۸٫۰	۰٫۷۶	۰٫۹۵	۰٫۶۷	۷٫۹۹	۵٫۵۷	۰	۰
امرود	۰	۸۴٫۰۸	۰٫۷۶	۰٫۹۵	۰٫۶۷	۷٫۹۹	۵٫۵۷	۰	۰
لیمن	۴۴	۸۹٫۳	۰٫۹	۰٫۶	۰٫۵۴	۸٫۷	۰٫۹	۱۴	۱۰
لیموں کاغذی	۵۳	۸۶٫۰	۰٫۸	۰٫۱	۰٫۸۰	۱۲٫۳	۰	۱۴	۱۰
لیچی	۰	۴۰٫۸۰	۱٫۱۵	۰٫۵۴	۰	۱۵٫۳	۰٫۴۰	۰	۰
لوکاٹ	۰	۰٫۳۲	۰٫۰۳	۰٫۳۶	۱۲٫۷۹	۰	۰٫۳۷	۰	۰
آم	۰	۰	۰٫۹۱۹	۰٫۱۴۹	۰٫۴۶۹	۱۴٫۶۴	۰	۰	۰
شہتوت	۰	۸۴٫۷۱	۰٫۳۶	۰	۰٫۵۷	۱۷٫۵	۰	۰	۰
زیتون (نیم پختہ)	۱۴۴	۷۵٫۲	۱٫۵	۱۳٫۵	۵٫۸۰	۴٫۰	۱٫۲	۱۰۱	۱۵
زیتون پختہ	۱۸۹	۷۳٫۴	۱٫۶	۱۹٫۰	۳٫۰۰	۳٫۰	۱٫۹	۱۰۵	۱۴
مالٹا	۵۰	۸۷٫۲	۰٫۹	۰٫۲	۰٫۴۷	۱۱٫۲	۰٫۳	۳۳	۲۳
پپیتا	۰	۰	۰٫۵۹	۰٫۱۰	۰٫۶۱	۱۲٫۰۱	۱٫۳۷	۰	۰
آڑو تازہ	۵۱	۸۶٫۹	۰٫۵	۰٫۱	۰٫۴۷	۱۲٫۰	۰٫۶	۸	۲۲
آڑو (ڈبے میں بند)	۸۶	۷۷٫۹	۰٫۵	۰٫۱	۰٫۳۳	۲۰٫۹	۰٫۴	۴	۱۲
ناشپاتی تازہ	۷۰	۸۲٫۷	۰٫۷	۰٫۴	۰٫۳۹	۱۵٫۸	۱٫۴	۱۳	۱۶
ناشپاتی (ڈبہ میں بند)	۷۵	۸۰٫۷	۰٫۳	۰٫۱	۰٫۲۰	۱٫۱۸	۰٫۷	۶	۱۲
پیکن	۷۴۷	۳۰٫۰	۹٫۴	۷۳٫۰	۱٫۶	۱۳٫۰	۲٫۷	۷۴	۳۲۴
جاپانی پھل	۰	۰	۰٫۶۴	۰	۰٫۴۹	۱۷٫۷۱	۰	۰	۰
انناس (تازہ)	۵۸	۸۵٫۳	۰٫۴	۰٫۲	۰٫۴۲	۱۳٫۷	۰٫۴	۱۶	۱۱
انناس (ڈبہ میں بند)	۱۰۲	۷۴٫۰	۰٫۴	۰٫۲	۰٫۳۷	۲۴٫۷	۰٫۳	۲۰	۸
آلوچہ تازہ	۵۶	۸۵٫۷	۰٫۷	۰٫۲	۰٫۵۱	۱۲٫۹	۰٫۵	۱۷	۲۰

Marfat.com

انگور (امریکہ)	۶ر۰	۰ر۰۶	—	۸۰	۰ر۰۵	۰ر۰۳	۰ر۰۴	۴	—	(۷) ۰ر۸۵
انگور (یورپ)	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	—	۰ر۳۵
گریپ فروٹ	۰ر۰۳	۰ر۰۳	—	۰ر۰۴	۰ر۰۲	۰ر۰۲	۰			
امرود	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۵۷ر۴	۰ر۷۷	
لیمن	۱ر۰	۰ر۰۴	—	—	۰ر۰۴	برائے نام	۱ر۰	۴۵	۷ر۰۷	—
لیموں کاغذی	۱ر۰	—	—	—	۰ر۰۴	برائے نام	۱ر۰	۲۷	۰	۰
لیچی	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰ر۲۱	—
لوکاٹ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	—	۰ر۶۰
آم	۰	۰	۰	(۸) ۳۱۴	۰	۰	۰	(۸) ۶۰ر۵	۰ر۲۷	—
شہتوت	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰ر۴۲ تا	—	۱ر۸۶
زیتون (گرین)	۲ر۰	—	۱ر۸۷۷	۴۲۰	—	—	—	—	۰	۰	۰
زیتوں (پکی ہوئی)	۰ر۴	۰ر۳۴	—	—	—	—	—	—	۰	۰	۰
مالٹا	۰ر۴	۰ر۳۱	—	۱۹۰	۰ر۰۸	۰ر۰۳	۰ر۲	۴۹	۱ر۴۲	—
پپیتا	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰ر۱۵	—
آڑو (زرد تازہ)	۰ر۶	۰ر۰۱	—	۸۸۰	۰ر۰۲	۰ر۰۵	۰ر۹	۸	—	۰ر۶۶
آڑو (ڈبوں میں بند)	۰ر۳	—	—	۳۳۰	۰ر۰۶	۰ر۰۲	۵ر۰	۳	۰	—
ناشپاتی تازہ	۰ر۳	۰ر۱۰	—	۲۰	۰ر۰۲	۰ر۰۴	۱ر۰	۴	—	۰ر۳۱
ناشپاتی (ڈبوں میں بند)	۰ر۵	—	—	—	۰ر۱۰	۰ر۰۲	۲ر۰	۲	۰	—
پیکن	۲ر۴	۱ر۳۶	—	۵۰	۰ر۷۲	۰ر۱۱	۱ر۲	۲	۰	—
برسیمن (جاپانی پھل)	۰	—	—	۰	—	—	۰	—	—	۰ر۱۳
انناس تازہ	۰ر۳	۰ر۰۷	—	۱۳۰	۰ر۰۸	۰ر۰۲	۲ر۰	۲۴	۱ر۵۹ ۰ر۸۵	—
انناس (ڈبوں میں بند)	۰ر۷	—	—	۵۰	۰ر۰۷	۰ر۰۲	۰ر۲	۵	۰	—
تازہ آلو بخارا	۰ر۵	۰ر۱۵	—	۳۵۰	۰ر۱۵	۰ر۰۳	۰ر۶	۵	—	۱ر۲۷

Marfat.com

انار	۰	۰	۰٫۵۳	۰٫۳۰	۰٫۷۴	۱۷٫۵۲	۰٫۳۳	۰	۰		
آلوچہ خشک	۲۹۹	۲۴٫۰	۲٫۳	۰٫۶	۲٫۱۰	۶۱٫۰	۱٫۶	۵۴	۰٫۰۵		
رس بھری (کالی)	۸۳	۷٫۰۸	۱٫۵	۱٫۶	۰٫۶۵	۱۵٫۶	۳٫۵	۵۸	۰		
رس بھری (لال)	۶۷	۸۳٫۴	۱٫۱	۰٫۶	۰٫۴۷	۱۴٫۴	۲٫۸	۴۹	۵۲		
سپوٹا	۰	۰	۰٫۴۷	۰	۰٫۵۱	۲۲٫۹۷	۰	۰	۰		
سٹرابیری	۴۱	۹۰٫۰	۰٫۸	۰٫۶	۰٫۵۰	۸٫۱	۱٫۲	۲۸	۲۷		
نارنجی	۵۰	۸۷٫۳	۰٫۸	۰٫۳	۰٫۶۶	۱۰٫۹	۱٫۰	۳۳	۲۳		
اخروٹ	۶۷۲	۲٫۷	۱۸٫۳	۵۸٫۲	۲٫۱	۱۸٫۷	۰٫۹	۰	۰		
بہی	۰	۰	۰	۰	۰٫۵۰	۲۰٫۰	۰	۰	۰		

Marfat.com

انار	۰	—	—	—	—	—	—	—	۰٫۲۰	—	
اُلوچہ خشک	۳٫۹	۰٫۴۱	—	۱٫۸۹۰	۰٫۱۰	۰٫۱۶	۱٫۷	۳	۰	۰	
رس بھری کالی	—	—	—	برائے نام	—	—	—	۶۶	۱٫۱۱	—	
رس بھری سفید	۱٫۰	۰٫۱۳	—	۲۶۰	۰٫۰۲	۰٫۰۶	—	۲۷ ۱٫۸۴	۱٫۱۱	—	
سپوٹا	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	—	۰٫۲۱	
سٹرابیری	۰٫۸	۱۰٫۰۲	—	۶۰	۰٫۰۳	۰٫۰۷	۰٫۳	۶۰	۱٫۴۳ ۰٫۷۸	—	
(زمانہ بخی)	۰٫۴	۰٫۰۹	—	۴۲۰	۰٫۰۷	۰٫۰۳	۰٫۲	۳۱	۰	۰	
اخروٹ	۶٫۰	—	—	۱۳۰	۰٫۳۳	—	—	۰	۰	۰	
بہی	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱٫۰۵	

Marfat.com

منطقہ حارہ اور قرب و جوار کے پھل

پھلدار پودوں کے متعلق ماہانہ ہدایات

آم

جنوری :—— پودے لگانے کے لئے زمین تیار کریں۔ باغ کی داغ بیل ڈالیں اور گڑھے کھود دیں اور ان میں دیسی کھاد ڈالیں۔ آم کا تیلا و آم کے سوکھے کے خلاف سپرے کریں۔ آم کی گدھڑی کے خلاف درختوں کے تنوں پر چپکنے والی دوائی لگائیں اور آم کی گدھڑی کو تلف کریں۔

فروری :—— گڑھوں کو بھریں۔ پودوں کو باغ میں لگائیں۔ ایمونیم سلفیٹ کی نصف مقدار پودوں کو ڈالیں پھول نکلنے سے پہلے آم کے تیلے کے خلاف سپرے کریں آم کی گدھڑی کو تلف کریں۔ مارچ میں بغلگیر پیوند کرنے کے لئے تخمی پودوں کو گملوں میں تبدیل کریں۔ برسیم کی فصل کو باغ میں دبائیں۔ سابق پنجاب میں بغلگیر کئے ہوئے پودوں کو درختوں سے علیحدہ کریں۔

Marfat.com

مارچ :—— حیدرآباد دکن میں آم کے پودوں کو بغلگیر پیوند کریں یا چشمہ چڑھائیں پیوندشدہ پودوں کی شاخوں کو تین انچ اوپر سے کاٹیں ۔ آخری موسم کے بغلگیر پیوند کئے ہوئے پودوں پر باندھے ہوئے دھاگے کو ڈھیلا کریں، مہینے کے پہلے پندھواڑے میں پودے باغ میں لگائیں ۔ آم کی گدھڑی کو تلف کریں ،

اپریل :—— پودوں کو بغلگیر پیوند کریں ۔ آم کی پیوندی لکڑی تیار کریں ۔ آم کے پودوں کو موقع پر چشمہ چڑھائیں ۔ ایمونیم سلفیٹ کی دوسری نصف مقدار ڈالیں ۔ بیمار شگوفوں کو علیحدہ کریں ۔ تنوں پر سفیدی کریں باقاعدہ وقفوں کے بعد آبپاشی کرتے رہیں ۔

مئی :—— آم کے پودوں کو موقع پر چشمہ چڑھانا جاری رکھیں ۔ نئے پیوندشدہ پودوں کو گرمی سے محفوظ کرنے کے لئے ڈھانپ دیں ۔ تنوں پر سفیدی کریں آب پاشی کا خاص خیال رکھیں ۔ کامیاب پیوندشدہ پودوں کی پھوٹ توڑ دیں ۔ سبز کھاد والی فصلیں کاشت کریں ۔ حیدرآباد دکن میں اگیتی اقسام منڈی میں بھجوائیں ۔ فروٹ فلائی (پھل کی مکھی) کے خلاف سپرے کریں ۔

جون :—— آخر ماہ میں پیوند کئے ہوئے پودوں کو پیوندی جگہ سے تین انچ اوپر سے کاٹیں مارچ میں بغلگیر پیوند کئے جانے والے پودوں کو درختوں سے علیحدہ کریں ۔ تخمی پودوں کو بغلگیر پیوند کرنے کے لئے گملوں میں تبدیل کریں ۔ آم کا سٹاک کرنے کے لئے گٹھلیوں کو اکٹھا کریں ۔ آم کی گٹھلیاں بونے کے لئے زمین کی تیاری کریں ۔ پیوندی شاخ کو تیز ہوا سے بچانے کے لئے سہارا مہیا کریں ۔ حیدرآباد دکن اقسام اور پنجاب میں اگیتی اقسام مثلاً مالدہ وغیرہ کی برداشت ۔

جولائی :—— سٹاک تیار کرنے کے لئے آم کی گٹھلیاں بوئیں ۔ تخمی بودوں کو گملوں میں تبدیل کریں ۔ درمیانی اقسام کی برداشت کریں ۔ تخمی پودوں کو بغلگیر پیوند کریں ۔

اگست :—— تخمی پودوں کو بغلگیر پیوند کریں ۔ پچھیتی اقسام کی برداشت کریں باغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں ۔ باغ کی داغ بیل ڈالیں اور گڑھے کھودیں ،

Marfat.com

ستمبر : —— پودوں کو باغ میں منتقل کریں تخمی پودوں کو بغلگیر پیوند کریں ۔ آم کی پیوندی لکڑی تیار کریں ۔ آم کو موقع پر چشمہ چڑھائیں ۔ اور نرسری میں پیوند کریں سبز کھاد کے لئے برسیم اور دوسری پھلی دار فصلیں کاشت کریں ۔ آم کے سوکھے کی بیماری کے خلاف دوائی چھڑکیں ۔ پچھیتی اقسام کی برداشت کریں ۔

اکتوبر : —— بغلگیر پیوند شدہ پودوں کو درختوں سے علیحدہ کریں ۔

نومبر : —— چھوٹے پودوں کو کورے سے بچانے کے لئے انتظام کریں ۔ اگست ستمبر میں بغلگیر پیوند کئے ہوئے پودوں کو علیحدہ کریں ۔

دسمبر : —— چھوٹے پودوں کو کورے اور سردی سے بچانے کے لئے ان پر سپرے کریں ۔ اور پودوں کے پتوں پر بوری وغیرہ لپیٹیں ۔ درختوں میں سے کمزور شاخوں کو کاٹ دیں ۔

ترشاوہ پھل

جنوری —— پودے لگانے کے لئے زمین تیار کریں ، باغ کی داغ بیل ڈالیں ۔ گڑھے کھودیں ۔ دیسی کھاد ڈالیں ۔ روٹ سٹاک تیار کرنے کے لئے زمین تیار کریں روٹ سٹاک کا پھل حاصل کریں ۔ درمیانی اقسام کی برداشت کریں ۔ سوکھی بیمار اور مردہ شاخوں کو کاٹیں ۔ مالٹے کے تیلے ، مالٹے سنگترے کے سوکھے اور سرطان کے خلاف سپرے کریں ۔

فروری —— گڑھوں کو بھریں ۔ پودوں کو باغ میں لگائیں ۔ امونیم سلفیٹ کی نصف مقدار ڈالیں ۔ روٹ سٹاک بونے کے لئے کیاریاں تیار کریں ۔ روٹ سٹاک کے بیج بوئیں ۔ مٹھے کی قلمیں تیار کریں ۔ اور لگائیں ۔ تخمی کھٹی کی پنیری کو باغ میں منتقل کریں ۔ روٹ سٹاک کے پودوں پر چشمہ چڑھائیں ۔ درمیانی اقسام کی برداشت کریں ، ستمبر ۔ اکتوبر میں پیوند کئے گئے پودوں کو پیوندی جگہ سے تین انچ اوپر سے کاٹیں ، برسیم کو زمین میں دبائیں کاغذی لیموں اور یوریمین لیمن کی داب تیار کریں ، ترشاوہ پھلوں

Marfat.com

کے تیلے ۔ سوکھا اور سرطان کے خلاف سپرے کریں ۔

مارچ ——— پہلے پندرھواڑے میں پودوں کو باغ میں لگائیں ۔ میٹھے کی قلمیں لگائیں روٹ سٹاک کے چھوٹے پودوں کو باغ میں منتقل کریں ۔ روٹ سٹاک کے پودوں کو بذریعہ T طریقہ چشمہ چڑھائیں ۔

اپریل ——— پیوندی پودوں پر سے پھوٹ توڑ دیں چشم پر باندھے ہوئے دھاگے کو ڈھیلا کریں ۔ پیوندی پودوں کو پیوندی جگہ سے تین انچ اوپر سے کاٹیں بچھیتی اقسام کی برداشت کریں ۔ امونیم سلفیٹ کی دوسری نصف مقدار ڈالیں پودوں کو گرمی سے بچانے کے لئے انتظام کریں ۔ پودوں کے تنوں پہ سفیدی کریں ، مالٹے کے سوکھے اور سرطان کے خلاف سپرے کریں ۔

مئی ——— گرمی سے حفاظت کے لئے پودوں کے تنوں پر سفیدی کریں ۔ آب پاشی کا خاص خیال رکھیں ۔ کامیاب پیوندی پودوں کے شگوفے توڑتے رہیں سبز کھاد والی فصلیں کاشت کریں ۔

جون ——— پیوندی پودوں کے شگوفے توڑتے رہیں ، آبپاشی ، نلائی اور جڑی بوٹیوں کی تلفی کا خاص خیال رکھیں ۔ مالٹے کے سوکھے اور سرطان کے خلاف سپرے کریں ۔ کاغذی لیموں کی دابیں علیحدہ کریں ۔ کاغذی لیموں کی دابیں علیحدہ کریں ۔

جولائی ——— کاغذی لیموں کی دابیں علیحدہ کریں ۔ کاغذی لیموں کی فصل برداشت کریں ۔ پھل مکھیوں اور سٹرس لیف مائنر کے خلاف سپرے کریں ۔

اگست ——— باغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں باغ کی دائم بیل ڈالیں اور گڑھے کھودیں ۔ کاغذی لیموں کی دابیں لگائیں میٹھے اور کاغذی لیموں کی فصل برداشت کریں ۔ روٹ سٹاک پر چشمہ چڑھائیں ۔ روٹ سٹاک کے بیج بوئیں ۔

ستمبر ——— روٹ سٹاک کے بیج بوئیں ۔ روٹ سٹاک کے چھوٹے پودوں کو باغ میں منتقل کریں ۔ میٹھے کی فصل برداشت کریں ۔ روٹ سٹاک پر چشمہ چڑھائیں ۔ باغ میں بیوے لگائیں ۔ مالٹے کے سوکھے اور سرطان کے خلاف سپرے کریں ۔ سبز کھاد

Marfat.com

کے لئے برسیم اور دوسری پھلی دار فصلیں کاشت کریں۔

اکتوبر ——— میٹھے کی فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ پہلے پندرھواڑے میں روٹ سٹاک پر چشمہ چڑھائیں۔ پھلی دار فصل بوئیں حیدرآباد ریجن میں پھلی کی فصل کی برداشت کریں۔

نومبر ——— چھوٹے پودوں کو کورے سے بچانے کا انتظام کریں۔ اگیتی اور درمیانی اقسام کی برداشت کریں۔

دسمبر ——— نرسری کے چھوٹے پودوں کو کورے سے بچانے کا انتظام کریں۔ پودوں کو گوبر کی کھاد دیں۔ درمیانی اقسام کی برداشت کریں۔

کھجور

جنوری ——— گوبر کی کھاد ڈالیں۔ پانی لگانے کے لئے زمین تیار کریں۔ باغ کی داغ بیل کریں اور گڑھے کھودیں۔

فروری ——— مادری درختوں سے زیر بچے علیحدہ کریں۔ اور ان کو نرسری میں لگائیں گڑھے کھودیں اور پودے لگائیں۔

مارچ ——— مادہ درختوں کو نر پھول ڈالیں۔ نرسری میں زیر بچے لگائیں۔ پودے باغ میں منتقل کریں۔ مادری درختوں سے زیر بچے علیحدہ کریں۔

اپریل ——— مادہ درختوں پر مصنوعی عمل زیرگی کرتے رہیں۔

مئی ——— آب پاشی و گوڈی کا خاص خیال رکھیں چھوٹے پودوں کی حفاظت کریں

جون ——— آبپاشی و گوڈی کا خاص خیال رکھیں۔ چھوٹے پودوں کی حفاظت کریں۔ حیدرآباد ریجن میں (ڈوکا) فصل کی برداشت کریں۔

جولائی ——— ڈوکا حالت میں پھل کی برداشت جاری رکھیں۔

اگست ——— پھل کی برداشت جاری رکھیں۔ پھل کو توڑنے کے بعد پتوں کی ہلکی کاٹ چھانٹ کریں۔

Marfat.com

ستمبر ——— زیر بچوں کو مادری درختوں سے علیٰحدہ کریں زیر بچوں کو نرسری میں لگائیں ۔ گڑھے بھریں اور پودوں کو باغ میں لگائیں ۔ برسیم اور دوسری پھلی دار فصلیں کاشت کریں ۔

اکتوبر ——— زیر بچوں کو درختوں سے علیٰحدہ کریں ۔ زیر بچوں کو نرسری میں لگائیں برسیم اور دوسری پھلی دار فصلیں کاشت کریں ۔

نومبر ——— چھوٹے اور نرسری کے پودوں کی کہُرے سے حفاظت کریں ۔

دسمبر ——— چھوٹے اور نرسری کے پودوں کی کہرے سے حفاظت کریں ۔

کیلا

جنوری ——— باغ لگانے کے لئے زمین کی تیاری کریں ۔ پودوں کو گوبر کی کھاد دیں ۔ پودوں کی کہُرے سے حفاظت کریں ۔

فروری ——— زیر بچے باغ میں لگائیں ۔ زائد زیر بچوں کو پودوں سے علیٰحدہ کریں ، زیادہ پھل دینے والے پودوں کو سہارا دیں ۔ پودوں کو ایمونیم سلفیٹ ڈالیں ، آٹھ دن کے وقفے سے آبپاشی کرتے رہیں ۔

مارچ ——— زیر بچے باغ میں لگائیں ۔ آبپاشی کا خیال رکھیں ۔ زائد زیر بچے پودوں سے علیٰحدہ کریں پھل توڑیں ۔

اپریل ——— فصل کی برداشت جاری رکھیں ۔ آبپاشی ۔ گوڈی وغیرہ کا خیال رکھیں ۔ نئے لگائے ہوئے پودوں کو ایمونیم سلفیٹ دیں ۔

مئی ——— فصل کی برداشت جاری رکھیں ، آبپاشی ۔ گوڈی وغیرہ کا خاص خیال رکھیں ۔

جون ——— پودوں کی گرمی سے حفاظت کریں ۔ آبپاشی اور گوڈی کا خاص خیال رکھیں ۔ فصل کی برداشت جاری رکھیں ،

جولائی ——— فصل کی برداشت جاری رکھیں ۔ پودوں کو ولائتی کھاد ڈالیں ،

Marfat.com

زائد زیر بچوں کو پودوں سے علیٰحدہ کریں ۔ نئے زیر بچے باغ میں لگائیں ۔
اگست ——— فصل کی برداشت کریں ۔ زائد زیر بچے علیٰحدہ کریں ۔ نئے زیر بچے باغ میں لگائیں ۔
ستمبر ——— فصل کی برداشت جاری رکھیں زائد زیر بچے علیٰحدہ کریں ۔ نئے زیر بچے باغ میں لگائیں ۔
اکتوبر ——— فصل کی برداشت کریں ۔ پودوں کو مصنوعی کھاد دیں ،
نومبر ——— فصل کی برداشت جاری رکھیں ۔
دسمبر ——— فصل کی برداشت جاری رکھیں ۔

امرود

جنوری ——— باغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں ۔ باغ کی داغ بیل ڈالیں اور گڑھے کھود دیں ۔ موسم سرما کی فصل کو منڈی میں بھجوائیں ۔
فروری ——— گڑھے بھریں ۔ پودوں کو باغ میں لگائیں ۔ پنیری کو گملوں میں تبدیل کریں ۔ تخمی پودے پیدا کرنے کے لئے بیج بوئیں ۔
مارچ ——— پودوں کو باغ میں لگائیں ۔ فصل کی برداشت کریں ۔ پنیری کو گملوں میں تبدیل کریں ۔
اپریل ——— پودوں کو بغلگیر پیوند کریں ۔ پودوں کو مصنوعی کھاد دیں ۔
مئی ——— آبپاشی ، گوڈی اور نلائی وغیرہ کا خاص خیال رکھیں ۔ بیمار پھل اکٹھا کر کے زمین میں دبا دیں پھلی دار فصلوں کی کاشت کریں ۔
جون ——— آبپاشی اور گوڈی و نلائی کا خاص خیال رکھیں ۔ بیمار پھل کو اکٹھا کر کے زمین میں دبا دیں ۔ بغلگیر پیوند کئے ہوئے پودوں کو درختوں سے علیٰحدہ کریں ، تخمی پودوں کو پیوند کے لئے گملوں میں تبدیل کریں ۔
جولائی ——— پھل کی برداشت شروع کریں ۔ تخمی پودوں کو بغلگیر پیوند کریں ،

Marfat.com

اگست ——— گرما کی فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ پھل کی مکھی کے خلاف سپرے کریں۔

ستمبر ——— گڑھے بھریں اور پودوں کو باغ میں لگائیں۔ تخمی پودے پیدا کرنے کے لئے بیج بوئیں۔ تخمی پودوں کو بغلگیر پیوند کریں۔ برسیم اور دوسری پھلی دار فصلیں کاشت کریں۔

اکتوبر ——— پودوں کو باغ میں لگائیں۔ برسیم اور دوسری پھلی دار فصلیں کاشت کریں۔ بغلگیر پیوند کئے ہوئے پودوں کو علیحدہ کریں۔

نومبر ——— اگست۔ ستمبر میں بغلگیر پیوند کئے ہوئے پودوں کو علیحدہ چھوٹے نرسری کے پودوں کی کورے سے حفاظت کریں۔

دسمبر ——— چھوٹے اور نرسری کے پودوں کی کورے سے حفاظت کریں۔

پپیتا

جنوری ——— پودوں کو گوبر کی کھاد ڈالیں اور فصل برداشت کریں۔

فروری ——— کیاریوں یا گملوں میں تخمی پودے پیدا کرنے کے لئے بیج بوئیں بیج پھوٹنے تک ہر روز پانی دیں۔ پچھلے موسم میں چھوٹے پودوں کو باغ میں لگائیں۔ فصل کی برداشت جاری رکھیں۔

مارچ ——— فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ باقاعدہ آبپاشی کریں۔ مصنوعی کھاد ڈالیں۔

اپریل ——— فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ پنیری کو منتقل کریں۔ باقاعدہ آبپاشی کریں۔

مئی ——— فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ ہفتہ وار باقاعدگی سے آبپاشی کریں۔

جون ——— پودوں کو گرمی وغیرہ سے محفوظ رکھیں۔ فصل کی برداشت جاری رکھیں

Marfat.com

جولائی ـــــ فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ تخمی پودے پیدا کرنے کے لئے کیاریوں یا گملوں میں بیج بوئیں۔ چھوٹے پودوں کو منتقل کریں۔

اگست ـــــ پودوں کو گوبر کی کھاد یا مصنوعی کھاد ڈالیں۔ فصل کی برداشت جاری رکھیں۔

ستمبر ـــــ فصل کی برداشت کریں۔ دیسی یا مصنوعی کھاد ڈالیں

اکتوبر ـــــ فصل کی برداشت جاری رکھیں۔

نومبر ـــــ چھوٹے پودوں کی کورے سے حفاظت کریں۔ فصل کی برداشت ختم کردیں۔

دسمبر ـــــ چھوٹے پودوں کی کورے وغیرہ سے حفاظت کریں۔

انگور

جنوری ـــــ قلموں کو تیار کریں اور ان کو کیلوسنگ کریں۔ پودوں میں کھاد ڈالیں میدانی علاقوں میں آخر ماہ میں بیلوں کی کاٹ چھانٹ کریں۔

فروری ـــــ بیلوں کی کاٹ چھانٹ کریں قلموں کو نرسری میں لگائیں، پودوں کو باغ میں منتقل کریں،

مارچ ـــــ نرسری میں قلمیں لگائیں۔ پودوں کو باغ میں لگائیں۔ کاٹ چھانٹ جاری رکھیں۔ مصنوعی کھاد ڈالیں۔ کیڑوں اور بیماریوں کے خلاف سپرے کریں۔

اپریل ـــــ زمین جڑی بوٹیوں سے پاک رہے باقاعدہ پانی دیتے رہیں۔

مئی ـــــ آبپاشی گوڈی اور نلائی کا خاص خیال رکھیں زیادہ پھیل دینے والی شاخوں کو چھدرا کریں۔ حیدرآباد ریجن میں پودوں کو مصنوعی کھاد ڈالیں،

جون ـــــ اگیتی اقسام کی برداشت کریں۔ آبپاشی، گوڈی اور نلائی کا خاص خیال رکھیں۔

Marfat.com

جولائی ——— پھل کی برداشت کریں۔

اگست ——— پھل توڑتے وقت جراثیم اور بیماریوں کے خلاف سپرے کریں،

ستمبر ——— پچھیتی اقسام کا پھل توڑیں۔

اکتوبر ——— //

نومبر ——— زمین میں ہل وغیرہ چلائیں اور اس کو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھیں۔

دسمبر ——— دیسی کھاد ڈالیں۔

Marfat.com

منطقہ معتدلہ کے پھل

سیب اور ناشپاتی

جنوری ـــــ زیریں علاقوں میں باغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں۔ باغ کی داغ بیل ڈالیں اور نئے پودے لگانے کے لئے گڑھے کھودیں۔ درختوں کی کاٹ چھانٹ کریں۔ دیسی کھاد ڈالیں۔ زیرنچے لگائیں۔ پودوں کو باغ میں لگائیں۔ سن جوز سکیل اور گاڈلنگ ماتھ کے خلاف سپرے کریں۔

فروری ـــــ اونچے پہاڑی علاقوں میں باغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں۔ داغ بیل ڈالیں اور نئے پودے لگانے کے لئے گڑھے کھودیں پودوں پر پیوند کریں، اور انھیں باغ میں منتقل کریں۔ پودوں کی کاٹ چھانٹ کریں۔ بٹنگی کے سٹاک کو منتقل کریں۔

مارچ ـــــ پہاڑی علاقوں میں روٹ سٹاک پر اعلیٰ قسم کا پیوند کریں۔ مصنوعی کھاد ڈالیں۔ کیڑوں اور بیماری کے خلاف درختوں پر سپرے کریں۔ باغ کی گوڈائی و نلائی کریں۔

اپریل ـــــ باقاعدگی سے آبپاشی کریں۔ باغ کی گوڈائی و نلائی کریں۔ سیب کے پودوں پر چھلا نما پیوند لگائیں مصنوعی کھاد ڈالیں (MILDEW) بیماری

Marfat.com

کے خلاف سپرے کریں۔

مئی ——— آبپاشی۔ گوڈی اور نلائی کا خاص خیال رکھیں۔ کاڈلنگ ماتھ کے خلاف سپرے کریں۔ زیادہ پھل دینے والے درختوں کو چھدرا کریں۔

جون ——— نرسری باغ کی آبپاشی اور گوڈی وغیرہ کا خاص خیال رکھیں۔

جولائی ——— اگیتی اقسام کی برداشت کریں۔ سٹاک پودوں پر اعلیٰ قسم کا چشمہ چڑھائیں کاڈلنگ ساتھ کے خلاف سپرے کریں۔

اگست ——— فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ سٹاک پر اعلیٰ قسم کا چشمہ چڑھائیں

ستمبر ——— ناشپاتی کی پچھیتی اقسام کی برداشت کریں

اکتوبر ——— سیب کی پچھیتی اقسام کی برداشت کریں۔

نومبر ——— پودے لگانے کے لئے ٹبنگی کا پھل اکٹھا کریں۔

دسمبر ——— ٹبنگی کا پھل اکٹھا کریں چھوٹے سیب کے پودوں کو زمین سے دو انچ اوپر سے کاٹیں اور پھر مٹی چڑھائیں۔ تاکہ ایک سال کے بعد زیر نیچے حاصل کئے جا سکیں۔

آڑو، آلوچہ، خوبانی، بادام اور چیری

جنوری ——— نچلے علاقوں میں باغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں۔ داغ بیل لگائیں۔ گڑھے کھودیں۔ اور گوبر کی کھاد ڈالیں۔ پودوں کی کاٹ چھانٹ کریں۔ پودوں کو باغ میں لگائیں۔ روٹ سٹاک کے لئے بیج بوئیں۔

فروری ——— پہاڑی علاقوں میں باغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں۔ داغ بیل ڈالیں اور نئے پودے لگانے کے لئے گڑھے کھودیں۔ روٹ سٹاک پر اعلیٰ قسم کا پیوند کریں پودوں کی کاٹ چھانٹ کریں سرٹیفائیڈ کٹے ہوئے بیجوں کو نرسری میں لگائیں۔

مارچ ——— پہاڑی علاقوں میں پودے لگائیں۔ روٹ سٹاک پر اعلیٰ قسم کا پیوند

Marfat.com

پیوند کریں۔ سرٹیفائیڈ کئے ہوئے بیج کو نرسری میں لگائیں۔

اپریل ——— روٹ سٹاک پر پھلا نما پیوند کریں۔ زیادہ پھل دینے والے درختوں کو چھدرا کریں۔ آب پاشی و گوڈی کریں۔

مئی ——— آبپاشی، گوڈی اور نلائی کا خاص خیال رکھیں۔ روٹ سٹاک پر چشمہ چڑھائیں۔ پھل کی مکھیوں کے خلاف سپرے کریں۔ الوچہ، خوبانی اور چیری کی اگیتی اقسام کی برداشت کریں۔

جون ——— خوبانی، آلوچہ کے پھل کی برداشت جاری رہے، آڑو کی اگیتی اقسام کی برداشت کریں۔ کوٹہ ریجن میں چشمہ چڑھانے کا عمل شروع کریں۔ چیری کا پھل توڑنا ختم کردیں۔ آبپاشی کا خیال رکھیں۔

جولائی ——— آڑو، آلوچہ کے پھل کی برداشت، روٹ سٹاک پر چشمہ چڑھانے کا کام جاری رکھیں۔

اگست ——— آڑو، آلوچہ اور بادام کی پچھیتی اقسام کی برداشت کریں۔ روٹ سٹاک پر چشمہ چڑھانے کا عمل جاری رکھیں۔

ستمبر ——— آلوچہ کی پچھیتی اقسام کی برداشت کریں۔

اکتوبر ——— برسیم اور دوسری پھلی جڑ سبز کھاد کے لئے کاشت کریں۔

نومبر ——— روٹ سٹاکس کے بیجوں کو سٹرفیکیشن کرنا۔

دسمبر ——— پودوں کو گوبر کی کھاد ڈالیں اور کاٹ چھانٹ شروع کردیں۔

Marfat.com

Marfat.com

ذخیرہ
کتب خانہ انجمن ترقی اردو پاکستان لاہور
خلیل احمد شرفپوری

Marfat.com

ذخیرہ
کتب خانہ انجمن ترقی اردو پاکستان لاہور
خلیل احمد شرفپوری

Marfat.com